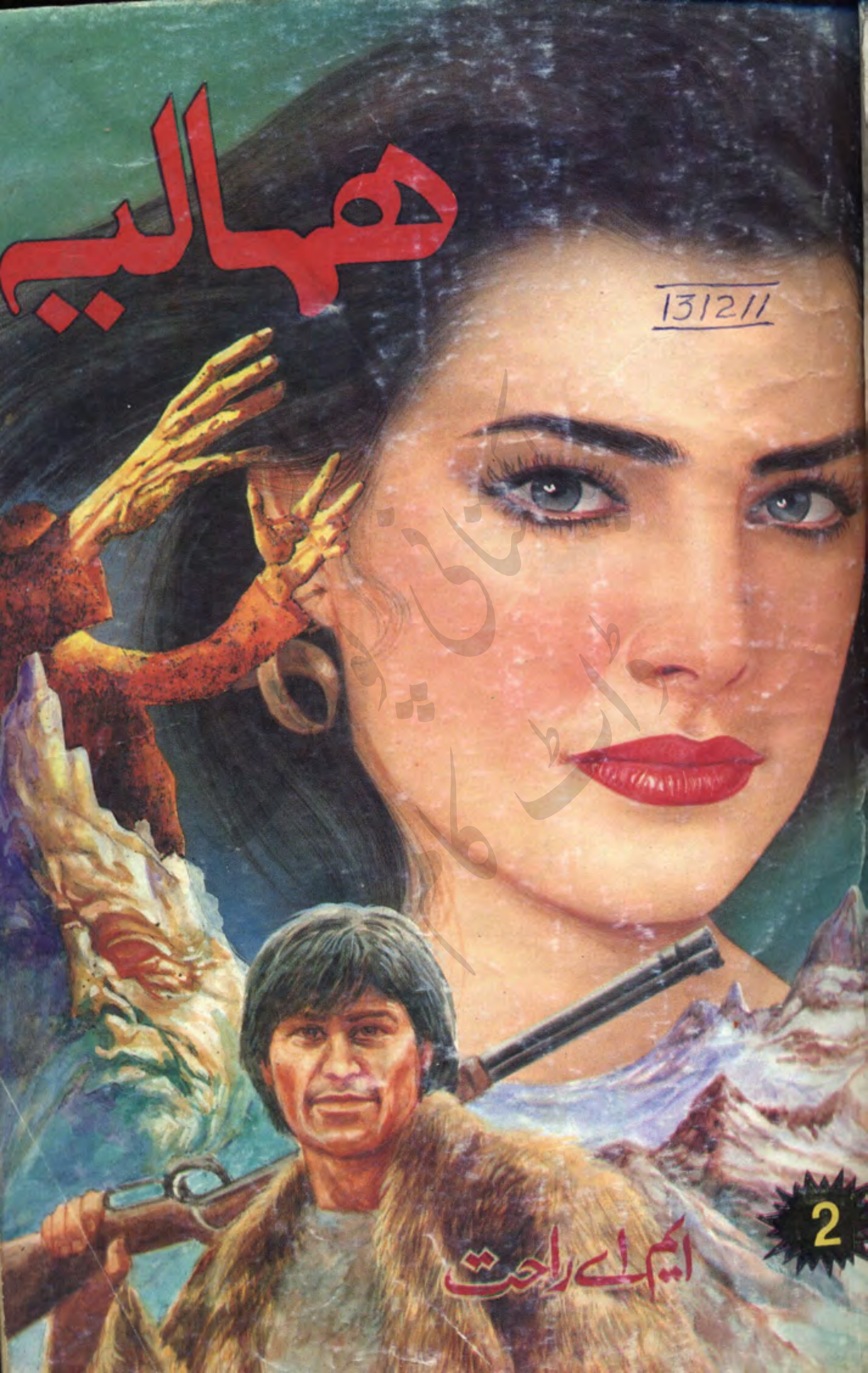
ھمالیہ
13/2/11
2
ایم اے راحت

ھالہ

سنگلاخ چٹانوں کے دیس سے، خون اور آہوں میں ڈوبی ہوئی

ایک طویل سرگزشت۔

تیز رفتار، تیز دھار اور مزیدار سلسلے وار کہانی

وہ کسی قدر نشیب میں تھا، اور بلندی پر سڑک نظر آ رہی تھی۔۔۔ ایک گاڑی اُس سڑک پر سے گزری تو اس نے حیرت سے گہری گہری سانسیں لیں، بعض اوقات واقعات کیا دلچسپ کھیل دکھاتے ہیں، وہ کئی گھنٹوں تک سڑک کی تلاش میں مارا مارا پھرتا رہا تھا اور ممکن ہے وہ سڑک کے کنارے کنارے ہی سفر کرتا رہا ہو، تل کی اوٹ میں پہاڑ اوجھل والی بات تھی۔ اسے سڑک نظر نہیں آ رہی تھی لیکن سڑک زیادہ دُور نہیں تھی۔ اس نے کسی مناسب راستے کی تلاش میں نگاہ دوڑائی اور پھر سخت ڈھلان دیکھ کر اس کی جانب چل پڑا۔

گھوڑا اَب بھی اُس کے اشاروں پر عمل کر رہا تھا۔ اُس نے شاید درختوں کے پتوں سے اپنا پیٹ بھر لیا تھا اس لیے اُس کے انداز میں کسی قسم کی سرکشی نظر نہیں آ رہی تھی، ڈھلان عبور کر کے وہ سڑک پر پہنچا اور سڑک کے دونوں سمت نگاہیں دوڑانے لگا۔

پھر اُسے اندازہ ہو گیا کہ آنے والی سمت کون سی تھی اور وہ کس سمت جا رہا تھا۔ چنانچہ اُس نے گھوڑے کا رُخ اُس سمت پھیر دیا۔۔۔

تقریباً تین میل کا فاصلہ طے کرنا پڑا تھا اُسے، وہ اصل جگہ سے تین میل دُور نکل آیا تھا۔ تین میل کا فاصلہ طے کرنے کے بعد اُس نے ایک اور دلچسپ منظر دیکھا۔ اُس کی کار بدستور کھڑی ہوئی تھی اور اس کار کے نزدیک ایک اور کار کھڑی ہوئی تھی۔

"نجانے یہ کس کی کار ہے؟" اُس نے سوچا۔ اُس کے ہاتھ بے اختیار ہولسٹر پر چلے گئے تھے، پستول موجود تھا لیکن اُس کے ذہن میں کسی قسم کا کوئی خوف نہیں تھا۔ وہ گھوڑے کو تیز رفتاری سے دوڑاتا ہوا کار کے نزدیک پہنچ گیا، شاید یہ گھوڑے کے قدموں ہی کی آوازیں تھیں جن کی وجہ سے تاوُنی نے کار کی کھڑکی سے گردن نکال کر باہر دیکھا۔ اس کے عقب میں ایک گردن باہر نکل آئی تھی اور یہ گردن کسی لڑکی کی تھی۔ شیران نے گہری سانس لی۔

یہ ذلیل تاوُنی بڑا ہی سخت جان ہے، وہ لوگ جو شیران کی موت کے خواہاں تھے اُسے چھوڑ کر چلے گئے تھے یا پھر اس کم بخت نے خود ہی اپنی جان بچانے کی کوشش کی ہو گی لیکن یہ لڑکی کون ہے؟ شیران سوچتا ہوا بالآخر کار کے نزدیک پہنچ گیا! اور گھوڑے سے اُتر گیا۔

اسی دوران تاوُنی اس لڑکی کے ساتھ نیچے اُتر آیا تھا۔ بُوٹے سے قد کی خوبصورت سی لڑکی تھی، جس کے ہونٹوں پر بڑی دلکش مُسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ وہ مُسکراتی نگاہوں سے شیران کو دیکھ رہی تھی اور تاوُنی مُنہ پھاڑے حیرت سے کھڑا تھا۔

"زندہ ہو تم؟" شیران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"ہاں چیف تمہارے بغیر مر بھی نہیں سکتا۔" تاوُنی نے جواب دیا۔

"بکواس بند کرو تم انتہائی خود غرض اور ذلیل قسم کے
دمی ہو۔"

"ٹھیک ہے باس۔ تاؤنی کے بارے میں آپ کے جو
ثرات ہیں وہ آپ نے بیان کر دیے، لیکن تاؤنی وہ نہیں ہے جو
پ سمجھ رہے ہیں۔"

"یہ کون ہے؟" شیران نے لڑکی کی جانب اشارہ کر کے کہا۔

"اوہ مسٹر شیران۔ میں۔ میں سڈنا ہوں۔" لڑکی نے خود
ہی جواب دیا۔

"میری کوئی دُور کی عزیزہ لگتی ہو؟" شیران نے سوال کیا اور
لڑکی حیرت سے اُسے دیکھنے لگی۔

"میں نہیں سمجھی۔"

"میرا نام کیسے جانتی ہو؟"

"میں نے بتایا ہے چیف۔" تاؤنی جلدی سے بولا۔

"کیوں۔؟" شیران غرّایا۔

"وہ۔ وہ چیف مس سڈنا ہماری اتنی مددگار ثابت ہوئی
ہیں کہ آپ تصور بھی نہیں کر سکتے۔ یہ دیکھیے گاڑی کے دونوں ٹائر
درست ہیں۔" تاؤنی نے آگے بڑھ کر کہا اور شیران نے چونک کر
گاڑی کے پچھلے ٹائر دیکھے۔ دونوں ٹائر ٹھیک تھے۔

"کیا مطلب؟" اس نے بھاری لہجے میں سوال کیا۔

"بس چیف جن حالات سے ہم گزرے، وہ تو تمھارے علم
میں ہیں ہی، ہمارے بدبخت دشمن غالباً مجھ سے زیادہ دلچسپی نہیں رکھتے،
ویسے بھی چیف اس وقت اس کے علاوہ کوئی اور ترکیب میرے
ذہن میں نہیں آئی تھی کہ میں کار کے نچلے حصے میں رینگ جاؤں۔ وہ
لوگ یہاں آئے، قرب و جوار میں دیکھا اور پھر کسی کو نہ پا کر نشیب میں
اتر گئے، شاید تمھاری تلاش میں تھے۔ چیف تمھیں کوئی مشکل تو پیش
نہیں آئی؟" تاؤنی نے سوال کیا۔

"نہیں نہیں بالکل نہیں۔ وہ لوگ میرے پاس پہنچے اور پھر
اُنھوں نے مجھ سے ایک کھلے میدان میں چلنے کی درخواست کی، میدان
میں پہنچ کر اُنھوں نے پولو اسٹکس نکالیں اور پھر رات بھر ہم پولو کھیلتے
رہے۔" شیران نے جواب دیا اور تاؤنی ہنس پڑا۔

"یقیناً ان سب کو شکست ہوگئی ہوگی چیف۔" اس نے
ہنستے ہوئے کہا۔

"بکواس بند کرو۔"

"اوہ۔ اچھا اچھا۔ ٹھیک ہے چیف۔ تو میں آپ کو مس
سڈنا کی کہانی سنا رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد بے چاری مس سڈنا ادھر
سے گزریں اور میں جلدی سے گاڑی کے نیچے سے نکل آیا۔ میں نے اُن
سے کار روکنے کی درخواست کی اور وہ کار روک کر مجھ سے میرا احوال
پوچھنے لگیں۔ تب میں نے انھیں اپنی دردناک داستان سنائی اور
چیف یہ مس سڈنا اتنی کشادہ ذہن اور فراخ دل کی مالک ہیں کہ انھوں
نے میری پوری مدد کی۔ ہم لوگ یہاں سے کافی دُور جا کر ایک پٹرول پمپ
سے مکینک کو پکڑ کر لائے، اس کا پنکچر لگانے کا تمام سامان بھی مس
سڈنا کی گاڑی کے ذریعے یہاں تک پہنچا۔ مکینک نے پنکچر لگائے
اور اس کے بعد مس سڈنا اُسے واپس چھوڑنے بھی گئیں۔ چیف یہ معمولی
بات نہیں ہے۔ ان تمام کاموں سے فارغ ہونے کے بعد انھوں نے
آپ کا انتظار بھی کیا۔ میں نے انھیں تمام صورتِ حال بتائی چیف
تو مس سڈنا نے مشورہ دیا کہ مسٹر شیران کا اسی جگہ رُک کر انتظار کیا
جائے۔ میں نے کہا کہ میں تنہا نہیں رہ سکتا، یہ میری سب سے بڑی کمزوری
ہے کہ تنہائی مجھے موت سے بدتر محسوس ہوتی ہے... تو انھوں نے میری
معیت قبول کر لی اور چیف اس کے بعد سے اب تک یہاں موجود
ہیں۔ آپ نے دیکھا مس سڈنا، میں نے آپ سے دعویٰ کیا تھا
کہ میرے چیف پر قابو پانا عام لوگوں کے بس کی بات نہیں ہے سارے
ان پر قابو پانے کے لیے ایک پوری بٹالین کی ضرورت ہے" اور آپ
دیکھ لیجیے کیسے واپس آ گئے۔ تاؤنی نے شیران کو مسکه لگاتے ہوئے کہا۔

"ہوں، بہت خوب، بلاشبہ آپ فراخ دل ہیں مس سڈنا
ساری رات کسی کے لیے بے کار کر دینا آسان بات نہیں ہے۔"
شیران نے کسی قدر طنزیہ انداز میں کہا۔

"اوہ مسٹر شیران، درحقیقت مسٹر تاؤنی میری مدد کے مستحق تھے،
ویسے میں آپ کے بارے میں تشویش کا شکار ہوں، کون تھے آپ
کے دشمن، اور کیوں دشمنی کر رہے ہیں وہ آپ سے۔ کیا ہوا اُن کا؟
کیا وہ فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے؟ کیا آپ کی اُن سے جنگ بھی
ہوئی؟" سڈنا نے ایک ساتھ کئی سوال پوچھ ڈالے اور شیران عجیب سی
نگاہوں سے اُسے تکنے لگا۔ پھر بولا۔

"نہیں نہیں مس سڈنا، وہ سب بے حد شریف آدمی تھے،
تھوڑی دیر تک وہ مجھے تلاش کرتے رہے۔ اس کے بعد اُنھوں نے
وقت ضائع کرنا مناسب نہیں سمجھا اور چلے گئے۔"

"لیکن آپ ساری رات کہاں رہے مسٹر شیران۔"

"جنگلوں میں بھٹکتا رہا۔ دراصل میں ان راستوں سے ناواقف
ہوں۔" شیران نے جواب دیا اور پھر گھوڑے کی پشت پر ہاتھ مار کر اُسے
دُور بھگا دیا، گھوڑا دوبارہ نشیب میں اُتر گیا تھا۔

"تو مس سڈنا میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے کار کے

ٹائروں کو درست کرانے میں میری مدد کی، میں آپ کی کیا خدمت
کر سکتا ہوں۔"

"بس کچھ نہیں، ہم دوست بن گئے ہیں تو ہمیں کبھی کبھی
ملتے رہنا چاہیے۔" سڈنا نے جواب دیا۔

"یقیناً آپ کا قیام کہاں ہے؟" شیران نے پوچھا۔

"الیونیولوتھم اسکوائر بنکاک۔" سڈنا نے جواب دیا۔

"یقیناً یقیناً، تمھیں تو مس سڈنا کے بارے میں بہت
کچھ معلوم ہو گیا ہوگا۔" شیران نے مسکرا کر کہا اور تاؤنی ہنس پڑا۔
سڈنا اپنی کار میں جا بیٹھی تھی، پھر اُس نے کار اسٹارٹ کی
اور ان لوگوں کو الوداع کہتی ہوئی چلی گئی۔ شیران کے چہرے پر غور و فکر
کے آثار تھے۔

پھر وہ کار میں آ بیٹھا اور تاؤنی سے بولا۔

"یہ لڑکی فیئر نہیں معلوم ہوتی تھی۔"

"اوہ نہیں چیف، ایسی کوئی بات نہیں۔ تاؤنی اس کی ذمّہ داری
قبول کرتا ہے۔"

"بڑے اعتماد سے کہہ رہے ہو؟"

"ہاں چیف لڑکیوں کے بارے میں میرے تجربات کو کسی
طرح چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔" تاؤنی نے جواب دیا اور شیران نے
گردن ہلا دی۔

کار بنکاک کی طرف جا رہی تھی، رات بھر کی تھکن شیران پر مسلط
تھی، پُرسکون نیند نہیں سویا تھا اس لیے بدن کے بہت سے
حصے اب بھی دُکھ رہے تھے، تاہم وہ ان کا اظہار نہیں کرنا چاہتا
تھا۔ تاؤنی پُراطمینان نگاہوں سے قرب و جوار کے مناظر دیکھ رہا
تھا۔ پھر اُس نے چونک کر پوچھا۔ "ارے ہاں چیف وہ تمھارے
دشمنوں کا کیا ہوا؟"

"فضول باتوں سے گریز کرو تاؤنی، تمھیں ان سے کوئی دلچسپی
نہیں ہونی چاہیے۔"

"کک کیا مطلب چیف؟"

"کچھ نہیں تاؤنی، میں نے تمھیں ہر مرحلے پر ایک خود غرض
قسم کا انسان پایا ہے۔"

"اوہ نہیں چیف۔ تاؤنی تمھارا وفادار ہے۔" تاؤنی نے جواب
دیا اور شیران گردن ہلانے لگا۔ اس کی نگاہیں ونڈ اسکرین پر جمی ہوئی
تھیں، کبھی کبھی وہ اطراف میں بھی دیکھ لیتا تھا، وہ ابھی تک اپنے
ان دشمنوں میں ہی اُلجھا ہوا تھا۔
سارے کے سارے تو ختم نہ ہو گئے ہوں گے، لیکن وہ
اس طرح اس کے پیچھے کیوں پڑے تھے کہ جان تک گنوا بیٹھے۔ اس
سوال کا جواب اس کے ذہن میں نہیں آ رہا تھا۔ تھوڑی دیر تک
کار ڈرائیو کرنے کے بعد اُس نے کار کو سڑک سے اُتارا اور ایک
طرف روک دیا۔ تاؤنی چونک کر اُسے دیکھنے لگا۔

"خیریت چیف، کیا بات ہے؟" اُس نے سوال کیا لیکن
شیران نے اُسے کوئی جواب نہ دیا، وہ دروازہ کھول کر نیچے اُترا اور
سڑک کے نشیب میں چل پڑا۔ کار ایک گھنے درخت کے نیچے کھڑی تھی۔
شیران نشیب میں پہنچ کر ایک درخت کی آڑ میں ہو گیا،
اُسے پیشاب کی حاجت ہوئی تھی، لیکن ابھی ایک لمحہ بھی نہیں ہوا تھا
کہ کان پھاڑنے والا ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور شیران اُچھل کر گرتے
گرتے بچا، اُس نے درخت کے تنے کا سہارا لے لیا تھا۔ دھماکہ سڑک
کی سمت ہی ہوا تھا، بے اختیار اُس کی نگاہیں اپنی کار کی جانب اُٹھ
گئیں اور دُوسرے لمحے اس کا چہرہ دُھواں ہو گیا۔

کار بُری طرح تباہ ہو گئی تھی، اس کے دروازے کھڑکیاں اُچھل
کر دُور دُور جا پڑے تھے اور انجن کا حصہ بالکل تباہ ہو گیا تھا، چھت
اُڑ گئی تھی، یقینی طور پر اب تاؤنی کی زندگی کا کوئی تصور بھی نہیں کیا جا
سکتا تھا۔

شیران نے پستول ہاتھ میں لے لیا اور اِدھر اُدھر دیکھنے
لگا، اس کی آنکھوں میں ایک لمحے کے لیے پھر جنون کے آثار اُبھر
آئے تھے، چند لمحات وہ اِدھر اُدھر دیکھتا رہا اور اُس کے بعد
واپس کار کی طرف دوڑا۔ کار کا اگلا حصہ جل رہا تھا، لیکن شیران کو رُک
جانا پڑا۔

ایک اور دھماکہ ہوا، پٹرول کی ٹنکی پھٹی تھی، آگ کے شعلے
دُور دُور تک بکھر گئے تھے اور شیران نے آنکھیں بند کر کے گردن جھٹکی،
بے چارے تاؤنی کا انجام ہو گیا تھا، وہ ایک لمحے کے لیے افسوس
سے سوچنے لگا۔ تاؤنی نے بہر طور سنگین ہی اس کے ساتھ بہتر سلوک
کیا تھا، یہ دُوسری بات ہے کہ وہ اس وقت سے اب تک اس
کے پیچھے لگا ہوا تھا اور شیران کو اس کی شخصیت میں کوئی خاص کشش
نظر نہیں آتی تھی، بہر طور یہ حقیقت تھی کہ وہ شیران کا سچا ساتھی تھا، اور
اس دوران کچھ ایسے واقعات بھی ہوئے تھے جو شیران کو ہمیشہ یاد رہتے۔

کار بُری طرح جل کر تباہ ہو گئی تھی، شیران کو یقین ہو گیا تھا کہ یہ
تباہی کس بم کا نتیجہ تھی، ممکن ہے ٹائم بم ہو اور ٹائم بم کے تصور کے ساتھ
اس کے ذہن میں سڈنا اُبھر آئی۔ ایک لمحے کے لیے اُس کے ذہن
میں نفرت کا شدید طوفان اُٹھا۔ تاؤنی خود ہی اپنی حرکتوں کا شکار ہوا
ہے، لڑکیوں کو دیکھ کر اس قدر پاگل نہیں ہونا چاہیے۔ شیران کے دشمن

چہار اطراف بکھرے ہوئے ہیں اور ہر لمحہ یہ کوشش کر رہے ہیں کہ شیران کو ہلاک کر دیا جائے۔ ان حالات میں تو اپنے سائے سے بھی محتاط رہنا ضروری ہے۔ سڈنا یقیناً بعد کے حالات کنٹرول کرنے کے لیے آئی ہوگی۔ شیران کو یہ اندازہ لگانے میں دقت نہ ہوئی کہ اس کے دشمن اس کی جانب سے خوفزدہ بھی ہیں اور یہ بھروسہ نہیں رکھتے کہ ان کی کوئی کوشش شیران کو ہلاک کر دے گی۔ چنانچہ انھوں نے پے در پے کئی جال بچھا رکھے تھے۔ ایک سمت تو وہ گھوڑے سوار شیران کے تعاقب میں تھے۔ انھوں نے کار کے ٹائر پھاڑے۔ شیران پر گولیوں کی بارش کی لیکن شیران بچ گیا تو وہ اس کے تعاقب میں چل پڑے۔ ان کے بعد سڈنا آئی۔ یقینی طور پر اس ڈرامے کا انجام دیکھنے آئی ہوگی لیکن یہاں اسے صورتِ حال مختلف ملی تو اس نے تاڈنی کے ساتھ ان کا ڈھونگ رچایا۔ یقینی طور پر ٹائم بم اس مکینک نے یا خود سڈنا نے کار کے بونٹ میں رکھا ہوگا اور یہ ٹائم بم ایک مخصوص وقت پر پھٹ گیا۔

یہ صرف اتفاق ہی تھا اور شیران کو اس اتفاق پر شدید حیرت تھی کہ ٹائم بم کے پھٹنے کے وقت وہ نیچے اتر گیا۔ غالباً ابھی اس کی زندگی کا اختتام قریب نہیں تھا کچھ اور واقعات بھی اس کی زندگی سے منسلک ہونے تھے لیکن تاڈنی کا ڈراپ سین ہو گیا تھا۔

کار کے نزدیک پہنچ کر اس نے تاڈنی کی لاش کو تلاش کیا، یقیناً اب تک جل کر وہ راکھ ہو چکی ہوگی۔ اِدھر اُدھر دیکھا۔ کار کا جو حشر ہوا تھا وہ قابلِ دید تھا لیکن تاڈنی کی لاش....

دُوسرے لمحے اس کے کانوں میں ایک آواز اُبھری "عزیز آقا خادم یہاں موجود ہے۔"

شیران بُری طرح اُچھل پڑا۔ اُس نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ تاڈنی قرب و جوار میں کہیں موجود نہیں تھا۔

"بائیں سمت دیکھو باس۔" تاڈنی نے کہا اور شیران کی گردن بائیں سمت مُڑ گئی۔

"نہیں نہیں۔ دائیں سمت رُخ کرو۔ دُوسری آواز سُنائی دی اور شیران کی گردن بے اختیار دائیں سمت گھوم گئی۔

"اُفوہ، میری مراد ہے باس کہ اپنے عقب میں دیکھو۔" تاڈنی نے کہا اور شیران عقب میں گھوم گیا۔ پھر اس کے ذہن میں جھنجلاہٹ بیدار ہو گئی۔

"کہاں مر رہے ہو تم!"

"اوہو چیف۔ اِدھر اُدھر دیکھ کر وقت ضائع کرنے سے کیا فائدہ۔ بہتر یہ ہے کہ آسمان کی بلندیوں کی جانب دیکھو۔" تاڈنی نے کہا اور شیران کی گردن بے اختیار اُوپر اُٹھ گئی۔

پھر اُس نے درخت پر جو منظر دیکھا اُسے دیکھ کر اُس کے حلق سے بے ساختہ قہقہہ آزاد ہو گیا۔

تاڈنی درخت کی ایک نوکیلی شاخ میں لٹکا ہوا تھا۔ درخت کی نوکیلی شاخ اس کی قمیص کے پچھلے حصے میں پھنس گئی تھی اور اُس کے کالر سے باہر نکل آئی تھی۔ تاڈنی کے چاروں ہاتھ پاؤں آزاد تھے لیکن وہ اس آزادی سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھا سکتا تھا اور بڑے اطمینان سے درخت کی اس شاخ میں لٹکا جھول رہا تھا۔

"چیف!" اس نے افسردہ لہجے میں کہا۔ "میری یہ قمیص میرے اس ناتواں بدن کی زیادہ عرصے تک متحمل نہیں ہو سکتی اور اگر میں اس سے نیچے گرا تو تم نے ان چھپکلیوں کا حشر دیکھا ہوگا جو چھت سے گرتی ہیں اور اُن کے ہاتھ پاؤں بے کار ہو جاتے ہیں۔"

"نہیں تاڈنی، وہ چھپکلیاں تو اپنے بچاؤ کی صلاحیتیں رکھتی ہیں، تم تو ان سے بھی بدتر ہو۔"

"ممکن ہے ایسا ہی ہو... لیکن کیا تم میری کوئی مدد نہیں کرو گے؟"

"ہونا تو یہ چاہیے کہ تمہاری مدد نہیں کرنی چاہیے تاڈنی۔ تم اس قابل ہی نہیں ہو۔"

"پوچھ سکتا ہوں چیف کہ کیوں...؟"

"اس کیوں کا جواب تم مجھ سے مانگ رہے ہو تاڈنی، اوّل تو تمھیں زندہ نہیں بچنا چاہیے تھا، نجانے تم کونسی مٹی کے بنے ہوئے ہو۔ میں تو یہ سوچ رہا تھا کہ اب تمہارے اعضا اطراف سے سمیٹنا پڑیں گے اور ان کی گٹھڑی باندھ کر بنکاک میں لے جاؤں گا تاکہ اُنھیں کسی گندے گڑھے ہی میں پھینکا جا سکے لیکن تم ابھی بھی زندہ ہو۔"

"اب یہ مجبوری ہے چیف کہ میں چھت پھاڑ کر نکل آیا... ویسے تم بالکل مطمئن رہو، تمھیں میری پُشت اور سر کے پچھلے حصے پر زخموں کے کچھ نشانات ملیں گے۔ تم دیکھ نہیں رہے چیف کہ زمین پر میرے خون کی بوندیں ٹپک رہی ہیں۔ صُورتِ حال بڑی عجیب ہے مجھے خود بھی اپنے بچ جانے کا یقین نہیں ہے، اگر تم میری آواز نہ سُن رہے ہوتے اور میں تمھیں اتنی آسانی سے نہ دیکھ رہا ہوتا تو میں یہی سمجھتا کہ میں مر چکا ہوں۔ براہِ کرم مجھے اُتارو چیف یہ کالر ہے نا۔ یہ میری گردن میں بُری طرح گھس رہا ہے، اگر میں ہاتھوں سے اُس کے بٹن کھولنے کی کوشش کروں تو قمیص ڈھیلی ہو جائے گی اور اس کے بعد چیف۔ اس کے بعد..." تاڈنی نے آنکھیں بند کر لی تھیں اور شیران کو ہنسی آ گئی۔

بہرطور اس مردُود کا زندہ بچ جانا ایک معجزہ ہی تھا۔ اب اُسے اُتارنے کا مسئلہ درپیش تھا۔ چنانچہ شیران نے جُوتے اتارے اور درخت کے تنے پر ہاتھ جما کر اُوپر چڑھنے لگا۔ چند ہی لمحات کے بعد وہ

درخت کی بلند شاخ پر تھا پھر آہستہ آہستہ وہ اس شاخ کی جڑ تک پہنچا اور اس کی مضبوطی کا اندازہ کرنے لگا۔ شاخ کافی مضبوط تھی... یہ وہ شاخ تھا جس میں تاڈنی پھنسا ہوا تھا چنانچہ شیران دونوں طرف پاؤں لٹکا کر ہاتھوں کے ذریعے آگے بڑھتے ہوئے تاڈنی کے قریب پہنچا۔ اُس نے ایک ہاتھ سے اُوپر والی شاخ کو پکڑا اور دُوسرے ہاتھ سے تاڈنی کو پیچھے سے آگے دھکیلنے لگا۔

"ارے ارے چیف، مضبوطی سے پکڑ لو، ورنہ میں شاخ سے نکلتے ہی نیچے جا پڑوں گا۔" تاڈنی نے کہا لیکن شیران نے کوئی جواب نہ دیا، اُس نے تاڈنی کی بیلٹ میں ہاتھ ڈالا... اور پھر اُس نے اپنی شاندار جسمانی قوت سے کام لے کر تاڈنی کو اس شاخ کی گرفت سے آزاد کرا لیا اور اس کی بیلٹ اپنے پنجے میں پھنسائے اُسے دھکیلتا ہوا پیچھے لے آیا اور پھر اُس نے تاڈنی کو ایک شاخ پر بٹھا دیا۔

"اب نیچے اُترنا تمھارا کام ہے۔!"

"مم معافی چاہتا ہوں چیف، خدا کے لیے میری مدد کرو میں نیچے نہیں اُتر سکتا۔"

"کیا مطلب؟"

"مجھے درخت پر چڑھنا بھی نہیں آتا اور اُترنا بھی نہیں آتا۔"

"تو پھر اس کے علاوہ میں اور کچھ نہیں کر سکتا کہ تمھیں نیچے پھینک دُوں۔"

"اوہ نہیں نہیں چیف، ایسی بات مت کرو، میرا ہارٹ فیل بھی ہو سکتا ہے۔" تاڈنی گھگیایا۔ شیران ایک لمحے کے لیے کچھ سوچتا رہا، پھر اُس نے دوبارہ ہاتھ بڑھا کر تاڈنی کی بیلٹ پکڑی اور درخت کی شاخوں کے سب سے نچلے حصے میں آ گیا۔ یہاں سے زمین کا فاصلہ زیادہ نہیں تھا۔ چنانچہ اُس نے اطمینان سے تاڈنی کو نیچے چھوڑ دیا اور تاڈنی کی دلخراش چیخ گونج اُٹھی۔

زمین پر وہ درحقیقت چھپکلی ہی کی مانند گرا تھا لیکن پھر وہ اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"اب سمجھ میں آیا چیف، یہ چھپکلیاں بڑی چالاک ہوتی ہیں۔ ارے یہ تو کوئی مشکل کام نہیں ہے۔" وہ اپنے کپڑے جھاڑتا ہوا کہہ رہا تھا۔ پُشت کے مختلف حصّوں پر خون کے دھبّے تھے۔ سر کی عقبی سمت بھی متاثر ہوئی تھی لیکن کوئی گہری چوٹ اُسے نہیں آئی تھی اور شیران کے لیے یہ بات بھی حیرت انگیز تھی۔

دونوں ہی بچ گئے تھے اور جس طرح بچے تھے وہ واقعی ایک حیرت انگیز واقعہ تھا۔

"ہُوں۔" شیران اُسے دیکھتا ہوا بولا۔ "تم نے دیکھ لیا سڈنا کو۔"

"گگ کیا مطلب۔؟ کہاں ہے وہ۔" تاڈنی گھوم پھر کر چاروں طرف دیکھنے لگا لیکن شیران نے اُس کی گُدّی میں ہاتھ ڈال دیا۔

"ارے ارے چیف زخم ہے۔" تاڈنی ایک بار پھر چیخ پڑا تھا۔ "زخم ہے آقا، رحم کرو۔"

"سڈنا کو تلاش کر رہے ہو۔"

"آپ۔ آپ ہی نے تو کہا تھا چیف۔ مم میرا مطلب ہے۔"

"تمھارا جو مطلب ہے وہ تمھاری کھوپڑی سے بالکل باہر کی چیز معلوم ہوتی ہے، کیا اب بھی تمھارے ذہن میں یہ بات نہیں آئی کہ سڈنا کون تھی؟"

"کیا مطلب؟" تاڈنی نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔

"یہ ٹائم بم کس نے رکھا تھا کار میں۔ شیران بولا۔

"کک کار میں۔ ٹٹ ٹائم بم!" تاڈنی بدستور حیرت زدہ تھا۔

"ہُوں، تمھارا کیا خیال ہے، کیا کار نے کوئی مذاق کیا ہے؟" شیران غصیلے لہجے میں بولا۔

"نن نہیں چیف۔ مم میرا مطلب ہے ٹٹ ٹائم بم۔"

"ہاں کار میں ٹائم بم رکھا گیا تھا اور یقیناً یہ کام سڈنا یا اس مکینک کے علاوہ اور کسی کا نہیں ہو سکتا تھا۔ ذرا مجھے تفصیل بتاؤ۔"

"تف۔ تفصیل۔ تفصیل کیا بتاؤں تچ چیف۔ بس میں نے اس سے درخواست کی اور اُسے بتایا کہ کچھ دُشمنوں نے ہماری کار کے دونوں ٹائر پھاڑ دیے ہیں اور میرے ایک ساتھی کا تعاقب کرتے ہوئے یہاں سے رفوچکر ہو گئے ہیں، میری مدد کرو۔ اور سڈنا مجھے اس مکینک کے پاس لے گئی۔"

"کہاں لے گئی تھی؟"

"کیمپ ہی کے ایک حصّے میں وہ مکینک موجود تھا۔"

"کیا کوئی باقاعدہ آٹو گیراج تھا؟"

"نن نہیں چیف، آٹو گیراج نہیں تھا بلکہ وہ ایک خیمے میں مقیم تھا۔ سڈنا نے کہا کہ وہ ایک ایسے آدمی کو جانتی ہے جو کار کے ٹائر درست کر دے گا، پھر وہ شخص ہمارے ساتھ ہی آ گیا تھا، سڈنا نے بعد میں اسے اچھی خاصی رقم اور ٹپ کے دے کر روانہ کیا تھا۔"

"اوہ اُس نے رقم بھی اپنے پاس ہی سے دی تھی؟" شیران نے پوچھا۔

"ہاں چیف دراصل میں سمجھا تھا۔" تاڈنی کے چہرے پر ایک شرمگیں مسکراہٹ پھیل گئی۔

"کیا سمجھے تھے تم؟"

"یہی۔ یہی چیف کہ وہ مجھ پر عاشق ہو گئی ہے۔" تاڈنی نے

کہا اور شیران کا اُلٹا ہاتھ اُس کے مُنہ پر پڑا۔ تاؤنی بُری طرح چیخ پڑا تھا۔

"ارے ارے یہ۔ یہ کیا چیف!"

"بکواس بند کرو تم بالکل گدھے ہو" شیران نے غرّاتی ہُوئی آواز میں کہا۔

"ممکن ہے چیف ایسا ہی ہو لیکن اب کیا کریں گے ہم۔؟"

"مَیں کچھ نہیں جانتا تم اسی وقت مجھ سے دُور ہو جاؤ۔ مَیں اب تمھارا وجود ایک لمحہ بھی برداشت نہیں کر سکتا" شیران غرّاتے ہُوئے لہجے میں بولا۔

"اوہ چیف فائدہ بھی کیا۔ تاؤنی سے غلطی تو ہو ہی چکی ہے۔ اب اُسے اتنی بڑی سزا بھی مت دو۔ سزا تو مجھے مل گئی ہے چیف، درخت کی شاخ سے لٹکا رہا ہُوں بس یُوں سمجھ لو بال بال بچ گیا۔ یہ بھی حیرت انگیز بات ہے کہ میرا کوئی زخم خطرناک نہیں ہے لیکن تم یقین کرو چیف بدن کے مختلف حصّوں میں سوزش ہو رہی ہے۔"

"تاؤنی جو مَیں کہہ رہا ہُوں وہی کرو مَیں اب تمھارا وجود ایک لمحے کے لیے برداشت نہیں کر سکتا۔"

"اوہ چیف مَیں تم سے پچاس گز دُور ہُوا جاتا ہُوں مگر اس سے زیادہ" تاؤنی نے بے حیائی سے کہا۔

شیران نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کے ذہن میں ایک بار پھر جھنجلاہٹیں اُبھر آئی تھیں، بنکاک جانے کا خیال تھا اب کیا راستہ اختیار کیا جائے، وہاں تک پہنچنے کے لیے خاصی دردِ سری مول لینا پڑتی۔ اس کے علاوہ اور کوئی چارۂ کار نہیں تھا کہ پیدل اس سڑک پر آگے بڑھا جائے، اگر پیچھے سے آنے والی کوئی گاڑی جو بنکاک جا رہی ہو لفٹ دے دے تو پھر بنکاک تک کا سفر کچھ آسان ہو جائے گا ورنہ پیدل چلتے رہو جب تک بدن میں جان رہے۔ اس کے بعد آرام کرنے بیٹھ جاؤ۔ چند لمحات تک تو شیران تردّد کا شکار رہا پھر اس کی نگاہ تاؤنی کی جانب اُٹھ گئی اور ایک اور منتقمانہ خیال اُس کے دماغ میں اُبھر آیا۔

اس کم بخت کو بھی پیدل چلایا جائے، ساری عقل مندی دُھری رہ جائے گی... اور پھر وہ اپنے اس خیال سے متفق ہو گیا... "تاؤنی!" اُس نے سرد لہجے میں تاؤنی کو پکارا۔

"عزیز آقا!" تاؤنی گردن خم کر کے بولا۔

"میرا خیال ہے کہ ہم پیدل بنکاک چلیں!"

"ہائے چیف تاؤنی کے لیے اس سے بڑی سزا اور کوئی نہیں ہو سکتی، تاہم مَیں کچھ کہہ بھی تو نہیں سکتا، چلو" تاؤنی نے کراہتی ہُوئی آواز میں کہا اور شیران نے قدم آگے بڑھا دیے۔ تاؤنی اس سے چند قدم پیچھے چل رہا تھا۔ شیران کی رفتار خاصی تیز تھی اور تاؤنی کو اپنے چھوٹے چھوٹے زخموں کے باوجود اس کا ساتھ دینا پڑ رہا تھا۔ شاید وہ اس بات کا منتظر تھا کہ شیران اُس کے بہتے ہُوئے زخموں کو دیکھے گا، اپنے طور پر اس کی مرہم پٹّی بھی کرے گا یا کم از کم پٹیاں ہی کر دے گا لیکن شیران اس مٹّی کا بنا ہُوا نہیں تھا جس میں اس قسم کی ہمدردیاں شامل ہوتی ہیں اور پھر تاؤنی سے تو اُسے ویسے بھی خار تھا تاؤنی ہی کی وجہ سے یہ سب کچھ ہُوا تھا، بال بال بچ گئے تھے ورنہ کار کے ساتھ ہی ان کے پرخچے بھی اُڑ جاتے۔

شیران انھی خیالات میں ڈُوبا ہُوا سڑک کے کنارے کنارے چل رہا تھا، خوف و دہشت کا اُس کے قریب سے بھی گزر نہیں ہُوا تھا، حالانکہ اُس پر پے در پے حملے ہو رہے تھے اور اُس کے دُشمن ہر قیمت پر اُسے ہلاک کر دینے کے خواہاں تھے لیکن شیران کو ایسی باتوں کی پروا نہیں ہوتی تھی۔ وہ بڑے مزے سے سفر کر رہا تھا، اس تصوّر سے بے نیاز کہ ابھی کسی طرف سے اس پر کوئی حملہ ہو گا۔

تقریباً ایک میل کا سفر طے ہو چکا تھا۔ تاؤنی کے انداز سے تھکن نمایاں تھی اور اس کی رفتار خاصی سُست ہو گئی تھی۔ اس دوران اس کے اور شیران کے درمیان فاصلہ بھی بڑھ گیا تھا۔ جسے کبھی کبھی تاؤنی دوڑ لگا کر کم کر لیتا تھا۔ وہ شیران سے الگ بھی نہیں رہنا چاہتا تھا، جو شیران کے دُشمن تھے وہ تاؤنی کے دُشمن بھی تھے کیونکہ تاؤنی کو شیران کے ساتھ دیکھ لیا گیا تھا۔ ویسے اُس نے سوچ لیا تھا کہ بنکاک پہنچنے کے بعد پہلا کام یہ کرے گا کہ کہیں رُوپوش ہو جائے، اُس شخص کا ساتھ جس کے جلو میں موت چلتی تھی... موت کو قریب سے قریب تر لانے کے مترادف تھا اور تاؤنی ان لوگوں میں سے نہیں تھا جو کسی کے لیے موت کو باآسانی قبول کر لیتے ہیں، اچھے وقت کی بات دُوسری تھی، شیران بلاشبہ ایک اچھا ساتھی ثابت ہُوا تھا۔ دوستوں پر بے دھڑک دولت لُٹانے والا۔ عیش ہو رہے تھے تاؤنی کے۔ لیکن یہ عیش اُسے مہنگے پڑ رہے تھے۔

بہرطور وہ چلتے رہے، شاید یہ اتفاق ہی تھا کہ اس دوران کوئی گاڑی ان کے نزدیک سے نہیں گزری۔ دُور دُور تک سڑک سنسان پڑی تھی۔ دفعتاً فضا میں کسی ہیلی کاپٹر کی آواز اُبھری اور شیران کی نگاہیں آسمان کی جانب اُٹھ گئیں۔

ہیلی کاپٹر کافی بلندی پر تھا، وہ ان لوگوں کے سروں پر سے گزر کر آگے بڑھ گیا۔ شیران نے گہری سانس لی۔ عقب سے تاؤنی کی آواز سُنائی دی۔

"چیف اسی سے لفٹ مانگ لیتے۔ کچھ تو بات بنتی۔"

شیران نے اس احمقانہ بات کا کوئی جواب نہ دیا لیکن شاید ہیلی کاپٹر والوں نے اس کی یہ بات سُن لی تھی۔ کافی دُور جانے کے بعد ہیلی کاپٹر پھر پلٹا اور اس کی بلندی کم ہونے لگی۔

"ارے ارے چیف وہ ہمیں لفٹ دینے آ رہے ہیں۔" تاؤنی نے کہا لیکن شیران کے ذہن میں ایک لمحے میں خطرے کی گھنٹی بج گئی تھی۔

ہیلی کاپٹر کی واپسی خطرے سے خالی تھی اس کا کوئی مقصد ضرور تھا۔ ایسی بات تو تھی نہیں کہ اُنھوں نے سڑک پر کچھ لوگوں کو پیدل چلتے دیکھا ہو۔ اوہ ممکن ہے اُنھوں نے تباہ شدہ کار دیکھی ہو اور استفسارِ حال کے لیے اس طرف آ رہے ہوں، لیکن اس کے باوجود احتیاط شرط تھی۔ شیران نے اِدھر اُدھر دیکھا، تھوڑے ہی فاصلے پر سڑک کے گہرے نشیب تھے، کم از کم ان تک پہنچنا ضروری تھا تاکہ اگر ہیلی کاپٹر سے کوئی حملہ ہو تو ان نشیبوں میں اُتر کر جان بچائی جا سکے۔

ہیلی کاپٹر ایک بار پھر ان کے سروں سے گزر کر پیچھے چلا گیا۔ اس کی بلندی کم سے کم ہوتی جا رہی تھی۔ لیکن شیران محتاط تھا۔ وہ سڑک کے اس نشیب سے آگے نہیں بڑھا اور وہیں رُک کر انتظار کرنے لگا۔ تاؤنی ایک بار پھر اس کے نزدیک پہنچ گیا تھا، لیکن دس گز کے فاصلے پر کھڑا تھا۔

ہیلی کاپٹر پھر پلٹا اور اب شیران کو یقین ہو گیا کہ کوئی گڑبڑ ہی ہے۔

"ہوشیار مردود اگر تجھے مرنا نہیں ہے تو اس ہیلی کاپٹر کی طرف سے ہوشیار رہنا ضروری ہے" شیران غرّایا اور اس کا یہ اندیشہ بے بنیاد نہیں نکلا۔

ہیلی کاپٹر ان کے سر پر سے گزرا اور اس بار اس پر سے گولیوں کی بارش شروع ہو گئی۔ گولیاں ایک لکیر سی بناتی ہُوئی ان کے بالکل نزدیک سے گزر گئی تھیں۔ تاؤنی کا مُنہ حیرت سے پھٹا اور دُوسرے لمحے وہ زمین پر گر پڑا۔ شیران نے سڑک کے نشیب میں چھلانگ لگا دی تھی۔ ابھی وہ سنبھلا بھی نہ تھا کہ تاؤنی اُس کے اُوپر آ پڑا۔

"او مردود۔ او لبوس، تیرے حواس خراب ہو گئے ہیں کیا! تیری گردن دبا کر مار دُوں گا۔" شیران غرّایا۔

"مم معاف کرنا۔ معاف کرنا چیف، یہ تو بڑی گڑبڑ ہو گئی اب۔ اب کیا کریں؟"

"خاموش بیٹھا رہ، بس" شیران نے جواب دیا۔ ہیلی کاپٹر ایک بار پھر واپس پلٹا اور اس بار گولیوں کی بوچھار سڑک کے نشیب میں ہُوئی تھی لیکن وہ لوگ محفوظ تھے۔

ہیلی کاپٹر بار بار ان کے سروں پر سے گزرتا اور ان پر گولیوں کی بارش کرتا، پھر تھوڑے فاصلے پر ایک دستی بم پھٹا اور یہ جگہ بھی اُن کے لیے مخدوش ہو گئی۔ اگر دستی بم تھوڑا سا اور قریب پھٹتا تو ان کا بچنا محال ہو جاتا۔ شیران نے ایک بار پھر چھلانگ لگا دی، وہ ایک اور جگہ تاک چکا تھا۔ تاؤنی اس کی تقلید کر رہا تھا۔

ہیلی کاپٹر اس وقت ایک لمبا چکر لے کر دُور نکل چکا تھا۔ اس لیے اُنھیں اس جگہ سے دُور نکل آنے کا موقع مل گیا۔ درختوں کی آڑ لے کر وہ دوڑتے رہے، اور پھر درختوں کے پار اس چھوٹی چھوٹی کوہان نما پہاڑیوں کے علاقے میں نکل آئے جو اس سمت بکھری ہُوئی تھیں۔ لیکن ہیلی کاپٹر سے بھی ان پر بھرپور نگاہ رکھی جا رہی تھی کیونکہ اس بار وہ، سڑک کی سمت نہیں گیا بلکہ اسی سمت آ گیا۔ پھر ایک دستی بم پھٹا اور گولیوں کی بوچھار شروع ہو گئی، لیکن یہ بوچھار ان سے دُور تھی، دستی بم کا فاصلہ بھی کافی تھا، وہ لوگ شاید صحیح نشانہ نہیں لے پائے تھے۔

دستی بم کے پھٹنے سے جو سنگریزے اُڑے وہ اُن کے بدن کے کھُلے ہُوئے حصّوں سے ٹکرائے اور اُنھیں خاصی تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔ ایک بار پھر اُنھوں نے اپنی یہ جگہ بھی چھوڑ دی۔ جب تک ہیلی کاپٹر چکر لگا کر آتا وہ اپنی جگہ تبدیل کر چکے تھے، اس بار دستی بم عین اُس جگہ پھٹا تھا جہاں وہ پہلے موجود تھے۔

"مردود کے بچّے، چھوڑیں گے نہیں" شیران دانت پیس کر غرّایا۔ اب اس کے سوا اور کوئی چارۂ کار نہیں تھا کہ وہ جگہ بدلتے رہیں، یہ کوہان نما ٹیلے اس سلسلے میں اُن کے معاون ثابت ہو رہے تھے۔

ہیلی کاپٹر والے بھی جنّ ہی تھے شاید، جہاں وہ موجود ہوتے اس جگہ کو وہ تاک لیتے اور اسی کو نشانہ بناتے۔ تقریباً دس یا بارہ دستی بم پھٹے، اس کے بعد بموں کا ذخیرہ شاید ختم ہو گیا تھا، گولیاں بھی نہیں برسائی جا رہی تھیں لیکن ہیلی کاپٹر بدستور چکر لگا رہا تھا۔ پھر وہ بلند ہونے لگا۔

یہ بات شیران کی سمجھ میں نہیں آئی تھی کہ ہیلی کاپٹر کیوں بلند ہو رہا
ان کے پاس میگزین ختم ہو چکا تھا اور وہ واپس
نے سوچا لیکن دُوسرے لمحے ا، ، ،
ہیلی کاپٹر
اُمنڈ
کو
اس کے
نیچے کیوں

ہیلی کاپٹر کافی دور چلا گیا تھا، نیچے اُترنے والا آہستہ آہستہ نیچے اُتر رہا تھا، تھوڑی دیر کے بعد پیراشوٹ کھل گیا۔ ہیلی کاپٹر اب نگاہوں سے اوجھل ہو چکا تھا۔

اوہ یہ کیا ہُوا؟ بات سمجھ میں نہیں آئی تھی، اس ایک آدمی کو یہاں اُتار کر وہ کیوں چلے گئے؟ شیران سوچ رہا تھا۔ پیراشوٹ سے نیچے اُترنے والا اپنے بدن کی ڈوریاں کھول کر ایک پہاڑی ٹیلے کی آڑ میں پوشیدہ ہو گیا، شیران کے چہرے پر عجیب سے تاثرات پھیل گئے تھے، اس سے قبل کہ ہیلی کاپٹر اپنے پروگرام پر عمل کر کے واپس آئے اس شخص کو جھاپ لینا چاہیے۔ ذہنی جذبہ شیران کے سینے میں کارفرما تھا کہ کم از کم اُسے اپنے دُشمنوں کے بارے میں معلوم تو ہو جائے کہ وہ کون ہیں؟ چنانچہ اُس نے تاؤنی کے کندھے پر تھپکی دی اور بولا۔

"آؤ دیکھیں۔!"

"مگر جیف وہ مسلح ہو گا۔"

"تو پھر۔! ہم بھی تو مسلح ہیں!" شیران نے جواب دیا اور تاؤنی نے گردن ہلا دی۔

"ہاں جیف ہیں تو سہی!" وہ مرے مرے لہجے میں بولا۔

شیران نے اس کی پروا نہیں کی تھی، وہ آہستہ آہستہ ٹیلوں کی آڑ لیتا ہُوا آگے بڑھ رہا تھا، یہ حقیقت تھی کہ اگر نیچے اُترنے والے کے پاس اسٹین گن ہوتی تو وہ شیران اور تاؤنی کو باآسانی بھون سکتا تھا، وہ ٹیلوں کی آڑ لیتا ہُوا آگے بڑھتا رہا لیکن اب پیراشوٹ سے اترنے والے کا کوئی پتہ نہیں تھا... حتیٰ کہ شیران اس ٹیلے کے نزدیک پہنچ گیا، جہاں اُس نے پیراشوٹ والے کو غروب ہوتے دیکھا تھا۔ پیراشوٹ پڑا ہُوا تھا لیکن خود وہ وہاں موجود نہیں تھا۔

شیران نے اِدھر اُدھر دیکھا اب وہ متحیرانہ انداز میں آنکھیں پھاڑے ٹیلوں کے اطراف میں دیکھ رہا تھا۔ یقینی طور پر مسلح دُشمن مُناسب موقع کی تاک میں تھا، ویسے بھی صُورت حال بے حد خراب تھی۔ ٹیلوں کے اس علاقے میں یہ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ کس ٹیلے کے پیچھے کون ہو گا؟ خود شیران اور تاؤنی ہیلی کاپٹر کے خوفناک حملوں سے صرف اسی ٹیلے کی وجہ سے بچتے رہے تھے ورنہ یقینی طور پر اُن کا خاتمہ ہو جاتا۔ شیران اِدھر اُدھر دیکھتا رہا، پھر وہ ایک ٹیلے کی آڑ میں رُک گیا۔ چند لمحات خاموش کھڑا رہا، پھر مُنہ کے آگے دونوں ہاتھ کر کے چیخا۔ "کون ہو تم سامنے آؤ، مقابلہ کرنا ہے تو مردوں کی طرح کرو، یہ عورتوں کی طرح چُھپے چُھپے کیوں پھر رہے ہو؟" جواب میں اُسے ایک قہقہہ سُنائی دیا اور یہ قہقہہ اُس کے سر پر سے بلند ہُوا تھا۔ شیران کی نگاہیں بے اختیار اُوپر اُٹھ گئیں۔

اُوپر اُس نے ایک دیو قامت آدمی کو دیکھا، آدمی تھا یا کوئی فولادی روبوٹ، اُس کا اُوپری بدن تانبے کا بنا ہُوا معلوم ہوتا تھا۔ کیا مجال جو پُورے جسم پر ایک شکن بھی ہو۔ چُست سیاہ پتلون پہنے ہُوئے تھا، پیشانی پر پیلے رنگ کی پٹی بندھی ہُوئی تھی جس کے سامنے کے حصّے پر ایک ستارہ جگمگا رہا تھا اس کے چوڑے بازو دونوں سمت پھیلے ہُوئے تھے اور اُن کی لمبائی بے پناہ تھی، دوسرے لمحے اُس نے شیران پر چھلانگ لگا دی۔ شیران باآسانی اس کی رینج سے نکل گیا تھا لیکن شاید چھلانگ لگانے والے نے خود بھی شیران کے اُوپر ہی آپڑنے کی کوشش نہیں کی تھی، وہ بڑے اطمینان سے پیروں ہی کے بل کھڑا ہو گیا۔ کیا مجال جو اُس کے گھٹنوں میں ذرا بھی لچک آئی ہو۔

اب شیران نے اُسے بغور دیکھا، انسان نما ستون تھا، قد سات فٹ سے بھی ذرا کچھ زیادہ ہی ہو گا، اسی مناسبت سے بدن کی چوڑائی تھی۔ کمر بالکل پتلی اور سینہ شیر کی طرح چوڑا اور پھیلا ہُوا، بازوؤں اور سینے کی مسلز بٹی ہُوئی رسیوں کی مانند اُبھری ہُوئی نظر آ رہی تھیں، بلاشبہ بہترین صحت کا مالک تھا، یہ شخص خوفناک تھا، ویسے مقامی نہیں معلوم ہوتا تھا، شاید کسی اور ملک کا باشندہ تھا، جس کا تعین شیران نہیں کر سکا، اس کی چمکدار آنکھیں شیران پر جمی ہُوئی تھیں اور ہونٹوں پر ایک عجیب سی مسکراہٹ تھی۔ تاؤنی کی طرف تو اُس نے رُخ کر کے دیکھا بھی نہیں تھا۔ پھر وہ پھٹی پھٹی سی آواز میں بولا۔

"تم نے مجھے مردوں کی طرح جنگ کرنے کی دعوت دی ہے کیوں؟"

"ہاں۔ تم مجھ سے جنگ کرنے کے لیے ہی ہیلی کاپٹر سے نیچے کُودے ہو نا؟"

"بالکل بالکل" وہ ہنس پڑا۔ مشینی سا قہقہہ تھا اور آواز بھی کھوکھلی سی تھی۔ شیران نے تاؤنی کی طرف دیکھا اور تاؤنی نے مُسکرا کر اُسے آنکھ مار دی۔ شیران طویل القامت شخص کا جائزہ لے رہا تھا، چُست پتلون پر کافی چوڑی بیلٹ بندھی ہُوئی تھی جس پر عجیب و غریب قسم کے پتھر لگے ہُوئے تھے، دونوں سائیڈوں پر کوئی عجیب سی چیز لٹکی ہُوئی تھی، چمکدار اور فولادی پٹیاں جن کی چوڑائی تقریباً چار انچ اور لمبائی آٹھ آٹھ انچ کے قریب تھی، اس نے یہ دونوں پٹیاں اس طرح نکال کر ہاتھ میں لے لیں، جیسے پستول نکالے جاتے ہیں، شیران ان پٹیوں کا مقصد نہیں سمجھ سکا تھا۔ مارشل آرٹس میں بھی اُس نے ایسا کوئی ہتھیار نہیں دیکھا تھا، ویسے اس شخص کے تیور بتا رہے تھے کہ یہ مارشل آرٹس کا ماہر ہے۔ حیرت انگیز بات یہ تھی کہ اس کے لباس میں یا بدن کے کسی حصّے پر آتشیں اسلحے کا کوئی وجود نہیں تھا۔ ان چوڑی

پٹیوں کو لے کر وہ کھڑا ہو گیا، اور پھر اس کے قدم شیران کی جانب بڑھنے لگے۔

شیران کسی صاف ستھری جگہ میں آنا چاہتا تھا دفعتاً طویل القامت شخص کسی سانپ ہی کی طرح پلٹا اور اُس نے ایک پٹی سامنے کر لی۔ اس کے ساتھ ہی پستول کے فائر کی آواز سنائی دی تھی۔

تاؤنی تیر مار رہا تھا لیکن شیران نے ایک حیرت انگیز منظر دیکھا۔ تاؤنی کی چلائی ہُوئی گولی چوڑی پٹی سے ٹکرا کر اچٹ گئی۔ طویل القامت نے ایک دم دُوسرا ہاتھ سامنے کر دیا۔ تاؤنی نے دُوسرا فائر بھی کر ڈالا تھا اور یہ گولی بھی چوڑی پٹی سے ٹکرا گئی۔ شیران نے ایک دم ایک سمت چھلانگ لگا دی تھی، وہ اس حیرت انگیز منظر کو دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔ تاؤنی نے لگاتار پستول کے فائر کیے اور اس کا پستول خالی ہو گیا۔ لیکن طویل القامت کا یہ عجیب و غریب انداز انتہائی حیرت انگیز تھا، شیران دل ہی دل میں اس کو داد دیے بغیر نہ رہ سکا، ایک ناقابلِ یقین سی بات تھی، پستول سے گولی چلتی اور طویل القامت پینترا بدل کر اس سمت کو خالی دے دیتا، جو گولی کی سمت ہوتی چوڑی پٹی پر گولی پڑتی اور اچٹ جاتی، اس طرح وہ اپنے بدن کے مختلف حصّوں کی بھی حفاظت کر رہا تھا۔

تاؤنی کا پستول خالی ہو گیا تو وہ وہاں رُکنے کی ہمت نہ کر سکا اور دہشت زدہ انداز میں بھاگ کھڑا ہُوا۔ طویل القامت مُسکرا کر شیران کی جانب دیکھنے لگا پھر بولا۔

"یہ تو کوئی بات نہ ہُوئی، تم نے مجھے مردوں کی طرح لڑنے کے لیے آواز دی تھی لیکن تمھارا ساتھی مجھ پر گولیاں برسا رہا ہے۔!"

"تاؤنی اس کے بعد کوئی فائر مت کرنا۔ میں تمھیں حکم دیتا ہُوں کہ جہاں ہو وہیں ٹھہرو اگر تم نے فائر کیا تو میں تمھیں ہلاک کر دُوں گا!"

طویل القامت نے پلٹ کر دیکھا لیکن تاؤنی تو اب یہاں موجود ہی نہیں تھا۔ بُزدل آدمی اپنی گولیوں کا یہ حشر دیکھ کر اپنے آپ پر قابو نہیں پا سکا تھا اور حسبِ معمول بھاگ کھڑا ہُوا تھا... لیکن طویل القامت نے وہ چوڑی پٹیاں ہاتھوں سے نہ پھینکیں، پستول شیران کے پاس بھی موجود تھا اور وہ اس سے محتاط رہنا چاہتا تھا۔ اس کے قدم ایک بار پھر شیران کی جانب بڑھنے لگے۔

"نوجوان جو الفاظ تم نے کہے ہیں اُن پر کاربند رہنا۔ اور اگر فائرنگ ہی کرنی ہے تو تم بھی اپنا پستول اپنے ساتھی کی طرح خالی کر لو۔ تمھاری چلائی ہُوئی ایک گولی بھی میرے بدن پر نہیں پڑے گی۔"

"یہ فیصلہ تو بہت مشکل ہو گا دوست کہ میں تمھارا نشانہ لینے میں کامیاب ہوتا ہُوں یا نہیں، یہ بعد کی بات ہے۔ میں نے تمھیں مردوں کی طرح لڑنے کا چیلنج کیا ہے تو پھر میں پستول استعمال نہیں کروں گا، یہ میرا وعدہ ہے۔" شیران نے کہا اور اپنا اکلوتا پستول نکال لیا جس کے چیمبر بھرے ہُوئے تھے۔ یہ وہ پستول تھا جو اس نے گھڑ سوار سے حاصل کیا تھا۔ اپنا پستول خالی ہو جانے کے بعد اُس نے پھینک دیا تھا لیکن اُس نے یہ پستول یُونہی نہ پھینکا، بلکہ اُسے کھول کر اُس کے چیمبر خالی کر دیے، چیمبر خالی کر کے اُس نے کارتوس ایک سمت اُچھال دیے اور دُوسری سمت پستول پھینک دیا۔ اَب اس پستول کو باآسانی استعمال نہیں کیا جا سکتا تھا۔ طویل القامت نے بڑے ادب سے رکوع کے انداز میں گردن جُھکائی اور وہ دونوں پٹیاں جو اُس نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہُوئی تھیں دوبارہ اسی بیلٹ میں لگا دیں جس میں وہ پہلے لٹکی ہُوئی تھیں!

شیران اس کی تمام حرکتوں پر نگاہ رکھے ہُوئے تھا۔ اتنا شاندار آدمی اس نے اس سے قبل نہیں دیکھا تھا۔ وہ ایک بار پھر ہاتھ پھیلا کر شیران کی جانب بڑھنے لگا۔ شیران خود بھی طویل القامت اور تندرست و توانا انسان تھا لیکن اس دیو کے مقابلے میں ایک معمولی سا انسان نظر آ رہا تھا۔

تاؤنی ذلیل تو پہلے ہی اپنا پستول خالی کر کے بھاگ چکا تھا، اس سے کسی قسم کی توقع رکھنا بے کار تھا۔ یُوں بھی شیران کو ہمیشہ اپنے آپ پر بھروسہ ہوتا تھا، وہ کسی اور سے مدد کا کبھی خواہاں نہیں رہا تھا۔

دیو قامت شخص اس سے تقریباً پانچ گز کے فاصلے پر آ کر رُک گیا اور ایک بار پھر اُس کی آواز اُبھری۔

"مجھے حکم ملا ہے کہ تمھیں قتل کر دوں۔ کیا تم مارشل آرٹ سے واقف ہو؟ اگر ہو تو مجھ سے مقابلہ کرو اور مجھے شکست دے دو۔ اگر میں تم سے شکست کھا گیا تو میں واپس چلا جاؤں گا۔ تمھیں یہ بھی حق ہے کہ مجھے زندہ چھوڑ دو یا ہلاک کر دو۔ ورنہ دُوسری صُورت میں تمھیں مار ڈالوں گا۔ اب سنبھل جاؤ کہیں یُوں نہ ہو کہ میرے پہلے حملے کو تم دھوکا سمجھو۔" اُس نے کہا اور پھر وہ گھٹنوں کے بل جُھک گیا۔ عجیب سے انداز میں وہ زمین پر بیٹھ گیا تھا۔ اُس کے دونوں ہاتھ سامنے آ گئے تھے۔ شیران مارشل آرٹ کے اس گُر کو اجنبی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ یہ داؤ اس کی سمجھ میں نہیں آیا... اور پھر اس شخص نے ہاتھ زمین پر ٹکائے اور اس کے دونوں پاؤں فضا میں بُلند ہو گئے۔ وہ ہاتھوں کے بل اُچھلا اور پھر اُلٹی قلابازی کھا کر شیران پر آیا۔ داؤ بالکل اجنبی اور نیا تھا لیکن شیران اُس کے بدن کی جنبشوں کو تو دیکھ ہی

رہا تھا۔ یہ اتنا آسان کام نہیں تھا کہ وہ سیدھا شیران پر آ جاتا۔ شیران اس کی زد سے ہٹ گیا لیکن اُس نے حیرت انگیز طور پر اُس شخص کو فضا ہی میں دوبارہ اُچھلتے دیکھا اور اس بار وہ اس جگہ آیا تھا جہاں شیران کھڑا ہُوا تھا۔ ایک بار پھر شیران نے جھکائی دے کر اُس کے اس وار کو خالی کر دیا لیکن کم بخت دیو قامت انسان تو تھا ہی نہیں۔ فضا ہی میں قلابازی کھا کر رُخ بدل لینا ایک ناممکن عمل تھا لیکن وہ یہ عمل بہ آسانی دُہرا رہا تھا۔ اُس نے تیسری بار پینترا بدلا اور ایک بار پھر وہ شیران کے سر پر تھا۔ اس تیسری جھکائی کو خالی دے کر شیران نے خود بھی عمل کر ڈالا اس کا ایک پاؤں گھوما اور دیو قامت کے سر پر پڑا۔ اس بار دیو قامت کو زمین چھوڑنی پڑی تھی۔ اُسے شاید اس بات پر شدید تعجب تھا کہ اس کے مدِ مقابل نے اس کے وار کو بچایا بلکہ خود بھی ایک کامیاب وار کر دیا۔ لیکن شیران کو یُوں ہی محسوس ہُوا تھا، جیسے اُس نے کسی فولادی چٹان پر لات ماری ہو۔ حالانکہ یہ لات اگر کسی عام آدمی کے پڑ جاتی تو یقیناً وہ دوبارہ اُٹھنے کے قابل نہ رہتا لیکن دیو قامت نے اپنے پیروں سے ہی زمین کو چھُوا تھا۔

پھر وہ زمین پر گرتے ہی ایک پاؤں پر گھوما اور ایک بار پھر اُس کا بدن ایک زناٹے کی آواز کے ساتھ شیران کی جانب آیا۔ اس بار شیران نے بھی اپنی جگہ نہ بدلی اور اپنے داہنے شانے سے دیو قامت کے سینے پر ٹکر لگائی لیکن وہ خود کئی قدم اُچھل کر زمین پر جا گرا تھا۔ یہ ٹکر دیو قامت کے لیے بے تاثر ثابت ہُوئی تھی۔ اب شیران کے لئے ایک لمحۂ فکریہ پیدا ہو گیا تھا۔ اگر اُس کی ضربیں دیو قامت کو نقصان پہنچاتیں تو شاید وہ دلجمعی سے جنگ کرتا لیکن دیو قامت اتنا طاقت ور اور خوفناک تھا کہ اس پر اثر ہی نہ ہو رہا تھا۔ اس کا بدن اسٹیل کا بنا ہُوا معلوم ہو رہا تھا اور یہ انسانی ہڈیاں اسٹیل کو نہیں موڑ سکتیں۔ دیو قامت اب بھی مسکراتا ہُوا اُس کی جانب بڑھ رہا تھا۔

"اُٹھو۔ اُٹھو۔ تم اچھے لڑاکے معلوم ہوتے ہو، مَیں تمھاری قدر کرتا ہُوں۔" دیو قامت نے کہا اور ایک بار پھر وہ زمین پر بیٹھ گیا۔ اب وہ دونوں پیروں سے زمین پر کُود رہا تھا اور اُس کا بدن اِدھر اُدھر گردش کر رہا تھا پھر وہ ایک دم زمین پر لیٹا اور اپنے پاؤں اُوپر اُٹھا دیے پھر اُس کے پاؤں زمین پر آئے اور اُس کا بدن ہوا میں کئی فٹ اونچا بلند ہو گیا۔ فضا میں بلند ہونے کے بعد وہ شیران پر آیا۔ شیران کو اس بار شدید محنت کرنا پڑی تھی۔ وہ اپنی جگہ سے گھوما اور اُس نے زمین پر دونوں ہاتھ ٹکا کر دونوں لاتیں دیو قامت کی ٹھوڑی کے نیچے ماریں۔ بلاشبہ یہ ایک مؤثر داؤ تھا۔ پہلی بار دیو قامت کو اس داؤ سے نقصان اُٹھانا پڑا۔ وہ اُلٹ گیا لیکن کم بخت کے بدن میں شاید اسپرنگ لگے ہُوئے تھے۔ وہ اُٹھا اور پھر بدن کے نچلے زور سے سیدھا ہو گیا۔ اب وہ دوبارہ اپنے پیروں پر کھڑا ہو گیا تھا۔ پھر اس کا بھیانک قہقہہ گُونجا۔

"لطف آ رہا ہے دوست، تمھیں قتل کر کے بھی افسوس ہو گا۔" اس نے کہا اور پھر قلابازی کھائی۔ قلابازی کھا کر اُس نے شیران پر حملہ کیا۔ اس بار شیران اُس کی زد میں آ گیا تھا۔ شیران کے شانوں پر اس کے دونوں پاؤں پڑے اور شیران نے تین چار قلابازیاں کھائیں اور زمین پر جا گرا۔ اس کی پیشانی چھل گئی تھی لیکن پھر وہ سیدھا ہو گیا۔ اب اُس کی آنکھوں میں بھی جنون کے آثار نظر آ رہے تھے اور اُس بار جب دیو قامت اُس کے قریب پہنچا تو شیران نے گھوم کر اُس کی ناک پر ایک لات رسید کر دی۔ دیو قامت کو ایک آسانی حاصل تھی۔ وہ یہ کہ شیران اگر اس کے بدن کے کسی حصّے پر وار کرنے میں کامیاب ہو بھی جاتا تھا تو اس پر زیادہ اثر نہیں ہوتا تھا جب کہ اُس کا ہر وار شیران کے لیے تکلیف دہ ثابت ہوتا تھا۔

لیکن اس بار اس کی ناک کی ہڈی پر لات پڑی تھی۔ چنانچہ وہ لڑکھڑاتا ہُوا کئی قدم پیچھے ہٹ گیا تھا۔ اس کی ناک کی نکسیر پھوٹ گئی تھی اور نتھنوں سے خون بہنے لگا تھا لیکن خون اب شیران کی آنکھوں میں بھی اُتر آیا تھا۔ وہ دیو قامت کی بیلٹ کو دونوں سمت لٹکی ہُوئی پٹیوں کو دیکھ رہا تھا جو فولادی تھیں۔ اِن پٹیوں کا حصول شیران کے لیے اب بہت ضروری ہو گیا تھا کیونکہ ہاتھوں کی ضربوں سے وہ دیو قامت کو نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا۔ دیو قامت اب مسلسل حملے کر رہا تھا اور شیران ان حملوں کو انتہائی پھُرتی سے خالی دے رہا تھا۔ ایک بار اُس کو موقع مل گیا۔ وہ اُچھلا اور دیو قامت کے

—

شانوں پر چڑھ گیا۔ پھر وہ اُلٹا ہو گیا لیکن دیو قامت نے پیچھے سے اُس کے دونوں پاؤں پکڑ لیے تھے۔ صورتِ حال یہ تھی کہ دیو قامت اب کھڑا ہُوا تھا۔ شیران کے دونوں ٹخنے اُس کی گرفت میں تھے اور شیران اُس کی پشت پر اُلٹا ہو گیا تھا لیکن اس طرح وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے اسٹیل کی دونوں پٹیاں نکال لیں۔ دیو قامت کو اس کا احساس بھی نہ ہو سکا وہ تو اس وقت چونکا جب شیران کا بدن کسی سانپ کی طرح اُلٹا ہُوا، اور دونوں پٹیاں پو[illegible] قوت سے دیو قامت کے سر پر پڑیں۔ دیو قامت کے ہاتھوں سے شیران کے ٹخنے چھوٹ گئے لیکن شیران سر کے بل زمین پر نہیں گرا تھا۔ اُس نے بڑی چالاکی سے دونوں پٹیوں کو زمین سے لگایا اور اُچھل کر کھڑا ہو گیا۔ دیو قامت لڑکھڑا رہا تھا۔ اُس کے دونوں

پھیلے ہُوئے تھے۔ دُوسرے لمحے شیران نے پھر اُس پر حملہ کر دیا۔ اس بار پھر دونوں پٹیاں پوری قوت سے اس کے سر پر پڑیں اور شیران اُچھل کر اُس کے سامنے آ گیا۔۔۔ اس سے پہلے کہ دیو قامت سنبھلے شیران نے زمین پر لوٹ لگائی اور یہ پٹیاں اُس کی پنڈلی پر دے ماریں۔ دیو قامت کے منہ سے چیخ نکل گئی تھی وہ لڑکھڑا کر گھٹنوں کے بل بیٹھا تو شیران پھرتی سے دوبارہ اس کے شانوں پر چڑھ گیا اور پوری قوت سے دونوں پٹیاں اس کے سر پر ماریں۔ دیو قامت کا سر پھٹ گیا اور خون نکلنے لگا۔ اُس کی نکسیر پہلے ہی پھوٹ چکی تھی۔ یہی تدبیر کامیاب رہی ورنہ شاید شیران زندگی بھر اس پر قابو نہیں پا سکتا تھا اور اس کے بعد تو حالات بالکل ہی تبدیل ہو گئے۔ شیران پھُرتی سے اُس پر حملہ کرتا اور فولادی پٹیاں پوری قوت سے اُس کے بدن کے کسی حصّے پر دے مارتا۔ دیو قامت کے حلق سے کراہیں نکل رہی تھیں۔ اب وہ بدحواس ہو چکا تھا وہ بار بار اُٹھنے کی کوشش کرتا اور شیران کسی نہ کسی سمت سے اُس پر حملہ کر دیتا۔ دیو قامت فضا میں ہاتھ پاؤں مار رہا تھا۔ دفعتاً شیران نے اُس کی پیشانی کے اگلے حصّے پر اس قوت سے پٹیاں ماریں کہ اُس کی پیشانی کی کھال ترخ گئی اور خون بہہ کر آنکھوں میں آنے لگا۔ دیو قامت نے ہاتھوں سے آنکھوں میں آتے ہُوئے خون کو صاف کر کے اُٹھنے کی کوشش کی اور اس بار اپنی اس کوشش میں وہ کامیاب ہو گیا۔ دُوسرے لمحے اُس نے قریب پڑا ہُوا ایک بڑا سا پتھر اُٹھا لیا۔ اب اصولی جنگ ختم ہو چکی تھی اور بے اصولی سامنے آ چکی تھی۔ ہر چند کہ اس کی ابتدا شیران نے کی تھی لیکن اب دیو قامت بھی اس جنگ پر راضی ہو گیا تھا۔ اُس نے پُوری قوت سے وہ پتھر شیران کی جانب اُچھالا اور درحقیقت شیران کے لیے یہ وقت بڑا ہی نازک تھا۔ پتھر اس کے سر سے صرف آدھے انچ کے فاصلے سے گزر گیا تھا۔ اس کی رگڑ شیران کو بالوں میں محسوس ہوئی۔ اگر پتھر آدھا انچ نیچے ہوتا تو کم از کم شیران کا سر تو اپنے ساتھ لے جاتا۔ شیران نے اس وار سے بچ کر اِدھر اُدھر دیکھا۔ قریب ہی ایک اور پتھر پڑا تھا اور شیران کو یہی خطرہ تھا۔ دیو قامت نے وہ پتھر بھی اُٹھا لیا اور اس بار وہ بڑی احتیاط سے پتھر تولنے لگا۔ ایک بار پھر اُس نے شیران پر حملہ کیا لیکن یہ اُس کی بدقسمتی تھی کہ اس وقت اُس کی آنکھوں میں پھر سے خون رینگ آیا۔ ورنہ اس بار شاید نشانہ نہ چوکتا۔ شیران کی قسمت ہی اچھی تھی کہ وہ اس کے تمام واروں سے بچ رہا تھا اور اس بار بھی وہ بچ گیا۔ اُس نے دیو قامت کو بے کار کرنے کے لیے ایک بار پھر کوشش شروع کر دی۔ جدھر سے بھی ممکن ہو رہا تھا اور لوہے کی پٹیاں دیو قامت کے بدن کے مختلف حصّوں پر پُوری قوت سے مار رہا تھا اور دیو قامت اب اچھا خاصا زخمی ہو گیا تھا۔ دفعتاً اُس نے ایک جھُرجھُری لی اور پھر تن کر کھڑا ہو گیا۔

"بس۔ بس۔ اگر تم جنگ میں فتح و شکست کا اندازہ کرنا چاہتے ہو تو مَیں نے تم سے ہار مان لی ہے۔ میرے بدن میں اب لڑنے کی سکت نہیں رہی ہے۔ ہاں! اگر تم مجھے قتل کرنے کے خواہاں ہو تو پھر وہ تمھاری مرضی ہو گی۔" شیران کچھ دیر سوچتا رہا اور پھر مسکرا کر بولا۔

"نہیں۔ دوست مَیں تمھیں قتل کرنے کا حق نہیں رکھتا اور اُس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ اصولی جنگ میں، مَیں نے ہی خلاف ورزی کی ہے۔"

"کیا مطلب؟" دیو قامت بولا۔

"مطلب یہ کہ مَیں نے پستول تو استعمال نہیں کیا مگر تمھیں زیر کرنے کے لیے مَیں نے تمھارے ہی ایک ہتھیار سے کام لیا ہے۔"

"اوہو۔ اس کا مطلب ہے کہ تم مجھے قتل نہیں کرنا چاہتے؟"

"نہیں تم جہاں چاہو جا سکتے ہو؟"

"شکریہ!" دیو قامت نے گردن جھکائی اور کلائی سے آنکھوں پر آنے والا خون صاف کرنے لگا۔ پھر وہ مُڑ کر ایک سمت چل پڑا۔

شیران تذبذب کے عالم میں تھا۔ پہلی بار اُس نے شرافت اور انسانیت کا کوئی کام کیا تھا لیکن یہ سب کچھ اسے کچھ غیر مناسب سا معلوم ہو رہا تھا۔ دُشمن کو ختم کر دینے میں ہی فائدہ ہے کہیں اس دیو قامت سے دوبارہ سامنا نہ ہو جائے وہ سوچتا رہا پھر اُس کی نگاہیں اپنے پستول کی جانب اُٹھیں۔ کارتوس بھی قرب و جوار میں ہی پڑے ہُوئے تھے۔ دُوسرے لمحے وہ آہستہ آہستہ پستول کی جانب بڑھنے لگا۔ یہ دلیری کر کے اُس سے حماقت ہُوئی تھی۔ دیو قامت کو زیر کرنا اتنا آسان نہیں تھا جتنا وہ سمجھ رہا تھا۔ یہ تو اس کی قسمت ہی تھی کہ وہ دیو قامت کے ہر داؤ سے بچ گیا تھا اور اسے زیر کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اگر لوہے کی وہ پٹیاں اس کے ہاتھ نہ آتیں تو پھر دو ہی کام ہوتے یا تو اُسے فرار ہونا پڑتا یا پھر دیو قامت مار مار کر اس کی چٹنی بنا دیتا۔ اُس نے پہلے کارتوس اٹھائے اور پھر پستول پھر وہ اس کے چیمبر بھرنے لگا اور اس کے بعد دوڑتا ہُوا ایک ٹیلے پر چڑھ گیا۔ اُس نے اطراف میں نگاہیں دوڑائیں اور پھر اس ٹیلے سے اُتر کر دُوسرے اور دُوسرے سے تیسرے پر پہنچا۔ لیکن دیو قامت اُسے نظر نہ آیا۔ وہ تو ایسے غائب ہو گیا تھا جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔

بدنصیب تاؤنی البتہ اُسے ایک سمت ایک ٹیلے سے چپکا ہُوا نظر آ گیا تھا۔ شیران نے نفرت سے زمین پر تھوک دیا اور پھر پستول کو ہاتھ میں سنبھالے اِدھر اُدھر چکرانے لگا لیکن دیو قامت کو ملنا

تھا نہ ملا۔ نہ جانے وہ کہاں رُوپوش ہوگیا تھا۔ شیران نے ایک گہری سانس لی اور پھر تاؤنی کے بارے میں سوچنے لگا۔ اس ذلیل نے ہمیشہ ہر لمحے دھوکا دیا تھا۔ اُسے آواز دے یا نہ دے پھر اُس نے تاؤنی کو وہیں چھوڑ دینا مناسب سمجھا اور تیز رفتاری سے ایک سمت چل پڑا۔ اب وہ اس خوفناک جال سے نکلنے کا قطعی فیصلہ کر چکا تھا۔ کچھ بھی ہو اُسے بنکاک پہنچ جانا چاہیے۔ وہ دوڑتا رہا۔ اس کی رفتار کافی تیز تھی۔

★★

بادشاہ خان کا اضطراب عروج کو پہنچا ہُوا تھا۔ کھیترا اور بادشاہ خان کے دُوسرے بے شمار ساتھی شیران کی تلاش میں بنکاک کا کونہ کونہ چھان چکے تھے لیکن شیران کا کوئی پتہ نہیں مل سکا تھا۔ اینڈرا گاوچی کو چارے کے طور پر استعمال کیا گیا تھا۔ وہ ہوٹلوں اور نائٹ کلبوں میں ماری ماری پھر رہی تھی، بادشاہ خان کے شکاری کتے اُس کے محافظ تھے۔ بادشاہ خان کا خیال تھا کہ ممکن ہے... اینڈرا گاوچی کو دیکھ کر شیران اُس کے پیچھے لگ جائے اور اس طرح وہ نگاہوں میں آ جائے لیکن ابھی تک شیران کا کوئی پتہ نہیں چل سکا تھا۔

خود اینڈرا گاوچی اپنے آپ کو اچھی طرح سمجھ رہی تھی، اُسے یقین تھا کہ اُسے چارے کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔ اُسے یہ بھی یقین تھا کہ اگر شیران اُسے پا گیا تو اُسے زندہ نہیں چھوڑے گا لیکن اس کی پوزیشن اتنی نازک ہو چکی تھی اب کہ اُسے اپنی زندگی خود ہی محال نظر آتی تھی وہ جانتی تھی کہ شیران جیسے بھیانک شخص کے چنگل سے نکلنا آسان کام نہیں ہوگا۔ اس کے لیے اُسے کسی مضبوط سہارے کی ضرورت تھی اور بادشاہ خان کے بارے میں اس کی معلومات محدود نہیں تھیں، اس وقت اُس کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا کہ بادشاہ خان کے کہنے پر بے چون و چرا عمل کرتی رہے۔ اب آگے تقدیر تھی، زندگی بچنی ہے تو بچ جائے گی اور اگر شیران واقعی ہاتھ لگ گیا تو پھر زندگی کا یہ خطرہ ہمیشہ کے لیے ٹل جائے گا اور ممکن ہے بادشاہ خان... اپنی مدد کرنے کے سلسلے میں اُسے اپنے گروہ میں جگہ دے دے۔

اینڈرا گاوچی یہ بھی جانتی کہ اب شرافت کی دُنیا سے اس کا تعلق نہیں رہا ہے، وہ دُنیا کے کسی بھی خطے میں شرافت کی زندگی نہیں گزار سکتی، بہر طور بادشاہ خان کی اب تک کی تمام کوششیں ناکام رہی تھیں۔ وہ شیران کو تلاش نہیں کر سکا تھا، مارلینو کے منشیات کے اڈوں پر بھی اس کے لاتعداد آدمی تعینات تھے۔ اُنھوں نے بادشاہ کو جو رپورٹیں دی تھیں وہ بھی بڑی خوفناک تھیں، اُنھوں نے کہا تھا کہ منشیات کے ان اڈوں پر مارلینو کے آدمیوں کی پوزیشن اتنی مضبوط ہے کہ اگر کوئی منشیات کی اس مارکیٹ پر قبضہ جمانے کی کوشش کرے یا یہاں کوئی حرکت کی جائے تو اسے با آسانی ختم کر دیا جائے گا۔ ہر چند کہ بادشاہ خان منشیات کو کنٹرول نہیں کرتا تھا اور اس کی توجہ کبھی اس طرف نہیں رہی تھی لیکن یہ رپورٹیں اس کے لیے بڑی ہولناک تھیں۔ اگر مارلینو اور شیران کا اشتراک اسی طرح مضبوطی سے آگے بڑھتا رہا تو ممکن ہے وہ دُوسرے معاملات کی طرف بھی توجہ دیں۔ ایسی شکل میں بادشاہ خان کا واسطہ ایک طاقت ور دشمن سے پڑے گا اور پھر مارلینو تو یُوں بھی اُن کے بھیانک ترین دشمنوں میں سے ایک تھا۔ وہ معمولی سا انسان جسے زندگی کے ایک منحوس وقت میں اُنھوں نے کوئی وقعت نہیں دی تھی اور جو اُن کے ہاتھوں زندگی کی سرحد کو پھلانگ کر موت کی حدود میں داخل ہوگیا تھا، بچنے کے بعد اس قدر بھیانک ہو جائے گا کہ کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اس سلسلے میں بادشاہ خان ہینڈرک کو مجرم قرار دیتا تھا اور اُس نے اپنے دِل میں یہ احساسات محفوظ رکھے تھے۔ ہینڈرک کو اس کی جوابدہی کرنا ہوگی کہ اس نے اپنے طور پر ایک ایسے شخص کو وہ قوتیں کیوں بخش دیں جو اُن کے لیے تباہ کن ثابت ہو رہی ہیں، یہ کام کسی اجنبی شخص سے بھی لیا جا سکتا تھا ان کے لیے قتل و غارتگری کیا حیثیت رکھتی تھی، کسی بھی شخص کو ہینڈرک اپنا تختۂ مشق بنا سکتا تھا۔

مارلینو جیسے دُشمن کو اتنی قوتیں بخش کر اس کی حفاظت کرنا ہینڈرک کی ایک مجرمانہ کارروائی تھی جس کے لیے اُسے جوابدہی کرنی ہوگی۔ بہر طور ان تمام باتوں نے بادشاہ خان کے ذہن کو پراگندہ کر رکھا تھا۔ نعمان خان کو اُس نے ڈاکٹر بریٹو کے ساتھ ہانگ کانگ بھجوا دیا تھا اور وہاں ڈاکٹر بریٹو نعمان خان کو بڑی خوب صورتی سے اُلجھائے ہُوئے تھا۔ بادشاہ خان اس سلسلے میں دولت خرچ کر رہا تھا۔ نعمان خان سے ایسے چھوٹے موٹے جرائم کرائے جا رہے تھے جن کے ذریعے وہ دولت کمائے اور جو اس وقت نعمان خان کے ذہن میں اس کے علاوہ اور کوئی مقصد نہیں تھا کہ دولت حاصل کر کے وہ ایک مستحکم پوزیشن حاصل کرے... ہانگ کانگ میں اپنی چھوٹی چھوٹی کامیابیوں سے وہ بہت مطمئن تھا جس کی رپورٹ ڈاکٹر بریٹو سے، باقاعدہ بادشاہ خان کو مل رہی تھی۔

نعمان خان کے سلسلے میں یہی عمل ہو رہا تھا کہ بادشاہ خان

خود ہی اس کے مخالفین پیدا کرتا اور پھر ان مخالفین کو نعمان خان کے ہاتھوں شکست دلوا کر اس کی ہمت بڑھاتا اور اسے دولت بھی حاصل ہو جاتی۔ حالانکہ یہ دولت خود بادشاہ خان کی جیب سے نعمان خان کے پاس جا رہی تھی۔ اس طرف سے بادشاہ خان کسی قدر مطمئن ہوگیا تھا، لیکن اس بات کا بھی امکان تھا کہ شیران اور مارلینو کا دائرۂ کار وسیع ہو جائے اور وہ ہانگ کانگ تک جا پہنچیں پھر تو نعمان خان کو واپس یورپ ہی بھیجنا پڑتا۔ یہ تمام باتیں بادشاہ خان کے لیے سوہانِ رُوح تھیں اور ایسے اوقات میں اُسے ایڈنا ڈمپل پر شدید غصہ آنے لگتا تھا۔

اگر پہاڑوں میں بادشاہ خان کے کاموں میں مداخلت نہ کی جاتی تو وہ اپنے دُشمن بہزاد سلامن کے بیٹے کو کسی نہ کسی طرح موت کے گھاٹ اُتار ہی دیتا، وہ کب تک چھپ سکتا تھا... پہاڑوں میں خونریزی ہوتی، قتلِ عام ہوتا، بے شمار قبائل پہاڑوں میں پھیل جاتے اور کسی نہ کسی طرح شیران کو گرفتار کر کے اُس کے سامنے پیش کر دیا جاتا۔ اس طرح یہ قصہ ختم ہو سکتا تھا لیکن تنظیم نے اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے پہاڑوں میں یہ تباہی پسند نہ کی تھی اور بادشاہ خان کو یہ یقین دلا دیا گیا تھا کہ اُس کا دُشمن تنظیم کا دُشمن ہے اور شیران کو گرفتار کر کے بادشاہ خان کے حوالے کرنے کی ذمے داری تنظیم کی ہے پھر ایک رات بادشاہ خان کو اطلاع ملی کہ ہینڈرک واپس آگیا ہے، بادشاہ خان نے فوراً ہینڈرک سے ملاقات کرنے کا فیصلہ کیا اور وہ خود ہی ہینڈرک کے پاس جا پہنچا۔

ہینڈرک کے چہرے پر تھکن اور مایوسی کے آثار تھے۔ اس نے بڑے پژمردہ انداز میں بادشاہ خان کا استقبال کیا تھا۔

”ہیلو خان آپ نے ناحق تکلیف کی، مَیں خود ہی آپ کے پاس پہنچنے والا تھا، ابھی دو گھنٹے قبل ہی یہاں پہنچا ہُوں۔ مَیں نے مناسب سمجھا کہ آپ کو اپنے آنے کی اطلاع دے دُوں۔“

”رسمی باتوں کی بجائے مجھے یہ بتاؤ ہینڈرک کہ تمھاری تحقیقات کا نتیجہ کیا نکلا؟“

”بہتر نہیں ہے بادشاہ خان، نہایت افسوس کے ساتھ مَیں تمھیں یہ اطلاع دے رہا ہُوں کہ مارلینو وہی دیہاتی نوجوان ہے جسے ہم نے اپنا تختۂ مشق بنایا تھا اور جو بعد میں میری ایک حماقت کی وجہ سے ہمارے لیے ایک مستقل خطرہ بن گیا۔ مارلینو کے بارے میں گانگ ہوا اور اس کے گرد و نواح میں بڑی عجیب عجیب روایات مشہور ہیں۔ ایک طرح سے اگر یہ کہوں تو غلط نہ ہوگا کہ اُسے وہاں ایک دیوتا کی حیثیت حاصل ہے۔ گانگ ہوا کے نواح کے لوگ اس کی بڑائی کے قائل ہیں اور اُسے دیوتا کی طرح پُوجتے ہیں، وہ ان دیہاتی لوگوں کے لیے درحقیقت فرشتہ ثابت ہُوا ہے۔ اُس نے ان کے مسائل دُور کر دیے ہیں اور اُنھیں زندگی کی تمام لذتوں سے ہمکنار کر دیا ہے جب کہ ہانگ کانگ، بنکاک اور اس خطے کے دُوسرے علاقوں کے لوگ نہایت کسمپرسی کی زندگی گزار رہے ہیں اور ان کے حالات بہتر نہیں ہیں، لیکن گانگ ہوا ایک بہترین قصبہ بن چکا ہے۔ اس کے علاوہ بادشاہ خان مارلینو کے بارے میں جو رپورٹیں مجھے ملیں وہ آپ کے لیے باعثِ حیرت ہوں گی۔ مَیں سائنس کی دُنیا میں ایک مخصوص حد تک پہنچ سکا ہُوں لیکن مارلینو مجھ سے کہیں آگے نکل گیا ہے، مَیں نہیں جانتا کہ اُس نے یہ تحقیقات اور تجربات کہاں کیے لیکن سُنا یہ گیا ہے کہ مارلینو گانگ ہُو کے علاقے کا بے تاج بادشاہ ہے، اس نے اس طرح کے زمین دوز نظام پھیلا رکھے ہیں کہ اگر وہاں اس کے دُشمن کتنی ہی بڑی تعداد میں حملہ آور ہوں تو واپس نہیں آ سکتے اور یہ سب کچھ اُس نے سائنسی سطح پر کیا ہے، میں اس کا کوئی عملی تجربہ تو نہیں دیکھ سکا، لیکن مَیں نے اپنے طور پر جو تجربات وہاں کیے اس سے مجھے یہ اندازہ ہوگیا کہ لوگوں کا کہنا غلط نہیں ہے، ان تجربات کے بعد میں وہاں نہیں رُک سکا، کیونکہ مجھے شبہ تھا کہ مارلینو کو ان تجربات کے بارے میں ضرور علم ہو جائے گا۔ یہ رپورٹ ہے بادشاہ خان، اس کے علاوہ مَیں نے شیران کے بارے میں بھی معلومات حاصل کیں تو مجھے پتہ چلا کہ شیران بچ نکلنے کے بعد کس طرح مارلینو تک جا پہنچا تھا۔ مارلینو نے شیران کو پسند کیا اور اُسے اپنے خاص آدمیوں میں شامل کر لیا۔ اس پُراسرار قبائلی... تک میری پہنچ نہیں ہو سکی، مَیں خود ہی جان بُوجھ کر مارلینو کی نگاہوں سے دُور رہا، کیونکہ آپ جانتے ہیں بادشاہ خان کہ وہ میرے بدترین دُشمنوں میں سے ایک ہے اور وہ اس کا علاقہ تھا۔“ ہینڈرک نے جواب دیا۔

بادشاہ خان کا چہرہ غصے سے سُرخ ہو رہا تھا پھر اُس نے کہا۔ ”تمھیں یہ تمام ذمے داری قبول کرنی ہوگی ہینڈرک۔ تمھاری ایک حماقت ہم سب کے لیے تباہی کا باعث بن گئی۔“

”مجھے اعتراف ہے بادشاہ خان، لیکن اب جو غلطی ہو گئی ہے اُسے نبھانا ہی پڑے گا، مَیں ہر تاوان کے لیے تیار ہُوں، مجھے خود اتنا افسوس ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔“

ہینڈرک کے یہ الفاظ بادشاہ خان کے غصے کو کسی حد تک کم کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے، ان کا ساتھ تو نیا نہیں تھا۔ بہت پُرانے دوست تھے اور اس طرح کے دوست رہے تھے جو ایک دُوسرے پر جان چھڑکتے ہیں اور ایک دُوسرے کے لیے جان کی

بازی لگانے میں دریغ نہیں کرتے۔

ہینڈرک سے یہ حماقت ضرور ہُوئی تھی لیکن اس سے قبل اُس کا ماضی بادشاہ خان کے لیے بہت بہتر رہا تھا، اُس نے ہینڈرک کو ہمیشہ ایک اچھا دوست ایک اچھا ساتھی پایا تھا، چنانچہ اس خطرے کے باوجود ہینڈرک کے معذرت بھرے انداز نے بادشاہ خان کو کسی قدر نرم کر دیا۔

"اوہ ہینڈرک۔ ہینڈرک، تم نہیں جانتے، یہ میرا خاندانی معاملہ نہ ہوتا تو مجھے ذرہ برابر پروا نہ ہوتی۔ بات اگر صرف میری ذات تک محدود ہوتی تو تم یقین کرو مَیں اپنے دُشمنوں کو جُوتے کی نوک پر نچانے کا عادی ہُوں، مَیں ہمیشہ اس بات کا متوقع رہتا ہُوں کہ کوئی بھی میرا دُشمن مجھے کسی بھی وقت موت کے گھاٹ اُتار سکتا ہے، مَیں مرنے میں ذرا بھی عار محسوس نہیں کر سکتا لیکن معاملہ میرے بھائی کے بیٹوں کا ہے، میرے بھائی کے نو بیٹے ہیں اور ان سب کا دُشمن شیران ہے۔ شیران میرے بھتیجوں کے لیے درحقیقت ایک خطرناک دُشمن ہے، کیونکہ وہ شیطان کی طرح چالاک اور مکّار ہے۔ میرے ہاتھوں اس خاندان کی چار بچیاں موت کے گھاٹ اُتر چکی ہیں، میرے بھائی کی بیوہ صرف میری وجہ سے موت کا شکار ہو گئی، میں اس حادثے کو کبھی نظر انداز نہیں کر سکتا، اور میں مزید کوئی حادثہ نہیں چاہتا۔ تم یقین کرو ہینڈرک، مَیں نے اپنی نظرت کے خلاف اپنے بھائی کے بیٹوں کو معاف کر دیا ہے، جو شدّت جذبات میں میرے لیے بہت کچھ کہہ چکے اور کر چکے ہیں، مَیں اُن کا تحفظ چاہتا ہُوں ہینڈرک، مجھے بتاؤ مَیں کیا کروں، مجھے کیا کرنا چاہیے؟"

"بادشاہ خان درحقیقت مجھے تمھاری اس پریشانی پر جو دِلی صدمہ ہُوا ہے، مَیں اُسے بیان نہیں کر سکتا، مَیں اس کے سوا اور کچھ بھی نہیں کہہ سکتا بادشاہ خان کہ مَیں یہیں سکونت اختیار کر لُوں اور خود کو اس کام کے لیے وقف کر دُوں کہ شیران کا پتہ لگاؤں اور اُسے ختم کر دُوں۔"

"تم اگر سائنسی پیمانے پر اس خطرے کا مقابلہ کرنا چاہو تو یہاں مَیں تمھاری بھرپور مدد کر سکتا ہُوں۔" بادشاہ خان نے کہا۔

"اگر تم چاہو بادشاہ خان تو مَیں خود اپنی تمام تر صلاحیتیں یہاں صرف کر کے ہر طرح مارلینو اور شیران کو قتل کرنے کی کوشش کروں۔"

بادشاہ خان کسی سوچ میں ڈُوب گیا پھر اُس نے گہری سانس لے کر کہا۔

"ٹھیک ہے ہینڈرک، فی الوقت تم آرام کرو، مَیں اس سلسلے میں تمھیں کوئی مؤثر جواب بعد میں دُوں گا۔"

"میرے دوست، ہینڈرک کے لیے کوئی بُرا خیال دِل میں مت لانا، مَیں تم سے الگ رہ کر کبھی نہیں سوچ سکتا، اگر تم ہینڈرک کو قابلِ سزا سمجھتے ہو تو ہینڈرک ایک سچے انسان کی حیثیت سے یہ وعدہ کرتا ہے کہ میں تمھاری دی ہُوئی سزا کو قبول کر لُوں گا، اس کے بعد مَیں تم سے ایک لفظ نہیں کہوں گا۔" بادشاہ خان نے گردن ہلائی اور پھر ہینڈرک سے مصافحہ کر کے باہر نکل گیا۔

ہینڈرک بادشاہ خان کی سرشت سے واقف تھا... سرحد کا یہ خوفناک انسان جتنا تیز تھا... آتنا ہی زیادہ سادہ بھی تھا۔ اُس نے اگر کسی سے مصافحہ کر لیا تو اس کا مطلب ہے کہ اس کے دِل میں اُس شخص کے لیے کدورت باقی نہیں رہی ہے اس کی کدورت کی پہچان یہ تھی کہ وہ اپنا ہاتھ دُوسرے کے ہاتھ میں نہ دے اور ہینڈرک کا یہ خیال غلط بھی نہیں تھا۔ بادشاہ خان کے ذہن میں جو مدوجزر پیدا ہُوا تھا۔ اب اس میں کسی حد تک ٹھہراؤ آ گیا تھا۔ مارلینو کے بارے میں معلوم کرنے کے بعد اُسے ہینڈرک پر اتنا ہی شدید غصہ آیا تھا جتنا پہلے اس کے ذہن میں تھا۔ وہ ہینڈرک کو اس تمام تر مصیبت کا ذمّے دار قرار دیتا تھا لیکن ہینڈرک اس کے سامنے جس قدر شرمندہ نظر آیا تھا اس کے بعد بادشاہ خان کے دل سے کدورت کم ہو گئی تھی، غلطی ہو چکی تھی اور اب ہینڈرک کو اس کی سزا دینے سے معاملات ہموار نہیں ہو سکتے تھے، چنانچہ اُس نے ہینڈرک کو معاف کر دیا تھا اور یہی بہتر سمجھا تھا کہ اگر مارلینو کے خلاف قوت آرائی ہو تو اس میں ایک اجتماعی حیثیت سے حصّہ لیا جائے، ہینڈرک ان لوگوں میں واحد سائنسدان تھا، اور اسی کی سائنسی قوتوں نے مارلینو کو ناقابلِ تسخیر بنایا تھا چنانچہ ان قوتوں کا مقابلہ بھی وہی کر سکتا تھا، اگر ان پریشانیوں کے جواب میں ہینڈرک کو کسی عتاب کا شکار بنایا جاتا تو وہ ایک طاقت ور ساتھی سے محروم ہو سکتے تھے، لیکن حل ابھی تک کوئی نہیں تھا بادشاہ خان کے پاس۔

مارلینو ایک سائنسی قوت تھا اور شیران شدید ترین شیطانی قوتوں کا مالک۔ یہ دو انسان مل گئے تھے اور ان کے خلاف ایک مضبوط محاذ درکار تھا، ایک بار پھر بادشاہ خان پر جنون طاری ہونے لگا۔

اگر کسی طور ابتدائی وقت میں ہی شیران کے فتنے پر قابو پا لیا جاتا تو اتنی مشکلات پیش نہ آتیں اور اُسے روکنے والے تنظیم کے بڑے تھے۔ ابھی تک ایڈنا ڈمیل نے اس بارے میں بادشاہ خان کو کوئی مؤثر جواب نہیں دیا تھا۔

بادشاہ خان کو چڑھ گئی، اپنی رہائش گاہ میں پہنچ کر وہ اس تہہ خانے کی جانب چل پڑا، جہاں تنظیم کے نصب کردہ ٹرانسمیشن سسٹم پر وہ ایڈنا ڈمیل سے رابطہ قائم کر سکتا تھا۔

تھوڑی دیر کے بعد وہ تہہ خانے میں ایڈنا ڈمیل کو کال کر رہا تھا اور چند لمحات کے بعد ایڈنا ڈمیل سے رابطہ قائم ہو گیا۔ بادشاہ خان بول رہا ہے۔

"مجھے معلوم ہے بادشاہ خان، کہو کیا بات ہے؟"

"میڈم مَیں پہلے بھی آپ سے اپنی پریشانی کا اظہار کر چکا ہُوں اور اب بھی وہی الفاظ دوہرانا چاہتا ہُوں۔ اگر میرے یہ دونوں دُشمن ختم نہ ہُوئے تو میرے لیے بہت سی مشکلات پیدا ہو جائیں گی اور مَیں نہیں کہہ سکتا کہ ان شدید ترین ذہنی اُلجھنوں میں پھنس کر مَیں تنظیم کے مفاد کے لیے کام بھی کر سکوں گا یا نہیں۔"

"بادشاہ خان تنظیم کا ان معاملات سے براہِ راست کوئی تعلق نہیں ہے لیکن تنظیم آپ سے تعلق رکھتی ہے، اور ہم اپنے ہر ساتھی سے اتنا ہی ربط رکھتے ہیں جتنا اپنے آپ سے کیونکہ اس میں تنظیم کی بقا مضمر ہے، آپ جب بھی ایسی کوئی بات کریں خود کو یا ہمیں تنظیم سے علیٰحدہ رکھ کر نہ سوچیں۔"

"آپ کے الفاظ بالکل درست ہیں میڈم۔ مَیں اُنھیں خلوصِ دل سے تسلیم کرتا ہوں لیکن آپ یہ بتائیے کہ پہاڑوں میں میری اپنی مملکت، میرے اپنے قبیلے میں، میرے بالکل ذاتی معاملے میں مداخلت نہ کی گئی ہوتی تو میرے لیے یہ مشکلات نہ کھڑی ہوتیں جو اس وقت میرے سامنے ہیں۔"

"مداخلت ضروری تھی بادشاہ خان، تم خود بھی سمجھتے ہو اس بات کو، پہاڑوں میں آزاد نظام قائم ہے اور علاقے کی حکومت تمھارے معاملات میں دخل انداز نہیں ہوتی لیکن علاقوں کی سلامتی کی ذمّے داری ان پر ضرور عائد ہوتی ہے، ہر چند کہ افواج تمھاری ہی درخواست پر قبائلی علاقوں میں کارروائی کرتی ہے لیکن بہرطور ان کا نظم و نسق برقرار رکھنا بھی اس ملک کا فرض ہے، جس میں تم لوگ آباد ہو۔ ایسی صُورت میں، دو قبیلوں میں جنگ ہو جاتی ہے تو ان میں آپس میں صُلح کرانے والے بہت سے لوگ ہوتے ہیں اور حکومت ان معاملات میں مداخلت نہیں کرتی، لیکن اگر تمام قبائل زیرِ عتاب آ جائیں اور پہاڑوں میں گولیوں کی آوازیں اس انداز میں بکھرنے لگیں جیسے کچھ فوجیں آپس میں نبرد آزما ہوگئی ہوں تو کیا تمھارے خیال میں اس ملک کی حکومت مداخلت نہیں کرے گی۔ بادشاہ خان ہم جس پروگرام پر کام کر رہے ہیں، اس کے تحت ہمارے لیے تمھارے ملک کی حکومت کو اور پڑوسی حکومتوں کو ان پہاڑوں سے غافل رکھنا بہت ضروری ہے، یہی بات ہماری کامیابی کی ضمانت ہے، ورنہ اگر پہاڑوں میں فوجی مداخلت ہو گئی، تو تم خود بتاؤ ہمارے قدم وہاں کیسے جم سکتے ہیں۔ تنظیم نے تمھیں اسی کام کے لیے تو مخصوص کیا ہے بادشاہ خان اور اگر تم خود ہی تنظیم کی راہ میں رُکاوٹ بننے لگو تو تم سوچو تمھیں کیسے اس کی اجازت دی جا سکتی ہے؟" ایڈنا ڈمیل نے کہا۔

"ٹھیک ہے میڈم لیکن ہماری روایات کو پامال کرنے کا کیا حق پہنچتا ہے آپ لوگوں کو، مَیں اپنے دُشمن کا سر چاہتا تھا اور اس کے لیے مَیں قبیلوں کو مجبور کرنے کا خواہش مند تھا، مجھے اس وقت یہ کہہ کر روکا گیا کہ یہ ذمّے داری تنظیم سنبھالتی ہے، مَیں پہاڑوں میں امن و امان قائم رکھوں اور مَیں نے تنظیم سے وفاداری کا ثبوت دیتے ہُوئے اپنے آپ کو اس ذلّت میں ڈال دیا جو قبیلے کبھی قبول نہیں کرتے۔ میڈم ہماری روایات ہی ہماری زندگی ہوتی ہیں۔ مَیں اب ان پہاڑوں میں اس وقت تک سربلندی سے واپس نہیں جا سکتا جب تک کہ میرے دُشمن کا سر میرے ہاتھوں میں نہ ہو۔ میں جاننا چاہتا ہُوں میڈم کہ اتنے طویل عرصے سے میرے اس مشن کے سلسلے میں کیا کیا گیا اور اب جب کہ میرے خاندان کے اور بھی افراد شدید خطرات کا شکار ہیں، میرے لیے کیا کیا جا رہا ہے مَیں شیران کے بارے میں آپ کو بنفسِ نفیس خود اطلاع دے چکا ہُوں، میرا ایک اور بدترین دُشمن مارلینو اس کا مددگار اور پُشت پناہ ہے اور آپ میرے اس دُشمن کے بارے میں نہیں جانتیں میڈم کہ وہ کیا چیز ہے۔ ان حالات میں مَیں محسوس کرتا ہُوں کہ شیران ایک ناقابلِ تسخیر قوت بن چکا ہے اور اس قوت کو اس حد تک پہنچانے میں تنظیم کا اپنا عمل بھی شامل ہے، کیونکہ تنظیم نے اس پیمانے پر کام نہیں کیا جس پر اُسے کرنا چاہیے تھا، گویا میرے لیے ایک مضبوط دُشمن تعمیر کر دیا گیا، میڈم آپ میری درخواست اُوپر پہنچا دیں کہ مَیں اس وقت تک دل جمعی سے کام نہ کر سکوں گا جب تک شیران ہلاک نہیں ہو جاتا۔"

"تم نے ایک دُوسرے دُشمن کا بھی نام لیا ہے بادشاہ خان، براہِ کرم اس کا نام پھر سے دُہراؤ۔"

"اس کا نام مارلینو ہے۔" بادشاہ خان نے جواب دیا۔

"مقامی باشندہ جو گانگ بگو میں رہتا ہے۔"

"ہاں میڈم مَیں اسی کی بات کر رہا ہُوں۔"

"بادشاہ خان تم زحمت کرو، ہائینڈل گلیمر کے واٹر ہاؤس

نمبر ایک سو بیس میں، میں تمھارا انتظار کر رہی ہوں سمجھے، ہائیڈ گلیمر واٹر ہاؤس نمبر ایک سو بیس۔" دُوسری طرف سے ایڈنا ڈمپل کی آواز آئی اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا گیا۔ بادشاہ خان چونک پڑا تھا۔

ایسا کبھی نہیں ہوا تھا، ایڈنا ڈمپل سے اس کی ملاقات صرف دو بار ہوئی تھی اور وہ بھی انتہائی ضروری حالات میں۔ مارلینو کا نام سن کر ایڈنا ڈمپل نے اُسے کیوں طلب کر لیا تھا؟ چند لمحات وہ سوچتا رہا اور پھر ٹرانسمیٹر آف کر کے اپنی جگہ سے اُٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ ایک کار میں ہائیڈ گلیمر کی طرف جا رہا تھا۔

یہ ایک دریائی علاقہ تھا جس کے ایک حصّے کو دریا میں کاٹ کر انتہائی خوب صورت بنا لیا گیا تھا، یہاں بڑے بڑے لانچ کھڑے رہتے تھے اور ان لانچز کو بوٹ ہاؤس کی شکل دے دی گئی تھی، یہ لانچز بڑے بڑے لوگوں کے تھے اور عام آدمی ان کی تفریحات کا تصور تک نہیں کر سکتے تھے۔ واٹر بوٹ نمبر ایک سو بیس کے کنارے سے تھوڑے فاصلے پر کھڑا تھا۔ کناروں پر چھوٹی چھوٹی کرائے کی ڈونگیاں چوبیس گھنٹے کرائے پر مل جاتی تھیں، بادشاہ خان نے ڈرائیور سے وہیں رُک کر انتظار کرنے کے لیے کہا اور ایک ڈونگی پر سوار ہو گیا۔ اُس نے واٹر ہاؤس نمبر ایک سو بیس کی طرف اشارہ کر دیا تھا۔ مستعد ملاح ڈونگی کو چلاتا ہوا بوٹ ہاؤس کی جانب چل پڑا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد ڈونگی بوٹ ہاؤس کے کنارے جا لگی۔

رات کی تاریکی میں بوٹ ہاؤس پر گہرا سنّاٹا چھایا ہوا تھا، لیکن اس کا اندرونی حصّہ روشن تھا جس سے اس میں زندگی کا احساس ہوتا تھا۔ لوہے کی ایک سیڑھی نیچے لٹکی ہوئی تھی، بادشاہ خان اس سیڑھی کے ذریعے اوپر پہنچ گیا۔ ڈونگی کو اس نے ایک کرنسی نوٹ دے کر واپس روانہ کر دیا تھا۔ ہاؤس بوٹ کے اُوپری عرشے پر پہنچ کر بادشاہ خان نے زور سے آواز لگائی۔

"بادشاہ خان حاضر ہو گیا ہے۔ میں میڈم کی خدمت میں حاضری چاہتا ہوں۔"

اس وقت ہاؤس بوٹ کے اندرونی حصّے سے ایک دراز قامت آدمی نکلا جو بادشاہ خان کا شناسا تھا، دونوں میں رسمی بات چیت ہوئی اور وہ شخص بادشاہ خان کو لیے ہوئے ہاؤس بوٹ کے اندرونی حصّے میں پہنچ گیا۔

کافی بڑی جگہ تھی جس میں بیٹھنے کے لیے خوب صورت نشستیں لگائی گئی تھیں، سامنے ہی ایک چھوٹا سا اسٹیج بنا ہوا تھا جس کے عقب میں بڑا سفید پردہ لگا ہوا تھا، اس ہال کے بائیں سمت ایک اور چھوٹا سا دروازہ نظر آ رہا تھا، جو نہی بادشاہ خان اندر داخل ہوا دروازے کے دوسری طرف روشنی ہو گئی اور پھر ایڈنا ڈمپل شب خوابی کے خوبصورت لباس میں مسکراتی ہوئی باہر نکل آئی۔ اس کی آنکھوں میں ایک شوخ سی چمک لہرا رہی تھی۔

"پہاڑوں کے شیر کو سلام۔" اس نے مخصوص انداز میں کہا۔

"بادشاہ خان میڈم ڈمپل کی خدمت میں حاضر ہو کر خوشی محسوس کرتا ہے۔" بادشاہ خان بھاری لہجے میں بولا۔

"بیٹھ جاؤ خان، تمھاری شخصیت دیکھ کر بڑی مسرت ہوتی ہے، بہت کم لوگ تمھاری عمر میں تمھاری طرح چاق و چوبند اور جوان نظر آتے ہیں۔" ایڈنا ڈمپل اپنی عمر سے بڑھ کر بول رہی تھی... اوّل تو اس کی عمر کا صحیح تعین بھی نہیں کیا جا سکتا تھا، بیک نگاہ وہ کئی شخصیتوں کی مالک نظر آتی تھی۔ کبھی ایک خوب صورت اور نوجوان لڑکی، کبھی زیرک اور مدبّر عورت۔ ہر نگاہ اس کی ایک نئی شخصیت کی آئینہ دار ہوتی تھی۔

بادشاہ خان بیٹھ گیا۔ ایڈنا ڈمپل خود بھی اس کے نزدیک بیٹھ گئی تھی: "تمھیں تنظیم سے شکایات پیدا ہو گئی ہیں۔ بادشاہ خان مجھے اس کا بے حد افسوس ہے۔"

"میں آپ کو اس کی وجوہ بتا چکا ہوں میڈم۔"

"ہاں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ تمھاری اُلجھنوں کو میں نے دل سے تسلیم کیا ہے خان۔ لیکن تم یقین کرو کہ تنظیم کبھی اپنے ساتھیوں کو نظر انداز نہیں کرتی۔ تنظیم میری نہیں ہے بلکہ میں بھی اس کی رکن ہوں اور یہ الفاظ ایک رکن کی حیثیت سے ہی میں تم سے کہہ رہی ہوں۔ بس بعض اوقات مصروفیت کسی دو نمبر کام کو پس پشت ڈال دیتی ہے۔ میں نے اُسے دو نمبر کام اس لیے کہا ہے کہ تنظیم کی اپنی مصروفیتیں بے پناہ ہیں اور ہم جلد از جلد اپنے مفادات حاصل کر لینا چاہتے ہیں کیونکہ مضبوط دشمن کو یہ موقع نہیں دیا جا سکتا کہ وہ ہمارے ہدف کو ہمارے خلاف مضبوط کر دے۔ تمھارے پڑوسی ملک کے حالات تمھارے سامنے ہیں۔ ہم نے جو کچھ کرنا چاہا تھا اس میں تھوڑا سا تساہل ہو گیا بس حالات بگڑ گئے اور اب صورت حال کیسی ہے اس کا اندازہ تمھیں خود ہو گا۔"

"میں تسلیم کرتا ہوں میڈم۔ لیکن ہر انسان کی اپنی ایک زندگی ہوتی ہے۔ تنظیم کے کام عظیم تر ہیں لیکن زندگی مختصر ترین اور اگر اس زندگی میں کچھ ایسی آرزوئیں تشنہ رہ جائیں جو حاصلِ زندگی ہوں تو موت کے بعد بھی سکون ملنا مشکل ہے۔" بادشاہ خان نے بھاری لہجے میں کہا۔

"میں حالات سے واقف ہوں اور بادشاہ خان میں

نے مخلصانہ طور پر تمھارے معاملات کے بارے میں اُوپر بھی اطلاع دے دی ہے۔ وہاں سے مجھے ہدایت ملی ہے کہ میں تمھارے سلسلے میں تسلّی بخش طور پر کام کروں۔ میں نے اس ہدایت سے غفلت نہیں کی ہے بادشاہ خان۔ کیا تمھارا دُشمن درحقیقت خطرناک ہے؟"

"آپ ابھی تک اس پر قابو نہیں پا سکیں میڈم۔"

"ہاں یہ حقیقت ہے۔ میں اس کے سلسلے میں کافی نقصانات اُٹھا چکی ہوں۔ میرے کئی آدمی اس کے ہاتھوں مارے گئے ہیں لیکن تمھیں فکرمند نہیں ہونا چاہیے۔ ایک تنہا انسان ہمارے ہاتھوں سے کب تک بچ سکے گا۔ بہت جلد میں گروپ سی کو اس پر مامور کرنے والی ہوں۔ گروپ سی کے بارے میں جانتے ہو بادشاہ خان؟"

"اب تک کون کام کر رہا تھا؟"

"گروپ ڈی۔"

"میری درخواست ہے میڈم کہ آپ گروپ اے سے کام لیں کیونکہ آپ اسے جس قدر نرم چارہ سمجھ رہی ہیں وہ اتنا نرم چارہ نہیں ہے اور پھر اس کا اشتراک ایک اور خطرناک آدمی سے ہو گیا ہے۔"

"ہاں یہ عجیب اطلاع دی تم نے۔ تمھیں یہ کیسے علم ہوا کہ وہ مارلینو سے منسلک ہو گیا ہے؟"

"گری تھاؤ کاؤچی۔ منشیات کی اسمگلنگ اور فروخت کے سلسلے میں بنکاک اور اس کے نواح میں ایک اہم نام تھا لیکن اب اس کے گروہ کا نام و نشان مٹ چکا ہے۔"

"خوب۔ کس طرح؟"

"شیران کے ہاتھوں۔"

"اوہ۔ کیا واقعی؟"

"شیران نے کاؤچی گروپ کے ایک ایک فرد کو چُن چُن کر قتل کر دیا اور اس کے منشیات کے تمام سیلز ڈپوز پر قبضہ کر لیا۔ یہ سیلز ڈپو اب مارلی نو کے نام پر چل رہے ہیں۔"

"بہت عمدہ۔ ہمیں معلوم نہ تھا اور اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ ہم ان چیزوں پر توجہ نہیں دیتے۔"

"میں جانتا ہوں۔" بادشاہ خان نے جواب دیا۔ "لیکن چونکہ میرا تعلق براہِ راست ان معاملات سے تھا۔ اس لیے میں نے اس پر نگاہ رکھی، ابتدا میں مجھے بھی اس سلسلے میں کچھ نہیں معلوم تھا۔ لیکن گری تھاؤ کاؤچی کے گروہ کی ایک رکن اینڈریا گاؤچی جو خاص مشہور عورت ہے اور خود بھی اچھی خاصی شخصیت کی مالک، بے بس ہو کر اپنی جان بچانے کے لیے میری پناہ میں آ گئی۔ اس نے مجھے تفصیلات مہیا کیں اور شیران کی تصویر بھی۔ تب مجھے پتہ چلا کہ میرا دُشمن میرے کس قدر قریب پہنچ چکا ہے، میں نہیں جانتا میڈم کہ وہ شخص کس لیے بنکاک میں داخل ہوا ہے اس کی یہاں موجودگی میرے لیے بے حد حیرت انگیز ہے، اس کے علاوہ وہ میرے سب سے بڑے دُشمن مارلینو سے منسلک ہے۔"

"وہ کیوں۔ یہی میں جاننا چاہتی ہوں۔" ایڈنا ڈمپل نے کہا۔

"بہت پرانی بات ہے میڈم۔ یہ شخص ایک معمولی سا دیہاتی تھا، شاید گانگ ہو کا باشندہ، وہ ہماری خفیہ تنظیم کے کچھ رازوں سے واقف ہو گیا تھا، ہم نے اُسے قابو میں کر لیا اور اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر پھینک دیے، ہمارا ایک ساتھی جو جرمن سائنسدان ہے۔ ڈاکٹر ہینڈرک کہلاتا ہے وہ۔ اسے تجربے کے لیے کسی شخص کی ضرورت تھی، اُس نے ہاتھ پاؤں کٹ جانے کے باوجود بچ جانے والے مارلینو کو اپنا تختۂ مشق بنایا، اسے مصنوعی ہاتھوں اور مصنوعی ٹانگوں سے مزین کیا، اس پر اپنے سائنسی تجربات آزمائے لیکن ہینڈرک نہیں جانتا تھا کہ آنے والا وقت کس قدر خطرناک ہو گا۔ مارلینو وہاں سے فرار ہو گیا۔ میڈم ہینڈرک نے کچھ اور حماقتیں بھی کی تھیں، اس نے مارلینو کے ذہن کو اپنے ناکام تجربے کا شکار بنایا اور اپنی تمام یادداشتیں اسے دے دیں، اس طرح مارلینو ہینڈرک کا عکس بن گیا، لیکن ہینڈرک یہ بات نہیں جانتا تھا کہ مارلینو اُسے دھوکا دے سکتا ہے، مارلینو اس کے تمام فارمولے لے کر فرار ہو گیا، اور ایک طویل عرصے تک رُوپوش رہا۔ ہینڈرک اُسے تلاش کرنے کی ساری کوششوں میں ناکام رہا اور پھر وہ خاموش بیٹھ گیا۔ کون جانتا تھا کہ مارلی نو کسی وقت ایک ایسا نام بن کر اُبھرے گا۔ وہ زندہ ہے اور مجھے خبریں مل چکی ہیں کہ گانگ ہو میں وہ ایک مضبوط سائنسی حیثیت کا مالک ہے۔"

"ہاں یہ بات ہمارے علم میں ہے۔ بہرحال بادشاہ خان۔ شیران کے معاملے کو ذہن سے نکال دو۔ تمھیں یقین دلایا جا سکتا ہے۔"

"وہ کیا میڈم؟"

"شیران تمھیں اور کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔"

"بات نقصان کی نہیں ہے میڈم۔" بادشاہ خان جھنجلائے ہوئے انداز میں بولا۔ "اس کا قتل میری زندگی کا اہم مشن ہے۔ دُوسری صورت میں میں کبھی پہاڑوں کا رُخ نہیں کر سکوں گا۔ چٹانوں کے باشندے انسان کی شناخت اس کے دُشمنوں سے کرتے ہیں۔ کسی کا دُشمن آزاد

ہوتو اُس کی ماں اور باپ لوگوں کی قیامت آمیز باتوں کا نشانہ رہتے ہیں ہمارے لیے اس سے بڑی گالی اور دُوسری نہیں ہوتی میڈم کہ ہمارا دُشمن زندہ رہے۔ مجھے شیران کا سر درکار ہے۔ ایسے کہ مَیں تھانہ جاؤں گا اور اُسے تھانہ کے بڑے دروازے پر لٹکا دُوں گا۔ چار نقیب جہاں دِن رات نقارے بجا کر اعلان کرتے رہیں گے کہ بادشاہ خان نے اپنے دُشمنوں سے انتقام لے لیا۔"

"ایسا ہی ہوگا بادشاہ خان لیکن اس کے لئے کچھ وقت درکار ہوگا۔"

"یہ وقت میرے لیے پریشان کُن بھی ہوسکتا ہے میڈم۔"

"وہ کیسے بادشاہ خان؟"

"میرے بھتیجے بھی انھیں علاقوں میں ہیں اگر اُنھیں علم ہو گیا کہ شیران اسی علاقے میں موجود ہے تو وہ اس کی راہ پہ چل پڑیں گے اور کسی طور باز نہ رہ سکیں گے۔ میں نہیں چاہتا کہ ان میں سے کوئی کم ہو اور یکدم اگر ایسا ہوگیا۔۔۔ تو میں انتہائی معذرت کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ مجھے تنظیم چھوڑنا پڑے گی۔ مَیں اپنا مشن تنظیم کے کاندھوں پر نہیں ڈالنا چاہتا لیکن مجھے اپنی کارروائی سے روکا گیا تھا اور اس وعدے کے ساتھ روکا گیا تھا کہ تنظیم اس کام کو پورا کرے گی۔ میں آج بھی تنظیم سے چھٹی طلب کرسکتا ہوں، تاکہ اپنے اس مشن کی تکمیل کرسکوں۔ مَیں اتنا بے حقیقت نہیں ہوں مادام۔ مَیں اپنے علاقے میں جاکر ایسے حالات پیدا کرسکتا ہوں کہ شیران کو اس علاقے میں واپس جانا پڑے، اور اس کے بعد میرے اور اس کے درمیان فیصلہ ہوجائے لیکن تنظیم کے مفادات متاثر ہوں گے۔"

"گروپ سی کی کارروائی کے نتائج کا انتظار کرلیں بادشاہ خان اس کے بعد کوئی فیصلہ کریں تو مناسب ہوگا۔"

"اس کے لیے مجھے کتنا انتظار کرنا ہوگا؟"

"میرے خیال میں ایک ماہ۔"

"بہتر۔ مَیں ایک وفادار کی حیثیت سے یہ عرصہ قبول کرتا ہوں لیکن اس کے بعد مجھے اجازت مل جانی چاہیے۔"

"مَیں اوپر بات کروں گی۔ مارلینو کے بارے میں اور کیا معلومات ہیں تمھیں۔۔۔؟"

"اس سے زیادہ نہیں۔"

"او کے بادشاہ خان۔ تمھیں تنظیم پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔ مَیں ابھی کوئی فیصلہ کُن بات نہیں کہہ سکتی لیکن صرف ایک بات کا تمھیں یقین دلایا جاتا ہے۔ شیران کے ہاتھوں تمھیں یا تمھارے اہلِ خاندان کو کوئی نقصان نہیں پہنچنے دیا جائے گا۔"

"مَیں بے چینی سے ایک ماہ کے گزرنے کا انتظار کروں گا میڈم۔" بادشاہ خان اپنی جگہ سے اُٹھ گیا۔ ایڈناڈمیل اُسے ہاؤس بوٹ کے بیرونی حصّے تک چھوڑنے آئی۔ اس بار ہاؤس بوٹ کی اپنی کشتی بادشاہ خان کو کنارے لے گئی تھی جہاں اس کا ڈرائیور منتظر تھا۔

بادشاہ خان کے نگاہوں سے اوجھل ہونے کے بعد ایڈناڈمیل واپس اسی ہال میں آگئی۔ اندر پہنچ کر اُس نے تالی بجائی اور وہی شخص اندر داخل ہوگیا جو بادشاہ خان کو اس ہال تک لایا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک نفیس قسم کا ٹیپ ریکارڈر دبا ہُوا تھا۔ ایڈناڈمیل کے سامنے اُس نے سرخم کیا اور ایڈنا نے ہاتھ اُٹھا لیا۔ اس شخص نے ٹیپ ریکارڈر ایک میز پر رکھ کر اُسے آن کردیا۔

"اس کا قتل میری زندگی کا اہم مشن ہے۔ ایڈناڈمیل نے ایک کاغذ پر نوٹ کیا۔

"میں انتہائی معذرت کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ مجھے تنظیم چھوڑنی پڑے گی۔ میرے اور اُس کے درمیان فیصلہ ہوجائے گا۔ لیکن تنظیم کے مفادات متاثر ہوں گے۔" وہ ٹیپ ریکارڈر سے مختلف جملے نوٹ کرتی رہی اور کیسٹ ختم ہوگیا۔

"جاؤ۔" اس نے اس شخص سے کہا اور وہ شخص ٹیپ ریکارڈر لے کر واپس چل پڑا۔

"سنو یہ کیسٹ نکال کر مجھے دے جاؤ۔" ایڈناڈمیل پُر رعب لہجے میں بولی اور اس شخص نے ٹیپ ریکارڈر میں لگا ہُوا کیسٹ ایڈناڈمیل کے حوالے کردیا، اس کے بعد ایڈناڈمیل اس ہال سے ملحق ایک دروازے میں داخل ہوگئی، جہاں ایک چھوٹا سا کمرہ تھا اور پھر وہ ایک باقاعدہ رپورٹ تیار کرنے لگی۔ رپورٹ تیار کرنے کے بعد اُس نے لفافے میں رکھی اور اسی شخص کو بلا کر کہنے لگی "اسے فوری طور پر روانہ کردو۔"

"او کے میڈم" اس شخص نے جواب دیا اور لفافہ لے کر چلا گیا۔ ایڈناڈمیل اپنی جگہ سے اُٹھ گئی تھی پھر وہ لباس تبدیل کرنے لگی۔۔۔ تھوڑی دیر کے بعد اسی کشتی میں بیٹھ کر کنارے تک جارہی تھی۔ جُوں ہی کشتی کنارے سے لگی، ایک خوب صورت کار اُس کے نزدیک آکر رُک گئی اور ایڈناڈمیل اس میں بیٹھ کر چل پڑی۔ اس کی منزل ایک انتہائی شاندار عمارت تھی۔ اس عمارت پر ایک فلیگ لہرا رہا تھا، جو ایک بڑے ملک کا تھا، اسی عمارت میں ایڈناڈمیل کا قیام تھا وہ اپنی

خواب گاہ میں پہنچ کر ایک بار پھر لباس تبدیل کرکے لیٹ گئی اور اپنے ذہن میں دوسرے دن کا پروگرام مرتب کرنے لگی۔

دُوسرے دن تقریباً ایک بجے اُسے فون پر ایک پیغام موصول ہُوا اور اُس نے اس کا جواب دے دیا، اسی شام تقریباً چار بجے اسی عمارت کے ایک خاص کمرے میں ایک میٹنگ منعقد ہُوئی جس میں تقریباً تیرہ افراد شریک ہُوئے تھے، یہ سب کے سب مقامی نہیں تھے بلکہ اُن کا تعلق اسی بڑے ملک سے تھا جس کا فلیگ اس عمارت پر لہرا رہا تھا، ایڈناڈمیل اُن کے درمیان ایک نمایاں حیثیت کی حامل نظر آتی تھی وہ ایک کرسی پر بیٹھ گئی اُس نے دونوں ہاتھ میز پر رکھے اور دستانے اتارنے لگی، اس دوران خاموشی طاری رہی تھی۔ پھر بھاری جبڑوں والے ایک شخص نے کہا۔

"عجیب و غریب صورت حال پیدا ہوگئی ہے میڈم، ہم اس صورت حال سے نمٹنے کے لیے کیا طریقہ اختیار کرسکتے ہیں؟"

"آپ لوگوں نے بادشاہ خان کے نظریات سُنے؟"

"ہاں۔"

"ہر چند کہ بادشاہ خان کے الفاظ میں کوئی جارحیت نہیں ہے بلکہ وہ ایک جذباتی سی گفتگو ہے لیکن ہمیں فولادی سکون درکار ہیں اور فولاد جذبات سے عاری ہوتا ہے۔"

"میرا بھی یہی خیال ہے۔"

"بادشاہ خان نے ہمارے لیے جو کچھ کیا ہے وہ قابلِ قدر ہے اور ہم نہیں چاہتے کہ ہمارے کسی کارکن کو کوئی نقصان پہنچے لیکن اس کی عمر اس سے تجاوز کرچکی ہے اور ہر چند کہ اس کے قویٰ مضبوط ہیں اور وہ اچھی صحت کا مالک ہے لیکن ان قبائلیوں کے طور اطوار ہمارے لیے ناقابلِ برداشت ہیں۔ میں نے اس شخص کے لیے جو کچھ کیا ہے اس کی رپورٹ پیش کرنا چاہتی ہوں۔"

"ضرور میڈم، ہم دیکھنا چاہتے ہیں۔" ایک آدمی نے کہا اور ایڈنا کے حکم پر کمرے میں گہری تاریکی پھیل گئی، عقب سے کچھ سرسراہٹیں بلند ہورہی تھیں اور پھر سامنے لگے ہُوئے ایک اسکرین پر بجلیاں تڑپنے لگیں۔ چند لمحات کے بعد اس پر کچھ تصاویر ساکت ہوگئیں۔ یہ شیران اور تاذنی کی تصاویر تھیں، تبھی ایڈنا کی آواز اُبھری۔

"آپ نے شیران کو پہچان لیا ہوگا؟"

"یہ سرخ و سفید قبائلی؟"

"ہاں۔ یہی شیران ہے۔"

"خوبصورت جوان ہے۔"

"یہ رکسین ہل کا علاقہ ہے۔ گروپ ڈی کے کچھ نمائندے یہاں کام کرتے ہیں۔ اُنھوں نے اس سے چھیڑ خانی کی اور اُس نے تنہا ان لوگوں کو بُری طرح مارا۔ مجھے اس کی اطلاع ملی تو میں نے اپنے مخصوص نظریے کے تحت ایک خفیہ ٹیم روانہ کردی تاکہ وہ اس کے عمل کی فوٹوگرافی کریں۔ اس کے ساتھ ہی مَیں نے کچھ ہدایات بھی دی تھیں۔ تب سے آخر تک اس شخص کی فلم بنائی جاتی رہی۔ ابتدا کے کچھ سین ہمارے پاس نہیں لیکن اس کے بعد کی فلم ملاحظہ ہو۔"

شیران ہوٹل میں نظر آیا۔ جہاں وہ کاؤنٹر کلرک سے ہوٹل کے فرنیچر کے بارے میں معلوم کررہا تھا۔ پھر اُس نے پنٹو کے بارے میں پُوچھا اور پھر وہ چاروں لڑکے نظر آئے جو سیڑھیوں سے نیچے اُتر رہے تھے پھر پوری جنگ کا منظر۔ اس کے بعد دُوسرا منظر آیا اور ایڈنا کی آواز اُبھری۔

"یہ گھڑسوار ٹیم سی گروپ کے ارکان ہیں۔ یہ ایکشن میں بہترین پلانر

مصنف ایم۔اے راحت کے سدابہار
قلم سے ایک شاہکار ناول

باغی

معاشرے کی سنگلاخ چٹانوں پر
سفر کرنے والے بیٹے کی داستان

★

جس نے ماں کے لئے زمین کی پستیاں سمیٹ لیں

★

قہقہوں کے درمیان چھپے آنسوؤں کی داستان

★

طنز و مزاح کا پیکر ناول

★

خوبصورت سرورق دیدہ زیب گیٹ اپ

علی میاں پبلی کیشنز

20۔ عزیز مارکیٹ اردو بازار لاہور۔ 7247414

ہیں اور انھیں ہدایت تھی کہ اسے قتل کر دیں۔ لیکن۔۔ ملاحظہ فرمایے۔"

حیرت انگیز فلم تھی۔ شیران کے فرشتوں کو بھی علم نہ ہوگا کہ اس کے دشمنوں کے علاوہ کچھ خفیہ لوگ بھی اس کے پیچھے لگے ہوں گے۔ جو باقاعدہ اس کی فوٹوگرافی کر رہے ہیں۔ شیران نے ان سب کو ختم کر دیا۔

پھر نمبر تین آیا اور اس میں موجود قوی ہیکل فولادی شخص کو دیکھ کر وہ سب چونک پڑے۔ "فلنٹ ہے" ان میں سے ایک نے حیرت سے کہا۔

"ہاں۔ فلنٹ سے پہلے کی کوششوں کا جائزہ لیجیے۔" ایڈنا نے کہا اور وہ منظر نظر آیا جب ہیلی کاپٹر شیران پر فائرنگ کر رہا تھا، اور شیران ان سے بچ رہا تھا۔ پھر قوی ہیکل شخص نظر آیا جو چٹان پر کھڑا تھا۔

"کیا فلنٹ بھی اُسے قتل نہ کر سکا!" ان میں سے ایک نے حیرت سے دُہرایا۔

"فلنٹ اُس کے ہاتھوں سے بال بال بچا ہے۔ آپ لوگوں کو علم ہے کہ فلنٹ گروپ اے کا آدمی ہے۔"

"ہاں اُسے تو ایک فوج تسلیم کیا جاتا ہے۔"

"لیکن فوج شیران سے ہار گئی ہے۔" ایڈنا نے کہا اور پھر اس خونریز لڑائی کا منظر سامنے آ گیا۔ تمام لوگ مُنہ پھاڑے دیکھ رہے تھے۔ فلنٹ شیران کے ہاتھوں زخمی ہو کر واپس آ گیا اور اسکرین سفید ہو گیا۔ ایڈنا ڈمیل ان لوگوں کو دیکھ رہی تھی۔

"بلاشبہ بہترین لڑاکا ہے۔"

"اس کے علاوہ بھی بہت کچھ ہے۔ گانگ ہُو کے مارتھیلو کا دوست۔۔۔ بلکہ اس کا جانشین۔" ایڈنا مسکرا کر بولی۔

"اوہ۔ اوہ۔ اوہ" سبھی کے مُنہ سے آوازیں نکلیں۔

"اور مارتھیلو تنظیم کے لیے بہت دلکش ہے۔ طویل عرصہ سے ہم اس کی تاک میں ہیں۔"

"بے شک" جواب ملا۔ پھر کسی نے کہا۔

"لیکن میڈم۔ ہم ان باتوں کا مطلب نہیں سمجھ سکے۔"

"بادشاہ خان۔ اسّی سال سے تجاوز کر چکا ہے۔ کون جانے اب آپریشن تک اس کی صحت کیسی رہے! کیا ہمیں اس کی جگہ کسی نئے خون کی ضرورت نہ ہوگی جس کا تعلق پہاڑوں سے ہو اور جو بادشاہ خان سے زیادہ وحشی ہو۔ اس سے زیادہ شاندار ہو۔"

ایڈنا کی مسکراہٹ بے حد خوفناک تھی۔

ہال میں بیٹھے تمام لوگوں کے چہروں پر حیرت کے نقوش نمایاں ہو گئے تھے۔ وہ ہونقوں کی طرح ایڈنا کو دیکھ رہے تھے۔ ایڈنا ان کی حیرت سے لطف اندوز ہوتی رہی پھر اس نے سنجیدگی سے کہا۔

"تنظیم ہماری زندگی، ہمارا مستقبل ہے اور اس سے وفاداری ہمارا ایمان ہے۔ کسی ایک شخص کو اگر کسی علاقے کا انچارج بنایا جاتا ہے تو اس کا مقصد صرف یہ نہیں کہ وہ چند لوگوں کے ساتھ اس علاقے میں زیر زمین حکومت کرتا رہے۔ ہمارے سفارت خانے دنیا بھر میں ہمارے ملک کی نمایندگی اور اس کے مفادات کی نگرانی کرتے ہیں اور ہم اس کے سفیر ہوتے ہیں۔ جو کام قانوناً ممکن نہ ہوں ان کی انجام دہی کی ذمّہ داری ہماری ہوتی ہے۔ چونکہ ہمارا نظریہ صرف اتنا ہی نہیں کہ ہم پارلیمنٹ کے سونپے ہوئے کاموں کو انجام دیتے رہیں بلکہ اگر اس کے مفاد میں کوئی اور بات بھی ہمیں نظر آئے تو ہمارا فرض ہے اسے نظرانداز نہ کریں۔ شیران کی کہانی پہاڑوں سے شروع ہوتی ہے اس علاقے میں جہاں ہم ایک طویل نظریاتی جنگ لڑنا چاہتے ہیں اور جس کے ایک ایک چپّے کی نگرانی ہمارا فرض ہے۔ بادشاہ خان اس علاقے میں ہمارا نمایندہ ہے اس کے ذریعے ہم اس علاقے کو کنٹرول کرنا چاہتے ہیں۔ پہاڑوں کی اپنی روایات ہیں۔ یہ لوگ جس قدر جری، بہادر اور خونخوار ہوتے ہیں اس کا ریکارڈ ہمارے پاس موجود ہے۔ ان کی زندگی بندوق ہے ان حالات میں بادشاہ خان جیسے خودسر کو قابو میں کرنا معمولی کام نہیں تھا۔ لیکن اب بلاشبہ بادشاہ خان ہمارے تحفظات کا بہت بڑا نگراں ہے۔ اس کی اپنی ایک حیثیت بھی ہے اور اگر اس کی یہ حیثیت نہ ہوتی تو وہ ہمارے کام کا آدمی نہ ہوتا وہ لوگ جو کسی طرح ضمیر فروش نہیں ہوتے بڑی مشکل سے قابو میں آتے ہیں۔ بادشاہ خان کو ان لائنوں سے ہم نے نہیں روکا۔ اس کی اپنی ایک پارٹی ہے جس کے ذریعے وہ دنیا بھر میں اسمگلنگ کا کاروبار کرتا ہے۔ لیکن ہم نے اسے دولت پر نہیں رجھایا بلکہ اسے جگہ جگہ وہ تحفظ فراہم کیا جو اس کے لیے بے حد معاون ثابت رہا۔ اس طرح ہم نے بادشاہ خان کو اپنا مطیع کر لیا اور اب ہم جب بھی ان پہاڑوں میں اپنی جدوجہد کا آغاز کریں گے تو بادشاہ خان ہمارا بہترین ساتھی ثابت ہوگا لیکن ابھی اس جدوجہد کے لیے کافی وقت پڑا ہے اور بادشاہ خان کی ذہنی کیفیت بگڑ چکی ہے۔ وہ دُشمنی کے جال میں اس طرح گرفتار ہو گیا ہے کہ

اس پر تنظیم کے مقاصد بھی بے اثر ہونے لگے ہیں۔ اس وقت جب وہ غصے سے پاگل ہو رہا تھا تنظیم کے افراد نے اسے ہنگامہ آرائی سے روکا۔ اس لیے کہ پہاڑیوں کا سکون متاثر نہ ہو اور ہمارے کاموں میں دقت نہ پیش آئے۔ لیکن اس کا دُشمن جسے آپ دیکھ چکے ہیں بلاشبہ چالاک تھا۔ وہ اسے جُل دے کر صاف نکل آیا۔ بلاشبہ تنظیم نے وعدہ کیا تھا کہ اس کے دُشمن کو گرفتار کر کے اس کے حوالے کر دیا جائے گا لیکن تنظیم کے سامنے ایک ہی مقصد نہیں ہوتا اور پھر کسی تنہا شخص کو گرفتار کرنا یا قتل کرنا اتنی بڑی بات نہیں ہے لیکن اس کے لیے وقت درکار ہوتا ہے۔ آپ نے دیکھا بادشاہ خان کی فرمائش پر میں نے شیران کو قتل کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا میں نے یہ بات بادشاہ خان کو بھی نہیں بتائی لیکن ہمارا گروپ سی، بی اور اے، تینوں اس شخص کو قتل کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ خاص طور پر ہمارا یہ لڑاکا جس پر ہمیں بہت زیادہ اعتماد تھا اس کے ہاتھوں شکست کھا چکا ہے جس کی وجہ سے اچانک میرے ذہن میں تبدیلیاں پیدا ہوئیں اور میں نے اسے زندہ رکھنے کا فیصلہ کر لیا۔ تم لوگ شاید اس بات پر صحیح انداز میں غور نہیں کر رہے بلاشبہ بادشاہ خان ہمارا پرانا خادم ہے اور تنظیم کی خدمت کے لیے اس نے کافی نمایاں کام انجام دیئے ہیں لیکن وہ بوڑھا گھوڑا ہے اور بوڑھا گھوڑا کسی بھی وقت لنگڑا ہو سکتا ہے۔ یہ درست ہے کہ بادشاہ خان ایک پُروقار اور طاقتور سردار ہے لیکن میں نے پہاڑوں کے بارے میں جتنی معلومات حاصل کی ہیں ان کے تحت سرداری کسی ایک خاندان میں نہیں رہتی، بلکہ وہ لوگ صفات کا خیال رکھتے ہیں اور کسی ایسے شخص کو سردار بناتے ہیں جو نمایاں خصوصیات کا حامل ہو۔ بادشاہ خان کی جگہ شیران کو دی جا سکتی ہے اور حقیقت میں شیران اس قابل ہے کہ ان لوگوں کا سربراہ بنے۔ اگر ہم بادشاہ خان کو اس کی جگہ قائم رہنے دیں اور شیران کی تربیت کرتے رہیں اس وقت کے لیے جب ہم اپنے مقصد کے لیے کھڑے ہوں تو میرے خیال میں یہ ایک انتہائی سودمند بات ہوگی، میں آپ لوگوں کو اس نوجوان کی جھلک دکھا چکی ہوں اور اب آپ کا فیصلہ چاہتی ہوں۔" ایڈنا ڈمیل خاموش ہو گئی۔

ہال میں بھنبھناہٹ سی گونجنے لگی تھی۔ وہ لوگ آپس میں تبادلہ خیال کر رہے تھے پھر ان میں سے ایک نے کہا۔

"میں ان تمام لوگوں کی نمائندگی کر رہا ہوں میڈم درحقیقت یہ پروگرام بُرا نہیں ہے خاص طور سے اس لیے کہ بادشاہ خان کے لہجے سے بغاوت کی بُو آنے لگی ہے۔ ہم تنظیم کے لیے کسی بھی ایسے شخص کو برداشت نہیں کر سکتے جو ذاتی مقاصد کے لیے تنظیم کی راہ میں رکاوٹ بنے۔ ممکن ہے اس کی وجہ سے تنظیم کو نقصان پہنچ جائے۔ ہونا تو یہ چاہیئے میڈم کہ ان الفاظ کے بعد بادشاہ خان کی زبان ہمیشہ کے لیے خاموش کر دی جائے لیکن مصلحت کا تقاضہ ہے کہ ابھی انتظار کریں۔ ہم متفقہ طور پر یہ فیصلہ دیتے ہیں کہ آپ شیران کی تربیت کریں اور اسے تنظیم کے مقاصد کے لیے تیار کریں۔ دیکھنا یہ ہے کہ یہ نوجوان ایک اتنے بڑے منصب کو سنبھالنے کے قابل ہو بھی سکے گا یا نہیں۔"

ایڈنا ڈمیل کے ہونٹوں پر پُر مسرت مسکراہٹ پھیل گئی پھر اس نے پُراثر لہجے میں کہا۔

"مجھے بے حد مسرت ہوگی کہ اگر میں تنظیم کو ایک بہترین کارکن دے سکوں براہ کرم آپ لوگ اپنے اپنے فارم پُر کر کے میرے حوالے کر دیں تاکہ میں یہ تجویز بڑوں کو بھیج کر فوراً منظوری حاصل کر لوں۔" ایڈنا خاموش ہو گئی۔

ہال میں بیٹھے تمام لوگ اپنے سامنے رکھے ہوئے فائلوں سے وہ فارم نکالنے لگے جو ان کے سامنے رکھے گئے تھے۔ انھوں نے اس پر اپنے ریمارکس لکھے اور اس کے بعد یہ میٹنگ برخاست ہو گئی۔

اس کے بعد کا راستہ پیدل ہی طے کرنا پڑا تھا پھر شہر میں داخل ہو کر جو سب سے پہلی ٹیکسی اسے نظر آئی اشارے سے اسے روکا اس میں بیٹھ کر چل پڑا۔ اپنی رہائش گاہ میں داخل ہوا تو سامنے ہی میگنیشا پر نظر پڑی تھی۔ میگنیشا کو پچھلے چند دنوں سے یہ احساس ہوتا جا رہا تھا کہ شیران اب آدمی بنتا جا رہا ہے۔ وہ مسکراتی ہوئی شیران کی طرف بڑھی اور اس کے نزدیک پہنچ گئی لیکن شیران نے قدم نہیں روکے۔

"ہیلو مسٹر شیران، کافی دن کے بعد واپسی ہوئی، کیا بنکاک سے کہیں باہر تشریف لے گئے تھے۔"

"فضول باتوں سے گریز کیا کرو، میں فالتو باتوں کو پسند نہیں کرتا میرے لیے کافی اور ناشتے کا دوسرا سامان بھجواؤ۔" شیران بگڑے ہوئے لہجے میں بولا اور میگنیشا نے بے اختیار گردن جھکا دی۔ وہ ٹھٹک کر رہ گئی تھی۔ شیران نے جو کچھ کہا تھا اس کی تکمیل بھی بے حد ضروری تھی۔ چنانچہ وہ کچن کی جانب بڑھ گئی اور پھر گریچر کو شیران کی آمد کی اطلاع دی۔

چند لمحے بعد گریچر شیران کے کمرے کی طرف چل پڑا۔ شیران کے سامنے برتن رکھے تھے اور وہ وحشیانہ انداز میں کھانے میں مصروف تھا۔ گریچر کو دیکھ کر اس نے ہاتھ اُٹھایا اور مسکراتا ہوا بولا۔

"آؤ آؤ کافی پیو میرے ساتھ، کیسے ہو تم سب؟"

"ٹھیک ہے مسٹر شیران، لیکن آپ کافی وقت ہم سے دور رہے کیا کوئی مہم درپیش تھی۔"

"ہاں ہاں درپیش تھی لیکن مجھے شدید ناکامی سے دوچار ہونا پڑا ہے۔"

"اوہو آپ کے اتنے سارے خادم یہاں موجود ہیں آپ خود ہی ہر مسئلے میں کیوں مصروف ہو جاتے ہیں ہمیں بتلایئے کیا معاملہ ہے؟" گریجر بولا اور شیران کھاتے کھاتے رک گیا چند لمحے وہ گریجر کو گھورتا رہا پھر ایک سالم انڈا حلق میں ٹھونستا ہوا بولا۔

"بڑی بات مت کیا کرو میرے سامنے، وہ لوگ جنھیں میں خود تلاش نہیں کر سکا تم ان تک کیسے جا سکتے ہو، اور اگر جا سکتے ہو تو جاؤ تلاش کرو انھیں، کچھ لوگوں کو مجھ سے دشمنی ہو گئی ہے۔ وہ بے پناہ وسائل رکھتے ہیں انھوں نے مجھ پر بہت سے قاتلانہ حملے کیے ہیں، ہیلی کاپٹر سے فائرنگ کی گئی میری کار میں بم رکھا گیا، کئی گھڑسوار مجھ پر گولیاں چلاتے ہوئے میرے ہی ہاتھوں ہلاک ہو گئے۔ اس سے قبل ریکس ہل میں مجھ پر حملے ہوئے۔ میں اب تک ان لوگوں کے بارے میں کچھ نہیں معلوم کر سکا کہ وہ کون ہیں اور کس لیے میرے دشمن بن گئے ہیں۔" شیران نے کہا اور گریجر اس کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر بھی تشویش کے آثار تھے پھر اس نے کہا۔

"اگر ایسی بات ہے تو واقعی قابلِ تشویش ہے۔"

شیران نے کوئی جواب نہ دیا۔ دفعتاً ایک ملازمہ اندر داخل ہوئی اور اس نے گریجر کو اس کی کال کی اطلاع دی۔ گریجر، شیران سے معذرت کر کے اٹھ گیا تھا۔ پھر وہ ملازمہ کے ساتھ اس کمرے میں آ گیا، جس میں ٹیلی فون موجود تھا۔ فون کا ریسیور نیچے رکھا ہوا تھا۔ گریجر نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔ "ہیلو گریجر بول رہا ہے۔"

"کیسے ہو۔" دوسری طرف سے جو آواز آئی اس نے گریجر کو چونکا دیا، وہ ایک دم مؤدب ہو گیا تھا۔

"اوہ، سر آپ۔"

"ہاں بھئی مجھے ایک ضروری کام سے یہاں آنا پڑ گیا ہے سوچا تمھاری خیریت ہی معلوم کر لوں۔" دوسری طرف سے مارلینو کی آواز سنائی دی۔

"آپ یہاں تشریف لائے ہیں سر... کہاں قیام ہے آپ کا، ہم سے ملاقات نہیں ہوگی آپ کی؟"

"میں پہنچوں گا تم تک، فی الوقت اپنے ایک دوست کے ہاں مقیم ہوں۔ ویسے حالات کیسے ہیں یہاں کے؟"

"سر آپ کو معلوم تو ہوگا ہی، منشیات کے اڈے بس اب ہمارے نام پر چل رہے ہیں، کوئی بھی ہمارا مقابل نہیں ہے۔ ایک طرح سے اگر کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ ہم نے اپنے تمام مخالفوں کو اور مد مقابلوں کو شکست دی ہے اور اب یہاں کی مکمل آمدنی ہمیں مل رہی ہے اور یہ سب کچھ مسٹر شیران کی بدولت ہی ہوا ہے۔ وہ ذرا تیز مزاج کے واقع ہوئے ہیں اور ان کے ساتھ ڈیلنگ خاصی مشکل ہوتی ہے۔ میگنیشا تو بہت زیادہ پریشان ہے اس سلسلے میں، لیکن بہر طور میں اسے سہارا دیے رہتا ہوں۔ اگر مسٹر شیران اپنے دوستوں کے ساتھ ذرا سا نرم رویہ اختیار کر لیں تو میرے خیال میں ان سے زیادہ بہتر انچارج کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا۔"

"گڈ، دیکھو گریجر بعض اوقات کام کے آدمی سے کچھ پریشانیاں بھی اٹھانا پڑتی ہیں۔ یہ اس کا قصور نہیں ہے۔ اس کی فطرت میں چٹانوں کی سی سختی ہے۔ ایسی سنگلاخ چٹان کی مانند ہے وہ، جس پر کبھی سبزہ نہیں اگتا۔ مجھے جواب دو، گریجر، کیا تم نے اسے کبھی... رنگ رلیوں میں بھٹکتے ہوئے دیکھا ہے۔ کیا تم نے اسے عورت پرست پایا ہے۔ کیا وہ اپنی ذات کے لیے بہت زیادہ آرام پسند ہے؟"

"ہرگز نہیں جناب ایسی کوئی بات نہیں ہے ان میں۔"

"تو پھر تم خود سوچو، ایسا آدمی کسی کھردرے پتھر کی مانند نہ ہو تو پھر کیا ہو۔ اور ایسے کھردرے پتھر میں جس قسم کی خوبیاں ہونی چاہئیں وہ شیران میں موجود ہیں تم لوگ اس کی باتوں کو صرف اس لیے برداشت کرو کہ میں نے اسے اپنا جانشین مقرر کیا ہے اور یقین کرو، میرا یہ انتخاب غلط نہیں۔ وہ مستقبل میں ہمارے لیے اتنی کارآمد چیز بننے والا ہے کہ اگر مارلینو زندہ بھی نہ رہے تو اس کا گروہ اسی شان سے اپنا کام انجام دیتا رہے گا۔ میگنیشا کو سمجھا دو، مجھے ابھی یہاں چند کام کرنے ہیں شاید کل میں تم سے ملاقات کروں۔" اس کے بعد مارلینو نے فون بند کر دیا۔

گریجر نے میگنیشا کو مارلینو کی آمد کے بارے میں اطلاع دے دی تھی لیکن مارلینو نے یہ نہیں کہا تھا کہ شیران کو بھی اس کے بارے میں بتا دیا جائے۔ چنانچہ انھوں نے خاموشی اختیار کی تھی۔ شیران بھی شاید اس طویل ہنگامہ خیزیوں سے تھک کر آج کل آرام کرنے کے موڈ میں تھا چنانچہ اس دن وہ باہر نہ نکلا۔ دوسرا دن بھی اس نے گھر پر ہی گزارا، شام کے تقریباً چار بجے تھے۔ جب سیاہ رنگ کی ایک شاندار کار اس عمارت میں داخل ہوئی اور مارلینو اس سے برآمد ہوا۔

انتہائی خوبصورت لباس میں... کسی صحت مند آدمی کی طرح اپنے پیروں پر چلتا ہوا وہ عمارت کے اندرونی حصے میں داخل ہو گیا۔

گریجر اور میگنیشا نے اس کا استقبال کیا تھا اور مارلینو ان کے ساتھ بڑے ہال میں داخل ہو گیا پھر اس نے شیران کو اطلاع کرائی اور شیران دوڑا چلا آیا۔ اس وقت اس کا موڈ بہت خوشگوار تھا اور کسی بھی طور وہ غیر انسانی شخصیت کا مالک نہیں معلوم ہو رہا تھا۔

"اوہ میرے خدا، تم کس قدر شاندار لگ رہے ہو مارلینو کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا کہ اس وقت ایک ایسی شخصیت اس کے سامنے بیٹھی ہوئی ہے۔ بس میں اسی لیے تمھیں پسند کرتا ہوں۔ تمھارے چہرے پر میں نے کبھی تردد کی ایک لکیر بھی نہیں دیکھی اور وہ لوگ جو ہر قسم کے حالات سے نمٹنے کی صلاحیت رکھتے ہوں اور خود اعتمادی ان کے چہرے سے نمایاں ہو، بہترین لوگ ہوا کرتے ہیں۔ تمھاری آمد کی اطلاع مجھے نہ مل سکی تھی۔ بہر صورت میں تمھیں اپنی مملکت میں خوش آمدید کہتا ہوں۔"

"شکریہ۔" مارلینو نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "تمھاری مملکت کی تعریفیں تو میں بہت سن چکا ہوں۔ اگر وقت ملا تو ان جگہوں کا معائنہ بھی کروں گا جو تمھارے کنٹرول میں چل رہی ہیں میں تمھارے لیے کچھ تحائف لے کر آیا تھا۔" مارلینو نے جیب سے تصویروں کا ایک پیکٹ نکالا اور اسے شیران کی طرف بڑھا دیا

"تحائف؟" شیران سوالیہ انداز میں بولا۔

"ہاں کھول کر دیکھو۔ ممکن ہے یہ تمھیں پسند نہ آئیں لیکن بہر طور یہ تمھارے لیے ہیں۔"

شیران نے پیکٹ کھولا، سب سے پہلے تصویر بادشاہ خان کی تھی۔ شیران ایک لمحے کے لیے ساکت ہو گیا پھر اس نے اس تصویر کو رکھ کر دوسری تصویر دیکھی اور پھر تمام تصویریں دیکھتا چلا گیا شیران کی آنکھوں میں الجھن کے آثار نظر آئے پھر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"اوہ... اوہ چالاک آدمی، میں تمھارا مقصد سمجھ گیا ہوں بہت اچھی طرح سمجھ گیا ہوں۔"

"مجھے یقین تھا شیران کہ تم ان تصویروں کو دیکھتے ہی سمجھ لو گے کہ میرا کیا مقصد ہے۔ یقیناً تمھیں سب کچھ یاد ہوگا شیران، تم جیسے قول کے پکے کسی کو قول دے کر بھولا نہیں کرتے۔ بس ایک بات مجھے یاد آئی تھی جس کی وجہ سے مجھے یہاں آنا پڑا۔"

"کیا بات تھی وہ؟" شیران نے پوچھا۔

"ہینڈرک کو یہاں دیکھا گیا ہے۔" مارلینو نے جواب دیا اور شیران کے جبڑے بھینچ گئے۔ چند لمحات وہ کچھ سوچتا رہا پھر اس نے تصویروں میں ہینڈرک کی تصویر نکال کر اوپر رکھ لی۔

"یہ ہینڈرک ہے نا۔" شیران بولا۔

"ہاں۔ باوثوق ذرائع نے مجھے اطلاع دی ہے کہ ہینڈرک اس وقت بنکاک میں موجود ہے۔"

"کچھ اور اطلاعات بھی ملی ہیں، اس کے بارے میں؟" شیران نے پوچھا۔

"نہیں اور کچھ نہیں، بس اسے یہاں دیکھا گیا ہے میرے آدمیوں نے اسے بآسانی پہچان لیا ہے۔ میں نے انھیں ہدایت کر دی ہے کہ وہ بنکاک کے چپے چپے پر نگاہ رکھیں اور اگر ہینڈرک نظر آ جائے تو اس کا تعاقب کریں اور یہ معلوم کریں کہ اس کا قیام کہاں ہے۔"

"ہوں۔" شیران نے گہری سانس لی۔ پھر بولا۔ "ان تمام باتوں کی ضرورت نہیں ہے مارلینو، یہ ذمے داری میری ہے۔ اوہو ایک اور بات بھی میرے ذہن میں آ رہی ہے۔" دفعتاً شیران نے چونک کر کہا۔ "ابھی دو دن قبل میں انتہائی دلچسپ حالات سے گزرا ہوں کہیں یہ حالات ہینڈرک کے تو پیدا کردہ نہیں تھے؟"

"ہم ان لائنوں پر سوچ سکتے ہیں شیران کیونکہ یہ بھی ممکن ہے کہ ہمارے دشمن ہماری کارروائیوں سے غافل نہ ہوں کسی طرح ہینڈرک اور اس کے ساتھیوں کو معلوم ہو گیا ہو کہ مارلینو اب کیا کرنے والا ہے یا اس کا اگلا قدم کیا ہوگا۔" مارلینو نے کہا۔

"بالکل بالکل، یہ ہو سکتا ہے اور اگر بادشاہ خان بھی ہینڈرک کے ساتھ ہے اور میری اطلاع اس کے کانوں تک پہنچ چکی ہے تو تم یقین کرو مارلینو کہ بادشاہ خان کی نیندیں بھی حرام ہو چکی ہوں گی، پتہ نہیں ہینڈرک یہاں تنہا ہے یا بادشاہ خان بھی اس کے ساتھ ہے، کاش کسی طرح یہ معلوم ہو سکتا؟"

"یہ سب کچھ اب تمھیں کرنا ہے شیران، میں اپنی ذمے داریاں تمھیں سونپ چکا ہوں۔"

"ٹھیک ہے مارلینو، میں اپنی ذمے داری پوری کروں گا مگر ایک خلش میرے سینے میں آخر تک رہے گی۔ وہ کانٹا نکالنا تمھارا کام ہے۔"

"وہ کیا شیران؟" مارلینو نے تعجب سے پوچھا۔

"سدھاشی۔ وہ لڑکی اس طرح غائب ہوئی ہے کہ مجھے اس کا کوئی نشان نہیں مل سکا۔ اس نے جو الفاظ مجھ سے کہے تھے مسٹر مارلینو اس کے بعد سے دنیا میں اس کا ہر سانس مجھ پر بھاری ہے لیکن چونکہ اس طرح مسائل میں الجھا ہوں کہ اس بے عزتی کو بھی برداشت کر رہا ہوں اب تک، ورنہ میرے لیے اس سے بڑا کام کوئی اور نہ ہوتا کہ اسے تلاش کروں اور قتل کر دوں۔"

"ہوں، سدھاشی شاید یہ علاقہ چھوڑ چکی ہے ممکن ہے وہ یورپ نکل گئی ہو، بہر طور میری دعا ہے کہ وہ تمھیں مل جائے اور میرا بھی تم سے وعدہ ہے کہ اگر وہ مجھے مل گئی تو میں اسے تمھارے لیے محفوظ کر لوں گا۔"

"شکریہ مارلینو، میں تمھاری دوستی سے یہی توقع رکھتا ہوں۔" شیراز نے جواب دیا اور مارلینو اٹھ کھڑا ہوا۔

"بس تم لوگوں سے ملاقات ہوگئی۔ میں نے اپنی ذمے داریاں ہلکی کردیں اب باقی کام تمھارا ہے۔ میں گانگ ہو واپس جا رہا ہوں۔"

"اوہ، آپ تنہا آئے ہیں مسٹر مارلینو؟" شیراز نے پوچھا۔

"نہیں کچھ اور لوگ بھی میرے ساتھ ہیں، تم بالکل بے فکر رہو، میں یہاں سے نہایت اطمینان کے ساتھ چلا جاؤں گا۔" مارلینو نے جواب دیا اور پھر وہ ان سب سے مصافحہ کرکے باہر نکل گیا۔ میگنیشا گریجر شیراز اور دوسرے دو افراد گیٹ پر ہی کھڑے تھے اور مارلینو کی کار کو جاتا دیکھ رہے تھے۔ پھر شیراز پلٹا اور مسکرا کر میگنیشا سے بولا۔

"میگنیشا، آپ یقین کریں میں اس شخص کی پوجا کرتا ہوں میں نے اتنا عظیم آدمی اس سے پہلے نہیں دیکھا یہ پہلی شخصیت ہے جس نے مجھے اتنا متاثر کیا ہے اور جسے شاید میں نشے کے عالم میں بھی قتل نہ کرسکوں۔ یہ شخص ہاتھ پاؤں سے محروم ہے لیکن ہزاروں ہاتھ پاؤں رکھتا ہے۔" میگنیشا نے کوئی جواب نہ دیا تب شیراز چونک کر بولا۔ "کیا تم میری بات سے متفق نہیں ہو؟"

"اوہ نہیں مسٹر شیراز، یہ ایک ٹھوس حقیقت ہے۔" میگنیشا نے سرد لہجے میں کہا اور شیراز مسکراتا ہوا اندر کی جانب چل پڑا۔

●

ہینڈرک، مارلینو کے سلسلے میں پریشان تھا، مارلینو کی زندگی ان سب ہی کے لیے خطرناک تھی لیکن ہینڈرک وہ شخص تھا جو مارلینو کی اصلیت سے واقف تھا، اس نے مارلینو کے ذہن میں جو کچھ محفوظ کیا تھا، حالات نے اس کی نشاندہی کردی تھی کہ مارلینو نے اس کی دی ہوئی تعلیم کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا ہے اور وہ بہترین سائنسی قوت بن چکا ہے۔ بادشاہ خان، ڈاکٹر برٹو، ہینڈرک، ان جرائم پیشہ افراد کے باقی پانچ آدمی بھی شدید ترین خطرات کا شکار ہوچکے تھے، لیکن انھیں درحقیقت مارلینو کی مکمل شخصیت کا صحیح اندازہ نہیں تھا۔ ہینڈرک نے اس دوران یہ بھی سوچا کہ کیوں نہ خاموشی سے بنکاک سے نکل جائے۔ اپنے علاقے میں پہنچ کر وہ مارلینو سے کم از کم فوری طور پر تو محفوظ ہوسکتا ہے۔ لیکن وہ یہاں جس مشن پر آیا تھا ابھی اس کی تکمیل نہیں ہوئی تھی اور پھر بادشاہ خان اتنا احمق نہیں تھا کہ اصل بات نہ سمجھ سکے۔ اگر ہینڈرک اپنے علاقے میں چلا گیا تو بادشاہ خان سمجھ جائے گا کہ ہینڈرک، مارلینو سے خوفزدہ ہوکر گیا ہے، ممکن ہے کہ کوئی ایسی صورت نکل آئے کہ مارلینو کے جال میں آپھنسے، لیکن ابھی تک اس سلسلے میں کوئی مؤثر کارروائی نہیں ہوسکتی تھی۔

وہ ایک الگ جگہ مقیم تھا، بادشاہ خان کے پاس اس نے خود ہی قیام کرنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔ ویسے بھی یہ اُن لوگوں کے اصولوں کے خلاف تھا کہ دو بڑے ایک جگہ مل کر رہیں۔ ڈاکٹر برٹو ہانگ کانگ میں تھا، غالباً بادشاہ خان نے ہی اُسے بھیجا تھا لیکن صورتِ حال کچھ ایسی تشویشناک ہوگئی تھی کہ ہینڈرک اب اس پُروقار انداز میں نہیں سوچ سکتا تھا۔ جو ان لوگوں کا وتیرہ تھا۔ اس وقت بھی وہ اسی خیال کے تحت نکلا تھا کہ بادشاہ خان سے اس موضوع پر بات کرے ویسے وہ بے حد محتاط انسان تھا اور اس کے پاس اپنی چند ایجادات ہر وقت اس کے پاس رہتی تھیں، مثلاً اس کی وہ اٹامک واچ جو اُسے بہت سے خطرات کا پتہ دیتی تھی۔ اسی اٹامک واچ پر اُسے ایک اشارہ موصول ہوا، سُرخ رنگ کا ایک ننھا سا بلب اسپارک کرنے لگا تھا اور اس سے چیں چیں کی باریک سی آواز ابھری تھی۔

ہینڈرک چونک پڑا، اس نے دائیں بائیں دیکھا پھر ڈرائیور پر نگاہ دوڑائی اور پھر اس کی نگاہیں عقب میں اٹھ گئیں۔

پیلے رنگ کی ایک لمبی لیموزین اس کے تعاقب میں تھی، لیموزین کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک ہی آدمی نظر آرہا تھا لیکن بڑے بالوں والی ٹوپی دُور سے دیکھی جاسکتی تھی اور ایسی ٹوپیاں مقامی باشندے نہیں استعمال کرتے تھے۔

ہینڈرک نے جلدی جلدی اٹامک واچ پر کچھ کارروائیاں کیں، اس کے ڈائل کو الٹ دیا اور ڈائل کے چاروں طرف کے بلیک حصے کے درمیان ایک سفید چوکور اسکرین نظر آنے لگی پھر اس نے گھڑی کی ایک سوئی کو آہستہ آہستہ گھمانا شروع کردیا اور لیموزین نمایاں ہوگئی۔

وہ اب بہت قریب محسوس ہورہی تھی، جب کہ اس کا فاصلہ اتنا ہی تھا جتنا تھوڑی دیر پہلے، لیکن واچ اسکرین پر پچھلے شیشے کے دُوسری طرف کی کار نظر آرہی تھی۔ ہینڈرک اس اسکرین پر کار کے ڈرائیور کو سیٹ کرتا رہا اور چند لمحات کے بعد لیموزین کی ونڈ اسکرین کے پیچھے اُسے وہ چہرہ صاف نظر آگیا۔

سُرخ و سفید چہرہ جو ایک مضبوط قوتِ ارادی کے مالک شخص کا تھا، اس چہرے پر موجود آنکھوں میں ایک خوفناک وحشیانہ چمک تھی، ... اس وحشیانہ چمک کو دیکھ کر ہینڈرک چونک پڑا۔ یہ چمک اُس نے کبھی کبھی بادشاہ خان کی آنکھوں میں دیکھی تھی اور اس کے بارے میں یہی اندازہ لگایا تھا کہ یہ پہاڑوں کا عطیہ ہے۔ یہ شخص کون ہے؟ ویسے بھی بڑے بالوں والی ٹوپی قبائلی لباس کا پتہ دیتی تھی۔ کیا یہ شیراز ہے؟ اس نے سوچا اگر یہ شیراز ہے تو اِس وقت بادشاہ خان کی طرف رخ کرنا بے حد خطرناک ہوگا۔ ہینڈرک نے سوچا اور پھر وہ ڈرائیور کو ہدایات دیتا رہا۔

ڈرائیور نے اس کی ہدایت پر کار اگلے چوراہے سے بائیں سمت موڑ لی تھی، لیکن لیموزین بدستور اُس کے پیچھے لگی رہی تعاقب کرنے والے کو شاید یہ بھی احساس نہیں تھا کہ ان سنسان سڑکوں پر تعاقب کو محسوس کیا جاسکتا ہے۔

تھوڑی دیر کے بعد ہینڈرک کو یہ معلوم ہوگیا کہ لیموزین اُس کا پیچھا نہیں چھوڑے گی۔ چنانچہ اس بار بھی اُس نے گھڑی سے ہی کام چلایا تھا۔

گھڑی کی چابی کو اس نے دوبارہ دبایا اور گھڑی میں ایک باریک جالی نمودار ہوگئی، پھر کسی عمل سے اس جالی میں ایک ننھا سا سُرخ بلب روشن ہوگیا، اور ایک آواز ابھری۔

"ہیلو کون ہے؟"

"ہینڈرک، بادشاہ خان کا خاص آدمی، غالباً تمھیں میرے بارے میں معلومات حاصل ہوں گی۔"

"اوہ، یقیناً جناب میں آپ کا خادم کیتھرو بول رہا ہوں۔"

"مجھے چھ سات آدمیوں کی ضرورت ہے جو بہترین لڑاکے ہوں، ان لوگوں کو برائن کیسرن کے چوراہے پر بھیج دو، ایک پیلے رنگ کی لیموزین میرا تعاقب کررہی ہے میں برائن کیسرن کے چوراہے پر تھوڑی دیر رُکوں گا اور تمھارے آدمیوں کا انتظار کروں گا براہِ کرم فوری طور پر اس سلسلے میں میری مدد کریں، میں اس کی تفصیل بادشاہ خان کو بتا دوں گا۔"

"او کے سر، اگر برائن کیسرن کے چوراہے پر آپ پر حملہ ہوجائے تو...؟"

"اس کے بعد تم لیموزین کو چیک کرسکتے ہو۔" ہینڈرک نے جواب دیا۔

"او کے سر" کیتھرو نے کہا اور ہینڈرک نے ڈرائیور کو آگے سے کار برائن کیسرن کی جانب موڑنے کے لیے کہا۔ جس کے اطراف میں ایک شاندار بازار پھیلا ہوا تھا، اس بھرے بازار میں کوئی خطرہ ذرا مشکل ہی سے پیش آسکتا تھا۔

لیموزین نے اس وقت بھی پیچھا نہیں چھوڑا تھا، برائن کیسرن کے چوراہے پر ہینڈرک نے گاڑی ایک ڈیپارٹمنٹل اسٹور کے پاس رکوائی اور نیچے اتر گیا تھا، لیکن اُن شیشوں سے آگے نہ بڑھا جن سے باہر دیکھا جاسکتا تھا۔

لیموزین بدستور اس کی کار سے تھوڑے فاصلے پر کھڑی تھی اور اس میں بیٹھا شخص مطمئن نظر آرہا تھا، ہینڈرک نے پریشان نہ ہوں سے اِدھر اُدھر دیکھا اسٹور کا کوئی دوسرا دروازہ بھی نہیں تھا جہاں سے نکل کر وہ اس شخص سے پیچھا چھڑا لے۔ ہر چند کہ وہ بزدل نہیں تھا۔ لیکن مارلینو کا نام سن لینے کے بعد ہینڈرک کے حواس جواب دے گئے تھے۔ اپنے علاقے میں تو اُس کا گروہ موجود تھا لیکن یہاں وہ بادشاہ خاں کے رحم و کرم پر تھا سوائے اُن چند لوگوں کے جو اُس کے ساتھ آئے تھے لیکن وہ محسوس کررہا تھا کہ بادشاہ خاں پوری طرح فارم میں نہیں ہے اور اس کا یہاں سے چلے جانا ہی ہر لحاظ سے بہتر ہے۔ بہرصورت اس وقت اس خطرے سے نمٹنا تھا، اس لیے وہ انتظار کرتا رہا اور پھر چند منٹ کے بعد اسے اپنی گھڑی پر وہ اشارہ موصول ہوا جس کا وہ منتظر تھا۔

اس نے ایک بڑی لینڈ روور دیکھی تھی، جو لیموزین سے تقریباً دس گز کے فاصلے پر رُکی تھی، تب ہینڈرک کو کسی قدر اطمینان ہوا، وہ اسٹور سے نکلا اور واپس اپنی کار میں بیٹھ گیا۔

"کسی ریستوران پر لے چلو۔" اس نے ڈرائیور سے کہا، چند ہی لمحات کے بعد وہ یہاں سے تقریباً ایک میل کے فاصلے پر ایک خوبصورت ریستوران کے سامنے اُتر گیا اور اندر داخل ہوگیا۔

ابھی اُس نے ایک میز سنبھالی تھی کہ اُس نے اُس لمبے تڑنگے قبائلی کو دیکھا، جو اونٹ کی طرح منہ اُٹھائے ریستوران میں گھس آیا تھا، پھر اس قبائلی نے انتظار نہ کیا اور سیدھا ہینڈرک کی میز کی طرف بڑھ آیا۔

ایک لمحے کے لیے ہینڈرک کے ہاتھ پاؤں پھول گئے تھے لیکن دوسرے ہی لمحے اُس کا ہاتھ بغلی ہولسٹر کی جانب بڑھ گیا اور اس وقت اس کی آنکھیں تعجب سے پھیل گئیں، جب قبائلی نے اپنا پستول نکال کر اس کی پیشانی پر رکھ دیا۔

"پستول نکالنے کی کوشش مت کرو مسٹر ہینڈرک، اُٹھ جاؤ۔" قبائلی بولا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر ہینڈرک کے ہولسٹر سے پستول نکال لیا۔ اب وہ دوسرے پستول سے ہال میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو کور کیے ہوئے تھا۔

"اگر کسی نے بھی جنبش کی تو اس کی پیشانی میں سوراخ کردیا جائے گا۔" قبائلی غراتے ہوئے لہجے میں بولا اور پھر ہینڈرک کی پیشانی پر پستول سے ٹہوکا دیتے ہوئے مزید کہا۔

"کیا تم اسی جگہ مرنا پسند کروگے...؟"

"مم مگر تم کون ہو اور میرے ساتھ یہ سلوک.....؟"

"باہر چلو میں تمھیں تفصیل سے سمجھاؤں گا کہ میں کون ہوں۔" ہینڈرک کو اسی وقت دروازے میں کیتھرو کے بھیجے ہوئے لوگ نظر آئے۔

انھوں نے اندر کا منظر دیکھا اور دوسرے لمحے تیر کی طرح اس طرف لپکے، لیکن جو کچھ ہُوا، وہ اُن کی توقع کے بالکل برعکس تھا۔

قبائلی کے ہاتھ میں دبے پستول سے تین فائر ہُوئے اور آگے والے آدمی وہیں ڈھیر ہوگئے۔ بقیہ نے میز اور کرسیوں کی آڑ میں پہنچ کر فائرنگ شروع کر دی ــــ ہال میں بھگدڑ مچ گئی تھی۔ جو افراد بیٹھے ہوئے تھے وہ بری طرح چیختے ہُوئے اِدھر اُدھر کونے کھُدروں میں چھپنے لگے، دیگر ایسے غائب ہوگئے تھے جیسے کہ وہاں اُن کا وجود ہی نہ ہو۔

قبائلی نے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر ہینڈرک کی گدّی پر پستول رکھ کر اُسے اُٹھنے کا اشارہ کیا۔!

"کھڑے ہو جاؤ!" اس نے کہا اور ہینڈرک دونوں ہاتھ بلند کیے پیچھے کھسکنے لگا۔ قبائلی اس کی آڑ میں تھا بادشاہ خان کے آدمیوں نے مجبور ہوکر فائرنگ روک دی تھی ــــ قبائلی نے ایک دروازے کو لات ماری اور دروازہ ایک زوردار آواز کے ساتھ کھُل گیا۔ اور اس راہداری کا اختتام ایک اور دروازے پر ہُوا تھا۔ قبائلی ہینڈرک کو اس دروازے سے باہر نکال لایا۔

بادشاہ خان کے آدمی اس کا تعاقب کر رہے تھے، لیکن وہ اس طرح قبائلی کی گرفت میں تھا کہ وہ لوگ اُس پر گولی نہیں چلا سکتے تھے، پھر ان میں سے کسی کو عقل آگئی ایک آدمی اُسی طرف رُکا اور باقی افراد صدر دروازے کی جانب بھاگے تھے۔

وہ تینوں آدمی دم توڑ چکے تھے جو قبائلی کی گولیوں کا شکار ہوئے تھے، قبائلی اگر وحشیانہ فطرت کا مالک نہ ہوتا تو اُس وقت سب سے پہلا کام یہی کرتا کہ لیموزین کو ریستوران کے عقبی حصّے میں لے آتا، لیکن لیموزین سڑک کے کنارے ہی کھڑی ہوئی تھی اور قبائلی کو ایک لمبا چکر کاٹ کر اُس تک پہنچنا تھا۔

وہ ہینڈرک کو لیے ہوئے لیموزین کے نزدیک پہنچا اُس کا دروازہ کھولا اور ہینڈرک کو اندر دھکیل دیا، ایک پستول اُس نے اپنے لباس کے اندر رکھ لیا تھا اور دوسرے سے اس نے ہینڈرک کو کور کیا ہُوا تھا، اس نے کار اسٹارٹ کی اور اُسے گیئر میں ڈال کر آگے بڑھایا لیکن لیموزین بُری طرح اُچھلتی ہوئی آگے بڑھی تھی۔

قبائلی چونک پڑا لیموزین کے پچھلے دونوں ٹائر پنکچر ہو چکے تھے اور یہ بادشاہ خان کے آدمیوں کی ذہانت تھی، قبائلی غرّاتے ہُوئے نیچے اُتر گیا، پستول اب بھی اُس کے ہاتھ میں تھا۔ لیکن جیسے ہی وہ نیچے اُترا دفعتاً اُس پر گولیوں کی بوچھاڑ ہوگئی۔

اس کے بڑے بالوں والی ٹوپی میں ایک سوراخ ہوگیا تھا اور یہ سوراخ اگر تل برابر نیچے ہوتا تو یقینی طور پر اُس کی کھوپڑی اس کی زد میں آگئی تھی۔ قبائلی کو یہ احساس نہ ہو سکا کہ یہ گولیاں کہاں سے چل رہی ہیں، دوسرے لمحے اس نے بھی اِدھر اُدھر فائرنگ شروع کر دی تھی سڑک پر بھگدڑ مچ گئی۔ دو تین راہگیر بھی زخمی ہوگئے قبائلی نے دوسرا پستول بھی نکال لیا تھا اور گولیاں چلاتا ہُوا لیموزین سے پیچھے ہٹ رہا تھا، ہینڈرک لیموزین کی سیٹوں کے درمیان لیٹ گیا تھا۔

چند ہی لمحات کے بعد قبائلی سڑک کے دوسری سمت اس فٹ پاتھ پر پہنچ گیا جہاں ایک گاڑی کھڑی ہوئی تھی اور گاڑی کا ڈرائیور گولیاں چلتی دیکھ کر متحیرانہ انداز میں رُک گیا تھا کیونکہ ایک گولی اس کے مڈگارڈ پر بھی لگی تھی، لیکن اُس کا اس طرح رُک جانا ہی اس کے لیے مصیبت بن گیا، دوسرے ہی لمحے گاڑی قبائلی کے قبضے میں تھی۔

گولیاں اب بھی چل رہی تھیں اور کہیں دُور سے پولیس گاڑیوں کے سائرن سنائی دے رہے تھے، قبائلی نے اندھا دھند گاڑی اسٹارٹ کی اور اُسے فٹ پاتھ پر چڑھاتا ہُوا لے گیا۔ وہ انتہائی وحشیانہ انداز میں ڈرائیونگ کر رہا تھا پولیس کار کا سائرن اب بھی قبائلی کے کانوں میں گونج رہا تھا اور اُس کے دانت بھینچے ہُوئے تھے وہ کار کی رفتار بڑھاتا رہا، پھر یہ اُن لوگوں ہی کی خوش قسمتی تھی کہ کار بھرے پُرے علاقے سے باہر نکل آئی ہرچند کہ یہ بھی شہر ہی کا علاقہ تھا جس کے دونوں اطراف میں مکانات بنے ہوئے تھے، یہاں اکا دُکا گاڑیاں بھی تھیں لیکن اتنا ٹریفک نہیں تھا کہ کوئی بڑا حادثہ پیش آتا۔ اس لیے قبائلی اپنی کار کو ٹریفک کے اصولوں کے خلاف دوڑاتا ہُوا پولیس کو الٹی سیدھی سڑکوں پر چکر دیتا رہا۔ وہ بہت ہی مشاق ڈرائیور معلوم ہوتا تھا، کیونکہ پولیس ابھی تک کار کے نزدیک نہیں پہنچ سکی تھی۔ وہ کار کچی سڑک پر لے آیا، یہاں اُس نے کار کی رفتار دھیمی کرنا شروع کر دی اور پھر ایک نشیب میں چھلانگ لگا دی۔ کافی دُور تک سیدھی چلی گئی اُس کے بعد ایک درخت سے ٹکرا کر الٹ گئی، نشیب میں چھلانگ لگانے والا قبائلی اب کچی زمین پر انتہائی تیزی سے دوڑ رہا تھا، ایک چھوٹا سا میدان عبور کر کے وہ ایک رہائشی بستی کے نزدیک پہنچ گیا۔ جہاں غریب طبقے کی آبادی تھی۔

وہ پُرسکون انداز میں آگے بڑھتا رہا تھوڑی دُور چل کر اُس نے اپنا رُخ بدلا اور ایک چھوٹے سے قہوہ خانے میں داخل ہوگیا۔ جہاں گندی میزیں پڑی ہوئی تھیں اور مقامی لوگ وہاں بیٹھے مشروبات سے شغل کر رہے تھے۔

ایسی ہی ایک میز کے گرد پڑی ہوئی ایک کرسی پر بیٹھ کر

قبائلی نے مشروب طلب کیا۔ چند لمحات سانس لینے کے لیے یہ جگہ بُری نہیں تھی۔ اس نے وہ مشروب بھی بڑے شوق سے پیا جو ایک گندے سے برتن میں اس کے سامنے آیا تھا۔ اُسے ان تمام باتوں کی کوئی پروا نہیں تھی۔

•

بادشاہ خان نے حسبِ معمول پُرسکون انداز میں ہینڈرک کا استقبال کیا تھا، لیکن ہینڈرک کے چہرے پر بارہ بجے ہُوئے تھے، بادشاہ خان اُس کا پژمردہ چہرہ دیکھ کر چونک پڑا تھا۔

"کیا بات ہے ہینڈرک، پریشان ہو کچھ ــــ ؟"

"اوہ خان بادشاہ میرے لیے بڑی مشکلات پیدا ہوگئی ہیں۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ اگر کچھ عرصے اور یہاں رہا تو کہیں زندگی سے ہی ہاتھ نہ دھو بیٹھوں۔ میں فوراً واپس جانا چاہتا ہوں بادشاہ خان۔"

"ضرور ــــ ضرور میرے دوست لیکن میں نے کبھی تمھیں اس قدر بدحواس نہیں دیکھا۔" بادشاہ خان اسے سہارا دیتا ہُوا بولا اور پھر اُسے ساتھ لیے ہُوئے ڈرائنگ روم میں پہنچ گیا۔

برانڈی کے کئی پیگ خالی کرنے کے بعد ہینڈرک نے صوفے کی پشت سے گردن ٹکا دی اور گہرے گہرے سانس لینے لگا۔

"آخر ہُوا کیا۔ میں بے چین ہوں۔" بادشاہ خان نے کہا ہینڈرک آنکھیں کھول کر اُسے دیکھنے لگا۔ پھر بولا "کیا تمھارے ست کیتھرو نے تمھیں واقعات کی اطلاع نہیں دی؟"

"نہیں میرا اس سے رابطہ نہیں ہو سکا۔ مگر بات کیا ہے؟" شاہ خان نے پوچھا۔

"بادشاہ خان تمھارا وہ دشمن جسے تم شیران کے نام سے پکارتے ہو کس قد و قامت اور کس حُلیے کا مالک ہے، کیا اُس کی تصویر مجھے مل سکتی ہے۔؟"

"کیوں ــــ؟" بادشاہ خان نے تعجب سے پوچھا۔

"میں آج زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا بادشاہ خان، یوں سمجھو کہ اتفاق مجھے زندہ رکھنے میں کامیاب ہُوا ورنہ وہ بھوت تو بُری طرح سے چمٹ گیا تھا۔"

"اوہ ہینڈرک تم بچّوں کی طرح بدحواس ہو رہے ہو مجھے بڑی حیرت ہے۔ شاید زندگی میں اس سے قبل میں نے کبھی تمھیں اس حال میں نہیں دیکھا۔"

"بادشاہ خان اگر تمھیں ان حالات سے سابقہ پڑتا تو تم بھی شاید اپنے آپ کو اس قدر بدحواس ہونے سے نہ روک سکتے۔" ہینڈرک نے کہا اور بادشاہ خان ساکت رہ گیا۔ چند لمحات تو اس کے منہ سے آواز ہی نہ نکل سکی پھر ایک گہری سانس لے کر اُس نے خود کو سنبھالا اور متحیرانہ لہجے میں بولا "میں ایک ضروری کام سے گیا ہُوا تھا اس لیے کیتھرو سے رابطہ نہ ہو سکا لیکن شیران . . . اُسے تم سے کیا دشمنی ہوگئی؟"

"مَیں نہیں جانتا بادشاہ خان، لیکن میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ تمھارے علاقے میں آنے کے بعد میں غیر محفوظ ہوں، تم میری صحیح طور سے حفاظت نہیں کر سکے۔ بادشاہ خان اگر وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہو جاتا تو باقی معاملات سے تو مجھے کوئی سروکار نہ رہتا، میں تو اپنی جان سے گیا تھا۔"

"چونکہ تم حالات سے کافی متاثر ہو ہینڈرک، اس لیے میں تمھارے کسی لفظ کا بُرا نہیں مانوں گا لیکن اتنا ضرور کہوں گا کہ . . . ہم جس کاروبار سے تعلق رکھتے ہیں اس میں ہمارا سابقہ خطرناک دشمنوں سے پڑتا ہی رہتا ہے، اگر کسی ایک دشمن سے اس قدر خوفزدہ ہو کر ہم اتنے بدحواس ہو جائیں تو کیا اس کے بعد ہمیں اس لائن سے منسلک رہنا چاہیے؟"

"بادشاہ خان تم صورتِ حال کی نزاکت پر غور نہیں کر رہے میں تم سے کہہ چکا ہوں کہ یہاں میں تمھاری ذمّہ داری پر تھا، اگر میرا اپنا علاقہ ہوتا تو شاید شیران کو خود پکڑ کر تمھارے حوالے کر دیتا۔ یہاں یہ سب کچھ تمھاری ذمّہ داری ہے اور تم اپنی ذمّہ داری نہیں نبھا سکے ہیں صرف اس وقت کی بات کر رہا ہوں، ممکن ہے آئندہ تم میرے لیے کوئی بہتر بندوبست کر سکو، لیکن اس وقت اگر ذرا بھی چوک ہو جاتی تو میری زندگی محال تھی۔" ہینڈرک نے خشک لہجے میں جواب دیا۔

"ہاں میں سمجھ رہا ہوں۔ تمھاری باتوں کو، ٹھہرو ایک منٹ۔" بادشاہ خان نے کہا اور اپنی جگہ سے اُٹھ گیا ـــــــــــــــ اور ڈرائنگ روم سے باہر نکل گیا۔

اس کی رفتار خاصی تیز تھی، وہ اپنے مخصوص کمرے میں پہنچ گیا۔ پھر اس نے تیزی سے میز کی دراز کھولی۔ دراز کے نچلے حصّے میں ایک ٹرانسمیٹر سیٹ رکھا ہُوا تھا، اس نے ٹرانسمیٹر سیٹ نکال کر میز پر رکھا اور اِدھر اُدھر دیکھ کر اس کا بٹن آن کر دیا۔ چند لمحات تک انتظار کرتا رہا اور اس کے بعد دوسری طرف سے ایک ہلکی سی آواز اُبھری۔

"کیا ڈرامہ ہو رہا ہے کیتھرو۔ مجھے اس کا علم کیوں نہیں ہے۔۔" بادشاہ خان کی غراہٹ اُبھری۔

"میں نے آپ سے رابطہ قائم کیا تھا جناب لیکن آپ تشریف نہیں رکھتے تھے۔"

"ہوں تفصیل بعد میں فی الحال انتہائی مہارت سے ایک کام کرو۔ ہینڈرک کی رہائش گاہ پر جاؤ۔ ہینڈرک کے کمرے سے اس کا پاسپورٹ اور دوسرا قیمتی سامان حاصل کر لو اور خاموشی سے اپنے ٹھکانے پر واپس لوٹ جاؤ۔"

"بہتر جناب"، کیتھرو کی آواز کسی قدر تحیّر زدہ تھی لیکن بہرطور اس نے بادشاہ خان کے احکامات پر سر جھکا دیا تھا۔

بادشاہ خان نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور مسکراتا ہوا ہینڈرک کے پاس پہنچ گیا۔ ہینڈرک برانڈی کا ایک اور پیگ لے رہا تھا۔ بادشاہ خان مسکراتا ہوا اس کے پاس بیٹھ گیا۔

"مسٹر ہینڈرک ممکن ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد تم شیران کی موت کی اطلاع سن لو، میں نے اپنے خصوصی اسکواڈ کو اس کام پر مامور کر دیا ہے۔"

ہینڈرک نے کوئی جواب نہ دیا اور برانڈی حلق میں انڈیل لی پھر اس نے ہونٹ خشک کرتے ہوئے کہا۔

"بادشاہ خان پلیز، میری بات کا برا مت ماننا میں اب تم سے رخصت ہونا چاہتا ہوں، میں یہاں کے حالات سے واقعی خاصا الجھ گیا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ تم مجھے روکو گے نہیں۔"

"مسٹر ہینڈرک، اگر آپ جانا چاہتے ہیں تو یقیناً میں آپ کو نہیں روکوں گا، لیکن میری خواہش تھی کہ آپ کچھ دن یہاں اور رکتے، کم از کم ہم مارلینو کے بارے میں کوئی فیصلہ ضرور کر لیتے۔ کیونکہ مارلینو اس وقت ہمارے لیے سب سے اہم مسئلہ ہے۔"

"یقیناً یہی بات ہے، لیکن بادشاہ خان جو صورتِ حال پیش آئی ہے، کیا اس میں تم مارلینو کا ہاتھ نہیں سمجھتے۔"

"سو فیصدی سمجھتا ہوں، میں اسی پر غور کرتا رہا ہوں اب تک کہ شیران کو براہِ راست تم سے کیا دشمنی ہو سکتی ہے، سوائے اس کے کہ مارلینو نے اسے اپنا دستِ راست بنا کر تمام صورتِ حال سے آگاہ کر دیا ہو اور ممکن ہے مارلینو نے ہی اسے ہمارے خلاف استعمال کیا ہو۔"

"مگر کس طرح، مارلینو کو یہاں میری موجودگی کا پتہ کیسے چل گیا۔"

"یہ بات تم کیسے کہہ سکتے ہو مسٹر ہینڈرک، تم گانگ ہو کے علاقے میں گئے تھے، تم نے مارلینو کے بارے میں تفصیلات حاصل کی ہیں، مارلینو کے بارے میں تم نے جو کچھ مجھے بتایا ہے۔ اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ مارلینو اب بہت بڑی قوت حاصل کر چکا ہے، ممکن ہے اسے کس طرح یہ علم ہو گیا کہ تم گانگ ہو آئے تھے اور اس کے بارے میں تفصیلات جمع کر کے لے گئے ہو۔ ان حالات میں وہ اپنے مقامی انچارج یعنی شیران ہی کو اس بارے میں اطلاع دے سکتا تھا اور اس کے لیے ہدایات جاری کر سکتا تھا کہ ہینڈرک کو ہلاک کر دیا جائے۔ بات وہیں پہنچ جاتی ہے۔ مسٹر ہینڈرک کہ مارلینو ہمارا دشمن ہے اور وہ ہمارے خلاف صف آرا ہو گیا ہے۔ ان حالات میں نہ صرف تمہیں بلکہ ڈاکٹر بریٹو کو اور دوسرے تمام لوگوں کو بھی یہیں جمع ہونا چاہیے تھا۔ تاکہ ہم مارلینو کے خطرے سے نمٹنے کے لیے کوئی مؤثر کارروائی کر سکتے۔"

"مجھے اس سے بھی انکار نہیں ہے، لیکن اس کے لیے تم مجھے اتنی اجازت تو دو گے۔ بادشاہ خان کہ میں اپنے بہترین آدمیوں کو لے کر یہاں پہنچ جاؤں۔"

"ہاں ہاں، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، کیوں کہ تم اس سلسلے میں بہت زیادہ متاثر نظر آ رہے ہو۔ اس لیے میں تمہیں نہیں روکوں گا، البتہ میری خواہش ہے مسٹر ہینڈرک کہ تم بہت جلد یہاں واپس آ جاؤ اور میں اس سلسلے سے متعلق تمام لوگوں کو یہاں طلب کر کے مسئلہ ان کے سامنے رکھ دوں گا، اگر مارلینو زندہ رہا اور اس کے انداز یہی رہے تو ہمیں بہت بڑے نقصانات سے دوچار ہونا پڑے گا۔ اس سے پہلے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اس خطرے کو ختم کر دوں۔" بادشاہ نے کہا، ہینڈرک گردن ہلانے لگا تھا۔ پھر اس نے گہری سانس لے کر کہا۔

"بہرصورت بادشاہ خان میں نے تمہیں صورتِ حال سے آگاہ کر دیا ہے۔ ممکن ہے ایک دو دن میں، میں یہاں سے نکل جانے کی کوشش کروں گا کہ اس دوران میری تم سے ملاقات ہو جائے لیکن اگر نہ ہو سکے تو تم محسوس مت کرنا، وہ آدمی جو قتل ہوئے ہیں یقیناً ان کی چھان بین بھی ہو گی اور تمہیں بھی نہ جانے کتنی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔"

"اوہ نہیں مسٹر ہینڈرک اس قسم کی کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی، میں اس کے لیے انتظام کر لوں گا۔"

"شکریہ بادشاہ خان، اب مجھے اجازت دو، میں جانا چاہتا ہوں۔"

"میرے آدمی تمہارے ساتھ جائیں گے، تم بالکل فکر مند نہ ہو۔" بادشاہ خان نے جواب دیا اور پھر اس نے گھنٹی بجا کر اپنے ایک ملازم کو طلب کر لیا۔ اس کے بعد اس نے ملازم کو کچھ خصوصی ہدایات دی تھیں، تھوڑی دیر کے بعد ہینڈرک بادشاہ خان کی کار میں بیٹھ کر چل پڑا۔ بادشاہ خان کے ہونٹوں پر ایک پُراسرار مسکراہٹ

تھی۔ چند ساعت وہ ہینڈرک کے بارے میں سوچ سوچ کر مسکراتا رہا اور پھر اُسے شیران یاد آیا اور اس کے ہونٹ تشویش سے سکڑ گئے۔

کافی دیر تک وہ بیٹھا سوچتا رہا۔ اس کی آنکھوں میں تردد کی پرچھائیاں نظر آ رہی تھیں، پھر اس نے ملازم کو بلا کر اپنے لیے قہوہ طلب کیا اور تھوڑی دیر کے بعد ملازم نے چاندی کی کیتلی میں خوبصورت طرز کی پیالی کے ساتھ اسے قہوہ پیش کر دیا، بادشاہ خان تھوڑا سا قہوہ پیالی میں انڈیل کر اس کے گھونٹ لیتا رہا اور جب تقریباً آدھا یا پونا گھنٹہ گزر گیا تو ایک بار پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھ گیا اور اپنی اسی نشست گاہ میں پہنچ گیا۔ جہاں شارٹ فریکوئنسی ٹرانسمیٹر رکھا ہوا تھا۔

اس نے ٹرانسمیٹر آن کیا اور ایک بار پھر کیتھرو سے رابطہ قائم کرنے لگا۔ تھوڑی دیر تک تو کوئی آواز نہ آئی لیکن پھر رابطہ قائم ہو گیا۔ کیتھرو نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

"ابھی ابھی حاضر ہوا ہوں جناب، چند سیکنڈ بھی نہیں گزرے۔ کام بالکل اسی انداز میں کر دیا گیا ہے، جس انداز میں آپ نے کہا تھا۔ کسی خاص مداخلت کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا میں نے عقبی کھڑکی استعمال کی تھی۔ اندر داخل ہونے کے لیے۔"

"گڈ ویری گڈ، تمام چیزیں تمہارے پاس موجود ہیں۔"

"جی ہاں جناب۔"

"ٹھیک ہے۔ محفوظ رکھو انھیں، اور سنو کیتھرو۔ میں چند روز کے لیے روپوش ہو رہا ہوں، اگر ہینڈرک تم سے رابطہ قائم کرے تو اس سے کہہ دینا کہ بادشاہ خان ایک اہم نکتے پر کام کر رہے ہیں۔ شاید انھیں کوئی کلیو مل گیا ہے۔ شیران کے بارے میں۔"

"ٹھیک ہے جناب۔" کیتھرو نے جواب دیا اور بادشاہ خان نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

•

ہینڈرک کی ذہنی پریشانیاں عروج پر تھیں، بادشاہ خان نے ہرچند کہ اسے اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلایا تھا لیکن نجانے کیوں ہینڈرک کے ذہن میں خوف کا ایک احساس بیٹھ گیا تھا۔ مارلینو اس کے ذہن پر بُری طرح سوار تھا، شیران کے بارے میں تو وہ اچھی طرح نہیں جانتا تھا لیکن اس وحشی قبائلی نے جس طرح اس بھری پُری جگہ ہینڈرک کو اغوا کرنے کی کوشش کی تھی۔ وہ ہینڈرک کے لیے ایک بالکل نیا تجربہ تھا۔ بڑے بڑے دلیر لوگوں سے اس کا سابقہ پڑا تھا، لیکن اس قسم کا نتائج سے بے پروا دشمن اسے پہلی بار نظر آیا تھا۔ اگر یہ شخص مارلینو کا ساتھی ہے تو درحقیقت مارلینو خوش نصیب ہے، ایسے بے جگر لوگ کم ہی ملتے ہیں، وہ ناکام ضرور ہو گیا تھا لیکن اس کی اپنی کوشش انتہائی بھرپور تھی جس سے ہینڈرک اچھی طرح واقف تھا۔ بہرطور وہ اپنی رہائش گاہ میں پہنچ گیا جس کمرے میں اس کی خواب گاہ تھی۔ اس میں جب وہ داخل ہوا تو دفعتاً اس کی چھٹی حس نے اسے خبردار کر دیا۔ کوئی غیر معمولی بات ضرور ہوئی ہے۔

اسے اپنے سامان میں تبدیلی نظر آ رہی تھی، ہینڈرک چونک پڑا! کسی کی اتنی مجال نہیں تھی کہ وہ ہینڈرک کی غیر موجودگی میں اس کے سامان کو ہاتھ لگانے کی کوشش کرے، ہینڈرک کی نگاہ اس کھڑکی پر پڑی، جو پہلے بند تھی، لیکن اب یہ کھڑکی کھلی ہوئی تھی ہینڈرک بے اختیار ادھر ادھر دوڑنے لگا پھر اس نے اپنے سامان کو چیک کرنا شروع کر دیا اس کی کئی قیمتی چیزیں غائب تھیں، وہ سوٹ کیس بھی کھلا ہوا تھا۔ جس میں اس کا انتہائی ضروری سامان موجود رہتا تھا قیمتی چیزوں کی گمشدگی کی تو اُسے کوئی پروا نہیں تھی، لیکن جب اس نے اپنے کاغذات کی کِٹ دیکھی تو اس کا سر چکرا کر رہ گیا۔

کاغذات کی کِٹ خالی تھی، اس کے ٹریولر چیک پاسپورٹ اور دوسرے کاغذات غائب تھے، اس نے اپنے چکراتے ہوئے سر کو سنبھالا اور اسی جگہ بیٹھ گیا، کافی دیر تک وہ شدید ہیجان کا شکار رہا اور پھر بمشکل تمام اس جگہ سے اٹھ کر ایک آرام کرسی میں جا پڑا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے، بادشاہ خان بلاشبہ ایک قابلِ اعتماد آدمی تھا اور اس سے قبل اس گروہ کے ارکان کو آپس میں ایک دوسرے سے کبھی کوئی شکایت نہیں ہوئی تھی چھوٹے چھوٹے معاملات میں کبھی کبھی کوئی تنازعہ ضرور ہو جاتا تھا لیکن یہ بھی اتنا معمولی ہوتا کہ فوراً ہی سلجھ بھی جاتا، کبھی کوئی ایسی صورتِ حال پیش نہیں آئی تھی۔ جس سے ان لوگوں کو ایک دوسرے سے کوئی شدید شکایت پیدا ہوتی، لیکن اس بار بادشاہ خان۔۔۔

ہینڈرک سوچتا رہا، پھر اس نے غور کر کے دل ہی دل میں یہ فیصلہ کیا کہ بادشاہ خان خود بھی اپنے دشمن کے ہاتھوں کسی قدر مجبور نظر آ رہا ہے، تمام تر قصور اس کا نہیں ہے بعض اوقات قوی دشمن سے بھی سابقہ پڑ جاتا ہے اور مارلینو درحقیقت اتنا ہی طاقتور دشمن تھا۔ اس نے گانگ ہو میں جو کارروائی کی تھی، وہ ہینڈرک کی نگاہ میں تھی، ہینڈرک نے خود اس کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں اور متحیّر رہ گیا تھا۔ ایک معمولی سا دیہاتی اس قدر قوت حاصل کرے گا۔ خود ہینڈرک کو بھی اس کا گمان نہیں تھا۔ ان حالات میں تمام تر ذمہ داری بادشاہ خان پر نہیں ڈالی جا سکتی لیکن بہرطور

بادشاہ خان یہاں اچھے خاصے وسائل رکھتا ہے اور کسی بھی طرح... ہینڈرک کو ان مصیبتوں سے نکال سکتا تھا پاسپورٹ کی گمشدگی اور کاغذات وغیرہ کی غیر موجودگی نے ہینڈرک کو تھوڑی دیر کے لیے واقعی مختل کر دیا تھا۔ وہ پریشانی کے انداز میں سوچتا رہا، اسے اس بات میں بھی سبکی محسوس ہو رہی تھی کہ وہ بار بار بادشاہ خان سے رابطہ قائم کرے۔ اس نے بہت دیر میں خود کو سنبھالا اور اپنے آدمیوں کو طلب کر لیا۔

اس کے آدمی پہلے ہی بدحواس تھے، بادشاہ خان کے تینوں کی ہلاکت کا علم انھیں ہو چکا تھا اور وہ ان لرزہ خیز واقعات کو سن کر بے حد پریشان تھے۔

"جون مجھے احساس ہے کہ تم لوگ بھی میرے ساتھ شدید مصیبت کا شکار ہو گئے ہو لیکن یقین کرو حالات میرے کنٹرول میں بھی نہیں ہیں، مجھے افسوس ہے کہ تم میری وجہ سے ان الجھنوں میں گھرے ہوئے ہو۔"

"ہم آپ کے خادم ہیں جناب، مگر یہاں ہمارے وسائل محدود ہیں، جو کچھ ہم کر رہے ہیں۔ وہ بھی خطرناک ہے ہمارے لیے، مقامی پولیس آپ کی طرف متوجہ ہو چکی ہے۔ ممکن ہے کچھ لوگوں نے آپ کو اور مسٹر کیتھرو کے ساتھیوں کو وہاں دیکھ لیا ہو اور نشاندہی کر دی ہو۔ ان حالات میں اگر ہم بھی پولیس کے ہتھے چڑھ گئے تو پھر بچنے کی کوئی صورت نہیں رہے گی۔" جون مارک نے کہا۔

"مجھے احساس ہے ان تمام باتوں کا... میں نے اسی لیے اس وقت تم سے رابطہ قائم کرنے کے بجائے کیتھرو سے رابطہ قائم کیا تھا لیکن میں نہایت افسوس کے ساتھ تمھیں یہ اطلاع دیتا ہوں جون مارک کہ ہمارا دشمن یہاں بھی پہنچ چکا ہے۔"

"کیا مطلب؟" جون مارک چونک پڑا۔

"ہاں خطرہ یہاں بھی ہے، پولیس یہاں بھی پہنچ سکتی ہے۔ جون مارک اس وقت ہم لوگ شدید بحران سے گزر رہے ہیں۔"

"میں نہیں سمجھا جناب آپ کہنا کیا چاہ رہے ہیں۔" جون مارک نے متحیر لہجے میں پوچھا۔

"میرے کمرے میں چوری ہو گئی ہے، میرا پاسپورٹ ٹریولرز چیک اور دیگر تمام کاغذات یہاں سے غائب ہیں۔ بعض ضروری اور انتہائی اہم چیزیں بھی غائب ہیں۔"

"اوہ۔ یہ کب ہوا مسٹر ہینڈرک۔" جون مارک نے شدید حیرت سے پوچھا۔

"یقیناً چند گھنٹوں کے اندر اندر۔ اس سے پہلے کمرے میں یہ ابتری نہیں تھی۔ اس وقت جب میں یہاں سے گیا تھا۔" جون مارک شدتِ حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ "میں تم لوگوں کو لاپروائی کا الزام نہیں دوں گا، کیوں کہ میں جانتا ہوں کہ ان پے درپے واقعات سے تم لوگ بھی متاثر ہوئے ہو، تم لوگ بھی ذہنی ابتری کا شکار ہو لیکن سوچنا یہ ہے؟" جون مارک کہ اب ہم کیا کریں۔"

"اوہ آپ اس سلسلے میں بادشاہ خان سے رابطہ قائم کیوں نہیں کرتے۔"

"کر چکا ہوں، ابھی وہیں سے آ رہا ہوں، بادشاہ خان خود بھی کافی بوکھلایا ہوا ہے، اس کا دشمن بے حد خطرناک ہے اور شاید اسی کی وجہ سے ہم لوگ بھی اس عتاب کا شکار ہوئے ہیں۔"

"لیکن اس کی ذمہ داری تو بادشاہ خان پر ہوتی ہے جناب، وہ یہاں انچارج ہے، اگر وہ اتنے وسائل نہیں رکھتا کہ اپنے ساتھیوں کی حفاظت کر سکے تو پھر اسے انچارج رہنے کا کیا حق حاصل ہے۔"

"خاموش رہو، خاموش رہو مارک۔ وہ بڑا درندہ صفت آدمی ہے۔ ایک وحشی قبائلی، یہ الفاظ اس کے کانوں تک نہیں پہنچنے چاہئیں۔ میں اسے بہت عرصے سے جانتا ہوں، وہ اپنی توہین برداشت نہیں کر سکتا۔"

"آپ کی مرضی ہے جناب، لیکن میں ایسے آدمی کو کسی طرح بڑا ماننے کے لیے تیار نہیں ہوں جو اپنے دشمنوں کے ہاتھوں اس طرح بے بس ہو جائے۔"

"ان باتوں کا وقت نہیں ہے جون مارک۔ یہ نئی مصیبت گلے آ پڑی ہے، سوچنا یہ ہے کہ اب ہم یہاں سے کیسے نکلیں میرا پاسپورٹ گم ہو چکا ہے، اس کے حصول کے لیے یقینی طور پر ہمیں ایک طویل کارروائی کرنا ہو گی اور یہ کام آسان نہیں ہو گا ہرچند کہ میں قانونی طور پر یہاں آیا ہوں لیکن اس کے باوجود کوئی ایسی حیثیت نہیں ہے میری جس کے تحت سرکاری طور پر میں کچھ مراعات حاصل کر سکوں، اب اس سلسلے میں ایک ہی کارروائی ہو سکتی ہے... جون مارک وہ یہ کہ ہم کسی بھی طور خاموشی سے بنکاک چھوڑ دیں اور کسی ایسی جگہ نکل چلیں جہاں ہم دوسروں کی نگاہوں سے روپوش رہیں، کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد ہمیں کوئی کہانی گھڑنا پڑے گی اور اس کے بعد ہم نیا پاسپورٹ حاصل کر کے یہاں سے نکلنے کی کوشش کریں گے۔ میں ابھی ذہنی طور پر معطل ہوں، اور کوئی بہتر ترکیب میرے ذہن میں نہیں آ رہی اس لیے تم لوگ محتاط رہو۔"

"جو حکم جناب۔ لیکن ایک درخواست تھی میری۔" جون مارک کہنے لگا۔

"ہاں ہاں کہو۔ مجھے اب اس وقت تم لوگوں کے تعاون کی بے حد ضرورت ہے۔"

"میں یہ عرض کر رہا تھا جناب کہ بادشاہ خان کو اس کے فرائض یاد دلائے جائیں، کم از کم وہ پاسپورٹ کے حصول میں آپ کی مدد کر سکتا ہے۔"

"سمجھ نہیں آتا میں اس سے کیا کہوں، مجھے سوچنے دو جون مارک، میں نے تمھیں صورتِ حال سے آگاہ کر دیا ہے۔ ایک اور بات میرے ذہن میں ہے۔ جس کا میں تم سے اظہار کرنا چاہتا ہوں۔"

"جی فرمائیے۔" جون مارک بولا۔

"کیا یہ رہائش گاہ اب ہمارے لیے بہتر ہو گی۔"

"اوہ واقعی اگر دشمن نے یہ جگہ دیکھ لی ہے اور ایک ایسے دشمن نے جو آپ کو قتل کرنے کا خواہاں ہے تو پھر وہ دوبارہ بھی یہاں آئے گا۔"

"یقیناً جون مارک، ایسا ہی ہو گا۔ میرا دشمن یہاں دوبارہ بھی آ سکتا ہے لیکن اب کیا کیا جائے۔"

"میں پھر وہی بات کہوں گا مسٹر ہینڈرک کہ ہم یہاں بے وسائل ہیں، اگر ہمارا اپنا علاقہ ہوتا تو شاید اس حد تک بات نہ بڑھ سکتی، ہم اپنے دشمن کو ختم کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں لیکن یہاں ہم کچھ نہیں کر سکتے۔"

"بالکل میں جانتا ہوں اور میں اس سلسلے میں تمھیں کوئی الزام نہیں دوں گا، لیکن رہائش گاہ کی تبدیلی بہت ضروری ہے۔"

"آپ بادشاہ خان سے بات کر لیں جناب، اگر بادشاہ خان اس سلسلے میں بھی ہماری معاونت نہ کر سکا تو ٹھیک ہے میں اپنے طور پر کسی رہائش گاہ کا انتظام کرنے کی کوشش کروں گا۔"

"اوہ جون مارک میرے خیال میں تم اپنے طور یہ کام کرو بہتر یہ ہو گا کہ ہم آج ہی کسی وقت اپنی نئی رہائش گاہ میں چلے جائیں خواہ وہ کیسی ہی جگہ ہو۔ صرف اس جگہ کو چھوڑ دو۔ یہی ہمارے حق میں بہتر ہو گا۔"

"تو پھر میں ابھی سے اس کے لیے کوشش کر لیتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے تم جاؤ، میں تمھارا انتظار کروں گا اور سنو ہمارے پاس ابھی کرنسی تو کافی ہے، میرے ٹریولرز چیک بھی چوری ہو گئے ہیں۔"

"اس کی آپ فکر مت کریں جناب، ہم چاروں کے پاس ملا کر اچھی خاصی کرنسی ہو جائے گی، لیکن یہ زیادہ عرصے تک ہمارا ساتھ نہیں دے سکے گی۔"

"خیر اس سلسلے میں جو ہو گا، دیکھا جائے گا۔" ہینڈرک نے کہا اور جون مارک باہر نکل گیا۔ ہینڈرک کے چہرے پر سخت پریشانی کے آثار نظر آ رہے تھے۔ کافی دیر تک وہ سوچتا رہا اور اس کے بعد اس کے سوا کوئی چارہ نظر نہ آیا کہ وہ بادشاہ خان سے رابطہ قائم کرے۔ اس نے شارٹ فریکوئنسی پر بادشاہ خان سے رابطہ قائم کیا لیکن دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی تھی۔

"بادشاہ خان سے رابطہ قائم کراؤ۔" ہینڈرک نے کہا۔

"سوری سر، خان کہیں گئے ہوئے ہیں۔"

"کتنی دیر ہوئی؟"

"بس تھوڑی ہی دیر ہوئی۔" نسوانی آواز نے جواب دیا ہینڈرک نے ڈسکنکٹ کر کے کیتھرو سے رابطہ قائم کیا۔

"ہیلو کیتھرو، بادشاہ خان کہاں ہے؟"

"اوہ جناب بادشاہ خان نے ابھی مجھے تھوڑی دیر پہلے آپ کے بارے میں رپورٹ دی تھی، درحقیقت بڑے پریشان کن حالات سے گزرنا پڑ رہا ہے آپ کو بھی۔ لیکن بادشاہ خان کسی خاص نکتے پر پہنچنے میں کامیاب ہو گئے ہیں، انھوں نے مجھ سے کہا تھا کہ ممکن ہے وہ چند روز تک واپس نہ آ سکیں، ویسے انھوں نے یہ بھی اطلاع دی تھی... کہ جب وہ واپس آئیں گے تو شیران کی لاش ان کے ساتھ ہو گی آپ شیران کو جانتے ہیں نا جناب۔ وہی شخص۔۔ جس نے آپ پر حملہ کیا تھا۔"

"ہاں جانتا ہوں، مگر یہ نہیں بتایا بادشاہ خان نے کہ وہ کس نکتے پر کام کر رہے ہیں؟"

"نہیں جناب، میری یہ جرأت نہیں... کہ میں ان سے کچھ پوچھنے کی کوشش کروں۔"

"اوہ، اوہ، بادشاہ جو کچھ بھی ہے بے شک میں اسے تسلیم کرتا ہوں، لیکن موجودہ حالت کا ذمہ دار وہی ہے، کیتھرو میں بہت پریشانی کے عالم میں گزر کر رہا ہوں، میری رہائش گاہ میں چوری ہو چکی ہے، میرا پاسپورٹ، ٹریولرز چیک اور بہت سی قیمتی اشیا غائب ہو گئی ہیں، قیمتی اشیا کی تو مجھے پروا نہیں ہے لیکن پاسپورٹ، تم خود سوچو کیتھرو۔ اس کے بغیر تو میں یہ ملک چھوڑ بھی نہیں سکتا۔"

"انتہائی افسوس ہوا جناب، بڑی تشویش ناک خبریں مل رہی ہیں ان دنوں، آپ مجھے بتائیے مسٹر ہینڈرک میں آپ کی کیا خدمت کر

سکتا ہوں، میرے لیے جو حکم ہو، وہ فرما دیں۔"

"کیا تم میرے لیے دوسرے پاسپورٹ کا بندوبست کر سکتے ہو؟"

"یقیناً میرے خیال میں اس میں زیادہ دقت نہیں ہو گی لیکن وقت ضرور لگ جائے گا جناب۔"

"کیتھرو تم خصوصی طور پر میرے لیے پاسپورٹ وغیرہ کا انتظام کرو، باقی کام میں خود کر لوں گا، حالات کا تجزیہ شاید بادشاہ خان نہیں کر سکا ہے، جو شخص ہماری رہائش گاہ تک پہنچ جائے، اس کے لیے ہم تک پہنچنا مشکل نہیں ہو گا" اور پھر ڈیئر کیتھرو، میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ مارلینو، شیران کی پشت پر ہے، ورنہ شیران کو براہ راست مجھ سے کوئی دشمنی نہیں ہو سکتی تھی اور اگر شیران نے مارلینو کی وجہ سے مجھ پر یہ حملہ کیا ہے تو پھر یوں سمجھ لو کہ دوسرا حملہ بادشاہ خان پر ہو گا، کیونکہ مارلینو اتنا احمق نہیں ہے کہ وہ بادشاہ خان کی یہاں موجودگی سے بے خبر ہو۔"

"آپ درست کہتے ہیں جناب۔" کیتھرو نے ہینڈرک سے اتفاق کرتے ہوئے کہا۔

"تو پھر کیتھرو، تم اس سلسلے میں کیا کر رہے ہو؟"

"مجھے آپ کی کچھ تصاویر درکار ہوں گی۔ جو نئے پاسپورٹ پر استعمال کی جا سکیں۔"

"اوہ ڈیئر کیتھرو میرے خیال میں میری اصل تصویر مناسب نہیں ہوں گی، تم کوئی بھی تصویر استعمال کر لو، میں اپنے چہرے پر اسی کا میک اپ کر لوں گا، جب نیا پاسپورٹ ہی بنوانا ہے تو پھر اصل نام سے کیوں بنوایا جائے۔" کیتھرو چند لمحات خاموش رہا، پھر اس نے گہری سانس لے کر کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ میں بہت جلد پاسپورٹ کی تیاری مکمل کر کے آپ کو اطلاع دے دوں گا۔"

"میں فوری طور پر نئی رہائش گاہ میں منتقل ہو رہا ہوں۔ منتقل ہونے کے بعد تمہیں اس سے آگاہ کر دوں گا۔"

"اوہ۔ یہ بہتر ہے جناب۔ میں منتظر رہوں گا۔" کیتھرو نے جواب دیا اور ہینڈرک نے ٹرانسمیٹر بند کر لیا۔

●

بادشاہ خان کیتھرو کی رہائش گاہ میں داخل ہو گیا۔ کیتھرو کو یہ اُمید نہیں تھی کہ بادشاہ خان اس طرح اچانک اس کے پاس پہنچ جائے گا، وہ بوکھلا گیا تھا، لیکن بادشاہ خان کو پرسکون دیکھ کر اس کے چہرے پر بھی کسی قدر اطمینان کے آثار نظر آئے۔ وہ بڑے مؤدب انداز میں بادشاہ خان کے آگے جا کھڑا ہوا۔

"آپ۔ آپ اس طرح تشریف لے آئے خان، مجھے حکم کیا ہوتا۔"

"اوہ تکلفات کی ضرورت نہیں ہے، آؤ اندر آؤ۔" بادشاہ خان نے اندر کی جانب قدم بڑھاتے ہوئے کہا اور کیتھرو اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ ڈرائنگ روم میں پہنچنے کے بعد وہ ایک آرام دہ صوفے میں دھنس کر بولا۔

"کوئی نئی خبر تو نہیں؟"

"جی ہاں جناب۔ ابھی تھوڑی دیر قبل ہینڈرک نے مجھ سے رابطہ قائم کیا تھا۔ وہ اپنی رہائش گاہ بدل رہے ہیں۔"

"مجھے یقین تھا، ہینڈرک بُری طرح بوکھلا گیا ہے بہر طور اور کیا کہہ رہا تھا؟"

"نئے پاسپورٹ کی درخواست کر رہا تھا، آپ کے بارے میں پوچھا تو میں نے وہی الفاظ دُہرا دیے۔ جن کی ہدایت آپ نے کی تھی۔ میں نے نئے پاسپورٹ کے حصول کے لیے کہا کہ وہ مجھے اپنی تصویر مہیا کر دے تو اس نے کہا کہ کسی بھی نئے چہرے اور نئے نام کے ساتھ پاسپورٹ حاصل کر لیا جائے، وہ اپنے چہرے پر اس نئے چہرے کا میک اپ کرے گا۔ وہ یہاں اپنی شکل میں رہنا نہیں چاہتا۔"

"ہوں، کیتھرو اگر ہینڈرک نے میک اپ کر لیا تو ہمارے کام میں مشکل آ جائے گی۔" بادشاہ خان پُرخیال انداز میں بولا۔

"میں نہیں سمجھا جناب۔" کیتھرو نے تعجب سے کہا اور بادشاہ خان کی آنکھوں میں گہری سوچ کے آثار پیدا ہو گئے۔ کافی دیر تک وہ خاموش رہا۔ کیتھرو سوالیہ انداز میں اس کی صورت دیکھتا رہا تھا پھر بادشاہ خان گہری سانس لے کر بولا۔

"تم جانتے ہو کیتھرو۔ میں نے یہ سب کچھ کیوں کیا ہے؟ بات یہ ہے کہ کیتھرو، میرے سارے مفادات اس وقت دو نمبر کی حیثیت رکھتے ہیں، میں اس وقت مارلینو کے سلسلے میں اُلجھا ہوا ضرور ہوں، در حقیقت وہ ہمارا خطرناک ترین دشمن ثابت ہو سکتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آنے والے وقت میں ہمیں مارلینو کے خلاف ایک عظیم محاذ بنانا پڑے، لیکن مارلینو اس وقت میری فہرست پر نہیں ہے، وہ جو کچھ کر رہا ہے کرتا رہے۔ اس کا بادشاہ خان تک پہنچنا مشکل ہے، لیکن یہ دوسرا شخص جس کا نام شیران ہے۔ اس کی ہلاکت میرے لیے ایمان کی حیثیت رکھتی ہے، میں مارلینو سے نہیں اس شخص سے پریشان ہوں اور اس وقت میں اپنے تمام مفادات اس کے خاتمے پر قربان کر سکتا ہوں، خواہ وہ ہینڈرک ہو یا کوئی اور، مجھے اس سے غرض نہیں ہے۔ ہینڈرک نے مارلینو کو نیا جنم دیا ہے، ورنہ مارلینو مر چکا ہوتا... اور مارلینو نے شیران کو قوتیں بخشیں ورنہ پہاڑوں کا بے وقوف تو حیوان

خطرناک ضرور تھا لیکن اتنا نہیں کہ شہروں میں ہنگامے کرتا پھرتا... اسے مارلینو کی قوت اور اس نے مراعات حاصل ہوئی ہیں اور مارلینو، ہینڈرک کی تخلیق ہے اس لیے سزا ہینڈرک کو ہی ملنی چاہیے اور میں نے ہینڈرک کو یہ سزا دینے کا فیصلہ کر لیا ہے لیکن اس سے میں ایک دوہری چال چل رہا ہوں۔ میں ہینڈرک کو شیران کے لیے چارہ بنانا چاہتا ہوں۔"

"اوہ میں اب بھی پورے طور پر نہیں سمجھا جناب۔" کیتھرو کی آنکھوں میں دلچسپی اور اشتیاق تھا۔

"سنو کیتھرو، ہینڈرک کو میک اپ نہیں کرنا چاہیے۔ اسے اپنی اصل شکل ہی میں شیران کے لیے چارہ بنایا جا سکتا ہے، اسے اتنا پریشان کر دینا ہے کہ وہ سڑکوں پر نکل آئے مارا مارا پھرے، اور کسی بھی طرح شیران کی نگاہوں میں آ جائے۔ شیران اگر اس کے پیچھے لگا ہے اور جیسا کہ ابھی تک واقعات پیش آ چکے ہیں۔ وہ ہینڈرک کو ہلاک کرنے میں ناکام رہا ہے تو یقیناً وہ ہینڈرک کو نہیں چھوڑے گا۔ ہینڈرک اس کی نگاہوں سے اوجھل ضرور ہو گیا ہے، لیکن شیران اس کی تلاش میں ہو گا اور اگر ہینڈرک سڑکوں پر مارا مارا پھرے اور شیران اسے دیکھ لے تو پھر ہمارا کام کتنا آسان ہو سکتا ہے۔ اس کا تمہیں اندازہ ہو گا وہ ہینڈرک کو ہلاک کرنے کی کوشش کرے گا، ہینڈرک ہلاک ہو یا زندہ رہے مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے، لیکن شیران ہماری نگاہوں میں آ جائے گا اور اس کے بعد ہم اس پر جال ڈال کر اسے پکڑ لیں گے، چنانچہ ہینڈرک کو شیران کے لیے چارہ بننا چاہیے۔ یقیناً شیران اس کی تاک میں ہو گا۔

کیتھرو تعجب سے بادشاہ خان کی شکل دیکھنے لگا۔ بادشاہ خان نے بلاشبہ ایک خوف ناک منصوبہ بنایا تھا اور ہینڈرک بے چارہ مصیبتوں کا شکار ہو گیا تھا، اگر وہ اپنے وطن میں ہوتا تو یقینی طور پر بادشاہ خان کا منصوبہ کامیاب نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ سب سے تو دی نٹ لیتا۔ ہینڈرک، بادشاہ خان کی حفاظت میں تھا اور بادشاہ خان اس کے خلاف سازش کر رہا تھا۔ جرائم پیشہ افراد تھے۔ یہ سارے کے سارے اس قسم کی اخلاقی باتیں ان کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں رکھتی تھیں، بس ان کا اپنا کام ہونا چاہیے۔ کیتھرو خاموش رہا۔ بادشاہ خان بھی، تھوڑی دیر تک خاموش رہا، پھر بولا۔

"کیتھرو اس سلسلے میں، میں تم سے کسی جامع پروگرام کا... متوقع ہوں۔"

"حکم جناب۔ میں کس قسم کا پروگرام پیش کروں؟"

"بس یہی کہ شیران کو ہینڈرک کے پیچھے لگانے کے لیے ہمیں کیا اقدامات کرنے چاہئیں۔"

"اگر یہ بات ہے جناب تو میں ابتدائی طور پر ایک بات کہہ سکتا ہوں۔ ہینڈرک کے چار ساتھی یہاں موجود ہیں، میرا خیال ہے ان میں سے ایک ایک کر کے سب کو ہلاک کر دیا جائے، ہینڈرک اس طرح بوکھلا جائے گا اور اپنے پروگرام کو عملی جامہ نہیں پہنا سکے گا، اسے اس کی نئی رہائش گاہ سے بھی بھگایا جائے اور ان حالات تک پہنچا دیا جائے کہ وہ اپنے لیے کوئی بھی جائے پناہ تلاش نہ کر سکے، یوں ہمارا کام آسان ہو سکتا ہے۔"

"گڈ۔" بادشاہ خان کی آنکھوں میں تحسین کے تاثرات اُبھر آئے۔ "اچھا پروگرام ہے، مجھے پسند آیا لیکن اس کے لیے یہ ضروری ہے کیتھرو کہ ہینڈرک اپنے چہرے پر میک اپ نہ کرنے پائے۔"

"یقیناً جناب اسے اس کی مہلت نہیں ملے گی اور اگر کر بھی لیا تو اس کا توڑ بھی کر لیا جائے گا۔" کیتھرو نے جواب دیا۔

"مجھے یقین ہے تم یہ کام خوبی انجام دے لو گے۔ ٹھیک ہے اس کی ابتدا کر دو اور ہاں سنو، لیموزین کے بارے میں تمہیں کیا معلومات حاصل ہوئیں، کیا اس سے شیران کا کوئی نشان نہیں ملا؟"

"نہیں جناب لیموزین چرائی ہوئی گاڑی تھی اس کا مالک کوئی سرکاری افسر ہے۔" کیتھرو نے جواب دیا۔

"اوہ اوہ، شیران اتنا چالاک نہیں تھا، اسے چالاک بنایا گیا ہے، بے حد چالاک بنایا گیا ہے۔ ہمیں بڑی ہوشیاری سے سارے کام کرنا ہوں گے کیتھرو، میرے خیال میں مارلینو کو ابھی یہاں ہماری موجودگی کا علم نہیں ہے، صرف ہینڈرک ہی اس کی نگاہوں میں آیا ہے۔" بادشاہ خان نے کہا اور کیتھرو پُرخیال انداز میں گردن ہلانے لگا۔

"تم اپنا یہ کام کب سے شروع کر رہے ہو؟"

"آج ہی سے جناب۔ ابھی تھوڑی دیر کے بعد ہی اس کی ابتدا ہو جائے گی۔"

"اور پاسپورٹ کا مسئلہ؟" بادشاہ خان نے پوچھا۔

"اس سلسلے میں ہینڈرک کو دلاسے دیے جا سکتے ہیں۔" کیتھرو نے جواب دیا اور بادشاہ خان نے مسکرا کر گردن ہلا دی پھر اس نے کہا۔

"تم مجھ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش مت کرنا کیتھرو میں خود ہی تم سے رابطہ قائم کر لوں گا، ویسے اس بات کا اطمینان کر لو کہ جب تم اپنی مہم انجام دے رہے ہو گے تو میں تم سے زیادہ دور نہیں ہوں گا اور اگر تمہیں کسی فوری ہدایت کی ضرورت پیش آئی تو میں فوری طور پر تم سے رابطہ قائم کر کے تمہیں ہدایات دوں گا۔"

"میں ان الفاظ سے بے حد مطمئن ہوں جناب۔" کیتھرو نے جواب

دیا اور بادشاہ خان اُٹھ گیا۔ کیتھر و اسے باہر اس کی کار تک چھوڑنے آیا تھا۔

●

ہینڈرک کے ہاتھ پاؤں بندھ چکے تھے۔ اپنے طور پر وہ اتنا بے وسیلہ نہیں تھا کہ کچھ نہ کر سکتا، لیکن پاسپورٹ اور ٹریولرز چیک کی گمشدگی کے بعد وہ خود کو قطعی بے بس محسوس کر رہا تھا۔ اگر اس کا پاسپورٹ چوری نہ ہوا ہوتا تو وہ اپنی پہلی فرصت میں نکلنے کی کوشش کرتا، لیکن بس وہی اُلجھن تھی۔ کافی دیر تک وہ بیٹھا سوچتا رہا۔ جون مارک نے نئی رہائش گاہ حاصل کر لی تھی اور اب وہ سب اسی عمارت میں موجود تھے، لیکن ان میں سے کوئی اس قابل نہیں تھا کہ وہ ہینڈرک کو مشورہ دے سکتا، وہ سب ہینڈرک کے ادنیٰ قسم کے ساتھیوں میں سے تھے۔ جنھیں ہینڈرک عام قسم کے کاموں کے لیے ساتھ لے آیا تھا۔

ہینڈرک چونکہ قانونی طور پر بنکاک آیا تھا، عموماً پاسپورٹ کی گمشدگی کوئی بڑا مسئلہ نہیں بن سکتی تھی، لیکن اب یہ ضروری ہو گیا تھا۔ اُسے خطرات نے چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔ سب سے پریشان کن بات یہ تھی کہ بادشاہ خان کے بعد اب کیتھرو سے بھی رابطہ نہیں قائم ہو رہا تھا۔ اس نے کئی بار کوشش کی تھی لیکن ٹرانسمیٹر پر دوسری آوازیں ہی سنائی دی تھیں۔ بہرحال اس نے انھیں اپنی نئی رہائش گاہ کے بارے میں بتا دیا تھا اور کہا تھا کہ بادشاہ خان یا کیتھرو جس وقت بھی واپس آئیں فوراً اُس سے رابطہ قائم کریں۔ لیکن کافی وقت گزر گیا اور ان میں سے کسی نے اس سے رابطہ نہیں قائم کیا۔ ہینڈرک کے ذہن میں اب ایک شُبہ سر اُبھارنے لگا۔ کیا بادشاہ خان بھی اپنے ہم وطن دشمن سے خوفزدہ ہو کر روپوش ہو گیا ہے۔ اگر نہیں تو پھر یہ طویل گمشدگی کیوں ہے جب کہ اسے ہینڈرک کی پریشانیوں کا علم ہے۔

بالآخر مجبور ہو کر اس نے خود ہی قدم اٹھانے کا فیصلہ کر لیا اور اپنے دو ساتھیوں کو لے کر نئے پاسپورٹ کے حصول کے لیے چل پڑا۔ اس شکل میں وہ میک اپ نہیں کر سکتا تھا کیونکہ اصل شکل میں سرکاری دفتر جانا ضروری تھا اور یہ خطرہ مول لیے بغیر چارہ کار نہیں تھا۔

وہ متعلقہ سرکاری دفتر پہنچ گیا۔ اس کی کار دفتر کی عمارت کے بیرونی حصے میں رُکی اور وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ نیچے اُتر آیا۔ ڈرائیور کار کو ریورس کر کے پارکنگ کی جانب لے گیا تھا، لیکن ہینڈرک ابھی چند ہی قدم بڑھا تھا کہ اس پر گولیوں کی بوچھاڑ ہو گئی۔ اس کے دونوں ساتھی بُری طرح چیخیں مار کر زمین پر گرے اور تڑپنے لگے۔ ہینڈرک اوندھا لیٹ گیا تھا لیکن اب گولیاں نہیں چل رہی تھیں، غالباً مشین گن سے ایک ہی برسٹ مارا گیا تھا اور اُس نے اس کے دونوں ساتھیوں کو شکار کر لیا تھا۔ ان کے بدن میں بے شمار سوراخ ہو گئے تھے، گولیاں کہاں سے چلائی گئی تھیں، اس کے بارے میں کوئی علم نہیں تھا، کوئی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ کہاں سے ان لوگوں پر گولیوں کی بوچھاڑ ہوئی ہے، چاروں طرف شور مچ گیا، ہینڈرک کو جان بچانا مشکل ہو گئی تھی، وہ چھپکلی کی طرح رینگتا ہوا آگے بڑھا، اور پھر ایک کار کی آڑ میں سیدھا کھڑا ہو گیا اس کی متوحش نگاہیں چاروں طرف بھٹک رہی تھیں، اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ ابھی چند لمحات کے بعد اُس کے بدن میں بھی گولیوں کے لاتعداد سوراخ ہو جائیں گے، کاروں کی آڑ لیتا ہوا وہ باہر نکلنے لگا۔ بے شمار افراد زمین پر گرنے والوں کے گرد جمع ہو گئے تھے، جو کہ اب ٹھنڈے ہو چکے تھے۔۔

ہینڈرک کی سانس بری طرح پھول رہی تھی اور اس کا چہرہ آگ کی طرح سرخ ہو رہا تھا، آنکھیں خوف سے پھٹی ہوئی تھیں اور اسے اپنے دل میں ہلکی ہلکی تکلیف محسوس ہو رہی تھی، وہ کاروں کی آڑ لیتا ہوا بمشکل تمام اپنی کار تک پہنچا اور پھر دروازہ کھول کر اندر گھستے ہوئے بولا۔

”جلدی، واپس، جلدی۔“ ڈرائیور جو صحیح صورتِ حال سے ابھی تک ناواقف تھا متعجب ہو کر اُسے دیکھنے لگا اور پھر اُس نے ہینڈرک کے حکم پر کار پارکنگ لاٹ سے نکال کر سڑک کی طرف موڑ دی۔

”تیز چلو، تیز چلو۔“ ہینڈرک گھبرائے ہوئے لہجے میں بولا اور ڈرائیور نے کار کی رفتار تیز کر دی، ہینڈرک کے حواس جواب دے چکے تھے، اس کی گردن ڈھلکی جا رہی تھی، بمشکل تمام وہ اپنے آپ پر قابو رکھے ہوئے تھا۔ اس وقت بھی جان بچ ہی گئی تھی، ”آہ وہ کم بخت اب بھی میرے پیچھے لگا ہوا ہے، وہ کسی طور مجھے نہیں چھوڑے گا،“ اُس نے دل ہی دل میں سوچا اور پھر خوفزدہ نظروں سے گردن گھما کر کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا، پھر اُس نے گردن تھوڑی سی نیچے کر لی کہ کہیں کھڑکی سے گولیوں کی بوچھاڑ نہ ہو جائے، دُور دُور تک کوئی نہیں تھا، سڑکیں سنسان پڑی ہوئی تھیں، تھوڑی دیر کے بعد وہ اپنی رہائش گاہ میں داخل ہو گیا۔ دہشت اور بدحواسی اُس کے چہرے پر منجمد تھی۔ اُس کے بقیہ دو ساتھی اس کی یہ کیفیت دیکھ کر ششدر رہ گئے لیکن کچھ پوچھنے کی جرأت نہیں ہوئی تھی انھیں۔

”موریکر۔ ہائینڈ۔ اندر آؤ۔ مجھے تم سے بات کرنی ہے۔“ ہینڈرک نے سرد لہجے میں کہا اور وہ دونوں اس کے پیچھے چلتے ہوئے اندر داخل ہو گئے۔ ”بیٹھ جاؤ۔“ ہینڈرک بولا اور اُنھوں نے تعمیل کی۔ ”ہمارے دونوں ساتھی موت کا شکار ہو گئے۔ بنکاک میں اب ہم کسی جگہ محفوظ نہیں ہیں۔ کب اور کس وقت ہمارا دشمن یہاں پہنچ جائے کچھ نہیں کہا

جا سکتا۔ میں تمھیں صورتِ حال سے آگاہ کر دینا چاہتا ہوں۔“ ہینڈرک نے آنکھیں بند کر لیں۔ پھر بولا ”میں یہاں سے نہیں نکل سکتا۔ اس کے لیے مجھے سخت جدوجہد کرنی ہو گی۔ میں نہیں چاہتا کہ میرے ساتھ تم لوگ بھی موت کے شکار ہو جاؤ۔ اس لیے۔“ اُس نے آنکھیں کھول کر اُنھیں دیکھا اور اُس کے ہونٹوں پر تلخ مسکراہٹ پھیل گئی۔ سامنے کی دونوں کرسیاں خالی تھیں۔ پھر اُس کے مُنہ سے آہستہ سے بڑبڑاہٹ اُبھری۔

”یہ انسانی فطرت ہے اور مجھے [illegible]“ [illegible] بیٹھا رہا۔ اب اس پہیلی سی مشکل ہو گئی تھی [illegible] کشمکش کا شکار تھا۔ یہاں سے اُٹھنے کو جی نہیں چاہ رہا تھا۔ بادشاہ خان اس کے ذہن میں اُبھرا اور ایک بار پھر ایک تلخ مسکراہٹ اُس کے ہونٹوں پر اُبھر آئی ”بادشاہ خان۔ تم نے مجھے دھوکا دیا ہے۔ میں مانتا ہوں کہ تم اپنے دُشمن سے خوفزدہ ہو کر روپوش ہوئے ہو اگر زندہ بچ گیا بادشاہ خان تو تمھیں اس بے وفائی کی سزا دُوں گا۔“

زندگی کا تصور ایک بار پھر اس کے ذہن میں اُبھر آیا۔ اس نے سوچا کہ زندہ رہنے کی جدوجہد تو موت کے وقت تک جاری رہنی چاہیے ... پھر ایک اور خیال اُس کے ذہن میں اُبھرا۔ بنکاک سے باہر جانے کے بجائے اگر اُس کے نواح میں کسی مقام پر پناہ لی جائے تو شاید جان بچ سکے۔ کچھ عرصہ خاموشی سے گزارنے کے بعد یہاں سے نکلنے کی کوشش کی جا سکتی ہے۔ لیکن اسے بنکاک اور اس کے نواح سے پوری واقفیت نہیں تھی۔ بہرحال یہ مشکل ڈرائیور حل کر سکتا تھا۔ وہ اپنی جگہ سے اُٹھا اور پھر جس قدر کرنسی مہیا ہو سکی اُس نے جیبوں میں ٹھونس لی۔ دو جوڑے کپڑے بھی ایک اخبار میں لپیٹ لیے۔ پستول کے چیمبر بھرے، اُسے ہولسٹر میں لگا لیا اور پھر باہر نکل آیا۔

کار پورٹیکو میں کھڑی ہوئی تھی اور ڈرائیور اسٹیئرنگ پر سر ٹکائے بیٹھا ہوا تھا۔ شاید اونگھ گیا تھا۔ اُس نے خود ہی عقبی سمت کا دروازہ کھولا اور اندر بیٹھ گیا۔

”چلو۔ بنکاک سے باہر کسی قصبے میں چلو۔“ وہ بھاری آواز میں بولا اور ڈرائیور جلدی سے سیدھا ہو گیا۔ اس نے ایک لمحے میں کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔

ہینڈرک بدحواس تھا۔ کار باہر نکلی تو اس کی نگاہیں اِدھر اُدھر بھٹکنے لگیں۔ اسے خوف تھا کہ کہیں شیران اس کا تعاقب کرتا ہوا یہاں تک نہ پہنچ گیا ہو۔ وہ خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کبھی عقب میں اور کبھی دائیں بائیں دیکھ رہا تھا۔

”رفتار تیز رکھو۔“ اُس نے ڈرائیور کو ہدایت کی اور ڈرائیور نے کار کی رفتار بڑھا دی۔ تھوڑی دیر میں وہ بنکاک کے پُر رونق شہر کو پیچھے چھوڑ آئے تھے۔

ہینڈرک کو کسی قدر سکون محسوس ہُوا۔ کسی گمنام سی بستی میں چند ہفتے یا چند ماہ گزارنے کے بعد حالات بہتر ہو جائیں گے اور پھر وہ بنکاک واپس آ کر سرکاری پناہ لے گا، کوئی بھی کہانی سنائی جا سکتی ہے لیکن ابھی اُسے فرار کا راز۔ یہ ڈرائیور [illegible] احمقانہ حرکت نہیں کرنی چاہیے۔ کار سے اترتے ہی ڈرائیور کو ٹھکانے لگا دینا ضروری ہو گا۔ یقیناً حالات اس کی اجازت نہیں دیتے کہ کسی کے ساتھ شرافت برتی جائے۔

اس نے عقب میں دیکھا اور دفعتاً اس کا دل دہل گیا۔ سرخ رنگ کی ایک کار اس کے تعاقب میں آ رہی تھی۔ ہینڈرک کی آنکھیں خوف سے بند ہو گئیں۔ بدن لرزنے لگا۔ آہ شیران تعاقب کر رہا ہے۔ آہ وہ پیچھے آ رہا ہے۔ کار آگے بڑھتی رہی اور اب کسی شُبہے کی گنجائش نہیں تھی۔ اُس نے خود کو سنبھالا اور پستول نکال لیا۔ پھر اُس نے پستول کے دستے سے عقبی شیشے میں سوراخ کر دیا۔

”تم آگے بڑھتے رہو ڈرائیور اور رفتار سست کر دو۔“ اُس نے پیچھے دیکھتے ہوئے کہا۔ ڈرائیور نے اس کے اس حکم کی بھی تعمیل کی تھی۔ جُونہی رفتار سُست ہوئی سُرخ کار کا فاصلہ کم ہو گیا۔ وہ ایک دم قریب آ گئی اور دفعتاً ہینڈرک نے اس کے ونڈ اسکرین کا نشانہ لے کر پستول سے لگاتار فائر کرنے شروع کر دیے۔

سرخ کار کے بریکوں کی خوفناک چرچراہٹ یہاں تک سُنی گئی تھی اور پھر وہ ایک دم سڑک کے کنارے اتری اور قلابازیاں کھاتی ہُوئی نشیب میں جا گری۔

ہینڈرک کے حلق سے بے اختیار قہقہہ نکل گیا لیکن دُوسرے لمحے اُسے ایک اور حادثے سے دوچار ہونا پڑا۔ سُرخ کار پر فائرنگ کرنے کے لیے وہ عقبی سمت رُخ کر کے سیٹ پر گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا تھا اور اُس کی پُوری توجہ سُرخ کار پر تھی۔ جونھی سُرخ کار تباہ ہوئی ڈرائیور نے پوری قوت سے بریک لگا دیے اور ہینڈرک اُچھل کر اگلی سیٹ پر آ گرا۔ ڈرائیور نے ایک لمحہ ضائع کیے بغیر اس کی گردن دبوچ لی تھی۔

ہینڈرک نے ہاتھ پاؤں مارنے کی کوشش کی لیکن ڈرائیور کے فولادی پنجے اس کے حلقوم پر جمے ہُوئے تھے۔ چند لمحات کے بعد وہ بے ہوش ہو گیا اور ڈرائیور نے اُسے واپس پچھلی سیٹوں

کے نیچے ڈال دیا۔ کار بائیں سمت کے کچے راستے پر اُتار دی تھی اور اُسے ٹیلوں کے درمیان لیتا چلا گیا۔ ایک مناسب جگہ کار روک کر وہ نیچے اُتر آیا۔

بالآخر ہینڈرک کی یہ آخری کوشش بھی ناکام رہی تھی۔ اس کی بدنصیبی اس کا تعاقب کر رہی تھی اور کسی بھی جگہ اسے پناہ نہ لینے دے رہی تھی۔ موت اس کے حواس پر مسلط ہو چکی تھی۔ اس لیے اس نے ڈرائیور پر کوئی توجہ نہیں دی تھی۔ سرخ و سفید چہرے کا مالک ڈرائیور، ہینڈرک کی سیٹ کی جانب بڑھا، اُس نے ڈرائیور کی ٹوپی اُتار کر اندر ہی رکھ دی تھی اور اس کا بڑا سر اور بھاری چہرہ نمودار ہو گیا تھا۔ پھر اُس نے عقبی سیٹ کا دروازہ کھولا اور ہینڈرک کو پکڑا اور اُسے کھُردرے پتھروں پر ڈال دیا جس ٹیلے کے عقب میں وہ رُکا تھا اُس کے اطراف میں اور بھی ٹیلے تھے جن میں تھوہر کی جھاڑیاں اُگی ہوئی تھیں۔ دُور دُور تک کوئی اور انسانی وجود نہیں تھا۔ اس لیے ڈرائیور کو اپنے کام میں کوئی دقت نہیں ہوئی۔ وہ چند لمحات ہینڈرک کو دیکھتا رہا اور پھر اُس نے جوتے کی ٹھوکریں مار کر ہینڈرک کو ہوش میں لانے کی کوشش کی... دو تین ٹھوکروں کے بعد ہی ہینڈرک ہوش میں آ گیا تھا۔ اُس نے اپنے سامنے کھڑے ہوئے ستون نما شخص کو دیکھا اور اُس کی گھگھی بندھ گئی۔ دُوسرے لمحے اُس کا ہاتھ بغلی ہولسٹر پر رینگ گیا لیکن ریوالور وہاں موجود نہیں تھا۔ ہینڈرک دونوں ہاتھ زمین پر ٹکا کر پیچھے کھسکنے لگا۔ اس کا چہرہ دہشت سے سفید پڑ گیا تھا۔

"ک۔ کون ہو تم۔ کون ہو؟" اُس نے بھرّائے ہوئے لہجے میں کہا اور ڈرائیور کی وردی پہنے ہوئے شخص کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"اوہ۔ اتنی جلدی بھول گئے ڈیئر، مجھے شیران کہتے ہیں۔" اُس نے نرم لہجے میں کہا۔

"ش۔ ششش۔ شیران... وہی قبائلی؟"

ہینڈرک کے بدن میں رعشہ پیدا ہو گیا۔

"ہاں۔ عظیم مارلینو کا ساتھی۔"

"م م۔ مگر۔ مگر۔ تمہیں مجھ سے کیا دُشمنی ہے؟"

"کوئی نہیں۔ کوئی دُشمنی نہیں ہے مجھے تم سے لیکن مارلینو کا دوست ہوں میں۔"

"م۔ مارلینو۔ کہاں ہے مارلینو؟"

"وہ جہاں بھی ہے۔ اُس نے مجھے ہدایت کی ہے کہ تمہیں ہلاک کر دُوں۔"

ہینڈرک نے محسوس کر لیا تھا کہ یہ شخص دہشت و بربریت میں بے مثال ہے اور اس سے کسی رحم کی توقع نہیں کی جا سکتی لیکن وہ گڑگڑا رہا تھا۔ زندگی کی بھیک مانگ رہا تھا۔ شاید اس کی اس بُری حالت سے کوئی اور متاثر ہو جاتا۔ لیکن بدنصیبی تھی اُس کی جو شخص سامنے تھا۔ وہ رحم سے ناآشنا تھا اور موت کا کھیل اُس کے لیے سب سے دلچسپ تھا۔ اُس نے اپنی آستین سے ایک لمبا چھُرا نکال لیا جو خاصا وزنی تھا اور اس کا دستہ شاید ہاتھی دانت کا بنا ہُوا تھا۔ ہینڈرک کی آنکھوں کے سامنے موت ناچ گئی۔ اُس نے ایک بار پھر پیچھے کھسکنے کی کوشش کی اور کئی قدم پیچھے چلا گیا۔ شیران مُسکراتی نگاہوں سے اُسے دیکھ رہا تھا۔ لمبا چھُرا اُس کی مُٹھی میں دبا ہُوا تھا۔ پھر وہ ایک ایک قدم کر کے آگے بڑھا اور ہینڈرک کے سر پر پہنچ گیا۔

"معاف کر دو مجھے۔ معاف کر دو۔ میں کہتا ہوں مجھے معاف کر دو۔" ہینڈرک گڑگڑایا اور شیران ہنس پڑا۔ اُس نے اپنا ایک پاؤں اُٹھایا اور ہینڈرک کے سینے پر رکھ کر اُسے نیچے دبا دیا۔ ہینڈرک اپنے دونوں ہاتھوں سے اس کے پیر کو سینے سے ہٹانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اُسے یُوں لگ رہا تھا جیسے یہ پاؤں اس کی پسلیوں کا پنجر توڑ کر پشت تک پہنچ جائے گا۔ کتنا خوفناک دباؤ تھا۔ دم رُکا جا رہا تھا۔ تب شیران جھُکا۔ اُس نے ہینڈرک کا ایک ہاتھ پکڑا اور اُسے بلند کر دیا۔

"نہیں۔ نہیں۔ نہیں باز آ جاؤ..." ہینڈرک مچھلی کی طرح تڑپ رہا تھا۔ لیکن شیران کے پاؤں کا دباؤ اُسے، اس کے نیچے سے نکلنے نہیں دے رہا تھا۔ اُس کی اُنگلیاں شیران کے ہاتھ کی اُنگلیوں کی گرفت میں تھیں اور ہاتھ اُٹھتا جا رہا تھا۔ دفعتاً شیران کا چھُرے والا ہاتھ بجلی کی طرح کوندا اور دُوسرے لمحے ہینڈرک کا ایک بازو اُس کے تن سے جُدا ہو کر شیران کی اُنگلیوں میں رہ گیا۔ ہینڈرک ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپنے لگا تھا۔ وہ کئی کئی فٹ اُونچا اُچھل رہا تھا اور اُس کے حلق سے دل خراش چیخیں نکل رہی تھیں لیکن ان چیخوں کو سُننے والا اس علاقے میں اور کوئی نہیں تھا۔ شیران ایک بار پھر اس پر جھُکا اور ہینڈرک کی دلدوز چیخیں فضا میں گونجنے لگیں۔

●

برینو کرائے کی خوبصورت کوٹھی میں مارلینو، سدھاشی کے پاس

موجود تھا۔ سدھاشی یہاں پُرسکون زندگی گزارتے ہوئے اس قابل بننے میں کامیاب ہو گئی تھی کہ شدید ترین حالات کا مقابلہ کر سکے۔ شیران اس کے دل کا زخم تھا۔ اس کے دل کے گوشے گوشے میں اس کی محبت سر اُبھارتی رہتی تھی لیکن پھر اس دیوانے کی وحشیانہ فطرت اُسے نفرت کا احساس دلاتی تھی۔ وہ پاگل تھا۔ سدھاشی جب بھی اُس کے بارے میں سوچتی عجیب و غریب کیفیات کا شکار ہو جاتی۔ اُس کے سینے میں ہلچل سی مچ جاتی۔ کاش شیران اُسے اپنی زندگی میں شامل کر لیتا۔ ساری زندگی کی حسرتیں اور مایوسیاں مٹ جاتیں۔ وہ اس کے قدموں میں اپنے آپ کو عمر کی آخری سانس تک پڑا رہنے دیتی اور یہی اس کے لیے زندگی کی معراج ہوتی۔ لیکن وہ پاگل شخص، وہ تو اب سدھاشی کا دُشمن بن چکا تھا۔ دیوانگی کے عالم میں شیران سے اُس نے جو الفاظ کہے تھے، اُسے یقین تھا کہ شیران اُسے ان الفاظ پر کبھی معاف نہیں کر سکتا اور اگر آج سدھاشی اس کے سامنے آ جائے تو... بس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔ ایسے شخص سے محبت کا تصور مضحکہ خیز تھا اور سدھاشی خود ہی اپنا مذاق اُڑاتی رہتی تھی، مارلینو اس کے لیے ایک طرح سے دیوتاؤں کا پرتو تھا۔ مارلینو درحقیقت دیوتا ہی تھا جس نے اُس بے حیثیت بے کار سی لڑکی کو شہزادیوں کی سی زندگی دے دی تھی۔

سدھاشی کو یہاں کوئی تکلیف نہیں تھی۔ سوائے اس کے کہ شیران کبھی کبھی اس کے دل کی کسک بن جاتا تھا۔ مارلینو اس بار بذاتِ خود اس کے پاس پہنچا تھا اور اُس نے سدھاشی کو تمام صُورتِ حال سے آگاہ کیا تھا۔ اُس نے یہ بھی کہا تھا کہ وہ ہانگ کانگ سے اُکتا کر یہاں آیا ہے اور چند دن خاموشی سے اُس کے پاس رہے گا۔ چنانچہ ان دنوں وہ دونوں مختلف مشغولیات میں مصروف نظر آتے تھے۔ سدھاشی کا دل بھی بہل گیا تھا۔

اس صبح جب اُس نے اخبار اُٹھایا تو پہلے ہی صفحے پر ایک انوکھی خبر دیکھ کر ششدر رہ گئی۔ ایک غیر ملکی شخص کو قتل کر دیا گیا تھا اور یہ قتل وحشت و درندگی کی ایک ہولناک مثال قرار دیا گیا تھا۔ غیر ملکی کے چاروں ہاتھ پاؤں علیحدہ کر دیے گئے تھے اور اس کی لاش ایک اعلیٰ درجے کی گاڑی میں رکھ کر پولیس ہیڈ کوارٹر کے سامنے چھوڑ دی گئی تھی۔ کار کے اسٹیئرنگ وغیرہ پر کوئی نشانات نہیں ملے تھے۔ سوائے ایک انگریزی تحریر کے جو انتہائی بگڑے ہوئے انداز میں لکھی گئی تھی اور اس میں جگہ جگہ غلطیاں تھیں۔ تحریر کچھ یوں تھی۔ "آٹھ درندوں میں سے ایک کا شکار کر لیا گیا۔ باقی سات کو ہوشیار رہنا چاہیے۔ وہ اس وقت کو یقیناً نہیں بھُولے ہوں گے جب ایک سادہ لوح دیہاتی اُن کے بیچ آ پھنسا تھا اور اُنھوں نے وحشیانہ قہقہوں کے درمیان اُسے ہاتھ پاؤں سے محروم کیا تھا۔ آج وہی سادہ لوح دیہاتی اپنے انتقام کی ابتدا کر رہا ہے اور وہ آٹھوں درندے جن کی تعداد اب سات رہ گئی ہے۔ بالآخر اُس کے انتقام کا شکار ہو جائیں گے۔" یہ تحریر پولیس کے لیے معمہ بنی ہوئی تھی۔ نیچے کسی کے دستخط نہیں تھے۔ پولیس کا خیال تھا کہ تحریر جان بُوجھ کر بگاڑی گئی ہے۔ بہرحال پولیس اس کی تفتیش کر رہی تھی۔ خبر کے ساتھ مقتول کی تصویر بھی چھپی تھی اور جو چہرہ تصویر میں پیش کیا گیا تھا وہ سدھاشی کے لیے انجان نہیں تھا۔ یہ مارلینو کے دُشمن ہینڈرک کا چہرہ تھا۔ سدھاشی بے قرار ہو گئی۔ مارلینو نے اُسے بتایا تھا کہ شیران ہینڈرک کے پیچھے لگ گیا ہے اور اب ہینڈرک شاید ہی بچ سکے۔ ہینڈرک کا یہ وحشیانہ قتل شیران کے علاوہ کسی اور کے ہاتھ سے نہیں ہو سکتا تھا۔ اس مختصر خبر میں جو تفصیل تھی وہ چیخ چیخ کر شیران کی نشاندہی کر رہی تھی۔

وہ اخبار ہاتھ میں لیے دیوانہ وار مارلینو کی خواب گاہ کی طرف دوڑی تھی۔

خبر پڑھتے ہی مارلینو خوشی سے چلا اُٹھا۔

"اوہ بے بی! اوہ بے بی۔ دیکھا تم نے، تم نے دیکھ لیا۔ مارلینو کے اندازے کبھی غلط نہیں ہوتے، میں شیران کے انتخاب پر فخر کرتا ہوں، بے بی اس جیسا شخص رُوئے زمین پر دُوسرا نہیں ہوگا۔ بات کا دھنی، ہاتھ کا دھنی، اس نے جس انداز میں ہینڈرک کو قتل کیا ہے بے بی، یقین کرو میری زندگی دوگنی ہو گئی ہے۔ میں ہینڈرک سے ایسا ہی انتقام لینا چاہتا تھا لیکن نہیں لے سکا۔ جانتی ہو، آج میں جتنا خوش ہوں سدھاشی اتنا شاید زندگی میں کبھی نہ ہُوا ہوں۔ ابتدا ہو چکی ہے کہ تو ابتدا ہو چکی ہے۔ مارلینو کا انتقام تمھیں دُنیا کے کسی خطے پر سانس نہیں لینے دے گا۔ ہینڈرک تم مر چکے ہو اور میں نہیں جانتا کہ موت کے بعد کسی انسان کی حیات کیا ہوتی ہے لیکن تم نے دیکھ لیا، بُرائی کا انجام کیا ہوتا ہے۔ سزا ضرور ملتی ہے بے بی تم مجھے بتاؤ کہ میں اپنی خوشی کے اظہار کے لیے کیا کروں؟" سدھاشی ہنس پڑی، پھر بولی۔

"سر میں آپ کو ایک مشورہ دوں؟"

"ہاں بے بی۔ ضرور، ضرور میں بے پناہ خوش ہوں۔ تمھیں بتا نہیں سکتا۔"

"تو سر آپ یہ اخبار مجھے دیں۔ پہلے غسل کریں، لباس تبدیل کریں اور پھر ناشتے کے کمرے میں پہنچ جائیں۔" سدھاشی شوخ انداز

میں بولی اور مارلینو ہنسنے لگا۔

"ٹھیک ہے تم ناشتہ لگاؤ۔ میں ابھی پہنچتا ہوں۔" اور چند لمحات کے بعد وہ ناشتے کے کمرے میں پہنچ گیا، جہاں سدھاشی ناشتے کی میز پر اس کا انتظار کر رہی تھی۔ مارلینو نے اپنی کرسی گھسیٹ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"بالآخر شیران نے ہینڈرک کو قتل کر دیا۔ وہ اس کے پیچھے لگ چکا تھا اور یقین کر دیں کوئی خوش خبری سن کر ہی گانگ ہو واپس جانا چاہتا تھا۔"

"سر۔ اس شخص کی خوبیوں سے مجھے بھی کوئی انکار نہیں، لیکن بہت ہی وحشیانہ فطرت کا مالک ہے وہ، انسانیت اُسے چھو کر بھی نہیں گزری۔"

"اگر انسانیت اُسے چھو کر گزر گئی ہوتی بے بی، تو وہ میرا انتقام اس طرح نہ لے سکتا، بعض ایسے وحشی بے حد کام کے ہوتے ہیں۔ تم اُسے معاف کر چکی ہو، اور مجھے یقین ہے کہ مارلینو کی محبت کے جواب میں تم اس کے ساتھ کوئی انتقامی جذبہ دل میں نہ رکھو گی۔"

"میں تو اس کے خلاف کوئی انتقامی جذبہ نہیں رکھتی لیکن مجھے یقین ہے کہ میں جب بھی اس کے سامنے آئی، وہ یقیناً مجھے ہلاک کر دے گا۔"

"تم اس کے سائے سے بھی بچنے کی کوشش کرنا، میں دیکھوں گا کہ اس سلسلے میں کیا کر سکتا ہوں۔"

دونوں ناشتہ کرنے لگے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ ناشتے سے فارغ ہو گئے۔ مارلینو اپنے مخصوص ٹرانسمیٹر تک پہنچ گیا تھا جس پر وہ ان لوگوں سے رابطہ قائم کرتا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد گریچر سے اس کا رابطہ قائم ہو گیا تھا۔

"اوہ! جناب کیا آپ گانگ ہو سے مخاطب ہیں؟"

"نہیں گریچر ابھی میں بنکاک ہی سے مخاطب ہوں تم نے اخبار کی وہ خبر پڑھ لی ہو گی۔"

"جی جناب۔" گریچر نے جواب دیا۔

"کیا کہتے ہو۔ شیران کے بارے میں؟"

"مجھے یقین تھا جناب کہ شیران بالآخر ہینڈرک کو ختم کر دے گا۔ کیونکہ وہ اس کے پیچھے لگ گیا تھا۔"

"وہ واپس تو نہیں آیا؟"

"نہیں۔ ابھی واپس نہیں پہنچے۔"

"کہاں ہو گا؟ اندازہ لگا سکتے ہو۔"

"جناب عالی۔ یہ جواب مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔"

"پھر واپس آئے تو میری طرف سے مبارک باد دے دینا۔ میں گانگ ہو واپس جا رہا ہوں۔"

"بہت بہتر اور کوئی ہدایت جناب؟" گریچر نے پوچھا۔

"نہیں۔ بس وہی ہدایت ہے جو تمہیں پہلے بھی دے چکا ہوں۔ شیران کی حفاظت کرنا، اس کی تیز چالاک فطرت کے باوجود اس کی حفاظت ضروری ہے کیونکہ وہ ایک تیز، سرکش گھوڑا ہے جس کے منہ میں لگام نہیں ہے۔"

"میں جانتا ہوں جناب۔ لیکن اگر انہیں علم ہو گیا کہ ہم ان کی حفاظت کر رہے ہیں، تو ہماری ہی شامت آ جائے گی۔"

"اُسے علم ہی کیوں ہو گریچر۔ تم ایک سمجھدار آدمی ہو، ہر اونچ نیچ کو اچھی طرح سمجھتے ہو، مجھے یقین ہے کہ تم آخر تک اس مشن کے تحت کام کرو گے۔"

"بہت بہتر۔ جناب آپ کو یقیناً کوئی شکایت نہ ہو گی ہم سے۔" گریچر نے جواب دیا اور مارلینو نے سلسلہ منقطع کر دیا۔ وہ بہت خوش نظر آ رہا تھا۔ سدھاشی نے اُسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ واپس جا رہے ہیں چیف؟"

"ہاں بے بی۔ میں اسی مقصد کے لیے یہاں رُکا تھا۔ نہ جانے کیوں میرا دل کہتا تھا کہ میں یہاں سے کوئی خوشخبری لے کر ہی جاؤں گا۔ میرے لیے جانے کے انتظامات کرو۔" مارلینو نے جواب دیا اور سدھاشی نے گردن ہلا دی۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سے تاثرات اُبھر آئے دل تو اس کا بھی یہی چاہتا تھا کہ شیران سے ملے اُسے پُرخلوص مبارکباد پیش کرے۔ لیکن لیکن۔۔۔

بادشاہ خان کیتھرو کی رہائش گاہ پر موجود تھا اور کسی زخمی بھیڑیے کی طرح غرا رہا تھا۔ اُس کی آنکھیں خون کی طرح سُرخ ہو رہی تھیں۔ سامنے ہی کیتھرو بستر پر پڑا ہوا تھا۔ اُس کے سر، ٹانگوں اور بازوؤں پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں اور اس کے حلق سے ہلکی ہلکی کراہیں خارج ہو رہی تھیں۔ دو اور آدمی کمرے میں موجود تھے اور بادشاہ خان پشت پر ہاتھ باندھے ٹہل رہا تھا۔ وقفے وقفے سے رُک کر اس کے حلق سے دھاڑیں نکلنے لگتی تھیں۔ وہ زخمی کیتھرو پر برس رہا تھا۔

"بالکل ناکارہ ہو گئے ہو تم لوگ، قطعی اس قابل نہیں رہے کہ بادشاہ خان کے گروہ میں شامل رہو، مجھے بتاؤ، جواب دو، وہ ایک شخص ہے، صرف ایک شخص، ٹھیک ہے اس کا تعلق میرے قبیلے سے ہے وہ انتہائی وحشی ہے لیکن اگر اس جیسے چند اور وحشی ہمارے

درمیان آ جائیں تو کیا ہم اپنے اس گروہ کو قائم رکھ سکتے ہیں۔ مجھ سے کہو، مجھ سے درخواست کرو کہ میں یہ گروہ توڑ دوں اور گوشہ نشینی اختیار کر لوں۔ پہاڑوں میں جا بیٹھوں۔ یا یورپ میں گمنام زندگی اپناؤں اور باقی زندگی وہاں بسر کر دوں، میں بوڑھا ہو چکا ہوں۔ مجھے اب دولت کی کیا ضرورت ہے، میرے پاس اتنی دولت ہے کہ اگر پچاس سال تک اور زندہ رہوں تو سکون سے کھا سکتا ہوں لیکن یہ گروہ صرف اس وجہ سے قائم ہے کہ مجھے اس سے محبت ہے اور میں تم سب کی بہتری چاہتا ہوں لیکن کیا بہتری اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ تم ایک آدمی کے مقابلے میں ناکارہ اور معطل ہو جاؤ۔ میں کہتا ہوں اس طرح تعاقب کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ کیا تم لوگ ذہانت سے کام نہیں لے سکتے تھے۔ مجھے بتاؤ مجھے جواب دو کیا ہوا؟ تم جواب دو۔"

"جناب عالی ہم اس تعاقب میں شریک نہ تھے۔" ان دونوں میں سے ایک نے کہا جو کمرے میں موجود تھے۔

"گویا تمہیں یہ بھی نہیں معلوم ہے کہ ہوا کیا؟"

"یہ بات نہیں مسٹر کیتھرو ہمیں اس بارے میں بتا چکے ہیں۔ حسب پروگرام مسٹر کیتھرو اور اُن کے ساتھی بھی ہینڈرک کے پیچھے لگے ہوئے تھے۔ ہینڈرک کا بڑا اُس بنگلے تک تعاقب کیا جا رہا تھا جہاں وہ جاتا تھا، وہ وزارت داخلہ کے دفتر پہنچا تھا۔ یقینی طور پر نئے پاسپورٹ حاصل کرنے کے لیے اُس کے ساتھ دو افراد اور تھے، تیسرا اس کا ڈرائیور تھا جو مقامی تھا۔ وہاں مسٹر کیتھرو نے پروگرام کے مطابق ان دو افراد کو ہلاک کر دیا جو ہینڈرک کے ساتھ گئے تھے۔ مسٹر کیتھرو کے بیان کے مطابق ہینڈرک بھی مشین گن کی زد میں تھا لیکن مسٹر کیتھرو نے خود ہی مشین گن استعمال نہ کی اور ہینڈرک کو نقصان نہ پہنچنے دیا، اس کے بعد وہی ہوا جس کے ہم متوقع تھے۔ ہینڈرک وہاں سے نکل بھاگا اور کیتھرو اس کے پیچھے چل پڑے، ہینڈرک اپنی قیام گاہ پر واپس آ گیا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم نے اُس کے دونوں ساتھیوں کو باہر نکلتے دیکھا، میں اور میرا ساتھی، ہینڈرک کے مکان کی نگرانی پر مامور تھے۔ مسٹر کیتھرو کی کار بھی وہیں پہنچ گئی اور اس کے بعد اُنھوں نے کار وہیں کھڑی کر دی تھی۔ زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ ہینڈرک اپنی کار میں بیٹھ کر باہر نکلا، وہ بدحواس معلوم ہوتا تھا۔ ہم لوگ تو وہیں رُک گئے مگر مسٹر کیتھرو اس کار کے پیچھے چل پڑے۔"

"بس یہیں سے ہی غلطی ہو گئی۔ کیا اس دوران تم نے شیران کو اس کے پیچھے دیکھا تھا؟"

"نہیں جناب یہی تو پریشان کن بات ہے کہ شروع سے کہ اس وقت تک شیران ہینڈرک کے پیچھے نہیں تھا۔" اس شخص نے جواب دیا اور کیتھرو نے نقاہت بھرے انداز میں ہاتھ اُٹھایا۔ شاید وہ کچھ کہنا چاہتا تھا۔ بادشاہ خان اس کے نزدیک پہنچ گیا۔

"ہاں ہاں۔ کہو، کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"ہم سے بنیادی لیکن ایک بہت بڑی غلطی ہوئی ہے۔ ہمارا ذہن اس ڈرائیور کی طرف نہیں گیا جو ہینڈرک کی کار ڈرائیو کرتا تھا۔ مجھے شبہ ہے چیف کہ ہینڈرک کے ڈرائیور کو کسی طرح قابو کر کے شیران نے اس کی جگہ لے لی تھی۔"

"اوہ، یہ کیسے کہہ سکتے ہو تم، کیسے کہہ سکتے ہو یہ بات؟"

"چیف جب اُن کی کار واپس ہو رہی تھی تو میں گھسٹتا ہوا وہاں تک پہنچ گیا تھا۔ میں نے ڈرائیور کو کار میں دیکھا تھا۔ وہ صحیح و سالم تھا اور با آسانی کار ڈرائیو کر رہا تھا۔"

"ہوں۔ ہوں۔ ٹھیک ہے شیران چالاک ہے۔ وہ ہم سے چالاک ہے اور ہمیں جُل دے گیا۔ اس نے بڑے آرام سے اپنا کام انجام دے دیا اور وہ دن دُور نہیں ہے جب وہ بڑے اطمینان سے بادشاہ خان کو ختم کر دے گا اور اس کا نام و نشان مٹا دے گا۔ میں لعنت بھیجتا ہوں تم لوگوں پر۔۔۔ اس کے بعد میں تمہیں اس قابل نہیں سمجھتا کہ تم لوگ میرے لیے کام کرو، ٹھیک ہے ٹھیک ہے ہینڈرک قتل کر دیا گیا اور ہم شیران کا کچھ نہیں بگاڑ سکے۔ ہم اس کی ایک جھلک بھی نہیں دیکھ سکے، شاید تقدیر کا پانسہ اس کی طرف پلٹ رہا ہے۔ میں اب تم لوگوں سے ملاقات نہیں کروں گا۔ میری طرف سے تم سب کو آزادی ہے۔ جہاں چاہو چلے جاؤ جس کے ساتھ دل چاہے کام کرو، مجھے تم جیسے ناکارہ لوگوں کی ضرورت نہیں ہے۔"

"چیف، یہ مناسب نہیں ہے، دُشمن کے مقابلے میں ہار جیت ہوتی ہی رہتی ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا چیف کہ میں زندہ بچ سکوں یا نہیں لیکن میں آپ سے درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں اس طرح نہ چھوڑیئے اس میں سارا قصور ہمارا نہیں ہے، بلکہ ایک خطرناک دُشمن ہمارے سامنے ہے اور آنے والا وقت کسی نہ کسی طرح ہمیں اس پر فتح دلا دے گا۔"

"فتح، فتح آسمان سے اُتر رہی ہے انتظار کرو، جب وہ اُتر آئے تو مجھے بھی اطلاع دے دینا۔" بادشاہ خان یہ کہہ کر دروازے کی طرف چل پڑا اور تھوڑی دیر کے بعد وہ اپنی کار میں بیٹھ کر واپس جا رہا تھا۔

ابھی کار ذرا دُور ہی گئی تھی کہ دفعتاً اُس نے اپنی پستول نکال کر کار ڈرائیور کی گُدی پر رکھ دی۔

"روک دو کار۔" اس کی غراتی ہوئی آواز سنائی دی اور

ڈرائیور نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کار روک دی۔ "ادھر پلٹو۔" اور ڈرائیور کی بگڑی ہوئی شکل اس کے سامنے آگئی۔ وہ نہایت خوفزدہ نظر آ رہا تھا۔ بادشاہ خان نے ہاتھ بڑھا کر اس کا چہرہ ٹٹولا، اس کی کیپ اتار دی، اسے دیکھا اور اس بھرپور چہرے کو ٹٹول کر کیپ ڈرائیور کے سر پر رکھ دی۔

"ٹھیک ہے چلو۔" ڈرائیور نے پھر اسی طرح کار آگے بڑھا دی تھی لیکن اب اسٹیئرنگ اس کے قابو میں نہیں تھا۔ بادشاہ خان کی یہ حرکت اس کی سمجھ میں نہیں آئی تھی لیکن کچھ پوچھنے کی جرأت بھی نہیں کر سکتا تھا۔ جانتا تھا کہ پیچھے ایک خونخوار بھیڑیا بیٹھا ہوا ہے جو کسی وقت بھی لپک کر گردن دبوچ سکتا ہے، بادشاہ خان اسے راستہ بتاتا رہا اور تھوڑی دیر بعد وہ بائیڈل گلیمر کے علاقے میں پہنچ گیا۔ ہاؤس بوٹ سے اسے ایڈنا ڈمپل کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ گرینو اسکوائر کے فلیٹ نمبر ۴۲ میں ملے گی۔ چنانچہ بادشاہ خان دوبارہ کار میں بیٹھ کر واپس چل پڑا اور تھوڑی دیر کے بعد وہ ایڈنا ڈمپل کے سامنے تھا۔

ایڈنا نے پُرسکون انداز میں اسے ریسیو کیا تھا لیکن بادشاہ خان کی پیشانی کی شکنیں دیکھ کر اس کے ہونٹ سکڑ گئے۔

"ہیلو، بادشاہ خان کیا بات ہے، کیسے آنا ہوا؟"

"وہی مسئلہ لے کر حاضر ہوا ہوں، آپ نے کہا تھا مس ڈمپل کہ اس کے بعد شیراں ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا لیکن ہینڈرک قتل ہو چکا ہے اور شیراں نے مزید میرے چار آدمیوں کو ہلاک کر دیا ہے۔"

"میں اخبار پڑھ چکی ہوں۔ بادشاہ خان مجھے کیا بتانے آئے ہو؟"

"یہی میڈم ڈمپل کہ آپ نے اوپر سے میرے لیے کیا احکامات موصول کیے۔"

"ابھی مجھے احکامات نہیں مل سکے، اس دوران اگر تم تنظیم سے علیحدگی چاہتے ہو تو مجھے لکھ کر دے دو، میں تمہارے یہ خیالات بھی تنظیم تک پہنچا دوں گی۔ ویسے میں ذاتی طور پر تمہیں ایک مشورہ دیتی ہوں، بادشاہ خان، کسی بھی ذاتی مسئلے کو تنظیم کے خلاف استعمال نہ کرو نقصان اٹھاؤ گے۔"

"مجھے قطعی طور پر اعتراض نہ ہوتا، مادام ڈمپل اگر مجھے پہاڑوں میں شیراں کے قتل سے نہ روکا جاتا۔"

"اوہ یہ راگ تم کتنی بار سنا چکے ہو، تمہیں یہ بتایا جا چکا ہے خان کہ اگر پہاڑوں میں گڑبڑ ہوتی تو ہمارا مقصد فوت ہو جاتا اور تمہیں اس تنظیم میں شامل کرنے کا کوئی جواز نہ رہتا۔" ایڈنا ڈمپل تیز لہجے میں بولی۔ بادشاہ خان نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے بیٹھا سوچتا رہا تھا۔ چند لمحات خاموشی سے گزرے تو ایڈنا ڈمپل نے نرم لہجے میں کہا۔

"ہر چند کہ اوپر سے احکامات نہیں ملے۔ بادشاہ خان لیکن کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں اپنے طور پر خاموش بیٹھی رہوں گی، ٹھہرو میں تمہیں اس کا ثبوت دیتی ہوں۔" ایڈنا ڈمپل نے کہا، اور پھر وہ الماری کے نزدیک پہنچ گئی، الماری سے اس نے ایک چھوٹا پروجیکٹر نکالا اور اس کے سامنے ایک پردہ نصب کر دیا۔ بادشاہ خان متجسس انداز میں ایڈنا ڈمپل کی یہ کارروائی دیکھ رہا تھا۔ چند لمحات کے بعد پردے پر تصویریں نظر آنے لگیں۔ یہ وہی فلم تھی جو ایڈنا ڈمپل اپنے مقامی مشیروں کو دکھا چکی تھی لیکن بادشاہ خان اسے پہلی بار دیکھ رہا تھا۔

ایڈنا ڈمپل نے اس وقت موقع کے لحاظ سے اسے یہ فلم دکھانا مناسب سمجھی... بادشاہ خان فلم دیکھتا رہا اور اس کی آنکھوں میں حیرت کے نقوش نمایاں ہوتے رہے، تھوڑی دیر کے بعد فلم ختم ہو گئی تو ایڈنا ڈمپل بولی۔

"تم کیا سمجھتے ہو بادشاہ خان کہ صرف تم ہی متاثر ہو، تمہارے لیے مسلسل کارروائی ہو رہی ہے اور اس کارروائی میں ہم اپنے نو آدمی ضائع کر چکے ہیں سمجھے تم۔ اس سے زیادہ تمہارے لیے کچھ نہیں کیا جا سکتا، کارروائی مسلسل جاری ہے، تم نے تو ایک بلا ہمارے سر لا کر ڈال دی ہے لیکن اطمینان رکھو تمہیں اس سے نجات دلا دی جائے گی اور اس کے لیے زیادہ وقت صرف نہیں ہوگا۔"

بادشاہ خان اس وقت تک نرم ہو گیا تھا وہ مہذب لہجے میں بولا۔

"مجھے افسوس ہے... لیکن درحقیقت شیراں میرے لیے اب ایک زخم بن کر رہ گیا ہے، جس میں شدت سے ٹیسیں اٹھتی ہیں تو میں آپ کے پاس چلا آتا ہوں۔"

"میں نے تم سے پہلے بھی کہا تھا، بادشاہ خان کہ تمہاری تکلیف ہماری تکلیف ہے لیکن شیراں جیسے خطرناک آدمی کو ختم کرنے میں کچھ وقت درکار ہوگا۔ بہتر یہی ہے کہ تم اس کی طرف سے اپنے ہاتھ سمیٹ لو اور یہ سارا مسئلہ ہمارے لیے چھوڑ دو ہم انتہائی کوشش کریں گے بادشاہ خان کہ تمہیں مطمئن کر سکیں، اسی میں ہمارا اپنا اطمینان بھی ہے۔"

"آپ کیا چاہتی ہیں مادام؟"

"چاہتی نہیں، مگر میرا یہ مشورہ ہے کہ تم اپنی تمام کارروائیاں جو تم اس کے خلاف کر رہے ہو ترک کر دو، میرا اندازہ ہے کہ وہ اہم

تک تمہاری راہ پر نہیں لگ سکا لیکن بادشاہ خان اگر وہ ہمارے راستے میں آگیا تو پھر ہمارے لیے بھی مشکلات پیدا ہو جائیں گی۔ ہم تمہاری حفاظت چاہتے ہیں۔ بعض اوقات ہمارا دشمن ہم سے بھی زیادہ چالاک نکلتا ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم پاگل کتوں کی طرح سڑکوں پر بھونکنے لگیں۔ ہمیں بہرطور سیاست سے کام لے کر اسے ٹھکانے لگانا ہوتا ہے اور یہی ہمارے اور اس کے درمیان امتیاز ہے۔ ورنہ ہم اس سے ہلکے قرار پائیں گے۔" بادشاہ خان کچھ دیر سوچتا رہا، پھر اس نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے مادام، میں انتظار کروں گا۔"

"اوکے بادشاہ خان میں تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ ہم ان حالات سے لاپروا نہیں ہیں بلکہ کسی بھی وقت تمہیں شیراں کی موت کی خبر سنا دی جائے گی۔"

بادشاہ خان خاموشی سے اٹھا اور اپنی کار میں واپس آ بیٹھا لیکن کار میں بیٹھنے سے پہلے ایک بار پھر ڈرائیور کو چیک کر لینا مناسب خیال کیا تھا۔ شیراں اب اس کے حواس پر بھی چھا چکا تھا، اور اب وہ چاروں طرف سے چوکنا نظر آ رہا تھا۔

● ایڈنا ڈمپل کو اوپر سے ہدایات موصول ہو گئی تھیں، ایک بڑا لفافہ اسے اپنے سفارت خانے سے ملا تھا، ایڈنا ڈمپل نے پُراشتیاق انداز میں لفافہ کھولا اور اس کی تحریر پڑھنے لگی، لکھا تھا۔

"ڈیئر ایڈنا ڈمپل

تمہاری رپورٹ موصول ہوئی، فارایسٹ کے علاقے میں تمہارا تقرر بہت سوچ سمجھ کر کیا گیا تھا، ہمیں تمہاری ذہانت پر مکمل اعتماد ہے اور ہم تمہاری کارکردگی سے پوری طرح مطمئن ہیں، ہم تمہارے اس خیال سے بھی متفق ہیں کہ عمر رسیدہ بادشاہ خان اس وقت ہمارے لیے کارآمد نہیں رہے گا جب ہم پہاڑوں میں اپنی مہم کا آغاز کریں گے اور اس کے لیے تم نے جو قائم مقام چنا، اسے ہم نے بے حد پسند کیا، بلاشبہ وہ جنگجو قبائلی ہمارے مقصد کے لیے بالکل ٹھیک ہے، اس کی فطرت میں ایسی کوئی بات نہیں ہے جو ہمارے مشن کی راہ میں رکاوٹ ثابت ہو سکے، بلکہ تمہاری رپورٹ کے بعد جب ہم نے اس کے بارے میں تحقیقات کرائیں تو ہمیں بڑے دلچسپ انکشافات سننے کو ملے، شیراں، بہزاد سلامن کا بیٹا اخلاقی قیود سے آزاد نوجوان ہے، اس کے ذہن پر مذہب اور انسانیت کا کوئی تسلط نہیں ہے اور وہ ایک ایسا شخص ہے جو حالات کے ساتھ چلنے پر کمربستہ رہتا ہے، اس کے بارے میں کچھ تفصیلات سرخ نشانات کے ساتھ تمہیں ارسال کی جا رہی ہیں، ان سے تمہیں اس کے بارے میں مکمل معلومات حاصل ہو جائیں گی۔ ہماری ہدایت ہے کہ شیراں کو اس علاقے سے نکال لے جاؤ، کس طرح، یہ تم پر منحصر ہے کیونکہ تم تازہ ترین حالات سے واقف ہو گی۔

• شیراں کے لیے ہم نے بارتھم کا علاقہ منتخب کیا ہے۔ اسے بارتھم کے وحشی قبائل میں لے جا کر پھنسا دو لیکن خبردار اس کا تحفظ کیا جائے کیونکہ یہ وحشی قبائل بہت خونخوار ہیں، یہ اس لیے ضروری سمجھا گیا کہ ابھی ہم بادشاہ خان کا زوال نہیں چاہتے۔ پہاڑوں کی پیچیدگیوں سے یہ شخص واقف ہے اور ہم اس وقت تک اسے اپنے ساتھ رکھنے کے خواہش مند ہیں۔ جب تک ہم پہاڑوں میں اپنا کام شروع نہ کر دیں، چنانچہ بادشاہ خان حسب معمول ہمارا کارکن رہے گا اس کی تسلی کے لیے تم جو کچھ کر سکتی ہو کرو، شیراں کو ان علاقوں میں لے جاؤ اور اس وقت تک وہاں الجھائے رکھو جب تک کہ ہمیں اس کی ضرورت پیش نہ آئے، جب ہمیں اس کی ضرورت پیش آئے گی تو اسے وہاں سے نکال لیا جائے گا اور بادشاہ خان کی جگہ متعین کر دیا جائے گا۔ ہمیں امید ہے کہ تم ہمارے اس پروگرام سے متفق ہو گی، یہ ہدایت ہماری جانب سے ہے اور اس کے بعد جو اقدامات کرنے میں وہ صرف اور صرف تم پر منحصر ہوں گے۔

تمہارے خیرخواہ"

نیچے چند لوگوں کے نام لکھے ہوئے تھے۔ ایڈنا ڈمپل کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی، پھر اس نے اس کاغذ سے منسلک دوسرے کاغذات کو پڑھنا شروع کر دیا اور کافی دیر تک شیراں کے بارے میں مفصل معلومات حاصل کرتی رہی، اسے اپنے ہم وطنوں پر ناز تھا جو بال کی کھال نکالنے کے ماہر تھے، درحقیقت شیراں کے بارے میں اسے اتنی تفصیلات کا علم نہ تھا۔ یہ شیراں تو واقعی انوکھی چیز ہے، اس نے سوچا اور اس کے دلکش ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

پھر اس نے لفافہ اسی طرح بند کر دیا اور اپنی جگہ سے ہٹ کر ایک رائٹنگ ٹیبل کے پاس آ بیٹھی، رائٹنگ ٹیبل پر اس نے ایک کاغذ پھیلایا اور پنسل سے ایک نقشہ ترتیب دینے لگی، یہ بارتھم کے علاقے کا نقشہ تھا، وہ اس پر مختلف نام لکھتی رہی، سرخ رنگ کی پنسل سے نوٹ لکھتی رہی اور تقریباً تین گھنٹے تک وہ اس طرح ہلے جلے بغیر یہ نقشہ ترتیب دیتی رہی، کئی نام لکھے تھے اس نے، اس نے کئی جگہوں پر گول دائرے بنائے تھے ... پھر وہ اس کام سے فارغ ہو گئی، بہت تھکی تھکی نظر آ رہی تھی وہ اس نے پنسل اپنی جگہ رکھی، نقشہ لپیٹ کر رول کیا اور اس پر ربر بینڈ چڑھا دیا۔ اس کے بعد وہ ڈھیلے ڈھیلے قدموں سے چلتی ہوئی اپنی خواب گاہ

میں داخل ہوگئی اور فون پر کسی کے نمبر ڈائل کرنے لگی۔ چند لمحات کے بعد دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی تھی۔

"سڈنا تمہاری کال ہے۔"

"سڈنا میں ڈمیل ہوں۔"

"اوہ میڈم۔ حکم۔" دوسری طرف سے مؤدب لہجے میں کہا گیا۔

"میرے پاس پہنچ جاؤ، انتظار کر رہی ہوں تمہارا۔" ایڈنا نے کہا اور ٹیلی فون بند کر دیا، پھر وہ اسی جگہ بیٹھی سڈنا کا انتظار کرتی رہی۔ سڈنا کو وہاں پہنچنے میں پندرہ منٹ صرف ہوئے تھے۔ ایڈنا کے سامنے وہ بہت مؤدب نظر آ رہی تھی، شاید یہ پہلا موقع تھا کہ ایڈنا نے اسے براہِ راست طلب کر لیا تھا۔ ایڈنا کے اشارے پر وہ اس کے سامنے بیٹھ گئی۔

"وہ شخص تمہیں یاد ہے سڈنا جس کی کار میں تم نے بم رکھا تھا؟" ایڈنا ڈمیل نے پوچھا۔

"جی میڈم یاد ہے۔"

"دوبارہ نظر آئے تو پہچان لوگی۔"

"جی ہاں یقیناً۔" سڈنا نے جواب دیا۔

"سڈنا ہمیں اس شخص کو شکار کرنا ہے اور اس کے لیے میں نے تمہارا انتخاب کیا ہے چونکہ وہ بے حد چالاک انسان ہے اور بم کے اس حادثے سے بچ چکا ہے۔ اس لیے تم اس کے ذہن سے محو نہ ہوئی ہوگی اور وہ یقینی طور پر اندازہ لگانے میں کامیاب ہوگیا ہوگا کہ کار میں بم رکھنے والی تم ہی تھیں، اس جیسا منتقم المزاج آدمی تمہیں فراموش نہیں کرے گا۔ یقیناً تمہیں یہ کام خاصا مشکل محسوس ہوگا، لیکن میرے تمام ساتھی مشکل کاموں کے لیے ہی میرے ساتھ شریک ہوتے ہیں، میں چاہتی ہوں کہ تم دن رات آوارہ گردی کرو سڑکوں پر، پارکوں میں، بازاروں میں اور شاپنگ سینٹرز میں۔ مقصد صرف یہ ہے کہ وہ تمہیں دیکھ لے، اگر وہ تمہارا تعاقب کرے گا سڈنا تو مطمئن رہنا، ہمارا پورا گروہ تمہارے تحفظ کے لیے مستعد ہوگا اگر وہ تم سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرے تو گھبرانے کی ضرورت نہیں، اس کا ساتھ دینا اور اس کی ہدایت پر عمل کرنا، وہ ہمارے لیے ایک اہم شخصیت ہے۔ اگر وہ تمہارا قرب چاہے تو تم اسے... ہائیڈل گلمبر لے جا سکتی ہو۔ ہائیڈل گلمبر کے ہاؤس بوٹ نمبر بارہ پر تمہارے لیے انتظام ہوگا اور ایک بار پھر میں اپنا یہ وعدہ دہرا رہی ہوں کہ تمہیں خطرناک حالات سے دوچار نہیں ہونا پڑے گا۔ ہمارے آدمی ہر طرح سے تمہاری خبرگیری کریں گے، بس ہمیں اس پر قابو پانا ہے اور تم اس کا ذریعہ ہوگی۔"

"جو حکم میڈم، میں خوفزدہ نہیں ہوں، وہ انسان ہے اور کسی انسان کو شیشے میں اتار لینا اتنا مشکل تو نہیں۔" سڈنا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں مجھے تم جیسی ذہین لڑکی سے یہی توقع ہے، فوری طور پر تم اپنا کام شروع کر دو۔۔۔ میری ہدایت کو ذہن میں رکھنا، ہر فون پر تمہیں یہ ہدایت دینا مناسب نہیں سمجھتی تھی۔ اس لیے میں نے تمہیں طلب کر لیا، اب تم جا سکتی ہو۔" ایڈنا ڈمیل نے کہا اور سڈنا گردن خم کر کے اپنی جگہ سے اٹھ گئی۔

⧉

ہینڈرک قتل ہو چکا تھا، شیران نے اس کی لاش اسی کی گاڑی میں رکھ کر پولیس ہیڈکوارٹر کے سامنے چھوڑ دی تھی، یہ کام بھی اس جیسا جیالا ہی کر سکتا تھا، وہ ہینڈرک کو پانے میں کامیاب ہوگیا تھا، اس وقت اس نے ہینڈرک کے ڈرائیور کو قابو میں کیا تھا جب ہینڈرک وزارت داخلہ کے دفتر سے واپس آیا تھا اور اس کے دو آدمیوں کو ہلاک کیا جا چکا تھا، بہرطور شیران نے ڈرائیور کی وردی پہنی اور پھر تقدیر نے اس کا مسلسل ساتھ دیا، ہینڈرک فرار ہو رہا تھا اور اس نے افراتفری کے عالم میں شیران پر توجہ نہیں دی تھی۔ یوں شیران کا کام بن گیا تھا۔

ہینڈرک کو قتل کرنے کے بعد وہ بے حد پرسکون تھا اور اس کے دل میں خوشگوار کیفیات پیدا ہوگئی تھیں، اس نے رہائش گاہ پر واپسی ضروری نہ سمجھی اور وہ رات ایک نائٹ کلب میں رقص و موسیقی کے پروگرام دیکھتے ہوئے گزاری۔ صبح ہونے سے کچھ قبل وہ نائٹ کلب سے اٹھا اور سنسان سڑکوں پر آوارہ گردی کرتے ہوئے آگے بڑھنے لگا، پھر ایک ریستوران نظر آیا تو اس میں ناشتہ کرنے جا بیٹھا۔

ناشتے سے فارغ ہوا تو رات کی تھکن ذہن پر مسلط ہو گئی۔ اس نے ویٹر کو اشارے سے بلایا اور ویٹر اس کے نزدیک پہنچ گیا۔

"کیا اس ہوٹل میں قیام کے لیے کمرے بھی موجود ہیں؟" اس نے پوچھا۔

"جی ہاں جناب، یہ لاجنگ اینڈ ریسٹورنٹ ہے۔" ویٹر نے جواب دیا۔

"تب میرے لیے ایک کمرہ حاصل کرو۔" شیران بھاری لہجہ میں بولا۔ ریستوران میں اس وقت زیادہ افراد نہیں تھے، ویٹر

نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا تو شیران نے ایک بڑا نوٹ نکال کر اس کے حوالے کر دیا اور ویٹر کا منہ بند ہوگیا۔

"ابھی حاضر ہوا جناب۔" اس نے کہا اور ریستوران کے عقبی حصے میں پہنچ گیا، جہاں رہائشی کمرے حاصل کرنے کا کاؤنٹر تھا۔ چند لمحے بعد وہ ایک کمرے کی چابی لے آیا اور شیران کو اس کمرے تک لے گیا تھا، نہ نام پوچھا گیا اور نہ پتہ اور شیران کو کمرہ مل گیا، یہ اس نوٹ کا کمال تھا۔ ویسے ممکن ہے ریستوران کے کچھ قواعد ہوں لیکن یہ قواعد بعد میں بھی پورے کیے جا سکتے تھے۔

شیران نے کمرے کا دروازہ بند کر لیا، جوتے اتارے اور بستر پر دراز ہوگیا اور اس کے بعد شام کو تقریباً چھ بجے اس کی آنکھ کھلی تھی، عقبی کھڑکی سے شام کے دھندلکے جھانک رہے تھے۔ وہ انگڑائی لے کر اٹھ گیا اور پھر عقبی کھڑکی کے نزدیک جا کر موسم کا نظارہ کرنے لگا۔ ذہن ہلکا ہلکا تھا یوں لگتا تھا جیسے کسی اہم فرض سے سبکدوش ہوگیا ہو۔ ساری زندگی میں اگر کسی سے متاثر ہوا تھا تو وہ مارلینو تھا ورنہ اس کی فطرت میں ہی یہ بات نہیں تھی کہ کسی سے متاثر ہو۔ مارلینو لاکھ خوبیوں کا مالک ہوتا۔ وہ سائنسی طور پر کتنا ہی برتر ہوتا شیران اسے کبھی تسلیم نہ کرتا بس متاثر کر گئی تھی تو صرف ایک بات، صحیح معنوں میں 'بے دست و پا' ہونے کے باوجود وہ بے دست و پا نہیں تھا۔ اس کے پاؤں ہزار پیروں سے زیادہ مضبوط تھے۔ اس کے ہاتھ سینکڑوں انسانوں کے ہاتھوں سے زیادہ طاقتور تھے۔

بہرحال اسے مسرت تھی کہ اس نے ہینڈرک کو ٹھکانے لگا دیا تھا۔ اسے اس بات کی کوئی پروا نہیں تھی کہ ہینڈرک کی موت کی اطلاع مارلینو کو کس طرح ہوگی۔ کافی دیر تک وہ کھڑکی کے ساتھ کھڑا باہر کے ماحول سے لطف اندوز ہوتا رہا۔ پھر دفعتہً اس کے ذہن میں خیال ابھرا۔ اب وقت گزاری کا کیا مشغلہ ہوگا۔ ہینڈرک مر چکا تھا۔ ایک دلچسپ مشغلہ ختم ہوگیا تھا لیکن پھر اس کے ذہن میں اپنے وہ دشمن ابھر آئے جو اس پر مسلسل حملے کراتے رہے تھے اور اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ مشغلہ ہے، ان لوگوں کو تلاش کرے گا۔ ریکس بل اور ویسے ہی دوسرے سنسان مقامات پر اگر وہ اسے قتل کرنے کے خواہاں ہیں تو دوبارہ بھی اس کے سامنے آئیں گے۔

تھوڑی دیر کے بعد اس نے ہوٹل چھوڑ دیا۔ پچھلی رات ایک نائٹ کلب میں گزاری تھی۔ آج آرام کرنے کی ٹھانی اور اس کے لیے اپنی رہائش گاہ ہی مناسب تھی۔ باہر آ کر اس نے ٹیکسی لی اور چل پڑا۔

گریچر اور مگنیشیا کہیں باہر سے آئے تھے۔ جس وقت شیران کی ٹیکسی رکی ان کی کار اندر داخل ہو رہی تھی۔ گریچر نے احتراماً کار درمیان میں ہی روک دی اور دونوں نیچے اتر آئے۔ شیران انہیں دیکھ کر مسکرایا تھا۔

"تم دونوں شادی کر لو آپس میں۔ تمہیں دیکھ کر میرے ذہن میں یہی تصور ابھرتا ہے۔"

"مشورے کا شکریہ سر۔ آپ کہاں سے آ رہے ہیں؟" گریچر نے جلدی سے موضوع بدل لیا۔ مگنیشیا کا چہرہ بے تاثر رہا تھا شیران جیسے شخص کی زبان کے آگے لگام کہاں تھی۔ اس کے ذہن میں جو کچھ آیا اس نے کہہ دیا۔

"دراصل چھوٹے سے شہر میں چند ہی سڑکیں، گلیاں اور بازار ہیں کونسی نئی جگہ کا نام لوں؟"

"آپ کے کارنامے کی خبر ہم اخبارات میں پڑھ چکے ہیں۔ آپ نے اخبارات دیکھے؟"

"نہیں کیا ہینڈرک کی موت کی خبر چھپی ہے؟" شیران نے دلچسپی سے پوچھا۔

"آیئے۔ میں اخبار دکھاؤں آپ کو۔" گریچر بولا اور پھر گرم چائے کے دوران میں اخبار دیکھتے رہے شیران خبریں سن کر مسکرا رہا تھا۔

"اگر آپ خوشامد نہ سمجھیں سر تو میں ایک بات کہوں۔" گریچر بولا۔

"خوشامد بھی سمجھوں تو تمہارے اوپر کیا اثر پڑتا ہے؟"

"آپ سارے کام کر لیتے ہیں۔ اس لاابالی انداز میں جیسے آپ کو ان کی پروا ہی نہ ہو لیکن ضروری احتیاطی اقدامات بھی کر لیتے ہیں پولیس کو آپ کے ہاتھوں کے نشانات وغیرہ نہیں ملے ہیں اور وہ قاتل کے بارے میں کوئی اندازہ نہیں لگا سکے ہیں۔"

"یہاں کی پولیس ہی معصوم ہے۔ میں کیا کروں؟"

"مجھے آپ سے ایک شکایت بھی ہے مسٹر شیران۔ ہم آپ کے لیے دل و جان سے حاضر ہیں لیکن آپ تنہا ہی سارے کام نمٹا لیتے ہیں۔ ہمارا وجود بے مقصد ہوگیا ہے۔"

"اوہ۔ گریچر۔ ہم پہاڑوں کے رہنے والے صرف اپنے بازوؤں پر بھروسہ کرتے ہیں۔ جس دن ہم اپنے دشمن کو دوسروں کے سپرد کرنے لگے اس دن سے ہم ناکارہ ہو جائیں گے اور ہمارے دشمن آسانی سے ہماری گردن کاٹ لیں گے۔ اس بارے میں نہ سوچا کرو۔" شیران نے کہا اور گریچر خاموش ہوگیا۔

دوسرے دن شیران ایک خوبصورت کار سے کر نکل کھڑا ہوا۔ ریکسن ہل کی طرف جانے کا بھی ارادہ تھا۔ ایک ٹریفک سگنل پر اُس نے کار روکی تو اس کی نگاہ مخالف سمت کی سڑک پر کھڑی سرخ رنگ کی ایک کار پر پڑی اور دوسرے لمحے وہ بُری طرح چونک پڑا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک لڑکی موجود تھی اور یہ لڑکی۔ شیران کے حافظے نے اسے کبھی دھوکا نہیں دیا تھا۔ یہ وہی لڑکی تھی جو ٹاؤنی کو ملی تھی اور جس پر شیران کو شبہ تھا کہ اسی نے کار میں بم رکھا تھا۔ اسکی کھوپڑی گھوم گئی۔ سو فیصدی اس لڑکی کا تعلق اس کے دشمنوں سے ہوگا اور اگر یہ اس وقت نکل گئی تو...

اسی وقت سگنل کھل گیا۔ شیران نے وحشیانہ انداز میں گاڑی آگے بڑھائی اور اسے غلط سمت موڑ کر فٹ پاتھ پر چڑھا دیا۔ بے شمار گاڑیوں کے بریک چرچرائے اور کئی گاڑیاں ایک دوسرے سے ٹکرائیں لیکن شیران نتائج سے بے پروا دوسری سڑک پر آگیا اور اس نے سرخ کار کے پیچھے اپنی کار دوڑا دی۔ سگنل کے دوسری سمت کھڑے ہوئے ٹریفک سارجنٹوں نے اپنی موٹر سائیکلیں اسٹارٹ کیں اور سائرن کھول کر اس وحشی ڈرائیور کے پیچھے چل پڑے جس نے بے شمار گاڑیوں کا نقصان کر دیا تھا۔

پولیس کی گاڑیوں کے سائرن بج رہے تھے لیکن شیران پر جنون سوار تھا۔ سرخ کار کی رفتار بھی طوفانی تھی اور ابھی تک ان دونوں کے درمیان فاصلہ کم نہیں ہُوا تھا۔ پولیس کی گاڑیاں کافی پیچھے رہ گئی تھیں۔ راستے میں کئی خوفناک حادثے ہوتے ہوتے بچے لیکن جلد ہی دونوں کاریں شہر سے باہر جانے والی سڑک پر نکل آئیں۔ شہر سے تقریباً پانچ چھ میل دور نکل آنے کے بعد اچانک سرخ کار کی رفتار سست ہوگئی اور وہ جھٹکے لینے لگی۔ لڑکی نے اُسے سڑک کے کنارے روک لیا۔

پلک جھپکتے ہی شیران کی کار اس کے برابر پہنچ گئی۔ لڑکی بار بار سیلف لگا رہی تھی۔ "ہیلو!" شیران نے نرم اور خوشگوار لہجے میں کہا۔ "پٹرول ختم ہوگیا ہے۔ ورنہ شاید تم مجھ سے ریس نہ لگا سکتے۔" لڑکی دانت نکوس کر بولی۔

"فکر مت کرو، جانِ من! میں پھر تمھیں موقع دوں گا۔ اب گاڑی سے اُتر آؤ۔"

"مذاق اُڑا رہے ہو میرا؟ میں تین بار گرانڈ ریس میں اوّل آچکی ہوں۔" لڑکی بُرا مان کر بولی۔

"مجھے یقین ہے۔ تم نیچے اُترو گی یا...؟"

"کیا مطلب؟" لڑکی چونک پڑی۔ "تم مجھ سے ایسے تحکمانہ لہجے میں کیوں گفتگو کر رہے ہو؟"

"اس لیے کہ تمھاری کار کا پٹرول ختم ہوگیا ہے۔ اور..." شیران ابھی اتنا ہی کہہ پایا تھا کہ عقب سے دو موٹر سائیکلیں سر پر پہنچ گئیں۔ سارجنٹوں نے اپنی موٹر سائیکلیں، دونوں کاروں کے آگے کھڑی کر دی تھیں... پھر وہ پھرتی سے نیچے اُتر آئے۔

"براہِ کرم نیچے آجایئے۔" ان میں سے ایک نے کہا۔

شیران کڑی نگاہوں سے اپنے قریب کھڑے پولیس افسر کو گھورنے لگا۔ "کیا تکلیف ہے تمھیں؟" اس نے کرخت لہجے میں پوچھا۔ لڑکی دروازہ کھول کر کار سے اُتر آئی تھی۔

"تم، سگنل توڑ کر آئے ہو اور تمھاری اس غیر قانونی حرکت سے بہت سی گاڑیوں کو نقصان پہنچا ہے۔ تمھارا صرف چالان ہی نہیں ہوگا بلکہ تمھیں، پولیس ہیڈ کوارٹر بھی چلنا ہوگا۔" دوسرے سارجنٹ نے کہا۔

"اوہ، آفیسر... غلطی میری نہیں ہے۔ میں نے ان سے خوف زدہ ہوکر رفتار تیز کردی تھی۔" لڑکی نے صفائی پیش کرتے ہوئے کہا۔

"یہ سب کچھ آپ پولیس ہیڈ کوارٹر چل کر بتایئے گا اور مسٹر، آپ ابھی تک گاڑی سے نیچے نہیں اُترے۔" ٹریفک سارجنٹ نے پستول نکالتے ہوئے کہا۔

"نیچے اُترنا ضروری ہے، سارجنٹ؟ اچھا، تمھاری مرضی۔" شیران نے عقب نما آئینے میں دیکھتے ہوئے کہا۔ سڑک سنسان تھی۔ اس نے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھا۔ سارجنٹ دروازے کی پہنچ سے دور تھا لیکن نیچے اُترتے ہی شیران کی ایک ٹانگ گھوم گئی اور دوسرے ہی لمحے سارجنٹ زمین پر تھا۔ دوسرے سارجنٹ نے پستول نکالنے کی کوشش کی تو شیران اُچھل کر اُس پر جا پڑا۔

سارجنٹ کے عقب میں پہنچ کر اُس نے، اس کے دونوں ہاتھ پشت پر جکڑ لیے اور اُنھیں بل دے کر زوردار جھٹکا دیا۔ سارجنٹ کے حلق سے دل خراش چیخ نکل گئی۔ اُس کے کندھوں کی ہڈیاں تڑاخ سے ٹوٹ گئی تھیں۔ شیران نے اُس کی کمر پر لات رسید کی اور وہ اُچھل کر دوسرے سارجنٹ پر گرا جس کے ہاتھ میں پستول تھا۔ پستول اُس کے ہاتھ سے اُچھل کر لڑکی کی طرف گیا اور لڑکی نے بڑی خوبصورتی سے اُسے کیچ کر لیا۔

شیران نے اُسے نظر انداز کرکے سارجنٹوں کی طرف دیکھا اور اُن کے سر پر پہنچ گیا۔ اُس نے دوسرے سارجنٹ کے سر میں ٹھوکر ماری اور وہ بلبلا کر چیخ پڑا۔ دوسرا سارجنٹ، کندھوں کی ہڈیاں ٹوٹ جانے کے باعث ماہیٔ بے آب کی طرح پڑا تڑپ رہا تھا۔ شیران نے اُس کے سر پر بھی ایک ٹھوکر رسید کردی اور وہ ساکت ہوگیا۔

اس کے بعد شیران لڑکی کی طرف مڑا۔ لڑکی کی آنکھوں میں دلچسپی کی چمک تھی اور اس کا پستول والا ہاتھ جھکا ہُوا تھا۔

"کوئی تُک تھی، ہمارے تعاقب میں آنے کی۔ ہم نے کوئی ایکسیڈنٹ

تو نہیں کیا تھا۔" وہ سڑک کی دونوں سمتوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔

شیران مُسکرانے لگا۔ "ہاں، بے وقوف تھے، دونوں۔ آؤ، تم میری گاڑی میں بیٹھ جاؤ۔"

لڑکی نے ایک بار پھر پریشان سی نگاہوں سے شیران کو دیکھا لیکن اُس کی نظروں سے نظریں ملتے ہی وہ خود پر جبر کرکے مُسکرا دی۔ "تم میرا پیچھا کیوں کر رہے تھے؟" اُس نے لگاوٹ آمیز انداز میں پوچھا۔

"اوہ، ہنی! یہ بھی بتا دوں گا مگر تم دیر کیوں لگا رہی ہو؟" شیران نے مکاری سے کہا۔

"مگر میری کار... اس کا کیا ہوگا؟ یہ دونوں جب ہوش میں آئیں گے تو میری کار کے ذریعے میرے بارے میں معلوم کرلیں گے۔"

"ہوں، یہ بات تو ٹھیک ہے... اچھا ٹھہرو! میں اس کا بندوبست کیے دیتا ہوں۔" شیران نے کہا اور پھر وہ کار کے قریب پہنچ گیا۔ اُس نے کھڑکی میں ہاتھ ڈال کر، اس کا ہینڈ بریک نیچے گرا دیا۔ اس کی نگاہیں، سڑک کے دوسری جانب، اُس نشیب کی طرف اُٹھی ہُوئی تھیں جو کافی گہرا تھا۔ دوسرے لمحے اُس نے کار کا اسٹیئرنگ کاٹا اور اُسے نشیب کی طرف دھکیلنے لگا۔ لڑکی فوری طور پر تو نہیں سمجھ سکی لیکن جب کار کے اگلے پہیے، نشیب میں اُترے اور شیران نے دھکا دے کر اُسے نشیب میں لڑھکا دیا تو وہ چیخ پڑی۔

"ارے... ارے... یہ کیا، کیا تم نے؟ میری کار..." وہ سڑک کے کنارے کی طرف دوڑی، جہاں کار لڑھکتی ہُوئی جا رہی تھی۔ راستے ہی میں اُس کی پٹرول کی ٹنکی پھٹ گئی اور جب وہ نیچے جا کر رُکی تو اس میں آگ لگ چکی تھی۔ شیران، سڑک کے کنارے کھڑا ہاتھ جھاڑ رہا تھا۔ لڑکی مصنوعی انداز میں رونے کی کوشش کر رہی تھی۔

"تم نے میری کار تباہ کردی۔"

"اس سے تو بہتر کیا، ہنی... کہ وہ، پولیس کی تحویل میں پہنچ جاتی اور پولیس تمھیں پریشان کرتی۔ اب اس کی نمبر پلیٹ بھی جل جائے گی اور پولیس کو پتہ نہیں چل سکے گا کہ وہ کس کی کار تھی۔"

"اوہ... مگر تم نے میری اتنی اچھی کار تباہ کردی۔"

"کمال ہے،... میں نے تمھیں اس مصیبت سے نجات دلائی لیکن تم ناراضگی کا اظہار کر رہی ہو۔ چلو، میرے ساتھ آؤ۔" شیران نے اس کا بازو پکڑا اور اُسے اپنی کار کی طرف گھسیٹنے لگا۔ کار کے قریب پہنچ کر لڑکی اُس سے چیخ کر بولی۔

"تم نے مجھے تباہ کر دیا۔ اب میں نئی کار کہاں سے خریدوں گی؟"

"ابھی کہاں، ڈارلنگ... ابھی تو میں تمھیں تباہ کروں گا۔" شیران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ہے تمھارا؟"

"کچھ نہیں... تم بلاوجہ دیر لگا رہی ہو۔ کسی طرف سے کوئی گاڑی آگئی تو ہم ایک بار پھر مشکلات کا شکار ہو جائیں گے۔"

"مگر ان دونوں کو کیا ہماری گاڑیوں کے نمبر بھی یاد نہ ہوں گے؟"

"ہوں... یہ بات بھی قابلِ غور ہے... چلو، یہ مسئلہ بھی حل کیے دیتا ہوں۔" شیران نے پستول نکال کر، ایک سارجنٹ کی پیشانی کا نشانہ لیتے ہوئے کہا... پھر ایک ایک گولی، دونوں کی پیشانیوں میں اُتار دی... اور لڑکی کی آنکھیں خوف و دہشت سے پھٹ گئیں۔ ایسی درندگی اور وحشت، اس سے قبل، اُس نے نہیں دیکھی تھی۔ شیران نے اس کا بازو پکڑ کر اپنی کار کی طرف گھسیٹا۔

وہ خاموشی سے کار میں بیٹھ گئی اور بار بار اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگی۔ شیران نے کار اسٹارٹ کرکے آگے بڑھا دی۔ اُس کی آنکھوں میں سکون کے آثار تھے لیکن وہ لڑکی پر پوری طرح نگاہ رکھے ہوئے تھا... ممکن ہے، یہ شیطان کی خالہ جس نے اُس کی کار میں بم رکھا تھا، کوئی اور ایسی حرکت کر گزرے جس سے شیران کو نقصان پہنچے۔

"ہاں، اب بتاؤ۔ کہاں چلیں؟"

"تم... میں کیا بتاؤں؟" لڑکی ہکلائی۔

"میرا مطلب ہے کہ کوئی ایسا پُر سکون گوشہ، جہاں بیٹھ کر ہم پیار بھری باتیں کریں... میں کچھ وقت تمھارے ساتھ گزاروں... اور تباہ کروں۔" شیران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا اور لڑکی کے جسم میں سرد سی لہریں... دوڑنے لگیں۔

اُسے خود کو اس شخص سے مقابلہ کرنے کے لیے تیار کرنا تھا۔ عام حالات میں وہ کسی سے خوف زدہ ہونے والوں میں سے نہیں تھی لیکن اُس کی آنکھیں جس درندگی کا مظاہرہ دیکھ چکی تھیں، وہ اس کے لیے بالکل غیر متوقع تھا۔ تاہم اُس نے خود کو سنبھالنے کی انتہائی کوشش کی... اور کسی قدر پُر سکون لہجے میں بولی۔

"کیا تم مجھے، کال گرل یا ایسی ہی کوئی لڑکی سمجھ رہے ہو؟"

"نہیں، ڈیئر... تمھیں، میری شکل یاد نہیں رہی، شاید... غور کرو، ہماری ملاقات پہلے بھی کہیں ہو چکی ہے۔"

"کہاں...؟" لڑکی نے پُرخیال انداز میں پوچھا۔

"ممکن ہے، تمھیں وہ ملاقات یاد نہ ہو لیکن مجھے یاد ہے بہر طور چھوڑو، پُرانی باتیں یاد کرنے سے کیا فائدہ؟ نیا وقت، نیا کھیل۔" شیران نے کہا۔

"م... مجھے، تم سے خوف محسوس ہو رہا ہے۔ مجھے کہیں اُتار دو۔"

"اوہ... نہیں، ڈارلنگ! میں، تمھیں دل میں اُتار چکا ہوں... اب کہیں اور اُتارنے کی کیا ضرورت ہے۔"

لڑکی چند لمحے اس کی طرف دیکھتی رہی پھر پھیکی سی مُسکراہٹ سے بولی۔ "باتیں خُوب بنالیتے ہو... لیکن تم نے کتنی آسانی سے دُو آدمیوں کا خُون کردیا اور میری کار تباہ کردی۔ کیا مجھے تم سے خوف زدہ نہیں ہونا چاہیے؟"

"ضرور ہونا چاہیے... ممکن ہے آنے والا وقت، تمھارے دل سے میرا خوف دُور کردے۔"

"اچھا... اب یہ بتاؤ، کہاں جارہے ہو؟"

"کوئی خاص جگہ ذہن میں نہیں ہے۔ بس تمھیں دیکھا... تو بے اختیار ہوگیا۔ میرا خیال ہے کہ ہم اگلے چوراہے سے گھُوم کر بائیں سمت نکل چلیں۔"

"نہیں، دائیں سمت چلو۔ ہم، ہائیڈل گلیمر چلیں گے۔ وہاں میری ایک دوست کا واٹر ہاؤس ہے۔ بس وہیں تھوڑی دیر بیٹھ کر باتیں کریں گے۔ اس کے بعد تم، مجھے چھوڑ دینا۔"

"ہائیڈل گلیمر... ویری گڈ... اور تمھاری دوست کا وہاں واٹر ہاؤس بھی ہے، یہ اور بھی اچھی بات ہے۔ چلو، وہیں چلتے ہیں۔"

اگلے چوراہے پر پہنچ کر شیران نے کار کا رُخ، گلیمر کی جانب موڑ دیا۔ اُسے اس بات کی پروا نہیں تھی کہ لڑکی، اُسے اپنے پسندیدہ مقام پر لے جارہی ہے۔ ممکن ہے، وہاں اُس کے مددگار موجود ہوں... لیکن شیران، اُسے دیکھ کر خود پر قابو نہیں رکھ سکا تھا۔ وہی لڑکی تھی جس نے تاؤنی کے ساتھ مل کر، اُس کی کار میں بم رکھا تھا اور اُنھیں بے وقوف بنا کر نکل گئی تھی...

اُس کے ذریعے شیران کو اپنے دُشمنوں کا پتہ چل سکتا تھا۔ اُسے اپنا محبُوب مشغلہ جاری رکھنے کے لیے، دوستوں سے زیادہ دُشمنوں کی ضرورت تھی۔ چنانچہ اب وہ لڑکی کو کسی قیمت پر نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔ ممکن ہے اس طرح اُس کی اپنے دُشمنوں سے ملاقات ہوجائے اور وہ یہ معلوم کرسکے کہ وہ لوگ کون ہیں۔

بہرطور، سفر جاری رہا۔ ہائیڈل گلیمر کا خوبصورت علاقہ جلد ہی اُن کے سامنے آگیا۔ گاڑی ایک بہت بڑی جھیل کے کنارے کنارے دوڑ رہی تھی۔ کافی دُور تک چلنے کے بعد لڑکی نے سامنے کی جانب اشارہ کرتے ہُوئے کہا۔ "وہ، پارکنگ لاٹ ہے۔ تم وہاں اپنی کار کھڑی کردو۔"

"او۔کے، ہنی!" شیران نے کہا۔

کار مقفل کرنے کے بعد، وہ قرب وجوار کے مناظر دیکھتا ہُوا، لڑکی کے ساتھ جھیل کی طرف بڑھنے لگا۔ لڑکی نے ایک چھوٹی سی ڈونگی کو اشارہ کیا اور ڈونگی، اُن کے قریب پہنچ گئی۔ دونوں اس میں سوار ہوگئے اور ڈونگی، ایک خوبصورت ہاؤس بوٹ کی جانب روانہ ہوگئی۔ قرب وجوار میں اور بھی کئی ہاؤس بوٹ موجود تھے لیکن وہ ہاؤس بوٹ، خوبصورتی میں اپنی مثال آپ تھا۔ اس پر ایک مُلازم قسم کا شخص کھڑا تھا جو سُرخ وردی میں ملبوس تھا۔

لڑکی، ہاؤس بوٹ پر پہنچ گئی۔ مُلازم نے اُسے دیکھ کر مؤدبانہ انداز میں گردن جھکالی تھی۔ شیران دلچسپ نگاہوں سے ہاؤس بوٹ کا جائزہ لے رہا تھا۔ درمیان، ایک بہت خوبصورت کیبن بنا ہُوا تھا جس کا دروازہ کھول کر، لڑکی، شیران کو اندر لے آئی۔ کیبن انتہائی نفاست سے آراستہ تھا۔ اندر سے اس کے دُو پورشن تھے۔ ایک حصّہ، ڈرائنگ رُوم کی حیثیت سے نظر آرہا تھا اور دوسرا شاید بیڈرُوم ہوگا۔ لڑکی نے اشارے سے اُسے بیٹھنے کی پیش کش کی۔

"بہت خوب..." شیران ایک صوفے پر بیٹھتا ہُوا بولا۔ "تو یہ تمھاری سہیلی کا ہاؤس بوٹ ہے؟"

"ہاں..."

"تم نے اب تک اپنا نام نہیں بتایا۔" شیران نے کہا۔

"میرا نام سڈنا ہے، سڈنا والکر۔"

"ویری گڈ... بڑی خوشی ہُوئی، ڈیئر! تم سے مِل کر۔ ویسے اس ہاؤس بوٹ میں کتنے افراد موجود ہیں؟"

"کیا مطلب...؟" لڑکی نے چونک کر پوچھا۔

"میرا مطلب ہے، اس مُلازم کے علاوہ..."

"کوئی بھی نہیں۔ میری سہیلی کبھی کبھی یہاں آتی ہے اور کبھی ہم دونوں ساتھ چلے آتے ہیں۔"

"کیا نام ہے تمھاری سہیلی کا؟"

"تم تو میرے بارے میں اس طرح پوچھ گچھ کررہے ہو، جیسے میرا پورا شجرۂ نسب جان لینے کے خواہش مند ہو۔"

"ہاں، ڈیئر! اتنی خوبصورت لڑکی کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کو جی چاہتا ہی ہے۔" شیران ایک دل آویز مُسکراہٹ سے بولا۔

سڈنا کی نگاہیں، اُس کے چہرے پر جمی ہُوئی تھیں۔ وہ خود بھی اس شخص کے بارے میں بڑے عجیب انداز میں سوچ رہی تھی... لیکن دوسرے ہی لمحے، اُس نے خود کو سنبھال لیا۔ وہ ایک مشن پر نکلی تھی، کسی محبُوب کی رفاقت میں حسین لمحات گزارنے کے لیے نہیں... اور پھر اس پَل پَل رنگ بدلنے والے شخص کو محبُوب سمجھنا بہت خطرناک تھا... وہ ہونٹوں پر مُسکراہٹ سجاتے ہُوئے بولی۔

"اینی ڈکسن ہے، اُس کا نام۔"

"خوب... بڑی خوش ذوق معلوم ہوتی ہے۔ اتنی عُمدہ ہاؤس بوٹ میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی۔"

"تم نے مجھ سے تو میرے بارے میں پوچھ لیا۔ اپنے بارے میں کچھ نہیں بتاؤگے؟" سڈنا نے ایک ادا سے کہا۔

"تم جانتی ہو... اچھی طرح جانتی ہو۔" شیران نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔

"کیا مطلب...؟ میں سمجھی نہیں۔" سڈنا کسی قدر بوکھلا کر بولی اور شیران ہنس پڑا۔

"کیا تم یہ نہیں جانتیں کہ میں مرد ہوں اور تمھیں پسند کرتا ہُوں؛ کیا اس سے زیادہ جاننا ضروری ہے؟"

"ٹھیک ہے... لیکن تم نے یہ فیصلہ کیسے کرلیا کہ میں بھی تم سے متاثر ہوجاؤں گی؟"

"فیصلہ..." شیران ایک گہری سانس لے کر بولا۔ "بس کچھ فیصلے میں از خود کرلیتا ہُوں اور یہ نہیں سوچتا کہ دوسرے اسے قبول کریں گے یا نہیں..."

"یہ تو ہٹ دھرمی ہُوئی۔" سڈنا نے مُسکراتے ہُوئے کہا۔

"ممکن ہے ہو۔" شیران نے لاپروائی سے کندھے اُچکائے۔ "کیا تم، مجھے کافی نہیں پلاؤگی؟"

"کیوں نہیں۔ میں خود بنا کر لاتی ہُوں۔" سڈنا اُٹھ کھڑی ہُوئی اور شیران نے مُسکراتے ہُوئے صوفے کی پشت گاہ سے ٹیک لگالی۔

ایڈنا ڈپل کی اس ہاؤس بوٹ کے بارے میں وہ سب کچھ جانتی تھی، اُسے علم تھا کہ ہاؤس بوٹ کے ایک گوشے میں ایک ایسا ٹرانسمیٹر نصب ہے جس سے ایڈنا ڈپل سے بات کی جاسکتی ہے۔ ایک لمحے کے لیے اُس نے سوچا کہ ایڈنا ڈپل کو اس صورتِ حال سے آگاہ کردے لیکن پھر اُس نے خود ہی اپنا ارادہ ملتوی کردیا۔

ایڈنا نے اُسے پورا پروگرام بتادیا تھا اور اسی پروگرام کے مطابق عمل ہورہا تھا۔ درمیان جو واقعات پیش آئے، اُن سے ایڈنا یقیناً لاعلم نہیں ہوگی اور اس پروگرام میں کوئی تبدیلی، اس کے لیے سُود مند نہیں تھی۔ چنانچہ اُس نے ایڈنا کو تفصیل بتانے کا ارادہ ملتوی کردیا۔

سڈنا نے عُمدہ قسم کی کافی بنائی۔ اُس کے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا کہ شیران کی آنکھیں، اُس کی ایک ایک حرکت کا جائزہ لے رہی ہیں۔ اُس نے کافی کے برتن، ٹرے میں سجائے اور ٹرے اُٹھائے شیران کے پاس پہنچ گئی۔

اُس نے کافی بنا کر ایک پیالی، شیران کے آگے رکھی اور دوسری خود لے کر اُس کے سامنے بیٹھ گئی۔ شیران نے بے تکلفی سے کافی کے دو تین گھونٹ لیے اور پھر اُسی انداز میں پُشت گاہ سے ٹک گیا۔

"ویسے، تم عجیب لڑکی ہو، سڈنا!"

"کیوں...؟"

"تم مجھے بڑی آسانی سے یہاں لے آئیں۔ جبکہ یہ کام کسی عام لڑکی کے بس کا نہیں تھا۔"

"شاید میں پاگل ہوتی جارہی ہُوں۔ بعض اوقات ایسی حرکتیں کر بیٹھتی ہُوں جن کا میرے ذہن سے کوئی تعلق نہیں ہوتا... ممکن ہے، میں تم سے مرعوب ہوگئی ہُوں۔"

"ممکن نہیں، یقیناً یہی بات ہے۔" شیران نے کہا اور ہنس پڑا... سڈنا کے ہاتھ میں کافی کی پیالی لرز گئی۔ شیران کی ہنسی میں بھیڑیے جیسی... غراہٹ تھی۔

بہرطور، اُس نے خود کو سنبھال لیا... اُسے خاموشی سے اُس وقت تک انتظار کرنا تھا، جب تک اُسے، ایڈنا کی طرف سے دوسری ہدایت نہ ملے۔

کافی ختم کرنے کے بعد شیران نے پوچھا۔ "تمھارے اپنے مشاغل کیا ہیں، سڈنا؟"

"کچھ نہیں۔ بس آزاد فطرت ہُوں۔ میرے والد یہاں چھوٹا موٹا کاروبار کرتے ہیں۔ والدہ مرچکی ہیں۔ والد اکثر کاروبار کے سلسلے میں قرب وجوار کے ممالک میں جاتے رہتے ہیں۔ آج کل وہ، ہانگ کانگ میں ہیں اور میں آزاد ہُوں۔ آوارہ گردی کے لیے نکلی تھی کہ اس جنجال میں پھنس گئی... تم نے میری کار تباہ کردی، اس کا مجھے بہت دُکھ ہے۔"

"اس دُکھ کا اظہار تمھارے چہرے سے تو نہیں ہورہا۔" شیران نے ہنستے ہُوئے کہا۔

"بس، میں نے کہا نا... کہ تم سے متاثر ہوگئی ہُوں، یا شاید بوکھلا بھی گئی ہُوں۔ حالانکہ مجھے اس کا جواب دینا مشکل ہوجائے گا... اور پھر یہ بھی خطرہ ہے کہ اُن دو پولیس والوں کی موت، کہیں میرے گلے کا پھندا نہ بن جائے۔"

"تمھیں پھندوں سے بہت ڈر لگتا ہے، سڈنا! لیکن میں بھی تو تمھارے گلے کا پھندا بن گیا ہُوں۔"

"مذاق مت کرو۔ میں واقعی پریشان ہُوں۔ میرا شدید نقصان ہُوا ہے۔ اس کے علاوہ تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ میری کار کی نمبر پلیٹ بھی جل گئی۔ تمھارا تو وہاں کوئی نشان نہیں ہے لیکن میری تباہ شدہ کار، اُن کی دلچسپی کا باعث بن جائے گی۔ مجھے بتاؤ میں اس مصیبت سے کیسے نجات حاصل کرسکتی ہُوں؟"

"میرا وعدہ ہے، ہنی! کہ تمھیں اس جنجال میں نہیں پھنسنے دوں گا۔ یہ ایک قبائلی کا وعدہ ہے۔"

"قبائلی کا...؟" سڈنا نے بھویں اُٹھا کر پوچھا۔

"ہاں، ہم پہاڑوں کے رہنے والے، اپنے وعدے کے بہت پابند ہوتے ہیں، جو کہتے ہیں، اُسے ہر حال میں پُورا کرتے ہیں۔"

"اوہ... تو تم پہاڑی باشندے ہو... تبھی مجھے تمھارے خدوخال

اور قدوقامت سے یہ شبہہ گزرا تھا. تم یورپین نہیں لگتے لیکن تمھارا رنگ و روپ اور جسامت میرے لیے تعجب خیز تھی۔"

"یقیناً... تو یہ چٹانوں میں رہنے والے کا وعدہ ہے کہ وہ، تمھیں کسی مصیبت میں نہیں پھنسنے دے گا۔" شیران نے نرم لہجے میں کہا... اور سڈنا مُسکرا دی۔

"مجھے تمھاری شخصیت بہت پسند ہے۔" سڈنا ایک گہری سانس لے کر بولی... پھر وہ، بنکاک کے ماحول اور موسم کے بارے میں گفتگو کرنے لگے. شیران، اُسے پہاڑوں میں رہنے والوں کی داستانیں سُناتا رہا۔ •

سڈنا اب بہت مطمئن نظر آرہی تھی. شیران کے کسی بھی انداز سے جارحیت کا احساس نہیں ہوسکا تھا... لیکن اس کی سمجھ میں یہ بات نہیں آرہی تھی کہ اس کے اپنوں نے اُس کے لیے کیا کیا ہے اور اُسے کتنا وقت شیران کے ساتھ گزارنا ہوگا... ویسے اُسے یہ بھی اطمینان تھا کہ ایڈنا، اُس کی طرف سے غافل نہیں ہوگی.

رات کا کھانا، اُس نے ہاؤس بوٹ ہی میں تیار کیا. شیران بار بار اس بات پر حیرت کا اظہار کر رہا تھا کہ اُس کی دوست اینی ڈکسن کتنی باذوق اور شاندار شخصیت کی مالک ہے. اُس نے یہ بھی کہا کہ اینی ڈکسن کی نگاہوں میں سڈنا کی بڑی وقعت ہے. کیونکہ اس ہاؤس بوٹ پر اُسے وہی اختیارات حاصل ہیں جو شاید اینی ڈکسن کو ہوں گے.

سڈنا، ان تمام باتوں کے جواب میں صرف مُسکرا کر رہ جاتی تھی... پھر جس وقت وہ کچن میں رات کا کھانا تیار کر رہی تھی، شیران پوری ہاؤس بوٹ کا چکر لگا آیا تھا. اُس نے اطراف میں کھڑی ہوئی کشتیاں بھی دیکھی تھیں، جن میں سے کچھ روشن تھیں اور کچھ تاریک نظر آرہی تھیں. وہ کشتیاں، ہاؤس بوٹ سے کچھ زیادہ فاصلے پر نہیں تھیں، تیر کر بہ آسانی اُن تک پہنچا جاسکتا تھا. یہاں کا ماحول دیکھ کر، شیران کے ذہن میں ایک منصوبہ پرورش پا رہا تھا.

رات کے کھانے سے فارغ ہونے کے بعد سڈنا نے کہا. "اب کیا ارادہ ہے، چلو گے نہیں، یہاں سے؟ ہمیں واپسی کے لیے کوئی ڈونگی بھی نہیں مل سکے گی۔"

"ڈونگی حاصل کرنے کا طریقہ کیا ہے، ڈیئر سڈنا؟" شیران نے پوچھا.

"کچھ نہیں، کنارے پر ڈونگیاں موجود ہوتی ہیں. تم، انھیں بلانے کے لیے ٹارچ سے اشارہ کر سکتے ہو... لیکن ساڑھے گیارہ بجے کے بعد... یہ ڈونگیوں والے اپنا کاروبار ختم کر کے چلے جاتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے، ڈارلنگ، تمھارے ڈیڈی بنکاک میں موجود نہیں ہیں، پھر تمھیں کیا پریشانی ہے. ہم اب صبح ہی یہاں سے چلیں گے۔"

"اوہ... تم بہت شریر ہو. تم نے میرے ساتھ کوئی بہتر سلوک تو نہیں کیا لیکن اس کے باوجود، میں، تم سے متاثر ہوں۔" اس پہاڑی شخص سے درحقیقت وہ بے حد متاثر ہو گئی تھی. ایسی عجیب و غریب اور پُرسحر شخصیت کا مالک، اُس کی زندگی میں پہلے کبھی نہیں آیا تھا... لیکن کسی بھی وقت شیران کی زندگی کا خاتمہ ہو سکتا تھا کیونکہ ایڈنا ڈپل اُس کی دشمن تھی.

"کیا سوچنے لگیں، سڈنا؟" شیران نے پوچھا تو وہ چونک پڑی.

"کک... کچھ نہیں..."

"میں جانتا ہوں، تم کیا سوچ رہی ہو۔"

"بھلا کیا سوچ رہی ہوں، بتاؤ؟"

"یقیناً اُس شخصیت کے بارے میں، جو میری زندگی کی خواہاں ہے اور جس نے تمھیں میرے پیچھے لگایا ہے. وہ شخصیت مجھے قتل کرنا چاہتی ہے۔" شیران نے اطمینان سے کہا تو سڈنا بُری طرح چونک پڑی.

"کک... کیا مطلب...؟" سڈنا کا جسم کپکپا سا گیا اور اُس کے ہونٹ لرز کر رہ گئے.

"سڈنا ڈارلنگ، میں نے تم سے کہا تھا نا... کہ ہماری یہ ملاقات پہلی نہیں ہے. تم نے اس سے لاعلمی کا اظہار کیا تھا لیکن ظاہر ہے کہ میں تمھاری یہ بات تسلیم نہیں کرسکتا تھا۔"

"نہ جانے، کیا کہہ رہے ہو تم... میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آیا۔"

"لیکن تمھاری آنکھیں چغلی کھا رہی ہیں، حسین لڑکی! تم سب کچھ سمجھتی ہو۔" شیران نے سرد لہجے میں کہا.

سڈنا کے جسم میں خوف کی لہریں دوڑنے لگیں. بہ مشکل تمام اُس نے خود پر قابو پایا.

"ہاں تو، کیا تم اس سے انکار کرو گی کہ تم نے میری کار میں بم رکھا تھا. جب میری کار خراب ہو گئی تھی اور میرا احمق ساتھی تاؤنی، تمھاری کار میں بیٹھ کر مکینک کو لینے گیا تھا۔"

"اوہو... تم غالباً... اوہ، درحقیقت مجھے یاد نہیں تھا... لیکن اب مجھے، تمھارا چہرہ یاد آگیا ہے... کمال ہے، کیا سمجھ رہے ہو، تم؟ اور یہ بم والی کیا بات ہے؟" سڈنا نے اداکاری کرتے ہوئے کہا. حالانکہ اُس کا چہرہ پھیکا پڑ گیا تھا.

شیران بدستور، عجیب سی نگاہوں سے اُسے دیکھتا رہا پھر بولا.

"اچھا، چلو چھوڑو... اب یہ بتاؤ کہ وہ کون لوگ ہیں اور کیوں میرے دشمن بن گئے ہیں؟"

"کن کی بات کر رہے ہو؟"

"دیکھو، ڈیئر... اس قدر معصوم بننے کی کوشش مت کرو... مجھے، وہ لوگ سخت ناپسند ہوتے ہیں جو مجھ سے جھوٹ بولنے کی کوشش کرتے ہیں۔"

"شیران... میرے بارے میں نہ جانے تم کیا سوچ رہے ہو؟"

"وہی جو حقیقت ہے. اگر تم مجھے یہ بتا دو کہ کون لوگ میرے دشمن ہیں اور کیوں میرے پیچھے پڑے ہیں، تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمھیں جھیل کے کنارے چھوڑ دوں گا اور اس کے بعد ہمیشہ کے لیے بھول جاؤں گا. کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تم براہِ راست میری دشمن نہیں ہو... اور اگر ہو تو اس کی وجہ بتاؤ۔"

"میں ان باتوں کی متحمل نہیں ہوسکتی، شیران!" سڈنا نے کہا اور اُٹھ گئی.

شیران مُسکراتی ہوئی نظروں سے اُسے دیکھ رہا تھا. "ڈیئر سڈنا! میری فطرت میں بے شمار خرابیاں ہیں اور ان میں سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ میں کسی بھی اُلجھن کو زیادہ عرصے تک اپنے ذہن پر مسلط نہیں رکھتا. میں جانتا ہوں کہ تم کسی اتفاقیہ حادثے کے تحت، میرے قریب نہیں آئی ہو، ہم پہلے بھی مل چکے ہیں اور میں، تمھارا حسن و جمال دیکھ کر تمھارے پیچھے نہیں لپکا تھا بلکہ میں نے تمھیں پہچان لیا تھا کہ تمہی نے میری کار میں بم رکھا تھا. بہرحال، میں آخری بار کہہ رہا ہوں، سڈنا! کہ میرے دشمنوں کے متعلق بتا دو. میں، اُنھیں تمھارا دشمن بھی کہہ سکتا ہوں. اس لیے کہ اُنھوں نے تمھیں چارہ بنا کر میرے آگے ڈالا ہے. ممکن ہے، اطراف میں تمھارے محافظ، تمھارے لیے خون کی ندیاں بہانے کو تیار ہوں... لیکن میرا نام شیران ہے. میں بہرطور، اُن کے جال سے نکل جاؤں گا... لیکن تم... تم زندگی کھو بیٹھو گی، سُنا تم نے؟" شیران کا لہجہ ایک دم بدل گیا.

سڈنا اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گئی... پھر اٹک اٹک کر بولی. "سنو تو سہی... یقین کرو... میں تمھارے کسی دشمن کو نہیں جانتی۔"

شیران اُٹھ کھڑا ہوا اور، اُس کی نگاہوں میں نگاہیں گاڑے قدم، قدم اُس کی طرف بڑھنے لگا.

"رُک جاؤ... رُک جاؤ... شیران! یقین کرو... مم... مجھے..."

سڈنا نے خوف زدہ نگاہوں سے دروازے کی طرف دیکھا. ابھی تک دور دور کسی کا پتہ نہیں تھا... اُسے اُمید نہیں تھی کہ شیران کوئی انتہائی قدم اُٹھا بیٹھے گا. وہ تو یہ سمجھتی رہی تھی کہ شیران، اُس کے حسن کے جال میں پھنس گیا ہے... شاید ایڈنا ڈپل بھی شیران کی شخصیت سے پوری طرح واقف نہیں تھی.

شیران، اُس کے قریب پہنچ کر رُک گیا. "مجھے یہی اُمید تھی۔" اس کی آواز میں بھیڑیے جیسی غراہٹ تھی. "میرے دشمن تو میرے سامنے آجائیں گے اور میں اُن سے نمٹ لوں گا لیکن اب تمھاری زندگی ممکن نہیں رہی۔" اس کے ہاتھ، سڈنا کے حلقوم پر آجمے. اُس نے مخصوص انداز میں، انگوٹھے سے نرخرے پر دباؤ ڈالا اور سڈنا کی آنکھیں اُبل پڑیں...

اُس نے ہاتھ پاؤں مارنے شروع کر دیے لیکن شیران کی گرفت اتنی کمزور نہیں تھی. انگوٹھے کا دباؤ اتنا خوفناک تھا کہ لمحے بھر میں سڈنا کی زبان باہر نکل آئی... اور پھر وہ اُس وقت تک، شیران کی گرفت میں تڑپتی رہی جب تک اُس کے جسم میں جان باقی رہی. چند لمحوں بعد، شیران نے اُس کے مُردہ جسم کو فرش پر پھینک دیا اور اس طرح ہاتھ جھاڑنے لگا جیسے کسی... اُڑتے مچھر کو مارا ہو. اس کے بعد اُس نے اِدھر اُدھر دیکھا. اب وہ بے حد چوکنا اور محتاط نظر آرہا تھا. اُس نے بڑھ کر ہاؤس بوٹ کا دروازہ کھولا اور باہر نکل آیا. سڈنا کے مددگار ابھی تک نہیں پہنچے تھے. چاروں طرف خاموشی پھیلی ہوئی تھی.

دور کونے میں ملازم، گھٹنوں میں سر دیے بیٹھا سو رہا تھا. وہ واپس آیا اور کیبن کی ہر چیز کا بغور جائزہ لینے لگا... پھر اُس نے میز پر پڑا ہوا، سڈنا کا پرس اُٹھا لیا اور اُس کی تلاشی لینے لگا. اس میں سے... میک اَپ کا سامان، کچھ کرنسی اور چند کاغذات برآمد ہوئے. وہ، ان کاغذات کو دیکھنے لگا.

جیولری کی ایک رسید، حساب کا ایک پرچہ اور ایک چٹ تھی جس پر کرینی کریک کا پتہ لکھا ہوا تھا اور سڈنا کو ہدایت کی گئی تھی کہ وہ پانچ بجے شام، کرینی کریک کی ایک عمارت گرین وڈ میں پہنچ جائے... تاریخ دو، دن پہلے کی تھی. شیران کو یہ کاغذ دلچسپ معلوم ہوا. اس نے وہ کاغذ جیب میں رکھ کر، باقی تمام چیزیں پرس میں واپس ڈال دیں.

اب اُسے یہاں سے نکلنا تھا. سڈنا کے بیان کے مطابق، اس وقت کنارے پر پہنچنے کے لیے ڈونگی ملنا مشکل تھی. چنانچہ اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ تیرتا ہوا، کنارے تک پہنچے. اُس نے اطراف میں نگاہ دوڑائی. اُسے ایک میز پر پلاسٹک کور، پڑا ہوا نظر آگیا.

اُس نے اپنا لباس اُتار کر پلاسٹک کور میں اچھی طرح لپیٹ لیا. جوتے بھی اُسی میں رکھ لیے... پھر اُس نے بنڈل کو پشت پر باندھا اور... روانگی کے لیے تیار ہو گیا. کیبن سے نکل کر وہ اُس طرف بڑھا جہاں ملازم بیٹھا اُونگھ رہا تھا. اُس نے اُونگھتے ہوئے ملازم کے بال پکڑے اور اُس کی گردن کی پشت پر ایک کھڑا ہاتھ رسید کر دیا. ملازم کے حلق سے بکرے جیسی آواز نکلی اور اُس کے ہاتھ خلا میں جھول گئے. وہ بے ہوش ہو گیا تھا.

شیران بوٹ کے عقبی حصے میں پہنچا اور اِدھر اُدھر دیکھ کر خاموشی سے پانی میں اُتر گیا. اس کا رُخ، ڈونگیوں والے حصے کی طرف نہیں تھا... بلکہ وہ بائیں سمت تیر رہا تھا. راستے میں کئی ہاؤس بوٹس کے قریب سے وہ گزرا لیکن وہ سب تاریک تھیں. تھوڑی دیر بعد وہ ساحل پر پہنچ کر لباس پہن رہا تھا.

ننھا سا خوب صورت کتا، اُس کے قدموں میں لوٹ رہا تھا اور وہ آنکھیں بند کیے، گہری سوچ میں گم تھی۔ اُس کی اُنگلیوں میں ایک موٹا سا سگار دبا ہُوا تھا جس کی راکھ نیچے فرش پر گر رہی تھی۔ ایک شخص بوکھلایا ہُوا کمرے میں داخل ہُوا۔ آہٹ سن کر اُس نے آنکھیں کھول دیں۔ اُس کی بڑی بڑی حسین آنکھوں میں عجیب سا تاثر تھا۔ آنے والے کو اُس نے گہری نگاہوں سے دیکھا اور اُس کے چہرے پر بوکھلاہٹ محسوس کرکے سنبھل گئی۔

"کیا بکواس کرنے آئے ہو؟ کیا پاگلوں کی طرح اندر داخل ہونا مناسب تھا؟" ایڈنا ڈمپل نے گونج دار آواز میں کہا۔

"انتہائی معذرت خواہ ہُوں، میڈم دراصل پریشانی کے عالم میں آداب بھول گیا۔" آنے والے نے لرزتی ہُوئی آواز میں کہا۔

"کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"مادام سڈنا قتل کر دی گئی۔"

"اور تم پر قیامت ٹوٹ گئی۔ یہی کہنا چاہتے ہو، نا؟" ایڈنا ڈمپل نے نفرت آمیز لہجے میں کہا۔

"مادام! اُسے گردن دبا کر مار ڈالا گیا ہے۔"

"اگر اُسے گولی مار کر ہلاک کیا گیا ہوتا تو پھر تم، اس قدر بوکھلائے ہُوئے نہ ہوتے؟" ایڈنا ڈمپل نے کہا اور آنے والا گہری گہری سانسیں لینے لگا۔

"ہم لوگ، دوسری ہاؤس بوٹ پر موجود تھے لیکن ہمیں اس کی اُمید نہ تھی۔ ہمارا تو خیال تھا کہ..."

"اپنے خیال کو رہنے دو۔ وہ بات بتاؤ جس کے لیے یہاں آئے ہو۔"

"بس، مادام! یہی اطلاع دینی تھی... ہمیں، اس کی توقع نہیں تھی، اس لیے پریشان ہو گئے۔"

"وہ کہاں گیا؟" ایڈنا ڈمپل نے پوچھا۔

"لاپتہ ہے... ہم، اس ہاؤس بوٹ پر گہری نگاہ رکھے ہُوئے تھے ہم نے کسی ڈونگی کو اس طرف جاتے نہیں دیکھا، سوائے اس ڈونگی کے، جو اُن دونوں کو وہاں پہنچا کر آئی تھی۔ رات دیر تک، اُن دونوں کو... وہاں محسوس کیا جاتا رہا اور پھر خاموشی چھا گئی تھی... لیکن صبح، ہم نے اُسے دیکھا تو..."

"... سڈنا وہاں مُردہ پڑی تھی اور وہ غائب تھا۔"

"جی ہاں، مادام! یہی بات تھی۔"

"ہُوں... سڈنا کی لاش کہاں ہے؟" ایڈنا ڈمپل نے اُسی سکون سے پوچھا۔

"ہم لے آئے ہیں، مادام! باہر کمرے میں رکھی ہے۔"

"اور اُس کا پرس...؟"

"جی ہاں، مادام!"

"اُس کے پرس میں جو کچھ تھا، وہ تم نے محفوظ کر لیا ہے نا؟"

"جی ہاں... لیکن اُس میں کوئی خاص چیز نہیں تھی۔ میک اَپ کی کچھ چیزیں، جیولری کی رسید اور ایک آدھ کاغذ۔"

"کہاں ہیں، وہ چیزیں؟"

"موجود ہیں، مادام! اگر حکم ہو تو حاضر کروں؟"

"ہاں، لاؤ... ہاؤس بوٹ کی مکمل تلاشی لے لی گئی ہے؟"

"جی ہاں... وہاں ایسی کوئی چیز نہیں چھوڑی گئی ہے۔" آنے والے نے جواب دیا پھر وہ، ایڈنا ڈمپل کے اشارے پر کمرے سے نکل گیا۔ چند لمحات بعد، اُس نے سڈنا کے پرس سے برآمد ہونے چیزیں لا کر ایڈنا کے سامنے رکھ دیں۔

"ٹھیک ہے۔" ایڈنا، ان کی طرف دیکھے بغیر بولی۔ "سڈنا کی لاش ٹھکانے لگا دو۔"

"اور کوئی حکم مادام؟" اُس نے پوچھا۔

"نہیں، بس جاتے ہُوئے فیڈرو کو بھیجتے جاؤ۔"

اُس کے جانے کے بعد، ایڈنا نے اپنا لباس درست کیا اور پھر پاؤں کی ہلکی سی ٹھوکر سے کُتّے کو کوئی اشارہ کیا اور کتا اپنی جگہ سے اُٹھ کر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ ایڈنا نے بجھا ہُوا سگار ایش ٹرے پر رکھا اور سامنے بنے ہُوئے کاؤنٹر پر پہنچ گئی جس پر شراب کی بوتلیں چنی ہُوئی تھیں۔ وہ ایک پیگ میں تھوڑی سی شراب اُنڈیل کر دوبارہ اپنی جگہ آ بیٹھی اور ہلکی ہلکی چسکیاں لیتی ہُوئی کچھ سوچنے لگی... پھر اُس نے میز کی دراز سے ایک بڑا سا کاغذ نکالا اور اُسے میز پر پھیلا کر اُس پر پنسل سے کچھ نشان لگانے لگی۔ اُسی وقت دروازے پر دستک ہُوئی۔

"فیڈرو حاضر ہو سکتا ہے، مادام؟"

"یس..." ایڈنا نے سر اُٹھا کر دروازے کی طرف دیکھا۔

آنے والا طویل القامت اور کسرتی بدن کا مالک تھا۔ اُس کی آنکھیں بہت چھوٹی اور سُلگتی ہُوئی محسوس ہوتی تھیں۔ اُس نے اندر آ کر مشینی انداز میں گردن جھکائی۔

"حکم، میڈم...؟"

"فیڈرو! سارا کام توقع کے مطابق ہُوا ہے۔ میں تمھیں، شیران کے بارے میں تفصیلات بتا چکی ہُوں۔ اس شخص کو نرم چارہ سمجھنا حماقت ہے۔ کرینی کریک پر اپنے کام کا آغاز کر دو۔"

"میڈم! سڈنا قتل کر دی گئی ہے۔" آنے والا آہستہ سے بولا۔

"ہاں، مجھے علم ہے۔ اُسے قتل ہونا ہی تھا۔"

"میں نہیں سمجھا میڈم!"

"بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں، فیڈرو! جو خود بخود سمجھ لی جاتی ہیں۔ ان کے بارے میں کچھ کہنا مناسب نہیں ہوتا۔"

"جی میڈم! بہت بہتر۔"

"کرینی کریک پر تمھاری کارروائی بہتر ہونی چاہیے کیونکہ اس پر بہت کچھ انحصار ہے۔"

"مجھے علم ہے، میڈم! آپ مطمئن رہیں۔"

"بس جاؤ۔ میں، تمھاری اطلاع کی منتظر رہوں گی۔"

"او۔ کے، میڈم!" فیڈرو نے ایک بار پھر گردن خم کی اور باہر نکل گیا۔

ایڈنا نے بچی کھچی شراب حلق میں انڈیلی اور ہلکے ہلکے سیٹی بجانے لگی۔ چند لمحے بعد کُتّا پھر اُس کے پاس پہنچ گیا اور اُس کے قدموں میں بیٹھ کر، اُس کے تلوے چاٹنے لگا۔

شیران نے رات ایک کلب میں گزاری۔ کلب کے پروگراموں سے اُسے کوئی دلچسپی نہیں تھی، بہرحال، وقت گزارنا تھا۔ تقریباً پانچ بجے تک ہاؤ ہو جاری رہی۔ اس دوران میں شیران نے صرف کھانے پینے کی چیزوں پر اکتفا کی۔ شراب سے اُسے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ صبح پانچ بجے وہ اپنی جگہ سے اُٹھا اور کار میں بیٹھ کر اپنی رہائش گاہ کی طرف چل پڑا۔

کار، پورچ میں کھڑی کرنے کے بعد، وہ اندر داخل ہُوا اور لباس تبدیل کرکے بستر پر گر پڑا۔ وہ تقریباً دوپہر کو ڈیڑھ بجے تک سوتا رہا... ڈیڑھ بجے اُٹھنے کے بعد، اُس نے غسل کیا اور تیار ہو کر گریچر کے کمرے میں پہنچ گیا۔

گریچر کسی فائل کی ورق گردانی میں مصروف تھا۔ شیران کو دیکھ کر، اُس نے فائل بند کر دی۔

شیران مسکراتا ہُوا، کرسی پر بیٹھ گیا۔ "کیا کر رہے ہو؟"

"کچھ نہیں۔ باہر سے کچھ مال آیا ہے۔ اس کا حساب دیکھ رہا تھا۔ کچھ ادائیگیاں کرنی ہیں۔"

"کوئی اُلجھن تو درپیش نہیں؟"

"نہیں جناب! جب سے آپ نے صورتِ حال سنبھالی ہے، ہمیں کسی مشکل کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔"

"ہُوں، میں اتنا ذہین آدمی نہیں ہُوں۔ تم لوگ اپنے طور پر جو کچھ کر رہے ہو، وہی سب کچھ ہے۔ مجھے اس کا اعتراف ہے بلکہ ممکن ہے میں تمھارے لیے اُلجھنوں کا باعث بن جاتا ہُوں۔"

"نہیں، جناب! آپ نے ہمیں بڑی آسانیاں فراہم کر دی ہیں... سب سے بڑی اُلجھن تو ہمیں اُن لوگوں سے تھی جو یہاں ہمارے کام میں رُکاوٹیں ڈالتے تھے۔ اب اُن کا کوئی وجود نہیں رہا اور میرا خیال ہے، اب عرصے تک کوئی اور سر اُٹھانے کی ہمت نہیں کرے گا۔"

"گریچر! یہ کرینی کریک کیا ہے؟" شیران نے پوچھا۔

"ایک ساحل ہے، جناب! اُسے تفریحی ساحل بھی کہا جا سکتا ہے لیکن زیادہ دور ہونے کی وجہ سے بہت کم لوگ تفریح کے لیے وہاں جاتے ہیں۔"

"کیا کیفیت ہے، وہاں کی؟"

"کچھ نہیں، جناب! بس عموماً ٹریلر کرائے پر مل جاتے ہیں یا پھر کچھ عمارتیں بنی ہُوئی ہیں جو سرمائے داروں کی ملکیت ہیں۔"

"مجھے وہاں گرین وڈ نامی ایک عمارت کی تلاش ہے۔"

"گرین وڈ... میرا خیال ہے، میں اس عمارت کو جانتا ہُوں، جناب!" گریچر نے کہا۔

"کرینی کریک تک جانے کے لیے کون سا راستہ اختیار کرنا چاہیے؟" شیران نے پوچھا... اور گریچر اُسے راستے کے بارے میں بتانے لگا پھر اُس نے پوچھا۔

"اس عمارت سے کوئی خاص دلچسپی ہے مسٹر شیران! ہو سکتا ہے، اس کے بارے میں کچھ معلومات فراہم کر سکوں؟"

"نہیں، شکریہ! بس ایسے ہی میں نے پوچھ لیا تھا۔ اس عمارت سے تھوڑا سا تعلق پیدا ہو گیا ہے، میرا۔ میں خود ہی اس کے بارے میں معلومات حاصل کر لوں گا۔" شیران نے کہا اور گریچر کندھے اُچکا کر رہ گیا۔ شیران نے اُس سے کھانے کی فرمائش کی اور گریچر اُٹھ کھڑا ہُوا۔

تھوڑی دیر بعد، اُس نے کھانا لگ جانے کی اطلاع دی، شیران کھانے کے کمرے میں پہنچ گیا۔ کھانا کھاتے وقت بھی گریچر اُس سے تھوڑے فاصلے پر کھڑا تھا۔ شیران نے ایک بار بھی اُس کی طرف نہیں دیکھا تھا۔

شام، ٹھیک چھ بجے وہ تیار ہو کر باہر نکل آیا۔ اپنی کار پر نظر پڑتے ہی اُسے گزشتہ دن کا واقعہ یاد آ گیا... ممکن ہے، یہ کار، پولیس کی نگاہ میں آ چکی ہو... یا اُس کے دُشمنوں کی نظر میں آ گئی ہو۔ چنانچہ بجائے اس کے کہ وہ، ان لوگوں کو اپنے پیچھے لگائے ہُوئے گرین وڈ پہنچے، اُس نے سوچا، کار ہی تبدیل کر دی جائے۔ اس کے لیے اُس نے گریچر ہی کی خدمات حاصل کی تھیں... اور اُس نے فوراً ایک کار کا بندوبست کر دیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد، شیران کی کار، بنکاک کی صاف اور کشادہ سڑکوں پر فراٹے بھر رہی تھی۔ اُس کا رُخ، کرینی کریک ہی کی جانب تھا۔ موسم

بے حد خوشگوار تھا۔ کریتی کریک کا طویل سفر، اُس نے کافی تیز رفتاری سے طے کیا... پھر وہ ساحل پر پہنچ گیا۔ یہ علاقہ بالکل سنسان تھا۔

ساحل کے مغربی حصّے میں، شیران نے دس، بارہ ٹرالر کھڑے دیکھے۔ عیش پرست لوگ، ان ٹرالروں میں اپنے فرصت کے اوقات گزارتے تھے... پھر شیران نے ان عمارتوں کو دیکھا جن میں سے ایک عمارت گرین وُڈ تھی۔ ٹرالروں اور عمارتوں کے درمیان مکمل خاموشی چھائی ہُوئی تھی۔ ابھی تک شیران نے وہاں کسی ایک متنفس کو بھی نہ دیکھا تھا بہرحال، وہ کچی سڑک پر کار دوڑاتا ہُوا، عمارتوں کے قریب پہنچ گیا۔ سبز رنگ کی وہ عمارت، شیران کو دُور ہی سے نظر آگئی جو اُس کی منزل تھی۔

اُس نے اپنی کار ٹرالروں کے درمیان روک دی اور انجن لاک کر کے نیچے اُتر آیا...

گرین وُڈ کی جانب چہل قدمی کے انداز میں بڑھتے ہُوئے شیران نے سوچا کہ ممکن ہے، وہ عمارت بھی خالی پڑی ہو۔ اگر اس عمارت کا تعلق اُس کے دُشمنوں سے ہے اور وہ خالی ملی تو پھر اسے کیا کرنا ہوگا؟ وہ یہاں رُک کر کسی کی آمد کا انتظار کرے یا پھر عمارت کی تلاشی لے۔ شاید کوئی ایسا سُراغ ہاتھ آجائے جو اُس کے دُشمنوں کی نشان دہی کر سکے۔

اس نے اپنے انداز سے یہ ظاہر نہیں ہونے دیا تھا کہ وہ خصوصاً اُسی عمارت کی طرف جا رہا ہے۔ عمارت سے سمندر کا فاصلہ سَو گز دُور ہوگا۔ درمیان چمکیلی ریت کے سُرمئی ٹیلے بکھرے ہُوئے تھے جو شام کے دھندلکے میں سیاہی مائل نظر آ رہے تھے۔ شیران آگے بڑھتا رہا... پھر جب وہ ایک بڑی عمارت کی آڑ سے نکل کر، گرین وُڈ کے سامنے پہنچا تو اُس کے دائیں جانب ساحل پر، ایک بہت بڑی لانچ کو لنگر انداز پایا۔ ساحل اور لانچ کے درمیان لکڑی کا ایک پُل تھا۔

اُسے دیکھ کر شیران محتاط ہو گیا۔ جس سمت میں وہ سفر کرتا رہا تھا... وہاں سے یہ جگہ کافی ڈھلان میں تھی اور درمیان ٹیلے ہونے کی وجہ سے یہ لانچ اس جگہ سے نظر نہیں آسکی تھی۔ شیران نے اپنے اطراف کا جائزہ لیا... چند ٹیلے ایسے نظر آرہے تھے جن کی آڑ لے کر وہ گرین وُڈ تک پہنچ سکتا تھا۔ اس طرح وہ لانچ میں موجود لوگوں کی نگاہوں سے بھی محفوظ رہ سکتا تھا۔

چند لمحوں بعد وہ، گرین وُڈ کے بغلی حصّے میں پہنچ گیا۔ پوری عمارت لکڑی کی بنی ہُوئی تھی۔ حتیٰ کہ چار دیواری کی تعمیر میں بھی لکڑی ہی استعمال کی گئی تھی۔ چار دیواری پانچ فٹ سے زیادہ بلند نہیں تھی۔ اس لیے اس کے دوسری طرف پہنچنا مشکل ثابت نہ ہُوا۔ اصل عمارت کا فاصلہ، چار دیواری سے چھ فٹ تھا۔

شیران نے سامنے کی سمت جانے کی بجائے، عقبی سمت کا رُخ کیا۔ پیچھے ایک دروازہ تھا لیکن وہ اندر سے بند تھا۔ شیران گھوم کر پھر سامنے والے حصّے میں آگیا۔ ابھی تک اُسے ایسے آثار نظر نہیں آئے تھے جن سے اندازہ ہوتا کہ عمارت کے اندر... کوئی موجود ہے۔ اُس نے دروازے کے ہینڈل کو آزمایا لیکن وہ دروازہ بھی مقفل تھا۔ اس نے جیب سے ایک باریک تار نکالی اور اُسے تالے پر آزمانے لگا۔ چند لمحوں بعد تالا ایک ہلکی سی کلک کے ساتھ کُھل گیا۔

شیران اطمینان سے اندر داخل ہو گیا لیکن اس سے قبل، وہ ریوالور نکالنا نہیں بھُولا تھا۔ دروازے کے دوسری جانب ایک راہداری تھی جو ایک ہال میں کُھلتی تھی۔ ساری عمارت تاریک پڑی تھی۔ شیران آہٹیں لیتا ہُوا آگے بڑھنے لگا۔ ہال کے دونوں جانب سیڑھیاں تھیں اور بیچ میں ایک دروازہ تھا جو کھلا ہُوا تھا... شیران نے دروازے کے پاس جا کر آہٹ لی اور پھر اندر داخل ہو گیا۔ یہ دروازہ ایک کشادہ اور وسیع کمرے کا تھا جس میں خوبصورت فرنیچر سجا ہُوا تھا لیکن یہاں کوئی الماری نہیں تھی۔ کوئی بھی ایسی چیز نہیں تھی جو شیران کے کام کی ہوتی۔

چنانچہ وہ وہاں سے نکل آیا... اور ہال میں دائیں جانب کی سیڑھیاں عبُور کر کے، اُوپری منزل پر پہنچ گیا۔ اُوپری منزل پر تین کمرے بنے ہُوئے تھے۔ سامنے ہی ایک چھوٹی سی گیلری تھی اور گیلری کے بیچوں بیچ ایک دروازہ تھا اور اس کے دونوں سمت ایک ایک دروازہ تھا۔

یکے بعد دیگرے، شیران نے سب کمروں کا جائزہ لیا۔ چند چیزیں، اُس کے ہاتھ لگیں لیکن کار آمد چیز ایک بھی نہیں تھی جس سے کسی کی شخصیت پر روشنی پڑ سکتی۔ سڈنا کے پرس سے نکلنے والے اس پتے سے اُس نے اندازہ لگایا تھا کہ ممکن ہے، اس عمارت میں کسی ایسے فرد سے ملاقات ہو جائے جو اُس کے دُشمنوں کے بارے میں کچھ بتا سکے... لیکن اب اُسے اپنا یہاں آنا بے کار ہی لگ رہا تھا

وہ مایوسی سے ہونٹ سکیڑ کر باہر نکل آیا... ابھی وہ عمارت کے صدر دروازے سے نکل ہی رہا تھا کہ اُس نے عمارت سے پچاس گز کے فاصلے پر ایک بڑی لینڈ روور رُکتی دیکھی... پھر لینڈ روور سے دس، بارہ پولیس مین کُود کُود کر اُترے۔ شیران ٹھٹک گیا۔

ایک پولیس افسر کی نگاہ، اُس پر گئی۔ اُس نے چیخ کر، شیران کی طرف اشارہ کرتے ہُوئے اپنے ساتھیوں کو متوجہ کیا اور پھر سب، شیران کی طرف دوڑ پڑے۔ شیران نے ایک لمحے کے لیے سوچا۔ عمارت میں واپس جانا حماقت ہی تھی لہٰذا اُس نے عمارت کی عقبی سمت میں چھلانگ لگا دی۔ ابھی وہ چند قدم ہی دوڑ پایا تھا کہ اُس نے اس طرف بھی پولیس کی ایک جیپ رُکتے دیکھی... اُسے چاروں طرف سے گھیرا جا رہا تھا۔

وہ پلٹا اور چھپتا چھپاتا، ٹیلوں کی اوٹ میں ساحل کی طرف بڑھنے لگا۔ جب بھی وہ کسی ٹیلے کی آڑ سے سر نکال کر دیکھتا تو پولیس

والے اُسے اپنے گرد گھیرا تنگ کرتے نظر آتے۔ دفعتہً اس کا پیر کسی چیز سے ٹکرایا اور وہ گرتے گرتے بچا۔ اُس نے پلٹ کر دیکھا۔ یہ اس لکڑی کے پُل کا سرا تھا جو لانچ تک چلا گیا تھا۔ صُورتِ حال ایسی تھی... کہ وہ کوئی فیصلہ نہیں کر پا رہا تھا۔

اُس نے لکڑی کے پُل پر چھلانگ لگائی اور... تیزی سے پُل عبُور کر کے لانچ پر پہنچ گیا۔ لانچ کافی کشادہ تھی... لیکن اس پر بھی کوئی متنفس نظر نہیں آرہا تھا۔ چاروں طرف لکڑی کی چھوٹی چھوٹی پیٹیاں لدی ہُوئی تھیں۔ وہ، اُن کی آڑ لیتا ہُوا آگے بڑھتا رہا... وہ ایسی جگہ کی تلاش میں تھا، جہاں پر اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکے۔

دفعتہً اُسے نیچے جانے کا ایک راستہ نظر آیا... اور وہ اِدھر اُدھر دیکھ کر اس خلا میں اُتر گیا۔ نیچے گہری تاریکی چھائی ہُوئی تھی۔ جب اُس کی آنکھیں تاریکی کی عادی ہُوئیں تو اُس نے اپنے آپ کو ایک کیبن میں پایا جس میں لکڑی کی چار الماریاں... ایک میز رکھی ہُوئی تھی۔ الماریوں کے پیچھے اتنا خلا تھا کہ ایک آدمی بہ آسانی وہاں چھپ سکتا تھا۔ چنانچہ وہ ایک بڑی الماری کے پیچھے چھپ گیا۔

اس کے کان آہٹوں پر لگے ہُوئے تھے۔ لیکن ہر طرف تاریکی... اور سناٹے کا راج تھا۔ وہ لانچ کے بارے میں سوچنے لگا۔ اس کا اس طرح خالی کھڑے ہونا، سمجھ میں نہ آنے والی بات تھی... کہیں یہ اسمگلروں کی لانچ نہ ہو۔ ممکن ہے، اسمگلروں نے بھی پولیس کو دیکھ لیا ہو اور لانچ چھوڑ کر فرار ہو گئے ہوں... ایسی حالت میں تو وہ بُری طرح پھنس جائے گا... لیکن پولیس یہاں پہنچی کیسے؟ اس سوال کا جواب آسان نہ تھا۔

سڑک پر پولیس والوں کا قتل، اُس کے بعد ہائیڈل گلیمر میں لڑکی کا قتل... ممکن ہے، پولیس کو لڑکی کی لاش بھی مل گئی ہو اور کسی طرح... اُنھوں نے اُن تینوں کی ہلاکت کو آپس جوڑ لیا ہو یا کسی گمنام فون کال نے اُس کی طرف اشارہ کر دیا ہو... اور پھر اُسے اسی طرح دیکھ لیا گیا ہو جس طرح اس نے لڑکی کو پہچان لیا تھا۔

کوئی ایسی بات تھی جو اُس کے ذہن میں چبھ رہی تھی... وہ دُشمن جو اُس کے چاروں طرف بکھرے ہُوئے تھے۔ اُسے اپنے دُشمنوں کی موجودگی پر حیرت نہیں تھی۔ دُشمن بنانا تو اُس کا مشغلہ تھا۔ اُس کے دوست تو اُنگلیوں پر گِنے جا سکتے تھے لیکن دُشمنوں کا کوئی شمار نہ تھا۔

بنکاک میں اس نے کیا کچھ نہیں کیا تھا۔ بہتوں کی زندگی چھین لی تھی، بہتوں کی روزی چھین لی تھی۔ بہرحال، وہ جو کوئی بھی تھے، شیران اُن کے بارے میں معلوم کرنا چاہتا تھا۔ وہ چوہوں کی طرح چھپے ہُوئے تھے... کوئی ایک گولی بھی اُنھوں نے سامنے آکر نہیں چلائی تھی۔ مختلف خیالات اُس کے ذہن میں گردش کرتے رہے۔ اب تک لانچ پر کوئی تحریک نہیں ہُوئی تھی اور اُسے یہ خاموشی گراں گزر رہی تھی۔

دفعتہً اُوپر ہلکا سا دھماکا ہُوا اور وہ سنبھل گیا۔ اُس کے ہونٹوں پر مُسکراہٹ پھیل گئی۔

"پہنچ گئے... ٹھیک ہے، آؤ،" اُس نے پستول نکال کر ہاتھ میں لے لیا اور انتظار کرنے لگا... لیکن اُوپر صرف ایک آدمی کے قدموں کی چاپ سُنائی دے رہی تھی۔ وہ کان لگائے اس آواز کو سُنتا رہا۔ کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔

★★

جُوں ہی وہ، لانچ کے نچلے حصّے میں اُترا، ایک طرف پڑے ہُوئے رسّوں کے ڈھیر میں سے ایک شخص نے سر نکالا اور پھر بندر کی طرح اُچھل کر رسّوں کے ڈھیر پر چڑھ گیا۔ اُس کا قد بہ مشکل چار فٹ ہوگا۔ پیٹ بڑھا ہُوا لیکن ہاتھ پاؤں لاغر تھے، سر گھٹا ہُوا، بھویں اور ڈاڑھی صاف، البتّہ مونچھوں کی دونوں طرف کی نوکیں نیچے لٹکی ہُوئی تھیں۔ اُوپری بدن برہنہ تھا اور زیریں حصّے پر اُس نے سُرخ رنگ کا ڈھیلا ڈھالا پاجامہ پہنا ہُوا تھا۔ جس کے نیفے پر چمڑے کی ایک پتلی سی پٹی بندھی ہُوئی تھی اور اُس میں خانے بنے تھے جس طرح کارتوسوں کی بیلٹ میں ہوتے ہیں۔ ان خانوں میں چار چار انچ لمبی نوکیلی چھُریاں اُڑسی ہُوئی تھیں۔

اس عجیب الخلقت شخص نے رسّی کے ڈھیر پر کھڑے ہو کر دونوں ہاتھ بلند کیے اور اُنھیں زور زور سے ہلانے لگا۔ ساحل پر دوڑتے ہُوئے پولیس والوں نے اُسے دیکھ لیا۔ جواب میں، اُن میں سے بھی کسی نے اسی انداز میں ہاتھ ہلائے اور پھر وہ سب واپس چلے گئے۔ گویا یہ شیر کا ہانکا تھا۔ ان لوگوں کا مقصد صرف یہ تھا کہ شیران کسی طرح لانچ پر پہنچ جائے اور وہ، اس میں کامیاب رہے تھے۔

اُن لوگوں کو واپس جاتے دیکھ کر وہ، رسّوں کے ڈھیر پر سے اُتر آیا... اور پھر اُس نے لانچ کے بیرونی حصّے میں جا کر فرش کھٹکھٹایا۔ یہ ایک مخصوص قسم کی دستک تھی جس کے جواب میں نیچے کچھ تحریک ہُوئی اور فرش پر ایک چوکور ڈھکنا کُھل گیا... اور اس خلا میں سے ایک ایک کر کے چودہ افراد اُوپر آگئے۔ ان میں طویل القامت فیڈرو بھی تھا جسے ایڈنا نے ہدایت دے کر روانہ کیا تھا۔

"کیا پوزیشن ہے، کنگ؟" فیڈرو نے سرگوشی کے انداز میں اس پستہ قامت شخص سے پوچھا۔

"چوہا بِل میں پہنچ گیا۔" اُس نے آنکھیں بھینچ کر مُسکراتے ہُوئے جواب دیا۔

"گُڈ... اب...؟"

"لے چلو..." اُس نے اُسی طرح ہنستے ہُوئے جواب دیا۔ اس

کی ہنسی میں بچوں کی سی شوخی تھی۔ فیڈرو نے گردن خم کی اور پھر اپنے قریب کھڑے لوگوں کو سرگوشی ہی میں ہدایات دینے لگا۔ وہ لوگ چاروں طرف پھیل گئے۔

"انجن کی آواز سن کر وہ کہیں باہر نہ نکل آئے کنگ" فیڈرو نے کنگ سے کہا۔

"میں جا رہا ہوں" کنگ بولا۔

"وہ مسلح ہے"

"میں بھی مسلح ہوں" کنگ نے پیٹی میں اُڑسی چھریوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"لیکن میڈم کو اس کی زندگی عزیز ہے" فیڈرو بولا۔

"وہ زندہ رہے گا، فکر مت کرو" کنگ نے کہا اور پیٹیوں کی آڑ لیتا ہوا، اُس خلا کے قریب پہنچ گیا جس میں شیران اُترا تھا۔ خلا کے قریب وہ پیٹیوں کی آڑ لے کر کھڑا ہو گیا۔

دوسری طرف فیڈرو کے آدمیوں نے اپنا کام شروع کر دیا تھا۔ چند لمحے بعد، لانچ کا انجن اسٹارٹ ہو گیا... پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ ساحل سے دُور ہو گئی... اور برق رفتاری سے سمندر کے سینے پر آگے بڑھنے لگی۔

کنگ کی نگاہیں، خلا پر جمی ہوئی تھیں اور دونوں ہاتھ پیٹی پر رکھے ہوئے تھے۔ کئی منٹ گزر گئے اور شیران نے باہر نکلنے کی کوشش نہیں کی تو وہ کندھے اُچکا کر وہاں سے ہٹ گیا۔ گویا اب اُسے اطمینان ہو گیا تھا کہ شیران اُوپر آنے کی کوشش نہیں کرے گا۔ فیڈرو تھوڑے ہی فاصلے پر کھڑا تھا۔ کنگ کو اپنی طرف آتے دیکھ کر وہ چونک پڑا۔

"اوہ... کنگ! آپ وہاں سے کیوں ہٹ آئے؟"

"بس، اب وہاں کسی کی ضرورت نہیں ہے" کنگ نے ہاتھ اُٹھا کر اطمینان سے جواب دیا۔

"کیوں...؟"

"گھاؤنچ..." اُس کے مُنہ سے نکلا اور اُس نے اپنے مخصوص انداز میں دانت چمکائے۔ فیڈرو پھیکے سے انداز میں مُسکرا دیا۔ وہ کنگ کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا لیکن دوسرے لمحے ہی اُسے احساس ہو گیا کہ اُس سے غلطی ہوئی ہے۔ اُسے کرنٹ سا لگا تھا اور اس کا پُورا بدن لرز کر رہ گیا تھا۔ "گھاؤنچ..." کنگ نے اُسی انداز میں کہا اور کندھے اُچکا کر ایک طرف چل دیا۔

لانچ سمندر کے سینے پر دوڑ رہی تھی اور ساحل، نگاہوں سے اوجھل ہو چکا تھا۔ کنگ اطمینان سے ایک کیبن میں آ کر بیٹھ گیا۔ اُس کے سامنے میز پر دودھ کی بوتلیں رکھی تھیں۔ اُس نے ایک بوتل اُٹھا کر مُنہ سے لگا لی۔

تقریباً آدھے گھنٹے تک وہ ساکت بیٹھا رہا پھر اُس نے میز کے نیچے ہاتھ ڈال کر، ایک بٹن دبایا اور دُور کہیں گھنٹی کی آواز اُبھری۔ چند لمحے بعد ایک آدمی دروازے میں نمودار ہوا۔

"بوکے کو بھیج دو" کنگ نے کہا اور آنے والا گردن جُھکا کر پلٹ گیا... پھر ایک اور شخص اندر آ گیا۔

"دن کا وقت پُرسکون ہے۔ رات کو وہ بھوک سے بے تاب ہو کر کچن کا رُخ کرے گا۔ وہاں کھانے پینے کی کوئی چیز نہیں ہونی چاہیے، سوائے دودھ کی بوتلوں کے... لیکن، گدھو! صبح، تم لوگ وہ دودھ استعمال مت کر بیٹھنا۔ چلو، بھاگ جاؤ" آنے والا، گردن جُھکا کر خاموشی سے نکل گیا۔

●

اب صُورتِ حال بدل چکی تھی۔ لانچ پر بہت سے قدموں کی آوازیں سُنائی دے رہی تھیں... 'یقیناً پولیس، لانچ پر پہنچ چکی ہے مگر بہت دیر بعد...' شیران کو ایک ایک لمحہ شاق گزر رہا تھا۔ اُس کے پستول کی نال، گولیاں اُگلنے کے لیے بے چین تھی۔ ٹریگر پر اُنگلی بار بار مچلنے لگتی تھی... لیکن نہ جانے، ان بے وقوفوں نے لانچ کے اس حصّے کی جانب غور کیوں نہیں کیا تھا۔

شیران کھڑا سوچتا رہا، دفعتہً اُس نے لانچ کا انجن اسٹارٹ ہونے کی آواز سُنی اور اس کا مُنہ حیرت سے کھُل گیا۔ یہ بات بھی اُس کی سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ پولیس نے اُسے تلاش کرنے کی بجائے لانچ کیوں اسٹارٹ کر دی تھی؟

وہ الماری کے پیچھے سے نکل آیا اور خلا کی جانب بڑھا لیکن چند قدم ہی چل کر وہ رُک گیا۔ اگر صُورتِ حال، اُس کے حق میں بہتر ہے تو خواہ مخواہ پولیس سے ٹکرانے کی کیا ضرورت ہے؟ ہرچند کہ وہ مسلح ہے لیکن پولیس کے چھ آدمیوں کو مارنے کے بعد، اُس کے پاس اپنے بچاؤ کا کوئی راستہ نہیں رہے گا... تو کیوں نہ اس موقعے سے فائدہ اُٹھایا جائے۔ اس وقت تک انتظار کیا جائے جب تک لانچ دوبارہ کسی ساحل سے نہیں لگ جاتی۔

چنانچہ وہ واپس، الماری کے عقب میں پہنچ گیا۔ اُس نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ خاموشی سے بیٹھ کر آنے والے وقت کا انتظار کیا جائے۔ الماری کے پیچھے اتنی جگہ تھی کہ وہ آرام سے بیٹھ سکتا تھا... اور چونکہ یہ کیبن تاریک تھا، اس لیے اُس کے دیکھ لیے جانے کا بھی امکان نہیں تھا...

اُس نے پستول گود میں رکھ لیا اور الماری کے عقبی حصّے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ اُس کے ذہن میں لاتعداد خیال آ رہے تھے لیکن اُن میں سے کوئی خیال بھی ایسا نہ تھا جو اُس کے لیے پریشانی کا سبب بنتا۔ زندگی، اس کی نگاہ میں ایک کھیل کی حیثیت رکھتی تھی۔

لانچ کا سفر جاری رہا۔ بہت وقت گزر گیا تھا اور نہ جانے کب اُسے اسی عالم میں نیند آ گئی۔ سونے کے دوران اُسے یہ اندازہ بھی نہیں رہا کہ اُس کی پوزیشن کیا ہے۔ لانچ کے ہچکولے، اسے لوریاں دے رہے تھے اور اُس کی نیند گہری ہوتی جا رہی تھی... پھر جب، اُس کی آنکھ کھُلی تو نہ جانے کتنا وقت گزر چکا تھا۔ اس کا لباس پسینے میں بھیگ کر جسم سے چپک گیا تھا اور ذہن پر ایک بحرانی کیفیت سی طاری تھی۔ اُس نے چونک کر آنکھیں کھول دیں۔ چونکہ ایک ہی انداز میں پڑا رہا تھا اس لیے جسم کے کچھ حصّے بھی سُن ہو گئے تھے۔

پھر جب اُسے اپنے اِرد گِرد کا احساس ہوا تو جلدی سے اُٹھ بیٹھا۔ پستول اس کی گود سے گر گیا تھا۔ اس نے اِدھر اُدھر ہاتھ مارے تو قریب ہی پستول بھی مل گیا۔ اُس نے آنکھیں بند کر کے، دو تین بار سر جھٹکا اور چند لمحات بعد، اُس کا ذہن پوری طرح بیدار ہو گیا۔ وہ الماری کے پیچھے سے نکل آیا۔ اور اُس نیم روشن سی چوکور خلا کی جانب بڑھنے لگا جو نکاسی کا راستہ تھا

لانچ کا سفر جاری تھا۔ شیران دبے قدموں چلتا، خلا کے نیچے آ کھڑا ہوا۔ اُوپر کھُلا آسمان نظر آ رہا تھا... اور ہلکی ہلکی ہوا آ رہی تھی جبکہ نیچے کافی گرمی تھی... پھر اچانک ہی بھُوک اور پیاس کا احساس اُس کے ذہن میں جاگ اُٹھا۔

اُس نے خُشک ہونٹوں پر زبان پھیری۔ 'اب کیا، کیا جائے؟' باہر نکلنا ناگزیر ہو گیا تھا۔ اس نے پستول کھول کر، کارتوس چیک کیے اور مطمئن ہو کر پستول جیب میں ڈال لیا۔ کسی بھی ہنگامی صُورت میں وہ ایک لمحے میں باہر آ سکتا تھا پھر وہ خلا سے اُوپر آ گیا۔

لانچ پر گہری خاموشی تھی۔ صرف انجن رُوم سے باتیں کرنے کی... آوازیں آ رہی تھیں جو انجن کی آواز میں دب کر بہت مدّھم ہو گئی تھیں۔

'کون لوگ ہیں، یہ؟ کہاں جا رہے ہیں؟ یہ سب کیا ہے، کیا پولیس لانچ تک نہیں پہنچ سکی؟' مختلف سوالات اُس کے ذہن میں چکرا رہے تھے... لیکن بھُوک اور پیاس نے اُسے مزید سوچنے نہیں دیا۔ سب سے پہلے پیٹ کا بندوبست ضروری تھا... لانچ میں کچن ضرور ہو گا اور وہاں کھانے پینے کی چیزیں بھی ہوں گی لیکن کچن کی تلاش سب سے بڑا مسئلہ تھا۔

وہ وہاں سے ہٹ کر پیٹیوں کی آڑ میں ہو گیا۔ سامنے کے رُخ پر چار کیبن تھے اور یقیناً اُن میں کچھ افراد بھی موجود تھے۔ اُس نے اندازہ لگایا کہ کچن کس طرف ہو سکتا ہے پھر وہ پیٹیوں کی آڑ لیتا ہوا، اس طرف چل پڑا۔ اُسے دو کیبنوں کے عقب سے گزر کر بائیں سمت مُڑنا تھا، اُس کے اندازے کے مطابق کچن وہیں ہو سکتا تھا۔

پھر وہ دبے قدموں چلتا اور چھُپتا چھُپاتا اس جگہ پہنچ گیا جہاں دروازے پر کچن لکھا ہوا تھا۔ اُس کے ہونٹوں پر مُسکراہٹ پھیل گئی۔ اپنے اندازے کی کامیابی پر اُسے بڑی خوشی ہوئی تھی۔ وہ چند لمحے تک کھڑا، محتاط نظروں سے قُرب و جوار کا جائزہ لیتا رہا... پھر کچن میں داخل ہو گیا۔ سامنے کاؤنٹر پر کچھ برتن پڑے ہوئے تھے جن سے ہلکی ہلکی خوشبو آ رہی تھی لیکن وہ برتن خالی تھے... پھر وہ الماری کی جانب بڑھا جس میں بہت سے ڈبّے چُنے ہوئے تھے۔ اس نے ڈبّوں کا جائزہ لیا۔ ان میں بھی ایسی چیزیں تھیں جو پکائے بغیر نہیں کھائی جا سکتی تھیں۔

شیران کے حلق سے غرّاہٹ نکل گئی۔ اب کیا، کیا جائے؟ آخری اُمید، کونے میں رکھا ہوا ڈیپ فریزر رہ گیا تھا۔ اُس نے محتاط انداز میں... ڈیپ فریزر کھولا اور اُس میں ہاتھ ڈال کر ٹٹولنے لگا۔ اُسے وہاں چند بوتلوں کی موجودگی کا احساس ہوا۔ اُس نے ایک بوتل نکالی اور اُس کا ڈھکن اُتار کر، ناک کے قریب لا کر سُونگھا۔ وہ دودھ تھا۔

اس وقت اُسے یہ دُودھ بہت غنیمت معلوم ہوا جو اُس کی پیاس بجھانے کے ساتھ ساتھ شکم سیری بھی کر سکتا تھا۔ چنانچہ اُس نے باقی چیزوں پر لعنت بھیج کر، بوتل مُنہ سے لگائی اور ایک لمحے میں خالی کر کے، ایک طرف رکھ دی پھر دوسری بوتل نکال لی۔ اُس کے بعد تیسری، چوتھی، پانچویں... چھ بوتلیں پینے کے بعد، اُس نے سکون کی سانس لی۔ پیاس بجھ چکی تھی اور پیٹ میں بھی وزن محسوس ہونے لگا تھا۔

پیٹ بھرنے کے بعد طبیعت کچھ بوجھل سی ہو گئی تھی۔ کچن سے نکلا تو سرد ہوا کے جھونکوں نے استقبال کیا اور وہ بیٹھنے کے لیے کوئی مناسب جگہ تلاش کرنے لگا۔ اس کے لیے بھی اُس نے چند بڑی پیٹیوں کی آڑ ہی منتخب کی تھی۔ پیٹیوں کی آڑ میں بیٹھ کر وہ موجودہ صُورتِ حال پر غور کرنے لگا۔

اگر وہ ملک سے زیادہ دُور نکل گیا تو واپسی میں مشکل ہو جائے گی۔ کیا ایسا نہ کیا جائے کہ انجن رُوم میں داخل ہو کر ان لوگوں کو پستول کی زد پر واپسی کے لیے مجبُور کیا جائے... یا پھر یہ معلوم کیا جائے کہ ان کی منزل کون سی ہے... لیکن اُسے، لانچ پر موجود لوگوں کی تعداد کا اندازہ نہیں تھا۔ کم از کم یہ معلوم ہونا چاہیے کہ یہاں کتنے افراد ہیں، جبھی کوئی قدم اُٹھایا جا سکتا تھا۔ دفعتہً اُس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا سا چھانے لگا۔ اُس نے دو تین بار سر جھٹک کر اُٹھنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ اُسے ہاتھ، پیر بے جان سے محسوس ہونے لگے۔

اچانک اُسے بڑی زور کا چکر آیا اور وہ ایک جانب لڑھک گیا۔ اُس نے فرش پر کہنی ٹیکا کر، اپنی اس کیفیت کے بارے میں غور کرنے کی کوشش کی لیکن کوئی بات اُس کی سمجھ میں نہ آسکی۔ سرد ہَوا کے جھونکے ذہن کو سُلائے دے رہے تھے۔ اُس نے دونوں ہاتھ زمین پر ٹکا کر اُٹھنے کی کوشش کی لیکن اس میں کامیاب نہ ہو سکا اور اوندھا گر گیا۔ چند لمحے بعد وہ دُنیا و مافیہا سے بے خبر ہو چکا تھا۔

جب اُسے ہوش آیا تو وہ اوندھا ہی پڑا ہُوا تھا لیکن اب بدن کو ہچکولے نہیں لگ رہے تھے۔ شاید لانچ رُکی ہُوئی تھی لیکن بدن کے نیچے دبے ہُوئے نوکیلے پتھر تکلیف دے رہے تھے۔ اُس نے ایک کراہ کے ساتھ کروٹ لی اور چت لیٹ گیا... سر پر کھُلا آسمان تھا اور دھوپ پھیلی ہُوئی تھی لیکن درختوں کے نیچے وہ چھن چھن کر آرہی تھی۔

درختوں کو دیکھ کر وہ جلدی سے اُٹھ بیٹھا۔ ذہن پر اب وہ ناگوار بوجھ نہیں تھا جس نے اُسے گہری نیند سلادیا تھا۔ اُس نے اطراف کا جائزہ لیا اور ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گیا۔

عجیب سی جگہ تھی۔ چھدرے چھدرے درخت دُور دُور تک پھیلے ہُوئے تھے اور اُن کے نیچے پتھریلی زمین تھی۔ تھوڑے ہی فاصلے پر ایک جھیل کا شفاف پانی ہلکورے لے رہا تھا۔ اُس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں... وہ تو لانچ پر تھا پھر یہاں کیسے پہنچ گیا؟ یہ سب کیا ہُوا؟ کیسے ہُوا؟ کہیں وہ خواب تو نہیں دیکھ رہا؟ وہ بار بار سر جھٹکنے لگا۔

شیران اُچھل کر اُٹھ کھڑا ہُوا اور اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا لیکن پستول غائب تھا۔ پہلی بار اُسے ہلکی سی پریشانی کا احساس ہُوا... کرینی کریک کا ساحل، لانچ، پولیس، سفر... اور پھر یہاں موجودگی، یہ سب باتیں اُس کی سمجھ سے باہر تھیں۔

وہ پریشانی سے اِدھر اُدھر دیکھتا رہا۔ جھیل کی طرف نگاہ اُٹھی تو کنارے پر ایک بڑا سا ڈھیر نظر آیا۔ 'شاید کوئی چٹان ہے'؛ اُس نے سوچا۔ لیکن اس چٹان میں جنبش دیکھ کر وہ چونک پڑا۔ تھوڑا آگے بڑھ کر غور کیا تو اُس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات پھیل گئے۔ سیاہ، سفید، بھُورے اور زرد رنگ کے مگرمچھ جھیل کے کنارے پڑے ہُوئے تھے۔ ان میں سے بعض بہت بڑے تھے جن کی لمبائی دُم سے لے کر تھوتھنی تک سولہ فٹ سے کم نہیں ہوگی۔ بے حد خوفناک اور خونخوار مگرمچھ تھے۔

شیران سے اُن کا فاصلہ زیادہ نہیں تھا۔ اگر وہ، اُسے دیکھ لیتے تو شیران بے ہوشی کے عالم میں اُن کا نوالہ بن جاتا۔ وہ بے حد محتاط ہو گیا، نہتا تھا اور اس خوفناک علاقے میں لا پھینکا گیا تھا... لیکن وہ، اُسے اس طرح کیوں پھینک گئے تھے۔ یہی بات سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ جھیل کی طرف جانا خطرناک تھا۔ مگرمچھ اُسے زندہ نہ چھوڑتے...

چنانچہ وہ وہاں سے پیچھے ہٹ گیا۔ اُس کے دُشمن بے حد چالاک تھے یقیناً وہ اُس کی بے بسی کا تماشا دیکھنا چاہتے ہوں گے۔ اُس کے دانت بھنچ گئے۔ 'اگر وہ اس بات کے خواہش مند ہیں تو اُنھیں مایوسی ہی ہوگی'۔ اُس نے سر جھٹک کر سوچا۔

وہ ایک درخت کے نیچے رُک کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ اگر پستول ہوتا تو کم از کم سہارا ہی ہوتا۔ وہ وہیں کھڑا کچھ سوچتا رہا... پھر کسی خیال کے تحت اُس نے جُوتے اُتارے اور ایک درخت پر چڑھنے لگا۔ درخت زیادہ گھنا نہیں تھا۔ بعض جگہ اُس کی موٹی موٹی شاخیں، پتوں اور ٹہنیوں سے بے نیاز تھیں۔

تھوڑی دیر بعد وہ، درخت کی سب سے بلند شاخ پر تھا... وہ اُس شاخ پر ٹانگیں لٹکا کر بیٹھ گیا اور چاروں طرف نگاہیں دوڑانے لگا۔ جھیل کے دوسری جانب، کافی فاصلے پر اُسے چھوٹے چھوٹے مکانات نظر آئے۔ کوئی بستی تھی۔ اُسے دیکھ کر، اُس کے چہرے پر اطمینان سا پھیل گیا اور خطرہ آہستہ آہستہ اُس کے ذہن سے نکلنے لگا۔ اب وہ اس ماحول میں دلچسپی محسوس کرنے لگا تھا۔

وہ اسی قسم کا آدمی تھا۔ ہر قسم کے ماحول میں ضم ہو جانے میں اُسے زیادہ وقت نہ ہوتی تھی... اور پھر اس کی کوئی منزل نہ تھی۔ بنکاک کا خوب صورت شہر نہ سہی، یہ ویرانہ ہی سہی۔ کیا فرق پڑتا ہے۔ بس یہ معلوم ہو جائے کہ اُس کے دُشمن، اُس سے کیا چاہتے ہیں... اور یہ معلوم کرنے کے لیے اُس کے پاس کوئی ذریعہ موجود نہیں تھا۔ اب اُسے صرف وقت کا انتظار کرنا تھا۔ دُشمن بے حد چالاک تھا۔ وہ، لانچ پر اس کی موجودگی سے باخبر تھے۔ اسی لیے اُنھوں نے دُودھ میں بے ہوشی کی دوا ملا دی تھی... لیکن آخر وہ اُس سے چاہتے کیا ہیں؟ ہر سوچ کی تان، اسی ایک سوال پر آکر ٹوٹ جاتی تھی۔

دفعتہً جھیل کی جانب سے اُسے ایک گھوڑے کے ہنہنانے کی آواز آئی۔ اُس کی نگاہیں، اُس طرف اُٹھ گئیں۔ درخت کی اُس بلند شاخ سے جھیل کے دونوں طرف کا منظر صاف نظر آتا تھا۔ اُس نے دیکھا کہ سیاہ رنگ کے ایک لمبے اور ہیبتناک مگرمچھ نے ایک جنگلی گھوڑے کی ٹانگ، اپنے جبڑوں میں دبا رکھی تھی اور اُسے جھیل کی جانب گھسیٹنے کی کوشش کر رہا تھا۔ گھوڑا ابھی طاقتور تھا اور وہ ٹانگ چھڑانے کے لیے اپنا پورا زور صرف کر رہا تھا لیکن مگرمچھ کے نوکیلے دانت پوری طرح اُس کی ٹانگ میں پیوست تھے... دیکھتے ہی دیکھتے مگرمچھ، گھوڑے پر غالب آگیا اور اُسے دُور تک پانی میں گھسیٹتا ہُوا لے گیا۔ گھوڑا اب بھی جدوجہد کر رہا تھا لیکن پانی میں اُس کی قوتِ مدافعت کم ہو گئی اور مگرمچھ اُسے لیے ہُوئے گہرے پانی میں چلا گیا۔

شیران نے ایک گہری سانس لے کر گردن جھٹکی۔ 'کافی دلچسپ ...ن خطرناک جگہ ہے'۔ اُس نے سوچا... اور پھر جھیل کے دوسری طرف ...نے کا راستہ تلاش کرنے لگا۔ کیونکہ جھیل کو تیرتے ہُوئے پار کرنا خطرناک ...نہیں بلکہ ناممکن تھا۔ یہ جھیل مگرمچھوں سے اَٹی پڑی تھی اور کنارے ...قریب جانا بھی موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ چنانچہ یہی ہو ...تا تھا کہ جھیل کے کنارے کنارے سفر کیا جائے اور گھوم کر اس بستی ...پہنچا جائے۔ چنانچہ وہ درخت سے اُترا اور کنارے کے ساتھ ساتھ ...نا فاصلہ رکھ کر چلنے لگا کہ مگرمچھ اُس پر اچانک حملہ نہ کر سکیں۔

تقریباً ڈیڑھ دو میل تک چلتے رہنے کے بعد، اُسے جھیل کا ...رہ گھومتا ہُوا محسوس ہُوا۔ ڈھائی گھنٹے کے سفر کے بعد، بالآخر وہ ...سری طرف پہنچنے میں کامیاب ہو گیا لیکن بستی ابھی کافی دُور تھی... ...انات، جھیل سے کافی ہٹ کر بنائے گئے تھے۔ یقینی طور پر، اس ...ی کے باشندے بھی مگرمچھوں سے خوف زدہ ہوں گے۔ بہر صورت ...ھوں میں گھری ہُوئی یہ بستی بہت عجیب محسوس ہوتی تھی۔ اُسے ...ی اندازہ نہیں تھا کہ بستی والے، اُس کے ساتھ کیا سلوک کریں گے۔

بہر طور، وہ بستی کی جانب بڑھتا رہا... پھر تھوڑی دیر بعد وہ بستی ...ے پہلے مکان کے قریب پہنچ گیا۔ ایک مخصوص ساخت کے مکانات تھے۔ ...ی دیواریں اُٹھی ہُوئی تھیں اور ان کے اوپر مٹی کے بنے ہُوئے کھپریل تھے... ...امنے بڑے بڑے احاطے تھے جن میں جانور بندھے ہُوئے تھے... پھر بستی ...ے پہلے آدمی نے اُسے دیکھا اور دہشت زدہ انداز میں چیخ پڑا۔ دوسرے ہی ...ے اُس نے ایک طرف چھلانگ لگا دی۔

شیران نے دونوں ہاتھ اُٹھا کر، اُس سے کچھ کہنا چاہا لیکن وہ شخص ...تاً فاناً نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ شیران ایک گہری سانس لے کر آنے والے ...قت کا انتظار کرنے لگا۔ نجانے بستی کے لوگ اُس سے کیا سلوک کریں ...ابھی وہ یہی کھڑا سوچ رہا تھا کہ وہ شخص، دس بارہ آدمیوں کے ساتھ آتا ...دکھائی دیا۔

وہ سب ڈھیلے ڈھالے لبادے پہنے ہُوئے تھے۔ غالباً یہی اُن ...کا لباس تھا۔ زیادہ تر لوگوں کے سر گھٹے ہُوئے تھے۔ ویسے اُن کے بدن... ...تندرست اور توانا نظر آرہے تھے۔ وہ عجیب سی نگاہوں سے شیران کو ...دیکھ رہے تھے۔ شیران، اُن کے تاثرات سے کوئی اندازہ نہیں لگا سکا تھا ...پھر وہ چند قدم آگے بڑھا اور دوسری طرف سے بھی ایک آدمی اپنے ساتھیوں ...کو پیچھے ہٹا کر آگے بڑھ آیا۔

شیران ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیر کر، اُس کے مقابل پہنچ گیا۔ ...تھوڑی دیر تک دونوں ایک دوسرے کو گھورتے رہے... پھر شیران نے ...بستی زبان میں کہا۔ "میں ایک بھٹکا ہُوا انسان ہُوں اور پریشان حالی میں اس طرف نکل آیا ہُوں۔ تم لوگوں کو میری ذات سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ میں یہاں سے کسی بڑی بستی میں جانا چاہتا ہُوں۔ اگر تم مجھے اجازت دو تو یہاں کچھ دیر سستا لوں"۔

شیران کے مُنہ سے اپنی زبان سُن کر، اُن کے چہروں پر اطمینان کے آثار پھیل گئے اور دراز قامت شخص نے مُڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا۔ "یہ دوست ہے، دُشمن نہیں"۔ اور پھر وہ سب جیسے اُس کی بات سے مطمئن ہو گئے۔ تب ایک اور شخص آگے بڑھ کر بولا۔

"ہم، تمھیں، بینگا میں خوش آمدید کہتے ہیں۔ جب تک دل چاہے یہاں رہو اور جب دل چاہے، چلے جانا"۔

"کیا اس بستی کا نام بینگا ہے؟" شیران نے پوچھا۔

"ہاں... یہ ہماری بستی ہے اور ہمارے سردار کا نام ہام ساؤ ہے۔ آؤ، ہم تمھیں اپنی بستی میں لے چلیں"۔ ابھی اُس نے اتنا ہی کہا تھا کہ ایک شخص دوڑتا ہُوا آیا۔ وہ بُری طرح ہانپ رہا تھا۔ قریب پہنچ کر اُس نے دہشت ناک انداز میں کہا۔

"موشاؤ... موشاؤ کو مگرمچھ نے پکڑ لیا ہے"۔

"موشاؤ کو...؟" تمام لوگ چونک پڑے... اور دوسرے ہی لمحے وہ، شیران کو نظر انداز کر کے جھیل کی طرف دوڑ پڑے۔

شیران، اُن کے الفاظ تو سُن چکا تھا۔ ایک لمحے کے لیے اُس نے کچھ سوچا پھر وہ بھی اُن کے عقب میں دوڑ پڑا۔ ان لوگوں کی ہمدردیاں حاصل کرنے کا ایک سُنہرا موقع ہاتھ آگیا تھا۔ چنانچہ وہ بھی اُن لوگوں کے ساتھ دوڑتا ہُوا جھیل پر پہنچ گیا۔ جہاں ایک مگرمچھ، ایک لڑکے کو گھسیٹتا ہُوا، پانی میں لے جا رہا تھا۔ لڑکے کی ٹانگیں، مگرمچھ کے خوفناک جبڑے میں دبی ہُوئی تھیں اور لڑکا بُری طرح ہاتھ چلا رہا تھا... اُس کی دل دوز چیخیں دُور دُور تک سُنائی دے رہی تھیں۔

شیران نے بستی والوں کی طرف دیکھا۔ اُن میں سے ایک کے پاس اُسے خنجر نظر آیا۔ اُس نے لپک کر خنجر، اُس شخص سے چھین لیا۔ جھیل کے کنارے پہنچ کر، اُس نے جُوتے اُتارے اور لباس سمیت پانی میں چھلانگ لگا دی۔ پانی میں غوطہ لگا کر وہ تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ پانی کی سطح پر بڑے بڑے بلبلے اُٹھ رہے تھے جیسے پانی کھول رہا ہو۔ چشم زدن میں وہ مگرمچھ کے قریب پہنچ گیا۔ وہ جانتا تھا کہ مگرمچھ کے کون سے حصے زیادہ نازک ہوتے ہیں۔ چنانچہ دوبارہ غوطہ لگا کر وہ، مگرمچھ کے نیچے پہنچ گیا... اور دوسرے ہی لمحے، لمبا چمک دار خنجر، مگرمچھ کے پیٹ میں پیوست ہو گیا۔ شیران نے برق رفتاری سے ہاتھ کو جھٹکا دیا اور خنجر کا... تیز دھار پھل، مگرمچھ کے پیٹ کو چیرتا ہُوا دوسری طرف نکل گیا۔ شیران نے اسی پر بس نہیں کیا، وہ پوری قوت سے اُس کے نازک حصوں پر

وار کرتا رہا۔

مگر مچھ نے اُس کے پہلے ہی وار پر لڑکے کو چھوڑ دیا تھا اور وہ نیم غشی کے عالم میں جھیل کی سطح پر ہاتھ پاؤں مار رہا تھا۔ چند لمحے بعد شیران جھیل کی سطح پر نمودار ہوا۔ لڑکا، اُس کے بالکل قریب تھا۔ اُس نے لڑکے کو پکڑ لیا اور کندھے پر لاد کر کنارے کی طرف تیرنے لگا۔ یہ سب کچھ آناً فاناً ہُوا تھا اور کنارے پر کھڑے ہُوئے لوگ حیران رہ گئے تھے پھر جب شیران کنارے پر پہنچا تو وہ سب شیران کی مدد کے لیے دوڑ پڑے۔ اُنھوں نے شیران کو بازوؤں سے پکڑ کر اُوپر کھینچ لیا اور کنارے سے دُور ہٹنے لگے کیونکہ بے شمار مگر مچھ، پانی میں تھوتھنیاں نکالے، ان کی طرف بڑھ رہے تھے۔

وہ لڑکے کو بازوؤں میں سنبھالے آگے بڑھ رہے تھے... دو آدمی شیران کو سہارا دیے ہُوئے تھے۔ شیران کنارے پر آ کر اپنے جُوتے پہننا نہیں بھُولا تھا۔ اُن لوگوں کے مُنہ سے عجیب و غریب آوازیں نکل رہی تھیں اور وہ، شیران کی بہادری پر عش عش کر رہے تھے۔ بہرطور وہ، اُسے لیے ہُوئے بستی میں آ پہنچے اور پھر ایک مکان کے سامنے رُک گئے۔

اسی وقت مکان سے، بھاری بدن کا ایک ادھیڑ عُمر شخص نکلا۔ لڑکے کو دیکھ کر، اُس کے حلق سے ایک دل خراش چیخ نکلی اور اُس نے لپک کر لڑکے کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور اُسے دیکھنے لگا۔ لڑکے کی ٹانگ شدید زخمی تھی۔ آنے والوں نے اس شخص کو سارا واقعہ سُنا دیا اور وہ ممنون نگاہوں سے شیران کو دیکھنے لگا پھر آہستہ سے بولا۔

"اس نے مجھ پر احسان کیا ہے۔ یہ میرا مہمان ہوگا۔"

شیران کا مقصد حل ہو گیا تھا... بہرطور، وہ مہمان بنا لیا گیا۔ اگر وہ لڑکا زخمی نہ ہوتا تو شاید اُس کی کچھ اور پذیرائی ہوتی لیکن اس وقت لڑکے کے زخموں کا مسئلہ تھا۔ سب لوگ بھاگ دوڑ کرنے لگے۔ چند جڑی بُوٹیاں پیس کر ایک لیپ تیار کیا گیا جو لڑکے کے زخموں پر لگا دیا گیا۔ جب تک یہ لیپ لگتا رہا، لڑکا بُری طرح تڑپتا رہا... اور پھر لڑکا آہستہ آہستہ پُرسکون ہو گیا۔ بہت سے مرد اور عورتیں وہاں اکٹھے ہو گئے تھے اور وہ کبھی لڑکے کو دیکھ رہے تھے اور کبھی شیران کو۔

جب وہ لوگ، لڑکے کی مرہم پٹّی سے فارغ ہُوئے تو سب کے سب شیران کی طرف متوجہ ہو گئے۔ وہی بھاری بھرکم شخص آگے بڑھا اور شیران کے کندھوں پر ہاتھ رکھ دیے... پھر اُس کی آنکھوں پر بوسہ دے کر، اُس نے آہستہ سے کہا۔

"تم نے مجھ پر احسان کیا ہے، اجنبی دوست! میں ہمیشہ تمھارا غلام رہوں گا۔"

"نہیں، یہ میرا فرض تھا۔" شیران نے جواب دیا۔

"تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو؟"

"اجنبی ہُوں، بھٹکتا ہُوا، اس طرف آ نکلا ہُوں، بس تھوڑا وقت تم لوگوں کے ساتھ گزاروں گا پھر کسی بڑی بستی کی طرف روانہ ہو جاؤں گا۔" شیران نے کہا۔

"تم جب تک چاہو، یہاں رہو۔ اب تم اس بستی میں عرصہ تک میرے مہمان ہو۔ تمھارا لباس بھیگا ہُوا ہے۔ تم یُوں کرو کہ یہ لباس اُتار کر، ہمارا لباس پہن لو اور اپنا یہ لباس خشک کر لو۔"... وہ شخص خود ہی اندر گیا اور پھر ویسا ہی ایک لبادہ لے آیا جیسا یہاں کے لوگ پہنے ہُوئے تھے۔ شیران نے ایک گوشے میں جا کر لباس تبدیل کر لیا وہ لبادہ پہن کر دوبارہ اُن لوگوں کے درمیان آگیا۔ وہ اُن کے بارے میں باتیں کر رہے تھے اور لڑکے کے باپ سے اس اجنبی مہمان کے بارے میں استفسار کر رہے تھے... اور وہ اُنھیں بتا رہا تھا وہ خود بھی اس مہمان کو نہیں جانتا جس نے بستی والوں پر ایک احسان کر ڈالا ہے۔ شیران کی خاطر مدارت کے بعد، اُسے ایک آرام گاہ میں پہنچا دیا گیا۔

دوسری صبح بڑی خوش گوار تھی۔ یہ شاید یہاں کی آب و ہوا کا اثر تھا کہ شیران خود کو بہت زیادہ ہشاش بشاش محسوس کر رہا تھا۔ لڑکے کا باپ اب بھی اُس کی خدمت کے لیے حاضر تھا۔ شیران نے اُس سے اس بستی اور آس پاس کے علاقوں کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کیں۔ سونگا نامی ایک نوجوان نے اُسے پیش کش کی کہ وہ بڑی بستی کی جانب جانے والی شاہراہ تک اُسے چھوڑ آئے گا۔ اس بڑی بستی کا نام داتا نگ تھا۔ داتا نگ کے علاقے کے بارے میں شیران کو زیادہ معلومات حاصل نہیں ہو سکیں۔ بہرطور، لڑکے کے باپ نے انتہائی اصرار کر کے، شیران کو ایک دن کے لیے اور روک لیا۔

شیران بھی آرام کرنے کی غرض سے رُک گیا۔ اُس نے سوچا کہ سفر تو کرنا ہی ہے، کیوں نہ ایک آدھ دن اور سستا لیا جائے۔ اس کے بعد بستی کے لوگوں سے اُس کی گفتگو ہونے لگی۔ بینگا بستی، مگر مچھوں کی بستی تھی۔ مگر مچھ کو مقامی زبان میں بینگا کہا جاتا ہے۔ سونگا اور دوسرے لوگ، اُسے، بستی اور مگر مچھوں کے بارے میں بہت سی باتیں بتاتے رہے، چھوٹی چھوٹی کہانیاں، جو اس بستی کے لوگوں کے لیے ایک لوک حیثیت رکھتی تھیں۔

یہ رات بھی شیران نے پُرسکون گزاری اور دوسری صبح جب اُس نے جانے کا فیصلہ کیا تو لڑکے کے باپ نے اس کو ایک گھوڑا اور کھانے پینے کا کچھ سامان پیش کرتے ہُوئے عاجزی سے کہا۔

"یہ کچھ چیزیں قبول کر کے ہمیں خوش ہونے کا موقع دو۔ تم نے میرے بیٹے کی جان بچا کر میرے گھر کا چراغ روشن رکھا۔"

شیران گھوڑے کی ضرورت محسوس کر رہا تھا۔ کھانے پینے کا سامان بھی سفر کے لیے ضروری تھا۔ البتہ گھوڑے کے حصول کے بعد، اُس نے سونگا کو ساتھ لے جانا ضروری نہیں سمجھا۔ بستی والے، اُسے اُس کچی... شاہراہ تک چھوڑنے آئے تھے جو داتا نگ کی طرف جاتی تھی۔ شیران نے اُن لوگوں سے داتا نگ کے بارے میں معلومات حاصل کرنی چاہیں لیکن وہ بے چارے اس سے بالکل لاعلم تھے۔ اُن کی دُنیا بڑی محدود تھی۔ یہاں وہ اپنے ہی مسائل سے نبرد آزما رہتے تھے اور باہر کی دُنیا سے اُن کا کوئی تعلق نہیں تھا۔ بہرطور، شیران گھوڑے پر سوار ہو کر چل پڑا۔

تھوڑی دُور تک گھوڑا دُلکی چلتا رہا اور جب بستی والے بہت پیچھے رہ گئے تو شیران نے گھوڑے کو ایڑ لگا دی۔ تندرست اور توانا، سدھایا ہُوا وہ گھوڑا، تیز رفتاری سے دوڑ رہا تھا۔ اُس کا قد بھی بہت اُونچا تھا۔ شیران کو ایسے گھوڑے بہت پسند تھے۔

اس وقت، اُس کا ذہن خیالات کی آماجگاہ بنا ہُوا تھا۔ اس بار صُورتِ حال واقعی ایسی تھی جسے وہ ابھی تک نہیں سمجھ پایا تھا۔ آخر اُس کے دُشمنوں نے اُسے، بنکاک سے کیوں ہٹا دیا؟ اس ویرانے میں کیوں چھوڑ دیا؟ اگر وہ چاہتے تو بے ہوشی ہی کے عالم میں اُسے قتل کر کے سمندر میں پھینک سکتے تھے۔ اب شیران کو یقین ہو گیا تھا کہ لنڈنا کے پرس میں وہ تحریر اسی کے لیے چھپائی گئی تھی جس میں گرین وڈ کی نشان دہی کی گئی تھی۔ گویا اُن لوگوں نے سنڈنا کو اُس کے لیے چارہ بنایا تھا... اور پھر پولیس والوں کے ذریعے اُسے لانچ تک پہنچایا گیا تھا اور دُودھ میں بے ہوشی کی دوا ملا کر، اُسے اُس ویرانے میں پہنچا دیا گیا تھا۔ سارے معاملات اُلجھا دینے والے تھے۔

ابھی وہ چار پانچ میل ہی کا سفر طے کر پایا تھا کہ دفعتہً بائیں سمت سے اُسے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سُنائی دی اور پھر اندھا دُھند گولیاں چلنے لگیں لیکن ان گولیوں کا رُخ، اُس کی طرف نہیں تھا۔ اُس نے ایک دم باگیں کھینچ لیں۔ یہ گولیاں کس پر برسائی جا رہی ہیں؟ اس نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ اس وقت وہ ایک درّے میں تھا اور اُس کے دونوں جانب اُونچے اُونچے پہاڑی ٹیلے تھے۔ گولیاں برسانے والے اگر اس درّے میں پہنچ جاتے تو وہ بہ آسانی گولیوں کا شکار ہو سکتا تھا۔

دوسرے ہی لمحے شیران نے گھوڑے کو تیز رفتاری سے دوڑانا شروع کر دیا۔ تھوڑی دُور جا کر درّہ ختم ہو گیا اور بلندی شروع ہو گئی۔ بلندی پر پہنچ کر اُس نے گھوڑے کو بائیں سمت میں موڑ دیا۔ گولیوں کی آواز سے اُسے اندازہ ہو گیا تھا کہ گولیاں برسانے والے دائیں سمت میں ہیں۔ اُوپر پہنچ کر اُس نے سب سے پہلے گھوڑے کو ایسی جگہ لے جانا چاہا جہاں وہ پناہ لے سکے... پھر جب وہ ایک ٹیلے کی آڑ میں پہنچ گیا تو اُس نے گھوڑے کی لگامیں چھوڑ دیں اور گھوڑے سے اُتر کر ٹیلے پر آ پہنچ گیا... پھر بائیں سمت دیکھنے لگا لیکن اُسے کچھ نظر نہ آیا۔ گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز بھی سُنائی نہیں دے رہی تھی۔

ابھی وہ صُورتِ حال پر غور کر ہی رہا تھا کہ دفعتہً عقب سے گولیاں چلنے لگیں اور اس بار شیران کا گھوڑا، ان کی زد میں آ گیا۔ گھوڑے کو کئی گولیاں لگی تھیں اور وہ ہنہناتا ہُوا ایک سمت میں بھاگ اُٹھا۔

شیران جلدی سے ٹیلے سے چپک گیا تھا۔ اُس نے پانچ، چھ گھڑ سواروں کو دیکھا جو ایک سوار کا تعاقب کر رہے تھے اور اُس پر گولیاں برسا رہے تھے... لیکن اُس کی وجہ سے شیران مصیبت کا شکار ہو گیا تھا۔ گھوڑے کے بغیر سفر کرنا انتہائی مشکل کام تھا۔ وہ پریشانی کے عالم میں اپنے گھوڑے کو دیکھنے لگا جو تھوڑے فاصلے پر گر پڑا تھا اور اب دم توڑ رہا تھا۔ شیران بہرطور کسی نہ کسی طرح اس تک پہنچا۔ اُس نے مرتے ہُوئے گھوڑے کی پُشت سے وہ سامان کھول لیا جو لڑکے کے باپ نے زادِ راہ کے طور پر دیا تھا... سامان کا بنڈل اُٹھائے وہ اسی ٹیلے کی آڑ میں ہو گیا جہاں تھوڑی دیر قبل اس نے قیام کیا تھا۔ ٹیلا اس طرح کا تھا کہ اس کا سایہ بن رہا تھا اور یہ سایہ شیران کو شدید دھوپ سے بچانے کا باعث بنا۔ وہ ٹیلے کے سائے میں بیٹھ کر آرام کرنے لگا۔ یہ نئی اُفتاد پڑی تھی اس پر۔ اب اگر بستی کا رُخ کرتا تو چار یا پانچ میل کا فاصلہ طے کرنا پڑتا اور اگر داتا نگ ہی کا سفر کرتا تو اندازہ نہیں کیا جا سکتا تھا کہ یہ طویل سفر کب ختم ہو۔ ان ویرانوں میں بھی زیادہ وقت نہیں گزارا جا سکتا تھا۔ بہرطور تیز دھوپ میں یہ تھوڑا سا سایہ بڑا غنیمت تھا وہ سمٹا بیٹھا رہا۔ سورج کا سفر جاری رہا۔ گھوڑے سوار پتہ نہیں کون تھے اور کس پر گولیاں برسا رہے تھے بہرطور یہ یہیں کا کوئی مسئلہ ہو گا۔ ویسے کم از کم وہ اس بستی کے باشندے بھی نہیں معلوم ہوتے تھے جس سے گزر کر شیران یہاں پہنچا تھا۔ تو کیا اور کوئی چھوٹی بستی بھی قریب میں موجود ہے؟ اس نے سوچا۔ اب تو سفر کرنا ہی تھا جہاں بھی جا نکلے، واپس اس پگڈنڈی تک پہنچنا بھی دوبھر محسوس ہو رہا تھا۔ اُس نے یہیں شام کرنے کا فیصلہ کر لیا اور پھر سائے میں ایک پتھر پر سر رکھ کر لیٹ گیا۔ شام کو چار بجے کے قریب وہ اُٹھا۔ تھیلے میں سے کھانے پینے کا سامان نکالا۔ پیٹ کی آگ بُجھائی، پھر چھاگل سے پانی کے چند گھونٹ لیے جو دھوپ کی وجہ سے بالکل گرم ہو گیا تھا۔ اس کے بعد اُس نے یہ جگہ چھوڑ دی، دھوپ میں اب وہ تمازت نہیں رہی تھی۔ وہ پتھروں کے درمیان سے گزرتا ہُوا واپس اسی پگڈنڈی پر آ گیا جسے ان لوگوں نے شاہراہ کا نام دیا تھا۔ اور کچی شاہراہ تھی۔ یہ بھی، بہرطور وہ اس پر داتا نگ کی طرف بڑھتا رہا۔ شام تیزی سے جھک رہی تھی اور شیران رات ہونے سے قبل کوئی ایسی

جگہ تلاش کر لینا چاہتا تھا جہاں رات گزار سکے، اب اس کے علاوہ اور کوئی چارۂ کار نہیں تھا کہ وہ داتا نگ تک پیدل ہی سفر کرے، چنانچہ اُس نے رفتار تیز کر دی اور پھر جب رات کے دُھندلکے ماحول پر اُترے تو وہ ایک اور درّے میں تھا، درّے میں قیام کرنے کے بجائے اُس نے بلندیوں پر پہنچ کر ایک پہاڑی ٹیلے کو اپنا مسکن بنایا۔ رات کی تاریکی میں وہ اس ٹیلے کا صحیح طور پر جائزہ نہیں لے سکا تھا تاہم اُس کے اُوپر کا حصّہ ایسا تھا کہ اس پر لیٹا جا سکے۔ اس نے ہاتھ ہی سے اُس سطح کو صاف کیا اور اپنے لیے بیٹھنے کی جگہ بنالی۔ اس پر کاہلی سی طاری ہو رہی تھی۔ تھوڑی دیر وہ بیٹھ کر اِرد گرد کی فضا کو دیکھتا رہا۔ چھوٹے چھوٹے پہاڑی ٹیلے تا حدِ نگاہ پھیلے ہوئے تھے اور علاقہ خاصا بنجر اور چٹیل نظر آتا تھا، بہر طور اس اُکتا دینے والے سفر سے اُسے کوفت ہونے لگی تھی لیکن کیا کیا جا سکتا تھا سفر تو کرنا ہی تھا۔ بنکاک میں جتنا پُر آسائش وقت گزر چکا تھا۔ اس نے اُس سے وہ صفات چھین لی تھیں جو پہاڑوں میں رہتے وقت اس میں موجود تھیں۔ اس وقت کوئی بھی صعوبت اس کے لیے صعوبت نہیں ہوتی تھی بلکہ وہ اس سے پوری طرح لطف اندوز ہوتا تھا۔ سطحِ زمین پر لیٹے لیٹے یہ خیال اُس کے ذہن میں آیا تو وہ چونک پڑا۔ پھر اُس نے اپنی کیفیات کا جائزہ لیا اور اُسے اس بات پر خاصا دُکھ ہوا کہ اس میں یہ تبدیلی پیدا ہو گئی ہے، یہ تبدیلی تو زندگی کے اختتام کی جانب اشارہ کرتی ہے، ہرگز ایسا نہیں ہونا چاہیے، جب تک زندہ ہوں اسی انداز میں جیوں گا جیسے جیتا رہا ہوں، یہ کاہلی میرے ذہن میں نہیں رہنی چاہیے۔ مجھے اتنا ہی بامشقت رہنا چاہیے جتنا میں تھا، ابھی تو زندگی کا طویل سفر طے کرنا ہے اگر اسی طرح کاہلی طاری ہو گئی تو پھر کسی تاریک گوشے میں پناہ لینا ہی مناسب ہوگا اور ایسا مناسب گوشہ کوئی تاریک قبر ہی ہو سکتی ہے اس نے ایک دم سے فیصلہ کر لیا کہ کل کا سفر آج کی بہ نسبت تیز رکھا جائے گا اور انتہائی کوشش کی جائے گی کہ داتا نگ کا فاصلہ کم ہو سکے لیکن اس کے لیے رات کو پُرسکون رہنا بہت ضروری تھا۔ خوراک کے تھیلے سے اُس نے پھر چند چیزیں نکال لیں اور اُنہیں کھانے کے بعد پانی کے دو گھونٹ پی کر آرام سے لیٹ گیا۔

رات پوری طرح جھک آئی تھی اور آسمان پر ستارے چمکنے لگے تھے، وہ ان ستاروں کو دیکھتا رہا۔ دفعتاً تھوڑے سے ہی فاصلے پر اُس نے ایک ہلکی سی آواز سنی اور وہ چونک کر اس طرف دیکھنے لگا۔ ہلکی ہلکی روشنی پھوٹ رہی تھی۔ یہ روشنی ایک بڑے ٹیلے کے پیچھے سے آ رہی تھی۔ وہ حیرت سے چونک پڑا۔ اُسے ایک بار پھر افسوس ہوا کہ اس کے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہے وہ چاقو جو اُس نے بستی کے ایک شخص سے لیا تھا اسی کو واپس کر دیا تھا۔ روانہ ہوتے وقت یہ خیال بھی نہ رہا کہ وہاں سے کوئی ایسا ہتھیار لے لیتا جو کہ راستے میں کام آ سکتا۔ بے چارے میزبان نے اُسے کھانے پینے کی چیزیں تو دے دیں لیکن یہ خیال اس کے ذہن میں بھی نہ آیا ہو گا۔ بہر طور شیران روشنی کو دیکھنے کے بعد بھلا ٹیلے پر کہاں ٹک سکتا تھا۔ وہ دبے پاؤں نیچے اُترا سامان کا تھیلا اُس نے اسی ٹیلے پر چھوڑ دیا تھا اور پھر روشنی کی سمت میں چلنے لگا۔ مدھم مدھم روشنی ٹیلے کے عقب میں سے آ رہی تھی۔ وہ ٹیلے کے پیچھے پہنچ گیا اور دُوسری طرف کی آہٹیں لینے لگا۔ پانی گرنے کی سی آوازیں آ رہی تھیں اور پھر ہلکے ہلکے سانسوں کی بازگشت بھی اس کے کانوں میں گونجنے لگی۔ وہ حیران تھا کہ دُوسری طرف بھی کوئی ایک ہی شخص معلوم ہوتا تھا لیکن یہاں اس ویرانے میں کسی کا وجود اس کے لیے حیرتناک تھا۔ تھوڑی دیر تک تو وہ انتظار کرتا رہا۔۔۔ اُدھر سے آہٹیں مسلسل آ رہی تھیں۔ بالآخر شیران کو اطمینان ہو گیا کہ دُوسری طرف جو کوئی بھی ہے اکیلا ہے اور یقیناً کوئی جانور نہیں ہے چونکہ جانور روشنی نہیں کیا کرتے وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھا اور ٹیلے کے بالکل سامنے آ گیا۔ ٹیلے کے عقب میں ایک غار کا دہانہ تھا اور یہ روشنی اسی غار سے پھوٹ رہی تھی لرزتی ہوئی ہلکی روشنی، وہ چند ساعت انتظار کرتا رہا، اس کے بعد وہ غار کے دہانے کے قریب پہنچ گیا، سامنے ہی ایک مشعل دیوار میں اُڑسی ہوئی نظر آ رہی تھی اور روشنی کے نیچے اُس نے جو منظر دیکھا۔ اُس نے اُسے ایک لمحے کے لیے مبہوت کر دیا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس ویرانے میں کوئی ایسا منظر دیکھ سکے گا۔ ایک ایسی حسین عورت تھی جس کے چہرے کی چمک دمک کے سامنے مشعل کی روشنی ماند تھی۔۔۔ انتہائی خوبصورت اور متناسب بدن پر وہ گیروے رنگ کا مخصوص لباس پہنے تھی جو اس کے بدن پر چپکا ہوا تھا اور اس کی بڑی بڑی آنکھیں بند تھیں اور دونوں ہاتھ چہرے کے سامنے جُڑے ہوئے تھے شاید وہ عبادت کر رہی تھی، لیکن یہاں اس ویرانے میں، ناممکن! اس ویرانے میں کسی کا زندہ رہنا بھی ناممکن ہے شیران حیرت سے کھڑا، اُسے دیکھتا اس کے بارے میں سوچتا رہا، اُس نے اُس کی عمر کا اندازہ لگایا چوبیس پچیس سے زیادہ کی نہ ہو گی، لیکن قد و قامت بے حد شاندار تھا، چہرے سے بھی یہ اندازہ نہیں ہوتا تھا کہ مقامی ہے بلکہ اس کا رنگ بتاتا تھا کہ کسی یورپین ملک کی باشندہ ہے یا پھر کسی ٹھنڈے علاقے کی، خد و خال انتہائی دلکش تھے جن کو ایک بار دیکھنے کے بعد نگاہ ہٹانا انتہائی مشکل تھا اور پھر خاص طور سے اس پُر اسرار ماحول میں وہ کچھ اور حسین نظر آ رہی تھی۔ شیران کھڑا ہوا اُسے دیکھتا رہا۔

اُس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس منظر پر یقین کرے یا نہ کرے، بالآخر اُس کی اپنی فطرت میں اتنا زیادہ تحیّر شامل نہیں تھا چنانچہ اُس نے زور سے پتھر پر قدم مارا اور غار میں بیٹھی ہوئی اپسرا نے آنکھیں کھول دیں۔

ان آنکھوں کی دلکشی بھی بیان سے باہر تھی۔ بڑی بڑی حسین آنکھیں جن میں بجلیاں سی تڑپتی محسوس ہوتی تھیں وہ آنکھیں شیران کو دیکھ رہی تھیں، پھر اُس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اُس نے جُڑے ہوئے ہاتھ نیچے گرا لیے۔ پھر بولی۔

"اندر آ جاؤ۔ کیوں کھڑے ہو؟"

شیران جھک کر غار میں داخل ہو گیا۔ غار کشادہ اور صاف ستھری تھی شاید پورے ٹیلے کی وسعت میں پھیلی ہوئی تھی۔ ایک سمت کچھ سامان بھی رکھا ہوا تھا۔ شیران نے غار کا جائزہ لینے کے بعد دوبارہ لڑکی کی طرف دیکھا اور بولا۔ "تم کون ہو اور یہاں اس غار میں کیا کر رہی ہو؟"

"میں راہبہ ہوں اور عبادت کر رہی تھی۔"

"اس ویرانے میں!"

"ہاں یہ ویرانے ہی میرا مسکن ہیں۔ یہاں میں سکون سے عبادت کرتی ہوں۔" اُس نے جواب دیا۔ اُس کی آواز میں بلا کی کھنک تھی۔ پھر اُس نے بڑے اعتماد سے غار کے دہانے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ "آؤ۔ باہر کھلی ہوا، کھلا آسمان ہے۔ ہم ٹیلے پر بیٹھ کر باتیں کریں گے۔"

اور شیران اس کے ساتھ باہر نکل آیا۔

چاند نکل آیا تھا اور یہ پُر اسرار چاندنی، اُن ٹیلوں کو عجیب سحر خیز شکل میں پیش کر رہی تھی یوں لگتا تھا جیسے چاروں طرف سفید قبریں بکھری پڑی ہوں۔ اس طلسمی منظر میں حسین لڑکی درحقیقت کوئی آسمانی مخلوق لگ رہی تھی۔ اس کے لمبے بال ہوا سے اُڑ رہے تھے۔ شیران ٹیلے پر بیٹھ گیا۔

"میں تمہاری عبادت میں مخل تو نہیں ہوا؟" اس نے پوچھا اور لڑکی کے دانت چمک اُٹھے۔ موتیوں جیسی چمک تھی ان کی۔ شیران اُس کی شخصیت سے بے حد متاثر ہوا تھا۔

"کوئی بات نہیں ہے۔ اگر تمہیں اس طرح سے کوئی فائدہ حاصل ہو جائے تو یہ بھی عبادت ہے!"

"میں اگر یہ روشنی نہ دیکھتا تو شاید اس طرف نہ آتا۔"

"میں نے یہ روشنی تمہارے لیے کی تھی۔"

"کیا مطلب؟" شیران چونک پڑا۔

"ہاں مجھے علم تھا کہ تم ان ٹیلوں کے درمیان تنہا رات گزار رہے ہو، یقیناً یہ تنہا رات تمہیں ناگوار گزرتی اس لیے یہ میرا فرض تھا۔"

"گویا تم نے مجھے دُور سے دیکھ لیا تھا۔"

"ہاں۔ مَیں نے تمہیں بہت دُور سے دیکھ لیا تھا۔" اُس نے پُر اسرار سے انداز میں کہا۔

"کتنی دُور سے؟"

"کیا بتاؤں کتنی دُور سے۔ یہاں سے تم تصوّر کر لو۔" وہ ایک بار پھر مسکرا دی۔ شیران گہری نگاہوں سے اُسے دیکھ رہا تھا پھر بولا۔

"میں اب بھی کچھ نہیں سمجھا۔"

"جو نہ سمجھو، مجھ سے پوچھ لو۔"

"تم نے مجھے کتنی دُور سے دیکھا تھا؟"

"میں نے تمہیں ان پہاڑوں میں دیکھا جہاں تمہارا گاؤں تھا جہاں تمہاری ماں رہتی تھی جہاں تمہارے دوست رہتے تھے۔"

"اوہ تو کیا تم قبائلی ہو؟"

"ہاں میرا تعلق ہر قبیلے سے ہے۔ ہر جگہ سے میرا تعلق ہے۔"

لڑکی کی آواز میں ایک عجیب سی کیفیت تھی۔

"دیکھو لڑکی۔ تم مجھے بہت پسند آئی ہو۔ اتنی کہ میں تمہارا احترام کرنے لگا ہوں۔ مَیں نے ساری زندگی کسی کا احترام نہیں کیا۔ اس احترام کو قائم رہنے دو۔"

"مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہو تو میں معافی چاہتی ہوں۔"

"تمہاری غلطی یہ ہے کہ تم نے ابھی تک مجھے اپنے بارے میں نہیں بتایا۔ تم میرے گاؤں اور اس کے پہاڑوں کے بارے میں کیا جانو۔ صاف گفتگو کے بجائے تم اُلجھی ہوئی باتیں کیوں کر رہی ہو؟"

"اوہ۔ قہوہ بناؤں تمہارے لیے؟" اُس نے مسکرا کر پوچھا۔

"ممکن ہے؟"

"ہاں۔ یہ میری دُنیا ہے، میں نے یہاں زندہ رہنے کے انتظامات کر رکھے ہیں۔" وہ بولی اور اپنی جگہ سے اُٹھ گئی۔ شیران عقب سے اُسے دیکھتا رہا تھا۔ پاگل کر دینے والا سراپا تھا۔ درحقیقت ان چٹانوں میں وہ بھی پتھر سے تراشی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ کیا یہ انسان ہے؟ یہ سوال شیران کے ذہن پر مسلط ہو گیا۔

تھوڑی دیر کے بعد وہ واپس آ گئی۔ اس کے ہاتھوں میں مٹی کے دو پیالے تھے جن سے قہوے کی سوندھی لپٹ اُٹھ رہی تھی۔ اُس نے ایک پیالہ شیران کے سامنے رکھ دیا۔ شیران نے ہاتھ بڑھایا اور پھر ایک دم اس کا ہاتھ رُک گیا۔ وہ مشتبہ نظروں سے لڑکی کو گھورنے لگا اور وہ آہستہ سے ہنس پڑی۔

"کیوں۔ تم ہنسی کیوں؟"

"تم اسے بھی دُودھ کی بوتلیں سمجھ رہے ہو؟" اُس نے کہا اور

شیران کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ درحقیقت اُس کے ذہن میں اس وقت یہی خیال آیا تھا۔ پھر اس کا ہاتھ بے اختیار اپنی کمر کی طرف گیا لیکن یہ غیر اختیاری حرکت تھی۔ وہ خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گیا۔

"پستول نہیں ہے تمھارے پاس لیکن اس کی ضرورت بھی کیا ہے۔ میں عورت ہوں، تم مجھے گردن دبا کر بھی مار سکتے ہو۔" اس بار بھی شیران حیران رہ گیا تھا، چند لمحات وہ اُسے دیکھتا رہا پھر پھیکے سے انداز میں ہنس پڑا۔

"تم بہت ذہین ہو۔ اعضا کی جنبش سے مقصد سمجھ لیتی ہو۔ بہرحال میں ایک بار پھر اعتراف کرتا ہوں کہ میں تم سے مرعوب ہو گیا ہوں۔"

"اس رُوئے زمین پر تم کسی سے مرعوب نہیں ہو سکتے شیران۔ قہوہ پیو اس میں کوئی خراب آور دوا شامل نہیں ہے۔ میں ہمیشہ سچ بولتی ہوں۔"

"اب میں زیادہ حیرت کا اظہار نہیں کروں گا۔ تم نے میرا نام لے کر مجھے پکارا ہے جبکہ میں نے تمھیں اپنا نام نہیں بتایا۔" اُس نے قہوے کا پیالہ اُٹھا کر اُس کے چند گھونٹ بھرے اور اُسے دوبارہ زمین پر رکھ دیا۔

"میں نے تم سے کہا تھا کہ میں، تمھیں بہت دُور سے دیکھ رہی ہوں۔ وہاں سے، جہاں تم پہاڑوں میں مُنہ زور گھوڑے کی مانند... زندگی گزارتے تھے۔ میں نے تمھیں اس وقت بھی دیکھا تھا جب تمھاری بے گناہ ماں کو قتل کر دیا گیا تھا اور تم نے انتقام کے طور پر ایک وحشیانہ کھیل کھیلا تھا۔ کون کون سی کہانی سُنو گے؟"

شیران ششدر رہ گیا تھا۔ پھر اس نے آہستہ سے کہا۔ "تم کون ہو؟"

"ایلا ہے میرا نام۔ راہبہ ہوں، بہت چھوٹی سی عمر میں پہاڑوں کی یہ زندگی اپنا لی تھی۔ اب یہ چٹانیں میری دوست ہیں، ہواؤں سے میری شناسائی ہے۔ یہ ہوائیں مجھے دُور دُور کی کہانیاں سناتی ہیں انسانوں سے دُور ہوں لیکن یہ مجھے انسانوں کی کہانیاں سناتی ہیں۔"

"انھی ہواؤں نے تمھیں میری کہانی سنائی۔" شیران نے سوال کیا۔

"ہاں۔"

"میں نہیں مانتا۔"

"ہاں۔ شیران اس کے علاوہ کوئی حقیقت نہیں ہے میں جھوٹ نہیں بولتی۔"

"ہواؤں نے تمھیں صرف میری کہانی سنائی تھی؟"

"نہیں۔ تم اس طرف آرہے تھے۔ انھوں نے مجھے تمھارے بارے میں بتایا اور پوری کہانی سنا دی۔"

"گویا تم میرے بارے میں سب کچھ جانتی ہو۔"

"شاید کچھ ایسی باتیں بھی ہوں جو ہواؤں نے مجھے نہ بتائی ہوں میں دعویٰ نہیں کرتی۔"

"تم جو کوئی بھی ہو بہت پُراسرار ہو۔ میرے دشمنوں کے بارے میں بھی جانتی ہو؟"

"دشمنوں سے مجھے نفرت ہے۔ ان پہاڑوں میں صرف دوستوں کا ذکر کرو۔"

"تو مجھے میرے کسی دوست کے بارے میں بتاؤ۔"

"کیا پوچھنا چاہتے ہو۔؟"

"کوئی دوست ہے میرا اِس دنیا میں؟"

"ہاں کم از کم ایک، دوست وہ ہوتا ہے جو باعمل ہو، زبانی دوستی فریب ہوتی ہے۔"

"میرا باعمل دوست کون ہے؟"

"وہ جس نے تمھیں ایک نئی زندگی دی ہے۔ جس نے تمھیں نئی دُنیا دکھائی ہے۔"

"اس کا نام اور بتا دو اس کے بعد تمھیں تسلیم کروں گا اور کوئی سوال نہیں کروں گا؟"

"وعدہ۔؟" وہ مسکرا کر بولی۔

"ہاں وعدہ؟"

"میں یہ بھی جانتی ہوں کہ چٹانوں کے شیران کا وعدہ بھی چٹان کی مانند ہے۔ میں نے مارلینو کے بارے میں کہا تھا۔" ایلا نے کہا اور شیران کی زبان بند ہو گئی۔ اس کے بعد کوئی سوال بیکار تھا۔

"اگر یہ سوال ہو تو تم اس کا جواب نہ دینا۔ میں نے تمھارے انوکھے علم کو تسلیم کر لیا ہے لیکن یہ علم تمھیں کہاں سے ملا؟" شیران نے تھوڑی دیر کے بعد کہا۔

"زندگی بھر کی یہی کمائی ہے۔ ہواؤں کی دوستی پر زندہ ہوں ورنہ اِن ویرانوں میں مر گئی ہوتی۔"

"اس علم کے حصول کے لیے ساری زندگی کسی غار میں بسر کرنی پڑتی ہے؟" شیران نے بڑی معصومیت سے پوچھا۔ اور ایلا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔ اس نے ہنستے ہوئے شیران کو دیکھا اور بولی۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ کیا تم چلّہ کشی کرنا چاہتے ہو؟"

"اوہ نہیں۔ میں خود کو اس کا اہل نہیں پاتا لیکن میں شاید زندگی میں دوسری بار متاثر ہو رہا ہوں۔"

"دوسری بار۔؟"

"ہاں۔" تم مارلینو کا نام لے چکی ہو۔ پہلی بار میں اس وقت متاثر

ہوا جب میں نے چاروں ہاتھ پاؤں سے محروم شخص کو ہزاروں ہاتھ پاؤں کے ساتھ دیکھا اور دوسری بار میں تمھارے اس علم سے متاثر ہوا ہوں۔"

"سچے ہو۔؟" ایلا نے عجیب سے لہجے میں کہا۔

"ہاں وعدہ کر چکا ہوں۔ سچ بول رہا ہوں۔"

"میرے بارے میں بہت سے سوالات کر چکے ہو۔ مجھے اپنے بارے میں بتاؤ گے؟"

"اب مجھ سے میرے بارے میں کیا پوچھو گی۔ سب کچھ تو تم جانتی ہو۔"

"مایوس کر دو گے مجھے۔؟" اس نے دُکھ سے کہا۔

"لیکن اس کی ضرورت کیا ہے، کیا تمھیں سب کچھ نہیں معلوم۔" شیران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں مجھے سب کچھ نہیں معلوم۔"

"میرا خیال تو اس سے مختلف ہے۔"

"کیا۔؟"

"تمھیں میرے بارے میں مجھ سے زیادہ معلومات حاصل ہیں۔"

"نہیں شیران۔ میرا علم میرا معاون ہے۔ اس نے مجھے تمھارے آنے کی اطلاع دی۔ میں نے پوچھا تم کون ہو۔ اس نے کہا شیران۔ اور مجھے شیران کے بارے میں چند باتیں معلوم ہو گئیں۔ میں اس سے جو سوال کرتی ہوں مجھے جواب مل جاتا ہے۔ لیکن تمھارے بارے میں تم سے کچھ معلوم کرنے کی خواہش اب بھی دل میں ہے۔"

"ایلا۔" دفعتاً شیران نے کہا۔ "کیا تم پوری زندگی ان پہاڑوں میں گزار دو گی؟"

"ہاں۔ میری دنیا اب یہی ہے۔"

"شادی بھی نہیں کرو گی۔" شیران نے عجیب سے لہجے میں پوچھا اور ایلا کی آنکھوں کی کیفیت بھی بدل گئی۔ وہ شیران کے لہجے کی معصومیت میں کھو گئی تھی۔ وحشی صفت انسان کے اس سوال میں ایک انوکھا تاثر تھا۔ وہ دنیا کے ہر شخص کے لیے درندہ تھا۔ لیکن جس کی برتری اس نے تسلیم کر لی اُس کے سامنے وہ ایک معصوم بچہ بن گیا تھا۔

"یہ سوال کیوں کیا تم نے۔؟" وہ مسکرا کر بولی۔

"بس ایسے ہی۔"

"کوئی بھی خیال بس ایسے ہی ذہن میں نہیں آتا۔" وہ آہستہ سے بولی اور شیران چٹائی پر لیٹ گیا۔ ایلا اس سے زیادہ دور نہیں تھی۔ وہ چمکدار آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"بس ایسے ہی پوچھ لیا تھا۔ کوئی خاص بات نہیں۔"

"مجھے اپنی زندگی کی کہانی نہیں سناؤ گے۔" وہ نرم لہجے میں بولی۔ شیران پگھل رہا تھا۔ بڑی مختلف کیفیت ہو رہی تھی اس کی۔ اور بڑا سرور مل رہا تھا اس کیفیت سے۔

"کوئی کہانی نہیں ہے میری زندگی میں۔ کچھ بھی نہیں ہے۔ ہوش سنبھالا تو چٹانوں کے درمیان ماں تھی، بابا تھے، پھر بابا نہیں رہے۔ انھیں شیروں نے ہلاک کر دیا تھا۔ شیروں سے دشمنی ہو گئی۔ بڑا ہُوا تو جنگلی جانوروں سے جنگ کرتا رہا۔ دل کھول کر بدلا لیا ان سے۔ ہمدردی کے جذبے تھے، بندوق کی گولیاں اور زندگی پُرآسائش تھی۔ ماں تھی جس کی عزت کرتا تھا اور کوئی نہ تھا۔ جانوروں کے علاوہ کسی سے دشمنی نہیں تھی۔ لیکن ایک پاگل خان نے انسانی خون سے آشنا کر دیا اور اس کی چاٹ لگ گئی پھر بابا کے مزار پر ماں کو قتل کر دیا گیا۔ اور ماں کی جدائی کے بعد جی چاہا کہ ساری دنیا کو سُلا دیا جائے۔ دوستوں نے مشورے دیئے اور میں نے بادشاہ خان کی عزت کا جنازہ نکال دیا۔ اس نے اپنے بھائی فیروز خان کی موت کا بدلہ لینے کے لیے ماں کو قتل کر دیا تھا۔ میں نے بھی اُس کی آبرو پر ہاتھ ڈالا اور ایسا انتقام لیا کہ اس کے اجداد کی روحیں بھی قبروں سے نکل بھاگی ہوں گی۔ بڑا لطف رہا۔ ماں نہ رہی تھی قبیلے میں بھی سارے خود غرض تھے وہاں سے نکل بھاگا۔ کابل پہنچا وہاں بھی کچھ دلچسپ واقعات پیش آئے۔ پھر کسی نامعلوم منزل کی طرف چل پڑا۔ کوئی مقصد نہیں تھا زندگی کا اور ایسے ہی بے مقصد سفر کے دوران وہ بوڑھا راہب جس کا نام یاتان بروما تھا۔ وسیع پہاڑوں میں صرف تین انسان تھے، بروما اس کا آقازادہ لوتھر جسے اس نے گوسان بنا دیا تھا اور جو بے زبان تھا اور یاتان کی بیٹی سدھا طی، گوسان نے خودکشی کر لی۔ بروما مر گیا اور اس کی بیٹی۔ وہ بعد میں بنکاک پہنچ گئی میں اس کا دشمن ہوں۔ اسے قتل کرنے کی شدید خواہش ہے میرے دل میں لیکن۔ میں جانتا ہوں کہ اُسے بھی مارلینو کی پشت پناہی حاصل ہے اور وہ وہیں پوشیدہ ہے۔"

شیران کہہ رہا تھا۔ "لیکن تایان بروما کے نام پر ایلا بُری طرح چونکی تھی۔ اُس کی آنکھوں میں شدید حیرت کے آثار نظر آ رہے تھے لیکن شیران اپنی رو میں بول رہا تھا۔

"اگر مارلینو نہ ملتا تو نہ جانے میری زندگی کا کیا رُخ ہوتا لیکن اُس نے مجھے سنبھال لیا اور میں اُس سے متاثر ہوں، میں نے بنکاک میں اُس کے مخالفوں کو ختم کر دیا اور اُس کے دیرینہ دشمنوں میں سے ایک کو ہلاک کر دیا میں اُس اپاہج کا مشن پورا کرنے کا پابند ہوں۔ اور بس یہ میری کہانی ہے۔"

ایلا خاموشی سے اُسے دیکھ رہی تھی اُس کی آنکھوں میں عجیب سے تاثرات تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ شیران کی کہانی سن ہی نہ رہی ہو، بلکہ کہیں اور دیکھ رہی ہو۔

شیران نے گردن اٹھا کر اُسے دیکھا اور بولا۔ "کیا سوچ رہی ہو تم۔؟" ایلا چونک پڑی، پھر مسکرا دی۔

"تم نے مجھے پہاڑوں کی اس وادی میں پہنچا دیا جہاں شیروں کے شیر شیران نے جنم لیا تھا۔"

"میں نے سوچا شاید تمھیں میری کہانی سے کوئی دلچسپی نہیں محسوس ہوئی۔" شیران بولا۔

"نہیں شیران۔ تمھاری کہانی انوکھی ہے۔ تم ایک آئیڈیل انسان ہو، بے حد انوکھے۔"

"ایلا۔ مارلینو کے بعد تم دوسری شخصیت ہو جسے تسلیم کیا ہے میں صرف تمھارے علم سے متاثر ہوں۔"

"صرف علم سے۔" ایلا دلکش مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔ اور شیران چونک کر اسے دیکھنے لگا۔ پھر بولا۔

"تم بے حد خوبصورت ہو۔ اتنی خوبصورت کہ میں نے اب تک اتنی حسین لڑکی نہیں دیکھی۔ لیکن عورت میری منزل نہیں ہے، اس کا حسن مجھے متاثر نہیں کر سکتا۔"

"گوسان نے خودکشی کیوں کی تھی۔؟" ایلا نے پوچھا۔

"گدھا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ میں سدھاشی کو چاہتا ہوں۔"

"تم نہیں چاہتے تھے؟"

"ہرگز نہیں۔"

"پھر اس کے دشمن کیوں بن گئے۔؟"

"وہ... بہت خود سر تھی۔ مجھے اس سے نفرت ہے۔"

"کہاں ہے وہ۔؟" ایلا نے پوچھا۔

"پتہ ہوتا تو اب تک اس کی لاش کہیں سڑ رہی ہوتی۔"

"تمھارے پاس نہیں تھی۔؟"

"نہیں۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ بنکاک ہی میں ہے اور مارلینو اس کا سرپرست ہے۔"

"ہاں۔ وہ پہاڑوں سے میرے ساتھ ہی آئی تھی۔ وہاں تنہا رہ رہی تھی میں نے اُسے کشتی میں بٹھا لیا۔ پھر ہم مارلینو کے پاس پہنچے اور مارلینو نے اُسے وہاں بنکاک بھجوا دیا۔"

"تم سے اتنی دشمنی کیوں ہو گئی؟" ایلا نے پوچھا اور شیران اُسے اس بارے میں تفصیل بتانے لگا۔

"ایک بات اور بتاؤ، شیران! یہ مارلینو کیا چیز ہے؟"

"ایک حیرت انگیز انسان جسے اپاہج کر دیا گیا تھا لیکن جس نے لاکھوں انسانوں کی قوتیں حاصل کر کے خود کو تسلیم کرایا اور آج وہ بنکاک میں ... ایک بہت بڑا مقام رکھتا ہے۔"

"اس کی نگاہوں میں تمھاری کیا حیثیت ہے؟"

"میں نہیں جانتا۔ بس اس نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ میں اس کا مشن پورا کروں گا۔"

"اور وہ مشن کیا ہے؟"

"ان آٹھ آدمیوں کا قتل، جنھوں نے اسے اپاہج کیا تھا۔"

"وہ کون لوگ ہیں؟"

"اپنے علم سے معلوم کر لو۔ میں جواب دیتے دیتے تھک گیا ہوں۔" شیران نے کہا اور ایلا ہنسنے لگی۔

"نیند آ رہی ہے؟"

"نہیں، بس اب کوئی جواب دینے کو دل نہیں چاہتا۔"

"اس طرف کیسے آ نکلے؟"

"اپنے دشمنوں کی تلاش میں۔" شیران بولا۔

"میں نہیں سمجھی۔" ایلا نے کہا۔ لیکن اسی وقت شیران اچھل کر بیٹھ گیا اس کی آنکھیں ایلا پر جمی ہوئی تھیں۔ ایلا چونک کر اسے دیکھنے لگی۔ "خیریت؟" اس نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"تم مجھ سے اتنی باتیں کیوں کر رہی ہو۔ کیا احساس ہے تمھارے دل میں میرے لیے۔"

"یہ سوال کیوں کر رہے ہو؟"

"جواب دو۔"

"تم مجھے پسند آئے ہو، اچھے انسان ہو۔"

"میرے لیے کچھ کر سکتی ہو؟"

"ہاں کیوں نہیں۔"

"تو اپنے علم کو آواز دو۔ مجھے میرے پُراسرار دشمن کے بارے میں بتاؤ۔ ان کی نشان دہی کرو۔ اگر تم یہ نہ کر سکیں تو میرا تم سے کوئی تعلق نہ رہے گا۔"

"اوہ۔" ایلا آنکھیں بند کر کے ہنسنے لگی۔ پھر اس نے آنکھیں نہ کھولیں۔ شیران خاموشی سے اس کی شکل دیکھتا رہا تھا۔ جب ایلا ایک منٹ تک کچھ نہ بولی تو وہ بُرا سا منہ بنا کر بولا۔

"نیند آ گئی شاید تمھیں لیکن ایلا نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ بدستور آنکھیں بند کیے رہی تھی۔ شیران کو غصہ آ گیا۔

"میں کہتا ہوں نیند آ رہی ہے تو جاؤ اپنے جھٹ میں چلی جاؤ، یہاں کیوں سو رہی ہو۔ میں بھی سونا چاہتا ہوں۔" شیران نے غصیلے انداز میں کہا اور ایلا نے مسکرا کر آنکھیں کھول دیں۔

"میں سو نہیں رہی تھی تم نے مجھ سے کہا تھا کہ میں اپنے علم کو آواز دوں، تم نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر میں نے تمھیں تمھارے دشمنوں کے بارے میں کچھ نہ بتایا تو میرا تم سے کوئی تعلق نہیں رہے گا میں تمھارے ہی لیے چلی گئی تھی۔"

"چلی گئی تھیں۔" شیران تعجب سے بولا۔

"ہاں۔"

"مگر میں تو تمھیں دیکھ رہا ہوں۔"

"بہت معصوم ہو، جتنے چالاک بنتے ہو اتنے معصوم بھی ہو۔" ایلا ہنس کر بولی۔

"دیکھو پہیلیاں نہ بجھاؤ مجھے، جب کوئی بات میرے ذہن میں اٹک جاتی ہے تو دوسری باتیں مجھے اچھی نہیں لگتیں۔ میں نے تم سے درخواست کی تھی کہ مجھے میرے دشمنوں کے بارے میں بتاؤ۔ یہ تمھارے لیے اعزاز ہے لڑکی۔ شیران نے کبھی اپنے دشمنوں کے بارے میں کسی دوسرے سے سوال نہیں کیا۔ خود ہی انہیں تلاش کیا اور چُن چُن کر انھیں قتل کر دیا سمجھیں تم؟ میں نے پہلی بار تم سے ایک بات کہی تھی اور تم مجھے ٹال رہی ہو۔"

"ٹال کہاں رہی ہوں معصوم انسان۔"

"تو پھر آنکھیں کیوں بند کر لی تھیں؟"

"میں تمھارے دشمنوں کی تلاش میں گئی تھی۔" ایلا نے جواب دیا اور شیران کے چہرے پر پہلی بار حیرت کے آثار نمودار ہو گئے۔

"گویا تم... گویا تم۔" شیران دلچسپی سے بولا۔

"ہاں میرے علم کا سفر جاری تھا۔ میں جاننا چاہ رہی تھی کہ تم اپنے کون سے دشمنوں کی تلاش میں ہو۔ تمھارے تو بے شمار دشمن ہیں شیران، پہاڑوں کے رہنے والے بادشاہ خان، فیروز خان کے نو بیٹے جن کا سربراہ نعمان خان ہے۔"

شیران اچھل پڑا۔ اس نے بے اختیار ایلا کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اس کے ہاتھ میں بے پناہ تپش تھی۔ "تو کیا نعمان خان... اوہ ایلا تو... ہمیشہ ساتھ رکھنے کے قابل ہے۔"

"اور بھی بہت سے... وہ جنھیں تم نے نقصان پہنچایا ہے۔ گری تھاؤ گاؤچی کے گروہ کے چند لوگ اب بھی زندہ ہیں۔"

"تو... تو کیا وہ لوگ...؟"

"نہیں۔ شاید تمھیں ان دشمنوں کی تلاش ہے جنھوں نے پہلے تم پر ایک مضافاتی بستی میں حملہ کیا۔ جن کی تلاش میں تم ایک جوڈو کراٹے کے اڈے میں داخل ہوئے تھے۔"

"ہاں... ہاں میں اُنھی کی بات کر رہا ہوں۔" شیران پُرجوش لہجے میں بولا۔

"پھر وہ لڑکی جس نے تمھاری کار میں بم رکھا تھا۔ یا وہ جس سے پہاڑوں میں تمھاری جنگ ہوئی تھی۔"

"بالکل ٹھیک۔"

"وہ جنھوں نے تمھیں لانچ پر پہنچایا اور جن کی وجہ سے تم ان پہاڑوں میں آئے۔" ایلا نے کہا۔

"اب میرا دماغ پھٹ جائے گا۔ تیرا علم سچا ہے۔"

"تو جو کچھ میں کہوں گی اسے مانو گے؟"

"اب تو میں آنکھیں بند کر کے تمھاری ہر بات مانوں گا میرا وعدہ ہے۔" شیران بولا۔

"تو پھر تم صحیح جگہ پہنچے ہو شیران۔ یہاں رہو، چند روز آرام کرو، تمھارے دشمن تمھاری تلاش میں یہاں آئیں گے۔ میں تمھیں آگاہ کر دوں گی اور تم انھیں پا لو گے۔ یہ میرا وعدہ ہے۔"

شیران اسے گھورنے لگا پھر بولا۔ "ٹھیک ہے ایلا میں انتظار کروں گا۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں انتظار کروں گا۔"

"اس اعتماد کا شکریہ شیران۔ اگر تم چاہو تو اسی چٹان پر سو جاؤ اور اگر دل چاہے تو غار میں چلے جاؤ۔ میں تمھارے آرام کا بندوبست کر دوں گی۔ یہ تمھاری مرضی پر منحصر ہے کہ جہاں چاہو سو جاؤ۔"

"تم کہاں جا رہی ہو؟" شیران نے پوچھا۔

"میری عبادت کا وقت ہے اور عبادت کے وقت براہ کرم تم میرے مشاغل میں خلل اندازی مت کرنا۔ میں تم سے التجا کرتی ہوں اگر تم نے ایسا کیا تو ہم دوست نہ رہ سکیں گے۔ عبادت میری زندگی ہے۔ اور جب بھی میں اس سے منحرف ہوئی موت کا شکار ہو جاؤں گی۔ براہ کرم مجھے پریشان مت کرنا۔"

"نہیں نہیں، میں تم جیسی دوست کو کھونا نہیں چاہتا میرے لیے یہ چٹان ہی بہتر ہے۔" شیران نے جواب دیا اور ایلا نے اپنے خوبصورت ہاتھ سے اس کا چوڑا ہاتھ پکڑا اور اسے گرمجوشی سے دبایا۔ "صبح کو ہماری ملاقات ہو گی۔" شیران نے گردن ہلا دی۔

ایلا اپنی جگہ سے اٹھی اور شیران عجیب سی نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا۔ اس وقت تک جب تک کہ ایلا غار میں داخل نہ ہو گئی۔ اس کے بعد شیران چٹان پر لیٹ گیا۔ اس نے دونوں ہاتھ سر کے نیچے رکھ لیے تھے اور اس کی نگاہیں آسمان پر ٹکے ہوئے تاروں پر گڑی ہوئی تھیں۔

ایلا غار میں پہنچ گئی، اس کے چہرے پر عجیب و غریب تاثرات پھیلے ہوئے تھے۔ غار میں پہنچ کر اس نے وہ کھال سرکائی اور اس پر دو زانو بیٹھ گئی اس نے دونوں ہاتھ جوڑ کر آنکھیں بند کر لیں تقریباً آدھا گھنٹہ اسی طرح گزر گیا اس کے بعد وہ بے آواز اپنی جگہ سے اٹھی اور بلی کی طرح چلتی ہوئی غار کے دہانے سے باہر آ گئی۔ بڑی احتیاط سے اس نے ٹیلے پر دیکھا کروٹ لیے لیٹے ہوئے شیران کی گہری گہری سانسیں بتا رہی تھیں

کہ وہ سوگیا ہے۔ ایلا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ پھر وہ آہستہ سے بولی۔ "یہ بے حد دلکش، بڑا انوکھا۔ ایسا جسے نظرانداز نہ کیا جاسکے۔" اس کے بعد وہ اندر چلی گئی اور پھر وہ اس جگہ پہنچی جہاں اس کا سامان رکھا ہُوا تھا۔ سامان سے اس نے ایک چوکور بکس نکالا اور اس کے بٹن آن کرنے لگی۔ تھوڑی دیر کے بعد بکس میں سے آوازیں سنائی دینے لگیں پھر ایک آواز اُبھری:

"نائٹ سروس۔"

"کون ہے۔"

"فورٹی ایٹ۔"

"ہیلو سر۔۔۔ ایڈنا ڈمپل بول رہی ہے۔"

"کہو ایڈنا۔"

"اب تک کامیاب ہُوں۔ میں اسے بڑی کامیابی کے ساتھ بار تم لے آئی ہُوں اس وقت وہ میرے پاس ہے۔"

"گڈ۔۔۔ آگے کہو۔"

"کوئی خاص بات نہیں۔ بس ایک اضافہ ہے جسے نوٹ کیا جائے۔"

"ہاں کہو۔"

"مارلینو بھی اسی کے ذریعے قریب ہو سکتا ہے۔ اس سے بہتر ذریعہ دوسرا نہیں ہوگا۔ اس طرح اس کی شخصیت ہمارے لیے بے حد کارآمد ہوگئی ہے میں چاہتی ہُوں اس کے تحفظ کا بہترین بندوبست کیا جائے۔"

"نوٹ کرلیا گیا۔"

"عمل بھی ضروری ہے۔"

"تم بے فکر رہو۔ اس وقت وہ تمھارے پاس ہے؟"

"ہاں، میں اسے تین چار دن تک روک سکتی ہوں۔ اس سے زیادہ اسے روکنا میرے لیے ممکن نہیں ہوگا۔"

"یہ تم کہہ رہی ہو ایڈنا۔"

"ایک حقیقت ہے جسے کہہ دینا غلط نہیں ہے۔" ایڈنا نے خشک لہجے میں کہا۔

"بچاس گھنٹے کے اندر اندر عمل ہو جائے گا۔"

"او کے۔ رخصت۔" ایڈنا نے کہا اور ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔ چند لمحے بعد پھر اس نے ایک نئی فریکوئنسی سیٹ کی اور انتظار کرنے لگی یہاں بھی اسے زیادہ انتظار نہ کرنا پڑا۔ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی تو اس نے کہا۔ "کنگ کو بُلاؤ۔ ایڈنا بول رہی ہے۔"

"یس میڈم۔" جواب ملا اور پھر چند لمحات کے بعد دوسری طرف سے کنگ کی آواز سُنائی دی۔

"میری دوست، میری زندگی۔"

"کنگ۔ آدھی رات کا تحفہ قبول کرو۔ ایک ایسی خبر جس پر تم یقین نہیں کرو گے۔"

"جلدی کہو۔" کنگ کی آواز اُبھری۔

"تمھارا شکار انوکھی معلومات کا خزانہ ہے۔ تمھارا ایک بہت بڑا خاندانی مسئلہ حل ہونے والا ہے۔"

"ایڈی۔۔۔ ایڈی جلدی کہو کیا کہنا چاہتی ہو؟"

"یاتان بروما یاد ہے؟" ایڈنا نے کہا اور دوسری طرف خاموشی چھا گئی۔ ایک منٹ گزر گیا اور کوئی آواز نہ اُبھری۔ "ہیلو۔" تھوڑی دیر کے بعد ایڈنا نے کہا۔

"گھاؤ بخ۔" کنگ کی آواز میں غراہٹ تھی۔

"وہ مر چکا ہے۔ لوتھر روتھ مین بھی مر چکا ہے۔ لیکن یاتان کی بیٹی زندہ ہے اور۔۔۔"

"گھاؤ بخ۔" کنگ غرایا۔

"وہ بنکاک میں ہے۔"

"نہیں۔" کنگ کی آواز میں بھیڑیے کی سی غراہٹ تھی۔

"اس کا قیام نامعلوم ہے۔ مارلینو کے زیر سایہ ہے لیکن مارلینو خود گانگ ہُو میں رہتا ہے۔"

"ایڈنا۔ ایڈنا۔ میں پاگل ہو جاؤں گا۔ ایڈنا مجھے اس کا پتہ درکار ہے۔ اس کو حاصل کرنے سے قبل میں اور کوئی کام نہ کر سکوں گا۔"

"کنگ۔ حواس میں رہو۔ کل رات، دو بجے میرے پاس آجاؤ، میں انتظار کروں گی۔ ہم بہتر مشورہ کر سکیں گے کنگ۔ اس کے خلاف کیا تو خود ذمّہ دار ہو گے۔"

گوشت بُھننے کی خوشبو تھی جو بار بار شیراں کی ناک میں گھس کر اُسے پریشان کر رہی تھی۔ بالآخر اُس نے آنکھیں کھول دیں۔ سر پر کھُلا آسمان تھا۔ بادل چھائے ہُوئے تھے۔ پرندوں کی ڈاریں، قطار کی شکل میں پرواز کرتی ہُوئی جا رہی تھیں۔۔۔ منظر بے حد خوش گوار تھا لیکن بھُنے ہُوئے گوشت کی خوشبو۔۔۔ وہ کہنیوں کے بل اُٹھا اور نتھنے پھُلا پھُلا کر خوشبو سونگھنے لگا۔

خوشبو کہیں دُور سے آرہی تھی۔ اُس نے دُور دُور تک نگاہیں دوڑائیں لیکن کوئی اندازہ نہیں ہو سکا۔۔۔ پھر وہ اُٹھ بیٹھا۔ سب کچھ یاد آگیا تھا۔ چند لمحوں بعد وہ ٹیلے سے نیچے آگیا۔ غار کے دہانے پر کھڑے ہو کر، اُس نے ہانک لگائی۔

"ایلا! کیا تم ابھی تک سو رہی ہو؟"

"نہیں۔۔۔ اندر آجاؤ۔" ایلا کی دلکش آواز اُبھری اور وہ غار میں داخل ہو گیا۔ ایلا اپنے سامان سے کوئی چیز نکال رہی تھی۔ اُس نے مُسکراتے ہُوئے شیراں کی طرف دیکھا۔ "صبح خیزی کے عادی ہو، یہ اچھی بات ہے۔"

"نہیں، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ گوشت کی خوشبو کہاں سے آرہی ہے؟"

"میں نے تو نہیں محسوس کی۔"

"باہر نکل کر سونگھو۔ اسی خوشبو نے مجھے جگایا ہے۔"

"اوہ۔۔۔ اچھا، دیکھوں تو سہی۔" ایلا نے کہا اور غار سے نکل آئی۔ خوشبو، ہَوا کے جھونکوں کے ساتھ آرہی تھی۔ ایلا نے گردن ہلائی۔ اُس کی نظریں، آسمان کی طرف اُٹھ گئیں۔ چند لمحوں تک وہ خلا میں دیکھتی رہی پھر بولی۔

"وہ بُرے لوگ ہیں، لٹیرے، جو بستیوں کو تاراج کرتے ہیں، انسانوں کا قتلِ عام کرتے ہیں۔ غالباً انھوں نے کسی ٹیلے کے دامن میں پڑاؤ ڈالا ہے۔"

"اوہ۔۔۔ لیکن وہ جو حرکت کر رہے ہیں، وہ میرے لیے بالکل ناقابلِ برداشت ہے۔" شیراں بولا۔

"کیا مطلب۔۔۔؟"

"بھُنے ہُوئے گوشت کی خوشبو۔۔۔ بہت عُمدہ ہے۔"

"ان ٹیلوں کے درمیان پہاڑی بکرے مِل جاتے ہیں یہاں سے تھوڑے فاصلے پر جنگل ہے، جس میں ایک۔۔۔ جھیل بھی موجود ہے۔ ان لوگوں کو یہاں سے نِکل جانے دو۔ اس کے بعد تم اپنا شوق پُورا کر لینا۔"

"مگر میں بھوکا ہُوں۔"

"میں تمھارے لیے ناشتہ تیار کرتی ہُوں، میرے پاس پنیر، مکھن اور خشک ڈبل روٹی بھی ہے، عُمدہ قہوے کے ساتھ لُطف دے جائے گی۔" ایلا بولی۔

"پانی بھی ہے۔۔۔؟"

"ہاں، ایک بڑا برتن موجود ہے تم ہاتھ مُنہ دھو سکتے ہو۔"

"کیوں نہ ان لٹیروں کو لُوٹا جائے۔" شیراں مُسکرا کر بولا اور ایلا سنجیدہ ہوگئی۔

"میں، تمھیں روکنے کا حق تو نہیں رکھتی لیکن یہ تمھارے حق میں بہتر نہ ہوگا۔ تمھیں اس سے نقصان پہنچے گا۔ یہ میری پیش گوئی ہے۔"

"بھُنے ہُوئے ایک سالم بکرے کے لیے بڑے سے بڑا نقصان اُٹھایا جا سکتا ہے۔" شیراں نے ہنستے ہُوئے کہا۔۔۔ ایلا کی آنکھوں میں پریشانی کے ہلکے سے آثار اُبھر آئے۔

"میں، تمھیں اس کی اجازت نہیں دے سکتی۔" وہ بھاری لہجے میں بولی۔

شیراں پھر ہنس پڑا۔ "میری ماں نے ساری زندگی مجھے شکار کی اجازت نہیں دی لیکن میری ساری زندگی شکار میں گزری ہے۔ اس کے بعد اجازت کا رجسٹر ہمیشہ کے لیے بند ہوگیا۔ اس کا دوبارہ کھُلنا۔۔۔ مجھے پسند نہ ہوگا۔"

"اب تک تو تم میرے احترام کی باتیں کرتے رہے تھے۔" ایلا شکایتی لہجے میں بولی۔

"میں اب بھی اس سے انکار نہیں کر رہا ہُوں۔۔۔ لیکن اب میں زیادہ انتظار نہیں کر سکتا ورنہ وہ لوگ بھُنے ہُوئے بکرے کھا پی کر برابر کر دیں گے۔" شیراں نے کہا اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

ایلا نے کچھ کہنا چاہا لیکن پھر خاموش ہو گئی۔ دوسرے ہی لمحے وہ غار کی طرف دوڑی۔ اُس نے جلدی سے اپنے سامان میں سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اُس پر کسی کو کال کرنے لگی۔

"ہیلو، بلیک فورس۔۔۔ بلیک فورس، ہیلو۔۔۔ ہیلو۔"

چند لمحے بعد دوسری طرف سے آواز سُنائی دی۔۔۔ "یس، فورٹی تھری۔۔۔"

"کہاں ہو، تم لوگ؟ پوزیشن بتاؤ۔"

"اوہ، میڈم! یہ آپ ہیں، سوری۔۔۔ ہم گرینی کردم کے کنارے موجود ہیں۔"

"اوہ، فورٹی تھری! پوائنٹ فور پہنچو۔ وہ لُٹیروں کے ایک گروہ سے جا ٹکرایا ہے۔ براہِ کرم جلدی کرو کہیں اُسے نقصان نہ پہنچ جائے۔"

"او۔ کے، میڈم!" دوسری طرف سے جواب ملا اور ایلا نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا پھر وہ بے چینی سے باہر نِکل آئی اور ٹیلے پر چڑھنے لگی۔ شیراں کا کہیں پتہ نہ تھا۔ وہ چاروں طرف نظریں دوڑانے لگی۔ بھُنے ہُوئے گوشت کی خوشبو اب بھی آرہی تھی۔۔۔ پھر ایک طرف سے اُسے دھُوئیں کی ہلکی سی لکیر اُٹھتی ہُوئی نظر آئی۔ اب وہ کچھ سوچ بھی نہ پائی تھی کہ دفعتہً فائر کی آواز پہاڑیوں میں گُونج اُٹھی۔ ایلا جلدی سے وہیں اوندھی لیٹ گئی۔

اُس کے بعد تو گویا طوفان آگیا۔ زبردست فائرنگ ہو رہی تھی اور پہاڑیاں، ان آوازوں کو زبردست بنا کر پیش کر رہی تھیں۔ ایلا پریشان سی لیٹی رہی۔ اس سلسلے میں وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ گرینی کردم نامی جھیل پہاڑیوں سے دُور جنگل میں تھی اور وہاں سے یہاں تک

پہنچنے میں اچھا خاصا وقت لگتا۔
اس وقت صورتِ حال، اُس کے قابو سے باہر ہوگئی تھی تقریباً دس منٹ تک فائرنگ ہوتی رہی اور پھر یک لخت آوازیں تھم گئیں اور ایک دم سناٹا چھا گیا۔

ایلا چند لمحوں تک اُسی طرح لیٹی رہی پھر اُٹھ بیٹھی۔ اُس کی بے چین نگاہیں اُسی سمت لگی تھیں جدھر اُس نے دھوئیں کی لکیر اُٹھتی دیکھی تھی۔

مزید دس پندرہ منٹ گزر گئے اور پھر دفعتہً ایلا کا دل دھک سے رہ گیا۔ ٹیلے کے عقب سے سیاہ رنگ کا ایک قدآور گھوڑا نمودار ہوا تھا۔ گھڑسوار نے لکڑی کا ایک لمبا سا ڈنڈا سنبھال رکھا تھا اور اُس پر ایک بھنا ہوا بکرا لٹک رہا تھا۔

ایلا خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گئی۔ اُس نے شیران کو پہچان لیا تھا جو کامیاب و کامران واپس آرہا تھا۔ نہ جانے کیوں، ایلا کو زندگی میں پہلی بار، اپنے بدن میں کپکپاہٹ کا احساس ہوا۔ اُسے پتھروں کے دَور کا انسان یاد آگیا۔ جو غذا کے حصول کے لیے درندوں سے بھی بدتر ہوجاتا تھا۔ اس وقت بھی گھوڑے پر وہی انسان نظر آرہا تھا۔ کیا یہ شخص قابلِ تسخیر ہے؟ کیا اسے اپنے پروگرام کے مطابق کنٹرول کیا جاسکتا ہے؟'

گھوڑا آن کی آن میں اس کے نزدیک پہنچ گیا۔ شیران نے اُسے ٹیلے پر کھڑے دیکھ لیا تھا۔

تہے، ایلا... بکرا... ہاہاہا... کیا تم اس لذیذ خوراک میں میرے ساتھ شامل نہ ہوگی؟"

ایلا کے نزدیک پہنچ کر وہ، گھوڑے سے کود گیا۔ وزنی بکرا، اُس کے ہاتھوں میں بے وزن ہوگیا تھا۔ ایلا کی آنکھوں میں عجیب سے تاثرات اُبھر آئے۔ پسندیدگی کے تاثرات۔ وہ مسکراتی نظروں سے اُسے دیکھ رہی تھی۔

شیران نے بکرا ایک صاف ستھری چٹان پر رکھ دیا۔ اور بندوق چٹان سے ٹکا دی پھر ایلا کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔ "قصور اُن کا تھا۔ اگر وہ، میرا حصہ نکالنا منظور کرلیتے تو..." شیران نے ایک لمبا سا خنجر نکالا اور اُس سے گوشت کا ایک ٹکڑا کاٹ کر ایلا کی طرف بڑھا دیا... لیکن ایلا پیچھے ہٹ گئی۔

"میں راہبہ ہوں۔"
"گوشت نہیں کھاؤ گی؟"
"نہیں..."
"ٹھیک ہے۔" شیران نے گوشت کے ٹکڑے کو اپنے دانتوں سے اُدھیڑنا شروع کردیا۔ ایلا کو اُس کے اس انداز میں بھی بھیڑیوں جیسی وحشت نظر آئی تھی۔

"ایک بار پہلے بھی ایسا ہی ہوا تھا۔" وہ کلائی سے ہونٹ صاف کرتا ہوا بولا۔

"کیا ہوا تھا؟" ایلا نے پوچھا۔

"پہاڑوں میں تپسیا کرنے والے یاتان بردما کی بیٹی' ایک راہب کی بیٹی تھی لیکن میں نے اُس کی رہبانیت چھین لی۔"

"اوہ... وہ کس طرح؟" ایلا نے دلچسپی سے پوچھا۔

"اُسے گوشت کھلا کر۔" شیران ہنس پڑا۔

"بھلا وہ کیسے؟"

"بس، میں نے شکار کیا اور اُسے گوشت پیش کردیا۔"

"اور اُس نے کھا لیا؟"

"ہاں..."

"اس کی کوئی وجہ تو ضرور ہوگی، شیران؟"

"ممکن ہے، رہی ہو... میں نے اس پر غور نہیں کیا۔"

"بقول تمہارے، گونگا گوسان اُس سے عشق کرتا تھا... اور اُس نے خودکشی کرلی۔"

"ہاں..." شیران اسی انداز میں بولا۔

"تمہاری رقابت کا شکار ہوکر؟"

"گدھا تھا... مجھ سے بات کرلیتا تو یہ نوبت نہ آتی۔"

"تم سدھاشی کو پسند نہیں کرتے؟"

"مجھے اور دوسرے بہت سے کام ہیں۔"

"اُس نے بھی تم سے اظہارِ عشق نہیں کیا؟"

"اے، ایلا! تم کیا فضول باتیں لے بیٹھیں۔ مجھے گوشت کھانے دو۔" شیران نے کہا... اور ایلا مسکراتی رہی۔

تھوڑی دیر بعد شیران فارغ ہوگیا۔ اُس نے پانی پیا اور چاروں طرف دیکھنے لگا۔

"کیوں، اب کیا سوچ رہے ہو؟"

"بہت سی باتیں..." شیران نے گہری سانس لے کر کہا۔

"مثلاً..."

"تمہارے علم پر مجھے اعتبار ہے' ایلا! تم نے مجھے وہ باتیں بتائی ہیں جو کوئی دوسرا نہیں بتا سکتا تھا... اور جسے ایک بار میں سچا سمجھ لیتا ہوں، اُسے کبھی جھوٹا نہیں سمجھتا۔ مجھے بتاؤ، میرے دشمن کب تک یہاں پہنچ جائیں گے۔ میں طویل انتظار نہیں کرسکتا۔"

"میرا علم کہتا ہے کہ تم بہت جلد اُن سے ملو گے۔"

"میں اب اُن سے ملاقات کے لیے بے چین ہوں۔ اب تو میرے پاس بندوق بھی آگئی ہے۔"

"وہ ضرور پہنچیں گے، شیران! اور میں، تمھیں اُن کی آمد سے بہت پہلے آگاہ کردوں گی، اطمینان رکھو۔ ویسے تمھیں، سدھاشی کا دل، اس طرح نہیں توڑنا چاہیے تھا۔"

"کیوں...؟"

"بہرحال وہ، تم سے پیار کرتی تھی۔"

"تو اس میں میرا کیا قصور تھا؟"

"قصور تو پیار کرنے والوں کا بھی نہیں ہوتا۔"

"لیکن اس کا ذمے دار کون ہے؟"

"دِل..."

"اوہ گوشت کا یہ لوتھڑا مظلوم ہے۔ مجھے کبھی کبھی دل کی باتیں سن کر بہت ہنسی آتی ہے۔"

"کیوں...؟"

"ڈیئر، ایلا: بدن کے اور بھی تو بہت سے اعضا ہوتے ہیں۔ جگر، پھیپھڑے، گردے... دل ہی کو ہر غلطی کا ذمے دار کیوں قرار دیا جاتا ہے۔ آخر دماغ بھی تو ہے جو سوچتا ہے۔"

"یہ بات نہیں ہے، شیران! دماغ سنجیدہ ہے اور دل سرکش۔ وہ نادان ہے، دماغ کی بات نہیں مانتا۔"

"یہ کام گردے کیوں نہیں کرتے؟"

"کیونکہ وہ اس قدر حساس نہیں ہوتے۔"

"بکواس، حماقت... یہ سراسر الزام ہے... کسی نے کبھی دل کو مچلتے دیکھا ہے؟"

"دل مچلتا ہے، شیران! بعض اوقات بُری طرح مچلتا ہے۔"

"مجھے نیند آرہی ہے۔" شیران جماہی لے کر بولا۔

"میرا خیال ہے، رات کو تم سکون کی نیند سوئے ہو۔" ایلا چونک کر بولی۔

"بس آرہی ہے۔ شاید دل سونا چاہتا ہے۔" شیران نے کہا اور ایلا ہنس پڑی۔

"تم مانو یا نہ مانو، شیران! یہ سب حرکتیں دل ہی کی ہوتی ہیں۔ بہرطور، سو جاؤ۔ دھوپ ٹیلے پر پھیل چکی ہے۔ غار بالکل ٹھنڈا ہوگا۔"

"بس، بس... جب نیند آنے لگے تو ہر جگہ بہتر ہوتی ہے۔ تم اپنے مشاغل میں مصروف رہو اور علم کی چوٹی پر بیٹھ کر دنیا کو پرکھتی رہو۔" شیران نے کہا اور غار میں داخل ہوگیا۔

ایم اے راحت کے قلم سے
پرواز
ایک محبِ وطن کی انوکھی اور دلچسپ داستان۔ جو نہ جانے کیا کیا خواب لیکر اپنے وطن آیا مگر؟
قیمت -/۴۰
ڈاک خرچ -/۲۰
ناشر: علمی میاں پبلی کیشنز عزیز مارکیٹ اردو بازار لاہور۔ فون ۷۲۴۷۴۱۴

ایلا عقب سے اُسے دیکھتی رہی تھی... پھر اُس نے ایک طویل سانس لے کر، اُس چٹان کو دیکھا جہاں گوشت رکھا تھا۔ وہ وہیں موجود تھا البتہ بندوق، شیران اپنے ساتھ لے گیا تھا۔

ایلا، شیران کی شخصیت پر غور کرنے لگی۔ درحقیقت، اس میں اور کسی وحشی جانور میں کوئی فرق نہ تھا۔ کھائے ہوئے شکار کو درندے بھی اسی طرح چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔

جُوں جُوں وہ، شیران کی شخصیت پر غور کرتی' اُسے اپنے اندر عجیب سی کیفیت بیدار ہوتی محسوس ہوتی۔ اگر یہ شخص دیوانہ نہ ہوتا تو بڑی عظیم شخصیت کا مالک ہوتا... لیکن اُس کی یہ دیوانگی ہی تو اُس کی شخصیت کا حُسن تھا۔

ایلا نے اِدھر اُدھر دیکھا... نزدیک پڑے ہوئے خنجر سے گوشت کا ایک ٹکڑا کاٹا پھر اُسے لے کر ٹیلے کے دوسری طرف چلی گئی۔ اور گوشت چبا چبا کر حلق سے اُتارنے لگی۔ دفعتہً اُسے اپنے عقب میں ہلکی سی آہٹ محسوس ہوئی۔ اُس نے چونک کر پیچھے دیکھا۔ دو آدمی اُسی کی جانب آرہے تھے۔ ایلا نے اُن کی شکلیں دیکھیں اور ایک گہری سانس لے کر دوبارہ گوشت کھانے میں مصروف ہوگئی۔

آنے والے اُس کے سامنے آکر تھوڑے فاصلے پر رُک گئے پھر اُن میں سے ایک نے گردن خم کرکے، اُسے تعظیم دی۔

"ہُوں... کیا بات ہے؟" ایلا نے پوچھا۔

"میڈم! ہم، آپ کی ہدایت کے مطابق پہنچے تھے لیکن ہمیں وہاں کوئی آواز سنائی نہیں دی۔ البتہ سامنے والے ٹیلے کے عقب میں پانچ لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔ انھیں گولی مار کر ہلاک کیا گیا ہے۔ آپ جانتی ہیں کہ وہ لوگ کون ہیں؟"

"نہیں، میں نہیں جانتی... لیکن بہرطور وہ، شیران کے شکار ہیں۔"

"اُن میں ایک سیبرا ہے۔ اس علاقے کا خطرناک ترین شخص، جس نے پہاڑی بستیوں پر تباہی نازل کر رکھی تھی۔ سیبرا اور اس کے چاروں ساتھی، موت کے پیغامبر سمجھے جاتے تھے۔ کیا درحقیقت انھیں

صرف شیران نے قتل کیا ہے؟"

"ہاں، ان پانچوں کو تنہا شیران ہی نے قتل کیا ہے اور قتل کی وجہ کوئی بڑی بات نہیں تھی صرف ایک بھنا ہوا بکرا جس میں وہ اپنا حصّہ چاہتا تھا۔ ظاہر ہے سیبرا جیسے مغرور ڈاکو نے شیران کو حصّہ دینا منظور نہیں کیا ہوگا اور شیران سے ٹکرا گیا ہوگا او. نتیجے میں اپنے ساتھیوں سمیت موت کا شکار ہوگیا۔ تم نے وہ گھوڑا دیکھا۔ وہ انھی میں سے کسی کا ہے اور شیران کے پاس بندوق بھی انھی میں سے کسی کی ہے۔ جبکہ وہ یہاں سے بالکل نہتا گیا تھا۔" ایلا نے کہا۔

"اب وہ کہاں ہے میڈم؟" آنے والے نے پوچھا۔

"غار میں سو رہا ہے۔"

"ہمارے لیے اب کیا حکم ہے؟"

"تم لوگ واپس جاؤ۔ میرا خیال ہے کسی چھوٹے موٹے گروہ سے اُسے کوئی خطرہ نہیں ہے، وہ بذاتِ خود پورا گروہ ہے۔" ایلا نے کہا اور وہ دونوں اُسے سلام کرکے چلے گئے... ایلا پھر گوشت کھانے میں... مشغول ہوگئی۔

پیٹ بھرنے کے بعد، اُس نے اپنے ہونٹ صاف کیے اور غار کی طرف چل دی۔

غار میں داخل ہوکر، اُس نے دیکھا، شیران گہری نیند سو رہا تھا۔ ایلا نے مُسکرا کر گردن جھٹکی اور باہر آگئی۔

شام ہوچکی تھی۔ پرندے اپنے اپنے گھونسلوں کو لَوٹ رہے تھے۔ شیران نے باہر آکر ہاتھ، مُنہ دھویا۔ ایلا نے گھوڑے کو ایک جگہ باندھ دیا تھا۔ باسی شکار جُوں کا تُوں پڑا تھا اور اُس پر گرد جم چکی تھی۔ شیران خود کو چاق اور چوبند رکھنے کے لیے میدان میں دوڑ لگانے لگا۔

وہ تقریباً دو گھنٹے تک دوڑتا رہا اور ایلا ٹیلے پر پاؤں پسارے بیٹھی، اُسے دیکھتی رہی... پھر جب اندھیرا چھانے لگا تو وہ، ایلا کے پاس آگیا۔

"کچھ کھاؤ گے نہیں...؟" ایلا نے پوچھا۔

"وہی کھاؤں گا جو تمھارے سامان میں موجود ہے۔"

"اور یہ شکار...؟"

"باسی گوشت، دُنیا کی سب سے بے کار چیز ہوتی ہے..." شیران نے جواب دیا۔

"تو تم تازہ گوشت کے شوقین ہو؟"

"ہاں..." شیران نے جواب دیا۔ "اس وقت موسم بہت اچھا ہے۔ یہاں بارشیں تو نہیں ہوتیں؟"

"کبھی کبھی ہوجاتی ہے لیکن اِدھر کافی عرصے سے نہیں ہوئی۔" ایلا نے کہا۔

"مجھے بارش بہت پسند ہے۔"

"تمھاری پسند کے بارے میں تو مجھے اب تک کچھ معلوم ہی نہیں ہوسکا، شیران!"

شیران، ایلا کے قریب ہی ایک پتھر سے ٹیک لگا کر نیم دراز ہوگیا اور چند گہری سانسیں لے کر، آنکھیں بند کرکے بولا۔ "میں خود بھی نہیں سمجھ سکا، ایلا! کہ مجھے کون سی چیز پسند ہے اور کون سی ناپسند۔ کبھی مجھے کوئی چیز پسند آجاتی ہے اور میں سوچتا ہوں کہ اگر وہ مجھے نہ مِلی تو میری ذات ادھوری رہ جائے گی... پھر اُس کے بعد وہی چیز، میرے لیے انتہائی قابلِ نفرت ہوجاتی ہے اور میرا جی چاہتا ہے کہ اس کا وجُود ہی دُنیا سے مِٹا دوں۔"

"تم محسوس نہ کرنا... میرا سلسلۂ گفتگو بار بار سدھاشی کی جانب آجاتا ہے۔ اُس کی محبت نے کبھی تمھیں متاثر نہیں کیا؟"

"نہیں..."

"کیوں، شیران...؟"

"اس لیے کہ میں نے اُس بے وقوف لڑکی کے بارے میں کبھی سوچا ہی نہیں۔"

"کوئی اور لڑکی، جس نے تمھیں بہت زیادہ متاثر کیا ہو...؟" ایلا نے پوچھا۔

"نہیں، ایلا... کبھی نہیں... ویسے میں، عورتوں کی دُنیا سے دُور بھی نہیں رہا لیکن شادی کے سلسلے میں میرا اپنا ایک نظریہ ہے۔"

"وہ کیا؟" ایلا نے دلچسپی سے پُوچھا۔

"وہ عورت جو میرے بچّے کی ماں بنے گی، انفرادی شخصیت کی حامل ہوگی اور جب تک میں اُس سے پُوری طرح مطمئن نہیں ہو جاؤں گی، اُسے اپنے بچّے کی ماں نہیں بننے دوں گا۔"

"بڑا انوکھا نظریہ ہے، تمھارا۔" ایلا ہنس پڑی۔

"جو کچھ بھی ہے لیکن اس سلسلے میں میرا فیصلہ اٹل ہے۔" شیران نے جواب دیا۔

"گویا وہ عورت، سدھاشی نہیں ہوسکتی؟"

"سدھاشی..." شیران غرّایا۔ "وہ، میرے ہی ہاتھوں موت کا شکار ہوگی۔ اُس نے مجھے ایک ایسی قسم دی ہے جس کے بعد سدھاشی کی موت، میرا مسلک بن گئی ہے۔ وہ جب بھی اور جہاں بھی مِلی، میں اُسے قتل کردوں گا۔"

ایلا مخمور نگاہوں سے اُسے دیکھنے لگی پھر آہستہ سے بولی۔

"شیران! تصوُّر سدھاشی کا بھی نہیں ہے۔ تمھاری شخصیت ہی ایسی دلکشی کی حامل ہے۔ میں نے طویل عرصہ اس رہبانیت کی زندگی میں گزارا ہے اور یہ زندگی، مادّی زندگی سے بے نیاز کردیتی ہے۔ دُنیا کا ہر فرد میری نگاہوں میں بے حقیقت اور بے حیثیت تھا... لیکن شاید تم نہیں ہو۔"

شیران آنکھیں بند کرکے ہنستا رہا اور پھر بولی۔

"جب سے میں نے تمھیں دیکھا ہے، مجھے اپنے ذہن میں عجیب سی تبدیلیاں محسوس ہونے لگی ہیں۔"

"مثلاً..." شیران نے بے تعلقی سے پوچھا۔

"مثلاً... میں نے کُھردری چٹانوں پر سر رکھ کر ہمیشہ گہری اور پُرسکون نیند لی ہے لیکن اب دل چاہتا ہے کہ تمھارے سینے پر سر رکھ کر سو جاؤں۔"

"اس میں کوئی حرج نہیں ہے، آؤ، لیٹ جاؤ۔" شیران نے ہاتھ بڑھا کر اُسے گھسیٹ لیا۔

ایلا تھوڑی دیر تک اُس کے سینے پر سر رکھے لیٹی رہی پھر دفعتہً وہ ایک جھٹکے سے اُٹھ بیٹھی اور محجوب نظروں سے شیران کی طرف دیکھنے لگی... یہ اُسے کیا ہوگیا تھا؟ وہ، شیران کے سامنے مٹّی بن کر رہ گئی تھی۔

ایک ایسی تنظیم، ایک ایسے گروہ کی کارکن، جو فولاد کی طرح... سخت تھا... اور وہ ایک ایسے منصب پر فائز تھی جو تنظیم کے لیے مثالی حیثیت رکھتا تھا۔ اس سلسلے میں اُسے جو تربیت دی گئی تھی، وہ اتنی سخت تھی کہ عام آدمی اس کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ یہ ایلا یا ایڈنا ڈمپل کی زندگی میں شاید پہلا واقعہ تھا کہ چند لمحوں کے لیے اُس کا ذہن بھٹک گیا تھا۔

"کیا ہُوا...؟" شیران نے آنکھیں بند کیے کیے پُوچھا۔

"کچھ نہیں..." ایڈنا نے اپنی اُلجھی ہُوئی سانسوں کو اعتدال پر لاتے ہُوئے کہا۔ "بہتر ہے کہ تم غار میں جاکر سو جاؤ۔ میں آج رات باہر عبادت کروں گی۔"

شیران نے کوئی جواب نہیں دیا اور ٹیلے سے اُتر کر غار میں چلا گیا۔

رات کا دوسرا پہر تھا۔ ابتدائی رات میں تو آسمان ستاروں سے جگمگا تارہا تھا۔ چاند چونکہ پچھلی رات میں نکلتا تھا، اس لیے چاندنی نہیں تھی لیکن پھر جوں جوں رات ڈھلتی گئی، بادلوں کے ٹکڑوں نے ستاروں کی روشنی بھی چھین لی اور فضائے بسیط پر گھور تاریکی چھاگئی اور پہاڑی ٹیلے اپنا وجُود کھو بیٹھے۔

ایلا، غار کے اُوپری ٹیلے پر بیٹھی ہُوئی تھی اور اُس کی آنکھیں... تاریک فضا میں کچھ تلاش کررہی تھیں۔ دو بجنے میں چند لمحات باقی تھے کہ کہیں دُور ننھے ننھے جگنو چمکے۔ ایلا نے ایک طویل سانس لی اور اُٹھ کھڑی وہ شاید اسی روشنی کی منتظر تھی۔

وہ بے آواز چلتی ہُوئی ٹیلے سے اُتری اور روشنی کی سمت میں بڑھنے لگی... وہ اس روشنی کی سیدھ میں سفر کررہی تھی۔ راستے اس کے جانے پہچانے تھے اس لیے وہ تاریکی میں ٹھوکر کھائے بغیر آگے ہی آگے بڑھتی رہی۔

تھوڑی دیر بعد وہ ایک ٹیلے کے قریب پہنچ گئی جس پر وہ دو جگنو چمک رہے تھے۔ ایلا جب ٹیلے پر پہنچی تو ایک پستہ قامت شخص اس کے سامنے آگیا۔ یہ کنگ... تھا جس کے ایک ہاتھ کی انگلیوں میں دو قیمتی انگوٹھیاں تھیں۔ جن میں بیش قیمت ہیرے جڑے ہُوئے تھے۔ اُن کی کرنیں اس گھور تاریکی کو چیر رہی تھیں۔

"ہیلو، کنگ!"

"میڈم ڈمپل! لوئی کا آداب قبول ہو۔"

"کیسے ہو، کنگ؟"

"ٹھیک ہوں، میڈم! کوئی خاص بات نہیں ہے، سوائے اس کے، جو آپ نے مجھ سے کہی ہے۔"

"ہوں، بیٹھ جاؤ۔" ایڈنا نے کہا اور کنگ ایک پتھر پر بیٹھ گیا ایڈنا بھی اُس سے تھوڑے فاصلے پر ایک پتھر پر بیٹھ گئی۔ کچھ دیر خاموشی رہی پھر ایڈنا نے پوچھا۔

"تنہا آئے ہو؟"

"ہاں، مادام! اس اہم مسئلے کے لیے تنہا آنا ہی ضروری تھا لیکن مجھے یہ شبہ تھا کہ کہیں آپ مجھے تلاش کرنے میں ناکام نہ رہیں۔"

"اس کا امکان نہیں تھا۔"

"بہرطور، میڈم! میں جتنا اس وقت پریشان ہُوں، اس سے قبل اتنا پریشان کبھی نہیں ہُوا۔"

"ہُوں... تمھارے مُنہ سے یہ الفاظ سُن کر مجھے حیرت ہُوئی ہے۔ کنگ لوئی جیسا شخص اگر پریشانی کے لفظ سے آشنا ہے تو پھر دوسرے لوگ تو بہت ہی معمولی حیثیت رکھتے ہیں۔"

"یہ بات نہیں ہے میڈم! آپ جانتی ہیں کہ کنگ لوئی کی زندگی ادھوری پڑی ہے۔ وہ بُوڑھا یاتان بردما نہ جانے کہاں روپوش ہوگیا ہے۔ ہماری اُس کی دُشمنی تو صدیوں پُرانی تھی لیکن شاید کسی دُشمن نے دوسرے دُشمن سے ایسا بھیانک انتقام لیا ہو جیسا یاتان بردما نے ہماری نسل سے لیا ہے۔ میں اُس کے انتظار میں بُوڑھا ہوگیا ہُوں... میں نہیں جانتا کہ میری زندگی کتنی باقی ہے لیکن میرے دل میں خواہش ہے کہ میں بھی اپنی نسل کو آگے بڑھاؤں۔ میں نے ان روایات کو توڑنے کے

لیے جو کچھ کیا ہے آپ یقین کریں، اس پر میں زندگی کی آخری سانس تک شرمندہ رہوں گا۔ میں نے اپنے قبیلے کے ان مقدس کاہنوں کو قتل کر دیا جو روایات کے امین ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود، میں اپنے قبیلے والوں کے ذہنوں کو، ان روایات کے طلسم سے نہ نکال سکا اور آج بھی وہ کرسی بے کار پڑی ہے جہاں کنگ لوئی کا مقام ہونا چاہیے تھا... اور آپ جانتی ہیں، میڈم! کہ اس کا ذمے دار یاتان بردما ہے۔"

"ہاں میں جانتی ہوں... مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ یاتان بردما، تمھاری نسل کو پستیوں میں دھکیل دینے کا خواہش مند تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ کنگ خاندان ہمیشہ کے لیے اقتدار سے محروم ہو جائے اور اس کے لیے اس نے اپنے آقا رتھ مین کو منتخب کیا تھا لیکن وہ ناکام ہو گیا اور خوفناک خون ریزی کے بعد اس کو یہاں سے بھاگنا پڑا... بہرطور، کنگ! اگر ہم تمھارے مسئلے میں اتنی دلچسپی نہ لے رہے ہوتے اور تم سے مخلص نہ ہوتے تو میں کبھی تمھیں، یاتان بردما کی بیٹی کے بارے میں نہ بتاتی تمھاری اس مشکل کا ہمیں علم تھا... اور میں یہ بھی جانتی ہوں کہ اپنے مقصد کی تکمیل کے لیے اب تم کچھ عرصے تک ہم سے جدا ہو گے حالانکہ ہمیں، تمھاری شدید ضرورت ہے۔ بہرطور، کنگ! مجھے خوشی ہے کہ میں اپنا فرض پورا کروں گی۔

"یاتان بردما مر چکا ہے۔ لوتھر رتھ مین، جسے وہ اپنے ساتھ لے گیا تھا، وہ بھی گوسائی کی حیثیت سے مر چکا ہے اور میں اس بات کی ذمے دار ہوں کہ جو اطلاعات میرے ذریعے تم تک پہنچ رہی ہیں، وہ بالکل درست ہیں۔ اب اس خاندان کا آخری فرد، یاتان بردما کی بیٹی زندہ رہ گئی ہے اور وہی تمھارے مقصد کی تکمیل کا باعث بن سکتی ہے... بہرطور کنگ! میری یہ دوستانہ اطلاع قبول کرو۔"

"شکریہ میڈم! آپ کا بہت بہت شکریہ! مجھے یقین تھا کہ میں جن لوگوں کے لیے اپنی وفاداریاں وقف کر رہا ہوں، وہ خود غرض نہیں ہیں... لیکن، میڈم! مجھے اس کا پورا پورا موقع دیا جائے کہ میں اپنے اس خاندانی مقصد کی تکمیل کر لوں۔ اس مقصد کی تکمیل کے بعد کنگ لوئی اپنی تمام تر صلاحیتوں اور قوتوں کے ساتھ آپ کی خدمت انجام دے گا۔ میں صرف اپنی نسل کا وہ دھبہ مٹانا چاہتا ہوں جو میری پیشانی پر لگا ہوا ہے۔" کنگ نے کہا۔

"تمھیں، اس کا پورا پورا موقع دیا جائے گا... اب تم تفصیلات سنو۔" ایڈنا نے کہا اور کنگ ہمہ تن گوش ہو گیا۔

ایڈنا، اسے شیران کے بارے میں تفصیلات بتاتی رہی پھر اس نے سدھاشی کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا: "نہ جانے کیا بات ہوئی کہ شیران، سدھاشی کا دشمن ہو گیا اور اسے قتل کر دینے کے درپے ہو گیا! اس لیے سدھاشی کو روپوش ہونا پڑا لیکن میں تمھیں ٹپ دے رہی ہوں... سدھاشی، شیران کو چاہتی ہے اور دیوانہ وار چاہتی ہے۔ اس کی وجہ سے اس نے اپنی مذہبی رسومات چھوڑ دی تھیں اور گوشت کھانے لگی اور بالآخر بنکاک میں مجرموں کے گروہ میں شامل ہو گئی... اب یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ وہ، بنکاک ہی میں ہے۔ چنانچہ تم، اسے بنکاک میں تلاش کر سکتے ہو۔"

"ٹھیک ہے، میڈم! میں اسے بنکاک میں تلاش کر لوں گا۔ فی الوقت میری ڈیوٹی، ان پہاڑوں سے ہٹا دی جائے۔"

"ٹھیک ہے، میں نے بھی یہی فیصلہ کیا ہے لیکن، کنگ! تم ہمارے لیے بے حد قیمتی ہو۔ یاتان بردما کی بیٹی تو کوئی حیثیت نہیں رکھتی... چونکہ وہ، مارلینو کے تحت کام کر رہی ہے، اس لیے تمھیں محتاط رہنا ہوگا۔ یہ مارلینو وہی ہے جس کے لیے ہم عرصے سے تشویش کا شکار ہیں اور اسے تباہ کرنے کی بجائے، ہماری خواہش ہے کہ ہمیں اس کا تعاون حاصل ہو جائے۔ اس طرح ہم بنکاک اور اس کے نواح میں ایک مضبوط قوت کو ختم کر دیں گے۔ میں نے اس کا ذریعہ بھی شیران ہی کو منتخب کیا ہے کیونکہ مارلینو نے شیران کو اپنا نائب مقرر کیا ہے اور شیران، اس کے لیے بڑی حیثیت کا حامل ہے۔ چنانچہ اس مسئلے کو تو ہم خود دیکھ لیں گے، تم اپنے معاملات سے نمٹو۔"

"میں، مادام ایڈنا کا تازندگی احسان مند رہوں گا۔ اب میں صرف یہ جاننا چاہتا ہوں کہ شیران کے بارے میں کیا پروگرام ہے؟"

"تمھیں حیرت ہوگی، کنگ! کہ میں اس شخص سے خوف زدہ ہوں۔" ایڈنا بولی۔

"آپ..." کنگ نے متحیرانہ انداز میں کہا۔

"ہاں، وہ سرکش ہے، اتنا خونخوار ہے کہ اس ٹیلے کے پیچھے تم سیبرا اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں دیکھ سکتے ہو۔"

"سیبرا..." کنگ حیرت سے اچھل پڑا۔

"ہاں، سیبرا... وہ وحشی جس کے نام سے یہ علاقے کانپتے ہیں۔" ایڈنا نے کہا۔

"مگر... سیبرا کی لاش... میں کچھ سمجھا نہیں، میڈم؟"

"ہاں... شیران نے اسے اور اس کے چار ساتھیوں کو قتل کر دیا ہے۔"

"لیکن کیوں؟"

"محض بھنے ہوئے گوشت میں سے اپنا حصہ وصول کرنے کے لیے..."

"کیا مطلب...؟" کنگ حیرت زدہ رہ گیا۔

"بھنے ہوئے گوشت کی خوشبو نے شیران کو بے قابو کر دیا۔ میرے ردکنے کے باوجود، وہ ان کے سروں پر پہنچ گیا اور ان سے اپنا حصہ طلب کیا۔ ظاہر ہے، سیبرا جیسا آدمی یہ دھونس کیسے برداشت کر سکتا تھا۔ نتیجے میں وہ، شیران کا شکار ہو گیا۔ شیران نے انھی کی بندوقوں سے انھیں بھون ڈالا اور پورا بکرا اٹھا لایا... اب تم خود سوچو کہ ایسے خونخوار درندے کو میں زیادہ عرصے تک کیسے قید رکھ سکتی ہوں؟ یہ شخص میرے لیے دردِ سر بنتا جا رہا ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتی... کہ اسے کیسے قابو میں رکھوں گی۔"

"گھاؤنچ..." کنگ لوئی اپنے مخصوص انداز میں بڑبڑایا۔ اس کے دونوں بڑے دانت باہر نکل آئے... پھر اس نے اپنی باریک لکیروں سی آنکھوں سے ایڈنا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے افسوس ہے کہ میں ایک ایسے شخص کے لیے آپ کے ساتھ نہیں ہوں جو آپ کے لیے پریشانی کا باعث بنا ہوا ہے لیکن میڈم! بس، تھوڑے سے وقت کے لیے اسے اپنے قابو میں رکھیے، اس کے بعد، میں اسے دیکھ لوں گا... یا پھر آپ یوں کیجیے کہ اسے کسی بھی طرح میرے قبیلے میں لے جائیں۔ میں اپنے قبیلے والوں کو ہدایت کر دوں گا کہ وہ، اسے گرفتار کر لیں یا پھر وہاں اس کی دلچسپیوں کا ایسا سامان مہیا کر دیں کہ وہ خود ہی وہاں سے بھاگنے کی کوشش نہ کرے۔" کنگ نے کہا اور ایڈنا کسی سوچ میں گم ہو گئی... پھر وہ گہری سانس لے کر بولی:

"او۔کے، لوئی! میں تمھارے کام کی اہمیت کو بھی سمجھتی ہوں۔ تم پوری توجہ سے اپنا کام سرانجام دو۔ میں ادھر کے حالات دیکھ لوں گی۔"

"لیکن، میڈم! میں، آپ کو بھی تو الجھنوں میں نہیں چھوڑ سکتا۔" کنگ نے کہا۔

"تم فکر مت کرو، کنگ! یہاں کافی افراد موجود ہیں۔ میں اس سلسلے میں ہیڈ کوارٹر سے بات کروں گی... بلکہ مجھے افسوس ہے کہ تمھارے کام میں تمھارے ساتھ شریک نہیں ہو سکتی۔"

"آپ نے بردما کی بیٹی کی نشان دہی کر کے بہت بڑا کام کیا ہے، میڈم!"

"او۔کے، لوئی!" ایڈنا نے گہری سانس لے کر کہا... پھر وہ واپس چل پڑی۔ ٹیلے تک پہنچ کر، وہ دبے پاؤں غار کی طرف بڑھی... پھر غار میں گونجنے والے شیران کے خراٹے سن کر، اس نے سکون کی سانس لی۔

★★

برٹو نہایت کامیابی سے نعمان خان کو سنبھالے ہوئے تھا۔ نعمان دلیر آدمی تھا۔ تعلیم یافتہ اور بے جگر۔ ہانگ کانگ کی زیرِ زمین دنیا میں اس نئے گروہ نے تہلکہ مچا دیا تھا... اور بڑے بڑے خطرناک لوگ، اس گروہ کو تشویش کی نگاہ سے دیکھنے لگے تھے... لیکن ڈاکٹر برٹو نے اس خوبصورتی سے یہ گروہ ترتیب دیا تھا کہ کچھ ہی دنوں میں یہ ناقابلِ تسخیر ہو گیا تھا۔

ہانگ کانگ کے جرائم پیشہ اس نام سے کانپنے لگے تھے۔ بہت سے جرائم پیشہ افراد اپنے اپنے گروہوں سے ٹوٹ کر اس میں شامل ہونے لگے اور گروہ مضبوط سے مضبوط تر ہونے لگا۔

ڈاکٹر برٹو ابتدا میں تو صرف بادشاہ خان کے ایما پر کام کر رہا تھا لیکن بعد میں اسے احساس ہوا، مشرقِ بعید کا یہ علاقہ، سونے کی کان ہے اور یورپ کی بہ نسبت یہاں زیادہ دولت کمانے کے مواقع ہیں۔ چنانچہ اس نے اپنے چند خاص لوگوں کو بھی بلا لیا تھا۔ یہ بہترین تربیت یافتہ افراد تھے اور ان کی آمد سے حالات کچھ اور بہتر ہو گئے تھے۔

نعمان خان، ڈاکٹر برٹو کو بھی بہت پسند تھا۔ ایک تیز و طرار نوجوان جو برق کی مانند تھا اور جس نے کسی کام میں ناکام ہونا نہیں سیکھا تھا... وہ بے حد ذہین تھا اور بہت سے معاملات میں، اس کی ذہانت نے ڈاکٹر برٹو کو بھی دنگ کر دیا تھا لیکن نعمان خان سے اس کی زیادہ دلچسپی آئیوی کی وجہ سے تھی۔ آئیوی، نعمان خان کو بری طرح چاہتی تھی۔ ہر چند کہ نعمان خان کے رویے نے اسے بددل کر دیا تھا لیکن وہ کوشش کے باوجود نعمان خان کو دل سے نہیں نکال سکی تھی اور اس نے برٹو کو بھی اپنے دل کی بات بتا دی تھی۔

کشادہ ذہن باپ نے بیٹی سے صبر کرنے کے لیے کہا تھا اور اسے ہدایت کی تھی کہ وہ سمجھ داری سے کام لے کر وقت کا انتظار کرے۔ نعمان خان فی الحال ذہنی پریشانی میں مبتلا ہے۔ حالات نے اسے سکون بخشا تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ وہ، تمھاری طرف مائل نہ ہو جائے اور آئیوی، باپ کی اس تسلی سے مطمئن ہو گئی تھی۔

بہرطور، برٹو کے لیے یہاں کی رہائش بہت منفعت بخش تھی... حالانکہ یہ علاقہ، بادشاہ خان کا تھا اور یہاں کے تمام معاملات کا فائدہ اسے حاصل ہونا چاہیے تھا لیکن بادشاہ خان خود اپنے حالات کا شکار ہو گیا تھا۔ شیران سے دشمنی کی بہت بڑی قیمت چکانا پڑ رہی تھی۔ اس نے برٹو کی خدمات حاصل کر کے نعمان خان کو بلوایا تھا لیکن پھر وہ کچھ اس طرح حالات کا شکار ہوا کہ برٹو کے تعاون کے بغیر کوئی کام نہیں کر سکتا تھا۔

اب بادشاہ خان تازندگی، اس سے کچھ نہیں کہہ سکتا تھا... وہ نعمان خان کا محافظ جو تھا۔ برٹو خوب دولت کما رہا تھا اور بادشاہ خان کی گردن پر اس کا احسان تھا کہ وہ، بادشاہ خان کی محبت میں اپنا کاروبار چھوڑے بیٹھا ہوا ہے۔ زندگی اسی طرح گزر رہی تھی کہ ہنیڈرک قتل ہو گیا۔

یہ بات برٹو کے لیے بہت خوفناک تھی۔ صورتِ حال معلوم کر کے وہ اور بھی خوف زدہ ہو گیا۔ ہنیڈرک کے قتل کے پیچھے، مارلینو کا ہاتھ تھا

اور وہ خود بھی مارلینو کے دُشمنوں میں سے تھا۔ کئی روز تک وہ اُلجھتا رہا۔۔ پھر اُس نے نعمان خان کو اس سلسلے میں اپنا رازدار بنانا ضروری سمجھا۔

نعمان خان نے مُسکراتے ہُوئے اُسے خوش آمدید کہا تھا۔ بریٹو کو سنجیدہ دیکھ کر وہ خود بھی سنجیدہ ہو گیا تھا۔ "خیریت، انکل؟"

"نعمان خان! میں پریشان ہوں۔"

"کیوں، انکل! خیریت تو ہے؟" نعمان خان نے پوچھا۔ وہ، بریٹو کا بہت احترام کرنے لگا تھا۔ اُسے اپنے دیرینہ خوابوں کی تعبیر مل گئی تھی۔ اب اُس کے پاس دولت تھی اور اس دولت کی مدد سے وہ اپنے بھائیوں کی بہترین زندگی کا آغاز کر سکتا تھا۔

اُس کے تین بھائی جرمنی چلے گئے تھے جہاں وہ اعلا تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ دو بھائیوں کو اُس نے سوئیڈن بھیج دیا تھا اور ایک انگلینڈ میں تھا۔ باقی دو کو اُس نے اپنی مدد کے لیے ساتھ رکھا تھا۔ وہ اُن سب کی بہتری کا خواہاں تھا اور اب اُسے عمل کرنے کا موقع ملا تھا۔ اس سلسلے میں وہ، بریٹو کو اپنا محسن اور معاون سمجھتا تھا، اُسی کے مشوروں اور تعاون سے آج وہ، اس مقام پر تھا۔

بریٹو کے چہرے پر غور و فکر کے آثار دیکھ کر وہ بولا۔ "کیا بات ہے، انکل! میں نے اس سے قبل، آپ کو ایسی اُلجھن میں نہیں دیکھا۔"

"ہاں، میں بہت پریشان ہوں۔"

"یہ بات میرے لیے باعثِ شرمندگی ہے۔" نعمان خان بولا۔

"نعمان خان! میری زندگی خطرے میں ہے۔"

"وہ تو ہمیشہ ہی رہتی ہے لیکن ہمارے دُشمن بھی ہمیشہ ناکام رہتے ہیں۔" نعمان خان نے مُسکرا کر کہا۔

"اس بار صورتِ حال دوسری ہے۔"

"مجھے بتایئے... میں دُشمنوں کے سر اُتار کر آپ کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔"

"میں جانتا ہوں نعمان خان! تم زیرک ہو، دلیر ہو لیکن میرا دُشمن..."

"کون ہے، وہ؟"

"مارلینو..."

"یہ نام کچھ آشنا معلوم ہوتا ہے۔ شاید بنکاک میں سُنا تھا۔"

"یہ نام ایک طویل داستان ہے۔ مارلینو، ہماری تخلیق ہے... اور آج یہ مشینی تخلیق، ہماری دُشمن نمبر ایک ہے۔"

"مشینی تخلیق...؟"

"ہاں، نعمان خان..."

"براہِ کرم، مجھے اس کے بارے میں تفصیل بتایئے۔" نعمان خان نے کہا۔

"بہت پُرانی بات ہے، اس وقت کی جب ہم بہتے ہُوئے [illegible] کے رَسیا تھے، جب آسان زندگی، ہمارے لیے مذاق تھی۔ ہم سب قتل و غارت گری کے کھیل کے شوقین تھے۔ ہم آٹھ افراد تھے جنھوں نے یہ گروہ تشکیل دیا تھا۔ ہم دولت کے حصول کے ساتھ ساتھ اپنے مشا[illegible] سے بھی دلچسپی رکھتے تھے۔ اُنہی دنوں ہم ایک جگہ اکٹھا تھے کہ ایک دیہاتی، ہمارے درمیان آپھنسا۔ اُس نے اتفاقیہ طور پر ہماری کچھ خفیہ گفتگو سُن لی تھی۔

"ہم نے اس دیہاتی کو پکڑ لیا اور پھر ہمارا شوق جاگ اُٹھا۔ ہم چاہتے تو اُسے ایک ہی وار میں ختم کر سکتے تھے لیکن ہم نے اُسے تفریح کا ذریعہ بناتے ہُوئے، اُس کے چاروں ہاتھ پاؤں کاٹ دیے اور اُس کی موت کا انتظار کرنے لگے۔ بازوؤں اور رانوں کے قریب سے کٹا ہُوا ایک جسم جتنا عجیب و غریب نظر آ سکتا ہے، تم خود اس کا [illegible] کر لو۔ ہمارے لیے وہ انتہائی دلچسپی کا باعث تھا۔ ہم اُس کی موت کے منتظر تھے مگر وہ عجوبہ زندہ تھا۔ اُس کے بدن سے لہو کا ایک ایک قطرہ بہہ چکا تھا لیکن اُس کی سانس باقی رہی۔

"تب ہم میں سے ایک جس کا نام ہینڈرک تھا اور وہ ایک [illegible] سائنس دان تھا، اس بات پر مصر ہو گیا کہ وہ اس عجیب و غریب شخص کو اپنے ساتھ لے جائے گا اور اُس پر تجربات کرے گا... پھر وہ، اپنے ساتھ [illegible] تجربہ گاہ میں لے گیا اور اُسے مصنوعی ہاتھوں پیروں سے آراستہ کیا۔ [illegible] کے جسم میں نیا خون ڈالا اور اُسے ایک روبوٹ کی شکل دے دی۔ [illegible] کے بدن کے نصف اعضا مشینی ہیں۔ اس مشینی انسان کو ہینڈرک نے اپنے لیے بے ضرر سمجھا تھا اور اُسے یقین تھا کہ وہ، اُس کا غلام [illegible] ہوگا۔ اُس نے اپنی تمام تر ذہنی قوتیں، اس نیم مشینی انسان کو بخش دیں۔ اس مشینی غلام کا نام مارلینو تھا۔

"مارلینو کا ذہن، ہینڈرک کے کنٹرول میں تھا لیکن ہینڈرک [illegible] نہیں سوچا تھا کہ بہرطور، وہ ایک انسانی ذہن ہے اور کبھی نہ [illegible] اُس کی اپنی قوتیں بھی بیدار ہو سکتی ہیں۔

"... اور پھر ایک دن، وہ روبوٹ اپنے آقا سے باغی ہو گیا۔ اُس کی ذہنی قوتیں واپس آگئیں۔ چنانچہ وہ، ہینڈرک کے پاس سے فرار ہو گیا۔ ہینڈرک کو اس کے سلسلے میں کوئی تشویش نہیں تھی [illegible] اِس کے کہ ہینڈرک کی تمام صلاحیتیں، اب اس روبوٹ کے ذہن میں محفوظ تھیں اور وہ اُنھیں اپنی مرضی کے مطابق استعمال کر کے کسی وقت بھی ہینڈرک کو نقصان پہنچا سکتا تھا۔

"طویل عرصے تک ہمیں اُس کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں مل سکی... پھر ایک دن، مارلینو کا نام بڑے عجیب سے انداز میں

ہمارے سامنے آیا۔ بنکاک میں اس نے منشیات کے اڈوں پر قبضہ کیا تھا اور کچھ ایسے گروہوں کو ختم کیا جو بنکاک میں منشیات کے سلسلے میں سرِفہرست مانے جاتے تھے۔"

"گریتھا ڈگاڈوچی!" نعمان خان بے اختیار بول پڑا۔

"ہاں... تم نے بنکاک ہی میں اس کے بارے میں سُنا ہوگا۔" بریٹو نے کہا۔

"ہاں، میں نے اس سلسلے میں کچھ تفصیلات سُنی تھیں۔" نعمان خان نے جواب دیا۔

"تو مارلینو کا نام ہمارے لیے دہشت کا باعث تھا۔ ہینڈرک کو بھی بنکاک بلا لیا گیا اور ہم نے اس کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ یہ وہی مارلینو ہے لیکن اب وہ ایک زبردست قوت حاصل کر چکا ہے۔ اُس نے اپنے لیے ایک علاقہ مخصوص کر لیا ہے جو گانگ ہو کہلاتا ہے۔ گانگ ہو کے اطراف میں مارلینو ایک ایسی قوت ہے... جو مقدس بھی ہے اور طاقتور بھی۔ بستیوں کے لوگ، اُسے ایک دیوتا کی [illegible] ایک نیت سے پوجتے ہیں... یہ تفصیلات ہینڈرک ہی نے فراہم کی تھیں اور اُس کے بعد وہ، بنکاک آگیا تھا لیکن مجھے جو تازہ اطلاع ملی ہے، وہ بڑی ہولناک ہے، ہینڈرک کو قتل کر دیا گیا ہے۔ اُس کے چاروں ہاتھ پاؤں، اُس کے جسم سے الگ کر دیے گئے ہیں اور مارلینو نے اُس پر اپنا نشان چھوڑا ہے۔ ہم میں سے ایک ختم ہو گیا... اور اب یہ فکر میرے ذہن میں جاگ اُٹھی ہے... کہ وہ دوسروں کی بھی تلاش کرے گا۔"

"تو آپ اس لیے پریشان ہیں، انکل؟"

"ہاں، نعمان خان! بات بہت پریشانی کی ہے۔" بریٹو نے [illegible] ہُوئے لہجے میں کہا۔ وہ، نعمان خان کے سامنے، شیران کا نام نہیں [illegible] لینا چاہتا تھا۔ بادشاہ خان نے اس بارے میں اُسے تمام تفصیلات بتا دی تھیں۔ وہ بھلا نعمان خان کو کیسے بتاتا کہ شیران ہی کی وجہ سے اُسے یہاں آنا پڑا ہے اور وہ شیران سے جان بچا کر یہاں پوشیدہ ہے۔

نعمان خان سوچ میں گُم ہو گیا... پھر اُس نے پُرخیال انداز میں سوال پوچھا۔ "یہ گانگ ہو یہاں سے کتنی دور ہے؟"

"اوہ... وہ ایک الگ علاقہ ہے، بالکل الگ... یہاں کا ایک خاص علاقہ بارتھم کے نام سے مشہور ہے۔ اس علاقے میں چھوٹی چھوٹی بستیاں اور مختلف چھوٹے چھوٹے قصبے آتے ہیں اور یہ علاقہ ان بستیوں سے ہٹنے کے بعد قبائلیوں کا علاقہ بن جاتا ہے۔ یہ قبائلی نہایت قدیم ہیں اور صدیوں سے اپنی روایات پر عمل پیرا ہیں۔ گانگ ہو پہنچنا مشکل نہیں ہے لیکن وہاں مارلینو کی حکومت ہے۔" بریٹو نے بتلایا۔

"تو پھر، انکل! آپ یہ خدمت نعمان خان کے سپرد کر دیں۔"

"کیا مطلب؟" بریٹو چونک پڑا۔

"اس سلسلے میں، مَیں اپنے طور پر کچھ کام کرنا چاہتا ہوں۔"

"بیٹے! تمھاری اس پیش کش پر مجھے فخر ہے اور درحقیقت میرے دل میں تمھاری عزت پہلے سے دس گُنا بڑھ گئی ہے لیکن ہم جذباتی انداز میں کوئی قدم نہیں اُٹھائیں گے۔ میرے دل میں صرف ایک خواہش ہے جس کی تکمیل کے لیے میں، تمھارے پاس آیا ہوں۔"

"جی انکل! فرمایئے۔" نعمان خان نے مستعد لہجے میں کہا۔

"ہمیں یہاں اپنے آپ کو مزید محتاط کر لینا چاہیے اور اس سلسلے میں میرا مشورہ ہے کہ ہم سب منتشر رہیں، ایک جگہ جمع نہ ہوں تاکہ اپنے اپنے طور پر چوکنا رہ سکیں اور ہمیں یہ بھی احساس رہے کہ ہمیں اپنی حفاظت خود کرنی ہے۔"

"مگر، انکل! میرے لیے تو یہ بات ضروری نہیں ہے... کیونکہ مارلینو، میرا دُشمن نہیں ہے۔"

"ٹھیک ہے، بیٹے! لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم بھی اتنے ہی محتاط رہو۔ میری مرضی کے خلاف کوئی عمل نہ کرو۔ اس طرح میں، مارلینو سے بچاؤ بہتر طریقے سے کر سکتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے، انکل! اگر آپ بہتر سمجھتے ہیں تو یہی سہی... لیکن میرے دل میں خلش رہے گی کہ میں، انکل کے کسی دُشمن کو موت کے گھاٹ نہیں اُتار سکا۔"

"اگر ایک دُشمن کی بات ہوتی تو میں، تمھیں اس کی اجازت دے دیتا لیکن ہمارے سامنے ایک انتہائی چالاک اور سائنسی حربوں سے لیس دُشمن ہے جس نے نہ جانے کیا کیا جال پھیلا رکھے ہیں، ہمیں اُن جالوں سے بچ کر چلنا ہے اور ہمیں ایک دوسرے کی مکمل... خبر رکھنی چاہیے۔"

"ٹھیک ہے، انکل! اگر آپ الگ الگ رہنے کو بہتر سمجھتے ہیں تو میرے لیے جو بھی جگہ آپ منتخب فرما دیں گے، میں حاضر ہوں۔"

"میرا خیال ہے کہ تم اپنا قیام یہیں رکھو۔ اگر مناسب سمجھو تو آئیوی کو بھی اپنے ساتھ رکھو۔ میں اپنے لیے دوسری جگہ تلاش کر لوں گا۔ ہم الگ الگ رہ کر اپنے گروہ کو کنٹرول کریں گے۔"

"ٹھیک ہے، انکل! جیسا آپ پسند کریں۔"

"او۔کے: میں، آئیوی کو یہاں پہنچا دیتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ تم بہتر طور پر اُس کا تحفظ کر سکو گے۔"

"آپ مطمئن رہیں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ یہاں خوش رہے گی۔"

نعمان خان نے جواب دیا اور ڈاکٹر برٹیو مسکراتا ہوا اُٹھ کھڑا ہوا۔

"اب مجھے اجازت دو۔ تم سے گفتگو کرنے کے بعد ذہن کافی ہلکا پھلکا ہوگیا ہے۔" برٹیو نے کہا اور رُخصت ہوگیا۔

اُس کے جانے کے بعد نعمان خان گہری سوچ میں ڈُوب گیا۔ مارلینو کی کہانی، اُسے بڑی عجیب محسوس ہو رہی تھی... مارلینو کے بارے میں سوچتے ہُوئے، اُس کے ذہن میں عجیب سے تاثرات اُبھر آئے تھے۔ ایک معصُوم اور سادہ لوح دیہاتی، اُن کے دحشیانہ سلُوک کا نشانہ بن گیا تھا... اور اب جبکہ تقدیر نے اُسے موقع دیا تھا تو اُس نے بھی ہینڈرک کو اُسی طرح قتل کر دیا جو سلُوک اُس کے ساتھ کیا گیا تھا۔

اور اب ڈاکٹر برٹیو کو اپنی زندگی کی فکر لاحق ہوگئی تھی۔ بے اختیار نعمان خان کا دل چاہا کہ وہ ایک بار مارلینو سے ملاقات کرے۔ بہرطور، حالات جو بھی رُخ اختیار کریں، مارلینو سے ڈاکٹر برٹیو کا بچاؤ کرنا ضروری ہے۔ وہ اس وقت تک سوچتا رہا جب تک آئیوی، اُس کے پاس نہ پہنچ گئی۔

جب سے ڈاکٹر برٹیو نے آئیوی کو اطمینان دلایا تھا، اُس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیلنے لگی تھی۔ نعمان خان نے سادہ سے انداز میں اس کا استقبال کیا۔ "بہت خوش نظر آ رہی ہو، آئیوی...؟" اُس نے پوچھا۔

"ہاں، خوشیاں کسی خاص جذبے کے تابع نہیں ہوتیں۔ بس، یہ دل جس وقت بھی فرحت محسُوس کرے۔"

"میں چاہتا ہُوں، آئیوی! کہ تم ہمیشہ خوش رہو۔ تمھارا مسکراتا چہرہ دیکھ کر مجھے مسرّت ہوتی ہے۔"

"کیوں...؟" آئیوی نے پوچھا۔

"اس لیے کہ تم میرے محسن کی بیٹی ہو۔"

"بس...؟"

"آئیوی! اس 'بس' کے آگے سوالات کا ایک طویل سلسلہ ہے جس کا جواب دینا، میرے لیے مناسب نہیں۔"

"کیوں، نعمان خان! کیوں؟"

"میں، تمھیں پہلے بھی اس بارے میں بتا چکا ہُوں، آئیوی! میری زندگی ایک مشن ہے یہ سب کچھ جو میں کر رہا ہُوں، میری یہ منزل نہیں ہے لیکن یہ میرے لیے ناگزیر ہے۔ میرے بھائی اعلا تعلیم حاصل کر رہے ہیں... اور جب میں اُن سب کے مستقبل کی طرف سے مطمئن ہو جاؤں گا تو اپنے مشن پر نِکلوں گا جس کے لیے میں نے اپنے آپ کو وقف کر دیا ہے۔"

"نعمان خان! میں، تم پر اپنا دعوا یا اختیار تو نہیں رکھتی لیکن کیا تم اس بات سے انکار کر سکتے ہو کہ مجھ سے ملنے کے بعد تم ڈاکٹر برٹیو سے ملے تھے اور اس کا ذریعہ میں بنی تھی... کیا تم بات سے انکار کرتے ہو، نعمان خان! کہ انسان جس کا احسان ہوتا ہے، اُسے ہمیشہ دوست رکھتا ہے؟"

نعمان خان پریشان کُن نظروں سے آئیوی کو دیکھنے لگ گردن ہلاتا ہُوا بولا۔ "ہاں، آئیوی! مجھ پر تمھارا یہ احسان ہے"

"دوستی اور محبت کے جذبے کے تحت، انسان اگر کسی کے لیے کچھ کرے تو احسان نہیں کہتے، نعمان خان!"

"تم کیا کہنا چاہتی ہو، آئیوی؟"

"کچھ نہیں... بس، تم مجھے اس بات کا جواب دو کہ کیا تمھاری دوست نہیں ہُوں؟"

"بالکل ہو..."

"تمھیں، مجھ پر اعتماد بھی ہے؟"

"ہاں ہے۔"

"کس قسم کا اعتماد ہے؟"

"میرا مطلب ہے کہ تم میرے لیے کسی بھی طور نقصان نہیں بن سکتیں۔"

"نعمان خان! جب تم اپنے مشن کی تکمیل کر لو گے تو کیا اس وقت تم اپنی زندگی اور مستقبل کے بارے میں کچھ نہیں سوچو گے؟" آئیوی نے پوچھا اور نعمان خان کسی گہری سوچ میں ڈُوب گیا۔ وہ طویل سانس لے کر بولا۔

"آئیوی! میں حقیقت کے اعتراف سے گریز کرنا نہیں... میری زندگی بہت ہی عجیب و غریب حالات کا شکار ہے... باپ فیروز خان ایک تعلیم یافتہ انسان تھا۔ وہ پہاڑوں سے ہٹ کر ایک نئی دُنیا بنانے کا خواہش مند تھا۔ اُسے پہاڑوں کی وہ رسوم پسند نہیں تھیں جو انسان کو درندہ بنا دیتی ہیں۔ اس جُرم کی پاداش میں میرے باپ کو قتل کر دیا گیا۔

"میرے تایا کے ذہن میں یہ بات بیٹھ گئی کہ بہزاد سلام ایک شخص نے فیروز خان کو قتل کیا ہے... ایک روز بہزاد سلام کو ایک جنگلی درندے نے اپنی وحشتوں کا شکار بنا لیا۔ بہزاد سلام سے انتقام نہ ہو سکا لیکن میرے تایا کے انتقام کی آگ نہ بجھی۔ اُس نے اُس کے بیٹے شیران سے انتقام لینے کا فیصلہ کیا... پھر جب شیران اکیس سال کا ہو گیا تو میرے تایا نے ہم لوگوں کو خاص طور سے بلوایا اور پھر اپنے مشن میں شرکت کی دعوت دی۔ میرا تایا بہت طاقت ور انسان تھا، وہ اگر چاہتا تو چٹانوں کو اُکھاڑ کر پھینک سکتا تھا لیکن دستور کے

دُشمن سے انتقام لینے کے لیے سب سے بڑے بیٹے کی بندوق کی گولی بہت ضروری ہوتی ہے۔ چنانچہ جب شیران پورے اکیس سال کا ہُوا اور اُس کی ماں اُسے لے کر ایک بزرگ کے مزار پر گئی جس سے ہم سب ہی عقیدت رکھتے تھے تو میرا تایا، اس طوفانی رات میں ایک خوفناک سفر طے کر کے ہمارے پاس پہنچا اور ہمیں آمادہ کیا کہ ہم اپنا فرض ادا کریں۔ اُس وقت ہمیں اپنے تایا سے بہت عقیدت تھی۔ چنانچہ اپنی ماں کی مخالفت کے باوجود ہم سب بے چین ہو کر باہر نکل آئے اور اس خونی رات میں ہم نے ایک خوفناک ڈراما کھیلا لیکن وہ شخص جس کا نام شیران تھا، ہم پر حاوی رہا، اُس کی ماں، ہماری گولیوں کا شکار ہوگئی اور وہ بچ کر نکل گیا۔

"زخمی درندہ بہت ہی خونخوار ثابت ہُوا۔ اُس نے ہمارا پُورا خاندان تباہ کر دیا۔ میری چار بہنیں، اُس کی ہوس کا شکار ہو کر موت کی آغوش میں جا سوئیں اور میری ماں نے اُن کے غم میں آتش دان میں چھلانگ لگا کر خودکشی کر لی۔ میں، اُس کی موت کو کبھی نہیں بھُولوں گا۔

"شیران اگر مجھے قتل کر دیتا یا اپنی ماں کے بدلے، میری ماں کو گولی مار دیتا تو میں اُسے حق بجانب سمجھتا... لیکن اُس نے جس وحشت کا ثبوت دیا، اُس کے لیے میں اُسے ہرگز معاف نہیں کر سکتا... چنانچہ میں اِن راستوں پر نِکل آیا... اور اب یہ راستے مجھے میری منزل کی طرف لے جائیں گے۔ ان راستوں میں عشق و محبت کو کوئی دخل نہیں ہے، آئیوی! تم اپنے لیے دوسرا راستہ منتخب کر لو۔ میں یہ کہنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتا کہ تم مجھے بہت پسند ہو۔ اگر تم مجھے عام حالات میں ملتیں تو میں تمھیں اپنا ساتھی بنا کر فخر محسوس کرتا... لیکن، آئیوی! اب میری زندگی میں حسین شاموں اور سہانی راتوں کا کوئی تصوّر نہیں ہے۔"

نعمان خان خاموش ہوگیا... اور آئیوی، ایک نئے انداز میں اُسے دیکھ رہی تھی۔ اُس کی آنکھوں میں عجیب سے تاثرات تھے... پھر وہ آگے بڑھی اور نعمان خان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولی۔

"نعمان! مجھے یہ سب کچھ معلوم نہیں تھا۔ میں تم سے معافی چاہتی ہُوں۔ میں، تمھیں مغرور اور بدماغ آدمی سمجھتی تھی۔ میں سوچتی تھی کہ تم نے میری... انا کو کچلنے کا تہیہ کر رکھا ہے اور مجھے جان بُوجھ کر نظر انداز کر رہے ہو... لیکن اب میری سوچیں بدل گئی ہیں۔ اب میں تمھیں کبھی پریشان نہیں کروں گی۔ ہاں، تم سے ایک وعدہ لینا چاہتی ہُوں۔"

"کیسا وعدہ، آئیوی؟"

"اگر تقدیر تمھارا ساتھ دے اور تم اپنے مشن کی تکمیل میں کامیاب ہو جاؤ تو کیا تم، آئیوی کو آواز دینا پسند کرو گے؟" آئیوی نے پُوچھا۔ تو نعمان نے عجیب سی نگاہوں سے اُسے دیکھا پھر مسکرا کر بولا۔

"آئیوی! میری دلی خواہش ہے کہ تم اپنی نگاہوں کا مرکز تبدیل کر لو۔ میں، تمھیں خوش و خرم زندگی بسر کرتے ہُوئے دیکھنا چاہتا ہُوں... میری منزل کا کوئی تعین نہیں ہے، نہ جانے کب ملے۔"

"میں نے کہا، نا... نعمان خان! کہ میں، تمھارے مسائل میں مداخلت نہیں کروں گی لیکن مجھے صرف اتنا یقین دلا دو کہ تمھاری زندگی میں اگر ٹھہراؤ آ جائے تو کیا تم مجھے اپنی زندگی میں شامل کرنا پسند کرو گے؟ تمھارے اس یقین کے سہارے، میں اپنی زندگی کے آخری لمحے تک تمھارا انتظار کروں گی۔"

"یہ میری خوش بختی ہوگی، آئیوی! میں اس تصوّر سے ہمیشہ مسرُور رہوں گا کہ میری ذات کسی کے لیے اس قدر باعثِ توجہ ہے، یہ میرے لیے ایک مضبُوط سہارا ہوگا۔"

"تو یہ سہارا تم قبُول کرو۔" آئیوی نے نعمان خان کے کندھے پر سر رکھ دیا۔

"میں، اس وقت کا منتظر رہوں گا، آئیوی! جب تم میری زندگی میں بہار بن کر داخل ہوگی اور میں مطمئن ہُوں گا کہ میں اپنا مشن پُورا کر چکا ہُوں۔"

✽

بدہیئت اور بدشکل کنگ لوئی، ہنکاک کی ایک خوش نما عمارت میں مقیم تھا۔ یہ عمارت اُس کی اپنی ملکیت تھی اور اس میں اُس کے بے شمار مُلازم رہتے تھے۔

اس وقت وہ عجیب و غریب حُلیے میں تھا۔ پُورے بدن سے برہنہ، بس زیریں حصے پر کسی جانور کی کھال کا چھوٹا سا جانگیہ تھا اور سر پر خاص قسم کے پتّوں کا بنا ہُوا تاج۔

جس کمرے میں وہ موجود تھا، وہ گول تھا۔ کمرے کی دیواریں سپاٹ تھیں اور فرش بھی صاف و شفاف تھا اور وہاں لوئی کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔

اُسے کمرہ نہیں بلکہ کنواں کہنا زیادہ مناسب تھا کیونکہ اس میں کوئی کھڑکی یا دروازہ نہیں تھا۔ اس میں کسی رسّی یا سیڑھی کی مدد سے اُترا جا سکتا تھا۔ بظاہر اس عمارت میں، اس کنواں نُما کمرے کا کوئی خاص مقصد نظر نہیں آتا تھا لیکن لوئی نے اسے خاص طور سے بنوایا تھا۔ اس کنویں نُما کمرے کے اُوپری حصّے میں تین افراد موجود تھے۔

لوئی کمرے کے درمیان کھڑا ہُوا تھا اور آنکھیں بند کیے، مُنہ ہی مُنہ میں کچھ بول رہا تھا پھر اُس نے اپنے دونوں ہاتھوں کی مُٹھیاں بند کیں اور اُنھیں اپنے سینے پر مارنے لگا۔ اُس کے بعد اُس نے مُٹھیاں کھول دیں۔ جُونہی مُٹھیاں کھلیں، اُوپر سے کسی نے موسیقی کا بٹن آن کر دیا۔

عجیب سی موسیقی تھی جس میں ایک وحشیانہ سی کیفیت جھلکتی تھی۔ لوئی اس موسیقی پر رقص کرنے لگا۔ وہ دیوانہ وار جنگلی رقص کر رہا تھا اور موسیقی کی دھنوں کے تیز ہونے کے ساتھ ساتھ، اس کے بدن کی حرکات بھی تیز ہوتی جا رہی تھیں۔

تقریباً دس منٹ تک یہ وحشیانہ رقص جاری رہا اور آخری لمحات میں تو لوئی پر نگاہ ٹھہرانا بھی مشکل تھا۔ وہ پارے کی طرح تھرک رہا تھا۔ بالآخر ڈھول کی تھاپ اُبھری اور موسیقی رُک گئی۔ اس کے ساتھ ہی لوئی بھی ساکت ہو گیا... پھر وہ دوزانو بیٹھ گیا۔ اس نے دونوں ہاتھ بلند کیے اور پھر اُنھیں پھیلائے ہوئے سجدے میں گر گیا۔ چند لمحوں تک وہ اسی حالت میں رہا اور اس کے بعد اُٹھ کھڑا ہوا۔

"لاؤ..." اس نے بلند آواز میں کہا اور اُوپر سے کوئی چیز نیچے آگری۔ یکے بعد دیگرے تین بنڈل نیچے گرے تھے۔ یہ کپڑے کی پوٹلیاں تھیں اور ان پوٹلیوں سے جو کچھ برآمد ہوا تھا، وہ حیرت انگیز تھا۔

وہ تین سیاہ ناگ تھے جو اس طرح پھینکے جانے پر بُری طرح بھنائے ہوئے تھے۔ ان کے چوڑے چوڑے پھن فضا میں لہرا رہے تھے اور کنواں نما کمرے میں ان کی پھنکاریں گونج رہی تھیں۔

لوئی اپنی جگہ ساکت تھا اور اُس کی نگاہیں ناگوں پر جمی ہوئی تھیں۔ دفعتہً ایک ناگ نے پھن سکیڑ کر زبان نکالی اور جھلائے ہوئے انداز میں لوئی پر حملہ کر دیا۔ ناگ نے لوئی کی پنڈلی کو نشانہ بنایا تھا لیکن لوئی نے پھرتی سے اس کا وار خالی دیا لیکن عقب سے دوسرے ناگ نے اُس پر حملہ کر دیا۔

لوئی چھلانگ لگا کر کمرے کی دیوار سے جا لگا۔ تینوں ناگ پھرے پھن کاڑھ کر کھڑے ہو گئے تھے اور بھوکی نگاہوں سے اُسے دیکھ رہے تھے۔ لوئی چند لمحوں تک اسی طرح کھڑا رہا۔ پھر اس نے دوبارہ رقص شروع کر دیا۔

اُس کے بدن کی جنبش سانپوں کو مشتعل کر رہی تھی اور وہ، اُس پر وحشیانہ انداز میں حملے کر رہے تھے لیکن لوئی اُن کے وار بچا رہا تھا۔ اس کی نگاہ، تینوں سانپوں کی ایک ایک جنبش پر تھی اور اس وقت وہ انسان نہیں بلکہ چھلاوہ معلوم ہو رہا تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے تک یہ کھیل جاری رہا۔ اس کے بعد دفعتاً لوئی نے ایک اُلٹی قلابازی کھائی اور ایک ناقابلِ یقین منظر نگاہوں کے سامنے آگیا۔ اس کی چھلانگ اندازے کی بہترین مثال تھی۔ وہ اس کنواں نما کمرے کے اُوپری کنارے پر پہنچ گیا تھا۔ اب سانپ نیچے پھنکار رہے تھے اور لوئی اطمینان سے پاؤں لٹکائے بیٹھا تھا۔

تینوں آدمی تحسین آمیز نگاہوں سے اُسے دیکھ رہے تھے۔

لوئی نے ایک ہاتھ بڑھایا اور اُن میں سے ایک آدمی نے اپنا پستول اُس کے ہاتھ میں تھما دیا۔ یکے بعد دیگرے تین دھماکے ہوئے... اور تینوں ناگوں کے چیتھڑے اُڑ گئے۔ لوئی نے پستول، اُسی آدمی کو واپس کیا اور اطمینان سے اُٹھ کر آگے بڑھ گیا۔

ایک اور کمرے میں پہنچ کر اُس نے میز پر رکھی ہوئی ایک ٹوکری میں سے شراب کی ایک بوتل نکالی اور اُسے مُنہ سے لگا کر آدھی بوتل خالی کر گیا... پھر بوتل رکھ کر اُس نے باتھ رُوم کا رُخ کیا... تھوڑی دیر بعد وہ باتھ رُوم سے برآمد ہوا تو سلیقے کے لباس میں تھا۔

اُس کمرے سے نکل کر وہ دوسرے کمرے میں پہنچ گیا جہاں دو افراد اُس کے منتظر تھے۔

"ہیلو..." لوئی بھاری آواز میں اُن سے مخاطب ہوا۔

"ہیلو، کنگ! سُنا ہے، آپ کچھ مصروف تھے۔"

"ہاں، ورزش کر رہا تھا۔"

"ہم نے آپ کی پسند کا ایک آدمی منتخب کر لیا ہے۔" اُن میں سے ایک نے کہا۔

"گُڈ... کون ہے، وہ؟"

"انٹونی آرک نام ہے۔ یہاں کھلونے بنانے والی ایک فرم میں اسسٹنٹ منیجر ہے، ہمارے معیار پر پُورا اُترتا ہے۔ اس کے علاوہ میں نے مسٹر ماسک کو بھی طلب کر لیا ہے۔ شام کو چار بجے، وہ یہاں پہنچ جائیں گے اور اس وقت تک یہیں قیام کریں گے، جب تک آپ کی مرضی کے مطابق تمام کام نہ ختم کر دیں۔"

"گُڈ... انٹونی کو کب لا رہے ہو؟"

"میرا خیال ہے، شام پانچ بجے، اُس کی چھٹی ہوتی ہے اور وہ ایک چھوٹی سی کار میں، آسٹن اسکوائر سے فریڈم تک سفر کرتا ہے۔ اس سفر کے دوران، ایک جگہ ایسی بھی آتی ہے جو ہمارے کام کے لیے انتہائی موزوں ہے۔ وہاں سے اُس شخص کو اُٹھا لیا جائے گا۔ ہم نے مکمل انتظامات کر لیے ہیں۔"

"او۔کے... میں انتظار کروں گا۔" لوئی نے کہا۔

"بس یہی اطلاع دینے کے لیے حاضر ہوئے تھے۔"

"او۔کے..." کنگ لوئی نے کہا اور وہ دونوں اُسے سلام کر کے باہر نکل گئے۔

ان کے جانے کے بعد لوئی، ایک آرام کرسی پر دراز ہو گیا اور آنکھیں بند کر کے کچھ سوچنے لگا۔ اُس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔ تھوڑی دیر بعد ایک لڑکی اندر داخل ہوئی تو اُس کے قدموں کی چاپ پر لوئی نے آنکھیں کھول دیں۔

"گھاؤ نیچ..." وہ اپنے مخصوص انداز میں دانت نکال کر ہنسنے لگا۔ لڑکی بھی مُسکرا دی۔ اُس نے میز پر رکھی ہوئی شراب کی بوتل میں سے ایک گلاس بھرا اور اُسے لیے ہوئے لوئی کے قریب پہنچ گئی۔

لوئی نے ہاتھ بڑھا کر گلاس لے لیا اور دوبارہ آنکھیں بند کر کے شراب کا ایک ایک گھونٹ لینے لگا۔ لڑکی اُس کے قریب کھڑی خاموشی سے اُسے گھورتی رہی۔

شام چھ بجے، لوئی پُورے لباس میں، اُس ہال میں پہنچ گیا جو اس عمارت کے عقبی حصّے میں واقع تھا۔

وہاں ایک شخص، کرسی پر بندھا بیٹھا تھا۔ دراز قامت، تندرست اور توانا بدن کا مالک اور خاصا خوبرو تھا لیکن اس وقت اس کے چہرے پر وحشت اور پریشانی کے آثار تھے۔

لوئی، اُس کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ وہ عجیب [illegible] اس نوجوان کو دیکھ رہا تھا۔ نوجوان کا اُوپری بدن برہنہ تھا۔ [illegible] کو دیکھ کر اُس کے چہرے پر شدید برہمی کے آثار پیدا ہو گئے۔

"کیوں لائے ہو تم لوگ مجھے یہاں؟ کیا بگاڑا ہے، میں نے تمھارا؟ بولو، جواب دو، کیوں لائے ہو تم لوگ، مجھے یہاں؟"

"گھاؤ نیچ..." لوئی آگے بڑھتا ہوا بولا۔

"کیا مطلب...؟"

"کچھ نہیں، پونگے! تم مجھے پسند ہو۔"

"پونگے...! میرا نام پونگے نہیں، میرا نام انٹونی آرک ہے اور میں..."

"ایک کھلونے بنانے والی فرم میں اسسٹنٹ منیجر ہو..." لوئی نے کہا۔

"ہاں، میری کسی سے دُشمنی نہیں ہے اور نہ ہی اتنا دولت مند ہوں کہ مجھے اغوا کر کے مجھ سے کچھ حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔"

"گھاؤ نیچ..." لوئی ہنستا ہوا، ایک کرسی پر بیٹھ گیا پھر بولا۔ "ہمیں، تم سے کچھ حاصل نہیں کرنا، پونگے! بس، تم اتنے پیارے ہو کہ... یُونہی تمھیں بُلا لینے کو جی چاہا... کون کون رہتا ہے، تمھارے ساتھ؟"

"میں تنہا ہوں۔"

"اور کون سے مُلک سے تعلق ہے، تمھارا؟"

"بلجیم کا باشندہ ہوں۔"

"بڑی خوشی ہوئی، تم سے مل کر۔ تم ہماری ایک بہت بڑی ضرورت بن گئے ہو، پونگے! ابھی تمھارے چہرے کا پوسٹ مارٹم کیا جائے گا... اور پھر تمھیں ایک ایسی شخصیت کا رُوپ دے دیا جائے گا جو ہمیں بہت پسند ہے۔" لوئی نے کہا اور پھر دروازے کی طرف رُخ کر کے بولا۔ "کہاں ہے، وہ؟ بھئی کہاں ہے؟"

اُسی وقت ایک پستہ قامت شخص، ہاتھ میں بریف کیس لیے کمرے میں داخل ہوا۔

"دیکھو بھئی..." لوئی، اُس سے مخاطب ہوا۔ "میرے اِس پیارے بچّے کی شکل میں وہ تبدیلیاں کر دو، جنھیں دیکھ کر مجھے مسرت ہو... اور سنو، پیارے انٹونی آرک! اگر تم چاہو تو تمھارے ہاتھ، پیر کھوئے جا سکتے ہیں لیکن تمھیں پُرسکون رہنا ہو گا۔ اُس کے بعد تمھیں آزاد کر دیا جائے گا۔ کوئی پریشانی نہیں رہے گی... کیا خیال ہے، تم ہم سے تعاون کرو گے؟"

"مم... مگر... اس کی ضرورت کیوں پیش آئی ہے، تم لوگوں کو، کیا چاہتے ہو؟"

"سوال نہ کرو، پونگے! صرف تعاون کرو۔ ہم اپنی ہر ضرورت اسی طرح پوری کر لیا کرتے ہیں۔"

"لیکن یہ ایک مجرمانہ فعل ہے۔ میں ایک معزز شہری ہوں، میرا سفارت خانہ..."

"چھوڑو... کہاں کی باتیں لے بیٹھے ہو..." لوئی نے بُرا سا مُنہ بنایا۔ "تم صرف تعاون کرو۔ اگر نہیں کرو گے تو ہم زبردستی اپنا کام نکال لیں گے لیکن تم نقصان میں رہو گے۔"

"ل... لیکن مجھے اس کی وجہ تو بتائی جائے۔" انٹونی نے احتجاج کیا۔

"چلو، تم اپنا کام شروع کرو۔ اسے بندھا ہی رہنے دو... بلکہ ٹھہرو۔ اسے بے ہوشی کا انجکشن دے دو۔ سرکش معلوم ہوتا ہے، مداخلت کرے گا۔"

"ن... نہیں... میں کچھ نہیں کرنے دوں گا۔ تم لوگ چاہتے کیا ہو؟ مم... میں... میں..."

"بکری کا بچہ... گھاؤ نیچ..." لوئی نے اپنے مخصوص انداز میں مضحکہ اُڑاتے ہوئے تالی بجائی اور وہی لڑکی کمرے میں داخل ہوئی جس نے اُسے شراب پیش کی تھی۔

"سیلی! اس بچّے کو انجکشن دو۔ یہ شرارت پر آمادہ نظر آتا ہے۔" لوئی نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

سیلی نے گردن جُھکائی اور باہر نکل گئی۔ نوجوان انٹونی آرک چیختا چلاتا رہا لیکن چند لمحوں بعد، اُس کی گردن کے عقبی حصّے میں ایک انجکشن لگا دیا گیا... اور آہستہ آہستہ اُس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔

پستہ قامت شخص جو ابھی تک خاموش بیٹھا تھا، اُٹھ کھڑا ہوا اور اُس نے نوجوان کے سامنے پہنچ کر اپنا بریف کیس کھول لیا۔

پھر اس نوجوان کے چہرے کی مرمت کی جانے لگی۔ یہ سب کام خاص قسم کی چھوٹی چھوٹی مشینوں کے ذریعے ہو رہا تھا جو بریف کیس میں موجود تھیں۔ ان مشینوں کے ذریعے انٹونی آرک کے لمبے لمبے سنہرے بالوں کو گھنگھریالہ بنایا گیا اور انھیں ایک مخصوص انداز میں سیٹ کر دیا گیا۔ اس کے بعد ایک مشین کے ذریعے اس کا چہرہ صاف کیا گیا اور پھر چہرے پر انسانی جلد سے ہم رنگ پلاسٹک کے ٹکڑے چپکائے جانے لگے۔

پستہ قامت شخص بڑی تندہی سے اپنے کام میں مصروف تھا اور کنگ لوئی، اس سے تھوڑے فاصلے پر بیٹھا، بڑے انہماک سے یہ کارروائی دیکھ رہا تھا۔

دو گھنٹے تک کنگ لوئی، اسی طرح ساکت و جامد بیٹھا رہا جیسے کوئی پتھر کا مجسمہ ہو اور پستہ قد شخص اپنے کام میں مصروف رہا... پھر جب وہ وہاں سے ہٹا تو کنگ لوئی اچھل پڑا۔

"گھاؤنیچ..." اس نے مسرت آمیز لہجے میں کہا۔ "بالکل ٹھیک۔ میں، تمھاری کارکردگی سے بے حد مطمئن ہوں۔" اس نے پھر تالی بجائی۔ سیلی کمرے میں داخل ہوئی۔ "سیلی! اسے ہوش میں لانے کا انجکشن لگاؤ۔" سیلی گردن خم کر کے پلٹ گئی۔

چند لمحوں بعد وہ دوبارہ کمرے میں آئی تو اس کے ہاتھ میں سرنج تھی... تقریباً پندرہ منٹ بعد انٹونی آرک ہوش میں آگیا اور متوحش نظروں سے باری باری سب کو گھورنے لگا... پھر اس کے چہرے پر ہیجان کے آثار نمودار ہوئے اور وہ حلق پھاڑ کر چیخا۔

"جانے دو... مجھے جانے دو... تم لوگ مجھ سے دشمنی پر کیوں آمادہ ہو؟"

کنگ لوئی نے کوئی جواب نہیں دیا اور مسکراتی نظروں سے اسے دیکھتا رہا۔

"میں اتنا کمزور نہیں ہوں۔ ہر چند کہ میں ایک شریف آدمی ہوں لیکن اگر تم لوگوں نے مجھے پریشان کیا تو میں، تم سب سے نمٹ لوں گا۔" وہ غرایا۔

"گھاؤنیچ..." لوئی نے اپنے مخصوص انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

انٹونی آرک اب بھی کرسی پر بندھا بیٹھا تھا۔ اسے نہیں معلوم تھا کہ اس کے چہرے پر کیا کیا تبدیلیاں رونما ہو چکی ہیں۔ البتہ اسے اپنے چہرے اور سر پر بھاری پن کا احساس ضرور ہو رہا تھا۔ وہ ٹٹول کر بھی معلوم نہیں کر سکتا تھا کیونکہ اس کے ہاتھ، کرسی کی پشت پر بندھے ہوئے تھے۔ بے بسی کے عالم میں وہ دروازے کو گھور رہا تھا۔

اب اس کمرے میں کوئی نہیں تھا۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے۔ اس وقت رات کے دس بج چکے تھے... اچانک دو آدمی کمرے میں داخل ہوئے۔

انٹونی آرک نے چونک کر آنکھیں کھول دیں۔ وہ دونوں چہروں ہی سے کافی خطرناک لگتے تھے۔ چند لمحوں تک کھڑے، وہ اسے گھورتے رہے... پھر ایک نے بڑھ کر، اس کی بندشیں کھول دیں۔ بندشیں کھلتے ہی وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"خدا کے لیے مجھے چھوڑ آؤ۔ مجھے واپس پہنچا دو... مم... میں... بے ضرر انسان ہوں۔ کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔"

"تم جانا چاہتے ہو؟" آنے والوں میں سے ایک نے پوچھا۔

"ہاں، میں جانا چاہتا ہوں۔ مجھے چھوڑ دو۔"

"تو جاؤ..." اسی شخص نے کہا اور کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک پستول نکال لیا جس پر سائلنسر لگا ہوا تھا۔

"کک... کیا مطلب؟" انٹونی نے بوکھلائے ہوئے انداز میں پوچھا... لیکن دوسرے ہی لمحے، اس کی دل خراش چیخ گونج اٹھی۔ سائلنسر لگے ریوالور کی گولی، انٹونی کے پہلو میں پیوست ہو گئی۔ دوسری گولی، اس کے سینے کی ہڈیوں کو توڑتی ہوئی نکل گئی۔

آرک گر پڑا۔ چند لمحوں تک اس نے تشنجی انداز میں ہاتھ پاؤں مارے پھر وہ سرد ہو گیا۔ اس کے جسم سے بہنے والا خون دور دور تک پھیل گیا تھا۔ وہ دونوں پرسکون انداز میں کھڑے، اسے دم توڑتے دیکھتے رہے پھر جب وہ سرد ہو گیا تو دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

"کام ہو گیا ہے۔"

"ٹھیک ہے، کنگ کو اطلاع کر دو۔" دوسرے نے کہا اور وہ شخص، کمرے سے نکل گیا۔ چند لمحوں بعد کنگ، کمرے میں داخل ہوا اور فرش پر پڑے ہوئے انٹونی آرک کے مردہ جسم کو دلچسپی سے دیکھنے لگا پھر ان کی طرف رخ کر کے بولا۔

"اب اسے بڑی عزت و احترام کے ساتھ لے جاؤ اور مطلوبہ جگہ چھوڑ آؤ۔"

"او۔ کے، کنگ!" ان دونوں نے بیک وقت جواب دیا اور کنگ لوئی باہر نکل گیا۔

★★

آئیوی کے جانے کے بعد نعمان خان کافی دیر تک خیالات میں ڈوبا رہا تھا۔ آئیوی حالانکہ اس کے پاس قیام کے لیے آئی تھی لیکن اس گفتگو کے بعد آئیوی نے اس سے اجازت چاہی تھی

اور کہا تھا کہ وہ، اس کے ذہن پر بار بننے کے لیے اب وہ یہاں نہیں رہے گی اور اپنے ڈیڈی کے ساتھ ہی قیام کرے گی۔

نعمان خان نے اسے لاکھ سمجھایا کہ ڈاکٹر برٹو، اس کے یہیں قیام کا خواہش مند ہے لیکن آئیوی نہیں مانی تھی۔ پتہ نہیں اس کی ذہنی کیفیت کیا تھی۔

بہر طور نعمان خان نے ٹیلی فون کر کے ڈاکٹر برٹو کو اس سلسلے میں اطلاع دے دی تھی... اور برٹو نے بھی کوئی خاص اختلاف نہیں کیا تھا۔

آئیوی کے جانے کے بعد، نعمان خان کافی دیر تک گہری سوچ میں گم رہا۔ اسے ایک عجیب سی خلش کا احساس ہو رہا تھا۔ آئیوی سے گفتگو کرنے کے بعد، اس کے زخم ہرے ہو گئے تھے۔ اسے اپنی بہنیں یاد آگئی تھیں... بہت سی باتیں، اس کے ذہن میں تازہ ہو رہی تھیں۔ بادشاہ خان یاد آ رہا تھا جو نہ جانے کہاں تھا۔

بوڑھے بادشاہ خان کے لیے اس کا دل ہمیشہ متضاد کیفیات کا شکار رہا تھا۔ جب وہ غور کرتا تو اسے احساس ہوتا کہ بادشاہ خان بھی ایک طرح سے بے قصور ہے... وہ اگر سخت گیری اختیار نہ کرتا تو شاید صورت حال یہ نہ ہوتی۔ وہ اپنے بھائی کے قاتل سے انتقام لینے کے لیے دیوانہ ہو رہا تھا اور اسی دیوانگی میں اس نے یہ سب کچھ کیا۔ اس کی بادشاہ خان سے مخاصمت کی بنیاد یہی تھی جس کی وجہ سے وہ سب بادشاہ خان کی شکل سے بیزار ہو گئے تھے... اب پتہ نہیں، بوڑھے خان کا کیا حال ہو؟ اس نے بے چینی سے کروٹ بدل کر گھڑی پر نگاہ ڈالی۔ دو بج رہے تھے اور نیند کا دور دور تک پتہ نہ تھا۔

وہ اٹھ کھڑا ہوا اور ٹہلتا ہوا کھڑکی کے نزدیک پہنچ گیا... پھر اس نے کھڑکی کے پردے کھینچ دیے۔

کھڑکی کھولتے ہی اس پر پانی کی بوچھار پڑی تو احساس ہوا کہ موسلا دھار بارش ہو رہی ہے۔ اس سے قبل، اسے موسم کا اندازہ نہیں تھا۔ وہ حیران سا بارش کو دیکھتا رہا پھر کھڑکی کو کھلا چھوڑ کر واپس آیا اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے۔ وہ کوئی... ایسی بات سوچنا چاہتا تھا جو ذہن کو سکون دے۔

دفعتہً اسے کھڑکی کے دوسری جانب، باغ میں ہلکی سی چاپ سنائی دی۔ وہ چونک پڑا۔ اس کے حساس کانوں نے بارش کے شور کے ساتھ یہ آواز بھی سن لی تھی۔

"آدھی رات کے وقت کون آ سکتا ہے؟" اس کی رہائش گاہ، پورے علاقے سے ہٹ کر واقع تھی۔ اس کی رہائش گاہ کے سامنے سے ایک چھوٹی سی سڑک گزرتی تھی جو دن میں بھی عموماً سنسان پڑی رہتی تھی۔

قدموں کی چاپ کچھ اور واضح ہو گئی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے کوئی کھڑکی کے قریب سے گزر کر اندرونی جانب گیا ہو۔ نعمان خان نے ایک لمحے کے لیے کچھ سوچا، میز کی دراز سے پستول نکال کر، اس کا چیمبر چیک کیا اور پستول ہاتھ میں لیے انتظار کرنے لگا۔

اس کا اندازہ غلط نہیں تھا۔ چند لمحوں بعد، اس کی خواب گاہ کے دروازے پر دستک ہوئی۔ نعمان خان محتاط انداز میں آگے بڑھا اور ایک جھٹکے سے دروازہ کھول دیا۔

دروازے کے سامنے ایک دراز قامت شخص کھڑا تھا۔ اس نے رین کوٹ پہن رکھا تھا اور سر پر بارش سے بچنے کے لیے ایک بڑی چھجے دار ٹوپی تھی۔

"مجھے اندر آنے دو، نعمان خان!" اس نے بھاری آواز میں کہا۔ نعمان خان ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اسے یہ آواز جانی پہچانی لگ رہی تھی۔ اس نے تھوڑا اور پیچھے ہٹ کر، نووارد کو راستہ دے دیا لیکن پستول پر اس کی گرفت مضبوط تھی۔ نووارد کمرے میں آگیا تو نعمان خان نے پلٹ کر دروازہ بند کر دیا... پھر اس نے سرد آواز میں غراتے ہوئے کہا۔

"یہ رین کوٹ اور ٹوپی اتار دو۔ تاکہ میں تمھاری شکل دیکھ سکوں۔"

نووارد نے اس کی ہدایت پر عمل کیا۔ ٹوپی اور رین کوٹ اتار کر ایک طرف ڈال دیا۔ نعمان خان نے غور سے اس کی صورت دیکھی اور پھر اس کا منہ حیرت سے کھل گیا۔

"ارے، گل خان... تم...!"

"ہاں، نعمان خان! میں گل خان ہی ہوں۔" نووارد نے کہا... اور تھکے تھکے انداز میں کرسی پر بیٹھ گیا۔ نعمان خان اسے مسلسل گھور رہا تھا پھر اس نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ میں نے تمھیں کئی سال کے بعد دیکھا ہے۔"

"تمھارا خیال درست ہے۔"

"تم تو تایا خان کے ساتھ تھے... تایا خان کہاں ہے؟"

"مجھے نہیں معلوم۔" نووارد نے جواب دیا۔

"کیا مطلب...؟"

"میں طویل عرصے سے اس سے جدا ہوں اور اس وقت تمھارے پاس اسی لیے آیا ہوں کہ تم سے اس کے بارے میں معلومات حاصل کر سکوں۔"

"میرے بارے میں معلومات تمھیں کہاں سے حاصل ہو گئیں؟" نعمان خان نے کسی قدر طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

"میں نے تمھارا تعاقب کیا تھا۔" گل خان نے جواب دیا۔

"کب...؟ کہاں...؟" نعمان خان نے چبھتی ہُوئی نظروں سے اُسے دیکھا۔

"کل شام، تم، تابتی دِنگ کے پاس کھڑے، اُڑتے ہُوئے کبوتروں کو دیکھ رہے تھے... پھر وہاں سے تم، مالبرد نامی کلب میں گئے اور رات گیارہ بجے، تم وہاں سے اُٹھے۔ میں نے اس وقت تمھارا تعاقب کیا اور تمھاری رہائش گاہ دیکھ کر چلا گیا۔ اس وقت تمھارے ساتھ کچھ اور لوگ بھی تھے، اس لیے میں نے تم سے ملنے کی کوشش نہیں کی اور پھر میں خود بھی آج کل بہت بُرے حالات کا شکار ہُوں۔ کچھ لوگ، میرے پیچھے سائے کی طرح لگے ہُوئے ہیں۔ اُن لوگوں کے بارے میں تم تصوّر بھی نہیں کر سکتے، نعمان خان! کہ وہ کس قدر خطرناک ہیں۔"

نعمان خان خاموشی سے اُسے دیکھتا رہا۔ اُس کے ہونٹ بھنچے ہُوئے تھے۔ گُل خان، بادشاہ خان کے خاص آدمیوں میں سے تھا اور ہر وقت، سائے کی طرح، اُس کے ساتھ رہتا تھا۔ اس لیے نعمان خان کو اس پر یقین نہیں آ رہا تھا۔

"مجھ سے کیا کام ہے؟" نعمان خان نے پوچھا۔

"نعمان خان! براہِ کرم اس انداز میں مجھ سے گفتگو مت کرو۔ یہ تو میری خوش قسمتی تھی کہ تم، مجھے نظر آ گئے۔ میں زندگی بچانے کے لیے مارا مارا پھر رہا ہُوں۔ میں ایک ایسی سازش سے باخبر ہو گیا ہُوں جس کے بارے میں تم تصوّر بھی نہیں کر سکتے... یہ سازش اس قدر بھیانک ہے کہ... کہ..."

دفعتہً گُل خان خاموش ہو گیا... اور پھر ایک جھٹکے سے اُٹھ کھڑا ہُوا۔

"اوہ... اوہ... تم نے کوئی آواز سُنی، نعمان خان؟" اُس نے خوف زدہ لہجے میں پوچھا... اور نعمان خان چونک کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔

"نہیں، میں نے تو نہیں سُنی... کیسی آواز تھی؟"

گُل خان نے ہونٹوں پر اُنگلی رکھ کر اُسے خاموش کرا دیا اور اپنی جگہ سے اُٹھ کر آہستہ آہستہ چلتا ہُوا، نعمان خان کے قریب پہنچ گیا اور سرگوشی کے سے انداز میں بولا۔

"سُنو... کچھ عجیب سی آوازیں ہیں۔"

نعمان خان نے اپنے کان کسی آواز پر لگانے کی کوشش کی لیکن بارش کے شور کے سوا کوئی آواز سُنائی نہیں دی۔ بالآخر اُس نے گُل خان سے کہا۔ "کیا سُنا تھا، تم نے؟"

"ایک منٹ..." گُل خان جلدی سے بولا اور تیزی سے سُوئچ بورڈ کی جانب لپکا... پھر چٹ کی آواز کے ساتھ کمرہ تاریک ہو گیا۔

اس اندھیرے میں گُل خان کی سرگوشی اُبھری۔ "باہر کوئی ہے... شاید میرے دُشمن..."

نعمان خان اب بھی گُل خان کی طرف سے مطمئن نہیں تھا۔ اس کے دل و دماغ میں عجیب عجیب سے خیالات آ رہے تھے۔ اس نے بھاری لہجے میں کہا۔

"تم کیا ہانک رہے ہو، گُل خان؟ میں یہ بات ہرگز نہیں بھُول سکتا کہ تم، بادشاہ خان کے آدمی ہو۔"

"ہاں تو اس میں بھُولنے کی کیا بات ہے، نعمان خان! کیا میں یہ بات بھُول گیا ہُوں کہ تم، بادشاہ خان کے بھتیجے ہو۔"

"ہُوں نہیں تھا... وہ پُرانی بات ہے۔" نعمان خان نے کہا اور پھر سُوئچ بورڈ کی طرف بڑھتے ہُوئے بولا۔ "میں روشنی کر رہا ہُوں۔ اُس وقت تک میں، تمھاری کسی بات پر یقین نہیں کر سکتا... جب تک مجھے یہ معلوم نہ ہو جائے کہ تم کس مقصد کے تحت، مجھ تک پہنچے ہو۔"

"خُدا کے لیے خاموش ہو جاؤ، نعمان خان! دیکھو... سُنو... وہ آوازیں پھر آ رہی ہیں۔" گُل خان نے آگے بڑھ کر جلدی سے کھڑکی کے پردے برابر کر دیے۔ "دیکھو، کوئی آ رہا ہے، شاید میرے دُشمن..."

"ہو سکتا ہے... لیکن وہ کون ہیں، مجھے بھی تو بتاؤ۔"

گُل خان نے کوئی جواب نہیں دیا۔ تاریک کمرے میں اُس کی گہری گہری سانسیں گونجتی رہیں۔ دفعتہً نعمان خان نے کہا۔

"اگر تمھیں شبہ ہے کہ یہاں تمھارے علاوہ بھی کوئی موجود ہے تو میں جا کر دیکھ آتا ہُوں۔" اُس نے پستول اُٹھایا اور دروازے کی طرف بڑھا لیکن گُل خان نے لپک کر، اُس کا راستہ روک لیا۔

"نہیں، نعمان خان! خُدا کے لیے دروازہ مت کھولنا... میری بات سُنو... تمھیں احساس نہیں ہے کہ میرا سابقہ کن خطرناک لوگوں سے ہے... تم، میری بات پر یقین کیوں نہیں کر رہے؟ آخر مجھے اس کی وجہ بھی تو معلوم ہو۔"

"میرے خیال میں اس کی وجہ، تم بخُوبی جانتے ہو۔" نعمان خان نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"مجھ سے جیسی جی چاہے قسم لے لو، میں کچھ نہیں سمجھ پایا۔ میں پہلے ہی بے حد پریشان ہُوں۔ اگر اس وقت تم نے میری مدد نہ کی تو میری موت کے ذمّے دار تم ہو گے۔"

"بیٹھ جاؤ، گُل خان! میرا خیال ہے کہ اس مکان میں تمھیں کوئی خطرہ نہیں ہے۔"

"نعمان خان! مجھے بتاؤ کہ آخر تم، میری طرف سے مشکوک

کیوں ہو؟"

"کیا تم، بادشاہ خان کے انتہائی خاص آدمیوں میں سے نہیں ہو؟" نعمان خان نے پوچھا۔

"ہُوں... بالکل ہُوں۔ میں نے کب انکار کیا؟"

"اور کیا تم نہیں جانتے کہ بادشاہ خان کی وجہ سے ہمارے خاندان پر کیا قیامت نازل ہُوئی ہے؟"

"کیوں نہیں جانتا... لیکن، میرے دوست! اس تباہی کی وجہ، تم بادشاہ خان کو کیوں قرار دیتے ہو؟ اُس کے جذبے نیک تھے۔ وہ اپنے بھائی کے انتقام کی آگ میں جل رہا تھا... وہ چاہتا تو شیران جیسے آدمی کو پہاڑوں ہی میں بھُون کر رکھ دیتا لیکن اس نے پہاڑی قبیلوں کی روایت توڑنے کی کوشش نہیں کی۔ اُس نے تمھیں، وہ اعزاز دِلانے کی کوشش کی جو پہاڑوں میں بہت ہی اہمیت رکھتا ہے۔ ہر مقتول کا بڑا بیٹا، اُس کے قاتل سے انتقام لینے کا مجاز ہوتا ہے۔ اگر وہ ایسا نہ کر سکے تو اس کے لیے اس سے بڑھ کر اور کوئی گالی نہیں ہو سکتی... لہٰذا بادشاہ خان نے تمھیں سُرخرو کرنا چاہا تھا... اگر اس کے بعد کے حالات، بادشاہ خان کے پیدا کردہ ہوتے تو تم ہی نہیں بلکہ سب اُس پر الزام لگاتے کہ اُس نے اپنے بھائی کا خاندان تباہ کر دیا۔ تمھارے ساتھ جو کچھ ہُوا، اُس میں زیادہ قصُور حالات کا تھا۔

"بادشاہ خان تو دُہرا انتقام لینا چاہتا تھا اور اس کے لیے وہ خُون کی ندیاں تک بہا دینے پر تُل گیا تھا لیکن اُسے روکا گیا۔ اُسے یقین دلایا گیا کہ شیران کو اُس کے سامنے پیش کر دیا جائے گا... اور اُسے یہ یقین دلانے والے، ایک بہت بڑے مُلک کی بہت بڑی تنظیم کے اہم ترین رُکن تھے۔

"پھر بادشاہ خان بھی اس تنظیم میں شامل ہو گیا۔ میں اور میرے ساتھ تین افراد کو بادشاہ خان کے نمائندوں کی حیثیت سے منتخب کیا گیا۔ تنظیم کی طرف سے دی جانے والی تمام ہدایات، میرے ہی ذریعے بادشاہ خان تک پہنچتی تھیں۔ ہم تنظیم میں رہ کر بادشاہ خان کے لیے کام کرتے تھے اور تنخواہ ہمیں اسی مُلک سے ملتی تھی۔

"لیکن، نعمان خان! تمام بُرائیوں کے باوجود، ہمارے سینوں میں پہاڑوں کی محبت ہمیشہ سے رہی ہے اور رہے گی۔ ہم سب سے دغا کر سکتے ہیں لیکن اِن خوبصورت چٹانوں سے نہیں جن کے سائے میں ہم کھیل کر جوان ہُوئے تھے۔ ہم اُن چٹانوں کے خلاف کوئی قدم نہیں اُٹھا سکتے۔

"تنظیم میں رہتے ہُوئے اتفاق سے ایک بار میں نے ایک سازش کی بُو سُونگھ لی۔ مجھے اس کا پہلا اشارہ، بیروت کے ایک پُررونق کیفے میں ملا... پھر اس کا سُراغ لگانے کے لیے مجھے دُنیا کے بے شمار ممالک کی خاک چھاننا پڑی... اور پھر جو معلومات مجھے حاصل ہُوئیں وہ..."

گُل خان بولتے بولتے رُک گیا اور اُس نے خوف زدہ نگاہوں سے پہلے کھڑکی کی طرف اور پھر دروازے کی طرف دیکھا۔ اُس کے چہرے پر پسینے کے قطرے نمُودار ہو گئے تھے۔ چند لمحوں بعد وہ ہانپتے ہُوئے بولا۔ "تم سمجھ رہے ہو گے کہ میں مبالغے سے کام لے رہا ہُوں... لیکن میں نے تمھیں جو بات بتائی ہے، وہ میرے ذہن کی گہرائیوں میں موجود ہے... اگر یہ سازش پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی تو ہمارے مقدّر غیروں کے ہاتھ میں ہوں گے اور پہاڑ، اُن کے قیدی ہوں گے۔ مجھے اس سازش کا پتہ چلانے کے لیے اپنے تینوں آدمی کھو دینے پڑے ہیں۔ ابھی تک بادشاہ خان کے کانوں تک یہ بات نہیں پہنچی ہے لیکن اُن لوگوں کو معلوم ہے کہ میں، اُن کا راز پا چکا ہُوں چنانچہ اُنھوں نے مجھے خاموش کرنے کے لیے ہر حربہ آزما لیا ہے۔ مجھ پر تقریباً پندرہ قاتلانہ حملے ہو چکے ہیں اور میں بہ مشکل، اُنھیں جُل دینے میں کامیاب ہُوا ہُوں لیکن میری زندگی کسی وقت بھی موت کے مُنہ میں جا سکتی ہے۔ وہ بہر صُورت مجھے قتل کر دینا چاہتے ہیں۔"

"مگر وہ سازش کیا ہے، گُل خان؟" نعمان خان کے لہجے میں اب کچھ نرمی پیدا ہو گئی تھی۔

"مجھے اس سازش کی تمام جزئیات کا تو علم نہیں، مختصراً اتنا ہی بتا سکتا ہُوں کہ وہ پہاڑوں پر اقتدار کے خواب دیکھ رہے ہیں، وہ ہمیں اپنا غلام بنانے کے خواہاں ہیں اور اس سازش کی جڑیں نہ جانے کہاں تک پھیلی ہُوئی ہیں... میرے پاس کچھ ایسے اہم نکات موجود ہیں جو اگر بادشاہ خان تک پہنچ جائیں تو وہ اُن کے بارے میں صحیح طور پر معلوم کر سکتا ہے۔"

"تمھارا کیا خیال ہے، گُل خان... بادشاہ خان جسے اُن لوگوں نے اس علاقے کا سربراہ مقرّر کیا ہے، اس سازش سے لاعلم ہو گا؟"

"میں اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن میں بادشاہ خان کی فطرت سے واقف ہُوں۔ اگر اُسے صحیح حالات کا علم ہو گیا ہوتا تو وہ، اُن لوگوں کا ساتھی ہرگز نہ بنتا۔ وہ بُرا ضرور ہے لیکن وہ اپنی مٹّی، اپنی زمین کو غیروں کے ہاتھ کبھی فروخت نہیں کر سکتا۔"

"ہُوں... بہر طور، اب تم یہ بتاؤ کہ میں تمھارے لیے کیا کر سکتا ہُوں۔" نعمان خان نے پوچھا۔

"میں یہاں ایک شخص سے ملنے آیا تھا، جو مجھے بادشاہ خان

تک پہنچا سکتا ہے۔ اس شخص کا نام حارث عابدی ہے اور یہ تمھیں، فلائنگ اسٹریٹ کے ایک ہوٹل اپرسن میں مِل سکتا ہے۔ یہ شخص میرے ان معاملات سے کسی حد تک واقف ہے۔ ویسے مجھے اطلاع ملی تھی کہ بادشاہ خان بھی بنکاک میں موجود ہے اور وہ یہیں رہ کر اپنے کاروبار کو کنٹرول کررہا ہے۔"

"کہاں...؟" نعمان خان چونک پڑا۔

"بنکاک میں... میں نے یہی سُنا تھا۔ دراصل بادشاہ خان ایک حرف تو تنظیم کا رُکن ہے لیکن دوسری طرف اُس نے اپنا ایک الگ گروہ بنالیا ہے جو اسمگلنگ کرتا ہے۔ اس گروہ میں... مختلف ممالک کے آٹھ افراد شامل ہیں جو اپنے اپنے ملک میں بادشاہ خان کے مفادات کی نگرانی کرتے ہیں۔ میں اُن آٹھوں افراد کو جانتا ہوں۔ اُن میں سے ایک جرمن ہے، دو برطانوی ہیں، دو فرانسیسی ہیں، ایک بلجیئم کا باشندہ ہے، ایک انڈین ہے۔"

"خدا کی پناہ... تو کیا بادشاہ خان بھی...؟"

"ہاں... بادشاہ خان بھی..."

"اور وہ بنکاک میں موجود ہے؟"

"ہاں..."

"تمھیں یقین ہے، گُل خان؟"

"ہاں مجھے یہی اطلاع ملی تھی اور اسی لیے میں یہاں اُس شخص سے ملنے آیا ہوں جو بادشاہ خان کا پتہ جانتا ہے۔"

نعمان خان کے ذہن میں دھماکے سے ہورہے تھے۔ بادشاہ خان کے کاروبار کے متعلق، وہ اتنا تو جانتا تھا کہ وہ کئی ممالک میں پھیلا ہوا ہے لیکن وہ اسمگلر ہوگا، یہ اُسے نہیں معلوم تھا۔ نعمان خان، بنکاک میں کافی وقت گزار چکا تھا اور خود اُس نے وہاں کافی ہنگامے کیے تھے۔ اگر بادشاہ خان وہاں موجود ہوتا تو کہیں تو اُس کا نام سُننے کو ملتا... شاید ڈاکٹر برٹیو سے اس بارے میں کچھ معلوم ہوسکے... یا پھر ممکن ہے گُل خان جھوٹ بول رہا ہو۔

دفعتہً دونوں چونک پڑے۔ اب تک تو صرف گُل خان ہی باہر قدموں کی آوازیں سُن رہا تھا لیکن اب نعمان خان نے بھی محسوس کرلیا کہ کھڑکی کے دوسری طرف کوئی موجود ہے۔ دونوں نے بہ یک وقت مُڑ کر کھڑکی کی طرف دیکھا۔

دفعتہً کھڑکی کا ایک شیشہ چھناکے سے ٹوٹ گیا اور اُس کے ساتھ ہی دو فائر ہوئے۔ گُل خان لڑکھڑا کر گر پڑا۔ اُس کی گردن سے خون کا فوارہ اُبل رہا تھا۔ نعمان خان پھرتی سے نیچے بیٹھ گیا لیکن اسی وقت تڑپتے ہوئے گُل خان کی لات پُوری قوت سے اُس کے سینے پر پڑی اور وہ اُچھل کر دُور جا گرا۔ اس کے ساتھ ہی لگاتار تین فائر ہوئے اور گولیاں فرش پر اُس جگہ لگیں جہاں ایک لمحے قبل نعمان خان موجود تھا۔

"بالآخر، وہ لوگ پہنچ ہی گئے... میں نہ کہتا تھا کہ... مم... میں مر رہا ہوں... لیکن تم خود کو سنبھالو... خود کو بچاؤ، نعمان خان... تم میرے مشن کی تکمیل کرنا... بادشاہ خان کو اس سلسلے میں... عابدی سے تمھیں معلومات ہوسکتی ہیں... عابدی..." اس کے حلق سے خرخراہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں اور پھر کرب سے اُس کا مُنہ کھُلا رہ گیا۔

نعمان خان نے اپنی جگہ سے حرکت کی تو اُسی وقت ایک اور فائر ہوا... اور اُسے اپنے کندھے میں انگارہ سا اُترتا محسوس ہوا۔ اُس نے اپنی جیب سے پستول نکالا اور کھڑکی کی طرف رُخ کرکے دو فائر... جھونک مارے۔ اُن کے جواب میں کھڑکی پر فائر کیا گیا اور گولی اُس کے کان کو چھُوتی گزر گئی... اس کے ساتھ ہی کئی شیشے ٹوٹے۔

'اب وہ لوگ کمرے میں داخل ہونے ہی والے ہیں' وہ... سانپ کی طرح رینگتا ہوا، دوسرے دروازے کی طرف بڑھا جو ایک چھوٹے سے کمرے میں کھُلتا تھا۔ اُس کمرے سے گزر کر وہ، راہداری میں پہنچ سکتا تھا۔

جیسے ہی وہ چھوٹے کمرے سے نکل کر، راہداری میں داخل ہوا کسی نے اُس پر چھلانگ لگادی اور دونوں اُلجھ کر گر پڑے۔ نعمان خان نے گرنے کے بعد خود کو سنبھالا... پھر اُس کا ایک پاؤں پوری قوت سے گھوما اور حملہ آور کے حلق سے ایک کریہہ چیخ نکل گئی اور وہ، دو تین قلابازیاں کھا کر دیوار سے جا ٹکرایا۔

نعمان خان نے اُس وقت اُس سے اُلجھنا مناسب نہ سمجھا۔ وہ زخمی تھا اور پھر اُسے حملہ آوروں کی تعداد کے بارے میں بھی علم نہیں تھا۔ لہٰذا اُس نے یہی بہتر سمجھا کہ وقت ضائع کیے بغیر، اس مکان سے نکل بھاگا جائے۔

چند لمحوں بعد، وہ ایک باڑ کے قریب پہنچ گیا۔ جو سڑک اور لان کے درمیان تھی۔ زخموں کی پروا کیے بغیر، اُس نے باڑ کے دوسری طرف چھلانگ لگادی جس کے نتیجے میں اُس کے جسم پر بہت سی خراشیں آئیں۔ اسی وقت کسی نے چیخ کر کچھ کہا۔ غالباً کسی حملہ آور نے اپنے ساتھیوں کو خبردار کیا تھا۔

اچانک نعمان خان کو ذرا فاصلے پر کھڑی ہوئی ایک کار کی سُرخ بتیاں نظر آئیں اور اس کا ذہن تیزی سے کام کرنے لگا۔ یقیناً یہ کار حملہ آوروں کی ہوگی۔ اگر کسی طرح اس کار پر قبضہ کرے تو وہ بہ آسانی یہاں سے نکل سکتا ہے۔

وہ چاروں ہاتھوں پیروں کے بل رینگتا ہوا کار کی جانب بڑھا اور اُس کے قریب پہنچ کر، آس پاس کسی کی موجودگی کا جائزہ لینے لگا۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ غالباً سب حملہ آور اُتر کر مکان میں داخل ہوگئے تھے۔ وہ اسی طرح رینگتا ہوا آگے بڑھا اور ہاتھ اُٹھا کر کار کے دروازے کے ہینڈل کو دبا کر کھینچا تو دروازہ کھُل گیا۔ اس کی باچھیں خوشی سے کھِل گئیں کیونکہ اگنیشن میں چابی بھی موجود تھی۔

دوسرے ہی لمحے وہ کار کے اندر تھا لیکن گاڑی اسٹارٹ کرتے ہی ایک فائر ہوا اور کار کی ونڈ اسکرین چکنا چُور ہوگئی۔ نعمان خان نے کار کو ایک دم فُل اسپیڈ پر چھوڑ دیا۔ گولیاں بارش کی طرح برس رہی تھیں لیکن اب وہ اُن کی زد سے نکل چکا تھا۔ چند لمحوں بعد وہ ذیلی سڑک سے نکل کر، چوڑی سڑک پر آگیا۔ اس دوران میں اُس نے عقبی سمت میں بھی نگاہ رکھی تھی۔ ممکن ہے، اُن لوگوں کے پاس دوسری گاڑی ہو جس سے وہ اس کا تعاقب کریں لیکن چوڑی سڑک پر بھی کافی دُور نکل آنے کے بعد کوئی گاڑی نظر نہیں آئی تھی۔

اس کے کندھے میں شدید ٹیسیں اُٹھ رہی تھیں۔ ہونٹ خشک ہوگئے تھے اور اُسے پیاس محسوس ہو رہی تھی۔ چند لمحوں تک اُس کی سمجھ میں نہیں آسکا کہ کہاں جائے۔ یُوں تو ہانگ کانگ میں اس کے بے شمار ٹھکانے تھے... وہ کسی ٹھکانے پر جا کر، اپنے آدمیوں کے سوالوں کا نشانہ نہیں بننا چاہتا تھا لیکن کندھے کا زخم بھی ایسا نہ تھا کہ اُسے یُونہی چھوڑ دیا جاتا۔

وہ ایک سڑک سے دوسری سڑک کی طرف بڑھتا رہا۔ ایک جگہ اُسے فرسٹ ایڈ پوسٹ نظر آئی تو اُس نے وہاں اپنا زخم دِکھانے کا فیصلہ کرلیا۔ ڈیوٹی پر موجود ڈاکٹر کو اُس نے اُلٹی سیدھی کہانی سُنا کر مطمئن کیا اور بینڈیج کروا کے دوبارہ کار میں آ بیٹھا۔ یہ کار اب اُس کے لیے خطرناک تھی اس لیے وہ اسے چھوڑ دینا چاہتا تھا۔

اُسے احساس ہوچکا تھا کہ جو خطرہ گُل خان کو درپیش تھا، اب اُس کے گرد منڈلانے لگا ہے۔ وہ لوگ اب یہ تاثر لیں گے کہ گُل خان نے مرنے سے پہلے اپنا راز، نعمان خان کو منتقل کردیا ہے چنانچہ اب وہ اُس کے خون کے پیاسے ہوجائیں گے۔ ایسے حالات میں اپنے کسی اڈے کا رُخ کرنا کسی طور بھی مناسب نہ ہوگا۔ بلکہ کسی نئی جگہ کا انتخاب کرکے صُورت حال کا جائزہ لینا چاہیے۔ اُس کے لباس پر خون کے دھبّے پڑے ہوئے تھے۔ جن کی وجہ سے وہ کسی بارونق جگہ جاتے ہوئے کترا رہا تھا لیکن اس کے بغیر چارہ بھی نہیں تھا۔

کافی غور و خوض کے بعد بالآخر، اُس نے ایک شبینہ ریسٹورنٹ کے سامنے کار روک لی اور ریسٹورنٹ میں داخل ہوگیا۔ ریسٹورنٹ میں اس وقت بھی کافی رونق تھی۔ ملّاح اور دوسرے بے فکرے قسم کے لوگ وہاں منشیات اور کافی وغیرہ سے شغل کررہے تھے۔

نعمان خان ایک قدرے تاریک گوشے والی میز پر جا بیٹھا۔ یہاں، اُس کے خُون کے دھبّوں پر کسی کی نظر نہیں پڑ سکتی تھی۔ تھوڑے ہی فاصلے پر ایک کاؤنٹر تھا جہاں بارٹینڈر کھڑا تھا۔ نعمان خان نے کافی طلب کی۔ گرم گرم کافی کے گھونٹ، اُسے بے حد فرحت بخش رہے تھے۔ زخم کی تکلیف چونکہ کم ہوچکی تھی اس لیے اب وہ اُس کی طرف سے لاپروا ہوگیا تھا۔ وہ کافی پیتا رہا اور سوچتا رہا کہ اُسے کیا کرنا چاہیے۔ سب سے پہلے لباس کا مسئلہ تھا۔ کم از کم ایک کوٹ ہی مِل جاتا تو اُس سے خُون کے دھبّے مٹائے جاسکتے تھے۔

پھر اُس نے فیصلہ کیا کہ اپنے کسی چھوٹے سے اڈّے سے رابطہ قائم کرکے ایک گاڑی منگوالے۔ اپنے لوگوں سے بالکل کٹ کر بھی نہیں رہ سکتا تھا۔ چنانچہ وہ اپنی میز سے اُٹھ کر کاؤنٹر پر پہنچ گیا۔ بارٹینڈر نے سوالیہ نگاہوں سے اُسے دیکھا۔

"ٹیلی فون..." نعمان خان نے بھاری لہجے میں کہا اور اِس انداز میں کھڑا ہوگیا کہ بارٹینڈر کی نظر، اُس کے خُون کے دھبّوں پر نہ پڑ سکے۔ بارٹینڈر نے ٹیلی فون اُٹھا کر، اُس کے سامنے رکھ دیا اور وہ ریسیور کان سے لگا کر نمبر مِلانے لگا۔ تھوڑی دیر تک دوسری طرف گھنٹی بجتی رہی پھر ریسیور اُٹھا لیا گیا۔

"تاؤسو بول رہا ہے۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"میں نعمان خان ہوں۔"

"اوہ... مسٹر خان!" دوسری طرف سے بولنے والا مستعد ہوگیا۔

"میں ایک ریسٹوران میں موجود ہوں۔ جس کا نام شاید بلُومُون ہے۔ تم گاڑی لے کر آجاؤ... اور ایک ایسا کوٹ اپنے ساتھ لے آنا جو میرے جسم پر آسکے... فوری طور پر پہنچ جاؤ۔ میں تمھارا انتظار کررہا ہوں۔"

"او کے، چیف! میں پہنچ رہا ہوں۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور نعمان خان نے ریسیور رکھ دیا... پھر جیب سے ایک چھوٹا سا نوٹ نکال کر کاؤنٹر پر رکھا اور واپس اپنی جگہ آ بیٹھا۔ اُسے بے چینی سے تاؤسو کی آمد کا انتظار تھا۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد تاؤسو نظر آیا۔ وہ ایک دُبلا پتلا، مقامی باشندہ تھا۔ اُس نے ہال کے دروازے میں رُک کر، بیٹھے ہوئے لوگوں کا جائزہ لیا اور نعمان خان پر نظر پڑتے ہی، اُس کے قریب پہنچ گیا...

"خیریت، چیف...؟"

"اسلحہ ہے، تمھارے پاس؟"

"ہاں، پستول ہے۔"

"ہوشیار رہنا... اوہ کوٹ مجھے پہنادو۔" نعمان خان نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا لیکن کوئی اُن کی طرف متوجہ نہیں تھا۔

کوٹ پہناتے ہوئے تاؤسو اُچھل پڑا۔ "اوہ، باس، خون..."

"ہاں... چونکنے کی ضرورت نہیں۔ ویٹر کو بُلا کر بِل ادا کرو۔"

"او۔ کے، چیف..." تاؤسو جلدی سے بولا اور بِل ادا کرکے وہ دونوں، ریسٹورنٹ سے باہر نکل آئے۔

بڑی تہلکہ خیز خبر تھی جس کا مختلف لوگوں پر مختلف رَدِّ عمل ہُوا تھا۔ بادشاہ خان نے صبح کے ناشتے پر اخبار دیکھا تو چائے کا گھونٹ اُس کے مُنہ سے نکل پڑا اور اُس کی پھٹی پھٹی آنکھیں، اخبار میں چھپی ہُوئی تصویر اور خبر پر جم گئیں۔

تصویر شیران ہی کی تھی۔ کسی نے اُسے گولی مار کر ہلاک کر دیا تھا اور اُس کی لاش، براڈننگ پارک کے چوراہے پر ڈال دی تھی... پولیس رپورٹ تھی کہ یہ شخص جرائم پیشہ اور قاتل تھا اور پولیس کو کئی وارداتوں میں مطلوب تھا۔ خیال تھا کہ اُس کے کسی دُشمن نے اُسے قتل کیا ہے۔

اس کے بعد بادشاہ خان سے ناشتہ نہیں کیا گیا۔ اُس کی ذہنی کیفیت عجیب سی ہوگئی تھی۔ جب اُسے یہ یقین ہوگیا کہ خبر میں کوئی شک وشبہہ نہیں ہے تو وہ اُٹھا اور دیوانہ وار دوڑتا ہُوا، اُس کمرے میں پہنچا جہاں وہ، ایڈنا ڈمپل سے رابطہ قائم کیا کرتا تھا۔ اُس نے بڑی بے صبری سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اُس پر ایڈنا کو کال کرنے لگا لیکن ایڈنا کی بجائے، اُس کے ماتحت کیگارو سے رابطہ قائم ہُوا تھا۔

"مادام کہاں ہیں؟"

"وہ اس وقت شہر میں موجود نہیں ہیں، خان!"

"کہاں گئی ہیں؟"

"یہ بھلا کسی کو کیا معلوم۔"

"اخبار دیکھ چکے ہو؟"

"جی ہاں... اور اس سلسلے میں آپ سے رابطہ قائم کرنے ہی والا تھا۔"

"وہ شیران ہی ہے، نا؟"

"سو فی صدی۔"

"اُسے کس نے قتل کیا ہے؟"

"ہمارے کسی آدمی نے نہیں لیکن مادام خود بھی اُس کی تاک میں تھیں۔"

"اوہ... ممکن ہے، خود مادام نے..." بادشاہ خان بولا۔

"ہاں، اس کے امکانات ہیں، بادشاہ خان! لیکن ابھی ہمیں اس بارے میں کوئی اطلاع نہیں ہے۔"

"او۔ کے! مادام جس وقت بھی آئیں، اُن سے معلومات... حاصل کرکے، مجھے اس بارے میں اطلاع دینا... میں انتظار کروں گا۔"

"ٹھیک ہے، جناب!" دوسری طرف سے جواب ملا اور بادشاہ خان، ٹرانسمیٹر بند کرکے، اُسی کمرے میں ٹہلنے لگا۔ اُس کے چہرے پر اب بھی ہیجان کے آثار تھے... اُس نے دوبارہ ٹرانسمیٹر آن کیا اور ایک نئی فریکوئنسی سیٹ کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد وہاں سے بھی رابطہ قائم ہوگیا۔

"یس... وائی تھری۔"

"خان بول رہا ہے۔"

"حُکم، خان؟"

"پولیس کو ایک لاش ملی ہے۔ اُس کی تصویر اور تفصیلات آج کے اخبار میں موجود ہیں۔ لاش کس کی ہے اور اب کہاں ہے، معلوم کرکے مجھے جواب دو۔ میں منتظر ہُوں۔"

"بہتر ہے، خان! میں ابھی معلوم کراتا ہُوں۔"

بادشاہ خان، ٹرانسمیٹر بند کرکے، اُس کے قریب ہی بیٹھ گیا اور دونوں ہاتھوں سے سر تھام لیا۔ اُس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ، اس اطلاع سے خوش ہو یا سنجیدہ... اُسے اس بات پر بھی حیرت تھی کہ وہ کون جیالا ہے جس نے اس عفریت کو ہلاک کر دیا ہے... ایڈنا ڈمپل کے علاوہ، اُس کا ذہن اور کہیں نہیں جاتا تھا... لیکن لاش چوراہے پر کیوں ڈال دی گئی؟

ایک گھنٹے تک وہ اسی طرح بیٹھا رہا... پھر اُسے ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہُوا۔

"ہاں، کیا رپورٹ ہے؟"

"مرنے والا قبائلی ہے۔ اُس شخص نے کافی خون ریزی کی ہے اور پولیس، اُس کی تلاش میں سرگرداں تھی۔ ابھی چند روز قبل، اُس نے دو پولیس سارجنٹوں کو بھی ہلاک کر دیا تھا۔ پولیس ابھی اُس کا نام معلوم نہیں کر سکی ہے۔"

"لاش کہاں ہے؟"

"پولیس کے بڑے اسپتال میں۔ ابھی اُس کے بارے میں تحقیقات ہو رہی ہے۔"

"وائی تھری..." بادشاہ خان نے سرد لہجے میں کہا۔ "مجھے اس لاش کی ضرورت ہے، ہر قیمت پر... خواہ اس کے لیے کچھ بھی

کرنا پڑے، جس طرح بھی ممکن ہو، لاش حاصل کی جائے۔"

"او۔ کے، چیف! لاش حاصل کر لی جائے گی۔ اُسے کہاں پہنچایا جائے؟"

"میرے پاس... ہوشیاری زندگی کی ضمانت ہے۔"

"ایسا ہی ہوگا، چیف!" وائی تھری نے کہا۔ بادشاہ خان نے ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔ اب وہ کسی قدر مطمئن نظر آرہا تھا۔

★★

سدھاشی کے حلق سے دل خراش چیخ نکل گئی۔ اُس کا سر اس بُری طرح چکرایا کہ وہ کُرسی سے گرتے گرتے بچی۔ اخبار، اُس کے ہاتھ چھوٹ گیا۔ چند لمحات تک وہ ڈولتی رہی پھر اُس نے خود کو سنبھالا... آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر، اُس تصویر کو دیکھنے لگی۔

"نہیں، نہیں... ناممکن... نہیں شیران! تم اس طرح نہیں مر سکتے۔ نہیں، شیران، نہیں..." وہ پھُوٹ پھُوٹ کر رونے لگی۔ اُس کی خاص ملازمہ اُس کے پاس آگئی۔ سدھاشی کو اس حال میں دیکھ کر وہ دنگ رہ گئی۔

"میڈم... میڈم... پلیز! یہ میں کیا دیکھ رہی ہُوں؟ کیا ہوگیا، میڈم؟" وہ اخبار دیکھنے لگی۔

سدھاشی بُری طرح رو رہی تھی۔ "آہ، میرے دُشمن! مجھے بھی قتل کر دیا ہوتا..."

"میڈم... میڈم... [illegible] سنبھالیں۔ کیا ہوگیا ہے آپ کو؟"

دفعتہً سدھاشی [illegible] وہ اُس کمرے کی طرف بڑھ گئی جہاں فون رکھا تھا۔ دھندلائی ہوئی آنکھوں کو صاف کرتے ہوئے، اُس نے گریچر کو فون کیا۔ "ہیلو، گریچر سے بات کراؤ۔" سلسلہ ملنے پر اُس نے کہا۔

"گریچر ہی بول رہا ہے۔"

"اوہ، گریچر... یہ کیا ہوگیا؟ کیسے ہوگیا؟" سدھاشی خود پر قابو نہ پاسکی۔

"میں سمجھا نہیں، مادام؟" گریچر کے لہجے میں حیرت تھی۔

"کیا تم نے آج کا اخبار دیکھا ہے؟"

"اوہ... ابھی اتفاق نہیں ہوا۔"

"گریچر! شیران کو قتل کر دیا گیا ہے... شیران مر چکا ہے، گریچر!"

"ناممکن..." گریچر کی مضبوط آواز سُنائی دی۔

"یہ ہو چکا ہے، گریچر! میں نے تمہیں اس لیے فون کیا تھا... کہ اب سب کچھ بیکار ہے۔" وہ سسکنے لگی۔

تھوڑی دیر تک وہ اسی طرح بیٹھی روتی رہی... پھر اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑی ہُوئی۔ "مجھے کوئی لباس نکال دو۔" اُس نے بھرائی ہُوئی آواز میں ملازمہ سے کہا۔

تھوڑی دیر بعد وہ تیار ہوکر باہر نکل آئی۔ اُس نے پستول لوڈ کرکے اپنے ساتھ رکھ لیا تھا۔ پھر اُس کی کار سڑک پر فراٹے بھرنے لگی۔ آخر وہ اس چوک میں پہنچ گئی جہاں شیران کی لاش پائی گئی تھی۔ اب وہاں کچھ نہیں تھا۔ چوراہے پر پولیس کے دو سپاہی موجود تھے۔ اُس نے کار سڑک کے کنارے روکی اور پولیس والوں کو ہاتھ کے اشارے سے بلایا۔ دونوں اُس کے پاس پہنچ گئے۔

"کیا یہ وہی چوراہا ہے جہاں آج ایک لاش پائی گئی تھی؟"

"یس، میڈم..." پولیس والے نے جواب دیا۔

"لاش کہاں لے جائی گئی ہے؟"

"پولیس کے بڑے ہسپتال۔" جواب ملا۔

سدھاشی چند لمحے وہیں کھڑی اطراف کا جائزہ لیتی رہی پھر وہاں سے چل پڑی۔ تھوڑی دیر بعد وہ، پولیس ہاسپٹل میں تھی۔ ڈاکٹروں اور نرسوں کے تعاون سے بالآخر وہ اس جگہ پہنچ گئی جہاں شیران کی لاش رکھی ہُوئی تھی۔

وہ، شیران ہی تھا۔ بظاہر صبر و سکون سے اُس نے لاش دیکھی لیکن اُس کے دل میں آگ کا سمندر موجزن تھا۔ سدھاشی کافی دیر تک لاش کے سامنے کھڑی رہی... پھر وہ پلٹی تو اُس نے اپنے عقب میں ایک آفیسر کو کھڑے دیکھا جو اُسے ہی گھور رہا تھا۔

"ہیلو..." وہ سدھاشی کو مُڑتے دیکھ کر بولا۔

"ہیلو..." سدھاشی نے خشک لہجے میں کہا۔

آفیسر نے اُسے اپنا کارڈ دِکھاتے ہُوئے کہا۔ "ہمیں ہر اُس شخص سے دلچسپی ہے، میڈم! جو اس لاش میں دلچسپی لے۔"

"فرمایئے، میں کیا خدمت کر سکتی ہُوں؟"

"آپ اسے جانتی ہیں؟"

"نہیں..."

"اوہ... لیکن آپ کافی دیر سے اس کے پاس موجود ہیں۔"

"ہاں... مجھے اسی جیسے ایک شخص کی تلاش ہے۔"

"غالباً آپ کو شبہ ہُوا تھا کہ یہ وہی شخص ہے۔"

"ہاں، یہی بات ہے۔"

"یہ شبہ آپ کو کیوں ہُوا؟"

"اخبار میں اس شخص کی تصویر دیکھ کر۔"

"وہ شخص کس سلسلے میں آپ کو مطلوب تھا؟"

"یورپ میں وہ، میرا کلاس فیلو تھا۔"

"کیا نام تھا، اُس کا؟

"تراب خان..."

"گویا وہ بھی قبائلی ہی ہے۔" آفیسر نے معنی خیز انداز میں سر ہلا کر کہا۔ "کتنے عرصے قبل، آپ اُس سے جُدا ہوئی تھیں؟"

"تقریباً سات سال ہوگئے۔" سدھاشی نے جواب دیا۔ اب وہ پہلے جیسی معصوم لڑکی نہیں تھی۔ اُس نے آفیسر کو ذرا بھی شُبہ نہیں ہونے دیا تھا۔

"یہ بھی تو ممکن ہے، میڈم! ان سات سالوں میں اُس کے اندر کچھ تبدیلیاں ہوگئی ہوں۔"

"ہاں...! ہوسکتا ہے۔"

"اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ وہی ہو۔"

"اس ناممکن کو آپ ضرور ممکن بنا سکتے ہیں۔" وہ طنزیہ انداز میں بولی۔

آفیسر بغور اُسے دیکھ رہا تھا... پھر اُس نے نوٹ بُک نکالی اور بولا۔ "براہِ کرم، آپ اپنا نام و پتہ نوٹ کرائیں۔"

"کیوں؟"

"ممکن ہے، ہمیں، آپ کی ضرورت پیش آئے۔"

سدھاشی اپنا نام و پتہ لکھوانے کے بعد وہاں سے چل پڑی... اُس کی آنکھیں بالکل خشک تھیں۔ وہ تیز رفتاری سے کار دوڑاتی ہوئی اپنی قیام گاہ پر واپس پہنچ گئی۔

وہ سیدھی اُس کمرے میں گئی جہاں مارلینو سے رابطہ قائم کرنے کے لیے ٹرانسمیٹر موجود تھا... مارلینو سے رابطہ قائم ہونے میں دیر نہیں لگی۔ دوسری طرف خود مارلینو ہی تھا۔

"مسٹر مارلینو..." سدھاشی بھاری لہجے میں بولی۔

"ہیلو، سدھاشی! کیا رپورٹ ہے؟ مجھے بتاؤ، کیا تم نے اپنے طور پر بھی معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی؟"

"کیا آپ تک یہ اطلاع پہنچ چکی ہے، مسٹر مارلینو؟"

"ہاں، ابھی گرہچرتے مجھ سے گفتگو کی تھی۔ اُس نے کہا تھا کہ وہ مکمل معلومات حاصل کرکے اطلاع دے گا۔"

"میں، اسپتال ہو آئی ہوں، چیف! اور میں نے شیران کی لاش بھی دیکھ لی ہے۔"

"وہ... لیکن مجھے اب بھی شُبہ ہے، سدھاشی!"

"نہیں، چیف! شیران کے دُشمن اُسے ہلاک کرنے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔"

"پورے وثوق سے کہہ رہی ہو، سدھاشی؟"

"ہاں، چیف! اور اب میں اُس کے قاتلوں سے انتقام لینا چاہتی ہوں۔ میں نے آپ کو اسی لیے زحمت دی ہے کہ آپ، میری رہنمائی کریں... میں، آپ کو زیادہ زحمت نہیں دوں گی، صرف یہ چاہتی ہوں کہ آپ اپنے وسائل سے یہ معلوم کرادیں کہ اُس کے قاتل کون ہیں... اگر یہ ممکن نہ ہو تو بہتر ہیں، آپ سے اجازت چاہتی کہ مجھے اپنے طور پر اس سلسلے میں کچھ کرنے دیں۔"

"ہوں... میرا انتظار کرو، سدھاشی! میں، بنکاک پہنچ رہا ہوں۔ تم جانتی ہو کہ شیران، میرے لیے کتنا قیمتی تھا۔ وہ، میرا دستِ راست تھا۔ قاتل ضرور سامنے آئیں گے۔ تم اس سلسلے میں فکرمند مت ہو... میرا انتظار کرو۔" مارلینو کے الفاظ اتنے مؤثر تھے کہ سدھاشی کے لیے کچھ کہنے کی گنجائش ہی نہ رہی۔ "جتنی جلد ممکن ہوسکا، میں تمھارے پاس پہنچ جاؤں گا۔"

"ٹھیک ہے، چیف! میں انتظار کروں گی۔" سدھاشی نے پُرسکون لہجے میں جواب دیا اور ٹرانسمیٹر بند کردیا۔

وہاں سے نکل کر وہ اپنی خواب گاہ میں آگئی اور دروازہ بند کرکے مسہری پر جا لیٹی۔ بلاشبہ شیران کے بعد اب اُس کی زندگی میں کچھ نہیں رہا تھا... اب تک وہ جس گھٹن میں زندگی گزارتی آئی تھی۔ آج وہ گھٹن، سینے کا پنجر توڑ کر باہر نکل آنے کو بے چین تھی۔ شیران سے بہت عرصے سے اُس کی ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ اُس نے کئی بار اُسے دُور سے دیکھا تھا، قریب پہنچنا، موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ شیران اُسے زندہ نہ چھوڑتا۔

"کاش! میں، اُن کے ہاتھوں سے ماری جاتی... کم از کم یہ دن تو دیکھنا نہ پڑتا۔" وہ بڑبڑائی۔ اُسی وقت کسی نے دروازے پر دستک دی اور وہ چونک پڑی... پھر وہ جھلائے ہوئے انداز میں بولی۔ "کون ہے؟ بھاگ جاؤ! میں اس وقت کسی سے ملنا نہیں چاہتی۔"

"دروازہ کھولیے، مادام! بہت ضروری کام ہے۔" ایک مردانہ آواز سُنائی دی۔ لہجے میں احترام تھا اور یہ آواز سدھاشی کے لیے اجنبی تھی۔ وہ سنبھل گئی۔ 'یہ کون ہوسکتا ہے؟' وہ سوچتے ہوئے اُٹھی اور بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔

دروازہ کھلتے ہی ایک عجیب سا غبار، اُس کے چہرے سے ٹکرایا۔ زرد زرد سی روشنی ہوئی تھی۔ غالباً کسی خاص قسم کے پستول سے فائر کیا گیا تھا۔ سدھاشی کی سانس رُکنے لگی۔ وہ دونوں ہاتھ پھیلا کر پیچھے ہٹی لیکن گرنے سے پہلے ہی کئی ہاتھوں نے اُسے سنبھال لیا۔ سدھاشی نے اُن ہاتھوں کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کی لیکن چند ہی لمحوں بعد وہ بے ہوش ہوکر اُن ہاتھوں میں جھول گئی۔

وہ لوگ، سدھاشی کے بے ہوش جسم کو سنبھالے کمرے سے نکل آئے۔ ...ے میں دو ملازم بے ہوش پڑے تھے۔ اُن کے علاوہ پوری عمارت ...اور کوئی نہیں تھا، اس کے باوجود، اُن لوگوں نے عمارت کے ...ر دروازے کا رُخ نہیں کیا۔ وہ لوگ، عمارت کے عقبی حصّے میں پہنچ ...اور پھر باہر نکلنے کے لیے اُنھیں عقبی دیوار پھلانگنا پڑی تھی۔

دیوار سے دوسری طرف اُترنے کے بعد وہ کافی دُور تک سدھاشی ...ٹھائے چلتے رہے... پھر وہ ایک لمبی سی کار کے قریب پہنچ گئے اور ...ھاشی کے بے ہوش جسم کو، کار کی عقبی سیٹ پر ڈال دیا گیا۔

"گھاؤ نچ..." اگلی سیٹ سے آواز اُبھری اور ڈرائیونگ سیٹ ...بیٹھے ہوئے شخص نے کار اسٹارٹ کرکے آگے بڑھادی۔

★★

واقعات کا ایک طویل سلسلہ تھا جس کی ابتدا، اینڈرا گاوچی سے ...تھی۔ اس معزز عورت کو، اس قبائلی نے دھوکا دیا تھا پھر کچھ لوگوں ...ل کرکے فرار ہوگیا تھا۔ پولیس، اُس کی تلاش میں سرگرداں رہی... پھر ...اور ایسے واقعات ہوئے جن سے پتہ چلا کہ یہ شخص باقاعدہ جرائم پیشہ ...۔ ایک ہوٹل میں فائرنگ کرکے، اُس نے ایک شخص کو اغوا کرنے ...کوشش کی جسے ناکام بنادیا گیا۔ اس جرائم پیشہ قبائلی کی گرفتاری کے ...بہترین پولیس کے سُراغ رساں کام کررہے تھے... پھر جب اُس کی ...ملی تو سب متحیر رہ گئے۔ اس کے بارے میں ایک چھوٹی سی میٹنگ ...اور یہی طے پایا کہ اس قبائلی کا قتل کسی دُشمنی ہی کا نتیجہ ہے۔ ہوسکتا ...ی حریف نے اسے قتل کردیا ہے۔

بہرطور، لاش، اسپتال کے سرد خانے میں پہنچادی گئی اور طے ...پا گیا کہ اگر اس کا کوئی وارث نہ ملا تو اسے سرکاری طور پر ٹھکانے لگا ...جائے گا۔ اس سلسلے میں اس پر کوئی خاص توجہ نہیں دی گئی تھی اور ...ل کے مطابق سرد خانے کے محافظ اپنی ڈیوٹی انجام دے رہے تھے۔

آج بھی دو محافظ، سرد خانے کے صدر دروازے پر بیٹھے اپنا ...پورا کر رہے تھے کہ اچانک ہی راہداری کے سرے پر پانچ نقاب ...نمودار ہوئے جو اسٹین گنوں سے مسلّح تھے۔

دونوں محافظ متحیرانہ انداز میں اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اس سے پہلے ...کچھ کارروائی کرتے، نقاب پوش، اُن کے سروں پر پہنچ گئے... اور ...میں سے ایک نے اُن دونوں محافظوں کی گردنوں میں ہاتھ ڈال کر اُنھیں ...لیا۔ دوسرا سرد لہجے میں بولا۔

"اگر تمھارے حلق سے کوئی آواز نکلی تو وہ تمھاری آخری آواز ...۔ چلو، دروازہ کھولو۔"

...محافظ نے جس کے پاس سرد خانے کی چابیاں تھیں، کانپتے ہاتھوں سے چابی نکالی اور دروازہ کھول دیا۔ وہ پانچوں، اُن دونوں محافظوں کو دھکیلتے ہوئے سرد خانے میں داخل ہوگئے... پھر اُن میں سے ایک نے سرد خانے کا دروازہ بند کردیا۔

"وہ لاش کہاں ہے، جو چوراہے پر ملی تھی اور پولیس کی وساطت سے یہاں پہنچی تھی؟" اُن میں سے ایک نقاب پوش نے کڑک کر پوچھا۔

"وہ... وہ سامنے ریک میں رکھی ہوئی ہے۔" ایک محافظ نے گھگھیاتے ہوئے کہا۔

"چلو، دکھاؤ۔" اُسی آدمی نے کہا... اور پھر وہ لوگ لاش کے نزدیک پہنچ گئے۔ وہ، شیران ہی کی لاش تھی۔ اُن میں سے ایک آدمی نے پلاسٹک کا بڑا سا تھیلا نکالا اور اُس کی زپ کھول دی۔ دو آدمیوں نے لاش کو ریک سے گھسیٹا اور اُٹھا کر تھیلے میں ڈال دیا... پھر تھیلے کی زپ بند کردی گئی اور وہی دونوں آدمی تھیلا اُٹھا کر دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

"تم یہیں آرام کرو۔" ایک شخص نے کہا... پھر اس سے قبل کہ وہ کچھ سمجھ سکتے، اسٹین گنوں کے دستے، اُن کے سر کے پچھلے حصّوں پر پڑے۔ محافظوں کے حلق سے دل خراش چیخیں نکلیں اور وہ وہیں ڈھیر ہوگئے۔

نقاب پوش، لاش کے تھیلے کو سنبھالے باہر آئے اور پھر تیزی سے اُس راہداری میں چل پڑے جو اسپتال کی عقبی سمت میں جاتی تھی۔ وہ اسی راستے سے آئے تھے... تھوڑی دیر بعد وہ سیاہ رنگ کی ایک ویگن کے قریب تھے۔ جس میں چار آدمی، اُن کے منتظر تھے۔

تقریباً بیس منٹ کے سفر کے بعد ویگن، ایک خوبصورت کوٹھی کی چار دیواری میں داخل ہوئی اور پورچ میں پہنچ کر رُک گئی۔ تمام نقاب پوشوں نے اپنے چہرے، نقابوں سے آزاد کرلیے۔ اُن میں کچھ مقامی تھے اور کچھ یورپین۔

پانچوں آدمی، لاش کا تھیلا اُٹھائے ایک ہال میں داخل ہوئے جہاں بادشاہ خان موجود تھا۔ اُس کے ساتھ دو تین آدمی اور بھی تھے۔ یہ لوگ بیٹھے، کسی موضوع پر تبادلۂ خیال کررہے تھے۔ قدموں کی چاپ سُن کر، اُنھوں نے دروازے کی طرف دیکھا اور اُٹھ کھڑے ہوئے۔ لاش کے لیے پہلے ہی انتظام کرلیا گیا تھا۔ ہال کے ایک کونے میں، ایک آپریشن ٹیبل موجود تھی۔ لاش کو لے جاکر، اُسی پر رکھ دیا گیا۔ بادشاہ خان، لاش کے قریب پہنچ گیا۔

"کیا لاش متعفن ہے؟" اُس نے پوچھا۔

"نہیں، جناب! میرا خیال ہے کہ اُسے اسپرے کرکے رکھا گیا

ہے۔" اُن میں سے ایک نے کہا۔

"ٹھیک ہے، کھولو۔" بادشاہ خان نے کہا۔

زپ کھول کر لاش کو تھیلے سے نکال لیا گیا۔ ایک آدمی، بوتل اُٹھا کر، لاش کی طرف بڑھا۔ اس بوتل پر سائفن لگا ہُوا تھا اور بوتل میں گہرے سبز رنگ کا سیال بھرا ہُوا تھا۔ اُس نے اِس سیال کو لاش کے چہرے پر اسپرے کیا اور انتظار کرنے لگا۔

بادشاہ خان کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔ وہ لاش کے بالکل نزدیک کھڑا ہُوا تھا۔ اُس کے ذہن میں ہلچل مچی ہُوئی تھی۔ "میں نہیں کہہ سکتا کہ تقدیر کس کے لیے کون سے راستوں کا انتخاب کرتی ہے۔" بادشاہ خان بھاری آواز میں بولا۔ "لیکن میری دلی خواہش تھی کہ اس کُتّے کا سر کاٹ کر تہہ خانہ کے داخلی دروازے پر لٹکا دیا جائے لیکن... لیکن حالات نے اس کی اجازت نہیں دی... ہم لوگ شیر کی طرح خود شکار کرتے ہیں۔ دوسروں کے شکار کو ہم کبھی اپنا نہیں مانتے۔ یہ حادثہ، میری زندگی کا المیہ ہے۔ کاش! میں نے اسے اپنے ہاتھوں سے اُسے مارا ہوتا۔"

"یہ اندازہ نہیں ہوسکتا، بادشاہ خان! کہ اسے کس نے قتل کیا ہے؟"

"ہاں، ابھی معلوم نہیں ہوسکا... لیکن ہوجائے گا۔ اگر میں، لاش کو اسپتال ہی میں رہنے دیتا تو اُسے سرکاری طور پر ٹھکانے لگا دیا جاتا۔ میں اس کا جائزہ لینا چاہتا تھا۔"

"اس کے بعد، بادشاہ خان...؟"

"یہ لاش، قبیلہ تراب زین پہنچائی جائے گی۔ میں تراب زین والوں کو یہ ایک تحفے کی حیثیت سے بھیجوں گا۔" بادشاہ خان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اُس نے لاش کے چہرے کی طرف دیکھا پھر گردن ہلا کر بولا۔ "ٹھیک ہے، مارٹن! تم اپنا کام کرو۔ اسے کم از کم پندرہ دنوں تک محفوظ رکھنا ہے۔ اس سلسلے میں مجھے، تمھاری صلاحیتوں پر اعتماد ہے۔"

"آپ مطمئن رہیں، خان!"

"او۔ کے... اپنا کام کرو۔" بادشاہ خان، دروازے کی طرف بڑھتے ہُوئے بولا۔ اب کمرے میں صرف تین افراد رہ گئے تھے۔ لاش لانے والے پانچوں آدمی پہلے ہی جاچکے تھے۔ ان تینوں میں سے ایک نے اپنا بریف کیس کھولا اور اُس میں سے مختلف چیزیں نکالنے لگا۔ دوسرے نے ہال کی تیز روشنیاں جلا دیں۔۔ پھر وہ لاش کے باقی جسم پر بھی اسپرے کرنے لگے۔ تیسرا ایک برش کی مدد سے لوشن کو لاش پر پھیلا رہا تھا... جب وہ شخص، لوشن کو لاش کے بازو پر ملنے لگا تو اُسے ایک چیز نظر آئی اور وہ چونک پڑا۔ اُس نے جُھک کر بغور دیکھا اور متحیرانہ انداز میں سیدھا ہوگیا۔

"مسٹر مارٹن... یہ دیکھیے۔" اُس نے سرسراتی ہُوئی آواز میں کہا۔

"کیا ہے...؟" مارٹن آگے بڑھ آیا۔ اُس نے جُھک کر لاش کے بازو کو دیکھا جس پر گہرے سبز رنگ میں 'انٹونی آرک' گُدا ہُوا تھا۔

"انٹونی آرک! یہ کیا بات ہُوئی؟"

"کیا یہ شیران نہیں ہے؟"

"یہ کیسے ممکن ہے؟"

"بادشاہ خان کو فوراً اطلاع دو۔" مارٹن نے کہا اور ایک آدمی تیز تیز قدموں سے چلتا ہُوا ہال سے نکل گیا۔ اس دوران میں مارٹن اپنے بریف کیس میں امونیا لیکوئیڈ تلاش کرنے لگا۔

بادشاہ خان، ہال میں داخل ہُوا تو اُس کا چہرہ، آگ کی طرح سُرخ ہو رہا تھا اور وہ شدید ہیجان کا شکار تھا۔ "کیا بکواس ہے؟" وہ دھاڑا۔

"یہ نام... بادشاہ خان... میں ابھی اس کا چہرہ دیکھتا ہوں۔" بادشاہ خان جُھک کر نام پڑھنے لگا۔

مارٹن نے لاش کے چہرے پر امونیا اسپرے کیا اور انتظار کرنے لگا۔ چند ہی منٹوں بعد، لاش کے چہرے سے پلاسٹک کے ٹکڑے اُکھڑنے لگے۔

مارٹن نے سہمی ہُوئی نظروں سے بادشاہ خان کو دیکھا اور لاش کے چہرے سے ٹکڑے الگ کرنے لگا۔ آہستہ آہستہ نیچے سے ایک نیا چہرہ نمودار ہو رہا تھا۔

"نہیں... وہ نہیں ہے... وہ نہیں سکتا... اس کا مطلب ہے، شیران زندہ ہے... وہ ہمیں دھوکا دے رہا ہے۔ زبردست دھوکا۔" بادشاہ خان پاگلوں کی طرح چیخ رہا تھا، اور اس کے ساتھی سہمے کھڑے تھے۔

▼▼▼

نعمان خان کے زخم میں شدید تکلیف تھی لیکن وہ چہرے سے کمزوری کا احساس نہیں ہونے دے رہا تھا۔ باہر تاؤسو کی گاڑی کھڑی ہُوئی تھی۔ تاؤسو نے نعمان خان کو سہارا دینے کی کوشش کی لیکن اس نے انکار کرتے ہُوئے کہا۔ "میں نے بینڈیج کرالی ہے، تم اپنے گھر چلو۔"

"لیکن یہ زخم کیسے آئے چیف! کیا گولی لگی ہے؟"

"پلیز خاموش رہو۔ میں زیادہ بہتر حالت میں نہیں ہُوں..." نعمان خان نے احتجاجی انداز میں کہا اور تاؤسو خاموش ہوگیا لیکن نعمان خان کے زخم کے بارے میں جاننے کا خواہشمند تھا۔ دُوسری طرف نعمان خان ان واقعات کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ بادشاہ خان بنکاک میں موجود ہے اور وہ ان لوگوں کا آلۂ کار ہے جو گل خان کے قاتل تھے کیسی عجیب بات تھی۔ لیکن اب کیا کیا جائے! کیا بریفو کو اس عجیب صُورتِ حال کے بارے میں بتائے بہر حال اس میں کوئی شبہ نہیں تھا کہ صُورتِ حال خطرناک ہوگئی تھی۔ دفعتاً وہ چونک پڑا۔ اُس نے تاؤسو سے کہا۔

"تعاقب کا خیال رکھنا تاؤسو۔"

"میں آپ سے یہی کہنے والا تھا چیف۔ پیلے رنگ کی ایک لیموزین مجھے تین چار بار نظر آچکی ہے۔"

"رفتار سست کردو۔ ابھی گھر کا رُخ مت کرو بلکہ مڑ کر تعاقب کا اندازہ کرو۔" تاؤسو نے رفتار کم کردی۔ نعمان خان نے بھی دو تین بار گردن گھما کر لیموزین تلاش کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اس میں ناکام رہا پھر اُس نے تاؤسو سے اس بارے میں پوچھا۔

"نہیں باس۔ اس کے بعد وہ نہیں نظر آئی۔"

"ٹھیک ہے چلو۔" نعمان خان نے کہا اور تاؤسو نے مطلوبہ مکان کا رُخ کرلیا۔ تھوڑی دیر کے بعد تاؤسو اُسے اپنے مکان میں لے گیا۔ اُسے ایک آرام دہ بستر پر لٹا کر اُس نے کھانے اور خدمت کے بارے میں پُوچھا۔ نعمان خان نے انکار کردیا اور تاؤسو باہر نکل گیا۔ تکلیف کافی تھی لیکن ذہنی اُلجھنوں نے اسے محسوس نہ ہونے دیا۔ بادشاہ خان کے بارے میں تھوڑی بہت معلومات تو حاصل تھیں اُسے لیکن وہ اس حد تک ہوگا یہ ناقابلِ یقین سی بات تھی۔ اُس نے ذہن آزاد چھوڑ دیا۔ جب طبیعت زیادہ بحال ہوئی تو اُس نے ایک فیصلہ کیا۔ تاؤسو زیادہ دُور نہیں تھا اُسے آواز دی تو وہ نکلا اور اندر آگیا۔

"فون کر کے آئیوی کو طلب کرلو یا پھر فون میرے پاس لے آؤ۔"

...تاؤسو باہر نکل گیا پھر وہ فون اُٹھا لایا تھا۔ اُس نے نمبر بتائے اور تھوڑی دیر کے بعد رابطہ قائم ہوگیا۔ دُوسری طرف سے آئیوی بول رہی تھی۔

"کیا مصروفیات ہیں آئیوی؟"

"کوئی خاص بات نہیں کہو۔"

"میں زخمی ہوگیا ہُوں۔ مجھے تمھاری ضرورت ہے آئیوی۔"

"اوہ میرے خدا۔ میں آج صبح سے پریشان ہُوں نعمان۔ جلدی بتاؤ کہاں ہو؟ کہاں آؤں؟" نعمان خان نے تاؤسو کے مکان کا پتہ بتا دیا۔ "میں فوراً پہنچ رہی ہُوں۔"

"پاپا کو اس سلسلے میں کچھ مت بتانا۔ بعد میں اُنھیں تفصیل بتا دی جائے گی۔" آئیوی نے کوئی جواب دیے بغیر فون بند کردیا اور تھوڑی دیر کے بعد وہ پہنچ گئی۔ اس کا چہرہ دُھواں دُھواں ہو رہا تھا۔

"کیسا زخم ہے یہ کیا ہُوا آخر؟" آئیوی نے مضطربانہ انداز میں کہا۔ نعمان خان نے اُسے پوری کہانی سُنا دی تھی۔ آئیوی اور پریشان ہوگئی تھی۔

"اور تم یہاں اس غیر محفوظ جگہ موجود ہو جہاں تمھاری بہتر حفاظت بھی نہیں ہوسکتی اور نہ علاج۔"

"نہیں آئیوی۔ میرے خیال میں یہ محفوظ ترین جگہ ہے۔"

"کیوں آخر کیوں! یہاں تو تمھاری حفاظت کے لیے زیادہ لوگ بھی موجود نہیں ہیں۔" آئیوی پریشانی سے بولی۔

"اس کے باوجود یہی میرے لیے محفوظ ترین جگہ ہے، تم سمجھنے کی کوشش کرو آئیوی، وہ لوگ غلط فہمی میں میرے پیچھے لگ گئے ہیں، حالانکہ جو کچھ مجھے معلوم ہُوا ہے وہ میرے لیے واقعی تشویشناک ہے لیکن میں اس سلسلے میں براہِ راست کوئی کارروائی کرنے کا مجاز نہیں، البتہ اُنھیں یہ شبہ ہے کہ گل خان مجھے سب کچھ بتا گیا ہے اور اب وہ میری آواز بند کردینا چاہتے ہیں، اگر میں اپنے ساتھیوں تک پہنچا تو میرے ساتھی بھی خطرے میں پڑ جائیں گے۔ اسی لیے میں نے اپنا گھر بھی چھوڑ دیا ہے۔"

"نہیں آئیوی میں نہیں چاہتا کہ وہ پریشان ہوں۔" خان نے اُسے تسلی دیتے ہُوئے کہا اور آئیوی خاموش ہوگئی۔

بہرطور اس کے بعد وہ تن من سے نعمان خان کی خدمتگزاری میں لگ گئی، دِل و جان سے چاہتی تھی اُسے، اور پھر نعمان خان کا التفات اس کے لیے اور بھی مسرت افزا تھا، چنانچہ تاؤسو اور آئیوی کی تیمارداری سے نعمان خان کو اپنے درد میں خاصی کمی محسوس ہُوئی تھی۔

شام ہوگئی، رات کو خاصی دیر تک آئیوی اس کے پاس بیٹھی رہی، پھر اُس نے نعمان خان کے کمرے میں سونے کا فیصلہ کرلیا، حالانکہ نعمان خان نے اُس سے درخواست کی تھی کہ وہ دُوسرے کمرے میں آرام کرے، لیکن آئیوی نے اس کی بات نہیں مانی تھی۔

رات کا نجانے کونسا پہر تھا، جب دفعتاً آئیوی اُچھل کر نعمان خان کے بستر پر پہنچ گئی تھی، نعمان خان گہری نیند سو

رہا تھا۔ اُس نے نعمان خان کے رُخسار پر ہاتھ رکھا اور اُس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے بولی۔

"باہر کچھ آہٹیں ہیں نعمان خان!"

"کیسی آہٹیں؟" نعمان خان نیم خوابی کے عالم میں بولا۔

"جاگو تو سہی، مجھے خطرہ محسوس ہو رہا ہے۔" آئیوری بولی اور نعمان خان اُٹھ کر بیٹھ گیا۔

"یہ۔ یہ تم کیسے کہہ رہی ہو؟"

"بس باہر مجھے بہت سے قدموں کی آہٹیں محسوس ہو رہی ہیں۔" آئیوری کپکپاتے لہجے میں بولی۔ نعمان خان نے بستر میں اپنا پستول تلاش کیا، اُس کے چیمبر چیک کیے اور پھر دبے قدموں دروازے کی طرف چل پڑا۔ آئیوری اُس کے شانے سے چپکی ہوئی چل رہی تھی۔ نعمان خان نے دروازہ تھوڑا سا کھولا اور اسی وقت باہر تیز روشنی ہوگئی۔

وہ پانچ آدمی تھے، سیاہ نقابوں میں ملبوس، ہاتھوں میں پستول لیے لیکن روشنی کرنے والا تاؤسو تھا جو اُن کے سامنے دونوں ہاتھ پھیلائے کھڑا ہوا تھا۔ وہ پانچوں اُسے دیکھنے لگے پھر اُن میں سے ایک نے آگے بڑھ کر پوچھا۔

"کون ہو تم۔ وہ کہاں ہے؟" تاؤسو نے کوئی جواب نہ دیا، وہ خاموشی سے ان کے ہاتھوں میں دبے ہوئے پستولوں کو گھور رہا تھا۔

نعمان خان نے محسوس کیا کہ تاؤسو غیر محسوس انداز میں پیچھے کھسک رہا ہے، وہ لوگ اُس کے اس طرح کھسکنے کا اندازہ نہیں لگا سکتے تھے، لیکن اُنھوں نے اس وقت تاؤسو کی حرکت کو محسوس کیا جب تاؤسو اچانک اوندھا گر پڑا، اُس کے پیروں کا پھیلاؤ ایک پستول بردار کے پیروں تک پہنچ گیا تھا، اور دُوسرے لمحے پستول بردار کے پاؤں ایک دُوسرے سے کافی الگ ہو گئے، وہ اوندھے منہ گرا اور اُسی وقت دو گولیاں تاؤسو کے سر سے گزر گئیں، لیکن گرنے والے کو اُس نے پلٹ کر پھرتی سے اپنی ڈھال بنالیا تھا، پھر اُس نے اس ڈھال کو سامنے کھڑے ہوئے دونوں آدمیوں پر اُچھال دیا اور خود ایک لوٹ لگائی۔ اتنی پھرتی سے اُس نے یہ سب کچھ کیا تھا کہ نگاہوں کو یقین نہیں آتا تھا، لوٹ لگا کر وہ ایک اور شخص کے پاس پہنچ گیا، اُس نے اندھا دُھند پستول کا رُخ نیچے کر کے گولی چلا دی تھی لیکن گولی زمین پر پڑ کر اچٹ گئی اور اسی دوران تاؤسو ایک اور پستول بردار کے پاس پہنچ چکا تھا، اُس نے پھرتی سے کھڑے ہو کر پستول بردار کو اپنی ڈھال بنانے کی کوشش کی، لیکن دُوسری طرف کھڑے ہوئے آدمی نے پھر گولی چلا دی اور یہ گولی اس کے اپنے ہی سینے میں لگی تھی۔

ایک دلخراش چیخ بلند ہوئی اور تاؤسو نے اُس کو بھی اپنے برابر والے آدمی پر اُچھال کر تیسرے آدمی پر جم... پانچ پستولوں کی موجودگی میں یہ دلیری ناقابلِ یقین سی با... لیکن تاؤسو کسی چھلاوے کی طرح اُچھل اُچھل کر اُن لوگوں کو زچ کر رہا تھا، ذرا سی دیر میں اُن کے پستول اُن کے ہا... نکل گئے۔ ایک آدمی ہلاک ہو چکا تھا، چار آدمی باقی بچے تاؤسو کو گھیرنے کی کوشش کر رہے تھے، لیکن افراتفری... تاؤسو کے ہاتھوں مار کھا رہے تھے۔

تاؤسو جوڈو کراٹے کا ماہر تھا، اور اُس نے پستول... لوگوں کے ہاتھوں سے نکلتے ہی ان سب کو اپنے پنجے میں... لیا تھا۔

نعمان خان دلچسپ نگاہوں سے اس ہنگامے کو... رہا لیکن اُسے یہ احساس نہیں تھا کہ ان پانچوں کے علاوہ... لوگ یہاں موجود ہوں گے۔ دفعتاً کسی طرف سے دو آ... نے چھلانگ لگائی اور تاؤسو چونکہ اپنے سامنے والوں کی... مصروف تھا اس لیے دھوکا کھا گیا اور اُس کے شانے پر لگ... فلائنگ کک نے اُس کا توازن بگاڑ دیا۔ اُسی وقت بدمعاشوں میں سے کسی ایک نے پوری قوت سے اُس... پر گھونسہ جڑ دیا اور تاؤسو لڑکھڑا کر دُوسری طرف جا گرا۔

اب نعمان خان کو مداخلت کرنا ہی تھا، اس... کوئی چارۂ کار نہیں تھا، وہ باہر نکل آیا اور گرجدار آواز میں... "تم لوگ کھڑے ہو جاؤ، ورنہ۔۔۔ ورنہ۔۔۔" اُس نے پ... ہاتھ سامنے کیا، لیکن بائیں طرف کھڑے ہوئے شخص نے... کے ہاتھ پر گولی چلا دی، نعمان خان کے حلق سے ایک... چیخ نکل گئی تھی، اور پستول اس کے ہاتھ سے نکل پڑا، اور دُوسرے ہاتھ سے اپنا زخمی ہاتھ سنبھال لیا۔ اُس وقت... سب نعمان خان پر ٹوٹ پڑے تھے۔

آئیوری کی دلخراش چیخیں بلند ہو رہی تھیں، وہ... پلٹ کر بھاگی اور ایک راہداری میں اُتر گئی، لیکن اُ... کوئی نہیں دوڑا تھا، وہ نعمان خان کو ہی سنبھالنا چاہتے... تاؤسو اُن کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کر رہا تھا، لیکن... ان میں سے ایک نے اس کی کنپٹی پر پستول رکھ کر ٹریگر...

دھماکہ ہوا اور تاؤسو کے دونوں ہاتھوں پھیل گئے اور تاؤسو کی کھوپڑی کے پیتھڑے اُڑ گئے تھے۔

ان میں سے ایک نے پستول کا رُخ نعمان خان کی طرف کر کے گولی چلانی چاہی، لیکن دُوسرے نے اُس کا ہاتھ روک دیا۔

"نہیں نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ جلدی سے نکل چلو یہاں سے، فائر کی آواز باہر بھی سُنی گئی ہوگی۔ ہری اَپ ہمارا کام پُورا ہو چکا ہے۔" اُس نے کہا اور وہ سب برق رفتاری سے بھاگ کر باہر نکل گئے تھے، ان کے اپنے آدمی بھی شدید زخمی تھے ایک آدمی ہلاک ہو گیا تھا۔ مقتول کی جیب سے اُنھوں نے وہ تمام چیزیں نکال لیں جو اس کی شناخت کا باعث بن سکتی تھیں لاش کو لے جانے کا شاید موقع نہیں تھا۔ چنانچہ وہ اُسے وہیں چھوڑ کر پھرتی سے باہر نکل گئے۔

نعمان خان سکرات کے عالم میں پڑا ہوا تھا، اُس کی حالت اتنی خراب تھی کہ کسی بھی لمحہ وہ دم توڑ سکتا تھا، جب تقریباً دس بارہ منٹ گزر گئے، تو آئیوری کسی جگہ سے برآمد ہوئی اُس کا چہرہ سفید پڑا ہوا تھا، اُس نے کمرے سے نکل کر اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر نعمان خان کی طرف۔ دُوسرے لمحے اُس کے حلق سے ایک بھیانک چیخ نکل گئی۔

"نعمان خان۔ نعمان خان۔" وہ روتے ہوئے بولی اور پھر اُس کے قریب پہنچ گئی۔ اُس نے سکرات کے عالم میں پڑے ہوئے نعمان خان کے سینے پر سر رکھا اور اُس کے دل کی دھڑکنیں سننے کی کوشش کرنے لگی۔ دُوسرے لمحے وہ تیزی سے اندر کی طرف دوڑی پھر ڈرائنگ رُوم میں پہنچ کر اُس نے ڈاکٹر بریٹو کو فون کیا اور پھٹی پھٹی آوازیں چیخی۔

"ڈیڈی۔ ڈیڈی، پھرتی سے، جلدی سے ہری اَپ ہری اَپ۔"

"ارے کیا بات ہے، کہاں سے بول رہی ہو تم؟" ڈاکٹر بریٹو کی حیران آواز سُنائی دی۔

"ڈیڈی مَیں آپ کو ایک پتہ بتا رہی ہوں اپنے آدمیوں کے ساتھ جلدی سے یہاں پہنچ جایئے۔ نعمان خان کی زندگی شدید خطرے میں ہے، شاید وہ آپ کے پہنچنے سے پہلے مَر ہی جائے۔"

"یہ کیا کہہ رہی ہو آئیوری؟"

"فضول باتوں میں وقت نہ گنوایئے ڈیڈی، براہِ کرم جلدی، جلدی۔" آئیوری روتے ہوئے بولی اور ڈاکٹر بریٹو اس سے پتہ معلوم کرنے لگا۔

تھوڑی دیر کے بعد وہ اپنے آدمیوں کے ساتھ وہاں پہنچ گیا تھا، اندر کا ماحول دیکھ کر وہ بھی دنگ رہ گیا۔ نعمان خان کے سینے کی دھڑکن اور نبض دیکھی گئی اور اس کے بعد ڈاکٹر بریٹو نے اپنے آدمیوں کو اُسے اُٹھانے کا اشارہ کیا، تاؤسو اور دُوسرے آدمی کی لاش وہیں چھوڑ دی گئی تھی۔ ڈاکٹر بریٹو نے آئیوری کو بھی ساتھ لیا اور اپنی گاڑی میں روانہ ہو گیا۔ اپنے آدمیوں کو شاید اُس نے کوئی ہدایت کر دی تھی۔

آئیوری نے روتے ہوئے ہچکیوں کے درمیان اُسے مختصراً نعمان خان کے بارے میں بتایا۔ ڈاکٹر بریٹو کے ہونٹ سُکڑ گئے تھے۔

"کون لوگ ہو سکتے ہیں وہ، پتہ نہیں کیا قصہ ہے نعمان خان ہی ہوش میں آنے کے بعد صحیح تفصیل بتا سکے گا۔"

"ڈیڈی وہ۔ وہ۔ شاید وہ بادشاہ خان سے تعلق رکھتے ہیں۔"

"بادشاہ خان سے؟" ڈاکٹر بریٹو متعجب لہجے میں بولا۔ "لیکن کیسے۔ کیسے آئیوری؟"

"ہاں ڈیڈی۔ نعمان خان نے مختصر الفاظ میں مجھے یہ تفصیل بتائی تھی، لیکن۔ لیکن مَیں اپنی ذہنی پریشانی کی وجہ سے اس پر غور نہیں کر سکی تھی۔"

"بادشاہ خان کے آدمی۔" ڈاکٹر بریٹو کے انداز میں بدستور تعجب تھا۔

"ہاں ڈیڈی، کچھ ایسا ہی تذکرہ تھا۔"

"ناممکن، یہ نہیں ہو سکتا، بہرصورت اس کی حالت کچھ بہتر ہو جائے تو مَیں فوری طور پر بادشاہ خان سے رابطہ قائم کرتا ہُوں۔" ڈاکٹر بریٹو نے کہا اور آئیوری نے گردن ہلا دی۔

اسپتال میں نعمان خان کو انتہائی نگہداشت کے وارڈ میں رکھا گیا تھا۔ کافی گہرے زخم تھے۔ بہرطور ڈاکٹر اپنی پوری توجہ سے اس کا علاج کر رہے تھے اور کوشش کر رہے تھے کہ اس کی جان بچ جائے۔

ڈاکٹر بریٹو نے سب سے پہلے اُس کے بھائیوں کو مطلع کیا اور نعمان خان کے عیش و عشرت میں ڈوبے ہوئے بھائی پاگلوں کی طرح اُس کے پاس پہنچ گئے۔ بلاشبہ نعمان کی وجہ سے وہ ہانگ کانگ میں عیش کر رہے تھے، بنکاک میں تھے تو وہاں بھی شہزادوں کی طرح زندگی بسر کر رہے تھے، اور

نعمان خان ان کا بزرگ و کفیل تھا۔

نعمان خان کو اس حالت میں دیکھ کر اس کے بھائیوں کی آنکھوں سے خون برسنے لگا، وہ دیوانہ ہو گئے تھے، لیکن ظاہر ہے نعمان خان کے دشمنوں کی نشاندہی نہیں کی جا سکتی تھی۔ ڈاکٹر بریٹو نے انھیں ہر طرح سے تسلی دی، وہ بے حد پریشان تھا۔ سارا دن ہسپتال میں گزر گیا، شام تک نعمان خان ہوش میں نہیں آیا تھا، چنانچہ ڈاکٹر بریٹو نے فیصلہ کیا کہ اب بادشاہ خان کو ان حالات سے لاعلم رکھنا مناسب نہیں ہے، لیکن وہ سخت ہیجان کا شکار تھا۔ بادشاہ خان نے نعمان خان کو اس کی تحویل میں دیا تھا اور نعمان خان کی مکمل ذمّے داری اسی پر تھی۔ پریشان ہو کر اس نے آئیوی سے مشورہ کیا۔

آئیوی کی آنکھوں میں آنسو بھر سے ہوئے تھے "نعمان خان کی حالت بہتر نہیں ہے آئیوی"

"کیا۔ کیا وہ مر جائے گا ڈیڈی؟"

"ممکن ہے۔"

"نہیں ڈیڈی خدا کے لیے اتنی بے دردی سے یہ بات نہ کہیں"۔ آئیوی رو پڑی۔

"اوہ۔ میں اس کی موت کا خواہش مند نہیں ہوں۔ میں صرف حالات کا اندازہ لگا کر کہہ رہا ہوں"

"کیوں نہ ہم اُسے یہاں سے لے چلیں ڈیڈی"

"کہاں؟"

"یورپ۔ وہاں ہم اس کا علاج کرائیں گے۔ ہم ہر قیمت پر اُس کی زندگی بچانے کی کوشش کریں گے"

"ناممکن ہے آئیوی۔ تم بادشاہ خان کو نہیں جانتیں۔ یہ صورتِ حال ہمارے لیے خطرناک بھی ہو سکتی ہے۔ وہ سرپھرا آدمی ہے اور یوں بھی حالات خطرناک ہیں۔ میرا خیال ہے اب میں بادشاہ خان کو اس بارے میں اطلاع دے ہی دوں وہ خود آ کر صورتِ حال سنبھالے گا۔ اگر اس کی مرضی ہوئی تو ہم اسے یورپ لے جائیں گے۔ تمھیں خود کو سنبھالنا ہوگا"۔ آئیوی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ "او کے بے بی خود کو سنبھالو" بریٹو اسپتال سے واپس چل پڑا۔

❁

ایڈنا ڈمیل نے اپنی زندگی بڑے شاہانہ انداز میں گزاری تھی۔ اُس نے کبھی کسی کی برتری قبول نہیں کی تھی لیکن اس پاگل وحشی کو قابو میں رکھنا اُسے دُنیا کا سب سے مشکل کام معلوم ہو رہا تھا۔ وہ ہر لمحہ اس کے لیے فکر مند رہنے لگی تھی۔ شیران کی بعض عادتیں اُسے اتنی پسند تھیں کہ بے اختیار اُس کے اندر کی عورت جاگ اُٹھتی تھی لیکن شیران کے افکار و خیالات کا بھی اُسے بخوبی اندازہ ہو چکا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ اس سرکش گھوڑے کو رام کرنے کے لیے کوئی بھی کوشش موت کے مترادف ہو سکتی ہے۔ اس کے نظریات ایسے ہی خوفناک تھے۔ چنانچہ بمشکل تمام وہ اُسے قابو میں رکھے ہوئے تھی، شیران بھی اس ماحول میں کچھ تحمّل مل سا گیا تھا۔ ویسے اُنھوں نے جگہ تبدیل کر دی تھی اور تاحدِ نگاہ درخت اور گھاس اُگی ہوئی تھی اور ان درختوں کے درمیان زندگی بسر کرنا بے حد مشکل کام تھا۔ ایڈنا ڈمیل ابھی تک وہی چکر چلائے ہوئے تھی۔ ویسے اُس کا اپنے آدمیوں سے بھی رابطہ قائم تھا۔ اُس کے آدمی بھی پریشان تھے خاص طور سے اس علاقے میں جہاں وہ آ گئے تھے۔ اُنھیں بڑی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔ کیونکہ یہاں جنگلی جانوروں کی بہتات تھی۔

قدم، قدم پر وحشی جانوروں سے سابقہ پڑ سکتا تھا وہ تو اپنی جان بچانے کے لیے گولی بھی نہیں چلا سکتے تھے کیونکہ اُنھیں ہدایت تھی کہ شیران کو ان کی قرب و جوار میں موجودگی کا احساس ہونا چاہیے۔ ان حالات میں زندگی بڑی بیزار ہو گئی تھی اور وہ کئی بار اُس سے اس سلسلے میں شکایت کر چکے تھے۔ بہرطور ایڈنا ڈمیل خود بھی مجبور تھی۔ شیران کے لیے اُس نے جو پروگرام خود پیش کیا تھا۔ اب وہ اس کے حلق میں ہڈی بن کر رہ گیا تھا۔ ایک آدمی کے تحفظ کے لیے اتنے لوگوں کی زندگی داؤ پر لگانا کوئی آسان بات نہیں تھا لیکن ایڈنا ڈمیل نے شیران کی فطرت کا جو اندازہ کیا تھا۔ اُس سے اُسے یہ بھی احساس ہو گیا تھا کہ کہ درحقیقت اُن کے اپنے مشن کے لیے وہ زبردست آدمی ہے۔

بہرطور اسے اس زبردست آدمی کی حفاظت کرنا تھی۔

شیران وحشی جانوروں کے اس علاقے میں بہت خوش تھا اور نجانے کیا کیا حرکتیں کرتا پھر رہا تھا۔ ایک صبح جب ایڈنا ڈمیل اپنے ٹھکانے پر آرام کی نیند سو رہی تھی۔ دفعتاً اُسے کسی چیتے کی غرّاہٹیں سُنائی دیں اور وہ اُچھل پڑی۔ آوازیں اتنی قریب تھیں اور اتنی خوفناک کہ ایڈنا ڈمیل ایک لمحے کے لیے لرز کر رہ گئی اس کا یہ ٹھکانہ ایک مضبوط گھنے اور تناور درخت کی شاخوں میں بنا ہوا ایک بڑا سا مچان تھا۔ اس جنگل میں ایسی ہی جگہ پر زندگی بسر کی جا سکتی تھی۔ نیچے تو زندگی کے امکانات ہی نہ تھے چنانچہ وہ اس وقت بھی اسی مچان پر سو رہی تھی۔ شیران کا مچان بھی برابر

کے درخت پر تھا لیکن وہ یہاں سے اندازہ نہیں لگا سکتی تھی کہ شیران اپنی جگہ پر موجود ہے یا نہیں۔ سورج نہیں نکلا تھا اور ابھی صبح کے آثار پوری طرح نمایاں نہیں ہوئے تھے لیکن جب اس کی آنکھیں اندھیرے میں دیکھنے کے قابل ہوئیں تو اُس نے ایک حیرتناک منظر دیکھا۔ ایک بھاری بھرکم چیتا رسّی کے جال میں پھنسا ہوا درخت کی ایک شاخ سے لٹک رہا تھا۔ وہ اتنے زور سے جھول رہا تھا کہ یقین نہیں آتا تھا۔ ایڈنا ڈمیل نے غور سے دیکھا تو اُس کو رسّی کا ایک سرا اُوپر بیٹھے ہوئے شیران کے ہاتھوں میں نظر آیا۔ شیران کا چہرہ تو صاف نظر نہیں آ رہا تھا لیکن اُس کے انداز سے یہی لگتا تھا جیسے وہ بے حد مسرور ہے پھر اُس نے رسّی ایک درخت کی شاخ میں باندھی اور درخت سے نیچے اُترنے لگا۔ انتہائی خطرناک حالت میں وہ چیتے کے بالکل قریب پہنچ گیا۔ ایڈنا ڈمیل کے حلق سے چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی تھی پھر اُس نے ایک اور وحشیانہ منظر دیکھا۔ شیران نے لمبا سا خنجر نکال لیا اور جھولتے ہوئے چیتے کے بالکل قریب پہنچ کر خنجر کا ایک بھرپور وار اُس کی پسلیوں پر کیا اور چیتے کی دہاڑ سے جنگل گونج اُٹھا۔ اُس نے اپنے چوڑے پنجے پھیلا کر شیران پر حملہ کرنے کی کوشش کی لیکن شیران بے حد پھرتیلا تھا اور اُس کی زد میں نہیں آ سکا۔ البتہ خنجر والا ہاتھ چیتے کے پھیلے ہوئے پنجے کی جانب بڑھا اور سایڈنا ڈمیل نے ایک لمحے کے لیے آنکھیں بند کر لیں۔ کیا صفائی تھی اور کیا خوبصورت وار تھا۔ چیتے کا پنجہ کٹ کر نیچے جا پڑا تھا اور اُس کی دھاڑیں کچھ اور بلند ہو گئی تھیں۔ خون کی چھینٹیں شیران کے منہ اور کپڑوں پر پڑ رہی تھیں اور یُوں لگ رہا تھا جیسے وہ ان چھینٹوں سے بے حد مست ہو گیا ہو۔ ایڈنا ڈمیل درندوں سے زیادہ وحشی اس نوجوان کے بارے میں غور کرنے لگی۔ ایسا انوکھا آدمی تو اُس نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ چیتے کے بدن پر گھاؤ پڑتے رہے اور وہ آہستہ آہستہ نڈھال ہوتا چلا گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے گردن ڈال دی تھی۔

ایڈنا ڈمیل نے ایک گہری سانس لے کر گردن جھٹکی اور دوبارہ مچان پر لیٹ گئی۔ کیا کہہ سکتی تھی؟ کیا کر سکتی تھی؟ وہ اس سلسلے میں۔ اُس نے شیران سے اس بارے میں کوئی سوال نہیں کیا تھا البتہ جب شیران نے اُسے اپنا شکار دکھایا تو اُس نے مسکراتے ہوئے کہا کہ ہاں وہ اُسے شکار کرتے ہوئے دیکھ چکی ہے۔ بات یہیں محدود نہیں تھی۔ ایک دن شام کے وقت شیران خاموشی سے نیچے اُتر گیا۔ تھوڑے فاصلے پر پانی کا ایک چشمہ تھا جہاں جنگل جانور پانی پینے آتے تھے۔ ایسی جگہیں شیران کے لیے بہت دلکش ہوتی تھیں۔ انھی علاقوں میں وہ شکار بھی کھیلتا تھا اور ایڈنا ڈمیل کو بھنا ہوا گوشت بھی کھلاتا تھا۔

وحشی انسان یُوں لگتا تھا جیسے انھی علاقوں میں زندگی بسر کرنے کا عادی ہو۔ وہ زمانہ قدیم ہی کا کوئی وحشی آدمی لگتا تھا پھر اسی شام اُس نے ایک شیر کو ہلاک کر دیا۔ البتہ شیرنی شیران کے پیچھے لگ گئی تھی۔ شیران نے اس بار کئی گولیاں چلائیں لیکن شیرنی بہت چالاک تھی۔ وہ اس کی فائرنگ کی زد میں نہیں آئی اور بچ کر نکل گئی البتہ رات بھر وہ اس درخت کے نیچے غرّاتی رہی اور چھلانگیں لگاتی رہی جس پر شیران سو رہا تھا اور پھر شیران کے خرّاٹے سُنائی دے رہے تھے لیکن رات بھر ایڈنا ڈمیل سو نہیں سکی تھی۔ اُسے خوف تھا کہ وحشی شیرنی کہیں کوئی اُونچی چھلانگ لگا کر کسی شاخ تک نہ پہنچ جائے۔ اس کے لیے یہ کوئی اب مشکل کام بھی نہیں تھا اور وہ جانتی تھی کہ نر کو ہلاک کرنے کے بعد مادہ کس قدر خطرناک ہو جاتی ہے۔

وہ خطرناک مادہ اگر ہلاک نہ ہوئی تو شیران کو کسی بھی وقت نقصان پہنچا سکتی ہے اور اگر شیران ایسی کسی حرکت کا شکار ہو گیا تو ایڈنا کو ساری زندگی افسوس رہے گا چنانچہ کھانے کے بعد اُس نے شیران سے پوچھا۔

"تمھاری دُشمنی اُن وحشی جانوروں سے بھی ہے"۔ شیران نے مسکراتی نگاہوں سے اُسے دیکھا اور بولا:

"ہاں جب تک انسان میرے راستے میں نہیں آئے تھے میری دُشمنی انھی وحشی جانوروں سے تھی۔ میں دن رات ان کا شکار کرتا رہتا تھا اور دن رات میری ماں تشویش کا شکار رہتی تھی"

"مگر ان سے تمھاری کیا دُشمنی ہے؟"

"ابتدا تو اُنھوں نے ہی کی تھی۔ میرے باپ کے قاتل یہی وحشی جانور ہیں۔ ایک جانور ہی نے میرے باپ کو ہلاک کیا تھا اور اس کے بعد سے میں ان جانوروں کو مسلسل ہلاک کرتا رہا۔ میرے لیے زندگی میں اس سے دلچسپ مشغلہ کوئی اور نہیں تھا کہ میں جانوروں کو ہلاک کروں لیکن پھر وہ بے وقوف بادشاہ خان میرے راستے میں آ گیا اور خوامخواہ انسانی خون کا مزہ بھی چکھا دیا"۔ شیران نے جواب دیا اور ایڈنا گہری سانس لے کر خاموش ہو گئی پھر اس رات تقریباً ساڑھے بارہ بجے اُس نے اپنے کشف کے ذریعے اعلان کیا کہ اب ان جنگلوں میں رہنا مناسب نہیں ہے ہمیں یہاں سے سفر کرنا ہوگا۔

"کہاں؟" شیران نے پوچھا۔

"بائیں سمت سیدھے راستے پر ان جنگلوں کو چھوڑ کر۔"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں تم سے کہہ چکا ہوں کہ مجھے صرف اپنے دشمن چاہئیں۔ تم نے وعدہ کیا ہے کہ تم مجھے ان سے ملاؤ گے۔ ایسی حالت میں، میں تم پر اعتبار کر چکا ہوں اور جیسا تم کہو گی ویسا ہی کروں گا۔"

"شکریہ شیران۔ مجھے اندیشہ تھا کہ کہیں تم میری مخالفت نہ کرو۔"

"نہیں نہیں۔ نہیں جب تک تم میرے ساتھ ٹھیک چل رہی ہو۔ میری طرف سے کوئی مخالفت نہیں ہوگی۔ میں جنگلی جانور نہیں ہوں۔" شیران نے جواب دیا اور ایڈنا مسکرانے لگی۔ اس کا دل ہی جانتا تھا کہ جنگلی جانور شیران کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہیں۔ بہرطور وہ اس بات کا اظہار شیران سے نہیں کر سکتی تھی۔

انھوں نے اسی دن سفر کا آغاز کر دیا۔ ایڈنا نے اپنے آدمیوں کو بتا دیا تھا کہ وہ ان کو اس مشکل سے نکال رہی ہے اور اب اس کا رُخ بائیں سمت ہے چنانچہ وہ اس کے پیچھے پیچھے سفر کریں۔ شیران بڑی لاپروائی سے آگے کا سفر کر رہا تھا۔ اُسے اس بات کی کوئی پروا نہیں تھی کہ وہ کس سمت جا رہے ہیں۔ بس اس کی قسم ہی یہی تھی۔ شہر کو وہ اس طرح بھول گیا تھا جیسے کبھی دیکھا ہی نہ ہو۔ یوں یہ سفر جاری رہا اور نہ جانے کتنے دن کے بعد انھیں بستیوں کے آثار نظر آئے اور ایڈنا ڈمپل نے پہلی بستی سے ان علاقوں کے بارے میں معلوم کیا۔

یہ سن کر وہ حیران رہ گئی تھی کہ یہ ہانگ کانگ کی نواحی بستی ہے اور تھوڑا سا سفر کرنے کے بعد وہ ہانگ کانگ میں داخل ہو سکتے ہیں۔ ایڈنا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ اُس نے شیران کو اس بارے میں بتایا اور شیران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے یقیناً تم مجھے بلا مقصد یہاں نہ لائی ہوگی۔"

ایڈنا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ مزید سفر کر کے بالآخر ہانگ کانگ میں داخل ہو گئے۔ یہاں ایڈنا نے ایک عمدہ سے ہوٹل میں قیام کا بندوبست کیا تھا۔ جنگلوں کی اس وحشتناک دنیا میں خود وہ بھی بُری طرح بور ہو گئی تھی اور اب زندگی کی ان لطافتوں سے لطف اندوز ہونا چاہتی تھی۔ شیران جیسے وحشی صفت انسان کے ساتھ وقت گزارنا آسان کام نہیں تھا۔ بہرطور جس طرح وہ ہانگ کانگ میں داخل ہوئی تھی اس پر بھی اُسے شدید حیرت تھی لیکن بہرطور انھوں نے بارتھم کے علاقے کو اس لیے منتخب کیا تھا کہ وہاں سے وہ مختلف سمتوں کو نکل سکتے تھے۔ ہانگ کانگ کے ایک خوبصورت فائیو اسٹار ہوٹل میں داخل ہونے سے پہلے انھوں نے کچھ سامان کی خریداری کی تھی۔ ایڈنا شیران کا حلیہ بھی بدلنا چاہتی تھی۔ اُس نے بڑی چالاکی سے شیران کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ممکن ہے ہمارا مقصد پورا ہو جائے لیکن شیران کیا تم یہ پسند کرو گے کہ تمھارے دشمن ایک نظر میں تمھیں پہچان لیں۔ میری رائے ہے کہ انھیں دھوکے میں رکھنے کے لیے تم اپنے حلیے بھی تبدیل کر لو۔"

"اس میں کیا حرج ہے، لیکن تبدیلی کیسے کی جائے؟"

"کچھ سامان خرید لیتے ہیں جن میں لباس وغیرہ بھی شامل ہوں گے۔ میرے خیال میں لباس تبدیل کر کے تمھاری شخصیت میں خاصی تبدیلی پیدا ہو جائے گی۔" ایڈنا نے کہا اور شیران تیار ہو گیا تھا۔

ایڈنا ڈمپل شاید اس سلسلے میں واحد عورت تھی جس کی باتیں وہ آنکھیں بند کر کے مان لیا کرتا تھا۔ کبھی کبھی ہی کوئی اختلاف ہوتا اور جب ہوتا تو ایڈنا ڈمپل کو ہی خاموش ہونا پڑتا تھا...

چنانچہ شیران نے اپنے حلیے میں تبدیلی کر لی تھی اور اب وہ دونوں نئے ساز و سامان کے ساتھ اس فائیو اسٹار ہوٹل میں داخل ہوئے تھے۔ فائیو اسٹار کے حسین ترین کمرے میں انھیں جگہ مل گئی تھی۔ ایڈنا نے شیران کو اپنے ساتھ ہی رکھنا پسند کیا تھا حالانکہ اس میں کچھ مشکلات بھی تھیں لیکن جانتی تھی کہ وحشی صفت انسان کسی ایک جگہ نچلا بیٹھنے کا عادی نہیں ہے اور اُسے کوئی دقت نہیں ہوگی چنانچہ یہاں مقیم

ہونے کے بعد جب پہلی بار شیران نے ہانگ کانگ دیکھنے کی اجازت مانگی تو اُس نے بخوشی شیران کو اجازت دے دی اور نرم لہجے میں بولی۔ "دیکھو ڈیئر تم جہاں دل چاہے جاؤ لیکن ہم اس بین الاقوامی شہر میں اجنبی ہیں کوئی ایسی بات نہیں ہونی چاہیے جس میں ہمیں پریشانی اُٹھانی پڑے۔ تم میرا مطلب سمجھ رہے ہوگے۔"

"میں شریف آدمی ہوں، تم اس کی فکر کیوں کرتی ہو؟" شیران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایڈنا نے گہری سانس لے کر گردن ہلا دی۔ وہ اس شریف آدمی کو اچھی طرح جانتی تھی۔ شیران کے باہر نکلنے کے بعد اُس نے سب سے پہلا کام یہی کیا تھا کہ اپنے ڈیپارٹمنٹ کو اس شریف آدمی کے ساتھ یہاں آنے کی اطلاع دے دی تھی۔ اس سلسلے میں اس سے کوئی باز پرس نہیں کی گئی کیونکہ شیران کا مسئلہ مکمل طور پر اس کے سپرد کر دیا گیا تھا اور ان علاقوں کی وہی حکمران تھی۔ یہاں ہانگ کانگ میں بھی اس کا عملہ موجود تھا اور اگر وہ چاہتی تو ان سے بھی باآسانی کام لے سکتی تھی۔ چنانچہ اُس نے دوسرا کام یہی کیا کہ اپنے عملے کے افراد کو کال کر کے انھیں ہدایت کر دی کہ شیران کی نگرانی کریں اور اس سلسلے میں اُس نے شیران کا حلیہ ان لوگوں کو بتا دیا تھا۔ اُس نے

انھیں ہدایت کی تھی کہ اگر کوئی خاص بات ہو تو فوری طور پر اُسے اطلاع دی جائے تاکہ وہ شیران کے بارے میں مزید ہدایات جاری کر سکے۔ شیران تو چلا گیا لیکن ایڈنا ڈمپل کے لیے سوچنے کو بہت کچھ چھوڑ گیا تھا۔

اس وحشی انسان کو طویل عرصے تک قابو میں رکھنا آسان بات تو نہیں ہوگی۔ اس سلسلے میں کچھ اور ہی سوچنا پڑے گا۔ اس مشن میں تو ابھی بہت وقت ہے اس کے لیے تو طویل انتظار کرنا ہے اور اس طویل عرصے تک اس جانور نما انسان کو کیسے قابو میں رکھا جائے۔

ایڈنا اس سلسلے میں وائٹ تھری ڈیپارٹمنٹ سے مشورہ کرنا چاہتی تھی۔ بہرطور اب جو کچھ بھی ہو یہ قدم تو اُٹھا ہی بیٹھی تھی اور اس نے اس کی پوری ذمے داری قبول کر لی تھی۔

بادشاہ خان ذہنی طور پر بہت زیادہ پریشان تھا، اس کے پاس بے شمار افراد تھے۔ ایک سے ایک خطرناک آدمی موجود تھا۔ دوہری شخصیت کا مالک تھا۔ وہ ایک طرف تو اس خطرناک تنظیم کے لیے کام کرتا تھا اور تنظیم کے سینکڑوں کارکن اس کی ہدایت پر سب کچھ کرنے کے لیے تیار رہتے تھے۔ دوسری طرف اس کا اپنا گروہ تھا جس میں دنیا کے خطرناک ترین افراد موجود تھے لیکن شیران کے سلسلے میں اُسے ہر طرح سے ناکامی ہو رہی تھی۔ شیران کی لاش کو ہسپتال سے حاصل کرنے کے بعد اُس نے بڑی ہی مسرت محسوس کی تھی لیکن زیادہ وقت نہیں لگا تھا، اور اُس کی یہ مسرت خاک میں مل گئی تھی جب اُسے پتہ چلا کہ وہ شیران نہیں ہے۔ اس کے بعد سے وہ مزید اُلجھنوں کا شکار ہو گیا تھا۔ آخر شیران کو ایسی کیا ضرورت پیش آئی کہ اُس نے اس طرح کسی اور کے چہرے پر اپنا میک اپ کر کے اُسے اپنی لاش بنا کر پیش کیا۔

"اس میں کون سی سازش ہے؟" شیران کے بارے میں اتنا تو وہ جانتا تھا کہ بذاتِ خود وہ بہت بڑے سازشی ذہن کا مالک نہیں ہے چالاک ضرور تھا لیکن اس کی فطرت میں جنگلی جانوروں کی سی وحشت تھی اور وہ وحشیانہ اقدام کرنے میں کبھی عار نہیں محسوس کر سکتا لیکن کوئی گہری سازش اس کے بس کی بات نہیں ہے البتہ اس کے پُشت پناہ اچھے خاصے سازشی ذہن کے مالک ہیں اور ظاہر ہے وہ براہِ راست بادشاہ خان اور اس کے ساتھیوں کے بھی دشمن تھے یعنی مارلینو وغیرہ،

مارلینو ایک ناقابلِ تسخیر نام بن کر اُبھرا تھا اور بادشاہ خان اپنے طور پر کوئی ایسا قدم نہیں اُٹھا سکا تھا جس سے مارلینو کو نقصان پہنچ سکے۔ اس نے مارلینو کے بارے میں جس قدر معلومات حاصل کی تھیں۔ اسی قدر اُس کی پریشانیوں میں اضافہ ہوتا چلا گیا تھا۔ اگر وہ اپنے ساتھیوں کو جمع کر لیتا جن میں ایک تو بیچارا مر چکا تھا تب بھی وہ مارلینو کے خلاف کوئی قدم نہیں اُٹھا سکتے تھے۔ تنظیم کو اگر اس کے خلاف کیا جاتا تو آخر کس طرح؟ اس کی کوئی ترکیب بادشاہ خان کی سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ بہرصورت اُس نے لاش دفن کرا دی تھی۔ البتہ وہ خود پریشانیوں کا شکار تھا۔ اُس کے اپنے تمام کاروباری سلسلے بھی فی الوقت بند ہو چکے تھے اور بہت عرصے سے اُس نے کوئی بڑا کام نہیں کیا تھا لیکن اب وہ یہ سوچ رہا تھا کہ شیران کی وجہ سے وہ بالکل معطل ہی نہ ہو جائے۔ اس وقت بھی وہ اپنی خوابگاہ میں بیٹھا ہوا ان ہی خیالات میں گم تھا کہ اُسے ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا۔ یہ وہ ٹرانسمیٹر تھا جو لانگ فریکوئنسی رکھتا تھا۔ پتہ نہیں کہاں سے اس سے رابطہ قائم کیا جا رہا تھا۔ بہرطور اس نے ٹرانسمیٹر کے قریب پہنچ کر اُسے آن کیا اور پھر انتظار کرنے لگا۔ چند ہی لمحات کے بعد دوسری طرف سے رابطہ قائم ہو گیا تھا۔

"میں ہانگ کانگ سے ڈاکٹر برٹیو بول رہا ہوں۔ بادشاہ خان سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

"اوہ۔ ڈاکٹر خیریت؟ بتاؤ میں خود بھی تمھاری خیریت معلوم کرنے کا خواہاں تھا۔"

"خیریت نہیں ہے بادشاہ خان۔" برٹیو کی آواز گھبرائی ہوئی تھی۔

"کیا؟ کیا ہوا؟ کیا بات ہے؟"

"نعمان خان بُری طرح زخمی ہے۔ اس کی زندگی خطرے میں ہے۔"

"کیا!" اس کی دھاڑ دیر تک کمرے میں گونجتی رہی تھی۔

"ہاں۔ بادشاہ خان اُسے بُری طرح زخمی کر دیا گیا ہے۔"

"اور تم۔ تم کہاں مر گئے تھے؟"

"بادشاہ خان کیسی باتیں کر رہے ہو؟ کیا تمھیں احساس ہے کہ تم نے کس لہجے میں یہ سوال کیا ہے؟"

"اوہ۔ اوہ۔ میرے لہجے کی پروا مت کرو، میں پاگل ہو رہا ہوں یہ کیا خبر سنائی ہے تم نے مجھے ڈاکٹر برٹیو؟"

"میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں جانتا کہ نعمان خان شدید

زخمی ہے اسپتال میں ہے ممکن ہے کہ۔۔۔"

"نہیں۔ ایسی بات مت کرو ڈاکٹر برٹیو۔ مَیں خود پر قابو نہیں رکھ سکوں گا۔"

"بہرطور اُسے زخمی کرنے میں میرا کوئی ہاتھ نہیں ہے بادشاہ خان۔ تم نے میرے ساتھ غلط لہجے میں گفتگو کی ہے۔"

"اوہ۔ اوہ۔ مَیں تم سے اس کی معافی مانگ لوں گا، مجھ سے ایسی باتیں مت کرو کیوں میری شخصیت کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے پر تلے ہُوئے ہو نم زُب۔ نعمان خان کیسے زخمی ہوگیا۔ مجھے بتاؤ اس کے بھائی کہاں ہیں؟"

"وہ اس کے پاس موجود ہیں۔ حملہ آوروں کے بارے میں ابھی کوئی تفصیل بات نہیں معلوم ہوسکی ہے۔"

"اوہ۔ وہی کتا وہاں پہنچ گیا ہوگا۔"

"کون کتا؟"

"شیران۔ شیران اور کوئی نہیں۔"

"نہیں۔ نہیں بادشاہ خان میرا خیال ہے صورت حال کچھ دُوسری ہے۔ آئیوی نے مجھے مختصر تفصیل بتائی ہے لیکن میں نہیں سمجھ سکا۔ آئیوی خود بھی نہیں سمجھ سکی تھی۔ نعمان خان ہی سے اُسے کچھ تفصیل معلوم ہُوئی تھی۔ بہرصُورت اتنا میں بتا سکتا ہُوں کہ اس تفصیل میں شیران کا نام کہیں بھی نہیں تھا بلکہ کچھ اور ہی لوگ ہیں جو نعمان خان کے دُشمن ہو گئے ہیں۔"

"وہ کون لوگ ہیں؟"

"مَیں نے کہا نا بادشاہ خان۔ مَیں نہیں جانتا مجھے تمھاری ضرورت ہے۔"

"میں پہنچ رہا ہُوں رات تک ہانگ کانگ پہنچ جاؤں گا۔" بادشاہ خان نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے مَیں برائن روڈ کے بنگلہ نمبر ۲۰ میں مقیم ہوں۔" ڈاکٹر برٹیو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔ مَیں پہنچ جاؤں گا۔" بادشاہ خان نے جواب دیا اور دُوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو جانے کے بعد خود بھی ٹرانسمیٹر بند کردیا۔ اس کا چہرہ ایک بار پھر انگارے کی طرح سُرخ ہوگیا تھا۔ آنکھوں میں وحشت نظر آرہی تھی۔ واقعی اس کی شخصیت مسخ ہوگئی تھی۔ شیران نے اُسے دو کوڑی کا آدمی بنا ڈالا تھا ورنہ پہاڑوں کا پُرجلال بادشاہ خان درحقیقت انسانوں کے وجود کو کوئی اہمیت نہیں دیتا تھا لیکن اب صُورتحال بہت مختلف ہوگئی تھی۔ اب اُسے قدم قدم پریشان کُن حالات سے سامنا کرنا

پڑ رہا تھا۔ اُس نے اپنے آدمیوں کو بُلا کر انھیں ہدایات دیں اور خود تیاریاں کرنے لگا۔

لیکن پہلی فلائٹ اُسے تقریباً دو گھنٹے بعد مل سکتی تھی تاکہ اُس نے رات کو برٹیو کے پاس پہنچنے کا وعدہ کیا تھا۔ دوسری فلائٹ رات کو نو بجے تھی اس لیے اُس نے اسی وقت جانے کا فیصلہ کرلیا اور انتہائی تیزی سے اپنے کام کروانے کے بعد ائرپورٹ پہنچ گیا۔ ہانگ کانگ ائرپورٹ پر پہنچا تو شام ہو چکی تھی اُس نے دو آدمی اپنے ساتھ لیے تھے۔ انھوں نے ایک ٹیکسی روکی اور بادشاہ خان ان کے ساتھ برائن روڈ چل پڑا۔

برائن روڈ کے بنگلہ نمبر بیس کے سامنے ٹیکسی رُکی، ڈاکٹر برٹیو نے خود ہی بادشاہ خان کا استقبال کیا تھا۔

"آپ وقت سے پہلے آ گئے بادشاہ خان۔ آپ نے کہا تھا کہ رات تک پہنچیں گے۔"

"ہاں مجھے جلدی فلائٹ مل گئی تھی۔ ان باتوں کو چھوڑو۔ نعمان خان کا حال بتاؤ۔"

"بدستور بے ہوش ہے۔ تشویشناک صُورتحال کا شکار ہے۔"

"کہاں ہے؟"

"اسپتال۔ کیا آپ میرے ساتھ چلنا پسند کریں گے۔"

"فضول باتیں مت کرو۔ یہ تکلف کی باتوں کا وقت ہے جلدی سے گاڑی نکلواؤ۔ بادشاہ خان نے کہا۔ اسی کا ایک آدمی سامان لے کر اندر چلا گیا تھا۔ ڈاکٹر برٹیو نے اپنی کار نکالی۔ اسپتال میں نعمان خان کی حالت دیکھ کر اُس کی آنکھیں بھیگ گئی تھیں۔۔ نعمان خان کے بھائی بادشاہ خان کو دیکھ کر ششدر رہ گئے تھے لیکن ان میں سے کسی نے بادشاہ خان سے کوئی بات نہیں کی، بادشاہ خان تھوڑی دیر تک نعمان خان کے سرہانے بیٹھا رہا۔ اُس کی آنکھوں میں بے پناہ کرب کے آثار تھے پھر وہ فرید خان کی طرف متوجہ ہو کر بولا۔

"مجھے پہچانتے ہو بچو؟"

"ہاں خان بابا۔ کیوں نہیں پہچانیں گے آپ کو۔ آپ یہاں کیسے پہنچ گئے؟" فرید خان نے جواب دیا۔

"مجھ سے اس اجنبی لہجے میں گفتگو مت کرو۔"

مَیں تمھارا تایا ہُوں، تمھارے باپ کی جگہ تمھارے دادا کی جگہ۔ مَیں نے تمھارے باپ کو بیٹوں کی طرح پالا تھا، کیا مجھ سے اس لہجے میں گفتگو تمھارے مناسب ہے! کیا مَیں تمھارا کچھ نہیں لگتا! بادشاہ خان کی آواز بھرّائی ہُوئی تھی۔ فرید خان وغیرہ

محمود احمد مُودی کا ایک شاہکار ناول
سمندر
۱۵/-
علی میاں پبلی کیشنز عزیز مارکیٹ اُردو بازار لاہور

نے کوئی جواب نہ دیا۔ تب بادشاہ خان نے کہا۔

"نعمان خان کیسے زخمی ہُوا، مجھے بتاؤ؟"

"ہمیں نہیں معلوم خان بابا، ہمیں تو بعد ہی میں اس کی اطلاع ملی۔"

"کیا مطلب؟ کیا تم لوگ ساتھ نہیں رہتے؟"

"رہتے تو ساتھ ہی ہیں، لیکن ہم زیادہ تر تفریحات میں مشغول رہتے ہیں۔ نعمان خان نے ہمیں اس کی اجازت دی ہُوئی ہے۔"

"اوہ۔ اوہ، مَیں جانتا ہُوں، وہ بڑے دل کا مالک ہے، وہ تمھارے لیے باپ کا سایہ بنا ہُوا ہے، لیکن۔ لیکن مجھے کیسے معلوم ہو کہ اسے اس حالت میں پہنچانے والا کون ہے؟ مَیں اس کا خون پی جانا چاہتا ہُوں، مجھے بتاؤ بچو، مجھے بتاؤ، کچھ تو بتاؤ۔ کوئی پتہ، کوئی نشان تو بتاؤ، برٹیو تیری بیٹی آئیوی کہاں ہے۔ کیا وہ مجھے اس بارے میں بتا سکے گی؟ کیا وہ نعمان خان کے اس حادثے کے بارے میں کچھ جانتی ہے؟"

"آئیوی موجود ہے بادشاہ خان، لیکن اس نے جو کچھ مجھے بتایا ہے، وہ مَیں تمھیں بتا چکا ہُوں، اس سے زیادہ اس کے لیے کچھ اور بتانا ممکن نہ ہوگا، اس سلسلے میں ایک اور شخص تھا، لیکن افسوس وہ بھی قتل ہو چکا ہے، اگر وہی زندہ ہوتا تو ہمیں اس بارے میں ساری تفصیل پتہ چل سکتی تھی۔"

"وہ کون تھا؟۔۔۔ کون تھا وہ اور کیسے قتل ہُوا؟"

"جس کے مکان میں نعمان خان پر حملہ ہُوا تھا۔ وہ نعمان خان کا خاص آدمی تھا اور اُس کی حفاظت کرتے ہُوئے ہلاک ہوگیا۔"

"گویا کچھ پتہ نہیں چل سکے گا، کوئی کچھ نہ بتا سکے گا۔ ٹھیک ہے ڈاکٹر برٹیو، مَیں نعمان خان کو بنکاک لیے جا رہا ہُوں، میں خود ہی اس کا علاج کراؤں گا، چاہے اس کے لیے مجھے ساری دُنیا سے ڈاکٹرز کیوں نہ بلوانے پڑیں، میرا خیال ہے بنکاک میں مجھے اب دُوسرے تمام کام چھوڑ کر اس کی نگہداشت کرنی پڑے گی، یہ غلط ہُوا ہے، بہت ہی غلط ہُوا ہے، میرا ذہن متزلزل ہو رہا ہے میں پریشان ہُوں۔ مجھے بہت سے فیصلے کرنے ہوں گے ڈاکٹر برٹیو۔ مجھے بہت سے فیصلے کرنے ہوں گے۔ مَیں نعمان خان کو لیے جا رہا ہوں بعد میں اگر کچھ پتہ چلے تو مجھے بتانا۔"

"ٹھیک ہے آپ جیسا مناسب سمجھیں بادشاہ خان مجھے افسوس ہے کہ نعمان خان کے ساتھ یہ حادثہ پیش آگیا۔"

"نہیں صرف افسوس سے کام نہیں چلے گا ڈاکٹر برٹیو، تم اس کے ذمے دار تھے۔ مَیں اس بات کو کبھی نہیں بھول سکوں گا کہ تم نے مجھ سے کیا ہُوا وعدہ پُورا نہیں کیا۔"

"تم پریشان ہو بادشاہ خان۔ اس لیے مَیں تم سے اس سلسلے میں کوئی اور بات نہیں کروں گا، تمھیں خود اندازہ ہے کہ کسی بھی جوان آدمی کو اپنے قابو میں نہیں رکھا جا سکتا اور پھر وہ عملی دُنیا میں تھا۔ وہ جو کچھ کر چکا ہے، مَیں تمھیں اس کی تفصیلات فراہم کروں تو تم دنگ رہ جاؤ گے، اب نعمان خان ایک بہت بڑے بینک بیلنس کا مالک ہے، اور ایک باعزت انسان کی حیثیت رکھتا ہے۔ مَیں یہ نہیں کہوں گا بادشاہ خان کہ یہ سب کچھ مَیں نے کیا ہے اس کے لیے بلکہ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہُوں کہ خود اس کی ذہانت بھی اس سلسلے میں عمل کرتی رہی ہے۔ ہاں یہ ضرور کہوں گا کہ مَیں نے اس سے بھرپور تعاون کیا ہے۔"

بادشاہ خان بہت مضطرب تھا۔ برٹیو نے اُس کی ہدایت پر انتظامات کیے۔ آئیوی کو یہ بات معلوم ہُوئی تو وہ برٹیو کے سر ہوگئی۔

"مَیں بھی بنکاک جاؤں گی ڈیڈی۔ مَیں اس سے دُور نہیں رہ سکتی۔"

"اوہ۔ آئیوی میرے لیے کیوں مشکلات پیدا کر رہی ہو! مَیں نے تو کچھ اور ہی فیصلہ کیا ہے۔ میرا خیال ہے نعمان خان کو بنکاک روانہ کرنے کے بعد ہم لوگ یورپ چل پڑیں۔ یہاں میں بے بس ہوگیا ہُوں۔ مجھے اس طرح بے بسی کے عالم میں زندگی گزارنا پسند نہیں ہے۔ یورپ میں ہمارا اپنا ماحول ہے۔ میرے لاتعداد ساتھی ہیں۔ بادشاہ خان ہمارا ساتھی ضرور ہے لیکن وہ وحشی قبائلی ہے میرے ساتھ اس کا رویّہ ٹھیک نہیں رہا۔"

"ڈیڈی۔" آئیوی آنسو بھری آواز میں بولی۔ "ڈیڈی۔ مَیں آپ کے ساتھ یورپ نہیں جاؤں گی۔"

"خواہ ہمیں کتنی ہی مشکلات سے گزرنا پڑے؟"

"سوری ڈیڈی۔ اس گستاخی کے لیے معافی چاہتی ہُوں۔

آپ یورپ چلے جائیں۔ میں نعمان خان کے پاس رہوں گی۔" ڈاکٹر بریٹو عجیب سی نگاہوں سے آئیوری کو دیکھنے لگا پھر وہ گہری سانس لے کر بولا۔

"او کے بے بی۔ ٹھیک ہے۔ تم ان کے ساتھ جا سکتی ہو۔ میں انتظام کر دوں گا!"

بادشاہ خان نے آئیوری کو ساتھ لے جانے سے انکار نہیں کیا تھا، البتہ اُس نے بریٹو سے سوال کیا۔

"تم نہیں چلو گے بریٹو؟"

"میں پہنچ جاؤں گا خان یہاں بھی میں نے بہت سے چکر چلا رکھے ہیں۔ رقمیں چھوڑ کر نہیں جا سکتا اور پھر یہ سب تمہاری ذمے داری ہے۔ اسے تم ہی سنبھالو تو بہتر ہے۔ میں بری الذمہ ہونا چاہتا ہوں۔" ڈاکٹر بریٹو نے کہا لیکن بادشاہ خان نے شاید اس کے الفاظ پر توجہ نہیں دی تھی۔ ورنہ اس کا مُوڈ خوشگوار نہ رہتا۔ نعمان خان کے تمام بھائی بُری طرح پریشان تھے بادشاہ خان سے نہ زیادہ اختلاف نہیں کر سکتے تھے۔ بہرحال دل میں احترام موجود تھا۔ وہ تو نعمان خان کے اشاروں پر چلنے کے عادی تھے لیکن نعمان خان کی حالت ہی تشویشناک تھی اور اس کے بعد اُنھیں بادشاہ خان ہی اپنا خون نظر آتا تھا اس لیے وہ خاموش تھے۔ وہ بنکاک پہنچ گئے۔ بادشاہ خان نے درحقیقت دن رات ایک کر دیے تھے۔ لاکھوں روپے روزانہ خرچ کر رہا تھا۔ ملکی اور غیر ملکی ڈاکٹروں کا مجمع لگا لیا تھا اور بڑی تندہی سے علاج ہو رہا تھا نعمان خان کا۔ بادشاہ خان نے اتنا کیا کہ وہ سب ایک بار پھر اس کے ممنون ہو گئے۔ خاص طور سے آئیوری بادشاہ خان کی بہت عزت کرنے لگی تھی۔ اُسے بادشاہ خان کی تڑپ کا احساس ہو گیا تھا۔

پھر نعمان خان کو ہوش آ گیا جس دن اُسے ہوش آیا بادشاہ خان اس کی آنکھوں کے سامنے سے ہٹ گیا تھا۔ اُس نے نعمان خان کے دُوسرے بھائیوں سے کہا۔

"بچو۔ تمہارا تایا خان بے وقوف نہیں ہے۔ پہاڑوں میں ایک کہانی شروع ہوئی تھی۔ بدلے کی کہانی۔ بادشاہ خان کا دل اپنے بھائی کے لیے سوگوار تھا۔ اُس سے بس ایک غلطی ہوئی تھی۔ اُس نے یہ انتقام خود لینے کے بجائے پہاڑوں کی مقدس روایت کے مطابق لینا چاہا۔ میرا یہی جذبہ تھا کہ پُورے احترام سے ایک دُوسرے کو بتائیں کہ فیروز خان کے قاتل بہزاد سلطان کو یہ بات یاد نہیں رہی تھی کہ فیروز خان کے نو بیٹے ہیں اور دیکھو اس کا پہلا بیٹا جوان ہوا تو اُس نے باپ کا انتقام لے لیا۔ میں یہ نہیں چاہتا تھا کہ لوگ یہ کہیں کہ فیروز خان کے بیٹے تو باپ کا انتقام نہ لے سکے، لیکن بادشاہ خان نے اپنے بھائی کا بدلہ لے لیا۔ بس میرا یہی قصور تھا کہ میں نے تمہارے لیے یہ گالی پسند نہیں کی تھی اور وہ سب کچھ ہو گیا جس کی مجھے اُمید نہیں تھی۔ میں بے وقوف نہیں ہوں بچو۔ میں جانتا ہوں کہ نعمان خان اور تم لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہو۔ کرتے رہو۔ میرا ضمیر مجھے کبھی ملامت نہیں کرتا، میری تدبیر ضرور اُلٹ گئی تھی لیکن میرے ارادے میں کھوٹ نہیں تھی۔ ابھی میں نعمان خان کے سامنے نہیں آؤں گا۔ اُسے صحت کی ضرورت ہے۔ اسے میرے بارے میں مت بتانا۔ اب میں اس وقت تک اس کے سامنے نہیں آؤں گا، جب تک وہ ٹھیک نہ ہو جائے۔ تم لوگ میرے ساتھ دو بے شک ٹھیک ہونے کے بعد اُسے اختیار ہے کہ وہ مجھ سے نفرت کرے اور یہاں سے چلا جائے، میں اُس کی زندگی چاہتا ہوں۔ خدا حافظ۔" بادشاہ خان وہاں سے چلا گیا

نعمان خان کے سارے بھائی اور آئیوری بادشاہ خان کی باتوں سے متاثر نظر آ رہے تھے۔

❋

یہ دُنیا اب اس کے لیے اجنبی نہیں تھی۔ ہانگ کانگ میں شیران نے اپنے لیے دلچسپیاں تلاش کر لی تھیں۔۔ ہوٹل نائٹ کلب اور دُوسری تفریح گاہیں جہاں جسمانی کرتب دکھائے جاتے ہیں، اُسے پسند تھیں اور وہ ان میں پوری پوری دلچسپی لے رہا تھا۔ ایڈنا ڈمپل کے تمام آدمی یہاں پہنچ گئے تھے اور ایڈنا کے اشارے پر شیران پر پوری پوری نگاہ رکھ رہے تھے ہر جگہ اُس کا تعاقب کیا جاتا تھا لیکن شیران کو ان کے بارے میں کوئی اندازہ نہیں تھا۔ وہ اپنی تفریحات میں مگن تھا۔ اس شام ایک کیبرے ہاؤس سے باہر نکل رہا تھا کہ اس کی نگاہ ایک شخص پر پڑی وہ پیلے رنگ کی کار میں بیٹھ رہا تھا۔ شیران ایک لمحے کے لیے ٹھٹک کر رہ گیا۔ یہ شخص۔ اُس نے اپنی یادداشت کو ٹٹولا۔ یہ شخص اگر اس کا خیال غلط نہیں ہے تو مارلینو کے دُشمنوں میں سے ایک تھا۔ ان دُشمنوں سے ایک جن کی تصاویر اُسے دکھائی گئی تھیں اور اس کا نام بریٹو تھا۔ ڈاکٹر بریٹو۔

شیران کے تن بدن میں سنسنی دوڑ گئی تھی۔ اُس نے پھُرتی سے اپنی کار کی طرف دوڑ لگائی اور پھر پیلی کار کا تعاقب کرنے لگا۔ وہ کار ایک خوبصورت عمارت میں داخل ہو گئی تھی۔ شیران نے اپنی کار تھوڑی دُور روک دی اور اُتر کر اطراف کا جائزہ لینے لگا۔

وہ اہم فیصلے کر رہا تھا۔ اندر کے بارے میں اُسے کوئی اندازہ نہیں تھا کہ وہاں کتنے افراد ہیں لیکن اگر افراد کی پروا کی جائے تو بریٹو کی موت ممکن نہیں ہے پھر۔۔ اور اس کے علاوہ چارہ کار نہیں تھا کہ وہ اندر داخل ہو کر بریٹو کو ہلاک کرنے کی کوشش کرے چنانچہ وہ گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ گیٹ پر ایک مقامی چوکیدار موجود تھا لیکن اس وقت شیران کو حیرت ہوئی جب چوکیدار نے اُسے دیکھتے ہی سلام کر کے جلدی سے دروازہ کھول دیا تھا! شیران حیرت زدہ ضرور ہوا تھا لیکن اُس نے کسی قسم کی جھجک کا اظہار نہیں کیا، اور سیدھا اندر داخل ہو گیا۔ اُسے صورتِ حال کا علم نہیں تھا جب کہ چوکیدار نے صرف اُس کی شکل و صُورت سے دھوکا کھایا تھا۔ پہاڑی قبائلی نوجوانوں کا اس عمارت سے گہرا تعلق رہا تھا اور چونکہ نعمان خان کے بھائی وغیرہ یہاں آتے رہتے تھے اس لیے چوکیدار دھوکا کھا گیا تھا۔ شیران کو اس کی اُمید نہیں تھی کہ اُسے اس آسانی سے اندر داخل ہونے کا موقع مل جائے گا۔ بہرحال موقع سے فائدہ حاصل نہ کرنا بھی حماقت تھی چنانچہ وہ اندر داخل ہو گیا۔ عمارت کافی عمدہ تھی۔ صدر گیٹ سے اندر داخل ہو کر ایک وسیع ڈرائنگ ہال میں داخل ہو گیا۔ یہاں اُسے ایک مقامی نوجوان صفائی کرتا نظر آیا تھا۔

"ڈاکٹر کہاں ہے؟" اُس نے بے اختیار پوچھا۔ مقامی زبان استعمال کی تھی۔ صفائی کرنے والے نوجوان نے اوپر اشارہ کر دیا تھا۔ ہال کے دونوں طرف سے سیڑھیاں اندر جاتی تھیں۔ شیران اطمینان سے ان سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ اُوپر کئی کمرے تھے، وہاں دروازوں کی تعداد کافی تھی لیکن شیران حتی الامکان ان کی نگاہوں سے بچتے ہُوئے کمروں میں جھانک رہا تھا پھر ایک کمرے میں اُسے بریٹو نظر آ گیا۔ وہ ایک گاؤن پہن کر باتھ رُوم سے نکلا تھا۔

شیران نے دستک دی اور اندر سے آواز سُنائی دی "آ جاؤ"۔ شیران دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ بریٹو اُسے دیکھ کر چونک پڑا۔

"میں نے تمھیں نہیں پہچانا کون ہو تم؟"

"مجھے آپ سے ایک ضروری کام ہے بریٹو۔"

"بیٹھو۔ کیا بات ہے؟ غالباً تم بھی قبائلی ہو۔"

"ہاں سو فیصد۔ ہماری گفتگو میں کسی کے مخل ہونے کا امکان تو نہیں ہے؟" شیران نے رازداری سے کہا۔

"نہیں یہاں کوئی نہیں آئے گا کوئی خاص بات ہے؟"

"ہاں، کیا آپ مارلینو سے واقف ہیں؟" شیران نے پوچھا اور بریٹو چونک پڑا۔

"کیوں نہیں۔ کیا وہ۔ یہاں ہانگ کانگ میں موجود ہے؟" اُس نے گھبرائے ہُوئے لہجے میں پُوچھا۔

"وہ تو موجود نہیں ہے ڈاکٹر بریٹو لیکن اُس نے کچھ لوگوں کو مخصوص کیا ہے کہ اس کے ان دُشمنوں سے انتقام لیں جنھوں نے اُسے زندگی سے محروم کرنے کی کوشش کی تھی۔ شاید آپ نے ہینڈرک کا نام سُنا ہو، ہینڈرک قتل کر دیا گیا بالکل اسی طرح جس طرح آٹھ آدمیوں نے مارلینو کو قتل کرنے کی کوشش کی تھی اس معصوم دیہاتی کو جو سب کے لیے بے ضرر تھا اور صرف جان بچانے کی غرض سے ان کے درمیان آ چھپا تھا۔"

"تت۔ تم کون ہو؟" بریٹو کا چہرہ سفید پڑ گیا تھا۔

"اس کا نمائندہ شیران۔" شیران نے جواب دیا اور بریٹو کی آواز بند ہو گئی۔ اس کے چہرے پر بے پناہ خوف اُبھر آیا تھا۔ کافی دیر تک وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے شیران کو دیکھتا رہا یوں لگ رہا تھا جیسے اُس کی قوتِ ارادی بالکل ہی ختم ہو گئی ہو وہ اپنی مرضی سے اپنے ہاتھوں کو جُنبش بھی نہیں دے سکتا تھا۔۔۔ گومگو کے اس عالم کا عرصہ کئی منٹ تک جاری رہا۔ شیران کسی شکاری چیتے کی طرح اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ اُس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی جبکہ بریٹو کی آنکھیں تاریک ہُوئی جا رہی تھیں۔

"تت۔ تم۔ تم شیران ہو۔" بمشکل تمام اُس کے حلق سے ہوتے ہُوئے آواز اُبھری۔

"ہاں۔ میں شیران ہی ہُوں اور مجھے تمھاری موت کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔"

"نہیں۔ نہیں، وہ پُرانی بات ہے ختم ہو گئی سب۔ اب تم۔ میں، میں۔ میری تم سے تو کوئی دُشمنی نہیں ہے۔"

"لیکن فرض۔ فرض ہوتا ہے۔ تمھاری مارلینو سے کیا دُشمنی تھی؟"

"ان سب کے کہنے سے۔ میں۔ میں۔"

"ٹھیک ہے ڈاکٹر بریٹو لیکن اب موت تمھارا مقدر ہے اور اب تم اس کے لیے تیار ہو جاؤ۔ شکار جب میرے سامنے آ جاتا ہے تو میں اُسے چھوڑنے کا قائل نہیں ہوں۔۔۔" شیران نے کہا۔

"نہیں۔ نہیں۔ تم مجھے نہیں مار سکتے۔" دفعتاً بریٹو نے اپنی جگہ سے چھلانگ لگائی، وہ ایک دیوار کے قریب پڑا تھا۔ اُس نے اس دیوار میں لگے ہُوئے سوئچ بورڈ پر ہاتھ مارنے

کی کوشش کی۔ شیران اس کی اس حرکت کو سمجھ نہیں سکا تھا۔ اُس نے اُسے صرف اضطراری فعل قرار دیا تھا۔ وہ پُرسکون انداز میں کمر پہ ہاتھ رکھے ہُوئے بریٹو کے سامنے کھڑا رہا۔

"میں جانتا ہُوں اس عمارت میں تمھارے کافی ساتھی ہیں لیکن بریٹو میری جان تم بچ نہیں سکو گے۔" شیران نے کہا اور پیچھے ہٹ کر دروازہ اندر سے لاک کر دیا۔ اب اُسے اس کی پروا نہیں تھی کہ یہاں اس عمارت میں ڈاکٹر بریٹو کے ملازم اس کے ساتھ کیا سلوک کریں گے؟ چنانچہ دروازہ بند کر کے وہ پھر بریٹو کی طرف پلٹا۔ اس دوران بریٹو کو موقع مل گیا تھا۔ اُس نے دیوار پہ لگے ہُوئے سوئچ بورڈ کے ایک بٹن پر کئی بار انگلی دبائی تھی۔ شیران آہستہ آہستہ اُس کے قریب پہنچ گیا پھر اُس نے بریٹو کو گریبان سے پکڑ لیا۔ بریٹو نے جھکائی دے کر شیران کے جبڑے پہ گھونسہ رسید کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اُس کا ہاتھ شیران کی کلائی پہ رُکا اور پھر شیران کے خوفناک گھونسے نے اسے چکر کھلا دیا تھا۔ وہ فرش کے مین وسط میں آ گیا تھا۔ اُسی وقت باہر دروازے پہ دستک سُنائی دی اور پھر ایک آواز۔

"آپ نے مجھے طلب کیا سر؟"

"اوہ۔ تم تو اپنے آدمیوں کو بُلا چکے ہو؟" شیران نے غرّاتے ہُوئے لہجے میں کہا۔

"دروازہ کھولیے سر۔ دروازہ کھولیے!" شیران بریٹو کے نزدیک پہنچ گیا۔ اُس نے اُس کے حلق پر انگوٹھا رکھتے ہُوئے کہا۔

"اس سے کہو واپس جائے۔" شیران غرّایا اور بریٹو کے حواس جواب دینے لگے۔ اُس نے بھرّائی ہُوئی آواز میں کہا۔ "واپس جاؤ۔ کوئی کام نہیں ہے۔" اور اُس کے بعد دستک بند ہوگئی۔ پتہ نہیں دستک دینے والے نے بریٹو کی آواز کے خوف کو محسوس کیا تھا یا نہیں۔ بریٹو نے تیچھے پڑے پڑے کہا۔ "دیکھو شیران۔ میں، میں تمھیں بہت سی اہم باتیں بتاؤں گا۔ مجھے تمھارے بارے میں تفصیل سے معلوم ہے۔ سنو۔ تم۔ تمھارا ایک بدترین دشمن اور وہ بھی جو مارلینو کے ساتھ تھا، بنکاک میں موجود ہے۔ بادشاہ خان۔" ڈاکٹر بریٹو نے کہا اور شیران چونک پڑا۔ اس کی آنکھوں میں ایک لمحے کے لیے وحشت نظر آئی۔

"کون موجود ہے بنکاک میں؟"

"بادشاہ خان، شیران تم یقین کرو۔ میں تمھیں اس کے بارے میں اور بھی بہت سی تفصیلات بتاؤں گا۔ میری جان بخشی کر دو۔" شیران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ پھر وہ آہستہ سے بولا۔

"ممکن ہے بادشاہ خان بنکاک میں ہو، بہر طور تو میرے دُہرے انتقام کا شکار ہو گا۔ مارلینو کی طرف سے بھی اور میری طرف سے بھی کیونکہ وہ میری ماں کا قاتل ہے لیکن میرے دوست میں کسی بھی مفاد کے لیے اپنا کوئی کام ترک نہیں کرتا۔ بادشاہ خان کی موت اپنی جگہ اُسے تو مرنا ہی ہے لیکن فی الحال تمھاری باری ہے۔" شیران نے ڈاکٹر بریٹو کے حلق پر انگوٹھے کا دباؤ بڑھا دیا اور ڈاکٹر بریٹو ہاتھ پاؤں مارنے لگا۔ اُس کے حلق سے خرخراہٹیں نکل رہی تھیں۔ اُس کے حلق کی نالی شیران کے انگوٹھے تلے دبی ہُوئی تھی اور اب وہ چیخ بھی نہیں سکتا تھا۔ شیران نے اُس کی گردن پر اپنی گرفت مضبوط کر دی اور بریٹو کی زبان باہر نکلنے لگی۔ ایک ایسے خوفناک اور طاقتور آدمی سے مقابلے کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ چند ہی لمحات میں اُس نے دم توڑ دیا۔ اُس کے کانوں اور ناک سے خون بہنے لگا تھا۔

شیران نے ایک زوردار گھونسہ اس کی پیشانی پر مارا اور پھر کھڑا ہو گیا۔ اس کے بعد اُس نے کچھ اور وحشیانہ اقدامات کیے۔ اُس نے بریٹو کی ران پہ پاؤں رکھا اور اُس کا ایک پاؤں پوری قوت سے موڑ دیا۔ ہڈی ٹوٹنے کی آواز صاف سُنائی دی تھی پھر اُس نے اُس کے دُوسرے پاؤں اور دونوں ہاتھوں کی ہڈیاں توڑ دی تھیں۔ بریٹو کے بدن میں اب کوئی جنبش نہ ہُوئی تھی۔ وہ پہلے ہی دَم توڑ چکا تھا۔ اس کام سے فارغ ہو کر شیران نے اِدھر اُدھر نگاہ دوڑائی اور پھر وہ پستول ہاتھ میں لیے دروازے کی جانب بڑھا۔ اُس نے دروازہ کھولا لیکن دروازہ کھلتے ہی اس پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ چار یا پانچ آدمی تھے۔ سب بیک وقت اس پر ٹوٹ پڑے تھے۔

شیران اُچھل کر کمرے کے وسط میں آ گیا۔ اُس نے ایک آدمی پہ فائر کیا لیکن دُوسرے آدمی نے ہاتھوں میں پکڑا ہُوا ڈنڈا اُس کے ہاتھ پہ پھینک مارا۔ وار اتنا جچا تلا تھا کہ شیران کے ہاتھ سے پستول نکل پڑا۔ دُوسرے لمحے باقی تین آدمی اُس پر ٹوٹ پڑے۔ دو کے ہاتھوں میں بھی ویسے ہی ڈنڈے دبے ہُوئے تھے۔ وہ سب مارشل آرٹس کے ماہر معلوم ہوتے تھے کئی ڈنڈے شیران کے بدن کے مختلف حصّوں پر پڑ چکے تھے لیکن اس کے بعد شیران سنبھل گیا۔ اُس نے وہ ڈنڈا اُٹھا لیا جو اُس پہ پھینک کر مارا گیا تھا اور اس کے بعد خونریز مقابلہ شروع ہو گیا اور شیران کے ہاتھ میں دبے ہُوئے ڈنڈے نے اُن میں

سے ایک اور آدمی کے سر کے ٹکڑے اُڑا دیے تھے۔ دُوسرے دونوں آدمی وحشیانہ انداز میں اُس سے لڑ رہے تھے۔۔۔۔ اور گھمسان کی آوازیں کمرے میں بُلند ہو رہی تھیں۔ ایک آدمی شیران کی گولی کا شکار ہو چکا تھا۔ ایک اُس کے ڈنڈے کا اور دُوسرے دونوں بھی بُری طرح زخمی ہو گئے تھے۔ مارشل آرٹس میں بھی شیران اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اُس نے ان دونوں کو بھی ختم کر دیا۔ کمرے میں اب پانچ لاشیں پڑی ہُوئی تھیں اور اُن کے درمیان وحشی دلیر قامت قبائلی کھڑا ہُوا خون آلود نگاہوں سے اُنھیں دیکھ رہا تھا پھر اُس نے آگے بڑھ کر اپنا پستول اُٹھایا اور اُسے لیے ہُوئے باہر نکل آیا۔

تھوڑی دیر کے بعد وہ اس جگہ سے واپس جا رہا تھا وہ باہر نکل کر اپنی کار میں بیٹھا اور پھر کار واپس چل پڑی۔ یہاں آنے سے اس کا ایک بہت بڑا مقصد حل ہو گیا تھا۔ اسے از حد مسرت تھی ویسے تھوڑا سا زخمی بھی ہوا تھا۔ بدن کے کچھ حصّوں پر شدید چوٹیں لگی تھیں اور وہ درد کر رہے تھے۔ ایڈنا ڈمپل نے اسے دیکھا اور اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"کیسی گزر رہی ہے شیران، ہانگ کانگ تمھیں پسند آیا؟"

"بہت۔" شیران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ تمھارے بدن پر کچھ نشان ہیں یہ جبڑے پر بھی۔ یہ کیا ہے؟"

"کچھ نہیں، ہانگ کانگ میں میری ملاقات ایک ایسی شخصیت سے ہو گئی جو میرے لیے پسندیدہ تھی۔"

"کیا مطلب؟" ایڈنا ڈمپل نے پوچھا۔

"میں مطلب بتانے کا عادی نہیں ہوں بس میں نے جو کچھ کیا اُس سے بڑا مطمئن ہوں۔"

"آہ، تم کچھ کر چکے ہو؟"

"پلیز مجھ سے اس بارے میں کچھ مت پوچھو۔" شیران ہاتھ اُٹھا کر بولا اور ایڈنا ڈمپل خاموش ہو گئی لیکن دوسری صبح کے اخبارات اس کے لیے بڑے سنسنی خیز تھے۔ اس کی آنکھیں خوف سے پھیل گئی تھیں۔ پانچ لاشوں کی تصویریں تھیں اور ان کے درمیان قاتل کا چہرہ مسکرا رہا تھا۔

تفصیل کچھ یوں تھی کہ ڈاکٹر بریٹو نامی آدمی کو اس کی کوٹھی میں داخل ہو کر قتل کر دیا گیا۔ اس کے ملازموں نے اس کو بچانے کی کوشش کی تو تین ملازم قتل کر دیے گئے صرف ایک بچا جو نیم مُردہ تھا۔ اُسے اسپتال لایا گیا اور فوری طبّی امداد دی گئی جس سے اُس کی حالت قدرے بہتر ہو گئی پولیس نے اس کی یادداشت کے سہارے ایک چہرہ ترتیب دیا ہے جو قاتل کا چہرہ ہے اور یہ چہرہ دراصل شیران ہی کا چہرہ تھا بہت معمولی سی ردوبدل کے ساتھ صاف پہچانا جا سکتا تھا کہ یہ قبائلی شخص شیران ہے۔ ایڈنا ڈمپل کے ہوش و حواس جواب دے گئے تھے۔ اس نے فوری طور پہ اپنے آدمیوں سے رابطہ قائم کیا اور رابطہ قائم ہو جانے کے بعد بولی۔

"سنو۔ کیا تم لوگوں نے آج کا اخبار دیکھا ہے؟"

"میں نے دیکھا ہے مادام۔ کیا شیران نہیں ہے؟"

"وہی ہے، وہی بدبخت ہے۔ یہ تو ہمارے لیے عذاب جان بن گیا ہے۔ اب کیا کیا جائے؟"

"میڈم۔ پانچ آدمیوں کا قتل معمولی بات نہیں ہے۔ شیران کی زندگی بھی خطرے میں پڑ سکتی ہے وہ سندی آدمی باہر نکلے بغیر نہیں رہے گا اور ظاہر ہے باہر نکلے گا تو پولیس کا شکار ہو جائے گا۔"

"اوہ۔ اوہ مجھے مشورہ دو۔ مجھے کیا کرنا چاہیے؟"

"میرے خیال میں آپ نے ہانگ کانگ آ کر ہی غلطی کی ہے مادام مجھے معاف کیجیے گا اس وحشی کو جنگلوں ہی میں رہنے دیا جاتا تو بہتر تھا۔"

"میں جانتی ہوں کہ یہ دردسری میں نے خود مول لی ہے میں اگر خود ہی تنظیم کو یہ تجویز پیش نہ کرتی تو اس عذاب کا شکار نہ ہوتی۔ میں تو تنگ آ گئی ہوں میرے خیال میں ہمیں ہانگ کانگ چھوڑ دینا چاہیے۔"

"لیکن مادام اسے اس کے لیے کیسے مجبور کریں گی؟"

"کرنا ہو گا۔ مجبور کرنا ہو گا اگر وہ اس طرح میری بات نہ مانا تو پھر اُسے بے ہوش کر کے لے جایا جائے گا۔"

"میرے خیال میں مادام ہمارا مشورہ ہے کہ آپ اس سے بات منوانے کی کوشش نہ کریں بلکہ فوراً اسے ناشتے پر طلب کریں بے ہوشی کی دوا کا ڈبل ڈوز دے کر اسے یہاں سے لے چلیں۔"

"ٹھیک کہتے ہو تم۔ تم یوں کرو کہ جلد از جلد میرے ہوٹل پہنچ جاؤ میں اسے سنبھالنے کی کوشش کرتی ہوں۔"

"اوکے۔ میڈم ہم پہنچ رہے ہیں۔ ہم باہر آپ کا انتظار کریں گے۔"

تھوڑی دیر کے بعد شیران کے پاس پہنچ گئی۔ شیران اطمینان سے غسل وغیرہ کر کے فارغ ہُوا تھا اور اس نے ناشتے کے لیے کہہ دیا تھا۔

"ہیلو شیران۔ ناشتہ کیا تم نے؟" ایڈنا ڈمپل نے پوچھا۔

"ابھی نہیں منگوایا ہے۔"

"میں بھی تمھارے ساتھ ہی ناشتہ کروں گی۔"

"نہیں میں اس وقت کسی کے ساتھ ناشتہ کرنے کے موڈ میں

نہیں ہوں"۔ شیران نے جواب دیا اور ایڈناڈمپل عجیب سی نگاہوں سے اسے گھور کر رہ گئی۔

"تمہاری مرضی، تم کبھی کبھی میری اچھی خاصی بے عزتی کر دیتے ہو۔"

"او... نہیں ڈیئر ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ بس، میں اپنی پسند کے مطابق کام کرتا ہوں"۔ ایڈناڈمپل باہر نکل آئی۔ ویٹر شیران کے لیے ناشتہ لے کر آ رہا تھا۔

"یہ ناشتہ اس طرف لے آؤ" ایڈناڈمپل نے کہا اور ویٹر نے اس کے حکم کی تعمیل کی۔ ایڈناڈمپل ناشتے کی ٹرے لیے ہوئے اپنے کمرے میں داخل ہو گئی تھی۔ ویٹر کو اپنے لیے بھی ناشتہ لانے کا حکم دیا۔ اس کے بعد اس نے شیران کے ناشتے پر اچھی طرح ہاتھ صاف کر دیا تھا۔ کوئی ایسی کسر نہیں چھوڑی تھی جس سے خطرہ رہ جائے۔ ویٹر جب ناشتے کی دوسری ٹرے لیے ہوئے آیا تو ایڈناڈمپل نے اس ٹرے کو دیکھا اور مسکرا کر کہنے لگی۔

"بہتر یہ ہے کہ تم اس کا ناشتہ اس کو دے دو، مجھے میرا ناشتہ دے جاؤ۔ وہ کریک قسم کا آدمی ہے کہیں برا نہ مان جائے۔"

"جیسی آپ کی مرضی مادام" ویٹر نے دوسری ٹرے ایڈناڈمپل سے لے لی اور ایڈناڈمپل کی ٹرے اسے دے کر شیران کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد شیران ناشتہ کر رہا تھا۔ ایڈناڈمپل نے خود بھی اطمینان سے ناشتہ کیا اور تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ شیران کے کمرے کے دروازے پر پہنچ گئی۔ اس نے دروازے پر آہستہ سے دستک دی لیکن اندر سے کوئی آواز سنائی نہ دی پھر وہ آہستہ سے اندر داخل ہو گئی۔

شیران ناشتے ہی کی کرسی پر دراز تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور وہ گہرے گہرے سانس لے رہا تھا۔

"شیران"۔ ایڈناڈمپل اس کے قریب پہنچ کر بولی پھر اس نے اسے زور زور سے جھنجوڑا لیکن شیران بے ہوش ہو چکا تھا۔

"تھینکس گاڈ"۔ ایڈناڈمپل نے بھاری لہجے میں کہا اور پھر اپنے آدمیوں سے رابطہ قائم کرنے لگی۔

تھوڑی دیر کے بعد لینڈ روور ہانگ کانگ سے باہر جانے والے راستے پر دوڑ رہی تھی۔ شیران کے دونوں ہاتھ کس کر باندھ دیے گئے تھے۔ اس کی آنکھوں پر بھی پٹی باندھ دی گئی تھی تاکہ وہ کسی کو پہچان نہ سکے۔ ویسے جو ڈوز اسے دیا گیا تھا اس کے بعد اس کے ہوش میں آنے کے امکانات کافی دیر تک نہیں تھے۔ ایڈناڈمپل بدحواسی کے عالم میں شیران کو ہانگ کانگ سے نکال کر لے جا رہی تھی۔ وہ ایک لمبے سفر کا بندوبست کر چکی تھی۔ انتہائی افراتفری کے عالم میں اس سفر کا آغاز ہوا تھا لیکن بہرصورت وہ کچھ کر بھی نہیں سکتی تھی۔ شیران اس کے لیے واقعی مصیبت بن گیا تھا۔ ڈاکٹر بریٹو کا قتل اور اس کے ساتھ اس کے چار ملازموں کا خون ایسی عام بات نہیں تھی کہ ہانگ کانگ کی پولیس خاموش رہ سکے۔ یہ ہی غنیمت تھا کہ ابھی تک اطراف میں پولیس نے ناکہ بندی نہیں کی تھی اس طرح ایڈناڈمپل کو نکل جانے کا موقع مل گیا۔ اگر پولیس کو بھنک بھی مل جاتی کہ قاتل فرار ہو رہا ہے تو ڈمپل اس طرح نہیں نکل سکتی تھی۔ یہ دوسری بات ہے کہ بعد میں وہ اپنے رسوخ استعمال کرتی۔ ان علاقوں میں وہ محدود نہیں تھی۔ انچارج تھی یہاں کی اور بہت سے ادارے اس کے مفادات کے نگراں تھے۔ لینڈ روور ایک بار پھر انھی علاقوں کی طرف نکل آئی جہاں وہ پہلے موجود تھے۔ ایڈنا نے شیران کی مسلسل بے ہوشی کے لیے بندوبست کر لیا تھا۔ خاص قسم کے بے ہوشی کے انجکشن ساتھ لے لیے گئے تھے جنھیں استعمال کرنے سے شیران مسلسل بے ہوش ہو سکتا تھا لیکن اس کا ذہن شدید ہیجان کا شکار تھا۔ بالآخر ایک طویل سلسلہ کوہ کے دامن میں انھوں نے پہلا قیام کیا۔ ایڈنا چہرے ہی سے دل برداشتہ نظر آتی تھی، اس کی پیشانی پر ذہنی ہیجان کی لکیریں نمایاں تھیں بہرصورت اس سلسلہ کوہ میں انھوں نے ایک عارضی قیام گاہ منتخب کر لی۔ شیران کو لینڈ روور ہی میں رہنے دیا گیا تھا۔ باقی لوگ نیچے اتر آئے تھے، سب کے سب گہری سنجیدگی سے آنے والے لمحات کے لیے سوچ رہے تھے، زندگی کے دوسرے لوازمات تو زندگی کے ساتھ ہی ہوتے ہیں کھانے پینے سے فارغ ہونے کے بعد ان میں سے ایک نے دبی زبان میں ایڈناڈمپل سے کہا۔

"مادام خادم اس قابل نہیں ہے کہ آپ سے کسی موضوع پر کوئی گفتگو کر سکے، ہم سب خلوصِ دل سے آپ کے احکامات کی تعمیل کرنے کے لیے تیار ہیں لیکن ایک سوال بار بار ذہن میں چل رہا ہے اگر اجازت ہو تو اس کے سلسلے میں کچھ معلومات حاصل کر لی جائیں۔"

"ہوں، پوچھو" ایڈناڈمپل نے بھاری لہجے میں کہا۔

"میڈم یہ طریقہ کار آپ کے شایانِ شان نہیں ہے ہم اس قدر ٹھوس اور مضبوط ہیں کہ ہمیں ہماری جگہ سے جنبش دینا ممکن نہیں ہے، ہم سڑکوں پر قتلِ عام کر سکتے ہیں اور ہم سے کوئی بازپرس نہیں کر سکتی لیکن ہم عام قسم کے مجرموں کی طرح صحراؤں، جنگلوں میں مارے مارے پھر رہے ہیں کیا یہ سب کچھ آپ جیسی شخصیت کے مناسب ہے؟"

ایڈناڈمپل نے کوئی جواب نہیں دیا، وہ گہری سوچ میں گم تھی پھر وہ بھاری لہجے میں بولی۔

"میں تمہارے اس سوال کو نظرانداز نہیں کر سکتی، صورتِ حال میں کچھ گڑبڑ ہو گئی ہے اور درحقیقت اس بار میں خود اپنے ہی جال میں پھنس گئی ہوں لیکن فکرمند ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں وائی تھری ڈیپارٹمنٹ سے اس سلسلے میں مزید گفتگو کروں گی اور اس کا کوئی مناسب حل نکال لوں گی۔"

"میں پوچھ سکتا ہوں میڈم کہ ہمیں اس شخص کی اس طرح نگرانی کب تک جاری رکھنا ہوگی؟"

"ایک بہت طویل عرصہ چاہیے، دراصل پروگرام ہی غلط بنایا گیا تھا۔ بہرطور میں خود اس کا کوئی حل تلاش کروں گی اسے ہوش میں نہیں آنا چاہیے" ایڈناڈمپل نے کہا اور اس کے آدمیوں نے گردن ہلا دی۔

ایڈناڈمپل ایک پہاڑی چٹان پر جا کر بیٹھ گئی۔ اس کی نگاہیں خلا میں بھٹک رہی تھیں، درحقیقت شیران آسمانی دردِ سر بن جائے گا۔ اس نے سوچا بھی نہیں تھا، وہ تو یہ سمجھتی تھی کہ اپنے ساحرانہ حسن سے اسے مسحور کر لے گی، اور وہ اس کے آگے کتے کی طرح دُم ہلاتا چلے گا، جس طرف اس کا رخ کرے گی۔ وہ اس طرف دوڑا چلا جائے گا، اپنے ذہن سے سوچنا چھوڑ دے گا لیکن پہاڑوں کا یہ وحشی آدھا انسان بھی نہیں تھا، اس کے اندر توانائیت کے جراثیم بھی نہیں تھے، بالکل ایک دیوانے بھیڑیے کی مانند، جس کا جدھر رخ ہو جائے تباہی مچا دے۔

ایڈنا کو اسے ہینڈل کرنے میں دانتوں میں پسینہ آ گیا تھا سب سے بڑی بات یہ تھی کہ وہ ایڈنا کو ایک عام عورت سے زیادہ اہمیت نہیں دیتا تھا، کبھی بھی اس کی نگاہوں میں ایڈنا کے لیے وہ جذبات پیدا نہیں ہوئے تھے جو ایک مرد کی آنکھوں میں عورت کے لیے نظر آتے ہیں... اور یہ اس کے پندارِ حسن کی توہین تھی، لوگ تو اس کے تلوے چاٹنے کے آرزومند رہتے تھے اور اگر کبھی وہ کسی کو اس کی اجازت دے دیتی تھی تو وہ خود کو دنیا کا خوش قسمت ترین انسان سمجھتا تھا لیکن شیران انسان ہوتا تب نا... اور اس وحشی انسان کو کنٹرول کرنے میں ابتدا میں تو ایڈنا کو لطف آیا تھا لیکن اس کے بعد جب اس نے شیران کی حرکتیں دیکھیں تو...

درحقیقت وہ فولاد کی مانند ٹھوس تھی، وہ جس ملک کی نمائندہ تھی وہاں اسے ایک منظم تربیت دی گئی تھی، ایسی تربیت جو انسان کو فولاد بنا دیتی ہے۔ یہ تربیت ایک طرح سے غیرانسانی حیثیت رکھتی تھی اور اس سے فارغ ہونے کے بعد انسان ایک عام انسان نہیں رہتا تھا لیکن بہرطور وہ عورت تھی اور اس کے دل کی گہرائیوں میں ایک چھوٹا سا حصہ عورت کی فطرت کا بھی تھا اور اس فطرت کو وہ ختم نہیں کر سکتی تھی اور اسی احساس نے اسے ایک ذہنی کرب میں مبتلا کر دیا تھا۔ کافی غور و خوض کے بعد اس نے ایک فیصلہ کیا اور اپنے آدمیوں کو طلب کیا۔

"یہ پاگل ہوش میں آئے گا اور ہوش میں آنے کے بعد اس کی دیوانگی عروج پر ہو گی، میں نہیں چاہتی کہ ہم اس کے اطراف میں موجود رہیں، کھانے پینے کی اشیاء کا ذخیرہ کر دو اور اسے اس کے حال پر چھوڑ دو۔ اس سے اتنی دور رہ کر اس کی نگرانی کرو کہ اگر وہ کسی لمحے پریشانی کا شکار ہو تو اسے سنبھالا جا سکے، ورنہ اس کا تنہا رہنا ہی مناسب ہے، جس طرف جائے اس کا تعاقب کرتے رہو۔"

"اور آپ میڈم۔"

"میں اپنے ڈیپارٹمنٹ سے اس کے سلسلے میں نئی اطلاعات حاصل کرنا چاہتی ہوں، اس کے لیے مجھے بڑے ٹرانسمیٹرز استعمال کرنا ہوں گے جو اسی علاقے میں ہیں جہاں میرا قیام تھا۔"

"تو میڈم کیوں نہ ہم اسے اسی علاقے میں لے چلیں، اس کے اطراف میں تو دور دور تک کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں پہنچ کر یہ ہمارے لیے پریشان کن بن جائے۔"

"ہاں یہ بھی ٹھیک ہے، نیا انجکشن کب دیا ہے اسے؟"

"ابھی تو ایک گھنٹہ ہوا ہے مادام۔ کم از کم چھ گھنٹے تک اس انجکشن کا اثر رہے گا، اس کے بعد اسے دوسرا انجکشن دینا ہوگا۔"

"میں یہ بھی نہیں چاہتی کہ اس کی زندگی خطرے میں پڑ جائے، ایک عجیب مخمصے میں پھنس گئی ہوں میں"۔ ایڈناڈمپل نے کہا۔

"بہرصورت یہاں سے بھی فوری طور پر لنگر اٹھا دیے گئے۔ لینڈ روور ایک بار پھر سفر کرنے لگی تھی اور یہ سفر رات بھر جاری رہا، اس وقت جب صبح کے ساڑھے پانچ بجے تھے وہ اپنی اس منزل پر پہنچ گئے جہاں ایڈناڈمپل شیران کو پہلی بار ملی تھی، یہاں اس مخصوص غار میں ٹرانسمیٹر کا ایک بڑا انتظام قائم تھا، پہاڑی چٹانوں کے اوپر ایریل لگائے گئے تھے اور اس ٹرانسمیٹر کا ردِعمل بہت وسیع تھا، یہاں سے وہ بنکاک گفتگو کر سکتی تھی، شیران کو لینڈ روور ہی میں چھوڑ دیا گیا اور ایڈنا صبح کے ساڑھے پانچ یا پونے چھ بجے کے وقت اپنے ڈیپارٹمنٹ سے رابطہ قائم کرنے لگی۔

*

نعمان خان کی حالت اب بہت بہتر ہو گئی تھی، وہ بہت مطمئن

تھا۔ ابھی تک اس کے ذہن میں یہی خیال تھا کہ ڈاکٹر برہٹو نے اسے بنکاک بھجوا دیا ہے۔ آئیوی اور اس کے تمام بھائی اس کے ساتھ تھے۔ یہ عمارت بھی بہت خوشنما تھی جس میں بادشاہ خان نے اسے رکھا تھا، چنانچہ وہ مطمئن تھا۔ پھر پہلے دن آس نے اس عمارت میں چہل قدمی کی۔ آئیوی اس کے ساتھ تھی اس کے بھائی بھی بہت مسرور اور شاداں نظر آ رہے تھے، نعمان خان کی صحت یابی پر انھوں نے ایک جشنِ مسرت برپا کیا تھا، خوب ہنگامے کیے تھے، بادشاہ خان ان ہنگاموں میں شریک نہیں تھا۔ بہر صورت رات گئے تک یہ ہنگامے جاری رہے تھے اور ڈھلتی رات کے ساتھ مہمان بھی چلے گئے تھے۔ آئیوی نعمان خان کی مکمل تیمارداری کر رہی تھی اور اس کی اس دیکھ بھال پر کسی نے کوئی اعتراض نہیں کیا تھا۔

آئیوی اس وقت بھی نعمان خان کے سامنے بیٹھی ہوئی تھی نعمان خان کے چہرے پر شدید اُلجھن کے آثار نظر آ رہے تھے اور عموماً گہری سوچ میں ڈوبا رہتا۔۔۔ پھر اس نے آئیوی کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

" ڈاکٹر برہٹو ہانگ کانگ میں کیا کر رہے ہیں؟ میں ان سے ملنا چاہتا ہوں۔"

" میں اطلاع دے دوں گی ڈیڈی کو، وہ خود بھی تمھاری خیریت معلوم کرنے کے لیے پریشان ہوں گے۔"

" کیا انھیں میری خیریت کی اطلاع نہیں دی گئی؟" نعمان خان نے پوچھا۔

" نہیں! میرا خیال ہے اس دوران ان سے رابطہ نہیں قائم کیا جا سکا۔" آئیوی نے جواب دیا۔۔۔ پھر نعمان خان کی طرف دیکھ کر بولی۔ " لیکن نعمان خان تم اپنی اس حالت کے بارے میں مجھے بھی کچھ نہیں بتاؤ گے؟"

" کیا بتاؤں آئیوی! جو کچھ ہوا ہے وہ میرے لیے باعثِ شرم ہے، میں کیا بتاؤں تمھیں؟"

" کیا مطلب، تمھارے لیے باعثِ شرم کیوں ہے؟" آئیوی نے متعجبانہ انداز میں پوچھا اور نعمان خان گہری سوچ میں ڈوب گیا۔

اس وقت اس کے دو بھائی رزاق خان اور فرید خان آ گئے۔ دونوں ہی آئیوی کے پاس بیٹھ گئے تھے۔ آئیوی سوالیہ نگاہوں سے نعمان خان کو دیکھ رہی تھی اور نعمان خان گردن جھکائے کسی سوچ میں گم تھا۔

" کچھ تو بتاؤ نعمان خان تاکہ ہمیں بھی تو پتہ چلے، تم خود سوچو تمھاری یہ کیفیت ہو گئی اور ہم ان لوگوں سے بھی بے خبر ہیں جنھوں نے تمھیں اس حال تک پہنچایا۔"

" واقف ہونا چاہتی ہو ان لوگوں سے؟" نعمان خان نے سوال کیا۔

" ہاں کیوں نہیں، ڈیڈی کو بھی بتانا پڑے گا تاکہ وہ اس سلسلے میں کوئی کارروائی کر سکیں۔"

" ہونہہ، کوئی بھی اس سلسلے میں کوئی کارروائی نہیں کر سکتا، مجھ پر حملہ کرنے والے خود میرے اپنے تایا کے آدمی تھے۔"

" کون تایا؟" فرید خان نے متعجبانہ انداز میں پوچھا۔

" ہمارے کتنے تایا ہیں؟ کیا بادشاہ خان کے علاوہ کسی اور کا نام لیا جا سکتا ہے اس سلسلے میں؟"

" کیا کہہ رہے ہو نعمان خان، تم کسی بڑی غلط فہمی کا شکار معلوم ہوتے ہو۔" فرید خان نے کہا اور نعمان خان چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

" یہ تم کیا کہہ رہے ہو فرید خان؟"

" ہاں نعمان خان، یوں لگتا ہے کہ ہم شدید ترین غلط فہمیوں کا شکار ہو کر اب تک پریشانی کی زندگی گزارتے رہے ہیں۔"

" ویری گڈ، ویری گڈ، یہ نیا خیال تمھارے ذہن میں کیسے پیدا ہوا؟" نعمان خان نے مسکراتے ہوئے بھائی سے سوال کیا۔ اپنے بھائیوں کے سلسلے میں وہ بہت مخلص، ہمدرد اور نرم مزاج انسان تھا۔

" اس لیے نعمان خان کہ ہم بادشاہ خان سے مل چکے ہیں۔"

" کیا؟" دفعتاً نعمان خان کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ "کیا بکواس کر رہے ہو فرید خان؟"

" نعمان خان تم ہمارے بڑے بھائی ہو، صرف بڑے بھائی ہی نہیں بلکہ باپ کی جگہ بھی ہو، تم نے ہمارے لیے ماں کا رتبہ بھی سنبھال لیا ہے تم اگر رات کو دن اور دن کو رات کہو تو ہمارا فرض ہے آنکھیں بند کر کے اس پر ایمان لے آئیں لیکن کچھ حقیقتیں تمھیں بتانا ضروری ہیں، انھیں سنو اور اگر تم انھیں تسلیم نہ کرو گے تو ہم تم سے کبھی یہ نہیں کہیں گے کہ تم انھیں مان لو، بلکہ خود بھی تمھارے ہی ہمنوا بن جائیں گے۔ تم ہمیں اس کی اجازت دو کہ ہم تمھیں صحیح صورتِ حال بتا سکیں۔"

" بتاؤ۔۔۔ بتاؤ۔۔۔ یہ نیا سبق تمھارے کانوں تک کہاں سے پہنچا!"

" ٹھنڈے دل سے غور کرنا نعمان خان، جذبات یا طیش میں آنا مناسب نہیں ہو گا، تم وعدہ کر چکے ہو۔"

" اوہ۔۔۔ اوہ، مجھے سبق مت پڑھاؤ، میں پوچھتا ہوں کہ یہ خیال تمھارے ذہن میں کیسے آیا کہ بادشاہ خان ہمارا مخلص بھی ہو سکتا ہے؟"

" پہلے تم یہ بتاؤ نعمان خان کہ یہ حملہ کس نے کیا تم پر؟"

" ایک خطرناک تنظیم کے افراد نے، جس کا نمائندہ بادشاہ خان ہے۔"

" تمھیں اس تنظیم کے بارے میں کیسے پتہ چلا؟"

" ہمارے ہی علاقے کے ایک شخص گل خان سے۔ وہ مجھے ملا، گل خان، بادشاہ خان کے ساتھیوں میں سے تھا، اس کا پورا خاندان ہمارا غلام رہا ہے۔ گل خان کبھی ایسا قدم نہیں اٹھا سکتا تھا جو بادشاہ خان کے خلاف ہو۔ بادشاہ خان جس تنظیم سے منسلک تھا، گل خان بھی اس کے لیے کام کر رہا تھا لیکن اسے تنظیم کے اغراض و مقاصد معلوم ہو گئے، یہ اغراض و مقاصد وہ صحیح طور پر مجھے بھی نہیں بتا سکا لیکن یہ پہاڑوں کے خلاف ایک سازش ہے جو ہماری آبائی سرزمین ہے۔ ہم آپس میں دشمنی کر سکتے ہیں، ایک دوسرے کا خون بہا سکتے ہیں لیکن ہم اپنی مٹی کو اپنے علاقے کو اپنے ہاتھوں سے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے، اس کی مٹی سے ہمارا خمیر اٹھا ہے لیکن گل خان سے مجھے معلوم ہوا کہ بادشاہ خان بھی سازشیوں کا ہمنوا ہے اور اس علاقے کے خلاف کسی بڑی کارروائی میں حصہ لینا چاہتا ہے۔۔۔ گل خان مجھے تفصیل نہیں بتا سکا تھا کہ اسے قتل کر دیا گیا۔ میں آدرول نے یہ معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی کہ بادشاہ خان سے میرا کیا رشتہ ہے، ان گل خان کے ساتھ مجھے دیکھ کر انھوں نے یہی سوچا کہ گل خان مجھے اپنا ہمراز بنا چکا ہے، چنانچہ انھوں نے مجھے بھی ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا، میں وہاں سے بھاگا تو جگہ جگہ مجھ پر بھی حملے کیے گئے اور اس کے نتیجے میں میری یہ حالت ہو گئی۔

" اوہ۔ نعمان خان ممکن ہے یہ بات ہو لیکن تم پر حملے بادشاہ خان کے علم میں نہیں ہیں۔"

" لیکن اب میں اس کے سوا اور کچھ نہیں سنوں گا کہ بادشاہ خان کے بارے میں تمھاری یہ وکالت کیوں شروع ہوئی، مجھے اس کا جواب دو۔"

" یقیناً نعمان خان یہ میرا فرض ہے کہ میں تمھیں ساری تفصیل سے آگاہ کر دوں، میرے لیے سب سے پہلے آپ ہیں اس کے بعد کوئی اور۔ تمھارے شدید زخمی ہونے کے بعد آئیوی نے ڈاکٹر برہٹو کو اس بارے میں اطلاع دی اور ڈاکٹر برہٹو نے شاید بادشاہ خان کو۔"

" کیا؟" نعمان خان اچھل پڑا۔ "ڈاکٹر برہٹو کا بادشاہ سے کیا تعلق؟"

" اس کا جواب تمھیں میں دوں گی نعمان خان۔" آئیوی نے کہا اور نعمان خان متعجبانہ انداز میں آئیوی کو دیکھنے لگا۔

" گویا تم لوگ میری طرح سادہ دل اور سادہ مزاج نہیں ہو۔ میں سازشیں کرنے کا عادی نہیں ہوں، بلاشبہ جس کاروبار میں میں ملوث ہو چکا ہوں، اس میں ہر قسم کی دھوکا دہی کارگر رہتی ہے لیکن اپنے طور پر میں ان لوگوں سے آج بھی مخلص ہوں جو میرے اپنے لوگ ہیں لیکن تمھارے ذہنوں میں کوئی راز ہے، یہ بات مجھے بہت حیران کر رہی ہے۔" نعمان خان نے کہا۔

" نہیں نعمان خان تمھارے بھائی ان تمام باتوں سے ناواقف تھے بس ابھی ابھی انھیں بتایا گیا ہے، البتہ مجھے کافی عرصہ پہلے تمھارا راز معلوم ہو گیا تھا۔" آئیوی نے کہا۔

" کیا راز ہے میرا؟"

پھر آئیوی نے اسے شروع تا آخر تمام باتیں اسے بتا دیں اور بولی۔ جب ڈاکٹر برہٹو نے بادشاہ خان کو اس بارے میں اطلاع دی اور وہ پاگلوں کی طرح روتا پیٹتا وہاں پہنچ گیا۔ وہ اس قدر جنون میں ہے کہ تم تصور نہیں کر سکتے۔ وہ نہیں جانتا کہ تم پر حملہ کرنے والا کون ہے اگر اسے علم ہو جاتا تو شاید اب تک وہ لاشوں کے انبار لگا چکا ہوتا۔ یہ ہے نعمان خان، بادشاہ خان جس کے بارے میں تمھارے دل میں کیسے ہی خیالات ہوں، بہرصورت وہ تمھارا خون ہے اور میں ایک غیر متعلق لڑکی میں کبھی اس کی سفارش نہیں کر سکتی اور میں جانتا ہوں کہ میری سفارش بے مقصد ہے۔ تمھاری نگاہوں میں میرے لیے کوئی خاص احترام یا وقعت نہیں ہے، تم پہلے اپنی خواہشات کی تکمیل چاہتے ہو اور اس کے بعد اگر تم نے کسی کو منہ لگا لیا تو وہ اس کی خوش بختی تصور کرتے ہو۔" آئیوی کے لہجے میں طنز پیدا ہو گیا۔ نعمان خان عجیب سے انداز میں آئیوی کو دیکھ رہا تھا پھر اس نے دانت پیستے ہوئے کہا۔ " وہ دشمن کون ہے، جس کی وجہ سے مجھے بنکاک سے بھگایا گیا؟"

" شیران ہے اس کا نام!"

" شیران!" نعمان حیرت سے بولا۔

" ہاں شیران، وہ تمھارے ہی قبیلے کا آدمی ہے، تمھارے پہاڑوں کا۔"

" شیران۔" نعمان خان کی آنکھوں میں خون چھلکنے لگا۔ اس کے بھائی بھی شاید اس تفصیل سے پوری طرح واقف نہیں تھے۔ فرید خان اور رزاق خان کی آنکھیں بھی خون آلود ہو گئی تھیں۔

" کہاں ہے شیران؟" نعمان خان نے پوچھا۔

" مجھے کیا معلوم، یہ بات تمھیں بادشاہ خان ہی بتا سکتے ہیں!"

" شیران، شیران۔" نعمان خان کے لہجے میں بادلوں کی سی گرج تھی۔ "آہ، اتنے عرصے کے بعد یہ نام ایک بار پھر میرے کانوں میں ٹھونس دیا گیا ہے۔ شیران یہاں موجود ہے ان علاقوں میں۔۔۔ ان علاقوں میں۔۔۔ رزاق خان، میں بادشاہ خان سے ملنا چاہتا ہوں۔"

" اس کا بندوبست کر دیا جائے گا بھائی لیکن آپ خود کو پرسکون رکھیں گے، بادشاہ خان سے ہماری بھی گفتگو ہوئی ہے۔ وہ رو دیا ہے آپ کے لیے، بوڑھا خان جس کے بارے میں آپ بھی اچھی طرح جانتے ہیں۔ زندگی میں کبھی نہیں رویا اگر اس کی آنکھوں سے آنسو نکلتے تو وہ اپنی آنکھیں پھوڑ لیتا لیکن آج وہ تمھارے لیے رویا ہے نعمان خان، ہم اس بات کو نظرانداز نہیں کر سکتے۔" نعمان خان نے کوئی جواب نہ دیا۔ تب فرید خان بولا۔

"جو صورتِ حال ہمارے علم میں ہے بھائی، جو صورتِ حال مجھے پتہ چلی ہے، وہ ایسی نہیں ہے کہ بادشاہ خان مکمل طور پر مجرم گردانا جائے تم دیکھو، تم سوچو، غور کرو اس نے ہمارے بزرگ کا کردار ادا کیا ہے، اس نے ہمارے ہاتھوں بہزاد سلامن کے بیٹے شیران کا قتل کرانا چاہا تاکہ ہم قبیلوں میں سرفراز ہو سکیں۔ اب یہ دوسری بات ہے کہ ہمارا دشمن ہم سے زیادہ چالاک اور پھرتیلا نکلا اور اس نے ہمیں نقصان پہنچا دیا بلاشبہ وہ نقصان ایسا ہے کہ اس کا کوئی ازالہ نہیں ہو سکتا۔ ہمارے دلوں میں اپنی بہنوں کی یاد اپنی ماں کی موت ہمیشہ سُلگتی رہے گی۔ زندگی کے تمام ہنگاموں سے لُطف اندوز ہونے کے باوجود ہم جب بھی وہ خیال اپنے دل میں لائیں گے ہمارے کلیجے منہ کے راستے باہر آنے لگیں گے، لیکن اس میں بابا خان کا کیا قصور ہے، خان بابا صرف اتنا ہی قصور وار ہے کہ اس کی ایک کوشش ناکام رہی۔ میرے بھائی خان بابا ہمارے لیے اتنا بُرا نہیں ہے، ہم نے خود ہی اُسے اپنے ذہن سے نکال پھینکا تھا اس لیے کہ آخری لمحات میں بھی اس نے اپنی وحشت و دیوانگی سے انتقام کے راستے بند نہیں کیے تھے .... اس نے ہمیں وہاں سے نکلنے سے روک دیا تھا۔" فرید خان کی باتیں نعمان خان غور سے سُن رہا تھا اس کے چہرے پر نرمی پھیلتی جا رہی تھی پھر وہ آہستہ سے بولا "ہاں تم ٹھیک کہتے ہو، میں واقعی غلطی پر تھا۔" نعمان خان نے کہا اور دونوں بھائی خوش ہو گئے۔ رزاق خان جلدی سے بولا۔

"بادشاہ خان ہمارا سرپرست ہے، اب اس کے علاوہ ہمارا کوئی نہیں ہے اور یقین کرو وہ بھی یہی کہتا ہے کہ ہمارے علاوہ اس کا اور کوئی نہیں ہے اور اگر غور کرو تو یہ حقیقت بھی ہے، تم بتاؤ نعمان خان، بادشاہ خان یہ دولت کس لیے اکٹھی کر رہا ہے۔ بادشاہ خان جو کچھ کر رہا ہے کس کے لیے کر رہا ہے اس کا اپنا کوئی خاندان نہیں ہے، ہم سے زیادہ اس کا کوئی بھی نہیں ہے کیا یہ سب کچھ ہمارے لیے نہیں ہے؟"

"میں بادشاہ خان سے ملنا چاہتا ہوں۔" نعمان خان بھاری لہجے میں بولا اور رزاق خان جلدی سے اُٹھ گیا، پھر اس نے آئیری کی طرف رُخ کر کے کہا "مس آئیری براہِ کرم بادشاہ خان سے رابطہ قائم کرنے میں ہماری مدد کریں۔" آئیری نے مسکرا کر گردن ہلا دی تھی۔

▣ ایڈنا ڈمیل وائی تھری ڈیپارٹمنٹ کے انچارج سے گفتگو کر رہی تھی "میں سخت پریشان ہوں جناب۔ بلاشبہ شیران کے سلسلے میں، میں نے ایک مخلصانہ تجزیہ پیش کی تھی۔ بادشاہ خان کے حالات سے آپ لوگ نہ صرف آگاہ ہیں۔ وہ عمر کے ساتھ ساتھ ذہنی طور پر معطل ہوتا جا رہا ہے۔ اس کا ثبوت یہ بھی ہے کہ وہ اپنے دُشمن شیران کو ٹھکانے نہیں لگا سکا۔ کیا اتنے بڑے اشاف کے ساتھ کوئی شخص ایک آدمی کی دُشمنی بھی نہیں سنبھال سکتا۔ شیران بلاشبہ ہر طرح سے اپنے آپ کو بادشاہ خان سے برتر ثابت کر چکا ہے۔ اس دوران میں اس کی فطرت کا تجزیہ بھی کرتی رہی ہوں جناب۔ یہ دُشمن صفت انسان عقل و خرد سے عاری نہیں ہے جو کچھ کرنا چاہتا ہے وہ بحسن و خوبی کر لیتا ہے۔ اس کی کارکردگی کا انداز ایسے ہیرو کی طرح ہوتا ہے جیسے اپنے افراد ہمیشہ چھوٹے نظر آتے ہیں اور بلاشبہ وہ اپنے پروگرام میں کامیاب و کامران رہتا ہے۔ ایک ایسے شخص کو میں نے آپریشن کے لیے منتخب کیا تو یہ میری دیانت تھی اور میرے خلوص سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔"

"کوئی ایسی بات ہوئی ہے میڈم ڈمیل جس سے آپ کو تنظیم سے کوئی شکایت پیدا ہو گئی ہے؟"

"ہرگز نہیں، ہرگز نہیں جناب۔ میں نے تمہید کے طور پر یہ الفاظ کہے ہیں۔ مجھے ذمّے داری سونپی گئی تھی کہ میں آپریشن تک کے وقت کے لیے شیران کو اس کے دُشمنوں سے بچا کر رکھوں۔ بادشاہ خان یا شیران کی فطرت سے بن جانے والے اس کے ہزاروں دُشمن اس کی تاک میں تھے اور ہیں اور بلاشبہ شہری زندگی شیران کے لیے شدید نقصانات کا باعث بن سکتی ہے وہ کہیں بھی اپنی فطرت سے باز رہنے والوں میں سے نہیں ہے۔ اُسے قتل و غارت گری سے دلچسپی ہے وحشیانہ حرکات اس کی سرشت میں شامل ہیں۔ ایسے حالات میں ہم اسے کس طرح ہینڈل کر سکتے ہیں، میں یہ عرض کرنا چاہتی تھی جناب کہ اس پر سے میری ڈیوٹی ختم کر دی جائے اور اسے کسی اور ڈیپارٹمنٹ کے سپرد کر دیا جائے۔ میں ایک لمحہ بھی اگر اس کی طرف سے غافل رہوں تو وہ باز نہیں رہ سکتا۔ دُوسرے لوگ اس کے لیے ناکافی ہیں لیکن اگر میں اپنا تمام وقت اس پر صرف کر دُوں تو اس کا مقصد ہے کہ میری ڈیوٹی صرف ایک آدمی کی نگرانی رہ جاتی ہے اور میرے دُوسرے کام پسِ پُشت چلے جاتے ہیں۔ ان حالات میں، میں چاہتی ہوں کہ اس کی ذمّے داری کوئی اور سنبھال لے اور مجھے بنکاک واپس آنے کی اجازت دی جائے۔"

"اوہ۔ میڈم ڈمیل۔ آپ کا یہ مطالبہ غلط نہیں ہے بس آپ نے چونکہ شیران کی ذمّے داری قبول کی تھی اس لیے ڈیپارٹمنٹ نے آپ کو اسی کام کے لیے مخصوص کر دیا۔ بلاشبہ

آپ کا کہنا بالکل درست ہے کہ ابھی آپریشن میں ایک طویل عرصہ باقی ہے اور اس وقت تک شیران کی نگرانی آپ کے سپرد کر دی جائے۔ یہ آپ کی شخصیت کی توہین ہے۔ میں اپنے اختیارات سے کام لیتے ہوئے بھی آپ کو اس سلسلے سے خلاصی دلا سکتا ہوں اور ایسا ہی کیا جانا بہتر ہے۔ آپ ابھی بار تھم ہی کے علاقے میں ہیں نا؟"

"جی ہاں۔ بڑے دلچسپ واقعات پیش آ چکے ہیں جناب اس دوران جب ہم پہاڑوں اور جنگلوں میں تھے تو وہ وحشی درندوں کا شکار کر رہا تھا اس لیے کہ ایک درندے نے اس کے باپ کا خاتمہ کر دیا تھا۔ بڑے بڑے سرکش درندوں کو اس نے اس طرح ختم کر دیا کہ آپ تصور بھی نہیں کر سکتے۔ مجھے خطرہ تھا کہ درندے کہیں نہ کہیں کسی نہ کسی جگہ اُسے ضرور ہلاک کر دیں گے اس لیے میں اُسے بہلا پھسلا کر ہانگ کانگ لے گئی لیکن ہانگ کانگ میں اس نے پانچ افراد کو قتل کر دیا اور ہانگ کانگ کی پولیس بُری طرح اس کی تلاش میں سرگرداں ہو گئی۔ چنانچہ میں اُسے لے کر پھر بار تھم کے علاقے میں آ گئی ہوں اور اب وہ بے ہوشی کے عالم میں میرے ساتھ ہے میں فوری طور پر کوئی فیصلہ چاہتی ہوں۔"

"میڈم۔ کنگ لوئی کہاں ہے؟ کیا اس سے آپ کا رابطہ قائم ہو سکتا ہے؟"

"میری ملاقات کنگ لوئی سے ہوئی تھی، کنگ لوئی کا ایک ذاتی معاملہ بھی تھا جس میں وہ ملوث تھا۔ پچھلے دنوں وہ بنکاک گیا تھا پتہ نہیں آج کل کہاں ہے!"

"اگر آپ مناسب سمجھیں تو پہلے قدم کے طور پر اسے کنگ لوئی کے سپرد کر دیں۔ کنگ لوئی کو آپ بذاتِ خود مفصل ہدایت جاری کر سکتی ہیں۔ وہ ذہین آدمی ہے اور میرا خیال ہے کہ وحشت میں کسی طور شیران سے کم نہیں ہے۔ ایسی حالت میں وہ درندے ایک دوسرے کو بخوشی سنبھال لیں گے اگر وہ دوست بن جائیں کنگ لوئی کی اپنی حرکتیں بھی ایسی ہیں کہ شیران اس کے ساتھ خوش رہ سکے گا۔ بہر طور عارضی طور پر آپ کنگ لوئی کو اپنی یہ ذمّے داری سونپ دیں۔ اس کے بعد پھر ڈیپارٹمنٹ کوئی مناسب فیصلہ کرے گا اگر کوئی ایسی مشکل پیش آئی تو ہم شیران کو حاصل کر کے اپنے وطن پہنچا دیں گے جہاں کچھ عرصے کے لیے اس سے اس کی ذہنی قوتیں چھین لی جائیں گی۔ برین واش کر دیا جائے گا اس کا اور پھر جب ہم آپریشن کی تیاریاں کریں گے تو اسے اس کی حیثیت لوٹا دی جائے گی۔ بہت سے اقدامات ہو سکتے ہیں۔ دراصل شیران کو اس کی اصل حیثیت میں زندہ رکھنے کا فیصلہ اسی لیے کیا گیا تھا کہ وہ کام کا آدمی تھا لیکن اگر وہ کوئی مشکل بن رہا ہے تو اس کا حل بھی تلاش کر لیا جائے گا۔"

"ٹھیک ہے بہر طور کنگ لوئی سے رابطہ قائم ہونے تک میں اُسے اسی طرح بے ہوش رکھوں گی۔ اس کی جسمانی قوت تو کم ہو جائے گی لیکن اس کے علاوہ اور کوئی چارۂ کار نہیں ہے کیونکہ ہوش میں آنے کے بعد وہ مجھ سے سوال کرے گا کہ میں اُسے ہانگ کانگ سے کیوں لے آئی تو میں کیا جواب دُوں گی۔۔ اور پھر ممکن ہے وہ ضد کر کے وہاں دوبارہ واپس جانے کی کوشش کرے اور پھنس جائے اس طرح ہمارے لیے اچھی خاصی اُلجھنیں پیدا ہو سکتی ہیں۔"

"براہ کرم ان اُلجھنوں سے بچیے۔ فی الحال کنگ لوئی کا انتظار کیجیے۔ آپ کے ساتھ ذمّہ دار لوگ موجود ہیں۔ ہوا سے مصنوعی ذریعے سے خوراک وغیرہ پہنچانے کا بندوبست بھی کر لیں گے اور اگر کوئی اور دقت ہو تو آپ چند افراد کو بنکاک بھیج سکتی ہیں اور اپنی ضروریات کا سامان یہاں سے حاصل کر سکتی ہیں۔"

"شکریہ۔ کنگ لوئی کو میں یہ ہدایت دے دُوں کہ وائی تھری ڈیپارٹمنٹ نے اسے (اس) کام کے لیے مخصوص کیا ہے؟"

"جی ہاں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اسے یہ بھی ہدایت دے دیں کہ شیران کی زندگی پورے ڈیپارٹمنٹ کے لیے انتہائی اہمیت رکھتی ہے اور اگر اُسے کوئی نقصان ہُوا تو اُسے اس کی جوابدہی کرنا ہو گی۔"

"بہتر۔" ایڈنا ڈمیل نے سلسلہ منقطع کیا اور گہری گہری سانسیں لینے لگی۔ اس کے ہونٹوں پر ایک تھکی تھکی سی مسکراہٹ تھی۔ شیران کی شکل اس کی آنکھوں میں گھوم رہی تھی۔ وہ اس سے زیادہ فاصلے پر نہیں تھا لیکن ایڈنا ڈمیل وہیں اسی جگہ اسے یاد کر کے اس کی حرکات کے تصور سے لُطف اندوز ہو رہی تھی پھر اس کے دانت ایک دُوسرے پر مضبوطی سے بھینچ گئے۔ شیران کی تمام حرکات کے باوجود اس کی ایک حرکت ایڈنا کے لیے ناقابلِ برداشت تھی۔ وہ یہ کہ اُس نے ایڈنا کو عورت کی حیثیت سے کبھی کوئی اہمیت نہیں دی تھی۔ ایک ناقابلِ یقین سی بات تھی۔ ایک ایسی بات جس کے بارے میں جب بھی ایڈنا سوچتی اس کا دل چاہتا کہ خنجر لے کر شیران کے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے لیکن یہ ممکن مشکل تھا۔ وہ دن بھی گزر گیا اور اس وقت رات کے تقریباً ساڑھے نو بجے تھے جب ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہُوا۔ اُس نے جلدی سے ٹرانسمیٹر سیٹ سنبھال لیا تھا۔ جب اُس نے ٹرانسمیٹر آن کیا تو اُسے ایک چہکار سُنائی دی۔

"گھاؤ نیچ"

"اوہ۔ لوئی خیریت سے تو ہو۔ کہاں ہو اس وقت؟"

"پارتم کے علاقے میں" لوئی نے جواب دیا۔

"تم تو بنکاک گئے تھے؟"

"ہاں۔ گیا تھا واپس آیا ہوں وہاں سے"

"کون سے انیگل پر ہو؟"

"سپوائنٹ فور فور" کنگ لوئی نے جواب دیا۔

"گویا اپنے قبیلے کی طرف جا رہے تھے"

"ہاں۔ لیکن آپ سے رابطہ قائم کرنے کا خواہش مند تھا مادام"

"اوہ۔ کوئی خاص بات تھی؟"

"ہاں۔ آپ کا شکریہ ادا کرنا تھا"

"کس سلسلے میں؟"

"سدھاشی۔ میرے دشمن یاتان برو ملکی بیٹی، جو آپ کی عنایت سے میرے ہاتھ لگ گئی ہے آپ تصور نہیں کر سکتیں مادام کہ میں کتنا خوش ہوں۔ میں زندگی میں اپنے منصب سے مایوس ہو گیا تھا لیکن اب مجھے یقین ہے کہ مجھے میرا منصب مل جائے گا۔ میں اپنی زندگی کے سب سے اہم مشن میں کامیاب ہو چکا ہوں اور یہ نہیں بھولوں گا کہ اس کی نشاندہی آپ نے کی تھی"

"اوہ لوئی۔ میری طرف سے مبارک باد قبول کرو۔ پُرخلوص مبارکباد"

"بہت بہت شکریہ مادام"

"لوئی میں نے وائٹ تھری ڈیپارٹمنٹ سے رابطہ قائم کر کے اپنے کچھ مسائل اُن کے سامنے پیش کیے تھے اور وائٹ تھری کی جانب سے مجھے کچھ ہدایات موصول ہوئی ہیں جن کے تحت تم سے ملنا بے حد ضروری ہے"

"جو حکم مادام۔ جب آپ کہیں میں آپ کے پاس حاضر ہو جاؤں، ویسے آپ اس وقت کہاں سے بول رہی ہیں؟"

"انیگل فور سے۔ تم سے زیادہ فاصلہ نہیں ہے۔۔۔ تم یہاں پہنچ جاؤ۔ میں تمہارا انتظار کر رہی ہوں" ایڈنا نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے میڈم۔ کس وقت پہنچوں؟ کیا اسی طرح چھپ کر؟"

"نہیں شیران کو ہم نے بے ہوش کر رکھا ہے تم آزادانہ طور پر آ سکتے ہو"

"تو پھر ٹھیک ہے میں آپ کے پاس پہنچ رہا ہوں۔۔۔" کنگ لوئی نے جواب دیا۔

"او کے" ایڈنا ڈمپل بولی اور سلسلہ ختم کر دیا۔

رات کا پہلا پہر تھا ایڈنا غار کے سامنے کنگ لوئی کی منتظر تھی۔ تقریباً پونے بارہ بجے کنگ لوئی گھوڑے پر سوار آتا نظر آیا۔ اس کے ساتھ اُس کے آدمی موجود تھے۔ آدمیوں کو اُس نے تھوڑے ہی فاصلے پر چھوڑ دیا اور پھر خود ایڈنا ڈمپل کے پاس ہی پہنچ گیا۔ ڈمپل نے حسبِ دستور اُسے روشنی کے اشارات دیے تھے۔ کنگ لوئی بڑا مسرور نظر آتا تھا اُس نے اپنے مخصوص انداز میں گھاؤ نیچ کہا اور ایڈنا ڈمپل کا داہنا ہاتھ اُٹھا کر پہلے ہونٹوں پر اور پھر آنکھوں سے لگا لیا۔

"ایک بار پھر تمہیں تمہاری کامیابی کی مبارکباد دیتی ہوں کنگ لوئی"

"اور لوئی ایک بار پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہے مادام لوئی کو یہ منصب دلانے میں آپ نے بہت بڑا کردار ادا کیا ہے وہ کہاں ہے؟"

"بے ہوش پڑا ہوا ہے۔ لینڈ روور میں ہے"

"مجھے اس کے بارے میں پوری تفصیل بتایئے میڈم"

"بس تفصیل اتنی ہی ہے کہ اُس نے مجھے بے سکون کر رکھا ہے لوئی"

"تنظیم نے خوامخواہ اس پہاڑی جوان کو اتنی اہمیت دے دی ہے۔ میں مانتا ہوں کہ وہ ایک دلیر اور طاقت ور آدمی ہے لیکن کیا ہمیں اس کے علاوہ اور ایسے لوگ نہیں مل سکیں گے؟"

"نہیں لوئی۔ اگر تم یہ بات کہتے ہو تو اس بات کا میں وعدہ کرتی ہوں کہ اس جیسے لوگ صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں"

"ویری گڈ۔ ویری گڈ۔ اس کا مقصد ہے کہ واقعی کام کا آدمی ہے"

"ہاں لوئی۔ میں بہت سے کام چھوڑ کر اس کے سلسلے میں مصروف ہو گیا ہوں۔ میں چاہتی ہوں کہ اب اسے تمہارے حوالے کر کے اپنے کاموں میں مصروف ہو جاؤں"

"تو ٹھیک ہے لوئی اس کے ٹخنے توڑ دے گا"

"نہیں لوئی۔ اس کے روئیں روئیں کی حفاظت کرنی ہے اُسے زندہ رکھنا ہے اگر ایسا کرنا چاہتے تو ہم لوگ خود بھی کر سکتے تھے۔ لوئی تم اپنی ذہانت سے کام لے کر اُسے اپنا دوست بناؤ اُسے اپنے ساتھ اس طرح رکھو کہ تمہارے شکنجے

سے نہ نکلنے پائے اور تم اس کے نگران و محافظ بھی رہو" لوئی کسی سوچ میں ڈوب گیا تھا پھر اُس نے آگے کے دونوں دانت باہر نکالے اور مسکرانے لگا۔

"گویا تم نے کچھ سوچ لیا ہے؟"

"ہاں میڈم۔ آپ اس کی طرف سے مطمئن رہیں لیکن میرا اس سے دوستی کرنے کا طریقہ کیا ہوگا؟"

"یوں کرتے ہیں لوئی کہ اب میں اسے یہیں پہاڑوں میں تنہا چھوڑے دیتی ہوں اور خود اپنے آدمیوں کے ساتھ یہاں سے ہٹ جاتی ہوں تم جس طرح بھی مناسب سمجھو اس سے ملو اور اس پر اپنی دوستی کا اظہار کرو۔ اس طرح تم اسے اپنے قابو میں کر سکتے ہو اور پھر سارے کام خود بخود ہو جائیں گے"

"ٹھیک ہے میڈم۔ آج سے آپ کی یہ ڈیوٹی۔۔۔ آپ کے اس خادم نے سنبھال لی"

"مجھے اس سلسلے میں باخبر رکھو گے لوئی اور ساری تفصیلات سے آگاہ کرتے رہو گے"

"لوئی اس کا وعدہ کرتا ہے میڈم"

"تو ٹھیک ہے شیران اب تمہارے سپرد۔ میں اسے یہیں پہاڑوں میں ڈلوائے دیتی ہوں۔ قرب و جوار میں موجود رہنا اور اپنے کام کو صحیح طور پر انجام دینا"

"چند روز میڈم اس وقت میں صرف اپنے کام کی انجام دہی چاہتا تھا لیکن تنظیم کا ایک خادم ہونے کی حیثیت سے مجھے اس دوسرے کام سے بھی انحراف نہیں ہے۔ میں نے شیران کی ذمہ داری سنبھال لی ہے" ایڈنا ڈمپل مسکرانے لگی تھی۔

تھوڑی دیر کے بعد لوئی ہی کی نگرانی میں شیران کو ایک پہاڑی چٹان پر ڈال دیا گیا۔ چٹان ایسی تھی کہ جہاں سے گرنے کا خطرہ نہیں تھا چنانچہ اس کام سے فارغ ہونے کے بعد لوئی اور ایڈنا نے ایک دوسرے سے پُرجوش مصافحہ کیا۔ ایڈنا لینڈ روور میں جا بیٹھی۔ اس کے ساتھی اس کے ساتھ تھے۔ اُس نے لوئی کو خدا حافظ کہا اور لینڈ روور اسٹارٹ ہو کر آگے بڑھ گئی۔

"گھاؤ نیچ" لوئی نے پُراطمینان انداز میں کہا اور ہاتھ کے اشارے سے اپنے ساتھیوں کو قریب بلانے لگا۔

★★

آئیوی بادشاہ خان کے پاس پہنچ گئی۔ بادشاہ خان اپنی اقامت گاہ میں اکیلا ایک آرام کرسی پر دراز سر پکڑے بیٹھا ہوا تھا۔ جب ملازم نے اسے آئیوی کے آنے کی اطلاع دی تو وہ چونک کر کھڑا ہو گیا۔

"بلاؤ۔ بلاؤ اس بچی کو" بادشاہ خان بھاری لہجے میں بولا اور آئیوی اس کے پاس پہنچ گئی۔ بادشاہ خان کے چہرے پر تاسف کے آثار تھے۔ اُس نے آئیوی کو دیکھا اور اُس کی آنکھوں میں کسی قدر حیرانی نظر آئی۔ آئیوی مطمئن و مسرور نظر آ رہی تھی۔ بادشاہ خان خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گیا۔

"ہیلو انکل۔ میں نعمان خان کے پاس سے آئی ہوں"

"مجھے معلوم ہے بیٹی۔ مجھے معلوم ہے کوئی خاص اطلاع ہے تمہارے پاس" بادشاہ خان اُسے گہری نگاہوں سے دیکھتا ہوا بولا۔

"ہاں انکل۔ آپ کے لیے بہت ہی اہم"

"بتاؤ کیا بات ہے؟" بادشاہ خان کے لہجے میں وہ گرمجوشی نہیں تھی جس کی آئیوی متوقع تھی۔ ایک لمحے کے لیے وہ دل ہی دل میں حیران ہوئی لیکن اس فولاد نما انسان یا انسان نما فولاد کی ذہنی کیفیت سے وہ اچھی طرح واقف نہیں تھی۔ ڈاکٹر برٹو کے ساتھ ایک آدھ بار ہی اس کی ملاقات بادشاہ خان سے ہوئی تھی۔

"انکل۔ نعمان خان ہوش میں آ گئے ہیں۔ ان سے ہماری تفصیل بات چیت ہوئی تھی۔ آپ کے بارے میں۔ اُسے میرا مطلب ہے نعمان۔ خان کو سب کچھ بتا دیا گیا ہے۔ ساری تفصیل سے انہیں آگاہ کر دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں اُن کے بھائیوں نے بھی اہم کردار ادا کیا ہے۔ انکل وہ سب آپ سے متفق ہیں اور آپ کو اس سلسلے میں ہمدرد و معاون سمجھتے ہیں۔ جب نعمان خان کو یہ بتایا گیا کہ وہ بادشاہ خان کی تحویل میں ہیں تو وہ بڑے چراغ پا ہوئے لیکن پھر ہم سب نے انہیں قائل کیا کہ آپ سے بڑا ہمدرد، آپ سے بڑا عزیز اور آپ سے بڑا سرپرست اُن کے لیے کوئی نہیں ہے تو وہ نرم ہو گئے اور اب وہ آپ سے ملاقات کے خواہشمند ہیں"

"اوہ۔ بیٹے، بیٹے تم نے واقعی مجھے ایک بڑی خوشخبری سنائی ہے کاش اس کے جواب میں، میں تمہیں کوئی اچھی خبر سنا سکتا۔ کاش۔ کاش"

"مم۔ میں۔ میں نہیں سمجھی انکل"

"آئیوی مجھے انتہائی افسوس ہے کہ میں تمہیں ایک خوشی کی خبر کے جواب میں ایک غمناک خبر سنا رہا ہوں۔ ایک ایک ایسی خبر تمہیں میری زبانی نہیں پتہ چلنی چاہیے تھی۔ تمہارے آنے سے میں نے یہی سمجھا کہ شاید تم آگاہ ہو چکی ہو"

"کیا کہہ رہے ہیں انکل! براہِ کرم جلدی بتایئے کیا خاص بات ہے کون سی خبر ہے جو میرے لیے تکلیف دہ ہو سکتی ہے۔۔۔!"
بادشاہ خان نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اُس نے اخبار نکال کر آیئوی کے سامنے پھیلا دیا۔

"کوئی خبر چھپی ہے اس میں۔" بادشاہ خان گہری سانس لے کر بولا۔ "وہ خبر سرخ لائنوں کے درمیان ہے۔" آیئوی نے بے صبری سے سُرخ لائنیں تلاش کیں اور دُوسرے لمحے اس کی پھٹی پھٹی نگاہیں خبر پر جم گئیں۔

ڈاکٹر بریٹو کی موت کی اطلاع تھی اور اس کے ساتھ ہی مزید چار آدمیوں کی لاشیں دستیاب ہُوئی تھیں۔ درمیان میں شیران کی تصویر تھی اور اس قتل کی پوری تفصیل درج تھی۔ آیئوی کے حلق سے دلخراش چیخ اُبھری اور وہ چکرا کر نیچے گر پڑی۔ دُوسرے لمحے وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔ بادشاہ خان نے جلدی اُسے اُٹھا کر بیڈ پر لٹایا اور اپنے ملازم کو بلا کر حکم دیا کہ ڈاکٹر کو فون کر دیا جائے وہ ابھی نعمان خان سے ملنے نہیں جانا چاہتا تھا۔

ڈاکٹر بریٹو کی موت نے اس کے اپنے اعصاب بھی جھنجوڑ دیے تھے وہ ابھی چند ہی روز قبل ڈاکٹر بریٹو سے ملا تھا۔ اس وقت سوچا بھی نہیں جا سکتا تھا کہ یہ ڈاکٹر بریٹو سے اُس کی آخری ملاقات ہے۔ اس کے گروہ کا ایک اور اہم ستون زمین بوس ہو گیا تھا اور یہ کارنامہ بھی شیران ہی کا تھا۔۔ شیران کی موت کا ڈرامہ بادشاہ خان کی سمجھ میں نہیں حالانکہ اُس نے انتہائی کاوش کے بعد اس کی لاش بھی حاصل کی تھی اور پھر اُسے یہ بھی پتہ چل گیا تھا کہ شیران مرا نہیں ہے بلکہ اُس نے کوئی گہری چال چلی ہے۔ بادشاہ خان اس چال سے پریشان تھا۔ وہ دراصل مارلینو سے خوفزدہ تھا۔

اگر بات صرف شیران کی ہوتی تو وہ کسی گہری سازش پر غور نہیں کر سکتا تھا لیکن وہ شیطان دماغ مارلینو، اور اب مارلینو نے شیران کے ذریعے اپنے دُوسرے دُشمن کو بھی موت کے گھاٹ اُتار دیا تھا۔ بادشاہ خان کا بس نہیں چلتا تھا کہ مارلینو اور شیران کو دانتوں سے چبا جائے۔ وہ شیران کے سامنے واقعی بے بس ہو گیا تھا۔ تنظیم سے بھی اُس کا ذہن ہٹایا جا رہا تھا حالانکہ اس تنظیم کے لیے اُس نے بے شمار کام کیے تھے اور مسلسل کیے جا رہا تھا۔ ایک بہت بڑے مقصد کے لیے تنظیم نے اُسے مخصوص کیا تھا لیکن اس کے تحفظ کا کوئی معقول بندوبست نہیں تھا حالانکہ اس بین الاقوامی تنظیم کے ہاتھ اتنے لمبے تھے کہ ایک آدمی اس کے سامنے کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتا تھا لیکن ابھی تک شیران کے بارے میں کوئی مؤثر کارروائی نہیں کی گئی تھی جب کہ شیران مسلسل اپنی چیرہ دستیوں میں مصروف تھا۔ آیئوی ایک گھنٹے بعد ہوش میں آئی۔ بادشاہ خان کی صُورت دیکھی اور زار و قطار رونے لگی۔

"آہ۔ ڈیڈی۔ میرے ڈیڈی یہ کیا ہو گیا۔ میں بے سہارا ہو گئی انکل۔ مَیں بے سہارا ہو گئی۔"

"نہیں بیٹے۔ ڈاکٹر بریٹو مر چکا ہے لیکن میں موجود ہُوں میں تمہیں وہی مقام دُوں گا جو ڈاکٹر بریٹو نے تمہیں دیا تھا۔"

"نہیں انکل نہیں۔ ڈیڈی کا قائم مقام کون بن سکتا ہے۔ آہ۔ میرے ڈیڈی ہلاک ہو گئے۔ آہ۔ یہ بدطینت انسان یہ شیران کاش یہ مجھے مل جائے۔ کاش۔"

"مَیں وعدہ کرتا ہوں آیئوی کہ شیران اگر مجھے مل گیا تو مَیں اُسے تمہارے سپرد کر دُوں گا۔"

"نہیں انکل نہیں۔ براہِ کرم وہ باتیں مت کیجیے جو آپ نہیں کر سکتے۔ کوئی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ وہ ہم سب کو قتل کر دے گا۔ آہ۔ ڈیڈی۔" آیئوی روتی رہی۔ بادشاہ خان اُسے سمجھانے کی کوششوں میں لگا ہُوا تھا پھر آیئوی نے روتے ہُوئے کہا۔

"انکل براہ کرم مجھے یورپ بھجوا دیجیے۔ مَیں اپنے وطن جانا چاہتی ہُوں۔ مجھے میرے وطن بھیج دیا جائے۔"

"اگر تم چاہو گی آیئوی۔ تو یہ بھی کیا جا سکتا ہے! لیکن توقف کرو۔ نعمان خان سے ملو دیکھو وہ اس سلسلے میں کیا کہتا ہے؟"

"میں کسی سے نہیں ملوں گی براہِ کرم مجھے تنہا چھوڑ دیا جائے۔ براہِ کرم مجھے تنہا چھوڑ دیا جائے۔"

"تم اسی جگہ رہو آیئوی۔ مَیں تمہیں یقین دلاتا ہُوں کہ تمہیں کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ یورپ جانے کے بارے میں اگر تم نے سنجیدگی اختیار کی تو پھر مَیں تمہیں واپس بھجوا دُوں گا۔ مجھے اجازت دو کاش مَیں تمہارا غم بٹا سکتا۔" آیئوی روتی رہی۔ بادشاہ خان باہر نکل آیا تھا۔ درحقیقت وہ انتہائی پریشانیوں کا شکار تھا۔ شیران کی زندگی کی اطلاع ہی اس کے لیے بہت ہولناک تھی۔

بادشاہ خان سوچ رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ اس عمارت میں داخل ہو گیا جہاں نعمان خان اپنے بھائیوں کے ساتھ موجود تھا۔ فرید خان نے باہر اس کا استقبال کیا اور سرد سا انداز

میں نعمان خان کے بارے میں بتایا کہ اب وہ رُو بصحت ہے اس نے چہل قدمی بھی کی تھی۔ بادشاہ خان کو یہ سُن کر مسّرت ہُوئی تھی۔ بہرطور وہ فرید خان کے ساتھ اندر چل پڑا اور طویل عرصے کے بعد وہ نعمان خان کے رُوبرو تھا، بھائیوں سے گفتگو کے بعد نعمان خان کے اندازِ فکر میں کافی تبدیلی پیدا ہُوئی تھی۔ بادشاہ خان کو دیکھ کر اُس نے سلام کیا اور نگاہیں جھکا لیں۔

"مجھ سے گلے نہیں ملو گے میرے بیٹے، میرے بچّے!"

بادشاہ خان دونوں ہاتھ پھیلا کر بولا۔ نعمان خان نے گردن اُٹھائی، اُسے دیکھتا رہا پھر اُس کی آنکھوں میں آنسو چمک اُٹھے اور دُوسرے لمحے وہ بادشاہ خان سے لپٹ گیا تھا۔ بادشاہ خان خود بھی اپنے بدن میں تھرتھری محسوس کیے بغیر نہ رہ سکا تھا۔ فیروز خان کو دل و جان سے چاہتا تھا اور یہ بچّے اس کی زندگی کا سب سے بڑا سہارا تھے۔ اس نے نعمان خان کو بھینچ لیا اور بھرّائی ہُوئی آواز میں بولا۔

"میرے بچّے، میرے بیٹے، میرے لختِ جگر نعمان خان مجھ سے بدظن ہو گئے تھے لیکن اگر غور کرتے تو اپنے اس بوڑھے تایا کو ہمیشہ بے قصور پاتے۔۔۔۔۔۔ مَیں صرف فیروز خان کے انتقام کی آگ میں جل رہا تھا۔۔۔۔ مَیں تمہیں وہ منصب وہ مقام دلانا چاہتا تھا جو پہاڑوں میں قابلِ عزت سمجھا جاتا ہے۔ اس میں میرا کیا قصور تھا نعمان خان۔ پانسے اُلٹتے بھی رہتے ہیں! دُشمن کبھی کمزور نہیں ہوتا، ہم سے غلطی ہُوئی تھی، مَیں نے تمہارے خلاف کوئی سازش نہیں کی تھی میرے بچّے، مَیں نے صرف اپنے دل کی آگ بُجھانا چاہی تھی۔ مَیں۔ کاش میں خود تنہا فیروز خان کا انتقام لینے کی کوشش کرتا۔ کاش بہزاد سلامن جنگلی درندوں کا شکار نہ ہوتا۔ کاش میں اُسے اپنے ہاتھ سے مار سکتا تو یہ جھگڑا آگے نہ بڑھتا لیکن۔ لیکن میری تقدیر پہ یہ سیاہی لکھی تھی مجھے تمہارے سامنے ذلیل ہونا تھا۔"

"نہیں تایا جان۔ خدا کے لیے ایسی بات نہ کیجیے۔ نہیں خان بابا۔ ایسی باتیں نہ کیجیے۔" نعمان خان اس سے لپٹتے ہُوئے بولا۔

"تمہارے دل سے میرے خلاف کدورت صاف ہو گئی نعمان خان۔ مجھے اس کا جواب دو۔"

"ہاں۔ بابا خان۔ ماں کی موت کے بعد مَیں بہت زیادہ بددل ہو گیا تھا۔ آپ نے ہمیں تھانہ سے نکلنے نہیں دیا تھا۔ آپ نے ہم پہ پابندیاں لگا دی تھیں جس کی وجہ سے ہم آپ سے بدظن ہو گئے تھے۔"

"بیٹے مصلحت تھی اس میں بھی، میں کچھ اور چاہتا تھا۔ میری خواہش تو یہ تھی کہ اپنی بچیوں کے ساتھ اس بدسلوکی کے نتیجے میں، مَیں پہاڑوں میں اتنا خُون بہاؤں کہ انسانی تاریخ اُسے کبھی نہ بھول سکے۔ لیکن تقدیر نے جگہ جگہ مجھے دھوکہ دیا۔ تقدیر نے میرا ساتھ نہیں دیا۔ وہ ملعون نکل گیا اور اُس نے وہ تباہی مچا رکھی ہے نعمان خان کہ تم سوچ بھی نہیں سکتے۔"

"وہ کہاں ہے بابا خان! میں نے سُنا ہے وہ یہیں ہے۔"

"ہاں۔ وہ ہمارے بہت قریب ہے۔ وہ ہماری شہ رگ کے قریب ہے۔ اس کا خنجر ہمارے سروں پر موت کا سایہ ڈالے ہُوئے ہے۔ وہ ہماری تاک میں ہے نعمان خان اور تمہارا یہ بوڑھا تایا خان تنہا اس کے مقابلے پر صف آرا ہے۔ اپنے ہمدردوں، اپنے دوستوں، اپنے بچّوں سے محروم کسی کی ہمدردی نہیں ہے میرے ساتھ۔ تم لوگ بھی مجھے اپنا دُشمن سمجھتے ہو!"

"سمجھتے ہیں نہیں تایا خان سمجھتے تھے۔ وہ غلط فہمی تھی۔ اس کے لیے ہم بہت شرمندہ ہیں۔" نعمان خان نے کہا۔

"میرے بچّے۔ بہت ہی افسوس ناک واقعات سے گزرنا پڑ رہا ہے مجھے۔ میری عزّت، میری حیثیت خاک میں مل چکی ہے۔ اب میں سڑک سڑک بھونکنے والا وہ کتا ہُوں جسے ہر کوئی پتھر مار کر بھگا دیتا ہے اور اس کی وجہ جانتے ہو کیا ہے! اس کی وجہ یہ ہے کہ میرے بازو ناکارہ ہیں۔ میں بُوڑھا ہو چُکا ہُوں، میری سوچ محدود ہو گئی ہے۔ میری عقل محدود ہو گئی ہے۔ ہاں اگر مجھے تمہارا سہارا ہوتا تو نوبت یہاں تک نہ پہنچتی۔ مَیں تمہیں اپنا ذہن، اپنا تجربہ سونپ دیتا۔ اپنی وہ قوت جو میرے اشاروں کے تحت کام کرتی ہے، تمہاری تحویل میں دے دیتا، اس طرح نیا ذہن، نیا جسم، شیران کے خلاف اس تکڑیہ کام کرتا۔ جس پائے کا خود شیران ہے۔ مَیں اب بھی بہت قوت رکھتا ہُوں نعمان خان، میرے بدن میں اتنی طاقت ہے کہ اگر شیران میرے مدِمقابل آ جائے تو شاید مَیں اس کی ہڈیاں اپنے بازوؤں میں بھینچ دُوں، لیکن میرا دل و دماغ بوڑھا ہو چکا ہے، مجھے اعتراف کہ مَیں اتنی پھرتی سے عمل نہیں کر سکتا جتنی پھرتی سے تم نوجوان لوگ کر سکتے ہو۔ وقت کے ساتھ ساتھ اعتراف کر لینا بُری بات نہیں ہے، لیکن مَیں نے حالات سے شکست قبول نہیں کی اپنے بڑھاپے اور اپنی کمزوری کا اعتراف ایک الگ چیز ہے اور اپنے وقار کی شکست الگ بات ہے، مَیں آج بھی وہی عزم رکھتا ہُوں جیل میں کہ شیران کی گردن میں رسّہ ڈال کر تتاب زان کے پہاڑوں میں گشت کروں اور اس کے بعد اُسے تتاب زان کے پہاڑوں کی

سب سے اُونچی چوٹی پر کھڑا کر کے گولیوں سے چھلنی کر دینے کا خواہش مند ہُوں، تاکہ پہاڑ والوں کو بتا سکوں کہ پہاڑوں کی ریت پوری کر دی گئی ہے۔ انتقام کا جذبہ بدستور قائم تھا۔ صرف وقت کا انتظار تھا، اور دیکھو لو پہاڑوں کے باسیو کہ شیران، بہزاد سلامن کا بیٹا تراب نمان کا زلزلہ بالآخر فیروز خان کے بدلے موت کا شکار ہو گیا۔ نعمان خان یہ آرزو میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش ہے، اگر میری یہ آرزو پوری ہو جائے، تو ممکن ہے مَیں گوشہ نشینی اختیار کر لُوں، اپنے تمام اختیارات تمھیں سونپ دُوں اور مَیں تمھیں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہُوں نعمان خان کہ میرے اختیارات بے حد وسیع ہیں، اتنے وسیع کہ تم اندازہ والے تصور بھی نہیں کر سکتے۔"

نعمان خان، فرید خان اور اُس کے دُوسرے بھائی بادشاہ خان کی گفتگو سُن رہے تھے، اُنھیں دلی مسرّت تھی، بادشاہ خان سے جُدا ہونے کے بعد اُنھوں نے اپنے قدموں پر کھڑے ہونے کی کوشش کی تھی اور درحقیقت حالات بہت بہتر ہو گئے تھے، لیکن اس کے باوجود اُنھوں نے خود کو بہت تنہا محسوس کیا تھا، اور پھر یہ معلوم ہونے کے بعد کہ ان کے اعلا مستقبل کی تعمیر میں بادشاہ خان کا پُورا پُورا ہاتھ ہے۔ ان کے سارے شکوے ہی دُھل گئے تھے، بادشاہ خان اگر نہ چاہتا تو واقعی وہ کسمپرسی کی زندگی گزار رہے ہوتے۔ نعمان خان گہری نگاہوں سے بادشاہ خان کو دیکھ رہا تھا، پھر وہ چونک کر بولا۔

"کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتا ہُوں خان بابا۔"

"ہاں بیٹے، پوچھو، آج مَیں بے حد خوش ہُوں، میرا کنبہ پھر سے آباد ہو گیا ہے، میری تنہائی پھر سے دُور ہو گئی ہے، پوچھو، پوچھو، جو دل چاہے پوچھو۔"

"خان بابا آپ کسی ایسی تنظیم سے متعلق ہیں جو پہاڑوں میں انقلاب لانا چاہتی ہے، جو پہاڑوں کے خلاف سازش کر رہی ہے۔"

بادشاہ خان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی، پھر اُس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مَیں بلاشبہ ایک تنظیم سے متعلق ہُوں، ایک ملک کی بہت بڑی تنظیم سے، لیکن تمھارے دُوسرے الفاظ غلط ہیں۔ تمھیں ناقص اطلاع دی گئی ہے، ممکن ہے کچھ لوگوں کی نگاہوں میں تنظیم کے اغراض و مقاصد تباہی کے مترادف ہوں، لیکن تنظیم پہاڑوں میں تباہی نہیں لانا چاہتی، بلکہ اصلاحات کرنا چاہتی ہے اور وہ اصلاحات ہماری صدیوں سے پسماندہ قوم کو بلندیوں کی طرف لے جانے کے لیے ہیں وہ اصلاحات ہماری بہتری کے لیے ہیں نعمان خان۔"

"خان بابا مَیں آپ کے تجربے کو چیلنج نہیں کروں گا لیکن اگر معاملہ کسی غیر قوم کا ہے تو کیا آپ یہ نہیں جانتے بابا خان کہ ایسٹ انڈیا کمپنی، انڈیا میں تجارت کرنے کے لیے آئی تھی، لوگ بھیگی بلیوں کی طرح مغلوں سے رعایتیں مانگتے ہُوئے ہندوستان میں داخل ہُوئے تھے اور اس کے بعد ہندوستان کی تقدیر کے مالک بن بیٹھے، یہ غیر ملکی لوگ، یہ غیر مذہب تو کبھی ہماری دوست نہیں ہو سکتیں، یہ لوگ ہمیں غلام بنانے کے لیے رُوپ بدل بدل کر ہمارے درمیان آنے کی کوشش کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے، خان بابا ان پہاڑوں کی ایک تاریخ ہے، جب ہندوستان پر انگریز قابض نہیں ہُوئے تو اُنھوں نے ہندوستان کے چپّے چپّے کو اپنا غلام بنا لیا، لیکن پہاڑوں کی سربلندی اُن کے سامنے اس وقت بھی سرنگوں نہ ہُوئی، ان پہاڑوں نے اُنھیں کبھی تسلیم نہیں کیا، اور جب بھی اُنھوں نے ان پہاڑوں کی جانب رُخ کیا، ہم نے اُنھیں کتّے کی طرح دُم دبا کر بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ خان بابا پہاڑوں کی تاریخ جُوں کی تُوں رہنی چاہیے۔ ہم خود اس میں کوئی بھی ردّ و بدل کرتے رہیں لیکن غیر ملکی لیڈروں کو ہم ان چٹانوں میں پناہ گزین ہونے کی اجازت نہیں دیں گے۔"

بادشاہ خان سنجیدہ نگاہوں سے نعمان خان کو دیکھ رہا تھا پھر اُس نے گردن ہلاتے ہُوئے کہا۔

"تم کیا سمجھتے ہو نعمان خان، مَیں ان پہاڑوں کا سوداگر نہیں ہُوں، مَیں اُنھیں فروخت کرنے کے بارے میں نہیں سوچ رہا، لیکن میرے بچّے جس طرح شہر بدلتے ہیں، اسی طرح ادوار بھی بدلتے ہیں ۔۔۔۔، یہ پسماندہ چٹانیں آج بھی بے شمار مسائل کا شکار ہیں۔ پہاڑوں میں آباد قبیلے آج بھی خانہ بدوشوں کی سی زندگی گزار رہے ہیں، ہمارے وسائل بے حد محدود ہیں، ہمیں دُنیا کی جدید قوموں سے کٹ کر رہنا پڑ رہا ہے اور اس کی صرف ایک ہی وجہ ہے وہ یہ کہ ہم نے کسی کی دوستی قبول نہیں کی، کسی دوست کو دوست نہیں سمجھا، پہاڑوں کے جیالے آج بھی اتنے ہی طاقت ور ہیں کہ اگر کوئی بیرونی قوّت کبھی ان پر مسلط ہونے کی کوشش کرے تو وہ اس کے دانت کھٹّے کر دیں گے لیکن اگر کوئی ہمارے لیے دوستی کا ہاتھ آگے بڑھائے، ہم سے تعاون کی درخواست کرے تو کیا ہم نے کبھی مہمان کا ہاتھ ٹھکرایا ہے، وہ

ہمارے دوست ہیں اور ہمارے ساتھ مل کر ہمارے علاقے کو ترقی دینا چاہتے ہیں۔"

"نہیں خان بابا، ہم ان غیر ملکیوں پر ان غیر قوموں پر بھروسہ نہیں کر سکتے، خان بابا تاریخ گواہ ہے، چودہ سو سال کی تاریخ گواہ ہے کہ دنیا کو، غیر مذہبوں کو، جو سب سے بڑا خطرہ لاحق ہُوا ہے، وہ ہماری تنظیموں سے ہے، بے شک ہمارے آپس کے اختلافات بے حد وسیع ہیں، لیکن جب ہم یکجا ہوتے ہیں، تو پھر کوئی قوم ہمارے مقابل نہیں آتی، یہ ہماری تاریخ ہے ہر چندکہ اس تاریخ کو تبدیل کرنے کے لیے صدیوں سے کام ہو رہا ہے اور ہمارے دُشمن اس میں کافی حد تک کامیاب ہو گئے ہیں، لیکن اس کے باوجود جانتے ہیں کہ کوئی بھی مرحلہ ایسا آ سکتا ہے جب ہمارے ذہن بھی جاگ اُٹھیں، اور ہم پھر ایک صف میں کھڑے ہو جائیں، خان بابا آپ اس تنظیم کے اغراض و مقاصد میں حصّہ نہ لیں، وہ مخلص لوگ معلوم نہیں ہوتے۔"

"نعمان خان تمھاری پُرجوش تقریر بہت خوب ہے لیکن تم بُوڑھے خان کو اتنا بے غیرت کیوں سمجھتے ہو کہ وہ اپنے وطن کے خلاف وطن فروشی پر آمادہ ہو جائے گا، مَیں صرف اپنے ملک کی بھلائی کے لیے، پہاڑوں کی بہتری کے لیے اتنا کچھ کر رہا ہُوں کہ ہمارے اُوپر حرف بھی نہ آئے، اور ہم اپنا مقصد بھی حاصل کر لیں، تنظیم میں میری حیثیت کافی مضبوط ہے، مَیں ان لوگوں سے جو گفتگو کی ہے، وہ پہاڑوں کے مفاد میں ہے، بعد میں اس کے بارے میں تمھیں تفصیل بتاؤں گا، میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ مَیں اس بات سے انحراف نہیں کرتا کہ مَیں تنظیم سے متعلق ہُوں، لیکن تم اس سلسلے میں کیا کہنا چاہتے ہو، نعمان خان، مجھے اس بارے میں بتاؤ۔"

"بابا خان، گل خان میرے پاس آیا تھا، گل خان نے مجھے بتایا کہ کس طرح پہاڑوں کے خلاف سازش ہو رہی ہے اور میرا تایا بابا خان بھی اس سازش میں شریک ہے، مَیں نے اس سے سازش کے بارے میں تفصیلات معلوم کرنا چاہی تھیں خان بابا کسی نے اُسے قتل کر دیا۔ قاتل تنظیم ہی کے لوگ تھے، اس کے بعد مجھ پر پے در پے حملے شروع ہو گئے، اُنھوں نے یہی سوچا ہو گا کہ مَیں تنظیم کے راز سے واقف ہو گیا ہُوں، مَیں اُن کے قبضے میں پہنچ آیا اور بہر طور میری جان بچ گئی، مجھے آپ تک پہنچا دیا گیا اس سلسلے میں میرے دوست ڈاکٹر برٹو نے میرے لیے ایک نمایاں اقدام کیا ہے۔"

"ہاں نعمان خان، اس کا احسان ہے مجھ پر، مَیں مرحوم برٹو کے احسان کو کبھی نہیں بھُول سکوں گا۔" بادشاہ خان نے آبدیدہ ہو کر کہا۔

"مرحوم برٹو۔" نعمان خان بُری طرح اُچھل پڑا۔

"ہاں نعمان خان، شیران نے برٹو کو قتل کر دیا۔"

"شش شیران نے۔" نعمان خان اُچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"ہاں، اُس غلیظ انسان نے۔ بہت عرصے سے وہ ان علاقوں میں موجود ہے اور ایک خطرناک آدمی مارلینو کے لیے کام کر رہا ہے، مارلینو نے اُسے بہت مراعات بخش دی ہیں، اور ان علاقوں میں وہ مارلینو کے خاص آدمی کی حیثیت سے خون ریزی کرتا پھر رہا ہے۔ اس نے میرے ساتھی ہینڈرک کو قتل کیا اور اب ڈاکٹر برٹو کو۔"

"لیکن خان بابا۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں، آئیوی کہاں ہے۔"

"آئیوی یہ سب کچھ سُن چکی ہے، اس پر غموں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہیں، وہ یورپ واپس جانا چاہتی ہے، مَیں نے اُسے منع کیا ہے۔"

"لیکن ابھی۔ ابھی کچھ وقت قبل تو۔"

"ہاں اس وقت تک آئیوی کو اپنے باپ کی موت کے بارے میں معلوم نہیں تھا۔"

"لیکن وہ کیسے مر گیا، ڈاکٹر برٹو کیسے قتل ہو گیا خان بابا، میری تو اس سے ہانگ کانگ میں۔"

"یہ اخبار موجود ہے میرے پاس۔ اس میں اس کی موت کی تفصیل ہے، مَیں تم سے یہی کہنا چاہتا تھا۔ نعمان خان کی صُورتِ حال بڑی سنگین ہے۔ بڑی ہی خوفناک، تم تصوّر نہیں کر سکتے۔"

نعمان خان اخبار میں چھپی ہُوئی خبر کو دیکھ رہا تھا۔ درمیان میں شیران کا چہرہ تھا، نعمان خان کی آنکھوں میں خون اُتر آیا تھا۔ اس کے ہونٹ بھنچ گئے تھے، پھر اُس نے بھرّائی ہُوئی آواز میں کہا۔

"میرا اس شخص سے کوئی خاص تعلق نہیں رہا خان بابا، لیکن وہ بہت مہربان انسان تھا، اُس نے ہمیشہ ایک بزرگ دوست کی طرح میری رہنمائی کی ہے، بے شک یہ آپ کے اشارے پر میرے لیے سب کچھ کر رہا تھا، لیکن خان بابا اس کی انفرادی حیثیت بھی میری نگاہ میں تھی۔ مَیں اس کی موت کو نہیں بھول سکوں گا۔ خان بابا یہ آپ کے اشارے پر اپنا وطن چھوڑ کر آیا تھا جب کہ اپنے وطن میں یہ ایک باعزّت زندگی بسر کر رہا تھا، لیکن یہاں وہ

ہماری وجہ سے اُلجھنوں کا شکار ہو گیا اور ہماری ہی وجہ سے ہمارے دُشمنوں کا شکار ہو گیا، آئیوی بے چاری تنہا رہ گئی، خان بابا آئیوی کہاں ہے؟ میں اس سے تعزیت کرنا چاہتا ہُوں، اسے ہمارے سہارے کی ضرورت ہے؟"

"وہ ابھی غمزدہ ہے، اپنے وطن واپس جانے کے لیے ضد کر رہی ہے، لیکن مجھے یقین ہے تم اُسے سنبھال لو گے تم اُسے سمجھاؤ نعمان خان"۔

"آہ یہ شیران۔ یہ شیران۔ خان بابا میں سخت شرمندہ ہُوں کہ آپ سے کٹ کر رہا، بلاشبہ مجھ سے بہت بڑی غلطی ہُوئی تھی خان بابا میں اس کُتے کو ایسی موت مارنا چاہتا ہُوں کہ اس سے بدترین موت کا تصوّر بھی کسی ذہن میں نہ آ سکے"۔

"دیکھو نعمان خان دل تو میرا بھی یہی چاہتا ہے، لیکن بیٹے تم شاید میری بات کو نہ مانو، میں نے ایک بار دُشمن کو کمزور سمجھ کر اس کے ساتھ لاپرواہی برتی تھی اور اس کے لیے اتنے انتظامات نہیں کیے تھے، جتنے کرنے چاہئیں تھے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ بہزاد سلامن کے بیٹے کے بارے میں مجھے تفصیلات معلوم نہیں تھیں، اگر مجھے علم ہوتا کہ شیران اتنا شاطر اور چالاک نوجوان ہے تو شاید پہلے ہی مرحلے پر مجھے ناکامی نہ ہوتی، میں اس کے شایانِ شان انتظامات کرتا، میں تمھیں دوبارہ پانے کے بعد کسی قیمت پر کھونا نہیں چاہتا، میں تمھاری کسی بھی ضد کے لیے اپنی زندگی قربان کرنے کے لیے تیار ہُوں، کیونکہ میری اپنی زندگی اب میرے لیے بہت زیادہ دلچسپ نہیں رہ گئی، لیکن میں تمھاری زندگی ضرور چاہتا ہُوں۔ میں نہیں چاہتا کہ ہمارا کوئی جذباتی قدم ہمیں کسی پریشانی سے دوچار کر دے، شیران بہت زیادہ قوت حاصل کر چکا ہے، اس کے لیے لمبی پلاننگ کرنا ہوگی۔ بہت بڑے پیمانے پر اس کے لیے عمل کرنا ہوگا، اگر ہم جذباتی طور پر اسی طرح اس پر چڑھ دوڑے جس طرح ایک بار پہلے ہم لوگوں نے کوشش کی تھی تو مجھے خطرہ ہے کہ ہمیں پھر نقصانات سے دوچار ہونا پڑے گا اور اس میں اب نقصان برداشت کرنے کی ہمت نہیں ہے۔ نعمان خان میرے بچّے اب میں کوئی نقصان برداشت نہیں کر سکتا۔

"ٹھیک ہے باباخان، اس بار ہم کوئی احمقانہ اقدام نہیں کریں گے، میں نے تو شیران خان کے بارے میں کچھ اور ہی سوچا تھا، باباخان میں نے ایک عہد کیا تھا اس کے لیے، میں نے سوچا تھا کہ ابھی اُسے قتل نہیں کروں گا، اُسے نگاہ میں رکھوں گا، اور خان بابا اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ابھی تک میں اپنے اس عہد کے لیے کوئی ٹھوس قدم نہیں اُٹھا سکا، میں تو خود ابھی اپنی ہی تعمیر میں مصروف تھا، میری خواہش تھی کہ میرے بھائی ایک بہتر زندگی حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں، میں اُن کے لیے اتنا کر دُوں کہ وہ سکون کی زندگی بسر کر سکیں، اور اس کے بعد میں اپنے مشن کا آغاز کروں، خان بابا میں سب سے بڑا بھائی ہُوں، اپنے باپ کی، اپنی ہنزا خُون کی قیمت مجھے ہی وصول کرنی ہے، مجھے اپنے دُشمنوں سے ہی نمٹنا ہے، میرے بھائی اگر کسی مرحلے پر میرا ساتھ دے سکیں تو ٹھیک ہے ورنہ میں چاہتا ہُوں کہ یہ زندگی کی ہر دلچسپی سے لطف اندوز ہوں اور سکون کی زندگی گزاریں تو خان بابا میں نے تو یہی سوچا تھا کہ شیران کو اس وقت تک موقع دیا جائے جب تک وہ زندگی کے کسی ٹھوس مرحلے میں داخل نہ ہو جائے، وہ شادی کرے، اُس کے بچّے پیدا ہوں اور پھر میں اُسے علی الاعلان قتل کر دُوں، اس کے بچوں کو پروان چڑھنے کا موقع دُوں تاکہ ہماری اولادیں ان بچوں سے اپنے اجداد کے خون کا بدلہ لیں اور وقت فیصلہ کر دے کہ کس نے کس کے خاندان کو ختم کر دیا۔

"بہزاد سلامن فیروز خان کے قتل کے بعد اپنا نام زندہ نہ رکھ سکا، یا پھر فیروز خان کے بیٹے اپنے باپ کا انتقام نہ لے اور فنا ہو گئے۔ میں نے یہ عہد کیا تھا باباجان، لیکن صورتحال اب بہت مختلف ہو گئی ہے اب مجھے آپ کی رہنمائی کی ضرورت ہے، اب مجھے آپ کی رہنمائی چاہیے باباخان"۔

"نعمان خان، بے شک تم نے اِنھی دلیروں کی طرح سوچا جن کی روایات پہاڑوں پر کندہ ہیں، لیکن میں ایک بار پھر کہوں گا میرے بچّے ادوار بدلتے ہیں تو اقدار بھی بدل جاتی ہیں طریقۂ کار تبدیل ہو جاتے ہیں، شیران خان شیطان خان ہے اسے مارلینو جیسی طوفانی قوت کا تعاون حاصل ہے اور مارلینو ایک عظیم سانس ہے، گانگ ہو کے علاقے میں اس نے ایک ایسا جال پھیلا رکھا ہے کہ بس یُوں سمجھو کہ اس جگہ ایک طرح سے اس کی مملکت قائم ہے، شیران اُس کا نائب ہے اُس نے بنکاک میں منشیات کے تمام تاجروں کو قتل کر کے اپنا اقتدار قائم کر لیا ہے اور میں اس بات کا اعتراف کرنے میں عار نہیں سمجھتا نعمان خان کہ اگر میں خود بھی چاہوں تو اس سے کام میں اُلجھنے کے لیے مجھے شدید ترین محنت کرنا ہوگی بلکہ ممکن ہے میں اس میں کامیاب نہ ہو سکوں، کیونکہ اُس نے ایسے ایسے لوگوں کو اپنے راستے سے ہٹا دیا ہے جو یہاں بہت بھیانک سمجھے جاتے تھے، میری اپنی جولانگ ہے اس پر میں نے کسی کو حملہ آور نہیں ہونے دیا، لیکن دُوسری لائن کو اپنے قابو میں کرنے کے لیے مجھے اس بات کا اعتراف ہے کہ شیران کو شکست دینا کافی مشکل ہوگا۔ اس سے تم شیران کی قوت کا اندازہ لگا سکتے ہو، اس نے کئی بار میرا راستہ کاٹنے کی کوشش بھی کی ہے، لیکن میں نے خود کو اس پر ظاہر نہیں کیا لیکن اس بات سے تم مجھے احمق نہ سمجھنا نعمان خان، یہ صرف اور صرف مصلحت پسندی ہے، دُشمن جب ضرورت سے زیادہ طاقتور ہو جائے تو پھر اس پر قوت کا استعمال مناسب نہیں ہوتا، اسے عقل سے مارا جاتا ہے۔ میں خود بھی اتنا ہی جذباتی ہُوں کہ اگر وہ میرے سامنے آ جائے تو شاید میں اپنے آپ کو باز نہ رکھ سکوں، لیکن نعمان خان میرے بیٹے، میرے بچّے، میری خواہش ہے کہ اب جب کہ تقدیر نے ہمیں ایک بار پھر یکجا کر دیا ہے اور مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے کہ جیسے میرا بُرا وقت ختم ہو رہا ہے تو تمھیں کوئی نقصان نہ پہنچے، تم سمجھ داری سے کام کرو، پہلے مکمل صحت حاصل کرو، اس کے بعد اپنے باباخان سے بیٹھ کر مشورہ کرو اور پھر شیران کے خلاف عمل پیرا ہو جاؤ، میں کبھی یہ نہیں کہوں گا نعمان خان کہ شیران کو معاف کر دو، لیکن ہمیں جو کچھ کرنا ہوگا وہ نہایت سوچ سمجھ کر کرنا ہوگا تاکہ شیران ہماری کسی چال کو نہ سمجھ سکے"۔

نعمان خان خاموشی سے اُس کی ساری گفتگو سن رہا تھا، ڈاکٹر برٹو کی موت کا اُسے واقعی صدمہ تھا، وہ جانتا تھا کہ آئیوی کی بُری حالت ہو گی اور درحقیقت اب وہ آئیوی سے اتنا متاثر تھا کہ اُس کے دُکھ کو اپنا دُکھ محسوس کرتا تھا، بہرطور اُس نے کہا۔

"میں اتنا ناکارہ نہیں ہُوں تایا جان، آپ یقین کریں میں بہت کچھ کر سکتا ہُوں، بہرطور میں آپ سے وعدہ کرتا ہُوں کہ آپ کی ہدایت کے مطابق کام کروں گا لیکن آپ کی تنظیم تو خود میرے پیچھے لگ گئی ہے"۔

"اس کی تم پروا مت کرو نعمان خان میں سب ٹھیک کر لُوں گا، میرا کاروبار بے حد وسیع ہے نعمان خان، اور اب میں چاہتا ہُوں کہ میرے بچّے میرے اس کاروبار کو سنبھال لیں۔ میں از سرِ نو تمھیں اس بارے میں تفصیلات بتاؤں گا، فی الحال شیران کو ذہن سے نکال دو، اس پر بس نگاہ رکھی جائے گی کہ وہ کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے، اس کے بعد ایک مناسب وقت ایسا آئے گا جب میں تمھیں اجازت دُوں گا کہ اب صرف شیران کے سلسلے میں فیصلہ کرو"۔

نعمان خان گہری سوچ میں ڈوب گیا تھا، پھر اُس نے گردن ہلاتے ہوئے کہا "ٹھیک ہے باباخان، میں آپ کے حکم کے مطابق عمل کروں گا، اب ہم نے اپنی باگ ڈور آپ کو سونپ دی ہے"۔ بوڑھے بادشاہ خان نے ایک بار پھر نعمان خان کو سینے سے لگا لیا تھا۔ اس کا چہرہ مسرت سے سُرخ ہو رہا تھا۔

★★

گریچر اور میگنیشیا نے بھی اخبارات میں تفصیل دیکھ لی تھی۔ پہلے میگنیشیا نے یہ خبر پڑھی تھی اور پاگلوں کی طرح گریچر کی جانب دوڑی تھی لیکن جونھی وہ گریچر کے کمرے کے دروازے پر پہنچی، گریچر خود بھی بدحواسی کے عالم میں باہر نکلتا ہُوا نظر آیا۔

"گریچر تم نے اخبار؟"

"تو تم دیکھ چکی ہو"۔

"ہاں۔ وہ زندہ ہے، وہ زندہ ہے بھلا وہ کیسے مر سکتا تھا۔ وہ اتنا۔ وہ اتنا" میگنیشیا ہذیانی انداز میں ہنس پڑی اور اس کا چہرہ جوشِ جذبات سے سُرخ ہو رہا تھا۔ پتہ نہیں کیا کیفیت طاری تھی اس پر گریچر نے آگے بڑھ کر اس کا بازو پکڑ لیا۔

"ہاں۔ میگنیشیا وہ زندہ ہے واقعی وہ زندہ ہے اور اُس نے مارلینو کے دُشمنوں میں سے ایک اور کو قتل کر دیا۔ کمال ہے میگنیشیا" میگنیشیا پاگلوں کی طرح ہنس پڑی۔

"خود کو سنبھالو میگنیشیا۔ تمھاری کیا کیفیت ہو رہی ہے؟"

"اوہ۔ اوہ۔ میں شاید برداشت نہیں کر سکی۔ بڑا دُکھ تھا اُس کی موت کا۔ بڑا وحشی انسان ہے بالکل پاگل جنگلی درندوں کی مانند لیکن اس میں ایک کشش ہے۔ گریچر میں اس بات کا اعتراف کرتی ہُوں کہ اس میں ایک ایسی کشش ہے کہ انسان اُسے بُھلا نہیں سکتا۔ اُس نے میری بڑی بے عزتی کی تھی۔ میں اس سے نفرت بھی کر سکتی تھی لیکن یقین کرو کہ کوشش کے باوجود اس سے نفرت نہیں کر سکی۔ اس کی موت سے مجھے اپنا دل خالی خالی محسوس ہو رہا تھا حالانکہ ان ہنگاموں میں ہمارے بے شمار آدمی کام آ جاتے ہیں لیکن اس کی موت میرے لیے ناقابلِ برداشت تھی میں ذہنی طور پر بالکل معطل ہو کر رہ گئی تھی۔ اِن دنوں ہر وقت اُس کا تصوّر دل میں رہتا تھا لیکن وہ زندہ ہے وہ کمینہ۔ وہ کمینہ" میگنیشیا شدّتِ جذبات سے بہک رہی تھی۔ گریچر اُس کے شانے پر تھپکی دینے لگا پھر بولا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں فوراً مارلینو سے رابطہ قائم کرنا چاہیئے"

"بالکل بالکل آؤ" میگنیشیا نے چھلانگ لگائی۔ گریچر ہنستا ہُوا اُس کے پیچھے چلنے لگا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس ٹرانسمیٹر کے نزدیک پہنچ گئے جو طویل ترین رینج کا تھا۔ گریچر نے ٹرانسمیٹر پر مارلینو سے رابطہ قائم کیا اور فوراً ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"مسٹر مارلینو۔ براہِ کرم مسٹر"

"گریچر میں بول رہا ہوں۔ میں خود بھی اسی لیے ٹرانسمیٹر مشین کے پاس آیا تھا کہ تم سے بات کر دوں"

"اوہ جناب شیران۔ شیران زندہ ہے"

"ہاں۔ مجھے اس کی اطلاع مل چکی ہے۔ اُس نے ہانگ کانگ میں ڈاکٹر برٹیو کو قتل کر دیا ہے۔ اُس نے میرے دُوسرے دُشمن کو موت کے گھاٹ اُتار دیا ہے۔ بلاشبہ وہ زندہ ہے میں نے گانگ ہُو سے دس آدمی روانہ کیے ہیں۔ اس کی تلاش میں اس کا تحفظ چاہتا ہوں۔ اُسی کی موت کی خبر نے مجھ پر بجلی گرا دی تھی لیکن یقین کرو اس کی زندگی کی خبر میرے لیے انتہائی خوشی کا باعث ہے۔ تم لوگ کیا کر رہے ہو؟"

"کچھ نہیں جناب۔ آج ہی ہمیں پتہ چلا کہ وہ زندہ ہے اور ہم خوشی سے بے قابو ہو گئے"

"وہ ہے بھی ایسی چیز۔ ویسے گریچر ایک پریشان کُن خبر بھی ہے میرے لیے۔ تم یاتان بردما کی بیٹی کے بارے میں جانتے ہو نا؟"

"آپ سدھاشی کی بات کر رہے ہیں چیف؟"... گریچر نے پوچھا۔

"ہاں۔ اسی کے بارے میں کہہ رہا ہوں۔ سدھاشی کے اور شیران کے معاملات کا تم کو علم ہے۔ دونوں ایک دُوسرے کے دُشمن بن گئے تھے۔ بلاشبہ اگر سدھاشی اُس کے ہاتھ لگ جاتی تو شاید وہ اُسے زندہ نہ چھوڑتا لیکن سدھاشی اس کی نفرت کے باوجود اس سے نفرت نہ کر سکی وہ اُسے بے پناہ چاہتی ہے اور مجھے خدشہ ہے کہ اس چاہت میں وہ کوئی غلط قدم نہ اُٹھا بیٹھی ہو"

"میں سمجھا نہیں جناب"

"سدھاشی وہیں بنکاک میں ہے"

"جی۔ مجھے علم ہے لیکن اُنھوں نے کبھی اپنا پتہ نہیں بتایا ہے مجھے"

"میں بتاتا ہوں وہ برنیو کوانے میں ہے۔ برنیو کوانے اس کوٹھی کا نام ہے جو سدھاشی کی رہائش گاہ ہے۔ میں نے اُس سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی تھی۔ اُس نے شیران کی موت کے بعد مجھ سے کوئی رابطہ قائم نہیں کیا اور اب بھی اس جگہ موجود نہیں ہے۔ میں تقریباً چھ بار کوشش کر چکا ہوں۔ اتنی دیر سدھاشی کا برنیو کوانے سے دُور رہنا ممکن نہیں ہے مجھے خطرہ ہے کہ کہیں اُس نے خودکشی نہ کر لی ہو۔ گریچر تم اور میگنیشیا سدھاشی کو تلاش کرو اور اس کی کوٹھی چلے جاؤ اور وہاں سے اس کے بارے میں جس طرح بھی ممکن ہو معلومات حاصل کر کے مجھے اطلاع دو"

"بہتر جناب۔ میں خود بھی یہ خبر سُن کر پریشان ہو گیا ہوں ویسے شیران کے لیے اور کوئی حکم؟"

"نہیں بے فکر رہو میں ہانگ کانگ کچھ لوگوں کو روانہ کر چکا ہوں۔ ذہین لوگ ہیں شیران کو تلاش کر لیں گے۔ میں اُسے ہانگ کانگ سے گانگ ہُو بلوا رہا ہوں۔ کچھ دن اپنے ساتھ رکھوں گا اور ذہنی طور پر اس کی تربیت کروں گا۔ مجھے اس سے کچھ کام لینا ہے"۔ مارلینو نے کہا۔

"بہتر جناب۔ یہاں کے لیے اور کوئی حکم؟"

"نہیں سدھاشی کے بارے میں میں اطلاع کا منتظر رہوں گا"۔ مارلینو نے جواب دیا اور اس کے بعد رسمی گفتگو ہوئی پھر سلسلہ منقطع ہو گیا۔

گریچر اور میگنیشیا سدھاشی کی تلاش میں نکل گئے تھے۔ برنیو کوانے سنسان پڑی تھی ملازم بھی نجانے کہاں بھاگ گئے تھے۔ پوری کوٹھی کی تلاشی لینے کے باوجود اُنھیں کوئی سُراغ نہ مل سکا تو وہاں سے چلے آئے پھر بنکاک کے چپے چپے پر سدھاشی کو تلاش کیا جانے لگا۔

منشیات کے اڈے سب معمول کے مطابق چل رہے تھے۔ اب یہاں اُلجھن نہیں رہ گئی تھی۔ بڑی باقاعدگی سے مارلینو کے نام پر سپلائی ہوتی تھی اور اسی باقاعدگی سے ان اڈوں سے سیل ہو رہی تھی یہاں بھی سدھاشی کو تلاش کیا گیا لیکن سدھاشی گویا آسمان میں تحلیل ہو گئی تھی۔

گریچر نے مارلینو کو اطلاع دی کہ سدھاشی کہیں بھی بنکاک میں نہیں ہے۔ مارلینو نے تشویش کا اظہار کیا تھا اور ان لوگوں کو حکم دیا تھا کہ بہرطور وہ سدھاشی کی تلاش جاری رکھیں۔

★★

شیران نے آنکھیں کھول کر چمکدار آسمان کو دیکھا لیکن آنکھوں پر کچھ ایسا بوجھ محسوس ہوا کہ اُسے دوبارہ آنکھیں بند کرنا پڑی تھیں۔ اس کا دماغ چکرا رہا تھا۔ کئی منٹ تک اسے کچھ یاد نہ آسکا۔ اُسے یہ احساس بھی نہ ہو سکا کہ وہ کہاں ہے؟ پھر چکراتے ہوئے ذہن کو تھوڑا تھوڑا سہارا ملا اور اُس کے دماغ میں خیالات آنے لگے۔ ہانگ کانگ اپنی رہائش گاہ۔ ڈاکٹر برٹیو کا قتل اور بہت کچھ اس نے چونک کر اطراف میں دیکھا۔ چاروں طرف پہاڑیاں بکھری ہوئی تھیں جن کے درمیان جگہ جگہ سبزہ نظر آ رہا تھا۔ چھدرے سے درخت بھی دُور دُور تک پھیلے ہوئے نے سمجھانے یہ کون سا علاقہ تھا وہ کوشش کے باوجود اُسے نہ پہچان سکا پھر اُس نے اپنے نیچے کی چٹان کو دیکھا۔ ہاں وہ ایک اچھی خاصی بلند چٹان پر لیٹا ہوا تھا اگر وہ سوتے میں نیچے گر پڑتا تو یقینی طور پر ہاتھ یا پاؤں کی کوئی ہڈی ٹوٹ سکتی تھی لیکن میں یہاں کیسے آ گیا۔ اس نے سوچا اسے حسین بیش گویا یاد آئی۔ ہانگ کانگ میں گزرنے والے واقعات یاد آئے لیکن یہ یاد نہیں آسکا کہ یہاں تک کا سفر کس طرح ممکن ہوا۔ ہوٹل یاد تھا اور پھر شاید وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔ کیسے؟ آخر کیسے؟ وہ چٹان پر اُٹھ کر بیٹھ گیا اس کا ذہن کام نہیں کر رہا تھا۔ دفعتاً اُس کی نگاہ چٹان کے نیچے اُٹھ گئی۔ وہاں سامان کا ڈھیر رکھا ہوا تھا۔ چٹان کی دُوسری جانب ایک گھوڑے کے نتھنوں سے نکلنے والی کھرکھراہٹ سُنائی دے رہی تھی گویا گھوڑا بھی موجود ہے۔ اُس نے آخری بار ذہن کو جھٹکا دیا اور چٹان سے نیچے کُود گیا۔

سامان کے قریب پہنچ کر دیکھا۔ کھانے پینے کا سامان وافر مقدار میں موجود تھا۔ کینوس کے دو تھیلے جو گھوڑے پر رکھے جاتے تھے ایک رائفل کارتوس کی پیٹی۔ دُوسری طرف گھوم کر دیکھا تو سیاہ رنگ کا ایک اجنبی گھوڑا کھڑا ہوا تھا۔ یہ ساری چیزیں اس کے لیے تحیر خیز تھیں۔ یہ منظر ایک دم کیسے مکمل ہو گیا۔ کسی نے اُس کے ساتھ یہ چال چلی ہے۔ وہ سوچتا رہا۔ بہرطور کچھ دماغ میں نہ آسکا تو اُس نے ذہن جھٹک دیا۔ یہ ساری باتیں تو زندگی ہوتی ہیں۔ حالات پر اتنا زیادہ حیران ہونا کیا معنی رکھتا ہے۔ بھوک لگ رہی تھی۔ کھانے پینے کی چیزوں میں اُسے بہت سی اپنی پسندیدہ چیزیں مل گئی تھیں اور اس نے آرام سے بیٹھ کر کھائیں۔ زندگی کا کوئی خاص محور تو تھا نہیں کہ اس کے لیے بیٹھ کر پریشان ہوتا۔ جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ پانی پینے کے بعد اُس نے گھوڑے کے قریب پہنچ کر اُس کی گردن تھپتھپائی۔ نزدیک ہی زین رکھی ہوئی تھی۔ اُس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"واہ بھئی واہ۔ دوست نما دُشمن۔ یا دُشمن نما دوست مجھے کیسی عمدہ جگہ چھوڑ گئے ہیں لیکن وہ میٹھی گُڑ کہاں گئی؟ اچھی عورت تھی میری محسن۔ کہیں کسی مصیبت کا شکار تو نہیں ہو گئی کہیں ہانگ کانگ ہی میں تو نہیں پھنس گئی۔

لیکن یہ جگہ کون سی ہے ہانگ کانگ کے اطراف یا کوئی دُور دراز علاقہ۔ یہاں تک پہنچنے کا ذریعہ کیا رہا؟ اس سوال کا کوئی جواب نہیں تھا۔ شیران کے پاس بہرطور گھوڑے پر زین کسنے کے بعد وہ اس پر سوار ہو گیا۔ اُسے کسی بھی سلسلے میں زیادہ فکر نہیں ہوتی تھی۔ گھوڑا پہلے آہستہ آہستہ چلتا رہا اور پھر اس کی رفتار تیز ہو گئی۔ سرسبز علاقہ پیچھے رہ گیا تھا اور اب چٹانی سلسلہ شروع ہو گیا تھا لیکن طاقتور گھوڑے کو ایسے علاقے میں دوڑنے کی کافی مہارت معلوم ہوتی تھی۔ وہ بے تکان دوڑ رہا تھا۔ شیران کی نگاہیں مسلسل اطراف کا جائزہ لے رہی تھیں۔

چٹانی سلسلے کے بعد خوفناک اور پُرہیبت پہاڑ نظر آنے لگے جن کے درمیان چھوٹے چھوٹے درّے آگے جانے کا راستہ تھے۔ سفر جاری رہا اور کافی دیر گزر گئی۔ گھوڑے کے انداز میں اب پہلے جیسی چستی نہیں رہی تھی۔ اس کی رفتار کسی قدر سُست ہو گئی تھی۔ شیران نے فیصلہ کیا کہ تھوڑی دُور اور چلنے کے بعد وہ گھوڑے کو آزادی دے گا اور یہیں کسی پہاڑی غار میں قیام کرے گا۔ اس باقی آدھے گھنٹے میں اُس نے بہت کم سفر کیا۔ ابھی وہ مزید کچھ دُور جانے کا ارادہ کر رہا تھا کہ دفعتاً اُس نے فائروں کی زبردست آواز سُنی۔ اُس نے جلدی سے گھوڑے کی باگیں کھینچ لی تھیں... گھوڑے کے کان بھی کھڑے ہو گئے تھے۔ شیران شور کی سمت کا اندازہ لگاتا رہا پھر اُس نے اپنی رائفل چیک کی۔ پیٹی سے کارتوس نکال کر اُس میں لگائے اور آواز کی سمت بڑھنے لگا۔ فائروں کی آواز پہلے تو زوردار تھی لیکن اس کے بعد کسی حد تک سُست ہو گئی تاہم اب بھی ایک آدھ فائر ہو جاتا تھا اور اس طرح شیران کو اس سمت کا اندازہ ہو رہا تھا۔ پُرہیبت پہاڑی درّوں کے درمیان سے نکل کر وہ ایک کھلے میدان میں پہنچ گیا۔ سامنے ہی اُونچی اُونچی چٹانیں نظر آ رہی تھیں۔ عجیب چٹانیں تھیں یہ۔ بالکل یُوں لگتا تھا جیسے انسانی ہاتھوں نے اُنھیں تراش کر اس جگہ رکھ دیا ہو لیکن ان کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ انسانوں کا تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔

شیران گھوڑے کو میدان میں دوڑاتا رہا۔ مضبوط گھوڑا کافی تھک گیا تھا لیکن مالک کے اشارے پر آگے بڑھ رہا تھا۔ شیران نے اس کی لگام دانتوں میں دبائی اور رکابوں پر کھڑا ہو کر دُور دُور تک دیکھنے لگا لیکن اُسے کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔ اب فائرنگ کی آواز بھی محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ وہ چٹانوں کے قریب پہنچ گیا۔

چٹانوں کا سلسلہ تقریباً ایک فرلانگ تھا۔ اس کے بعد ایک طویل میدان شروع ہوتا تھا اور اس کے تین اطراف اُونچا نیچا پہاڑی سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ ایک سمت جنگل کا سلسلہ تھا جو

نجانے کہاں تک پھیلا ہُوا تھا۔ ممکن ہے وہ لوگ اسی جنگل میں داخل ہو گئے ہوں، شیران نے سوچا لیکن وہ اس علاقے سے بالکل ناواقف تھا۔ بلا سوچے سمجھے جنگل میں داخل ہونا حماقت کے علاوہ اور کچھ نہ ہوتا۔ اسی لیے اُس نے جنگل میں داخل ہونے کا ارادہ ترک کر دیا۔ ویسے اسے بس پُراسرار ہنگامے پر سخت حیرت تھی۔ نجانے آپس میں لڑنے والے کون تھے؟ کہیں اس پیش گو کے ساتھی نہ ہوں، کہیں وہ کسی مصیبت میں نہ پھنس گئی ہو۔ شیران سوچ رہا تھا لیکن پھر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی: اگر وہ کسی مصیبت میں پھنس گئی ہے تو اس سے مجھ پر کیا اثر پڑتا ہے! مَیں نے اس کے کون سے احسانات لیے ہیں۔ گھوڑے سے اُتر کر وہ اس کی باگ پکڑے پیدل ایک سمت میں چل پڑا اور تھوڑی دیر کے بعد اُونچے نیچے ٹیلوں کے نزدیک پہنچ گیا پھر ان ٹیلوں کے نیچے غاروں کے دہانے دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ یہاں تو بے شمار غار پھیلے ہُوئے تھے۔ وہ کسی مناسب غار کی تلاش کرنے لگا۔ بہت سے غار اُس نے اندر سے دیکھے اور پھر ایک روشن و کشادہ غار اُسے پسند آ گیا تھا۔ بڑا سا غار تھا کہ گھوڑا بھی باآسانی اندر داخل ہو سکتا تھا۔ اس کے علاوہ دُوسری طرف سُوراخ تھے جن سے روشنی اور ہَوا اندر آ رہی تھی؛ چنانچہ اس سے عمدہ رہائش گاہ اور کوئی نہیں ہو سکتی۔

وہ گھوڑے کو دہانے سے اندر لے آیا اور پھر اُس نے زین اُتار کر نیچے رکھ دی، اپنا سارا سامان بھی نیچے اُتار لیا تھا۔ تھوڑی دیر تک وہ کچھ سوچتا رہا اور اُس کے بعد گھوڑے کو غار کے دہانے سے ہاتھ مار کر باہر نکال دیا۔ باہر گھوڑے کے لیے مناسب چارے کا بندوبست تھا۔

چٹانوں کی جڑوں میں پھیلی ہُوئی گھاس جو گھوڑوں کی پسندیدہ غذا ہوتی ہے، اُس نے اپنے جُوتے اُتار کر پاؤں پھیلا دیے اب وہ خاصا آسودہ نظر آ رہا تھا۔

کافی دیر تک وہ اسی طرح لیٹا رہا پھر گھوڑے کی تلاش میں باہر نکل آیا۔ گھوڑا کہیں دُور نہ نکل جائے یُوں نہ ہو کہ وہ گھوڑے سے محروم ہو جائے۔ بہرطور اس جگہ مستقل قیام تو نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اطراف میں تھوڑی بہت سیر و تفریح کے لیے گھوڑے کی ضرورت تھی۔ چنانچہ وہ باہر نکل آیا۔ ایک بلند جگہ چڑھ کر اُس نے چاروں طرف نگاہیں دوڑائیں تو اُسے گھوڑا ایک جگہ نظر آیا۔ وہ پانی میں مُنہ ڈالے کھڑا تھا۔ پانی دیکھ کر شیران خوش ہو گیا۔ یہ ایک چھوٹا سا پہاڑی نالا تھا جو کہیں دُور سے بہتا ہُوا آ رہا تھا۔ شاید کسی آبشار سے وہ تیزی سے پانی کی طرف چل پڑا۔ یہاں بھی چٹانیں بکھری ہُوئی تھیں۔ پانی کے قریب پہنچ کر وہ ایک چھوٹی چٹان پر بیٹھ گیا اور مُنہ ہاتھ دھونے لگا۔ دفعتاً اس کی نگاہ پانی کے کنارے ایک دھبّے پر پڑی اور وہ چونک پڑا۔

وہ خون تھا۔ سو فیصد خون تھا۔ شیران نے حیران نگاہوں سے اِدھر اُدھر دیکھا پھر اُس کے قریب پہنچ کر جھک گیا۔

یقیناً خون ہی تھا اور اس میں ابھی تک نمی تھی جس کا مطلب ہے کہ وہ زیادہ پُرانا نہیں ہے۔ وہ چاروں طرف زمین پر نگاہیں دوڑانے لگا۔ تھوڑے ہی فاصلے پر ویسے ہی خون کا دُوسرا دھبّہ نظر آیا اور پھر وہ خون کے دھبّوں کے سہارے سہارے آگے بڑھتا رہا۔ اس کے ذہن میں تجسّس جاگ اُٹھا تھا۔

فائرنگ کی آواز اُس کے ذہن میں جاگ اُٹھی تھی جسے سُن کر وہ یہاں تک پہنچا تھا اور پھر اس کا اندازہ غلط نہیں نکلا خون کے دھبّے تھوڑے تھوڑے فاصلے پر ملتے رہے اور وہ آگے بڑھتا رہا۔ خون کے یہ دھبّے غار کے دہانے پر ختم ہو گئے تھے۔ شیران نے ایک گہری سانس لی۔ وہ زخمی یا مُردہ شخص یقیناً اس غار میں ہو گا جس کے خُون کے یہ دھبّے تھے چنانچہ شیران غار کی طرف بڑھ گیا لیکن ابھی وہ غار کے نزدیک پہنچا ہی تھا کہ دفعتاً اُسے ایک خونخوار دہاڑ سُنائی دی

ایک چوڑا کھانڈا اس کی طرف لپکا۔ شیران صرف اُس کی چمک ہی دیکھ سکا تھا۔

کھانڈا شیران کی گردن سے صرف ایک انچ کے فاصلے سے نکل گیا تھا۔ شیران نے سنبھلنے کی کوشش کی لیکن حملہ آور بہت پُھرتیلا تھا۔ اُس نے فوراً دُوسرا وار کر دیا۔ شیران بمشکل تمام اس وار سے بچا لیکن توازن برقرار نہ رکھ سکا اور نیچے گر پڑا اُس کا نیچے گرنا ہی اُس کی زندگی بن گیا ورنہ شاید اس کی گردن اُڑ گئی ہوتی۔ کھانڈے والے نے بَل کھا کر تیسرا وار کیا۔ تیسرا وار اُس نے شیران کے نیچے گرنے کے بعد کیا تھا لیکن شیران اس بار بھی اُچھل کر ایک طرف ہٹ گیا۔

کھانڈا پتھر پر پڑا اور چنگاریوں کی ایک پُھواری اُبل پڑی جس قوت سے کھانڈا زمین پر پڑا تھا اگر وہ کسی معمولی سے آدمی کے ہاتھ میں ہوتا تو یقیناً چھوٹ جاتا لیکن کھانڈے کے مالک نے اُسے اب بھی نہیں چھوڑا اور پے در پے وار کرتا رہا۔ شیران کو اُٹھنے کا موقع

نہیں ملا تھا البتہ وہ زمین پر لیٹے لیٹے اُچھل اُچھل کر اُس کے وار خالی دے رہا تھا۔ اُس وقت کھانڈے والے کو روکنا اُس کے بس کی بات نہیں تھی۔ رائفل اس کے ہاتھ میں موجود نہیں تھی۔ وہ اسے غار ہی میں چھوڑ آیا تھا۔

شیران نے اب اس کی ہیئت اور شکل و صورت بھی دیکھ لی تھی۔ پستہ قامت اور بھاری بدن۔ بھاری کیا بلکہ اچھے خاصے موٹے بدن کا مالک۔ جسم برہنہ تھا۔ چیتے کی کھال سر پر منڈھی ہُوئی تھی اور ایسی ہی ایک کھال اُس نے زیریں بدن پر پہنی ہُوئی تھی۔ وہ اپنی ناکامی پر جھلّایا ہُوا معلوم ہوتا تھا۔ اس کے حملوں میں تیزی آ گئی اور شیران کو اور زیادہ پھرتی سے کام لینا پڑا۔ یہاں تک کہ کھانڈے والا رُک گیا۔ اسے اس سانپ نما آدمی پر حیرت تھی جو اس کے کسی داؤ کو خاطر میں نہیں لا رہا تھا اور انتہائی پھرتی سے اس کی ہر کوشش کو ناکام بنا رہا تھا۔ اس بار شاید وہ پوری مہارت سے سوچ سمجھ کر وار کرنا چاہتا تھا۔

لیکن اس کا یہ سوچنا سمجھنا ہی اُس کے لیے نقصان دِہ بن گیا۔ دُوسرے لمحے شیران نے اُلٹی جست لگائی اور پیروں پر کھڑا ہو گیا لیکن اُس نے فوراً ہی کھانڈے والے پر حملہ نہیں کیا تھا وہ خاموش تھا اور اُس کے ہونٹ بھنچے ہُوئے تھے۔ شیران نے دفعتاً گھوم کر ایک لات اُس کی تھوڑی کے نیچے رسید کر دی چنانچہ اُس کے نتیجے میں کھانڈے والا پہلے نیچے جُھکا اور پھر چِت گر پڑا۔ شیران اُس کے کھڑے ہونے کا انتظار کر رہا تھا لیکن نیچے گرے ہُوئے آدمی کے چہرے پر بے بسی پھیل گئی۔

اس نے اپنے مدِمقابل سے شکست قبول کر لی تھی۔ شاید اب وہ اپنی ٹانگوں میں کھڑے ہونے کی سکت بھی نہیں پا رہا تھا۔ شیران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اُس نے اپنے ہاتھ جھاڑتے ہُوئے کہا۔ ”کھڑے ہو جاؤ۔ مَیں تمھاری زندگی نہیں لینا چاہتا۔“

نیچے پڑے ہُوئے آدمی نے شیران کو دیکھا اور پھر وہ دونوں ہاتھ لگا کر اُٹھنے کی کوشش کرنے لگا۔ بھاری بدن کی وجہ سے اُسے اُٹھنے میں دقّت ہُوئی تھی بہرطور وہ اُٹھ کر بیٹھ گیا۔

شیران دونوں ہاتھ باندھ کر ایک چٹان سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا تھا۔

”شاید تم زخمی ہو؟“ اُس نے کہا اور کھانڈے والے کو اب اپنے زخم کا احساس ہُوا۔ اُس کے شانے کے نیچے گولی کا نشان نظر آ رہا تھا۔

”ہاں۔ تم لوگوں نے تنہا مجھ پر حملہ کیا تھا اگر میرے آدمی روانہ ہو گئے ہوتے تو مَیں دیکھتا کہ تم میں سے کون بچ کر نکلتا ہے۔“

”ہوں۔ کون ہو تم؟ کیا نام ہے تمھارا؟“ شیران نے کسی قدر نرم لہجے میں سوال کیا۔

”جانتے ہو۔ تم مجھے اچھی طرح جانتے ہو۔ کنگ لوئی نے تم پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا ہے۔ سیبرا کتّے کی موت مارا گیا۔ اُسے ایک بہادر نوجوان نے گوشت کے ایک ٹکڑے کے لیے قتل کر دیا تھا اور اس کے بعد بُزدل کتّو تم کنگ لوئی سے انتقام لینا چاہتے ہو اس کا!“

”سیبرا!“ شیران چونک پڑا۔

”ہاں۔ مگر تم اس طرح بننے کی کوشش کیوں کر رہے ہو؟“

”کیا تم سیبرا کے ساتھیوں میں سے نہیں ہو۔ کنگ نے کہا اور شیران نے فلک شگاف قہقہہ لگایا تھا۔

”کیا نام بتایا تم نے اپنا؟“ شیران نے ہنستے ہُوئے پوچھا۔

”کنگ لوئی۔ تم اس طرح کیوں ہنس رہے ہو؟ کیا تم مجھ سے ناواقف ہو؟“

”ہاں۔ کنگ لوئی۔ نہ میرا تعلق سیبرا سے ہے اور نہ مَیں کنگ لوئی کو جانتا ہُوں۔ مَیں تو خود ان علاقوں کے لیے اجنبی ہُوں البتہ سیبرا کو مَیں اس حد تک جانتا ہُوں کہ وہ میرے ہاتھوں مارا گیا تھا۔“

”تمھارے ہاتھوں؟“ کنگ لوئی اُچھل پڑا۔

”ہاں۔ مَیں بہت بھوکا تھا اور وہ لوگ گوشت بھون کر کھا رہے تھے۔ مَیں نے اُن سے اپنا حصّہ مانگا جو اُنھوں نے نہیں دیا چنانچہ مَیں نے اُنھیں ہلاک کر کے اپنا حصّہ وصول کر لیا۔“

”اوہ۔ اوہ۔ تو وہ تم ہو۔ کیا واقعی وہ تم ہو؟“ کنگ لوئی کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

”ہاں۔ کنگ لوئی۔ مجھے تم سے مل کر بہت خوشی ہُوئی، لیکن افسوس ہم بہت غلط حالات میں ملے۔ سیبرا سے تمھاری کیا دُشمنی تھی؟“

”وہ۔ میرے نام سے کانپتا تھا۔ ان علاقوں میں اُس نے شدید لُوٹ مار مچائی ہُوئی تھی اور تباہی پھیلائی ہُوئی تھی، صرف کنگ لوئی تھا جو اس کے آڑے آتا تھا اور جہاں کنگ لوئی پہنچتا تھا۔ سیبرا وہاں سے فرار ہو جاتا تھا۔ وہ خود کو بہت وحشی اور خوفناک سمجھتا تھا لیکن مَیں نے اُسے چھٹی کا دُودھ یاد دلا دیا تھا مَیں اس کی قوت کم کرتا جا رہا تھا اور وہ عرصہ دراز سے میری تاک میں تھا لیکن مجھے افسوس ہے درست کہ وہ تمھارے ہاتھوں مارا

گی، حالانکہ میں اُسے اپنے ہاتھوں سے قتل کرنا چاہتا تھا۔"

"چلو۔ یونہی سمجھ لو اگر تم بھی سیبرا کے دُشمن ہو اور سیبرا تمھارا دُشمن تھا تو پھر شیران تمھارا دوست ہے۔"

"شیران"۔ کنگ لوئی نے عجیب سے انداز میں گردن ہلا کر کہا اور پھر اپنا ڈبل روٹی جیسا ہاتھ آگے بڑھا دیا۔

"اگر تم سیبرا کے قاتل ہو تو پھر میں تم سے دوستی پر فخر محسوس کروں گا اور مجھے افسوس ہے کہ میں غلط فہمی میں تم پر کھانڈے سے وار کرتا رہا۔"

"اور مجھے خوشی ہے کہ ایک بہادر آدمی سے میری دوستی ہوئی۔" شیران نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر گرمجوشی سے دباتے ہوئے کہا۔

"بہادر تم بھی ہو دوست، میرے کھانڈے کے وار سے بچنا کسی عام آدمی کے لیے ناممکن ہوتا ہے ہر چند کہ میں زخمی تھا اور میرے وار بھرپور نہیں تھے لیکن اس کے باوجود جب میں تم سے جنگ کرنے کے لیے نکل آیا تھا تو مجھے اپنے اس زخم کا احساس بھی نہیں رہا تھا لیکن تم نے میرے سارے وار بچائے بلکہ مجھے شکست بھی دے دی۔"

"ارے نہیں۔ میں اسے شکست نہیں سمجھتا کنگ لوئی تم زخمی تھے اگر تم زخمی نہ ہوتے تو یقیناً میرے لیے پریشانی کا باعث بنتے۔"

"مگر تم کون ہو جوان؟ اور اس طرف کیسے آ نکلے؟"

"میں قبائلی ہوں۔ بس اپنے دُشمنوں سے لڑتا جھگڑتا اِدھر نکل آیا لیکن ایک بات بتاؤ تمھیں یہ کیسے معلوم ہُوا کہ میں نے سیبرا کو گوشت کے ایک ٹکڑے کے لیے قتل کیا تھا۔" شیران نے پوچھا۔

"اوہ۔ ان پہاڑوں میں ایک پیش گو عورت رہتی ہے اُس نے مجھے بتایا تھا کہ سیبرا قتل ہو گیا ہے۔"

"کب؟"

"کافی دن ہُوئے۔ میں اس کا معتقد ہُوں۔ ایک بار راستے سے گزرتے ہُوئے میں نے اس کے غار میں اس سے ملاقات کی تھی۔"

"کمال ہے۔ میں بھی تو اس کے ساتھ ہی تھا۔"

"ہاں اُس نے ایک ایسے شخص کے بارے میں بتایا تھا مجھے لیکن تم اس وقت شکار کرنے گئے ہُوئے تھے۔ مجھے کسی کام سے جانا تھا اسی لیے میں رُک نہ سکا۔"

"اوہ لیکن اب وہ عورت ان غاروں میں موجود نہیں ہے۔ وہ غار یہاں سے کتنے فاصلے پر ہیں؟"

"ان کا فاصلہ تو بہت ہے میرے دوست ہمیں ایک طویل سفر کرنا ہوگا۔ میرا زخم ٹھیک ہو جائے اور اگر تم اس طرف جانا چاہو گے تو میں تمھیں اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔"

"نہیں مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ ویسے تمھاری بستی کہاں ہے؟" شیران نے کہا۔

"میں تمھیں اپنے بارے میں بہت کچھ بتاؤں گا۔ بہت کچھ۔ آؤ غار میں آؤ۔" کنگ لوئی نے کہا اور اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہُوا۔

"ٹھہرو۔ پہلے میں تمھارے زخم کو دیکھ لوں۔"

"اوہ نہیں گولی گوشت ہی میں رہ گئی ہے لیکن میں اپنے زخم کسی کو دکھانا پسند نہیں کرتا۔" کنگ لوئی نے کہا۔

"میں تمھارا دوست ہُوں۔"

"مجھے شرمندہ مت کرو میرے دوست۔ ہم لوگ اپنے زخموں کو دوسروں سے ٹھیک نہیں کراتے خود ہی ان کا علاج کر لیتے ہیں" کنگ لوئی نے جواب دیا اور واپس پلٹ پڑا۔ شیران شانے سکوڑ کر رہ گیا تھا۔

بہرحال وہ کنگ لوئی کے ساتھ اس غار میں داخل ہو گیا جس غار سے نکل کر کنگ لوئی نے اس پر حملہ کیا تھا۔ یہ بدنما انسان شیران کو خاصا پسند آیا تھا اگر اس کے جنگ کرنے کا انداز اتنا دلیرانہ نہ ہوتا تو شاید اس کی شخصیت شیران کے لیے بالکل قابلِ توجہ نہ ہوتی لیکن کھانڈے کے جو وار شیران کو بچانا پڑے تھے، اُنھوں نے اسے چھٹی کا دُودھ یاد دِلا دیا تھا اور اسی وجہ سے شیران اُس سے متاثر ہو گیا تھا۔ کنگ لوئی غار میں داخل ہُوا تو یوں لگتا تھا جیسے یہ غار اُس نے پہلے سے اپنے لیے منتخب کر رکھا ہو ورنہ کسی ہنگامے کے بعد اتنے ساز و سامان کے ساتھ آنا ناممکن تھا۔

غار میں اچھے خاصے سامان کے ڈھیر لگے ہُوئے تھے شیران نے تعجب سے اُنھیں دیکھا اور بولا۔ "ان میں کیا ہے!"

"گھاؤ یخ۔" کنگ لوئی اپنے مخصوص انداز میں بولا اور شیران نے تعجب سے اس کی صُورت دیکھی۔

"کیا مطلب۔ یہ گھاؤ یخ کیا ہوتا ہے؟"

"اوہ۔ کچھ نہیں۔ کچھ نہیں، میرا تکیہ کلام ہے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ یہ سامان میرا ہے۔ میں ان علاقوں میں سفر کرتا رہتا ہُوں۔ یہاں تھوڑے تھوڑے فاصلوں پر بہت سے ایسے غار موجود

ہیں جہاں میرا سامان رکھا ہُوا ہے۔ کبھی کبھی یُوں ہوتا ہے کہ ہم بھٹکتے ہُوئے کسی جگہ پہنچ جاتے ہیں اور وہاں ہماری ضروریات کی چیزیں ہمیں نہیں ملتیں چنانچہ میں نے ان علاقوں میں یہ بندوبست کر رکھا ہے۔"

"اوہ۔ کمال ہے بہت خوب۔" شیران پتھر کے ایک ٹکڑے پر بیٹھ گیا۔ کنگ لوئی اس سامان کے قریب پہنچ گیا تھا پھر اُس نے اس سامان میں سے کچھ چیزیں نکالیں پھر اُس نے ایک گیس لیمپ جلایا جس سے غار میں اچھی خاصی تیز روشنی پھیل گئی۔ اس کے بعد اُس نے ایک لمبا چاقو نکالا اور پھر وہیں آگ روشن کرنے لگا... آگ روشن ہُوئی تو اس نے چاقو اس پر رکھ دیا۔ شیران سمجھ گیا تھا کہ وہ کیا کرنا چاہتا ہے بہرطور کنگ لوئی ان باتوں سے شیران کو متاثر نہیں کر سکتا تھا کیونکہ اس سے بڑا وحشی اس کے سامنے موجود تھا۔

کنگ لوئی نے اپنے بازو میں چاقو سے شگاف ڈال کر اُس میں سے ایک خُون آلود گولی نکالی۔ پتہ نہیں اس سلسلے میں اُس نے کیا کارروائی کی تھی۔ ظاہر ہے یہ سارا ڈرامہ شیران کو متاثر کرنے کے لیے کیا گیا تھا ممکن ہے کنگ لوئی بھی درندہ صفت اور اذیت پسند ہو۔ صرف اس ڈرامے کی خاطر اُس نے اپنا بازو زخمی کر لیا ہو یا پھر یہ گولی مصنوعی تھی۔ چھوٹا سا شگاف ضرور لگایا گیا تھا بازو میں لیکن گولی چالاکی سے کنگ کی اُنگلیوں میں دَبی ہُوئی وہاں تک پہنچ سکی تھی۔ اور پھر خُون میں ڈوب بھی سکتی تھی۔ بہرصُورت مسئلہ کچھ بھی ہو کنگ لوئی اپنے طور پر شیران کو متاثر کر رہا تھا لیکن شیران ایسی چیزوں پر زیادہ توجہ نہیں دیتا تھا۔ وہ غار میں چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ کنگ لوئی نے اپنے بازو پر ٹیپ چپکائے اور پھر ہاتھ صاف کر کے بیٹھ گیا۔

"ہاں دوست۔ تمھیں کھانے پینے کے لیے کچھ پیش کیا جائے۔"

"نہیں کھانے پینے کا سامان میرے پاس کافی مقدار میں موجود ہے۔" شیران نے جواب دیا۔

"اچھا۔ تو پھر میری طرف سے یہ کچھ تحائف قبول کرو۔"

"لیکن ان کی ضرورت کیا ہے کنگ لوئی؟"

"ہے۔ ہم جب خلوصِ دل سے کسی کو اپنا دوست بناتے ہیں تو اُسے کوئی تحفہ ضرور پیش کرتے ہیں۔" کنگ لوئی نے کہا۔ اپنے سامان میں سے اُس نے تین ہیرے نکالے تھے۔ پہلے وہ کسی بٹوے میں بند تھے لیکن باہر نکلتے ہی اُن کی آب و تاب سے غار میں ایک عجیب سی روشنی پھیل گئی۔ شیران نے دلچسپی سے ان ہیروں کو دیکھا اور ہنس پڑا پھر بولا۔

"مجھے افسوس ہے دوست لیکن ان چمکدار پتھروں سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ ایک تیز دھار خنجر کی چمک ان ہیروں سے زیادہ قیمتی معلوم ہوتی ہے۔" کنگ لوئی کے ہاتھ کی مٹھی بند ہو گئی۔ اُس کے چہرے پر ایک لمحے کے لیے عجیب سے آثار نظر آئے تھے پھر اُس نے متاثرانہ انداز میں گردن ہلاتے ہُوئے کہا۔

"ہاں۔ ٹھیک کہا تم نے۔ بہادر ہیروں کی چمک کو نہیں تلوار کی چمک کو پسند کرتے ہیں لیکن افسوس اس وقت میں تمھیں تمھارے شایانِ شان تحفہ پیش نہیں کر سکتا۔" کنگ لوئی نے ہیرے واپس اسی سامان میں ڈال دیے پھر اُس نے مزید اپنی گٹھڑی کو ٹٹولا اور اس میں سے ایک تیز آبدار خنجر نکال کر شیران کو پیش کیا۔

"یقیناً یہ تمھیں پسند آئے گا۔" خنجر کے دستے پر ننھے ننھے ہیرے جڑے ہُوئے تھے۔ شیران نے خنجر ہاتھ میں لے کر دیکھا اُنگلی سے اُس کی دھار کو آزمایا اور پھر مُسکرا کر بولا۔ "ہاں یہ تحفہ اُس تحفے سے زیادہ قیمتی ہے لیکن اس کے جواب میں، میں تمھیں کوئی تحفہ نہیں پیش کر سکتا کیونکہ میرے قبیلے کی یہ رسم نہیں ہے۔"

کنگ لوئی ہنسنے لگا۔ اس نے اپنے دونوں دانت ہونٹ پر رکھے اور پھر بلی کی سی منمناتی آواز میں بولا۔ "گھاؤ یخ۔"

بادشاہ خان نے اُن کے سامنے اپنا کلیجہ کھول کر رکھ دیا تھا۔ اُس نے اپنے تمام حسابات، بینک بیلنس، اور دُنیا میں پھیلے ہُوئے تمام کاروبار کے بارے میں نعمان خان کو تفصیلات بتا دی تھیں۔ اُس کے پاس کروڑوں روپے کی دولت تھی۔ اتنی دولت کہ نعمان خان تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اُس نے تمام کاغذات نعمان خان کے سامنے ڈال دیے اور بھاری لہجے میں بولا۔

"یہ سب کچھ تمھارا ہے میرے بچو۔ صرف تمھارا۔ میں نے نجانے کیا کیا جتن کر کے یہ کاروبار پھیلائے ہیں۔ تم کیا سمجھتے ہو میری اپنی ذات کے لیے اس میں کیا ہے، میں بلاشبہ اچھی صحت کا مالک ہُوں لیکن بالآخر عمر کا یہ سفر ایک دن ختم ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد یہ سب کچھ میرے کس کام کا لیکن اس کے باوجود میں چاہتا ہُوں کہ یہ سب اسی طرح رہے۔ بادشاہ خان کو ایک بین الاقوامی شہرت حاصل ہے اور اب جب کہ تم غلط فہمیوں کے عمیق سمندر سے نکل آئے ہو تو بادشاہ خان بڑے فخر و غرور کے ساتھ اعلان کرتا ہے کہ اس کی تمام دولت۔ تمام اثاثے اور اُس کے تمام مفادات تمھارے لیے ہیں۔ تم اگر چاہو تو میں اُنھیں باقاعدہ

تمھارے نام منتقل کر دُوں۔ مجھے اس میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ مَیں نے کمایا ہی تمھارے لیے ہے۔ اس دولت کو دیکھنے کے بعد نعمان خان تمھارے ذہن سے یہ تصور ختم ہو جانا چاہیے کہ تم قلاش یا ضرورت مند انسان ہو تم اور تمھارے تمام بھائی ساری زندگی عیش و عشرت سے بسر کر سکتے ہیں لیکن نعمان خان زندگی میں دولت ہی سب کچھ نہیں ہوتی انسان کا اپنا ایک وجود بھی ہے۔ اگر تم اس دولت کو خرچ کرنے بیٹھ جاؤ تو شاید تمھاری اور تمھارے بھائیوں کی تمام زندگی کے لیے کافی ہو لیکن اس کے بعد تم اپنے آپ کو زندہ نہیں کہہ سکتے۔ بادشاہ خان کا بھی یہ اصول رہا ہے تم لوگ مجھ سے ناراض ہو گئے تھے۔ ساری دُنیا میں، مَیں نے تمھاری تلاش کے لیے کوششیں شروع کر دی تھیں اور ہر طرح میں تمھیں تلاش کرنے کی فکر میں تھا۔ میرا مقصد یہ نہیں تھا کہ مَیں تمھیں حاصل کر کے اپنی تحویل میں لے لوں بلکہ مَیں صرف تمھارا تحفظ چاہتا تھا بہرحال

ڈاکٹر بریٹو نے مجھے اس کی اطلاع دی تو میرا دل مسرت سے اُچھل پڑا تھا۔ مَیں جانتا تھا بیٹے کہ ایک نہ ایک دن یہ غلط فہمی تمھارے ذہنوں سے نکل جائے گی اور تم اپنے بابا خان کے پاس واپس آ جاؤ گے اور اسی لیے میری جدوجہد میں کوئی فرق نہیں آیا۔ نعمان خان مَیں جو کچھ کر رہا ہوں اور جو کرنا چاہتا ہوں وہ تمھاری نسلوں کے لیے کافی ہے۔ ان پہاڑوں میں ہماری عظمت کے چراغ روشن رہنے چاہئیں۔ وقتی طور پر ہم ادھر اُدھر بکھر رہے ہیں لیکن ایک وقت ایسا آئے گا جب ہم انھی پہاڑوں میں فروکش ہو جائیں گے اور پھر ہمارا خاندان پہاڑوں کا حکمران خاندان کہلائے گا مجھے تم اور اس کے بعد ہماری کئی نسلیں ان علاقوں پہ حکمران رہیں گی یہی میرا منصوبہ ہے اس سے تم نے اندازہ لگا لیا ہو گا نعمان خان کہ تم عام قسم کے مجرم یا اسمگلر نہیں ہو بلکہ تمھارا مرتبہ تو بہت بلند ہے۔ مَیں نے جو کچھ کیا ہے اُس میں میرے مدِ نظر یہی بات تھی کہ میں اپنے کمائے ہوئے شہرت کے اثاثے تمھارے سپرد کر کے گوشہ نشین ہو جاؤں گا۔ بہر طور وقت کی لگام کسی کے ہاتھ میں نہیں ہوتی جو کچھ جس طرح ہونا تھا اسی طرح ہوا اس میں کوئی تبدیلی نہ میرے لیے ممکن تھی نہ تمھارے لیے میں غلط فہمیوں

کا طویل صحرا عبور کرنا تھا اور بالآخر اپنی منزل پر پہنچ جانا تھا۔ سو پہنچ گیا۔ اب مَیں چاہتا ہوں کہ تم میرے مقصد کے لیے کام کرو۔ یہ تنظیم جس سے میں منسلک ہوں ایک بہت بڑے ملک کی تنظیم ہے۔ وہ ملک ہمارا پُشت پناہ ہے اور وہی ملک ہمارے لیے بہت کچھ کرنا چاہتا ہے۔ یہ بات بالکل اتفاقیہ ہے کہ گل خان تمھارے

پاس پہنچا اور اُس نے تمھیں اپنی غداری کی کہانی سُنائی۔ ہاں نعمان خان میں اسے غداری کی کہانی سُناؤں گا کیونکہ اُس نے ساری زندگی اس تنظیم سے اپنے مفادات حاصل کیے ہیں اور اپنے خاندان کو بہتر زندگی فراہم کی ہے۔ اس کے بعد تنظیم کے مقاصد سے انحراف کرنا کسی طرح اُس کے لیے مناسب نہیں تھا۔ تمھیں جو تکلیف پہنچی تنظیم سے نہیں بلکہ گل خان کے رویّے سے پہنچی۔ تنظیم اس سلسلے میں ناواقف تھی۔ مَیں نے اس سلسلے میں اپنا پیغام نوٹ کرا دیا ہے۔ بہت جلد مجھ سے رابطہ قائم کیا جائے گا اور مَیں تمھارے بارے میں اُن کو تفصیلات مہیا کر دُوں گا لیکن نعمان خان میں چاہتا ہوں کہ تم ذہنی طور پر خود کو اس کے لیے تیار کرو۔ ہمارا یہ کاروبار جو ساری دنیا میں پھیلا ہوا ہے ممکن ہے مَیں تمھیں اور تمھارے بھائیوں کو اس سلسلے میں ایک سروے کرنے بھیجوں لیکن اتفاق کی بات یہ ہے کہ ہمارے سامنے بہت سے مسائل ایک ساتھ آ کھڑے ہوئے ہیں اگر بہزاد سلامن کا بیٹا شیران بچ رہا اور کسی ایسے کونے میں رُوپوش ہو گیا جہاں ہم اُسے تلاش کرنے میں ناکام رہے تو ہمارے سینوں پر ایک داغ رہے گا اگر ہم ان سب کو ختم کر دیں جو ہمارے معاملات سے واقف ہیں تب بھی ہمارے ضمیر پر ایک داغ رہے گا کہ ہم اپنی خاندانی روایتوں کو نبھا نہ سکے۔ میں شیران کی تلاش میں ہوں بالآخر ایک نہ ایک دن وہ کوئی غلطی کر بیٹھے گا اور ہمارے جال میں پھنس جائے گا لیکن مَیں چاہتا ہوں کہ اس دوران تم اپنے آپ کو ایک مکمل اور مضبوط چٹان کی مانند بنا لو اور شیران کو تمھارے سامنے آ کر یہ احساس ہو جائے کہ انسان پہاڑ سے نہیں ٹکرا سکتا جب اُسے اپنی بے بسی کا احساس ہو گا تو وہ خود ہی مر جائے گا اور پھر ہم اُس کی لاش لے کر تراب زان پہنچیں گے۔"

"بابا خان مَیں خود کو آپ کے حوالے کر چکا ہوں آپ جس طرح بھی حکم دیں گے مَیں حاضر ہوں۔" نعمان خان نے کہا۔

"تو ٹھیک ہے بیٹے اب تم بالکل تندرست ہو چکے ہو اگر تم چاہو تو ان سارے معاملات کو اپنے ہاتھ میں لے اور اگر نہ چاہو تو تھوڑے دن آرام کرو مَیں یہ سارے کام خود ہی کر لوں گا بلکہ بہتر یہی ہے کہ ابھی تک بنکاک اور اس کے اطراف میں سیر و تفریح کرو۔ اس دُنیا کو دُوسری نگاہ

سے دیکھو فی الحال تمھیں کوئی چھوٹا موٹا کام کرنے کی ضرورت نہیں ہے یہ بچی جو میرے دوست ڈاکٹر بریٹو کی ہے یورپ واپس جانا چاہتی ہے لیکن میری رائے ہے کہ ابھی اسے نہ جانے دو۔ میں بریٹو کا احسان بھی سر سے اُتارنا چاہتا ہوں۔ مَیں اس بچی کو اپنے ساتھ ایک مقام دینا چاہتا ہوں اور مجھے یہ احساس ہے کہ یہ تمھیں بھی پسند ہے۔" نعمان خان نے گردن جھکا دی تھی۔ "بہر صورت ان الفاظ کے ساتھ میں تمھیں بتا چکا ہوں کہ تمھیں کیا کرنا ہے۔"

"بابا خان۔ شیران کا معاملہ اگر آپ میرے اُوپر چھوڑ دیں تو زیادہ مناسب ہو گا۔"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے بیٹے لیکن وہ ایک خطرناک انسان ہے ہمیں حقیقتوں کا اعتراف کرنے سے گریز نہیں کرنا چاہیے۔ اس پر کوئی اوچھا وار مت کرنا جب بھی کوئی پروگرام بناؤ اپنے اس بُوڑھے تایا کو اس میں شامل کر لینا تاکہ اس کا تجربہ تمھارا رہنما رہے۔ یہ الفاظ کہتے ہوئے مجھے بعض اوقات بڑی سی شرمندگی بھی محسوس ہوتی ہے لیکن مَیں اس کی پروا اس لیے نہیں کرتا کہ شرمندہ مَیں اپنے بچوں کے سامنے ہوں تم سمجھ گئے ہو گے کہ مَیں شیران کے بچ جانے کی طرف اشارہ کر رہا ہوں۔"

"جو گزر چکی بابا خان ہم اُسے دُہرانا نہیں چاہتے۔" نعمان خان نے کہا۔

"بہت بہت شکریہ میرے بیٹے۔ تم نے خلوصِ دل سے مجھے معاف کر دیا ہے۔ میرے لیے اس سے بڑی خوشی کی بات اور کوئی نہیں ہو سکتی۔" بوڑھا خان چلا گیا لیکن نعمان خان کو بادشاہ خان کی اس تبدیلی پر بڑی حیرت تھی۔ بادشاہ خان پہاڑوں کا شہنشاہ ہمیشہ آگ و خون کی زبان میں گفتگو کرتا تھا۔ دُنیا میں شاید ہی کسی کے سامنے اُس نے نرم لہجے میں بات کی ہو لیکن اس کے اندر بڑی تبدیلیاں پیدا ہو گئی تھیں۔ ان بچوں کے سامنے اب وہ بُجھا بُجھا نظر آتا تھا۔ نعمان خان کو خود بھی شرمندگی ہونے لگی تھی اس نے دل ہی دل میں سوچا کہ بادشاہ خان کو اب کبھی شکایت کا موقع نہیں دے گا۔ آئیوی ابھی تک یہیں مقیم تھی۔ اس کی زندگی دُکھ بن کر رہ گئی تھی۔ بہر صورت نعمان کے سامنے ابھی تک کوئی مشن نہیں تھا۔ اس لیے اُس نے آئیوی کی دلجوئی کا فیصلہ کر لیا۔ اُسے ساتھ لیا اور سیر و تفریح کے لیے نکل کھڑا ہوا۔ بنکاک کی حسین سڑکیں، گلیاں اور بازار اس کے سامنے تھے۔ مغموم آئیوی کو ہر طرح سے بہلانے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہ

دن رات سیر و تفریح کے پروگرام بناتا رہتا۔ گو اس پروگرام میں اس کے بھائی شریک نہیں ہوتے تھے کیونکہ اُن کے اپنے مشاغل مختلف تھے اور بڑے بھائی کا احترام وہ باپ ہی کی طرح کرتے تھے۔ نعمان خان خود بھی آئیوی کے ساتھ ان سے ذرا دُور رہنا چاہتا تھا۔ اس شام بھی وہ بنکاک کے نواح میں ایک خوبصورت علاقے میں سیر کے لیے آئے تھے۔

آئیوی ابھی تک اپنے ذہن سے باپ کی موت کا غم نہ جھٹک پائی تھی۔ اس کی آنکھوں میں افسردگی کی لہریں رقصاں رہتی تھیں۔ نعمان خان اُسے بہلانے کے لیے ہر ممکن کوشش کرتا رہتا تھا۔ لیکن ابھی تک آئیوی کے انداز میں وہ کوئی خاص تبدیلی پیدا نہیں کر سکا تھا۔ اس وقت بھی اُس نے آئیوی کی شکل دیکھی اور مُسکرا کر بولا۔

"منظر بہت خوبصورت ہے آئیوی۔ تم اس سے بالکل متاثر نہیں معلوم ہوتیں۔" آئیوی نے نگاہیں اُٹھا کر نعمان خان کی طرف دیکھا اور پھر اُس کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے۔

"نعمان خان۔ میرے لیے اب اس دُنیا میں کوئی دلکشی نہیں رہی ہے مَیں اپنا سب کچھ کھو چکی ہوں نعمان خان۔ کیا تم میرے اُوپر ایک احسان کرو گے؟"

"کیسا احسان آئیوی؟"

"نعمان خان مجھے یورپ واپس پہنچا دو۔"

"آئیوی، مَیں تمھیں اپنی زندگی میں شامل کرنے کا فیصلہ کر چکا ہوں۔ کیا تمھیں اس سے انحراف ہے؟"

"نہیں نعمان خان، مجھے اس سے انحراف نہیں ہے۔ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ مَیں تمھیں دل و جان سے چاہتی ہوں، لیکن میں اب ان علاقوں میں نہیں رہنا چاہتی۔ مَیں ہر قیمت پر یہاں سے نکل جانا چاہتی ہوں۔ مجھے اب ان علاقوں سے وحشت ہونے لگی ہے۔"

"میری موجودگی کے باوجود؟" نعمان خان نے کہا۔

"ہاں نعمان خان۔ تم اگر میرے ساتھ یورپ چل سکتے ہو تو ٹھیک ہے ورنہ اتنی مہربانی میرے اُوپر ضرور کر دو کہ مجھے یورپ بھجوا دو۔"

نعمان خان عجیب سی نگاہوں سے آئیوی کو دیکھنے لگا۔ پٹھان آدمی تھا بلاشبہ آئیوی کا ایثار اسے متاثر کر چکا تھا لیکن طویل عرصے کے بعد بادشاہ خان ملا تھا اور پھر وہ اپنی زندگی کے

بارے میں یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ کل کیا ہو۔۔۔۔ آئیوری کو اُس نے بلاشبہ ہمیشہ اپنے ساتھ رکھنے کا فیصلہ کیا تھا لیکن اگر وہ نہیں چاہتی تو نعمان خان اپنے مشن کو ترک نہیں کرسکتا تھا۔

شیران اُس کے دِل میں ایک کانٹے کی طرح پیوست تھا جب تک وہ اس کانٹے کو نہ نکال پھینکتا سکون کے لمحات نہیں گزار سکتا تھا۔ اُس نے سنجیدہ لہجے میں آئیوری سے کہا۔

"آئیوری تمھیں اپنی زندگی کے بارے میں فیصلہ کرنے کا پُورا پُورا حق ہے اور مَیں تم سے تمھارے اس حق کو چھیننا نہیں چاہتا لیکن آئیوری میری زندگی کا طویل سفر ابھی باقی ہے۔۔ مَیں جس مقصد کے لیے اپنی زندگی وقف کرچکا ہُوں اس کے بعد ہی کسی دُوسری طرف توجہ دے سکتا ہُوں اگر تم واپس جانا چاہتی ہو تو ٹھیک ہے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ مَیں تمھیں یورپ بھجوانے کا انتظام کردُوں گا۔ میرا خیال ہے بابا خان میری بات سے اختلاف نہیں کریں گے۔"

"تمھارا بہت شکریہ نعمان خان۔ یورپ میں میرے اب بھی اتنے دوست ہیں کہ میں اُن کے درمیان خود کو مطمئن کرسکتی ہوں۔ مَیں وہاں بیٹھ کر اپنے غم کا ماتم کروں گی۔"

"تمھاری مرضی آئیوری۔ مَیں کسی عورت کو اس بات پر مجبور نہیں کرسکتا کہ وہ میری ذات کے لیے اپنی ذات تج دے۔"

نعمان خان نے جواب دیا اور پھر وہ واپسی کے لیے تیار ہوگیا۔ آئیوری خاموش تھی وہ نعمان خان کی سنجیدگی کو محسوس کررہی تھی لیکن یہ حقیقت تھی کہ یہاں رہ کر لمحہ لمحہ اُسے اپنا باپ یاد آتا تھا۔۔۔ یہاں کی فضاؤں میں اُسے اپنے باپ کے خُون کی بُو رچی ہُوئی محسوس ہوتی تھی اور وہ راتوں کی نیند کھو چکی تھی۔ نعمان خان واپس چل پڑا۔

ایک بڑی لینڈ روور میں اُنھوں نے یہاں تک کا سفر کیا تھا۔ لینڈ روور واپس چلی اور اس نواحی علاقے کو عبور کرنے لگی جو خاصا سنسان تھا اور جس کے دونوں طرف پہاڑی ٹیلے بکھرے ہُوئے تھے پھر وہ ایک مقام سے گزر رہے تھے کہ دفعتاً کچھ دھماکے سنائی دیے اور گاڑی اُچھلنے لگی تھی۔ ٹائر پنکچر ہوگیا تھا لیکن یہ دھماکے ٹائر پنکچر سے نہیں پیدا ہُوئے تھے بلکہ گولیوں کی آواز نعمان خان نے صاف محسوس کرلی تھی۔ اُس نے متوحش نگاہوں سے چاروں طرف دیکھا۔

ایک پہاڑی ٹیلے سے اُسے تین آدمی آتے ہُوئے نظر آئے۔ ان کے ہاتھوں میں رائفلیں تھیں، شکل و صورت سے وہ غیر ملکی معلوم ہوتے تھے اور اُن کے بڑھنے کا انداز ایسا ہی تھا کہ اگر وہ نعمان خان کے قریب پہنچ گئے تو یا تو اُسے گرفتار کریں گے یا پھر قتل کرنے کی کوشش کریں گے۔ نعمان خان سنبھل گیا تھا اُس نے جوابی فائرنگ شروع کردی تھی۔ نتیجے میں ان لوگوں نے مورچے سنبھال لیے اور پھر وہ نعمان خان پر گولیاں برسانے لگے۔ آئیوری لینڈ روور کی دُوسری جانب نیچے اُتر آئی تھی اور نعمان خان نے اُسے گاڑی کے نیچے دھکیل دیا تھا۔ وہ خود گاڑی کی آڑ لیے فائرنگ کررہا تھا۔ گاڑی کو اب آگے بڑھایا نہیں جاسکتا تھا، کیونکہ اس کا ایک ٹائر پنکچر ہوگیا تھا۔

کافی دیر تک گولیوں کا تبادلہ ہوتا رہا اور پھر نعمان خان اس کا کوئی نتیجہ نہ پاکر اس جگہ کو چھوڑ دینے کے بارے میں سوچنے لگا۔ اُس نے پوزیشن بدلی اور آہستہ آہستہ کھسکتا ہُوا پہاڑی ٹیلے کی طرف چل پڑا۔ گا ہے گا ہے وہ ہوائی فائرنگ بھی کررہا تھا تاکہ وہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ وہ پوزیشن تبدیل کررہا ہے۔ بالآخر وہ چٹان پر چڑھ گیا۔ اس چٹان پر چڑھ کر اُس نے مورچے لیے ہُوئے آدمیوں کو دیکھ لیا تھا پھر اس کے پستول سے نکلی ہُوئی دو گولیاں کارگر ہوگئیں۔ دو چیخیں فضا میں بُلند ہوئیں اور تیسرا آدمی وہاں سے نکل بھاگا تھا۔

تیسرے آدمی کے نکل بھاگنے کے بعد نعمان خان نے بڑی مشکل سے ٹائر بدلا۔ اس دوران اس نے آئیوری کو پیچھے دھکیل کر مستعد کردیا تھا لیکن وہ تیسرا آدمی جو نعمان خان کو ہلاک کرنے کی فکر میں تھا واقعی فرار ہوگیا تھا۔ اب اس کا یہاں کوئی وجود نہیں تھا۔ نعمان خان نے ٹائر بدل لیا۔ اس دوران کوئی واقعہ پیش نہیں آیا تھا لیکن وہ حیران تھا کہ یہ گولیاں چلانے والے کون ہیں۔ اس کے ذہن میں عجیب عجیب سے خیالات چکرا رہے تھے پھر کسی خیال کے تحت وہ اس چٹان کے قریب پہنچا جہاں وہ دونوں لاشیں پڑی ہُوئی تھیں۔ اس نے لاشوں کے لباس کی تلاشی لی ایک بھی چیز نہیں تھی ان کی جیبوں میں، سوائے ان رائفلوں کے جو اُن کے قریب پڑی ہُوئی تھیں۔ رائفلوں کی ساخت سے ایک خاص اندازہ ہوتا تھا۔ نعمان خان کے ہونٹ بھنچ گئے۔ بادشاہ خان نے کہا تھا کہ اب اس کی تنظیم اس کے خلاف کچھ نہیں کرے گی لیکن یہ لوگ سو فیصد اس تنظیم کے افراد تھے۔ اس نے دونوں لاشیں اُٹھا کر لینڈ روور میں ڈالیں حالانکہ

خطرناک اقدام تھا۔ راستے میں اگر کہیں چیکنگ ہو جاتی تو نعمان خان بُری طرح پھنس سکتا تھا لیکن اس نے اس بات کی پروا نہیں کی۔ لاشوں کو اُس نے سیٹوں کے درمیان ڈالا اور ان پر کچھ ایسے کپڑے ڈال دیے جو لینڈ روور میں موجود تھے اور اسے ڈھکنے کے کام آتے تھے۔

آئیوری متوحش نظر آرہی تھی۔ اس کے چہرے پر بے پناہ خوف کے تاثرات تھے پھر اُس نے ہذیانی انداز میں کہا۔

"نعمان خان۔ مَیں آگ اور خون کی اس بارش میں زندہ نہیں رہ سکتی، خدا کے لیے میری زندگی بخش دو۔ مجھے یہاں سے واپس بھجوا دو۔"

"آئیوری خود کو سنبھالو۔ مَیں تم سے وعدہ کرچکا ہوں کہ خان بابا سے کہہ کر تمھاری واپسی کا بندوبست کروا دُوں گا۔ تم دیکھ چکی ہو کہ مَیں نے اس سلسلے میں کوئی کوشش نہیں کی۔ یہ وہی لوگ تھے جنھوں نے مجھے زخمی کیا تھا۔" آئیوری نے کوئی جواب نہیں دیا۔ نعمان خان کو یہ سفر بہت طویل محسوس ہُوا تھا۔

خاص طور سے راستے کا تعین بھی کرنا پڑ رہا تھا۔ یہ بھی دیکھنا پڑ رہا تھا کہ کوئی اس کی طرف متوجہ نہ ہو جائے لیکن کوئی حادثہ نہیں پیش آیا اور وہ اپنی رہائش گاہ پر پہنچ گیا۔ رہائش گاہ پر بادشاہ خان موجود تھا۔ آئیوری کو نیچے اُتار کر اس کے کمرے میں پہنچانے کے بعد نعمان خان، بادشاہ خان کے پاس پہنچ گیا۔ اُس کی آنکھوں میں عجیب سے تاثرات تھے۔

"بادشاہ خان کی خدمت میں سلام۔" اُس نے کہا۔

"اوہ۔ نعمان خان کہاں ہو آئے۔" بادشاہ خان نے مسکراتی نگاہوں سے اُسے دیکھتے ہُوئے کہا۔ نعمان خان کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔ وہ بادشاہ خان کے سامنے بیٹھ گیا۔

"خان بابا۔ آج پھر مجھ پر حملہ ہُوا تھا!"

"کیا؟" بادشاہ خان اُچھل کر کھڑا ہوگیا۔

"ہاں خان بابا۔ آج پھر مجھ پر حملہ ہُوا تھا۔ اتفاق تھا کہ میری زندگی بچ گئی۔ آئیوری میرے ساتھ تھی۔ مَیں نے ان میں سے دو کو ٹھکانے لگا دیا ہے۔ باقی ایک فرار ہوگیا۔"

"مم۔ مگر کون لوگ تھے وہ؟"

"خان بابا اس تنظیم کے افراد۔ اُس ملک کے لوگ جن کے آپ وفادار ہیں۔"

"نہیں۔ یہ ناممکن ہے۔ میں رپورٹ پیش کرچکا ہُوں۔"

ایم اے راحت
کی
ایک خوبصورت تحریر

ایک ایسی داستان جو ایک بار شروع کرکے مکمل کیے بغیر نہیں چھوڑی جاسکتی — ایک نوجوان جس کے اندازِ زندگی کا ہر ڈھنگ نرالا تھا۔ کیونکہ وہ ماں کی آغوش کی بجائے سمندر کی گود میں پلا تھا

سمندر کا بیٹا

سمندر کے اندر کی داستان جو کہ اپنے سینے میں اَن گنت راز، داستانیں اور خزانے چھپائے ہوئے ہے

قیمت -/۱۲۰
ڈاک خرچ -/۲۵

ناشر علی میاں پبلی کیشنز
عزیز مارکیٹ اردو بازار لاہور فون ۷۲۴۷۴۱۴

"اس کے باوجود خان بابا۔ ایسا ہوا ہے۔"

"ممکن ہے تمھیں دھوکا ہوا ہو، وہ کوئی اور ہوں۔ ممکن ہے وہ شیران کے آدمی ہوں۔"

"شیران"۔ نعمان خان کے لہجے میں عجیب سی غراہٹ تھی۔ "شیران سے تو میں نمٹ لوں گا خان بابا لیکن پہلے آپ کو اس سلسلے میں کوئی مناسب وقت کا تعین کرنا ہوگا۔"

"لیکن یہ تعین کیسے کیا جا سکتا ہے؟" نعمان خان تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ وہ اسی تنظیم کے افراد تھے۔"

"آیئے میں آپ کو ان کی لاشیں دکھاؤں۔"

"کیا مطلب؟"

"ہاں۔ میں وہ لاشیں اپنے ساتھ لیتا آیا ہوں۔ نعمان خان نے کہا اور بادشاہ خان اُٹھ کھڑا ہوا۔

لاشیں دیکھ کر بادشاہ خان کی پیشانی شکن آلود ہو گئی تھی۔ اب اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں تھا کہ یہ اسی تنظیم کے افراد تھے۔ نعمان خان کے ہاتھ سے تنظیم کے دو افراد کا خون ہو گیا تھا۔ پتہ نہیں تنظیم اس سلسلے میں کیا فیصلہ کرے لیکن نعمان خان اپنی جگہ حق بجانب تھا۔ ظاہر ہے اگر وہ ان حملہ آوروں کو ٹھکانے نہ لگاتا تو خود اس کی زندگی خطرے میں پڑ سکتی تھی۔ بادشاہ خان نے گردن ہلائی اور آہستہ سے بولا۔ "نعمان خان۔ میں اس سلسلے میں آخری فیصلہ کر لوں گا، بہت جلد، بہت جلد۔"

"خان بابا! آپ اب آخری فیصلہ کریں گے لیکن، اگر یہ لوگ کامیاب ہو جاتے تو!"

"ہاں بیٹے۔ مجھے احساس ہے بے فکر رہو۔ اس کے بعد ہم کوئی صحیح قدم اُٹھانے میں کامیاب ہو جائیں گے یا تو میں واپس تمھیں لے کر تراب زاں چل پڑوں گا یا پھر تنظیم کو صحیح جواب دہی کرنا ہوگی۔"

"خان بابا۔ میں ایک اور بات بھی کہنا چاہتا ہوں۔ نعمان خان نے کہا۔"

"ہاں۔ ہاں بولو بیٹے۔ میں تو واقعی بڑا پریشان ہو گیا ہوں۔"

"خان بابا۔ اوّل تو ابھی میں تراب زاں واپس نہیں جاؤں گا۔ پہاڑوں میں ہم کچھ لے کر ہی جائیں گے ورنہ واپس جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ دُوسری بات یہ کہ میں آئیوی کا زیادہ عرصے ساتھ نہیں دے سکتا وہ مغموم ہے اور اپنے وطن واپس جانا چاہتی ہے۔"

"اوہ۔ اسے روکنے کی کوشش کرو نعمان خان۔ بیرٹھاب اس دُنیا میں نہیں ہے ہم اسے کس کے حوالے کریں گے؟"

"یہ بات آئیوی بہتر جانتی ہے اس کا خیال ہے کہ وہ اپنے دوستوں میں دل بہلا سکے گی۔"

"تم کیا چاہتے ہو؟"

"کچھ نہیں خان بابا۔ اس کی واپسی ہی اس وقت مناسب ہے ورنہ میں اپنی زندگی کا مشن نہیں پورا کر سکوں گا۔ کسی کے احسان کے بوجھ تلے دب کر میں اپنا مشن فراموش نہیں کر سکتا خان بابا۔ آپ کی تنظیم آپ سے جو کام لینا چاہتی ہے اس میں میری حیثیت جو کچھ بھی ہو مجھے اس سے انکار نہیں ہے۔ جو کچھ ہو چکا ہے اس سے تو یہی اندازہ ہوتا ہے کہ تنظیم مجھے معاف کرنے کے لیے تیار نہیں ہے لیکن جہاں تک شیران کا معاملہ ہے میں اُسے نہیں چھوڑوں گا خان بابا۔ پہاڑوں میں اسی وقت داخل ہوں گا جب شیران کی لاش میرے ساتھ ہوگی۔" بادشاہ خان پُر خیال انداز میں گردن ہلا رہا تھا پھر اُس نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر تم اس بات کو مناسب سمجھتے ہو تو میں آئیوی کو یورپ بھجوانے کا بندوبست کر دُوں گا۔ باقی مجھے اجازت دو تاکہ میں اس سلسلے میں کوئی کارروائی کر سکوں۔"

"ضرور کریں خان بابا۔ اُن سے کہہ دیں کہ مجھے ختم کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔"

"یہ الفاظ میرے ہوں گے تمھارے نہیں۔" بادشاہ خان نے جواب دیا اور نعمان خان نے گردن جھکا دی۔

کنگ لوئی شیران کے لیے بہت دلچسپ آدمی ثابت ہوا تھا۔ شیران لمحہ بہ لمحہ دن بدن اس کا معتقد بنتا جا رہا تھا، لوئی عجیب و غریب قوتوں کا مالک تھا، جنگلی جانوروں کا شکار تو وہ اس طرح کرتا تھا جیسے وہ درندے نہ ہوں، بھیڑ بکریاں ہوں، لوئی دُور ہی سے جانوروں کی بُو سونگھ کر بتا دیا کرتا تھا کہ کونسا جانور یہاں سے کتنے فاصلے پر موجود ہے۔

بارہا شیران نے اس کا تجربہ کیا تھا، اُسے لوئی کی یہ قوت سب سے زیادہ دلکش محسوس ہوئی تھی، وہ جنگلوں میں بھٹکتے پھر رہے تھے، لوئی اپنا کام بخوبی انجام دے رہا تھا، اس کے سپرد یہی ڈیوٹی کی گئی تھی کہ شیران کو اپنے ساتھ اُلجھائے رکھے اور ایک طویل عرصہ ان پہاڑوں میں گزارے، اُسے دُوسروں کی نگاہوں سے محفوظ رکھے اور اُسے اس کی دلچسپیوں میں اس طرح اُلجھا دے

کہ وہ طویل عرصے تک یہاں سے جانے کے بارے میں نہ سوچے، اور لوئی اس کے لیے گراؤنڈ تیار کر رہا تھا۔ زیرک آدمی تھا اور درحقیقت پُراسرار قوتوں کا مالک چنانچہ اُس نے بہت سے ایسے منصوبے تیار کیے تھے جن میں شیران دلچسپی لے سکے اور اس طرح شیران ایک لمبے عرصے تک یہاں سے جانے کے بارے میں نہیں سوچ سکتا تھا۔ لوئی شیران کی فطرت کو پڑھ رہا تھا۔ درندوں کے شکار کے بارے میں اوّل تو اُسے بتا دیا گیا تھا، ایڈنا ڈمپل نے اس بات کی نشاندہی کر دی تھی کہ شیران جنگلی جانوروں کے شکار میں بہت زیادہ دلچسپی رکھتا ہے، اس کے علاوہ بھی لوئی نے شیران کے لیے بہت سے منصوبے بنائے تھے، وہ اس وحشی صفت قبائلی کی فطرت سے خاصی حد تک واقف ہوتا جا رہا تھا، اُس نے اپنا کام کچھ عرصے تک پس پشت ڈال دیا تھا، حالانکہ خود بھی اپنے کام کے لیے اتنا ہی بے چین تھا، جس قبیلے سے اُس کا تعلق تھا، اُس کی حکمرانی لوئی کے خاندان میں چلی آ رہی تھی، اور اب اس کا حکمران یا روحانی پیشوا بننا لوئی کے لیے بہت ضروری تھا لیکن یاتان بروما نے ایک ایسی چال چل دی تھی کہ لوئی خاندان پس پشت جا پڑا تھا۔

یاتان بروما نے ایک سفید فام کو ان قبیلوں پر مسلط کرنے کا جال پھیلایا تھا، ہر چند کہ اُس نے اپنی ذمے داریاں نبھانے کی کوشش کی تھی، لیکن یہ قبیلوں کی رسم کے خلاف تھا، یاتان بروما کی چالوں نے قبائلیوں کو ذہنی طور پر اس کے لیے آمادہ کر دیا تھا کہ وہ اس سفید فام کو اپنا رُوحانی پیشوا تسلیم کریں، بشرطیکہ اس سفید فام کے اندر وہ تمام قوتیں موجود ہوں جو ایک روحانی پیشوا کے لیے ضروری ہوتی ہیں۔ یاتان بروما نے اس کا مکمل طور پر بندوبست کیا تھا۔ گوسان اگر زندہ ہوتا تو یقیناً آنے والے وقت میں یہی اس قبیلے کا حکمران ہوتا، یاتان بروما درحقیقت گوسان کو قبیلے کی حکمرانی کے لیے تیار کر رہا تھا کہ درمیان میں شیران آ گیا... ہر چند کہ یاتان بروما نے اپنی کہانی سُناتے ہوئے شیران سے یہی کہا تھا کہ وہ اپنے آقا زادے کی زندگی بچانے کے لیے اپنی بیٹی کے ساتھ ان پہاڑوں میں آ پڑا ہے، لیکن کیا کہا جا سکتا تھا کہ یاتان بروما نے جو کچھ کہا تھا وہ سچ کہا تھا، یا دہی اُس کے دل میں موجود ہوگا، لیکن لوئی قبیلہ آج تک اس بات کا منتظر تھا کہ گوسان واپس آئے گا اور اس قبیلے کے روحانی پیشوا کی حیثیت سنبھال لے گا، یہ دوسری بات ہے کہ لوئی خاندان کا یہ نوجوان جو کنگ لوئی کے نام سے مشہور تھا۔ گوسان کو اپنی طاقت سے زیر کرے اور لوئی خاندان کو اپنی کھوئی ہوئی حیثیت دوبارہ مل جائے۔

وہ وقت قریب آ گیا تھا جب لوئی پر عبوری روحانی پیشوا کی حیثیت ختم کر کے مستقل روحانی پیشوا کو منتخب کر لیا جائے اور جوں جوں وہ وقت قریب آتا جا رہا تھا، لوئی کی پریشانیوں میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا، وہ ہر قیمت پر اپنے خاندان کی عزت بحال کرنے کا خواہشمند تھا، اور اپنی نسلوں کے لیے اُس قبیلے کے رُوحانی پیشوا کی حیثیت بحال کرنا چاہتا تھا...

یاتان بروما سے اُس کی ایسی دُشمنی تھی کہ اگر یاتان بروما خاندان کا کوئی فرد اور ایک زہریلا کوڑیالا سانپ اُسے ایک ساتھ نظر آ جاتا تو لوئی پہلے یاتان بروما خاندان کے فرد کو قتل کرنا اپنا ایمان سمجھتا تھا۔ عبوری روحانی پیشوا نے طویل عرصہ قبل جو فیصلہ دیا تھا، وہ یہ تھا کہ لوئی خاندان کا یہ بچہ جو اب حکمران خاندان سے نہیں رہا ہے اور وہ سفید فام جس نے لوئی قبیلے کو ایک عظیم حیثیت بخشی ہے اپنے بچے کی پرورش اس طرح کریں کہ دونوں بچے اس وقت تک بہترین قوتیں حاصل کریں جب تک ان کی حکمرانی کا وقت نہ آئے۔

یاتان بروما اور لوئی خاندان کے سربراہ چیکولائی نے اس بات کو منظور کر لیا۔ صدیوں سے برسرِ اقتدار رہنے والا یہ خاندان بلاشبہ یاتان بروما کی کوششوں کا شکار ہو گیا تھا لیکن اس کے وسائل لامحدود تھے، ہر چند کہ یاتان بروما کا خاندان راہبوں کا خاندان کہلاتا تھا، اور اس خاندان میں بڑے بڑے روحانی پیشوا گزرتے تھے، جنھوں نے قبائل کی خدمت کی تھی، اس لیے ان لوگوں کی تعداد بہت زیادہ تھی لیکن حکمران خاندان کے وسائل ان کی بہ نسبت زیادہ تھے، کچھ ایسی ہی اُلجھی ہوئی کہانی تھی کہ لوئی خاندان مجبور ہو گیا تھا البتہ اُس نے اپنی سازشوں کے جال چاروں طرف پھیلا دیے۔

اُس کی خواہش تھی کہ روتھمین کا سفید فام بیٹا اُس وقت تک زندہ ہی نہ بچے جب وہ حکمرانی کے قابل ہو، بہر صورت یہ ایک لمبی کہانی تھی جو کنگ لوئی کے ذہن میں محفوظ تھی، حالات اس کے بعد کچھ اور تبدیلیاں اختیار کر چکے تھے، کنگ لوئی کو ایڈنا ڈمپل کی تنظیم نے منتخب کر لیا، یہ تنظیم جس کا تعلق ایک بہت بڑے ملک سے تھا، مختلف علاقوں میں اپنے اپنے نمائندوں کو قوت بخش دینا چاہتی تھی جو کسی بھی وقت اُس کے لیے سب کچھ کرنے پر تیار ہو جائیں اور کنگ لوئی اس کے لیے اُن کا بہترین منتخبہ شخص تھا چنانچہ

اُنھوں نے فیصلہ کیا کہ لوئی قبیلے کو برسرِاقتدار لاکر کنگ لوئی کو قوت بخش جائے تاکہ اس علاقے میں اس ملک کی ضروری کارروائیاں شروع ہو سکیں۔ یہ کام سست روی سے جاری تھا جب کہ دُوسرے معاملات زیادہ اہم تھے جن پر ان دنوں ایشیا کے ایک طویل رقبے میں کام ہو رہا تھا۔

کنگ لوئی نے اپنے مسائل ایڈنا ڈمیل کو بتا دیے تھے اور ایڈنا ڈمیل نے وعدہ کیا تھا کہ وہ ان کے حل کے لیے کوشش کرے گی۔ یہ کوشش ابھی باقاعدہ شروع نہیں ہوئی تھی کہ ایڈنا ڈمیل کو کنگ لوئی کی سنائی ہوئی کہانی کے مطابق یاتان پروماکی بیٹی کا پتہ شیران کی زبانی چل گیا تھا اور اُس نے فوری طور پر کنگ لوئی کو اس سلسلے میں مطلع کر دیا۔

کنگ لوئی ویسے بھی سانپ کی فطرت کا آدمی تھا نہایت پھرتیلا اور چالاک، ایڈنا ڈمیل کی رہنمائی میں اُسے بہترین تربیت دی گئی تھی، جس سے اُس کی صلاحیتیں اجاگر ہو گئی تھیں، چنانچہ وہ تنظیم کے بہتر مفاد میں کام کرنے لگا اور تنظیم کی نگاہوں میں اُس کی حیثیت بڑھتی چلی گئی، اب شیران کا مسئلہ تھا جسے کنگ لوئی کو بڑے سلیقے سے نبھانا تھا۔

درحقیقت شیران کی شخصیت اُسے پسند بھی آئی تھی۔ یہ وحشی صفت نوجوان اُس کے لیے باعثِ دلچسپی تھا۔ تنظیم کے مفادات اپنی جگہ لیکن کنگ لوئی اُسے اپنا دستِ راست بھی رکھنا چاہتا تھا، اُس نے شیران کی دلچسپیاں معلوم کر کے اُنھی کے مطابق عمل شروع کر دیا تھا، تاکہ شیران کی زیادہ سے زیادہ دوستی حاصل کر سکے، اپنی فطرت اور اپنی عجیب و غریب ذہنی صلاحیتوں کی مدد سے، اُس نے اچھی طرح اندازہ لگا لیا کہ شیران کو خوش کرنے کے لیے کیا ذرائع ہو سکتے ہیں؟ جنگلی درندوں کی بُو سُونگھ کر ان کی نسل کے بارے میں بتا دینا اُس کے لیے کوئی مشکل کام نہیں تھا، لیکن شیران کو بڑا عجیب و غریب محسوس ہوا تھا اور درحقیقت اس کی ان قوتوں نے شیران کو بھی متاثر کیا تھا۔ شکار کے معاملے میں کنگ لوئی شیران سے زیادہ وحشی نہیں تھا، جنگلی درندوں کے سامنے پہنچ کر شیران اس سے بھی زیادہ وحشی بن جاتا تھا، بڑے خطرناک حالات میں اُس نے بہت سے درندوں کو لوئی کے سامنے ٹھکانے لگایا تھا اور لوئی کو ایڈنا ڈمیل کی بات یاد آ گئی تھی، جس نے بتایا تھا کہ شیران پر کنٹرول رکھنا بے حد مشکل کام ہے، وہ انسانوں اور درندوں کا دُشمن ہے۔

بہرطور کنگ لوئی بڑی ہی خوب صورتی سے اُسے ہینڈل کر رہا تھا۔ رات ہی کو اُنھوں نے ایک گلدار مارا تھا، جو بے حد خطرناک تھا، کنگ لوئی نے رات کے دُوسرے پہر شیران کو ہوشیار کیا تھا اور کہا تھا کہ اطراف میں گلدار موجود ہے، بس یہ بات بڑا کے لیے کافی تھی، وہ چونک کر اُٹھ بیٹھا اور پھر اُس نے گلدار کی تلاش میں نکلنے کا فیصلہ ظاہر کیا۔

"میرا خیال ہے دن کی روشنی ہو لینے دو، وہ بچ کر کہاں جائے گا، جہاں جہاں جائے گا ہم اُس پر نگاہ رکھیں گے۔ رات کا وقت ہے۔ اس کی صحیح سمت کا اندازہ کرنا بہت مشکل ہے، تم کس پر گولی چلاؤ گے؟"

"ہم گولی نہیں چلائیں گے۔" شیران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر؟"

"تمھارا دیا ہوا خنجر کس کام آئے گا کنگ لوئی!" میں اِس خنجر سے گلدار کا شکار کروں گا۔"

"ٹھیک ہے مگر اس وقت؟" کنگ لوئی نے کہا۔

"ہاں، جب دُشمن سامنے آ جائے تو وقت کا انتظار کرنا اچھی بات نہیں ہوتی۔"

"تمھارے اس جملے نے مجھے بہت متاثر کیا ہے دوست، لیکن میرے خیال میں ہمیں دن کا انتظار کرنا چاہیے۔"

"مجھے مجبور مت کرو، مجھے بتاؤ، وہ کس سمت ہو سکتا ہے؟"

"میں نے کہا نا، وہ اطراف میں موجود ہے کہیں، سمت کا اندازہ میں نہیں لگا سکتا۔" کنگ لوئی نے جواب دیا اور شیران وہاں سے آگے بڑھ گیا۔

خنجر اُس کے ہاتھ میں دبا ہوا تھا، کنگ لوئی پریشان نگاہوں سے اُسے دیکھنے لگا، یہ صورتِ حال کسی حد تک اُس کے لیے پریشان کُن تھی، اُسے شیران کی حفاظت کی ذمے داری بھی سونپی گئی تھی۔ مجبوراً وہ بھی شیران کے پیچھے چل پڑا۔

گلدار کے بارے میں نہیں کہا جا سکتا تھا کہ وہ کس سمت ہے۔ لوئی اس کی خوشبو ضرور محسوس کر رہا تھا لیکن صحیح سمت کا تعین اُس کے بس کی بات نہیں تھی۔

وہ دونوں آگے بڑھتے رہے، لوئی نے شیران سے تھوڑا سا فاصلہ رکھا تھا، تاکہ شیران اُس کے قدموں کی چاپ نہ سُن سکے، کیونکہ اسی قسم کا آدمی تھا وہ، اس بات کو پسند نہ کرتا۔

بہرطور گھنے درختوں اور اونچی نیچی چٹانوں کے درمیان سے شیران آگے بڑھتا رہا، اس بات سے بے خبر کہ چیتا اُس کا تعاقب کر رہا ہے اور موقع کی تاک میں ہے۔ پھر اچانک گھنے درختوں کے جھنڈ کے پاس شیران رُکا اور چیتا اس پر جست لگانے کے لیے تیار ہو گیا۔ کنگ لوئی کی چمکدار آنکھیں شیران پر جمی ہوئی تھیں، پھر

جب چیتے نے اپنی جگہ سے جست کی تو یہ اتفاق ہی تھا کہ لوئی کی نگاہ اس پر جا پڑی۔ لوئی کے حلق سے ایک زوردار دہاڑ نکلی اور درحقیقت اس دہاڑ نے شیران کو ہوشیار کر دیا۔

اس نے ایک بڑا سا سایہ اپنے سر پر محسوس کیا اور اس کے بدن میں بجلیاں بھر گئیں، چیتے کی ہڈیوں کی چرچراہٹ شیران کے لیے بھی اجنبی نہیں تھی، اُس نے انتہائی پھرتی سے زمین پر لیٹ کر خود کو چیتے کی جست سے بچایا، کنگ لوئی دل ہی دل میں اُس کی بے پناہ پھرتی کی داد دیے بغیر نہ رہ سکا اور اس وقت کنگ لوئی کے حلق سے ایک عجیب سی آواز نکل گئی۔ جب اُس نے وہ سنسنی خیز منظر دیکھا، چیتے نے چونکہ کھڑے ہوئے شیران پر جست لگائی تھی، اس لیے شیران فوراً ہی زمین پر لیٹ گیا، چیتا شیران کے اُوپر سے نکل گیا، لیکن جس جگہ وہ گرا تھا، وہ سنبھلنے بھی نہ پایا تھا کہ شیران کا بوجھ اس پر آ گرا۔ اُس نے چیتے کو زمین پر ہی چھاپ لیا تھا، یہی نہیں بلکہ اُس کے برق رفتار ہاتھ کے دو وار چیتے کی گردن پر ہوئے اور وہ دونوں کاری وار تھے۔

چیتے نے ایک خوفناک دہاڑ ماری اور اپنی قوت سے کام لے کر شیران کو اُچھال دیا لیکن خنجر کے دونوں وار بہت کاری تھے اس لیے شیران کو اُچھالنے کے بعد وہ پھرتی سے اس کی طرف پلٹ نہ سکا، اور دُوسرے لمحے شیران پھر اُس کے اُوپر تھا، اس بار برق رو خنجر چیتے کی پسلیوں کی ہڈی میں گھسا اور وہیں پھنس کر رہ گیا، شیران نے اپنی بے پناہ قوت سے کام لے کر جب اس خنجر کو کھینچا تو چیتے نے اذیت سے تڑپ کر زمین پر لوٹ لگا دی، اب اس میں سکت نہیں رہ گئی تھی لیکن وہ انسان تھا یا کوئی برقی لہر، جو اِدھر سے اُدھر گزر رہی تھی، شیران نے اس کی کمر پر ہاتھ ٹکایا اور اُس کے پنجوں کی زد سے بچ کر دُوسری طرف پہنچ گیا، یہاں سے پھر اُس پر خنجر سے وار ہوا تھا اور کنگ لوئی کو چکر آ رہے تھے، اُس نے انسانی قوت کا ایسا کارنامہ اس سے قبل نہیں دیکھا تھا درحقیقت یہ ناقابلِ یقین بات تھی کہ بے خیالی میں چیتا جیسا پھرتیلا جانور شیران پر حملہ آور ہوا اور اُسے خراش بھی نہ لگا سکا۔ انسان اور درندے کی ایسی لڑائی اس سے قبل لوئی نے نہیں دیکھی تھی، چار وار ہوئے تھے چیتے پر، اور ایسے کاری وار تھے یہ کہ چیتے میں اب اُٹھنے کی سکت نہیں رہی تھی۔

وہ زمین پر پڑا لوٹیں لگا رہا تھا اور مدمقابل چار وار کرنے کے بعد ان کا نتیجہ دیکھنے کے لیے اُس سے کچھ فاصلے پر کھڑا ہوا تھا اور اُس سے زیادہ وحشی انداز میں اُس کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

اگر چیتا ایک بار بھی اپنے پنجوں پر کھڑا ہو جاتا تو شیران اس پر پانچواں وار کرنے سے نہ چوکتا، لیکن چیتے کے انداز میں اب ایسی نقاہت تھی جس سے اندازہ ہوتا تھا کہ اب وہ اُٹھ نہ پائے گا۔ یہ کاری وار اس کے بدن کے ایسے حصّوں پر لگے تھے کہ اگر بے پناہ قوت کا مالک نہ ہوتا تو اب تک کبھی کا دَم توڑ چکا ہوتا لیکن اب وہ تڑپنے کے سوا کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

تقریباً دس منٹ تک اُس کی تڑپ اور اُچھل کود جاری رہی، خون کے فوّارے اس کے بدن سے بہہ رہے تھے اور زمین لالہ زار ہوتی جا رہی تھی پھر اس کی تیز خرخراہٹیں بلند ہونے لگیں۔ یہ دم توڑنے کی علامت تھی اور دُوسرے لمحے شیران کا وحشیانہ نعرہ گونج اُٹھا۔

کنگ لوئی گہری گہری سانسیں لے رہا تھا، پھر وہ شیران کے نزدیک پہنچ گیا، اُس نے شیران کے بازو پر ہاتھ رکھا اور شیران کے حلق سے قہقہہ نکل گیا۔

"میرے باپ کے قاتل، میرے ازلی دُشمن، یہ جہاں بھی ہوں گے، میں اُنھیں زندہ نہیں چھوڑوں گا!"

"اور میں خود کو بہت عظیم سمجھتا ہوں کہ تجھ جیسا شخص میرا دوست بنا۔" کنگ لوئی نے آہستہ سے کہا، شیران پھر ہنس پڑا تھا۔ اس کے بعد وہ کنگ لوئی کے ساتھ واپس پلٹ پڑا۔

چیتے کو اُنھوں نے وہیں چھوڑ دیا تھا۔ اپنی کمین گاہ کے نزدیک پہنچ کر کنگ لوئی نے کہا۔

"میں تیری زبان سے کئی بار یہ بات سُن چکا ہوں کہ یہ جانور تیرے باپ کے قاتل ہیں، لیکن یہ سارے جانور تو تیرے باپ کے قاتل نہ ہوں گے!"

"ہوں،" شیران کے حلق سے ایک غراہٹ نکلی اور پھر وہ آہستہ سے بولا۔ "افسوس تو یہی ہے کہ مجھے اس بات کا علم نہیں کہ میرے باپ کا قاتل کونسا درندہ تھا، ورنہ یقین کرو کنگ لوئی کہ اس رُوئے زمین سے اُس کی نسل مٹا دیتا، میرا باپ کسی وحشی درندے کا شکار ہوا تھا، میں بس اتنا جانتا ہوں، چنانچہ میں نے ہر اُس جانور کو اپنا دُشمن تصور کر لیا جو انسانی زندگی ختم کر سکتا ہے، میں نے اپنے علاقے میں اتنے گلدار، اتنے ریچھ مارے ہیں کہ شاید تم یقین نہ کر سکو!"

"نہیں میرے دوست، میں نے اس وقت تیری جنگ کا جو منظر دیکھا ہے اس کے بعد میں ہر اُس بات پر یقین کر سکتا

جملے جیسے سُن کر دُوسرے مسکرانے لگیں۔ کنگ لوئی نے جواب دیا۔

"شکریہ میرے دوست، مجھے اعتماد کرنے والوں سے بہت عقیدت ہے، بعض اوقات ہمیں اپنے مفاد کے لیے جھوٹ بولنا پڑتا ہے، لیکن اگر دو دوست ایسے ہوں جن کے درمیان جھوٹ کی دیوار نہ ہو تو وہ بے حد قیمتی اور قابلِ قدر ہوتے ہیں۔"

"میں تم سے متفق ہوں، یہ تو ہوئی تمھاری درندوں سے دُشمنی کی کہانی، انسانوں سے دُشمنی کیوں رکھتے ہو؟" کنگ لوئی نے سوال کیا۔

"انسانوں سے دُشمنی رکھتا تو تمھاری دوستی کا دَم نہ بھرتا، کیا خیال ہے؟" شیران نے جواب دیا۔

"ہاں یہ تو ٹھیک کہتے ہو لیکن کیا انسان بھی تمھارے دشمن ہیں؟"

"کچھ انسانوں سے مجھے بدترین دُشمنی ہے!"

"اوہ، وہ کون ہیں، بتانا پسند کرو گے؟" کنگ لوئی نے پوچھا۔

"ہاں، میں اپنے دُشمن چھپانا پسند نہیں کرتا جس سے دوستی ہے وہ بھی سامنے اور جس سے دُشمنی ہو اُس کو بھی میں پردے میں نہیں رکھتا۔"

"ہاں ٹھیک ہے شیران، تم بہت صاف ستھری طبیعت کے آدمی ہو، ہاں تو تم اپنے دُشمنوں کے بارے میں کچھ کہہ رہے تھے۔"

"ہاں میرا سب سے بدترین دُشمن بادشاہ خان ہے اور نو افراد اُس کے بھتیجے ہیں، ہمارے ہاں پہاڑوں میں دُشمنی کا ایک سلسلہ چلتا ہے، خاندان در خاندان، پشت با پشت یہ دُشمنی برقرار رہتی ہے، میرے باپ پر ایک قتل کا الزام تھا جب کہ میرے باپ نے اس کی تردید کی اور کہا کہ یہ قتل اُس نے نہیں کیا لیکن مقتول کے ورثا یعنی وہ شخص جس کا نام میں نے بادشاہ خان لیا ہے، ہم سے دُشمنی پر آمادہ تھے۔ اُس نے مجھ پر بزدلانہ حملہ کیا اور میری ماں اس کی گولیوں کا شکار ہو گئی، میں نے اس سے انتقام لیا اور اس کی چار بیٹیوں کو میں نے اس طرح ہلاک کیا کہ پہاڑوں کی تاریخ میں یہ واقعہ ہمیشہ زندہ رہے گا اور اس کے بعد سے اس شخص سے میری مستقل دُشمنی چل گئی، کیونکہ اس کی وجہ سے مجھے اپنا علاقہ چھوڑنا پڑا۔ میں بھٹکتا ہوا مختلف علاقوں میں چھپتا پھرا۔ لیکن کنگ لوئی میں ہر اس انسان کو ختم کر دینا چاہتا ہوں جو میرے راستے میں مزاحم ہو، یہ میری فطرت ہے اور میں اپنی فطرت کو نظرانداز نہیں کر سکتا۔"

"ہاں ہر بہادر آدمی کی یہی فطرت ہوتی ہے، یہاں تم کسی سے متاثر بھی ہوئے؟"

"ہاں، ایک شخص ہے جس کی عظمت سے میں بہت زیادہ متاثر ہوں اور شاید پوری زندگی میں، میں اس سے زیادہ مخلص کسی سے نہیں ہوا۔!"

"کون ہے وہ شخص؟" لوئی نے سوال کیا۔

مارلینو ہے اس کا نام، گانگ ہو کا شہنشاہ۔۔۔ اپنے دونوں ہاتھوں اور پیروں سے محروم لیکن ہزاروں ہاتھوں اور پیروں کا مالک، اُس نے مجھے بہت بڑی عزت، بہت بڑا مرتبہ دیا ہے اور ہم لوگ جب زندگی میں کسی کا احسان مان لیتے ہیں، تو زندگی کی آخری سانس تک اُس کے احسان مند رہتے ہیں، میں روایتوں کا تو قائل نہیں ہوں، لیکن میرے دل میں مارلینو کی اتنی ہی عزت ہے کہ میں ان روایتوں کو زندہ رکھنے پر مجبور ہوں۔"

"گڈ۔ گڈ۔ بہرصورت مجھے تمھاری دلیری پر ناز ہے، میرے سینے میں بھی ایک آتش فشاں کھول رہا ہے شیران، میں بھی کچھ حادثات کا شکار ہوں۔"

"کیا مطلب؟" شیران نے کہا اور کنگ لوئی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"گھاؤ بیچ" وہ اپنے مخصوص انداز میں بولا۔

"دیکھو یہ جملہ آج تک میری سمجھ میں نہیں آسکا، تم اُسے کئی بار میرے سامنے بول چکے ہو، کیا اس کا مطلب سمجھاؤ گے مجھے؟" شیران نے پوچھا۔

"اس کا کوئی مطلب نہیں ہے" کنگ لوئی نے کہا اور وہ اپنی کمین گاہ میں آکر آرام سے بیٹھ گئے۔

"پھر کیوں یہ فضول بات کرتے ہو؟"

"تمھیں ناگوار گزرتی ہے!"

"نہیں بس عجیب سا لگتا ہے، مجھے لگتا ہے کہ تم اس کے بعد کچھ اور کہو گے، لیکن تم خاموش ہو جاتے ہو۔" شیران نے کہا اور لوئی ہنستا رہا پھر وہ سنجیدہ ہو گیا۔

"میرے بارے میں کچھ نہیں پوچھو گے شیران۔" اُس نے کہا۔

"ہاں، میں تمھارے بارے میں جاننا چاہتا ہوں، میں نے کبھی تم سے تمھارے بارے میں نہیں پوچھا اور اگر تم اب بھی پسند نہ کرو تو میں نہیں پوچھوں گا۔ مجھے تمھاری شخصیت پسند آئی ہے اور بس۔ تم کون ہو، کیا ہو

یہ اگر تم خود بتانا پسند کرو تو ٹھیک ہے، ورنہ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔"

لوئی گہری سانس لے کر تاریکی میں گھورنے لگا پھر بولا۔

"ہمارا خاندان ایک مخصوص علاقے پر حکمران تھا، یہ علاقہ ہمارے خاندان کی مناسبت سے لوئی کہلاتا ہے، لوئی قبیلہ تقریباً پچاس ہزار افراد پر مشتمل ہے، ہم لوگوں نے ایک بڑی بستی بنائی ہے اور چھ ذیلی بستیاں، جو انھی پہاڑوں میں آباد ہیں، ان بستیوں کی تمام تر دیکھ بھال ہمارا خاندان ہی کرتا چلا آیا ہے لوئی خاندان صدیوں سے اس علاقے پر حکمران ہے۔ سُنا ہے کہ بہت عرصہ قبل یہ قبیلہ فولا کہلاتا تھا اور اس وقت فولا خاندان اس پر حکمران تھا لیکن فولا خاندان کے بعد کے حکمران عیاش طبع بن گئے۔ وہ قبیلوں سے جنگ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے تھے اور قبیلوں نے ہمارے اطراف کے علاقوں میں لوٹ مار مچا رکھی تھی جس کی وجہ سے ہمارے بے شمار جوان ہلاک ہو گئے تب فولا قبیلے کو معزول کر دیا گیا اور دُوسرا خاندان لوئی برسرِ اقتدار آگیا۔

لوئی خاندان نے تمام قبائل کو شکست دی اور اپنی حکمرانی برقرار رکھتا چلا آیا، ہم لوگ اپنے علاقے کے روحانی پیشوا بھی ہوتے ہیں۔ اس لیے ہم لوگوں کو روحانیت سے بھی دلچسپی رکھنا ہوتی ہے۔ بہت عرصہ پہلے کی بات ہے کہ ہمارے خاندان کے مقابل ایک اور خاندان آیا۔ یہ بردما خاندان تھا۔

بردما خاندان کے افراد حکمرانی کی خواہش نہیں رکھتے تھے، لیکن قوت اور ذہنی صلاحیتوں میں وہ بھی بے مثال تھے، چنانچہ ایک روحانی رہنما کی حیثیت سے یہ خاندان بھی لوئی کے ساتھ ساتھ چلتا رہا، کبھی ان دونوں خاندانوں میں کوئی تصادم نہیں ہوا تھا، دونوں ایک دُوسرے سے تعاون کرتے تھے لیکن جس طرح نسلوں میں تبدیلی ہوتی ہے اسی طرح بردما خاندان میں بھی کچھ تبدیلیاں ہوئیں۔

بردما خاندان کا ایک نوجوان وطن سے باہر چلا گیا اور بہت عرصے تک مختلف ممالک میں رہ کر واپس آیا تو اس کے ساتھ کچھ سفید فام تھے۔ ان سفید فاموں کا سردار روتھین نامی ایک شخص تھا، جو بلاشبہ عجیب و غریب قوتوں کا مالک تھا، اس کے ساتھ ایک عورت بھی تھی جو اُس کی بیوی تھی پہاڑوں میں آکر یاتان بردما کے ساتھ آباد ہو گیا۔ یہ وہ وقت تھا جب لوئی خاندان میں بھی کچھ ایسے حکمران پیدا ہو چکے تھے جنھوں نے اپنے اجداد کی روایات کو برقرار نہیں رکھا تھا اور عیش و عشرت میں ڈوب گئے تھے، اس خاندان کو سنبھالنے کی ضرورت تھی۔

بردما خاندان ہمیشہ اس کی رہنمائی کرتا چلا آیا تھا لیکن بردما خاندان کے نئے کرتا دھرتا لوئی خاندان سے مخاصمت رکھ کر کچھ اور چاہتے تھے، چنانچہ اُنھوں نے روتھین اور دُوسرے سفید فاموں کی مدد سے وہ برائیاں دُور کرنا شروع کر دیں جو لوئی خاندان میں پیدا ہو چکی تھیں۔ اس طرح اُنھوں نے لوئی کی آبادیوں کو اپنا مطیع بنا لیا۔

پھر یاتان بردما نے اعلان کیا کہ روتھین ان علاقوں کا روحانی پیشوا ہوگا، لوئی خاندان کو ان کی حرکتوں کی وجہ سے معزول کرنا پڑے گا۔ میرا باپ چیکو لوئی اس وقت ان علاقوں پر حکمران تھا، اُس نے احتجاج کیا، جس کے نتیجے میں بردما خاندان نے لوئی والوں کو بغاوت پر آمادہ کر دیا اور وہ ہتھیار اُٹھا کر لوئی کی سربراہی منسوخ کرنے پر آمادہ ہو گئے۔

لوئی خاندان کے وفادار بھی بہت زیادہ تھے، چنانچہ خدشہ پیدا ہو گیا کہ دونوں قبیلوں کا تصادم، خونریزی کی شکل اختیار کر جائے گا۔ اس خوفناک تصادم کو روکنے کے لیے ایک مشترکہ میٹنگ شروع ہوئی اور اس میں یہ طے کیا گیا کہ لوئی قبائل کو معزول کر کے ایک عبوری حکومت قائم کر دی جائے اور یہ عبوری حکومت لوئی خاندان کو ایک اور موقع دے وہ یہ کہ لوئی خاندان کا بیٹا یعنی میں، جو اس وقت تقریباً تیرہ سال کا تھا اس طرح تربیت پائے کہ آنے والے وقت میں ان تمام برائیوں کا ازالہ کر دے جو لوئی خاندان میں پیدا ہو چکی ہیں۔

لوئی خاندان کے سربراہان نے اس بات کا اعلان کیا کہ وہ نئے اُمیدوار کو اس قسم کی تربیت دیں گے کہ کسی کو اس سے کوئی شکایت پیدا نہیں ہو گی لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی روتھین کو جو باہر سے آیا ہے، اور جس نے اس علاقے میں ایسی اصلاحات کی ہیں جنھیں کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ یہ موقع دیا جائے گا کہ وہ بھی اپنے بیٹے کو انھی خطوط پر تربیت دے اور پروان چڑھائے۔

یاتان بردما نے یہ ذمّے داری قبول کر لی، فیصلہ ہوا تھا کہ اس وقت جب قبیلوں میں نامزدگی ہوتی ہے، دونوں لڑکوں کو پیش کیا جائے اور دونوں لڑکے اپنی اپنی صلاحیتوں کا اظہار کریں، اس کے بعد جو بھی اس قابل ہوا، اُسے عبوری حکومت ختم کر کے حکمران اور روحانی پیشوا بنا دیا جائے۔

چنانچہ اس سلسلے میں مشترکہ طور پر یہ بات تسلیم کر لی گئی

اور دونوں بچوں کو پروان چڑھانا شروع کر دیا گیا لیکن لوئی خاندان یہ نہیں چاہتا تھا کہ کوئی غیر خاندان اس کی برتری ختم کرے۔

چنانچہ روتھین کے خلاف سازش کی گئی اور اسے راستے سے ہٹا دیا گیا، گوسان کو زبان سے محروم کر دیا گیا، لیکن یاتان برو ما اُسے لے کر فرار ہوگیا، وہ اپنے آقاؤں کی خوشنودی چاہتا تھا۔ اس کے بعد یاتان برو ما کو تلاش کیا جاتا رہا، ہر ممکن جگہ ہم نے اُسے تلاش کیا، مقصد یہی تھا کہ گوسان کو ختم کر دیا جائے، لیکن ہم یاتان برو ما کا پتہ نہیں چلا سکے۔ عبوری حکومت نے میرے جوان ہونے کے بعد بھی اس وقت تک انتظار کیا جب تک کہ گوسان ستائیس سال کا نہ ہو جائے۔ ستائیس سال کا ہونے کے بعد میرے سپرد یہ ذمے داری کر دی گئی کہ یاتان برو ما کے کسی بہت ہی قریبی عزیز یا اولاد کو حاصل کر کے یا پھر گوسان کو عبوری حکومت کے سامنے پیش کر دوں اور اُسے اپنے ہاتھ سے قتل کروں۔ اس قتل کے بعد میں اس کا اہل قرار پاتا کہ گوسان کا وجود اب میرے مقابل نہیں ہے اور میں حکمران بننے کے قابل قرار دے دیا گیا ہوں، سولوئی کی حکمرانی اس طرح مجھے مل سکتی ہے میرے دوست،" اور میں اسی کے لیے کوشاں ہوں۔"

"کمال ہے یاتان برو ما کو تو میں اچھی طرح جانتا ہوں، میری اس سے ملاقات ہوئی تھی اور اس کی بیٹی سدھاشی میرے ساتھ آگئی تھی۔"

"میں اس سلسلے میں کچھ نہیں کہوں گا شیران، میں نے جو کچھ تمھیں بتایا ہے یہ میرا مقدس راز تھا، ہم اس راز کو کسی کو نہیں بتاتے، بس یہ راز میں نے اپنے دوست کو امانت کے طور پر سونپا ہے۔"

"ٹھیک ہے، مگر اب تم اس سلسلے میں کیا کرو گے؟"

"کر بھی رہا ہوں اور کر چکا ہوں۔"

"کیا مطلب؟"

"تمھاری دوستی میرے لیے قابلِ قدر ہے۔ میں ان حالات میں گھر گیا تھا، ورنہ میں واپس اپنے قبیلے میں جا رہا تھا، قبیلے میں پہنچ کر میں اپنی کارروائی کا آغاز کروں گا اور اس کے بعد عبوری حکومت کے سامنے پیش ہو کر اپنا حق حاصل کروں گا۔"

"واہ گویا تم لوئی کے حکمران بن جاؤ گے۔"

"ہاں یہ میرا حق ہے اور یہ میرا مقدر ہے اور میں اس حق کو یقیناً حاصل کروں گا۔" کنگ لوئی نے پُر اعتماد لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے، میں بھی تمھارے ساتھ ہی تمھارے قبیلے میں چلوں گا، بہت لطف آئے گا، مجھے وہاں کی داستانیں سُن کر۔" شیران نے کہا۔

"ہاں ہاں کیوں نہیں، بہت کچھ دیکھو گے تم اس قبیلے میں شیران، اور میرے دوست اس بات کو بھی ذہن میں رکھنا کہ حکمران بننے کے بعد لوئی تمھیں اپنے دستِ راست کی حیثیت دے گا۔"

"اوہ نہیں لوئی۔ میں تم سے پہلے ہی کہہ چکا ہوں، یہ میرے لیے ممکن نہیں ہے۔"

"کیوں؟"

"بس میں کسی ایک جگہ زندگی گزارنے کا قائل نہیں ہوں، زمین بہت وسیع ہے اور میں تنہا ہوں۔ کوئی بھی نہیں ہے میرا اس دُنیا میں اور میں خوش ہوں اس بات سے چنانچہ میں اپنی تفریحات میں مگن رہنے کا عادی ہوں۔ ہاں اس وقت تک تمھارے ساتھ ضرور رہوں گا جب تک تم حکمران نہیں بن جاؤ گے۔"

"ایک بات اور بتاؤ دوست۔"

"پوچھو۔"

"عورت سے تمھیں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔" لوئی نے پوچھا۔

"ہے کیوں نہیں، مرد ہوں۔" شیران ہنس کر بولا۔

"واہ تو پھر لوئی کی کنواریاں تمھارے لیے باعثِ دلچسپی ہوں گی۔ چھوٹے چھوٹے قد کی یہ حسین لڑکیاں حُسن و جمال میں [illegible] یکتا ہوتی ہیں۔"

"نہیں کنگ لوئی، نہیں، غلط سمجھے تم، عورت میرے لیے باعثِ دلکشی ضرور ہے لیکن مجھے اُن کا قرب قبول نہیں۔"

"کیوں؟"

"میرا ایک معیار ہے اس سلسلے میں۔ میں صرف اپنی [illegible] عورت چاہتا ہوں، طرح طرح کی لڑکیوں سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے، لیکن میری اپنی عورت وہی ہوگی جسے میں اپنے معیار پر پورا چاہتا ہوں، تاکہ اگر میری اولاد ہو تو وہ شیران ہو، شیران [illegible] مختلف اولاد مجھے ناپسند ہوگی، اور وہ عورت جو شیران کی ہم [illegible] وہی ایسی اولاد پیدا کر سکتی ہے، چنانچہ میں کسی کو اپنی قربت نہیں د[illegible] یا اگر کوئی میرے قریب آ بھی جائے اور میں کسی جذباتی لغزش کا شکار ہو بھی جاؤں تو پھر اس کی زندگی میرے لیے ممکن نہیں ہوتی، مجھے خ[illegible] ہوتا ہے کہ کہیں وہ میرے بچے کی ماں نہ بن جائے۔"

"گھاؤ بیچ۔" کنگ لوئی ایک گہری سانس لے کر بولا۔ شیران اُسے گھورنے لگا۔

بادشاہ خان کا رابطہ قائم ہوگیا۔ دوسری طرف سے ایک ہلکی سی آواز اُبھری۔

"وائی تھری اسپیکنگ۔ تم نے مجھ سے براہِ راست گفتگو کرنے کی درخواست کی تھی بادشاہ خان۔ کیا بات ہے؟ خیریت بتاؤ۔"

"آپ کا خادم خیریت سے ہے چیف بس کچھ ایسے حالات پیش آگئے تھے کہ آپ سے گفتگو ناگزیر ہوگئی۔ بادشاہ خان کی تازہ ترین رپورٹ آپ کے پاس موجود ہے۔"

"یہ سوال کرنے کی ضرورت تمھیں کیوں پیش آئی؟" بادشاہ خان۔ وائی تھری ڈیپارٹمنٹ ایک ایک لمحے سے باخبر رہتا ہے۔"

"تو چیف کو اپنے مسائل سے تھوڑا سا آگاہ کرنا بادشاہ خان کے لیے بہت ضروری ہوگیا ہے۔ چیف میں مختصر الفاظ میں پہاڑوں کے اس واقعے کا تذکرہ کروں گا جب میری خاندانی حیثیت مجروح ہوئی تھی اور میں اس کے لیے مجبور تھا کہ دشمن سے انتقام لے کر پہاڑوں میں اپنا وقار بحال کروں لیکن اس وقت مجھے روک دیا گیا۔ مجھ سے کہا گیا کہ میرا یہ مسئلہ تنظیم کا مسئلہ ہے اور تنظیم میری مدد کرنا چاہتی ہے۔ میں نے ایک سچے ساتھی کی حیثیت سے یہ حکم قبول کر لیا اور اپنا ارادہ ملتوی کر دیا بعد میں، میں بنکاک آگیا اور میں نے اپنا کام حسبِ معمول جاری رکھا۔ میرے بھتیجے جو میرے بعد میرے وارث ہیں مجھ تک پہنچے لیکن میرا وہ بدترین دُشمن جس کے خلاف میں انتقام چاہتا تھا آزاد رہا اور اُس نے مجھے لاتعداد نقصانات پہنچائے۔ بنکاک میں اس کی موجودگی کے بیشتر ثبوت مل گئے۔ میں نے میڈم ڈمپل سے اپنے مسائل پر بات چیت کی اور انھوں نے مجھے اطمینان دلایا کہ شیران کو میرے راستے سے ہٹا دیا جائے گا لیکن بعد میں مجھے یوں محسوس ہوا چیف کہ ہماری تنظیم کے بہترین افراد اس شخص پر قابو نہیں پا سکے وہ آزاد ہے اور مجھے مسلسل نقصان پہنچا رہا ہے۔

اس دوران تنظیم کا ایک باغی گل خان کسی طرح تنظیم کے کچھ راز لے کر فرار ہوا اور اتفاق سے ہانگ کانگ میں وہ میرے ایک بھتیجے نعمان خان سے ٹکرا گیا۔ اُس نے نعمان خان کو تھوڑی سی تفصیلات بتائیں لیکن تنظیم کے ایجنٹ اس کے پیچھے لگے ہوئے تھے۔ اُنھوں نے اُسے قتل کر دیا اور پھر نعمان خان کو قتل کرنے کی مسلسل کوششیں کی جاتی رہیں جن کے نتیجے میں وہ سخت زخمی ہوگیا اور مجھ تک پہنچ گیا۔ میں نے اس کی تیمارداری کی اور اس سلسلے میں میڈم ڈمپل کو اطلاع دی کہ نعمان خان تنظیم کے لیے بالکل بے ضرر ہے اور اس کی ذمے داری میں قبول کرتا ہوں۔ میڈم ڈمپل سے تو میری ملاقات نہ ہوئی لیکن میں نے اُن کے ڈیپارٹمنٹ کو اس سلسلے میں اطلاع دی تھی کہ اب نعمان خان کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی جائے لیکن اس کے باوجود اُس پر قاتلانہ حملہ کیا گیا جس کے نتیجے میں تنظیم کے دو افراد نعمان خان کے ہاتھوں ہلاک ہو گئے۔ میں نے یہ معلومات کرنے کے بعد مسلسل چھ دن تک میڈم ڈمپل سے ملاقات کرنے کی کوشش کی ہے لیکن وہ مجھے نہیں مل سکی ہیں۔

"میں ڈیپارٹمنٹ کو اس بارے میں اور کچھ نہیں بتانا چاہتا تھا لیکن میں محسوس کر رہا ہوں چیف کہ یہاں کے نظام میں کچھ سقم پیدا ہو گئے ہیں۔ تنظیم کے وفادار کی حیثیت سے میں وائی تھری ڈیپارٹمنٹ کو یہ اطلاع دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ حالات پر میڈم ڈمپل کی گرفت کچھ کمزور پڑ گئی ہے حالانکہ وہ ہماری انچارج ہیں۔ مجھے یہ حق نہیں پہنچتا کہ میں اُن کے بارے میں یہ الفاظ کہوں لیکن پوری تنظیم جس کا ایک فرد میں بھی ہوں اپنے کسی کارکن کے ذریعے کوئی نقصان اُٹھائے، یہ میرے لیے قابلِ قبول نہیں جب کہ پہاڑوں میں ہمیں ایک بڑا آپریشن کرنا ہے۔ ہمیں اپنے اطراف پوری طرح مضبوط رکھنے چاہئیں، اور جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ تنظیم کے ہر فرد کا کوئی بھی معاملہ تنظیم کا اپنا معاملہ ہوتا ہے۔ میرے معاملے میں کوتاہی برتی گئی ہے جس کی شکایت کرنے کے لیے میں نے آپ کو زحمت دی ہے۔"

"ہوں۔ بادشاہ خان۔ میں نے بڑے سکون کے ساتھ تمھاری یہ گفتگو سُنی ہے اور مجھے اس میں کوئی تردّد نہیں ہے۔ میں تمھیں حق بجانب سمجھتا ہوں کہ تم مجھے حالات سے باخبر کرنے پر مجبور ہوئے۔ نعمان خان کے بارے میں مجھے کچھ اور تفصیل بتاؤ۔ تم کہتے ہو کہ وہ بے ضرر ہے کیا تم پورے اعتماد کے ساتھ یہ بات کہہ سکتے ہو؟ مجھے اس کا مکمل فائل درکار ہے۔ تنظیم کے دو افراد کو قتل کر دینا کوئی آسان بات نہیں ہے۔ ہم فولاد تخلیق کرتے ہیں جو شخص ہمارے۔۔۔ آدمیوں کو اس طرح ہلاک کر دے، ہمارے آدمیوں سے بچتا رہے وہ معمولی آدمی نہیں ہوگا۔ تم نعمان خان کے بارے میں مجھے مکمل تفصیل مہیا کرو۔ انڈینا ڈمپل کی غیر موجودگی میرے علم میں ہے۔ وہ ایک ضروری کام سے گئی ہوئی تھی۔ شاید کل تک وہ تمھیں مل جائے کیونکہ وہ اس ضروری کام سے واپس آچکی ہے۔ اس نے مجھے اپنی مصروفیات کے بارے میں تفصیلی رپورٹ مہیا کر دی ہے جہاں تک نعمان خان پر قاتلانہ حملے کا سوال ہے وہ اس لمحے کے بعد سے بند ہو جائیں گے اس کی زندگی کی ذمے داری تم تنظیم پر چھوڑ سکتے ہو۔

تنظیم اس سلسلے میں تم سے تعاون کرے گی اور کچھ کہنا چاہتے ہو تو کہو۔"

"بہت بہت شکریہ۔ چیف۔ میں اس اطمینان بخش گفتگو سے پوری طرح مطمئن ہوں نعمان خان کی فائل میں آپ کو مہیا کر دوں گا اور اس فائل کے ساتھ اپنے کچھ نوٹس بھی آپ کو ارسال کر دوں گا، آپ ان پر ضرور غور فرمایئے۔"

"او کے۔ اب سلسلہ منقطع کیا جاتا ہے۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور آواز آنا بند ہو گئی۔ بادشاہ خان کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ وائی تھری ڈیپارٹمنٹ کے چیف کی طرف سے یہ گفتگو اس کے لیے بڑی ہی حوصلہ افزا تھی۔ ایک اور نیا خیال اس کے ذہن میں پیدا ہو گیا تھا۔ نعمان خان کے بارے میں فائل کا طلب کیا جانا معمولی بات نہیں تھی۔ اگر نعمان خان کو تنظیم کے ایک بڑے کی حیثیت دے دی جائے تو پھر نعمان خان کا اور اس کے بھائیوں کا مستقبل محفوظ ہو سکتا تھا اور شیران ان لوگوں کو نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا۔ بلاشبہ ایڈنا ڈمیل اس پر قابو پانے میں ناکام رہی تھی لیکن اب ایسا بھی نہیں تھا کہ پوری تنظیم کی آنکھوں میں دھول جھونک کر شیران، نعمان خان کو قتل کر دے۔ بادشاہ خان اس گفتگو سے بہت زیادہ مطمئن نظر آ رہا تھا۔"

✡

ہائیڈل گلمبر کے خوبصورت ہاؤس بوٹ پر ایڈنا ڈمیل آرام کر رہی تھی۔ وائی تھری ڈیپارٹمنٹ کو وہ اپنی مصروفیات کی رپورٹ پیش کر چکی تھی اور وہاں سے دوسرے احکامات کی منتظر تھی پھر اسے اطلاع ملی کہ وائی تھری ڈیپارٹمنٹ سے ٹرانسمیٹر پر اس کے لیے اشارہ موصول ہوا ہے۔ یہ ٹرانسمیٹر اس وقت ہاؤس بوٹ پر ہی موجود تھا چنانچہ ایڈنا ڈمیل وہاں پہنچ گئی۔

بڑے سے کیبن میں رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر پر اس نے وائی تھری سے رابطہ قائم کیا اور چند لمحات کے بعد دوسری طرف سے چیف کی آواز سنائی دی۔

"ایڈنا ڈمیل۔ ہمارے تمہارے درمیان ملاقات کے لیے یہ وقت طے ہوا تھا۔"

"میں حاضر ہوں چیف۔"

"تمہاری رپورٹ میرے پاس پہنچ چکی ہے۔ تفصیل میں تمہاری زبان سے سننا چاہتا ہوں۔"

"سر پروگرام کے مطابق شیران کو طرح طرح سے آزمایا گیا اور میری سابقہ رپورٹوں کے مطابق اسے سو فیصد نمبر دیے گئے۔ وہ اس قابل ہے چیف کہ ہم پہاڑوں کے آپریشن میں اس کی دلیری اور فراست سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں ہرچند کہ وہ بہت زیادہ ذہین آدمی نہیں ہے لیکن وہ طویل عرصے تک بادشاہ خان جیسے زیرک کو پہاڑوں میں چکر دیتا رہا ہے اور اسے شکست فاش دی ہے تو چیف ان حالات میں، میں پورے وثوق سے کہہ سکتی ہوں کہ بادشاہ خان اور شیران خان کا کوئی مقابلہ نہیں ہے۔ بادشاہ خان بوڑھا ہو چکا ہے اور اس کی ذہنی صلاحیتیں شیران کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہیں جس کے بیشتر ثبوت ہمارے پاس موجود ہیں۔ وہ بادشاہ خان کو پے در پے نقصانات پہنچا رہا ہے اور تنظیم سے علیحدہ ہٹ کر بادشاہ خان جو کچھ کر رہا ہے اس نے اس کے ان مفادات کو بھی شدید ٹھیس پہنچائی ہے۔ بادشاہ خان اس سے مقابلہ کرنے میں ناکام رہا ہے۔ کم از کم اس طرح اسے بادشاہ خان پر فوقیت حاصل ہو گئی۔ تو میں عرض کر رہی تھی چیف کہ اس دوران ایلا کی حیثیت سے مجھے شیران کا جائزہ لینے کا موقع بھی مل گیا۔ وہ دنیا کی کسی قوت سے خوفزدہ نہیں ہوتا۔ وقتی طور پر وہ کسی کی برتری قبول بھی کر لیتا ہے لیکن جب یہ برتری اس کی راہ میں مزاحم ہوتی ہے تو وہ اسے چیکوڑ میں مسل دیتا ہے۔ اس کی فطرت میں رحم نہیں ہے۔ وہ ایک جنگجو وحشی ہے، اگر جانوروں سے دشمنی ہو جائے تو وہ جانوروں کی طرح ہی ان کا قتل عام شروع کر دیتا ہے۔ انسانوں سے نفرت ہو جائے تو وہ اپنے دشمن کو زندہ نہیں چھوڑتا لیکن اس کی ایک کوالٹی ہمارے تمام خدشات کو ختم کر دیتی ہے۔ چیف وہ یہ کہ اگر وہ کسی سے متاثر ہو جائے تو اس کے بارے میں سوچنا چھوڑ دیتا ہے اور صرف اس کے احکامات پر عمل کرنا شروع کر دیتا ہے جس طرح گانگ ہو میں مارلینو اس کا حکمران ہے۔ مارلینو نے اسے متاثر کر کے اپنا دست راست بنا لیا ہے اور ایسے خطرناک لوگوں کی راہ پر لگا یا ہے جو بین الاقوامی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان آٹھ آدمیوں میں سے دو خطرناک انسانوں کو یہ شخص قتل کر چکا ہے۔ ڈاکٹر بریٹو ہانگ کانگ میں میری موجودگی میں قتل ہوا۔ چیف اگر آپ اس بات کو کسی غلط پیرائے میں محسوس نہ کریں تو میں آپ سے عرض کروں کہ میں اس سے گھبرا گئی تھی تب مجھے محسوس ہوا تھا کہ اسے ہینڈل کرنا میرے لیے ممکن نہیں ہے۔ کسی نہ کسی وقت وہ مجھ سے اکڑ جائے گا، چنانچہ میں نے یہ ذمے داری کنگ لوئی کے سپرد کر دی۔ لوئی بہت چالاک ہے۔ ہمارے لیے وہ ان علاقوں میں جو حیثیت رکھتا ہے۔ اس نے خود کو اس کا اہل ثابت کر دیا ہے۔ بہر طور وہ اس وقت کنگ لوئی کے ساتھ پہاڑوں میں ہے اور مجھے یقین ہے کہ کنگ لوئی

ایک طویل عرصہ نکال لے گا ویسے چیف میں اپنے طور پر ایک اور تجویز پیش کرنا چاہتی ہوں۔"

"ہاں۔ کہو ایڈنا۔ میں سن رہا ہوں۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"چیف اس سرپھرے کو بہت عرصے ہینڈل کرنا بہت مشکل ہو گا۔ میں سمجھتی ہوں لوئی کے لیے بھی وہ حلوہ تر نہیں ثابت ہو گا۔ اس کے لیے کوئی اور تجویز سوچنا پڑے گی اگر اسے وقتی طور پر برین واش کر دیا جائے تو کیا یہ مناسب نہیں ہو گا۔"

"ہرگز نہیں۔ میں تنظیم کی اہم ترین شخصیات کو ان کی اصل حیثیت میں رکھنا چاہتا ہوں۔ برین واش کر کے تو ہم کسی کو بھی اپنے قابل بنا سکتے ہیں لیکن اس کی اپنی صلاحیتیں مر جائیں گی۔ وہ جو کچھ ان پہاڑوں کے بارے میں جانتا ہے ہم کسی اور شخص کو وہ تمام چیزیں نہیں دے سکتے۔ بہر طور لوئی اسے سنبھالے ہوئے ہے جس وقت وہ تھک جائے گا تو ہمیں اطلاع دے گا اور ہم شیران کے لیے کوئی اور بندوبست کر لیں گے۔ فی الحال اسے اسی طرح بھٹکتے رہنا چاہیے۔ اس وقت تک جب تک آپریشن کا وقت قریب نہ آ جائے ہم اسے اپنی تنظیم میں باقاعدہ شامل بھی نہیں کر سکتے۔ تنظیم اسے انتہائی سائنٹیفک ذرائع سے متاثر کرے گی لیکن آپریشن سے کچھ عرصہ پہلے تاکہ یہ مرحلہ بآسانی طے ہو جائے اور ہماری بات ایک سے دو اور دو سے تین تک نہ پہنچ جائے تم سمجھ رہی ہو گی ڈمیل؟"

"جی ہاں جناب۔"

"کیا تم اس سے متفق نہیں ہو؟"

"نہیں۔ سو فیصد ہوں۔" ایڈنا ڈمیل نے جواب دیا۔

"بادشاہ خان نے اس کے سلسلے میں مجھ سے گفتگو کی ہے۔ وہ بہت پریشان ہے اپنے خاندان کے مسئلے میں جس میں شیران اس کا دشمن ہے۔ وہ شیران کے لیے جتنا سنجیدہ ہے شیران اتنا سنجیدہ نہیں نظر آتا۔"

"جی ہاں جناب۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ وہ دشمن کے خلاف پروگرام نہیں بناتا۔ اسے سامنے پاتا ہے تو جینے کی مہلت نہیں دیتا اور اس کی تلاش میں سرگرداں نہیں رہتا۔"

"ویری گڈ۔ ویری گڈ، تم ہمیں اس کا گرویدہ بنا رہی ہو ایڈنا ڈمیل، یوں لگتا ہے جیسے تم خود بھی اس سے متاثر ہو۔"

"سر اس نے مجھے اتنا پریشان کیا ہے کہ میں آپ کو بتا نہیں سکتی۔ میں جانتی ہوں کہ آپ کے قیمتی وقت میں بلاوجہ کی باتوں کا کوئی دخل نہیں، لیکن میں اس کی فطرت کے بارے میں چند الفاظ میں ضرور بتاؤں گی۔ سیرا نامی ایک ڈاکو، بارتم کے علاقوں میں تباہی مچائے ہوئے تھا، وہ جس طرف بھی رخ کرتا، آگ اور خون کی لکیریں چھوڑتا چلا جاتا تھا، ایک شام جب کہ ایلا کی حیثیت سے میں اسے بے وقوف بنا رہی تھی۔ وہ بھوکا تھا، شکار کا گوشت کھانا چاہتا تھا کہ اس نے گوشت بھننے کی خوشبو محسوس کی، یہ سیرا اور اس کے ساتھی تھے جو گوشت بھون رہے تھے۔ وہ ان کے پاس پہنچا اور ان سے اپنا حصہ مانگنے لگا۔ جب ان لوگوں نے تفریحی طور پر اسے ہلاک کرنے کی کوشش کی تو اس نے سیرا سمیت اس کے چاروں ساتھیوں کو بھی قتل کر دیا، سیرا بھی اس جگہ مارا گیا، صرف گوشت کے ایک بڑے ٹکڑے کے لیے۔ جنگلی جانوروں کو وہ پاگلوں کی طرح ہلاک کرتا ہے، اس کا کہنا یہ ہے کہ ایک جنگلی جانور نے اس کے باپ کو قتل کر دیا تھا، اور وہ اس جانور سے ناواقف تھا اس لیے وہ ہر قسم کے درندے کو قتل کر دیتا ہے، ہانگ کانگ میں اس کا معاملہ ڈاکٹر بریٹو کے ساتھ تھا، لیکن اس نے ڈاکٹر بریٹو کے علاوہ چار آدمیوں کو اور قتل کر دیا، تو سر میں یہ کہنا چاہتی تھی کہ یہ وحشی صفت انسان بڑی دلچسپی کا باعث بن سکتا ہے۔ آپ کے لیے اگر اس پر ریسرچ کی جائے کہ اس کے ذہن میں یہ دہشت و درندگی کیوں ہے تو یقیناً یہ بات ہمارے سائنسدانوں کے لیے باعث دلچسپی ہو گی۔"

"ہوں ہوں ٹھیک ہے، بہر طور میں کچھ اور احکامات جاری کروں گا، اس کے لیے اس کا تحفظ بے حد ضروری ہے، ہمیں ایسے طاقت ور آدمی بہت سے معاملات کے لیے درکار ہوتے ہیں، لیکن ایڈنا ڈمیل، بادشاہ خان نے ایک اور مسئلہ ہمارے سامنے لا کھڑا کیا ہے، وہ ہے اس کے بھتیجے نعمان خان کا، بادشاہ خان نے ہمارے لیے بہت کچھ کیا ہے، ہم اسے نظر انداز نہیں کر سکتے، ہم یہ بھی نہیں چاہتے کہ بادشاہ خان کو ہم کسی ایسی پوزیشن پر لے آئیں کہ وہ اپنے آپ کو ہمارے لیے ناکارہ محسوس کرے، ہم اسے کوئی اور حیثیت دے سکتے ہیں۔ اب اگر اس نے ہمارے احکامات قبول نہ کیے تو یہ اس کی بدنصیبی ہو گی، ہم اس سلسلے میں کیا کر سکتے ہیں؟ تو میں کہہ رہا تھا کہ اس نے جو مسئلہ ہمارے سامنے پیش کیا ہے وہ اس کے بھتیجے نعمان خان کا ہے، بادشاہ خان نے جو کچھ اس کے بارے میں بتایا ہے اس نے ہمیں متاثر بھی کیا ہے، نعمان خان کا ایک نیا ہی مسئلہ مل پڑا تھا۔ میں اس کی تفصیل میں جانا نہیں چاہتا، بہر حال تنظیم کے لیے ضروری ہو گیا تھا کہ وہ

نعمان خان کو قتل کر دے، چنانچہ شیر دل کے مطابق ہمارے چند آدمی اس کے پیچھے لگ گئے، لیکن وہ نعمان خان کو ہلاک نہیں کر سکے، جب کہ نعمان خان نے ان میں سے دو کو ہلاک کر دیا... بادشاہ خان نے اس کے بارے میں جو کچھ بتایا ہے۔ اُسے سُن کر میں نے اُس کا فائل طلب کر لیا ہے، بات اصل میں یہ ہے ایڈنا ڈمپل کہ ہمیں ہمیشہ اچھے ذہنوں اور اچھی کارکردگی کے مالک افراد کی تلاش رہتی ہے، نعمان خان کا فائل میں نے مانگ لیا ہے، میں اسے چیک کرتا ہوں اگر یہ آدمی بھی کام کا نکلا تو ہم اسے اپنی تنظیم میں شامل کر لیں گے اور یوں ہم بادشاہ خان کے ساتھ ہونے والی ناانصافی کا ازالہ بھی کر دیں گے، ہم بادشاہ خان کی جگہ اُسے دیں گے، یہ دُوسری بات ہے کہ پہاڑوں کے آپریشن کے لیے ہم نے کسی دُوسرے شخص کا انتخاب کر لیا ہے، بادشاہ خان کو اس پر اعتراض نہیں ہونا چاہیے یا پھر اگر نعمان خان اعلا پرفارمینس کا مظاہرہ کرتا ہے تو ٹھیک ہے، ہم اُسے اپنے مقصد کے لیے استعمال کریں گے اور شیران کو کسی دُوسرے پروگرام میں شامل کر لیں گے، بشرطیکہ نعمان خان اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کرنے ویسے شیران کی بہ نسبت نعمان خان میں ایک کوالٹی ضرور ہے، وہ تعلیم یافتہ ہے اور یورپ میں زندگی گزار چکا ہے، اس طرح وہ مجرمانہ ذہنیت کا مالک ہونے کے ساتھ ساتھ یورپ کا شناسا بھی ہوگا، بہرطور بادشاہ خان کی طرف سے رپورٹ مل جائے اس کے بعد میں نعمان خان کو ٹرائی کروں گا، یہ بات میرے ذہن میں ہے۔"

"چیف نے جو کچھ سوچا ہوگا، یقینی طور پر وہ تنظیم کے حق میں ہوگا، میں اپنے لیے حکم چاہتی ہوں، مجھے اب ان علاقوں میں کیا کرنا ہے؟"

"تم حسبِ معمول اپنا کام انجام دیتی رہو، اپنے طور پر شیران پر نگاہ بھی رکھ سکتی ہو، باقی یہاں کے معاملات سنبھالو کنگ لوئی کی طرف سے اگر کوئی خاص پیغام ملے تو مجھے دیا جائے۔"

"او کے سر۔" ایڈنا ڈمپل نے کہا اور دُوسری طرف سے رابطہ منقطع ہو جانے کے بعد خود بھی ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔ اب وہ پُرسکون نظر آ رہی تھی، اپنے کیبن میں ایک آرام دہ مسہری پر دراز ہو کر اس نے آنکھیں بند کر لیں اور دفعتاً آنکھوں میں ایک قوی ہیکل اور خوش رُو نوجوان اُبھر آیا، وحشی، پاگل لیکن حسین۔ ایڈنا ڈمپل کے چہرے پر عجیب سی پیاس نظر آنے لگی، اُس نے بے چین نگاہوں سے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ کر سینے پر رکھ لیں۔

✡

کنگ لوئی کو لطف آ گیا تھا، وہ لوئی قبیلے کے ایک ایسے خاندان سے تعلق رکھتا تھا جو بہت با اختیار تھا، اور اپنی رِیشہ دوانیوں اور وحشی فطرت کے سبب دُور دُور تک کے علاقوں میں مشہور تھا، لیکن یہ جنونی بھیڑیا جو کنگ لوئی کے ساتھ تھا، ایک ایسی عجیب و غریب فطرت کا مالک تھا کہ خود کنگ لوئی بھی حیران رہ گیا تھا۔

بہرطور شیران اُسے ذاتی طور پر پسند آیا تھا اور چیف تنظیم نے اسے اس کے سپرد کر کے ایک اہم ذمے داری سونپ دی تھی جسے کنگ لوئی بخوبی پوری کرنا چاہتا تھا۔ شیران سے سارے معاملات طے ہو چکے تھے چنانچہ اس کی اجازت سے اُس نے اپنے قبیلے کی جانب سفر کرنا شروع کر دیا۔ شیران اُس سے ہر طرح تعاون کر رہا تھا۔ تقریباً بیس میل تک وہ ایک ایسے راستے پر چلتے رہے جو بڑے بڑے پہاڑی ٹیلوں کے درمیان سے گزرتا تھا۔ یہ ٹیلے کہیں کہیں علیحدہ تھے، لیکن زیادہ تر وہ آپس میں جُڑے ہوئے نظر آتے تھے اور اس طرح کافی چوڑی اور بہت اُونچی دیوار سی محسوس ہوتی تھی، اس دیوار کے دُوسری طرف نشیب میں کائی زدہ زمین تھی جس میں خودرو جھاڑیوں کے جھنڈ نظر آتے تھے اور جھاڑیوں کے ان جھنڈوں میں جنگلی جانور عام چلتے پھرتے نظر آ جاتے تھے۔

یہ دیوار نما وادی طویل ترین تھی اور کنگ لوئی اس کے درمیان سے گزر رہا تھا، یہ درمیانی درّہ جو کوئی باقاعدہ سڑک نہیں تھا جگہ جگہ سے مختلف طریقوں سے گھوم جاتا تھا کبھی کبھی اس میں ایسا کوئی موڑ بھی آ جاتا تھا جہاں چٹانیں اس راستے کو جھکی محسوس ہوتیں اور یوں لگتا جیسے راستہ ختم ہو گیا ہو لیکن قریب پہنچنے پر پتہ چلتا کہ سڑک وہاں سے نشیب میں چلی گئی ہے جو چٹانی سلسلے کے گرد چکر کاٹنے کے بعد ایسا محسوس ہوتا جیسے دوبارہ وہی راستہ آ گیا ہے لیکن بغور جائزہ لینے پر اندازہ ہوتا ایسی کوئی بات نہیں ہے، بعض جگہ کسی چٹان پر کئی کئی میل لمبا طے کرنا پڑتا تھا لیکن اس چٹان پر نمی سی محسوس ہوتی تھی۔

بہرطور کنگ لوئی مطمئن تھا اور یہ سفر بڑے آرام کے ساتھ جاری تھا، جھاڑیوں میں خرگوشوں کے ریوڑ کے ریوڑ آتے اور انھیں شکار کر کے ان کا لجلجا گوشت با آسانی حاصل کر لیا جاتا، البتہ بڑے جانور یہاں موجود نہیں تھے۔

شیران کو اس سفر میں بھی لطف آ رہا تھا، وہ تو تھا

پہاڑوں کی دُنیا کا انسان۔ اس دوران کنگ لوئی اُسے اپنی بستی کے بارے میں بتاتا رہا تھا۔

"لوئی قبیلے کے بارے میں، میں نے تمھیں بتایا تھا شیران کہ اُس نے ایک طویل عرصے تک ان علاقوں میں حکمرانی کی ہے، ہمارے خاندان کے زیادہ تر افراد لوئی شہر میں ہی آباد ہیں۔۔ ہاں ہم اُسے پہاڑی بستی کی بجائے شہر ہی کہنا مناسب سمجھتے ہیں، اس میں کوئی شک نہیں ہے اور میں اس بات کو ایک سچے انسان کی حیثیت سے تسلیم کرتا ہوں کہ روتھمین اور اس کے ساتھیوں نے اپنی فرنگیانہ ذہنیت سے کام لیتے ہوئے اس علاقے کو مشینوں سے آراستہ کیا، ہر چند کہ لوئی میں بلند و بالا عمارتیں نہیں ہیں، کیونکہ آئے دن پہاڑیوں میں زلزلے آتے رہتے ہیں، قرب و جوار میں بہت سے آتش فشاں ہیں جو پھٹتے ہیں تو تباہی پھیل جاتی ہے، اس لیے یہاں ایک منزلہ عمارت کے علاوہ دوسری منزل نہیں بنائی جا سکتی۔ روتھمین نے پہلے لوئی خاندان کے ساتھ مل کر اور بعد میں اپنی سازش کے تحت بروما خاندان سے مل کر یہاں اتنی اصلاحات کیں کہ اس علاقے کی تقدیر ہی بدل گئی۔

"ہم ان کاوشوں کو مانتے ہیں، سراہتے ہیں لیکن تم خود غور کرو، سفید فاموں نے مغلوں کے دور میں اسی طرح ہندوستان میں داخل ہو کر پناہ مانگی تھی اور مغل ان کے شکار ہو گئے تھے خواہ ان کی اپنی حرکتیں ہی کیوں نہ تھیں، لیکن بہرطور، ایسٹ انڈیا کمپنی نے بالآخر ہندوستان کی تقدیر بدل دی اور اُسے تہ و بالا کر کے رکھ دیا۔ کیا ہم سفید فاموں کو وہی تاریخ دُہرانے کا موقع دے سکتے تھے؟ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں، بروما خاندان بھلا ملک اور حکمرانی کے بارے میں کیا جانتا تھا، اُس نے روحانیت کو اپنایا تھا، مذہبی معاملات میں بلند حیثیت اختیار کی تھی لیکن پھر اسے حکمرانی کا شوق پیدا ہوا لیکن جب حکمرانی اُسے آسانی سے نہ مل سکی تو اُس نے اپنی کاوشوں میں ناکام ہو کر سفید فاموں کی مدد حاصل کرنا چاہی، بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ یاتان بروما کو یورپ اس لیے بھیجا گیا تھا کہ وہ وہاں جا کر ان علاقوں کے خلاف سازش کرے اور سفید فاموں کو یہاں چڑھا لائے۔

"گو عام لوگوں نے یہ بات نہیں سمجھی، چونکہ بروما خاندان کی سازش مضبوط تھی، اُنھوں نے روحانی رُخ سنبھال رکھا تھا اور لوگ ان چیزوں سے بہت زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ چنانچہ بروما خاندان کو کسی قدر کامیابی حاصل ہو گئی تھی اور انھوں نے ایک عرصے کے لیے لوئی خاندان کو معزول کر کے رکھ دیا، لیکن بہرحال ہم لوئی خاندان کی تنزلی نہیں چاہتے ہیں، سو ہم نے ان کی کوششوں کو ناکام کر دیا۔ میرا خیال ہے یہ سامنے والی دیوار جب ختم ہو گی تو اس کی دُوسری جانب ہماری بستی نظر آ جائے گی، یہ سرحدی بستی ہے، اس سے تقریباً دس میل اندر چلنے کے بعد لوئی کا شہر آ جائے گا اور تم اس کے مکانات دُور ہی سے دیکھ لو گے۔"

"کیا لوئی پر یہاں کی حکومت کا اختیار نہیں ہے؟" شیران نے پوچھا۔

"نہیں یہ صرف ایک پہاڑی بستی ہے اور ان پہاڑیوں میں بے شمار بستیوں کے راستے اتنے دشوار گزار اور مشکل ہیں کہ حکومت اگر یہاں کوئی کارروائی کرنا چاہے تو اس کے لیے ممکن نہیں ہوگا، ہمارے اور حکومت کے درمیان ایک معاہدہ ہے اور اس معاہدے کے تحت حکومت ہمارے معاملات میں دخل نہیں دیتی اور ہم حکومت کے معاملات میں آڑے نہیں آتے۔ ہم اپنی زندگی کا انتظام خود کرتے ہیں اور اس کے لیے ہمیں اپنی حکومت کی طرف سے اجازت ملی ہوئی ہے۔" لوئی نے جواب دیا اور شیران خاموش ہو گیا۔

خاصی بلندی عبور کرنے کے بعد جب وہ نشیب میں پہنچے تو سامنے ہی اُونچے نیچے ٹیلے، نالے، کھائیاں اور جھاڑیاں نظر آئیں، سطحِ زمین بتدریج بلند ہو رہی تھی۔ دیوار نما ٹیلوں کا سلسلہ آگے جا کر چٹانوں میں مدغم ہو گیا تھا اور انھی چٹانوں کے درمیان سے یہ راستہ گزرتا تھا۔

وہ دونوں ان کے گرد چکر کاٹتے ہوئے بلندی کی طرف آگے بڑھنے لگے، اس راستے پر اُچھلنا کودنا پڑ رہا تھا۔ کبھی کوئی نالہ پھلانگنا پڑتا، کہیں کائی زدہ تودے سے اپنے آپ کو بچانا پڑتا، کہیں جھاڑیوں سے بچنے کے لیے لمبا چکر کاٹنا پڑتا۔ بعض جگہ جھاڑیوں میں بھیڑیوں کی ٹولیاں بھی نظر آئیں، لیکن اُنھوں نے ان پر حملہ آور ہونے کی کوشش نہیں کی تھی۔

بھیڑیا چالاک جانور ہے، انسان کے بارے میں اُس کی معلومات کافی ہیں، وہ ہمیشہ بڑے گروہ کی شکل میں انسانوں پر حملہ آور ہوتے ہیں اور اگر دو چار ہوں تو انسان کو بچ کر نکلنے کا موقع دے دیتے ہیں۔

بہرطور اس بلندی کے بعد ڈھلان شروع ہوا اور اس کے اختتام پر ایک طویل و عریض میدان نظر آیا۔ یہ میدان چٹیل نہیں تھا بلکہ اس پر سبزہ ہی سبزہ پھیلا ہوا تھا، اور اس سبزے

کو مد بندیوں کے ذریعے حصّوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا، غالباً یہ کھیت تھے جو سیاہی مائل پانی میں پھیلے ہوئے تھے، ان [illegible] کے اختتام پر چھوٹے چھوٹے لکڑی کے مکانات نظر آ رہے تھے۔ کہیں کہیں یہ مکانات پتھر چُن کر بھی بنائے گئے تھے۔ اس علاقے میں باقاعدہ کام ہو رہا تھا جیسے بڑے بڑے علاقوں میں ہوتا ہے، کہیں پانی گزارنے کے لیے نالے بنائے جا رہے تھے، کہیں تیار فصلوں سے ترکاریاں اور سبزیاں اُتاری جا رہی تھیں، کہیں پودوں کو سنوارا جا رہا تھا، کہیں راستوں کو صاف کیا جا رہا تھا۔ تقریباً آدھے لباس میں ملبوس انسان ان تمام کاموں میں مصروف تھے۔ یہ وہی سرحدی بستی تھی جس کے بارے میں کنگ لوئی نے شیران کو بتایا تھا۔

کنگ لوئی آہستہ آہستہ آگے بڑھتا رہا۔ اور شیران دلچسپی سے اس علاقے کو دیکھتا رہا۔

کھیتوں میں مرد ہی نہیں عورتیں بھی کام کر رہی تھیں۔ ان کے لباس بہت مختصر لیکن ڈھیلے ڈھالے تھے اور ان لباسوں کی تراش خراش ایک مخصوص انداز کی تھی۔

بہر حال کوئی ان کی طرف متوجہ نہیں ہوا، سب اپنے اپنے کاموں میں مصروف رہے، اور وہ بستی کے نشیب میں پہنچ کر ایک بھرے پُرے چھوٹے سے گاؤں میں داخل ہو گئے، جو اُنھوں نے دُور سے دیکھا تھا،

کنگ لوئی یہاں نہ رُکا، ویسے بھی رُکنے کا وقت نہیں تھا، ابھی سفر کے لیے خاصا دن پڑا ہوا تھا، کنگ لوئی نے شیران سے کہا کہ بستی سے نکل کر ایک خوبصورت میدان آئے گا وہاں یہ لوگ قیام کریں گے اور دُوسری صبح وہ لوئی شہر میں داخل ہو جائیں گے۔

"لوئی میں تمھارے تمام اہلِ خاندان ہیں؟" شیران نے پوچھا۔

"ہاں میرا گھر ہے، بہت بڑا گھر ہے میرا۔" کنگ لوئی نے جواب دیا اور شیران خاموش ہو گیا۔

بستی سے گزرنے میں ان کا ایک گھنٹہ صرف ہوا تھا اور اُس کے بعد وہ بستی کے آخری مکان کو بھی پیچھے چھوڑ آئے، اب یہاں سارے علاقے سرسبز و شاداب تھے، دُور دُور تک کھیت بکھرے ہوئے تھے اور ان کھیتوں میں انسان بھی نظر آ رہے تھے لیکن تھوڑی دیر کے بعد یہ سلسلہ ختم ہو گیا۔

شام جُھک آئی تھی اور فضا میں سرد ہوائیں سردی گھولنے لگی تھیں، کنگ لوئی نے وہ پگڈنڈی چھوڑ دی اور اس سے اُتر کر ایک ذیلی سڑک پر آ گیا۔ شیران نے اس سے اس بارے میں پوچھا تو اُس نے جواب دیا۔

"یہاں سے [illegible] باغ ہے، وہاں پہنچ کر ہمیں آگے سفر کے لیے مزید آسانیاں فراہم ہو جائیں گی، اور رات کو وہاں قیام تمھارے لیے باعثِ [illegible] ہو گا۔"

یہ باغ تین میل کے فاصلے پر تھا، یہاں پہنچتے پہنچتے شیران کو بھی تھکن ہو گئی۔ باغ میں چند مقامی لوگ کام کر رہے تھے۔ کنگ لوئی کو دیکھ کر ان میں بھگدڑ مچ گئی۔

چھوٹے چھوٹے قدوں کے یہ لوگ اپنے طور پر کنگ لوئی اور اُس کے مہمان کے لیے آسائش کا بندوبست کرنے لگے۔ بڑا ہی خوبصورت باغ تھا، جس میں خوبانی، لیچی اور سیبوں کے درخت بکھرے ہوئے تھے، فضا میں میٹھی میٹھی خوشبو رچی ہوئی تھی اور ماحول بے حد خوشگوار تھا۔

کنگ لوئی نے ان سے رات کے کھانے کا بندوبست کرنے کے لیے کہا اور باغ کے بیچوں بیچ بنے ہوئے اس چھوٹے سے جھونپڑے کے پاس پہنچ گیا جو ان لوگوں کی رہائش گاہ کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔

جھونپڑے میں پیال کے ڈھیر لگے ہوئے تھے اور ان پر کپڑا منڈھ دیا گیا تھا، آرام کرنے کے لیے یہ جگہ بہت اچھی تھی، شیران نے پیال کے ڈھیر پر بیٹھ کر جوتے اُتارے اور پیر پھیلا دیے۔ کنگ لوئی کے خادم دوڑ دوڑ کر کام کر رہے تھے، اُنھوں نے مٹی کے چھوٹے چھوٹے پیالوں میں گرم مشروب پیش کیا، جو یہاں کی کوئی خاص چیز تھی۔ کنگ لوئی نے بڑے خلوص سے یہ مشروب شیران کو دیا اور شیران اُسے پی گیا۔ بڑا ہی خوش ذائقہ مشروب تھا، قہوے سے ملتا جُلتا، اُسے پی کر تھکن بدن سے نچڑتی محسوس ہوتی تھی۔

شیران نے اس کی کئی پیالیاں پیں اور کنگ لوئی کے خادم بھاگ بھاگ کر اُس کی فرمائش کی تکمیل کرتے رہے، اُن کے انداز مخصوص تھے۔

پھر رات کا کھانا کھایا گیا جو بہترین گوشت پر مشتمل تھا، اس کے ساتھ ہی بھیڑوں کا دُودھ اور موٹی موٹی روٹیاں تھیں۔

دونوں نے خوب ڈٹ کر کھانا کھایا اور پھر وہ آرام کرنے لیٹ گئے، کنگ لوئی نے اپنے خادموں کو کچھ ہدایات دے دی تھیں، جن میں شاید صبح کے سفر کے بندوبست کے لیے کہا گیا تھا۔ لیٹے لیٹے شیران نے پوچھا۔

"اب تم اپنے شہر جا کر کیا کرو گے؟"

"انتظامات۔"

"کیسے انتظامات؟"

"وہ سب کچھ جو کسی بھی علاقے کی حکمرانی سنبھالنے سے پہلے کیا جاتا ہے۔ تمھیں میرے معزز مہمان کی حیثیت سے لوئی شہر گھومنے کی مکمل آزادی ہو گی اور اگر وہاں تم اپنی دلچسپی کا کچھ سامان پاؤ تو وہ تمھیں فراہم کر دیا جائے گا۔ میری درخواست ہے شیران کہ کسی بھی سلسلے میں کوئی تکلف مت کرنا، میں تم سے کچھ درخواست بھی کرنا چاہتا ہوں۔"

"ہاں ہاں کہو، میں سُن رہا ہوں۔" شیران نے کہا۔

"اس علاقے سے باہر نہ جانا۔ کیونکہ میرے معزز مہمان کی حیثیت سے رُوشناس ہونے کے بعد برما خاندان کے افراد تمھاری تاک میں لگ جائیں گے۔ میں جانتا ہوں کہ چند افراد تمھارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے لیکن یہاں آنے کے بعد تم میری عزت بن گئے ہو۔ مجھے اُمید ہے کہ میری دوستی کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے تم مجھے ایسا کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کرو گے۔"

"ٹھیک ہے، اب تمھاری پابندیاں تسلیم بھی کرنا پڑیں گی مجھے۔ کروں گا کوئی بات نہیں ہے۔"

"گھاؤ یخ۔" لوئی اپنے مخصوص انداز میں بولا اور شیران ہنس پڑا۔

منشیات کے اڈّے اَب اتنا استحکام حاصل کر چکے تھے کہ وہاں بخوبی کام ہو رہا تھا۔ پورے بنکاک میں اور اس کے نواح میں کوئی ایسا چھوٹا اڈّہ باقی نہیں رہا تھا، جہاں سے منشیات سپلائی نہ ہوتی ہوں۔

شیران نے اس کے لیے جو کچھ کیا تھا اُسے استحکام بخشنے میں گرے بچر اور میگنیشیا کا ہاتھ تھا، اُنھوں نے کچھ ایسے ذرائع اختیار کیے تھے کہ اب چھوٹے چھوٹے لوگ اگر کہیں سے تھوڑا بہت مال حاصل کر بھی لیتے تھے تو وہ انھی اڈّوں کو سپلائی کر دیتے تھے۔ اس طرح اُنھیں زیادہ فائدہ ہو جاتا تھا۔

بہر طور مارلینو کا کاروبار بخوبی چل رہا تھا لیکن کچھ ایسے کردار اب ان لوگوں کے درمیان آ گئے تھے اُنھیں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا تھا جیسے شیران اور سدھاشی وغیرہ۔

گرے بچر اور میگنیشیا، مارلینو کے حکم سے سدھاشی کی تلاش میں سرگرداں تھے، اپنے تحت اُنھوں نے جو تحقیقات کی تھیں اُن سے اُنھیں اس بات کا یقین ہو گیا تھا کہ سدھاشی کو اغوا کیا گیا ہے، اس کے علاوہ کیمتو کچھ مخصوص خبریں لے کر آیا تھا، اس نے گرے بچر کو بتایا تھا کہ بادشاہ خان اپنے بھتیجوں کو اپنے پاس لے آیا ہے اور آج کل چند قبائلی بنکاک کے ہوٹلوں اور کلبوں میں دیکھے جاتے ہیں، اپنے مخصوص قسم کے سُرخ و سفید چہروں اور قد و قامت کی وجہ سے وہ بنکاک کے لوگوں میں نمایاں حیثیت رکھتے تھے اور اکثر امیر و کبیر لڑکیاں ان کے اطراف میں چکر لگاتی نظر آتی ہیں۔

اس کے علاوہ نعمان خان کو بھی دیکھا گیا ہے جسے بنکاک میں دوبارہ پولیس نے گرفتار کیا تھا لیکن شیران کے بارے میں کوئی خبر نہیں مل سکی تھی۔

سدھاشی کے اغوا کی تفصیلات بھی تاریکی میں تھیں۔ یہ پتہ نہیں چلتا تھا کہ اُسے اغوا کرنے والے کون لوگ ہیں؟ پہلے گرے بچر کا خیال بادشاہ خان کے بارے میں تھا۔ لیکن کیمتو نے اپنی تمام تر کوششوں سے یہ معلوم کیا تھا کہ بادشاہ خان سدھاشی سے لاعلم ہے اور وہ اس کے اغوا میں ملوث نہیں ہو سکتا، چونکہ اس سے قبل وہ نعمان خان کی تیمار داری میں مصروف تھا، جو شدید زخمی تھا۔

یہ تفصیلی رپورٹیں معلوم کرنے کے بعد گرے بچر نے مارلینو سے رابطہ قائم کیا۔

مارلینو بے حد مضطرب تھا۔ گرے بچر کی باتیں سننے کے بعد اُس نے کہا۔

"میں نے اپنے طور پر بھی کچھ لوگوں کو گانگ ہو سے بھیجا ہے، مجھے اُن کی جانب سے بھی یہ رپورٹ ملی ہے کہ شیران بنکاک میں موجود نہیں ہے، ہانگ کانگ میں بھی شیران کو مکمل طور پر تلاش کر لیا گیا ہے، اُسے یہاں دیکھا گیا ہے لیکن ریٹو کی موت کے بعد اس کا کوئی پتہ نہیں ہے، چنانچہ صرف ایک ہی تصور ذہن میں ہے ڈیئر گرے بچر، اور وہ یہ کہ شیران ریٹو کو ہلاک کر کے بارہتم کے علاقے میں نکل گیا۔ یہ پہاڑی علاقہ سینکڑوں میل تک جنگلوں اور پہاڑوں پر مشتمل ہے اور شیران جیسا آدمی اس علاقے میں اپنی تفریحِ طبع کے ہزاروں انتظامات کر سکتا ہے، یہاں بے شمار بستیاں ہیں اور اُن میں دُور دراز کے علاقوں کی بعض بستیاں ایسی بھی ہیں جو حکومت کے کنٹرول میں نہیں ہیں، یہ بستیاں مختلف قبائل پر مشتمل ہیں، اور حکومت سے الگ رہ کر اپنی زندگی گزارتے ہیں۔

چنانچہ مارلینو نے گرے بچر کو حکم دیا کہ اگر وہ بنکاک کے حالات مناسب پاتا ہے تو ہانگ کانگ جا کر بارہتم کے علاقے میں داخل ہو جائے۔ بارہتم میں اس کا استقبال چند ایسے افراد کریں گے جو بارہتم کے علاقوں

سے مکمل طور پر واقف ہیں، اگر وہ چاہے تو میگنیشیا کو بھی ساتھ لے سکتا ہے"
گریچر نے محسوس کیا کہ مارلینو کا یہ مشورہ حکم کی حیثیت رکھتا ہے۔ چنانچہ اُس نے آمادگی کا اظہار کر دیا۔
مارلینو سے سلسلۂ گفتگو ختم کرنے کے بعد اُس نے میگنیشیا کو ساری تفصیلات بتائیں اور میگنیشیا تیار ہو گئی۔
"ٹھیک ہے گریچر جب باس کا حکم ہے تو میں کیسے انکار کر سکتی ہوں،" اُس نے کہا۔
"ٹھیک ہے، تم ضروری تیاریاں کر لو، ہم جلد ہی اس سفر پر روانہ ہو جائیں گے۔" گریچر نے کہا۔ ویسے وہ محسوس کرتا تھا کہ شیران کی گمشدگی کے بعد میگنیشیا کے انداز میں ایک عجیب سی اُداسی پائی جاتی ہے، بہر طور یہ حماقت تھی۔
گریچر جس قدر شیران کو سمجھ چکا تھا، غالباً میگنیشیا نہیں سمجھی تھی۔ گریچر چاہتا تھا کہ شیران سے قربت کا تصور اس کے لیے شدید نقصان دہ ہو سکتا تھا، بہر طور یہ اس کا ذاتی مسئلہ تھا، گریچر نے اُس سے اس سلسلے میں کچھ نہیں کہا تھا، چنانچہ گریچر بھی اُسے کوئی مشورہ نہیں دینا چاہتا تھا۔
تیاریاں مکمل ہو گئیں اور وہ ہانگ کانگ روانہ ہو گئے۔ ہانگ کانگ کے پیرل پائیرو نامی علاقے میں اُن کی ملاقات فینڈل ہانز اور بردتو سے ہوئی۔ یہ دونوں مارلینو کے آدمی تھے، ان کے ساتھ مزید چھ آدمی بھی تھے، جو بارتھم ہی کے علاقے سے تعلق رکھتے تھے۔
رات کے کھانے پر فینڈل ہانز اور بردتو نے شیران کے بارے میں حاصل شدہ معلومات ان دونوں کو بہم پہنچائیں۔ اسے جہاں دیکھا گیا، وہاں کی تفصیلات، ڈاکٹر برٹیو کے قتل کا مکمل معاملہ، پولیس کی تفصیلی رپورٹ سب گریچر اور میگنیشیا کے سامنے پیش کر دی گئیں۔ اس میں اس لینڈ روور کا تذکرہ بھی تھا جو اس قتل کے فوراً بعد سرحد سے نکلتے دیکھی گئی۔ یہ تذکرہ پولیس کی رپورٹ میں تھا اور یہی تذکرہ گریچر اور میگنیشیا کے لیے باعثِ دلچسپی تھا۔ گریچر نے لینڈ روور کے بارے میں سننے کے بعد کہا، "تو پھر اس میں کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہا کہ شیران بارتھم کے علاقے میں نکل گیا ہے۔" "اگر اس سلسلے میں پولیس کو یہ شبہ ہے کہ مسٹر فینڈل ہانز، کہ شیران بارتھم کے علاقے میں ہے تو پولیس نے اس علاقے میں داخل ہو کر اُسے تلاش کرنے کی کوشش کیوں نہیں کی؟" میگنیشیا نے سوال کیا۔
"اس لیے کہ بارتھم کے علاقے میں اگر پولیس داخل ہوتی ہے تو اسے اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔ کسی بھی طور پولیس کو اس علاقے میں کوئی کارروائی کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی اور اگر ایسا ہوتا ہے تو پھر جانے والے واپس نہیں آتے۔ حکومت کے افراد کو ان علاقوں کے اندرونی معاملات سے متعلق اطلاعات فراہم نہیں کی جاتیں، یہ ان لوگوں کا اصول ہے۔"
"اور اجنبی؟"
"اجنبی وہاں جا سکتے ہیں، لیکن وہ سب نگاہوں میں ہوتے ہیں اور اگر خطرناک پائے جاتے ہیں تو پھر اُن کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جاتا ہے۔"
"اس کا مقصد ہے کہ اس علاقے کے قبائلی کافی جرکتا ہیں؟" گریچر نے پوچھا۔
"نہیں ایسی کوئی خاص بات نہیں ہے۔ کبھی کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ درجنوں افراد اندر چلے جاتے ہیں، قدیم فضا سے دریافت کرتے ہیں، کوہ پیمائی کرتے ہیں اور واپس آ جاتے ہیں، ان کے ساتھ کوئی حادثہ پیش نہیں آتا۔" بردتو نے بتایا۔
"بہرحال ہمیں چھوٹی چھوٹی بستیوں سے شیران کے بارے میں معلومات حاصل کرنا ہوں گی، جس بستی سے بھی وہ گزرا ہو گا، وہ بستی اسے نظر انداز نہیں کر سکی ہو گی۔" میگنیشیا نے کہا اور اس کے ساتھیوں نے گردن ہلا دی۔
اُنھوں نے ایک کوہ پیما جماعت کی حیثیت اختیار کی، اور مختلف سواریوں کے ذریعے بارتھم کے علاقے کی جانب چل پڑے۔
✹ بادشاہ خان انتظار کر رہا تھا۔ دائی تھری کی جانب سے نعمان خان کے بارے میں جو اُمید افزا الفاظ کہے گئے تھے۔ بادشاہ خان نے فوری طور پر اس سلسلے میں کارروائی شروع کر دی تھی۔

⧈

نعمان خان کے بارے میں ایک تفصیلی رپورٹ تیار کی گئی تھی، اس کے بھائیوں کے بارے میں بھی تمام تفصیلات مہیا کی گئیں اور یہ فائل دائی تھری ڈیپارٹمنٹ کو روانہ کر دی گئی۔ اس دوران ایڈنا ڈمپل سے بھی بادشاہ خان کی ملاقات ہو گئی تھی۔
ایڈنا ڈمپل نے بتایا تھا کہ وہ شیران ہی کے خلاف کارروائیاں کر رہی تھی، لیکن وہ چھلاوہ پتہ نہیں کس طرح ہانگ کانگ پہنچ گیا اور وہاں قتل و غارتگری کر کے صاف

نکل گیا۔
ایڈنا ڈمپل نے بادشاہ خان کو دعوت دی تھی کہ اگر وہ چاہے تو شیران کی کارروائی کے بارے میں معلومات کر سکتا ہے۔ اُس نے اتنی صفائی سے اپنا کام کیا کہ پولیس بھی حیران رہ گئی۔ وہ آج تک اُسے تلاش نہیں کر سکی۔
بادشاہ خان نے پوچھا تھا کہ کیا شیران ہانگ کانگ سے نکل گیا تو ایڈنا ڈمپل نے یہی جواب دیا تھا کہ ہاں ہانگ کانگ میں اس کا وجود نہیں ہے، نہ ہی وہ بنکاک کے نواح میں دیکھا گیا ہے چونکہ ایک باقاعدہ محکمہ صرف بادشاہ خان کی اعانت کے لیے شیران پر متعین کر دیا گیا ہے، اور وہ شیران کو تلاش کرنے کی ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں۔
بہر طور بادشاہ خان کے لیے صبر کے سوا اور کوئی چارۂ کار نہیں تھا، وہ جب تک شیران کو نہ پا لیتا اُسے تب تک سکون نہیں ہو سکتا تھا۔ نعمان خان کے لیے وہ پریشانی کا شکار تھا۔ یہ حقیقت تھی کہ شیران نے جس طرح ہینڈرک اور برٹیو کا قتل کیا تھا اس سے بادشاہ خان خوفزدہ ہو گیا تھا لیکن اپنے اس خوف کا اظہار وہ دُنیا میں کسی سے نہیں کر سکتا تھا، کیونکہ یہ اُس کی فطرت کے خلاف تھا لیکن نعمان خان کے لیے وہ شدید پریشان تھا، اس نے بنکاک کے نواح میں ہر اُس راستے پر اپنے آدمی پھیلا رکھے تھے جہاں سے کوئی اندر داخل ہو سکتا تھا، ان آدمیوں کی ڈیوٹی تھی کہ کوئی قبائلی نوجوان یعنی شیران کسی بھی ذریعے سے بنکاک میں داخل نہ ہو سکے، اگر وہ نظر آ جائے تو اُسے فوراً گرفتار کر لیا جائے۔ یہ کام اُس نے نعمان خان کو بتائے بغیر کیا تھا۔ اس کے علاوہ اُس نے نعمان خان اور اس کے تمام بھائیوں کے پیچھے ایسے زیرک افراد لگا رکھے تھے جنھیں ہر جگہ نعمان خان اور اس کے بھائیوں کا تحفظ کرنا تھا، اور اُنھیں شیران سے بچانا مقصود تھا۔
فائل دائی تھری ڈیپارٹمنٹ کو روانہ کر دینے کے بعد بادشاہ خان جواب کا منتظر تھا، وہ کسی اُمید افزا اطلاع کا خواہش مند تھا، وہ چاہتا تھا کہ اس جواب کے بعد وہ نعمان خان کو یہاں سے روانہ کر دے، اُس نے فیصلہ کیا تھا کہ اگر دائی تھری ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے نعمان خان پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے تو وہ ان سے درخواست کرے گا کہ نعمان خان کو خصوصی تربیت کے لیے بلوایا جائے یا پھر کوئی ایسا کام اس کے سپرد کر دیا جائے جو ان علاقوں سے دُور یورپ میں ہو۔ اُس سے اُمید بھی یہی تھی کہ نعمان خان کو یورپ کی کوئی ذمے داری سونپی جائے گی۔ بہرحال اُس کے لیے اُسے تقریباً بیس دن کا جان لیوا اور صبر آزما انتظار کرنا پڑا۔ بیس دن

ابنِ آدم کی نئی کتاب

آداب

اُس نوجوان کی داستان مسلسل جو اپنے حق کے لیے جاگیردارانہ نظام سے ٹکرا گیا

جس کو اپنے مفادات کے لیے کٹھن مراحل کا سامنا کرنا پڑا

ایک نہایت خوبصورت کہانی جو مزاح، سسپنس اور ایڈونچر سے بھرپور ہے

ناشر:-
علی میاں پبلی کیشنز
۲۰۔ عزیز مارکیٹ، اُردو بازار لاہور فون: ۲۴۷۲۱۴۰

کے بعد وائی تھری ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے اُسے کال کیا گیا اور بادشاہ خان فوراً اس ٹرانسمیٹر کی طرف بڑھ گیا جس پر وائی تھری سے گفتگو ہو سکتی تھی۔

وقت مقررہ پر ٹرانسمیٹر سے اشارہ موصول ہُوا اور بادشاہ خان ٹرانسمیٹر کی جانب بڑھ گیا۔

"کیا بات ہے؟"

"خان تمھارے بھتیجے نعمان خان کے بارے میں، مَیں تم سے گفتگو کرنا چاہتا ہُوں، مَیں نے اس فائل کو مکمل پڑھ لیا ہے اور پڑھنے کے بعد اس کی نقلیں تیار کرا کے دیگر محکموں کو اپنے نوٹس کے ساتھ روانہ کر دیں، اس کارروائی میں ظاہر ہے تھوڑا بہت وقت تو لگنا ہی تھا، بہرطور مَیں تمھارے لیے ایک خوشخبری فراہم کر رہا ہوں۔ نعمان خان کو تین آزمائشی مرحلوں سے گزرنا ہوگا اور بادشاہ خان اگر اس نے تینوں مرحلوں میں کامیابی حاصل کر لی تو پھر تمھیں اس کا حق دیا جائے کہ اگر تم چاہو تو پہاڑوں کے آپریشن میں نعمان خان کو اپنی جگہ سونپ سکتے ہو، اسے پہاڑوں میں کارروائی کے بعد وہاں کی مطلق العنانی دے دی جائے گی اور ہماری حکومت اس سلسلے میں اس کے ساتھ بھرپور تعاون کرے گی۔ یعنی ہم جو چاہتے ہیں اس میں نعمان خان کو مرکزی کردار کی حیثیت دی جا سکتی ہے، اور پھر تمھاری نسلوں کو ان تمام چیزوں کا صلہ ملتا رہے گا، یعنی وہ اس علاقے میں حکمراں نسلیں قرار پائیں گی۔

بادشاہ خان کا چہرہ مسرّت سے کھل گیا تھا۔ چند لمحات کے لیے تو اس کی آواز ہی بند ہو گئی تھی، پھر اس نے بہت ہی ممنون لہجے میں کہا۔ "مَیں اس احسان کے لیے تازندگی تنظیم کا ممنون رہوں گا۔ ہاں ان بچوں کے علاوہ میرا کوئی نہیں تھا اس دُنیا میں مَیں نے ساری زندگی انھی کے لیے سب کچھ کیا ہے، نہ مَیں نے شادی کی، نہ عورت کا میری زندگی سے کوئی تعلق رہا، بس ان بچوں سے مجھے اپنی اولادوں کی طرح ہی محبّت ہے جناب، نعمان خان کو جس مہم کے لیے منتخب کیا جائے گا، مجھے یقین ہے کہ وہ اس کی انجام دہی میں مکمل طور پر کامیابی حاصل کرے گا لیکن اس کے باوجود مَیں چاہتا ہُوں کہ اس سے محبّت کا رویّہ رکھا جائے اور اگر کسی مرحلے پر وہ کمزور پڑے تو اس کی مدد کی جائے۔"

"تم مطمئن رہو بادشاہ خان، ہم دوستوں کو ہمیشہ دوست رکھتے ہیں، اب اس مہم کی تفصیلات تمھیں بہت جلد مہیّا کر دی جائیں گی، اور اس کے بعد اس مہم کی تیاری کے لیے تمام ذمّے داریاں تمھیں اُٹھانا ہوں گی، مس ڈمبیل تمھاری بھرپور مدد کریں گی، اس سلسلے میں جو کام نعمان خان کو سونپے جائیں گے، وہ جو کچھ بھی انتخاب کرے گا اُسے منظور کر لیا جائے گا بلکہ اس کے اختیارات بھی تمھیں ہی دیتا ہُوں لیکن نعمان خان سے کہہ دیا جائے کہ مہم کامیاب ہو یا ناکام، اس کی زبان کبھی نہیں کھُلے گی کہ وہ کس کے لیے کام کر رہا ہے!"

"یہ پٹھان کا وعدہ ہے حیف اور یہ وعدہ نعمان خان کی طرف سے ہے کہ اگر نعمان خان کے پُورے بدن کی کھال بھی اُتار لی جائے گی تب بھی وہ تنظیم کا نام نہیں لے گا۔"

"مجھے یقین ہے بادشاہ خان، اگر مجھے تم لوگوں پر اتنا اعتماد نہ ہوتا، تو مَیں یہ اہم ذمّے داری تم لوگوں کے سپرد نہ کرتا۔ اب تم اس مہم کی تفصیلات کا انتظار کرو، یہ تفصیلات تمھیں تین دن کے اندر فراہم کر دی جائیں گی، اب مَیں اجازت چاہتا ہُوں۔" وائی تھری کی جانب سے کہا گیا اور اس کے بعد سلسلہ منقطع ہو گیا۔

بادشاہ خان کا چہرہ وفورِ مسرّت سے سُرخ ہو گیا تھا، اس سے زیادہ وہ اپنے ان بھتیجوں کو اور کچھ نہیں دے سکتا تھا، ہاں اس سے زیادہ وہ فیروز خان کے بیٹوں کے لیے اور کچھ نہیں کر سکتا تھا چنانچہ وہ یہ خوشخبری سُنانے کے لیے نعمان خان کے پاس پہنچ گیا۔

پُرسکون رات گزارنے کے بعد صبح بہترین ناشتہ تیار کیا گیا اور اس کے بعد لوئی کے سفر کا آغاز ہو گیا، یہ سفر زیادہ طویل نہیں تھا۔ تقریباً تین گھنٹے کے سفر کے بعد جب سورج مکمل طور پر آسمان پر پہنچ چکا تھا اور دھوپ کی تمازت نے فضا کی خُنکی کسی حد تک ختم کر دی تھی۔ وہ لوئی میں داخل ہو گئے۔

جیسا کہ کنگ لوئی نے بتایا تھا، لوئی بلاشُبہ ایک خوبصورت شہر تھا جسے بڑی ترتیب سے آباد کیا گیا تھا۔ بلند پہاڑیوں پر کھڑے ہو کر دیکھنے سے اس کی حیثیت کا اندازہ نہیں ہو پاتا تھا، کیونکہ یہاں موجود بڑے اور چھوٹے مکانوں کی چھتیں کچھ اس طرح تعمیر کی گئی تھیں کہ اُوپر سے دیکھنے پر وہ زمین پر جمی ہُوئی کائی کی مانند نظر آتی تھیں لیکن اس کائی کے نیچے اچھے خاصے خوبصورت مکانات، دُکانیں، سڑکیں، پارک، گلیاں اور بازار پھیلے ہُوئے تھے۔

لوئی کو ہر طرح سے ایک پُرفضا اور صحت مند شہر کی بنانے کی کوشش کی گئی تھی، شیران اس کی کہانی تو سُن چکا تھا، اس نظریے سے لوئی بہت ہی خوبصورت شہر معلوم ہوتا تھا اور جس مکان میں وہ داخل ہُوئے، وہ مکان کیا، ایک اچھا خاصا محل تھا۔ تھا تو ایک منزلہ ہی لیکن اتنا وسیع، اتنا کشادہ کہ ہزاروں آدمی اس میں

بائیں، چھوٹے چھوٹے مخصوص طرز کے کمرے بنے ہُوئے تھے۔ لوئی کا بیشتر خاندان یہیں آباد تھا۔ ایک بہت ہی وسیع اور کشادہ کمرے میں جہاں جانوروں کی کھالیں بچھی ہُوئی تھیں اور جسے ہیرول کے بتوں سے سجایا گیا تھا، لوئی نے شیران کو قیام کی دعوت دی، اور یہ کمرہ شیران کے لیے مخصوص کر دیا گیا۔ بے شمار ملازم عمارت میں پھیلے ہُوئے تھے اور ان میں سے کئی شیران کی خدمت کے لیے مامور کر دیے گئے۔ اب یہ بات تو شیران نہیں جانتا تھا کہ لوئی نے ان ملازموں کو کچھ خاص ہدایات بھی دے دی تھیں۔

بہرحال شیران کی خدمت میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھی گئی۔ اُسے دُنیا کی ہر سہولت مہیّا کر دی گئی تھی، سیر و شکار کے لیے بھی لوئی نے اُسے تمام سہولتیں فراہم کی تھیں، یہ دوسری بات ہے کہ شکار شیران کی پسند کا نہیں تھا، لوئی کے اطراف میں دُور دُور تک ایسا کوئی جنگل نہیں تھا جس میں درندے پائے جاتے ہُوں، البتہ تھوڑے فاصلے کے علاقوں میں چھوٹے جانوروں کی بہتات تھی، جو شکار کے کام آ سکتے تھے لیکن ان معصوم جانوروں کو مارنے میں شیران کو کوئی لُطف محسوس نہیں ہوتا تھا۔

تقریباً ایک ہفتہ اسی طرح گزر گیا، لوئی شیران کی طرف سے مطمئن ہونے کے بعد اپنے کام میں مصروف ہو گیا، سدھاشی کو اس کے آدمی پہلے ہی یہاں لا چکے تھے۔ تنظیم کے لیے کام کرنے میں لوئی بالکل مخلص تھا، وہ اس تنظیم کے ذریعے اپنے بیشتر مقاصد حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکتا تھا، کیونکہ بذاتِ خود بھی احمق آدمی نہیں تھا، بہترین شخصیت کا مالک تھا اور جانتا تھا کہ قوت حاصل کرنے کے لیے کسی ایسی طاقت کا ساتھ سود مند ہو سکتا ہے جو بہت بڑی حیثیت رکھتی ہو، چنانچہ تنظیم سے اس کے اپنے مفادات بھی وابستہ تھے اور وہ تنظیم کے لیے سب کچھ کرنے کے لیے خود کو تیار رکھتا تھا اور یہی وجہ تھی کہ ان حالات میں بھی وہ شیران کی نگہبانی کے فرائض انجام دے رہا تھا جب کہ اُسے اپنی زندگی کا ایک خاص مقصد حاصل ہونے والا تھا، جس کے اُس نے نجانے کب سے خواب دیکھے تھے۔ لوئی خاندان کا وقار بحال کرنے کی ذمّے داری اس کے شانوں پر تھی اور وہ سچّے دل سے اپنے اس عمل کا آغاز کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اُس نے اپنے آدمیوں کے ذریعے سدھاشی کو اس طرح محفوظ رکھا تھا کہ کسی کو اس کی ہوا بھی نہ لگنے پائے، البتہ اپنے کاموں میں وہ خود مشغول رہا تھا اور اب لوئی خاندان کے وفادار ہر برومی کی نگرانی کر رہے تھے۔ وہ برما خاندان کے ایک ایک فرد کی حرکت سے آگاہ رہنا چاہتے تھے چونکہ اُنھیں علم ہو چکا تھا کہ کنگ لوئی واپس آگیا ہے اور کچھ ایسی خاص باتیں ہیں، جنھیں پُراسرار کہا جا سکتا ہے۔

برما خاندان پر بڑا کٹھن وقت تھا، بڑے بڑے پُراسرار ہنگامے ہو رہے تھے، رات کی تاریکیوں میں لوگ ادھر سے اُدھر سفر کرتے اور کبھی کبھی ان کی مڈبھیڑ دُوسروں سے بھی ہو جاتی۔ اُس وقت اُن کے لیے شدید مشکلات پیدا ہو جاتیں اور بعض اوقات خاموشی سے قتل بھی ہو جایا کرتے تھے۔

تقریباً پندرہ دن کی مصروفیت کے بعد لوئی ان تمام مشکلات پر قابو پانے میں کامیاب ہو گیا، جو اُس کے آنے والے جشن کی راہ میں مزاحم ہو سکتی تھیں، وہ تمام برومی اُس کے قابو میں تھے، جو برما خاندان میں اہمیّت کے حامل تھے اور جن سے خطرہ پیش آ سکتا تھا۔ لوئی نے ان پر ہاتھ نہیں ڈالا تھا لیکن وہ کسی نہ کسی طرح لوئی کے آدمیوں کی زد میں تھے۔ اس دوران وقت نکال کر لوئی شیران سے بھی ملتا رہا تھا، اُس نے شیران کے لیے ایسی دلچسپیاں فراہم کر دی تھیں کہ اُسے یقین تھا کہ شیران اُن سے اُکتائے گا نہیں، کشتیوں کے مقابلے، فنونِ سپہ گری کے مقابلے ہوتے رہتے تھے اور یہ مقابلے اسی مکان کے احاطے میں ہوتے تھے، جس میں اُس نے باقاعدہ ایک ایرینا بنایا ہُوا تھا۔

یہ حقیقت تھی کہ شیران ان گوناگوں دلچسپیوں سے ابھی تک اُکتایا نہیں تھا۔ وہ یہاں خوش تھا یہاں تک کہ وہ وقت آگیا جب کنگ لوئی کو اپنے پروگرام پر عمل کرنا تھا، نقارچی سڑکوں اور بازاروں میں پھیل گئے، اُنھوں نے بتایا کہ کنگ لوئی اپنا مقصد حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے اور اب وہ اس قابل ہے کہ اپنی شہنشاہیت کا اعلان کر دے۔ حکمرانی ایک بار پھر لوئی خاندان کو منتقل ہونے والی ہے۔

نقارچیوں کو گرفتار کر لیا گیا اور ان سے ان کے اعلان کے بارے میں سوال کیا گیا۔ نقارچیوں نے کنگ لوئی کا نام پیش کر دیا چنانچہ کنگ لوئی کو عبوری حکومت کے سامنے پیش ہونا پڑا۔

"کیا یہ نقارچی تمھارے ہی ایما پر سڑکوں، گلیوں اور بازاروں میں آ نکلے ہیں؟" سوال کیا گیا۔

"ہاں۔ اُنھوں نے جو کچھ کہا ہے وہ حقیقت ہے۔"

"طے یہ کیا گیا تھا کنگ لوئی کہ اگر تم ایسی کسی کوشش میں کامیاب ہو بھی گئے تو پہلے عبوری حکومت سے رابطہ قائم کرو گے اور عبوری حکومت تمھیں مشورہ دے گی کہ کس طرح اپنے عمل کا آغاز کرو۔"

"میں جانتا ہوں کہ آنے والا وقت مجھے لوئی کا حکمران ثابت کرے گا، چنانچہ کچھ قانون میں خود بھی وضع کرنے کا حق رکھتا ہوں۔ ہاں اگر عبوری حکومت مجھے ناکام پائے تو سزا دینے کا حق اس کے لیے محفوظ ہے۔" لوئی نے پُروقار انداز میں کہا اور سوالات کرنے والوں کی زبانیں بند ہو گئیں پھر عبوری حکومت کے کسی ممبر نے پوچھا۔

"کیا تم یاتان بردما اور اس کے آقا زادے اور لوئی کے نامزد حکمران لوتھر روتھین کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو چکے ہو۔"

"ہاں، میں نے اُن کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کر لی ہیں، وہ موت کی آغوش میں جا سویا ہے اور اس کا اس دُنیا میں کوئی وجود نہیں ہے۔"

"کیا لوئی خاندان نے اُسے قتل کیا ہے؟"

"نہیں ہم اس قتل کی ذمّے داری قبول نہیں کرتے، وہ طبعی موت مرا ہے۔"

"کیا یاتان بردما نے یہ بات خود بتائی ہے؟"

"نہیں۔ وہ خود بھی مر چکا ہے۔"

"تو پھر تم کیسے کہہ سکتے ہو کیا کوئی اتنا قریبی شخص تمھاری نگاہوں کے سامنے ہے جو ان باتوں کی سچائی ثابت کر دے؟"

"یاتان بردما کی بیٹی میرے قبضے میں ہے۔" کنگ لوئی نے جواب دیا اور دربار میں سناٹا چھا گیا، بہت سے چہرے حیرت سے پھیل گئے تھے، ان میں بردما خاندان کے وہ افراد بھی تھے جو کسی نہ کسی طرح عبوری حکومت میں کوئی عہدہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

ان کی آنکھیں شدّتِ حیرت سے پھٹ کر رہ گئی تھیں۔ یہ اطلاع اُن کے لیے موت کے مترادف تھی، بردما خاندان کے ہی ایک عہدے دار نے کھڑے ہو کر سوال کیا۔

"یاتان بردما کی بیٹی، بقول کنگ لوئی کے اس کے قبضے میں ہے۔ کیا کنگ لوئی بتا سکے گا کہ اس نے اس لڑکی کو کہاں سے حاصل کیا؟"

"ہاں۔" کنگ لوئی نے پُراعتماد انداز میں جواب دیا۔

"تو پھر جواب دو، کنگ لوئی، تم نے اس لڑکی کو کہاں سے حاصل کیا؟"

"یہ جواب خود لڑکی عبوری حکومت کے دربار میں دے گی لیکن میں اس سلسلے میں اس کا تحفظ چاہتا ہوں، میں نہیں چاہتا کہ بردما خاندان کی طرف سے بھرے دربار میں کوئی لڑکی کو ہلاک کر دے۔"

"ٹھیک ہے اس کا تحفظ دیا جاتا ہے جس لڑکی کو تم پیش کرو گے اس کی زندگی کی ضمانت دی جاتی ہے۔" عبوری حکومت کے سربراہ فاتوسبوتو نے کہا۔

"تو ٹھیک ہے مجھے لڑکی کو پیش کرنے کا وقت دیا جائے۔"

"اس کے لیے ہم تمھیں سات دن کے بعد آٹھویں دن کی صبح کا وقت دیتے ہیں اور اس اعلان کو عام لوگوں تک پہنچانے کی ذمّے داری عبوری حکومت قبول کرتی ہے چنانچہ اب تمھارے نقارچی سڑکوں، گلیوں اور بازاروں میں تمھارے اس مقصد کا اظہار نہیں کرتے پھریں گے۔ سات دن کے بعد کی صبح جب یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے گی کہ تم نے یاتان بردما کی بیٹی کو حاصل کر کے یہ حقیقت ثابت کر دی ہے کہ گوسان مر گیا ہے اور اب تمھارے علاوہ یا لوئی خاندان کے علاوہ اور کوئی خاندان اس کا ذمّے دار نہیں رہا کہ وہ لوئی کا حکمران بنے تو لوئی کی حکمرانی تمھیں منتقل کر دی جائے گی اور تمھیں اختیار دیا جائے گا کہ تم یاتان بردما کی بیٹی کو زندہ دفن کر دو یا قربان گاہ پر ذبح کر دو۔ ذبح کے بعد تاج تمھارے سر پر رکھ دیا جائے گا اور تمھیں تمام اختیارات سونپ دیے جائیں گے۔ اس طرح لوئی خاندان ایک بار پھر لوئی پر حکمران ہو جائے گا۔ فاتوسبوتو نے اعلان کیا کہ بردما خاندان کے ایک شخص پر دل کا دورہ اسی جگہ پڑ گیا تھا، چنانچہ اُسے نہایت خراب حالت میں باہر لے جایا گیا اور کنگ لوئی مسکراتا ہوا اپنے ان آدمیوں کے ساتھ جو اس کی حکمرانی کا اعلان کرنے کے لیے گلیوں، سڑکوں اور بازاروں میں نکل آئے تھے واپس اپنی رہائش گاہ پر پہنچ گیا۔ اس کی مسرت کی انتہا نہیں تھی۔

وہ وقت آ گیا تھا جب وہ اپنی زندگی کا عظیم مقصد حاصل کرنے جا رہا تھا۔ اسی رات وہ شیران سے اس کی رہائش گاہ پر ملا شیران مطمئن و مسرور تھا۔ کنگ لوئی نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر مسرت سے چُومے اور کہنے لگا۔ "شیران۔ میرے دوست، میرے عظیم ساتھی مجھے افسوس ہے کہ میں اس دوران تمھاری کوئی خدمت نہیں کر سکا۔ تم بھی کیا سوچ رہے ہو گے کہ یہاں لا کر میں تمھیں بھول گیا ہوں لیکن نہیں ایسی بات نہیں ہے۔ تمھارے علم میں تھا کہ میں اپنا مقصد حاصل کرنے کے لیے ایک طویل جدوجہد کرنے کے بعد اس حد تک پہنچا ہوں اور اب اس کے حصول کے لیے میں دُوسرا قدم اُٹھا رہا ہوں اور آج میں نے اس کی ابتدا کر دی ہے۔ آج سے سات دن کے بعد تمھارا دوست لوئی کا حکمران منتخب ہو جائے گا اور پھر اس کے بعد کی

زندگی۔ شیران تم تصور نہیں کر سکتے ہم ایسے ایسے پروگرام بنائیں گے کہ تم مسرت سے کھِل اُٹھو گے۔ لوئی کے اطراف میں بہت سے ایسے سرکش قبائل آباد ہیں جنھیں زیر کرنا میری زندگی کا اوّلین مقصد ہے۔ میں ان قبائل سے جنگ کروں گا۔ ہم لوگ انسانی خون کی ندیاں بہائیں گے۔ ہم وہ سب کچھ کریں گے جو ان لوگوں نے تصور بھی نہ کیا ہو گا۔ اس سے پہلے بردما خاندان کے ایک ایک فرد کو زندگی سے محروم کر دیا جائے گا۔ شیران میں لوئی کے نئے حکمران کو خون کا سمندر پیش کروں گا۔ میں ان کے خون سے غسل کروں گا جنھوں نے مجھے میری حکمرانی سے محروم کر دیا تھا۔ تم دیکھو گے شیران۔ ایسے ایسے دلکش مناظر دیکھو گے کہ تمھاری رُوح مسرت سے جھُوم اُٹھے گی۔"

"واہ۔ عمدہ نقشہ پیش کیا ہے کنگ لوئی۔ واقعی ایسے مناظر انسانی زندگی میں بڑی دلکشی رکھتے ہیں لیکن بے ضرر انسانوں کو موت کے گھاٹ اُتارنے سے کیا فائدہ؟ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ تم کچھ لوگوں کو معاف کر دو۔"

"نہیں شیران نہیں۔ ہاں تم جس کی جانب اشارہ کرو گے تمھاری دوستی کے نام پر اس کی جاں بخشی کر دی جائے گی۔"

"میں تمھاری اس محبت کا احترام کرتا ہوں۔" شیران نے جواب دیا۔

"ویسے تم مجھے سناؤ یہاں کیسی گزر رہی ہے؟"

"بہت عمدہ۔ بہت دلکش لیکن بہتا ہُوا خون نہیں دیکھا بہت دن سے۔ جانوروں اور خاص طور سے چھوٹے جانوروں کا خون بہانے سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے لیکن تمھارا قبیلہ اور تمھارا یہ شہر بہت دلچسپ ہے میں اس کا اعتراف کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس کے نواح بھی بے حد حسین ہیں۔"

"اور یہاں کی لڑکیاں؟" لوئی نے پوچھا!

"اچھی ہیں لیکن کوئی اس قابل نہیں کہ شیران کی آغوش کی زینت بن سکے۔"

"گھاؤ یخ۔" لوئی ہنسنے لگا تھا۔ شیران بھی مسکرانے لگا پھر اُس نے پوچھا۔ "تم اپنے مقاصد کی تکمیل کا آغاز کب سے کر رہے ہو؟"

"کر چکا ہوں بس سات دن انتظار کرنا پڑے گا۔ صرف سات دن یار۔" شیران نے گردن ہلا دی۔

لوئی کے متعین کردہ دن پورے ہو گئے تھے۔ آٹھویں دن لوئی میں عجیب ہی ہنگامہ تھا۔ گیوں تو یہ سات دن بھی بڑے سنسنی خیز گزرے تھے۔ لوئی کے ساتھی۔ ایک ایک چپّے پر اس کی حفاظت کر رہے تھے، نجانے کیا کچھ ہو رہا تھا جس سے شیران لاعلم تھا۔

اس نئی دُنیا کی نئی زندگی میں اُس نے صرف اپنے لیے دلچسپیاں تلاش کی تھیں، باقی کسی مسئلے سے اُسے کوئی غرض نہیں تھی لیکن آٹھویں دن اپنے دوست کنگ لوئی کی فرمائش پر وہ عبوری حکومت کے حکمران کے اس دربار میں پہنچ گیا جو اس کے بعد لوئی کی ملکیت بننے والا تھا۔

دربار کے باہر لاتعداد افراد کا ہجوم تھا، یوں لگتا تھا جیسے پورا شہر معطل ہو کر رہ گیا ہو اور آج کا دن اسی کارروائی کو دیکھنے کے لیے صرف کر دیا گیا ہو۔ اس ہجوم کے درمیان سے لوئی کا گروہ راستہ بناتا ہُوا عبوری حکومت کے دربار میں پہنچا۔ یاتان بردما خاندان کے بے شمار افراد بھی موجود تھے اور ان کی آنکھوں میں غیظ و غضب کی بجلیاں اور خوف و ہراس کے سائے ملے جلے نظر آ رہے تھے۔ لوئی ایک فاتح کی حیثیت سے ان کے درمیان سے گزرتا ہُوا بالآخر اس جگہ پہنچ گیا جو اس کے لیے مخصوص کر دی گئی تھی۔ اُس نے کچھ اور بھی انتظامات کیے تھے۔

سدھاشی کو آج پہلی بار اس دربار میں پیش کیا جانا تھا۔ بہر طور عبوری حکمران نے کارروائی کا آغاز کرنے کا اعلان کیا اور کنگ لوئی نے اپنا دعوا دُہرا دیا۔

کنگ لوئی کے ہمنواؤں نے قبائل کی تاریخ دُہرائی اور بتایا کہ لوئی قبیلہ ہمیشہ لوئی خاندان کے تحت رہا لیکن چونکہ بہت عرصے قبل پشتوں پہلے اس علاقے میں ایک بار ایسا واقعہ ہو چکا تھا، اس لیے بردما خاندان کے روحانی پیشواؤں کی ہدایت کے عین مطابق لوئی خاندان کو معزول کر کے عبوری حکومت بنائی گئی اور طے کیا گیا کہ بردما خاندان کے متعین کردہ سفید فام لوتھر روتھین کو نئے حکمران کی حیثیت سے تربیت دی جائے اور اس کے لیے یاتان بردما نے ذمّے داری قبول کی۔ یاتان بردما لوتھر روتھین کو حکمرانی کا اہل بنانے کی تربیت دینے کے لیے پہاڑوں میں لے گیا اور اس نے روپوش رہ کر اپنی کارروائی جاری رکھی لیکن قبیلوں کے اصول کے مطابق مقررہ وقت پر یاتان بردما یہاں نہیں پہنچ سکا۔ عبوری حکومت کا دور اصولی طور پر ختم ہو چکا ہے۔ اب اُسے دو ہی فیصلے کرنے تھے یا تو یہ کہ لوتھر روتھین اور کنگ لوئی کو ایک دُوسرے کے مقابل لا کر یہ طے کیا جاتا کہ ان میں سے حکمرانی کے قابل کون ہے یا پھر بردما کی گمشدگی کے بعد عبوری

حکومت ختم کرکے حکومت کنگ لوئی کے سپرد کردی جاتی۔ اس سلسلے میں عبوری حکومت نے ایک رعایت دی تھی اور وہ یہ تھی کہ اگر یاتان بروما ایک مخصوص وقت تک یہاں نہ پہنچ سکے تو اس کے بارے میں تحقیقات کی جائے اور پتہ لگایا جائے کہ وہ کہاں گم ہے اور کب تک یہاں پہنچنے کا ارادہ رکھتا ہے، چنانچہ اگر یہ بات ثابت ہوگئی کہ یاتان بروما مرچکا ہے اور لوتھر ردتھمین یعنی گوسان اب اس دُنیا میں نہیں ہے تو پھر حکومت کا حقدار کنگ لوئی کے علاوہ اور کوئی نہیں رہتا۔ ہاں اس دعوے کی تصدیق کے طور پر بروما خاندان کے کسی اتنے قریبی فرد کو جو یاتان بروما سے بالکل قریب رہ چکا ہو، حکومت کے سامنے پیش کرکے یہ ثابت کرنا ضروری ہے کہ اب یاتان بروما یا گوسان کا وجود اس دُنیا میں نہیں ہے سو کنگ لوئی نے یہ مقام حاصل کرلیا اور یاتان بروما کی بیٹی آج اس دربار میں پیش کی جارہی ہے" یہ الفاظ اور یہ لمحہ شیران کو چونکانے کے لیے کافی تھا۔ لوئی نے اُسے ایک معزز مقام پیش کیا تھا اور شیران اپنی جگہ پُرسکون بیٹھا ہُوا تھا۔ یاتان بروما کی تو ایک ہی بیٹی تھی اور اس کا نام تھا سدھاشی۔ شیران بھلا اسے کیسے بھول سکتا تھا لیکن بہرطور اُس نے خود کو قابو میں رکھا۔ بالآخر یہ لوئی کا علاقہ تھا اور حالات کچھ بھی ہوں لوئی کی مخالفت مول لے کر شیران یہاں کچھ نہیں کرسکتا تھا۔ اس کے علاوہ اس دوران لوئی نے اس کے ساتھ اتنا اچھا سلوک کیا تھا کہ شیران اس سے متاثر ہوگیا تھا اور کوئی ایسا عمل نہیں کرنا چاہتا تھا جو لوئی کے خلاف ہو لیکن سدھاشی وہ یہاں کہاں سے آگئی یا پھر لوئی کی کوئی چال ہے۔

فاتوسیوتو نے کہا۔ "ہاں جو کچھ لوئی خاندان کے ترجمان کی طرف سے کہا گیا پورے قبیلے کو اور ان پہاڑوں کو قبول ہے۔ بروما کی بیٹی کو پیش کیا جائے۔"

شیران کی نگاہیں چاروں طرف بھٹکنے لگیں پھر ایک حصّے سے کچھ غلغلہ سا بلند ہُوا اور بے شمار مسلح افراد کی نگرانی میں ایک لڑکی دربار کے چبوترے پر لائی گئی۔ شیران کی مٹھیاں کُھل گئیں، اُس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ سدھاشی کو پہچاننے میں وہ غلطی نہیں کرسکتا تھا۔ ایک سادہ سے مقامی لباس میں ملبوس بال بکھرائے سوگوار سا چہرہ لیے سدھاشی چبوترے پر آگئی۔ تمام افراد نے گردنیں اُٹھا اُٹھا کر اُسے دیکھا اور پھر سدھاشی کا رُخ بدل کر اُس کی پُشت عریاں کردی گئی۔ اُس کی پشت پر ایک سیاہ نشان موجود تھا۔ ایک مُہر جو بروما خاندان کی روحانی پیشواؤں کی خاندانی مُہر ہوتی تھی۔ سدھاشی کی پشت پر موجود تھی اور یہ مُہر کسی طور جعلی قرار نہیں دی جاسکتی تھی کیونکہ یہ صرف پیدائش کے ایک گھنٹے کے بعد ثبت کردی جاتی تھی اور اکثر یوں بھی ہوتا کہ [illegible] ہوئی مہر کا یہ داغ نومولود کی جان بھی لے لیتا جو بچ جاتا اُسے بروما خاندان کا ایک مقدس فرد تسلیم کرلیا جاتا تھا۔ یوں یہ مہر بروما خاندان کے وقار کی ضمانت تھی، چنانچہ اُسے کہیں سے چُرایا بھی نہیں جاسکتا تھا۔ لوگوں نے اس مہر کو دیکھا اور ایک ایک فرد نے تصدیق کردی کہ لڑکی بروما خاندان ہی کی بیٹی ہے تب عبوری حکومت کے حکمران فاتوسیوتو نے لڑکی سے سوال کیا۔ "لڑکی۔ تمھیں علم ہے کہ تم کہاں ہو؟"

"ہاں۔ میں جانتی ہوں کہ میں اپنے قبیلے لوئی میں ہوں۔"

"اور کیا جانتی ہو تم اس بارے میں؟"

"یہ کہ میرا باپ یاتان بروما بچپن میں مجھے اور گوسان کو لے کر ایک کشتی میں بیٹھ کر یہاں سے دُور چلا گیا تھا۔ ہم نے پہاڑوں میں پرورش پائی۔ یہاں مقدس راہب گوسان اور میرے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ گوسان کی زبان کاٹ دی گئی تھی اور وہ بول نہیں سکتا تھا لیکن اُس نے میرے بابا سے بہت کچھ سیکھا اور اسی منزل پر گامزن رہا لیکن ایک وقت ایسا آیا جب اُس نے ہاراکیری کرلی۔ وہ ایک پہاڑی چٹان سے کُود کر جاں بحق ہوگیا۔ میرے باپ یاتان بروما نے بھی اپنے آپ کو مقدس دین کے لیے قربان کردیا اور میں کسی نہ کسی طرح مہذب آبادیوں میں پہنچ گئی۔ اس کے بعد کنگ لوئی نے مجھے بنکاک سے اغوا کیا۔ اغوا کرنے والوں نے مجھے بتایا کہ بروما خاندان کی تنزلی کا دور ختم ہوگیا ہے اور ایک بار پھر وہ برسرِاقتدار آنے والا ہے۔ کنگ لوئی نے مجھے بتایا کہ اُنھوں نے مجھے ایک مقدس مقصد کے لیے اغوا کیا ہے اور اس مقصد کے حصول کے بعد یہ بات مجھ پر منحصر ہوگی کہ میں کہیں بھی جاؤں کچھ بھی کروں لیکن بروما خاندان کو وہ عزت و وقار حاصل ہوجائے گا جو اس کا حق ہے۔ میرے والد کے ساتھ زیادتی ہوئی تھی اور وہ ان بُرائیوں کو چھوڑ کر گوشہ نشین ہوگئے تھے لیکن میں یہ چاہتی ہوں کہ اگر میری زندگی میرے قبیلے کے کام آسکے تو مجھے ضرور اس سلسلے میں کچھ کرنا چاہیے اور اس لیے میں نے کنگ لوئی سے تعاون کیا ہے۔"

فاتوسیوتو نے متحیّرانہ انداز میں گفتگو سُنی اور اس دوران ایک شخص نے آگے بڑھ کر اجازت چاہی۔ وہ کچھ کہنا چاہتا ہے۔ وہ جُھکا اور اُس نے فاتوسیوتو کے کان میں کوئی بات کہی۔ فاتو

سیوتو اُسے سُنتا رہا اور پھر اُس نے آنکھیں بند کرکے گردن ہلادی گویا اس نے اس شخص کی اس بات کو تسلیم کرلیا تھا۔ لوگوں نے کچھ کہنے کی کوشش کی لیکن اُس نے دونوں ہاتھ اُٹھادیے۔ اس کا مقصد تھا کہ کوئی کچھ بولنے کی کوشش نہ کرے پھر فاتوسیوتو نے لڑکی سے پوچھا "گویا تم یاتان بروما کی بیٹی ہو؟"

"ہاں۔ میں مقدس معبد کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ میں یاتان بروما کی بیٹی ہوں۔"

"اور تم یاتان بروما اور گوسان کے ساتھ پہاڑوں میں قیام پذیر تھیں؟"

"ہاں۔ میں پہاڑوں میں قیام پذیر تھی۔"

"اور پھر گوسان تمھاری نگاہوں کے سامنے مرگیا!"

"ہاں۔ ہم نے اس کی لاش خود ہی دفن کی تھی۔" سدھاشی نے جواب دیا۔

"اور یہ بھی درست ہے کہ گوسان روتھمین کا بیٹا لوتھر ردتھمین ہی تھا؟"

"ہاں یہ بھی درست ہے کیونکہ میرے باپ نے اس کی پرورش کی تھی۔"

"اور یہ بھی درست ہے کہ اب یاتان بروما اس دُنیا میں نہیں ہے۔"

"ہاں۔ یہ درست ہے۔" سدھاشی نے جواب دیا۔

"اور لڑکی کیا تم یہ بتانا پسند کروگی کہ تم وہاں سے کس طرح یہاں تک پہنچیں؟ گوسان کی موت کے اسباب کیا تھے؟"

فاتوسیوتو نے سوال کیا۔ سدھاشی چند لمحات سوچتی رہی پھر بولی۔ "اس علاقے میں کشتی کے ذ[illegible]یک قبائلی نوجوان پہنچا جس کا نام شیران تھا اور یہ شخص یاتان بروما کا دوست بن گیا۔ وہ لااُبالی نوجوان تھا۔ پہاڑوں کی وحشت خیزی کا جیتا جاگتا نمونہ گوسان جو ان ویرانوں میں رہ کر مجھے اپنی منزل سمجھنے لگا [illegible]ت کا شکار ہوگیا۔ وہ اس نوجوان سے نفرت کرنے لگا لیکن اس نوجوان کو یاتان بروما کا سہارا حاصل تھا۔ بذاتِ خود وہ بہت دلیر طاقتور اور خوبصورت تھا۔ میں یہ اعتراف کرنے میں عار نہیں سمجھتی کہ میں اس نوجوان کو پسند کرنے لگی تھی اور یہ کہنے میں میں اپنی سُبکی بھی نہیں محسوس کرتی کہ وہ مجھ سے متاثر نہیں تھا۔ بہرطور جب یہ دو حادثے ہوئے گوسان مرگیا اور میرے بابا نے خودکشی کرلی۔ اُنھوں نے خود کو ایک غار میں بند کرلیا۔ شیران وہاں سے واپس پلٹ پڑا۔ میرے لیے ان ویرانوں میں پھر کیا کشش رہ جاتی اور میرے پاس زندہ رہنے کے کیا وسائل ہوتے چنانچہ میں منت سماجت کرکے اس نوجوان کے ساتھ چلی آئی۔ ہم لوگ ہانگ کانگ ہوتے پہنچے جہاں ہماری امانت مسٹر مارلینو نے کی۔ اُنھوں نے مجھے بنکاک پہنچادیا اور کنگ لوئی نے مجھے بنکاک ہی سے حاصل کرکے یہاں تک لانے کی زحمت کی۔" فاتوسیوتو کی گردن جُھک گئی۔ وہ چند لمحات کچھ سوچتا رہا اور پھر اُس نے گردن اُٹھا کر کہا۔ "اس حقیقت سے اب انکار نہیں کیا جاسکتا کہ سدھاشی یاتان بروما کی بیٹی ہے اور یہ کہنے میں، میں زیادہ خوش نہیں ہوں لیکن حقیقتوں سے انحراف میرے بس کی بات نہیں ہے کہ کنگ لوئی نے اپنے مقصد کے حصول کے لیے سدھاشی کو دھوکہ دیا اور اس پر یہی ظاہر کیا کہ بروما خاندان کی برتری کے لیے وہ سدھاشی کو اپنے ساتھ پہاڑوں میں لے جانا چاہتا ہے اور اس سلسلے میں اُس نے جو کچھ کیا وہ اس کا ذاتی فعل تھا۔ ہاں یہ حقیقت تھی کہ اگر صحیح صورت حال سدھاشی کو بتادی جاتی تو وہ کبھی خود کو یاتان بروما کی بیٹی کہنے کے لیے تیار نہ ہوپاتی۔ یقیناً وہ جھوٹ بولنے کی کوشش کرتی اور کنگ لوئی کے کام میں مشکلات پیش آتیں سو جس وقت سدھاشی نے مجھے حقیقت بتائی اور مجھے علم ہُوا کہ کنگ لوئی نے سدھاشی کو غلط بیانی کے ذریعے یہاں تک پہنچایا ہے تو میں تردّد کا شکار ہوگیا لیکن میرے ایک صاحبِ کار نے مجھے سرگوشی میں بتایا کہ کنگ لوئی نے حقیقتِ حال کا اظہار کرانے کے لیے جو حربے اختیار کیے ہیں وہ اس کا حق ہے ورنہ وہ صحیح بات کو منظرِ عام پر نہیں لاسکتا تھا اور اگر یہ لڑکی جانتی کہ اس اعتراف کے بعد اس کی زندگی ختم ہوجائے گی تو شاید یہ کبھی ان باتوں کو ان قسموں کے ساتھ نہ دُہراتی، سو تسلیم کیا گیا کہ گوسان مرچکا ہے اور یاتان بروما اپنے دعوے کی تکمیل میں ناکام رہا چنانچہ لوئی خاندان کی حکومت اس تک پہنچی۔ یہ تاج جو میرے سر پر ایک امانت کے طور پر رکھا ہُوا ہے میں کنگ لوئی کے حوالے کرتا ہوں۔" فاتوسیوتو نے اپنے سر پر رکھا ہُوا حسین تاج اُتارا اور کنگ لوئی کو اشارے سے اپنے قریب بُلایا۔ چاروں طرف ایک خوفناک ہنگامہ برپا ہوگیا تھا۔

سدھاشی کی آنکھیں حیرت سے پھٹی رہ گئی تھیں اُس کی زبان بند ہوگئی تھی پھر ایک ہلکی سی آواز کے ساتھ اس کی گردن ایک طرف ڈھلک گئی۔ وہ بے ہوش ہوگئی تھی اُس کو سنبھال لیا گیا اور کنگ لوئی فاتوسیوتو کے پاس پہنچ گیا۔ اُس نے اُسی وقت تاج کنگ لوئی کے سر پر رکھا اور اُسے وہ چھوٹا کھانڈا پیش کیا جو سونے کا بنا ہُوا تھا اور جو حکمرانی کی علامت کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔ اسی وقت مجمع عام میں غلغلہ مچا اور ایک خوفناک ہنگامہ برپا ہوگیا۔

بے شمار افراد اسی جگہ قتل ہوگئے۔ یہ سب ایک دُوسرے کے مخالف تھے تب کنگ لوئی نے اپنا کھانڈا فضا میں بُلند کیا اور اُس کی دہاڑ گونجی۔

"گھاؤ رُنگ:" نجانے اس آواز میں کیا خاص بات تھی کہ ہنگامہ رُک گیا۔ بلند کھانڈے کو دیکھا گیا اور اس کے بعد لڑنے والے ایک دُوسرے سے کئی کئی قدم دُور ہٹ گئے۔ کنگ لوئی کی چمکیلی نگاہیں مجمع کا جائزہ لے رہی تھیں پھر اُس نے بھاری آواز میں کہا۔ "لوئی خاندان کی حکومت جو غاصبانہ طور پر اُس سے چھین لی گئی تھی اسی کو واپس مل گئی ہے اور اب بردما خاندان کے ان تمام افراد کو اپنے اپنے گھروں میں محصور ہو جانا چاہیے جو آج تک لوئی کی مخالفت کرتے رہے۔ کنگ لوئی کا حکم ہے کہ بردما خاندان کے کسی بھی فرد کو اِدھر اُدھر دیکھا گیا تو اُسے قتل کر دیا جائے گا۔ یہ میرا پہلا حکم ہے۔ آج سے تیسرے دن دربار کا دوبارہ آغاز ہوگا اور میں پورے سورج کے ساتھ یاتان بردما کی بیٹی کو قربان گاہ پہ ذبح کروں گا۔ بردما کی بیٹی کو اپنی تحویل میں لے لیا جائے اور اُس کی حفاظت کی جائے۔ اس کے ساتھ ہی دربار برخاست کیا جاتا ہے۔ عبوری حکومت کے سربراہ فاتوسبوتو نے اپنی کمر سے بندھی تمام کنجیاں کنگ لوئی کو پیش کر دیں۔ یہ خزانوں کی کنجیاں تھیں اور ان میں وہ تمام چیزیں بھی موجود تھیں جو حکومت چلانے کے لیے موجود ہوتی ہیں۔ طویل عرصے کے بعد وہ اپنے فرض سے سبکدوش ہُوا تھا اور اس بات پہ وہ خوش ہونے کا اظہار کر رہا تھا۔ کنگ لوئی کی نگاہیں شیران کو تلاش کر رہی تھیں۔ شیران کو دیکھ کر اس نے آنکھیں بند کر کے گردن ہلائی لیکن شیران کا چہرہ سُتا ہُوا تھا۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کا کوئی عنصر پیدا نہ ہو سکا۔

☆

سدھاشی کو دیکھ کر ایک لمحے کے لیے اس کا ذہن جھنجنا کر رہ گیا تھا۔ سدھاشی سے اُسے کوئی لگاؤ نہیں تھا لیکن جو گفتگو اس کے اور سدھاشی کے درمیان ہو چکی تھی، اُسے شیران کبھی بھول نہیں سکتا تھا لیکن اگر عام حالات ہوتے اور سدھاشی اور اس کے درمیان کوئی چپقلش نہ پیدا ہُوئی ہوتی تو شیران یہ پروا بھی نہ کرتا کہ لوئی اسے جانوروں کی طرح ذبح کر دے گا۔ وہ اپنی اور سدھاشی کی رفاقت کا ایک ایک لمحہ بھول جاتا کیونکہ اُس کے دل میں کبھی سدھاشی کے لیے کوئی ایسا جذبہ نہیں پیدا ہو سکا تھا جو اُسے سدھاشی کی کسی تکلیف پر مضطرب کر دیتا۔ جنگلوں سے لانے کا مسئلہ بھی بس یُونہی سا تھا۔ سدھاشی بے بسی کی سی حالت میں وہاں تک پہنچ گئی تھی تو شیران نے سوچا کہ کوئی حرج نہیں ہے اگر وہ میری کشتی میں سوار ہو کر جہاں تقدیر اُسے لے جانا چاہے چلی جائے۔ اس کے بعد سدھاشی اس کی زندگی سے طویل عرصے کے لیے نکل گئی تھی پھر وہ دوبارہ شیران کو ملی تب بھی شیران کے ذہن میں کوئی احساس نہ پیدا ہو سکا۔ ہاں جب سدھاشی نے اُسے گالی دی تھی۔ ایک ایسی گالی جسے شیران کبھی معاف نہیں کر سکتا تھا تو شیران اس کی جان کا گاہک ضرور بن گیا تھا اور اس نے تہیّہ کر لیا تھا کہ سدھاشی جب بھی کبھی اُس کی نگاہوں کے سامنے آئی تو وہ اُسے کتے کی موت مار دے گا۔ اب سدھاشی اس حیثیت سے سامنے آئی تھی اور کنگ لوئی اس کا گہرا دوست اس کی موت کا خواہاں تھا تو شیران کو یہ بات کھٹکنے لگی تھی، اُسے یہ بھی احساس ہُوا تھا کہ کنگ لوئی نے اب تک سدھاشی کے بارے میں اُسے کچھ نہیں بتایا حالانکہ یہ بھی ممکن ہے کہ کنگ لوئی کو اس بارے میں علم ہو کہ شیران ہی وہ شخص تھا جو اُسے یاتان بردما کے پاس سے لایا تھا اور خاص طور سے اب تو سدھاشی نے کھل کر اس بات کے بارے میں کہا تھا۔ شیران سوچ رہا تھا کہ اگر کنگ لوئی نے اپنے مقصد کی تکمیل کے لیے سدھاشی کو ہلاک کر دیا شیران تمام زندگی ان الفاظ پر شرمندہ رہے گا جو سدھاشی نے اپنے مُنہ سے ادا کیے تھے۔

نہیں۔ کوئی بھی ہو کنگ لوئی ہو یا کوئی اور سدھاشی میرا شکار ہے، وہ میرے ہی ہاتھوں مرے گی خواہ اُس کے لیے مجھے کنگ لوئی کی دوستی ہی کیوں نہ ٹھکرانی پڑے۔ اُس نے آخری فیصلہ کیا لیکن اس کے بعد مارسینو کی دی ہوئی عقل اس سلسلے میں مزاحم ہُوئی۔ اُس نے سوچا کہ یہ لوئی کا قبیلہ ہے اور جو واقعات سامنے آ چکے ہیں ان کے تحت اس بات پر یقین کیا جا سکتا ہے کہ سدھاشی لوئی کے لیے کتنی بڑی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کا قتل لوئی کا مسلک ہے تو کیا دوستی کے ناتے وہ اس بات کو تسلیم کر لے گا کہ سدھاشی کا قتل شیران کے ہاتھوں ہو اور یہ بھی تو ممکن نہیں تھا کہ لوئی سدھاشی کا قتل اس کے سپرد کر دیتا۔ نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ سدھاشی ہر قیمت پر میرے ہی ہاتھوں موت کا شکار ہو گی لیکن اس کے لیے مجھے ہوشیاری سے کام لینا ہوگا۔ شیران نے دل ہی دل میں سوچا، لوئی کی دُشمنی مول لے کر وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا تھا یہ پہاڑ یہ جنگل اس کے لیے اجنبی تھے بہر طور سدھاشی کو پہلے ان لوگوں کے چنگل سے نکال لینا چاہیے اور اس کے لیے کوئی ایسا طریقہ اختیار کیا جائے کہ لوئی کو شبہ نہ ہو سکے۔ تھوڑی دیر

بعد کنگ لوئی کے آدمی اس کے پاس پہنچ گئے۔

"ہمارا شاہ لوئی تمھیں طلب کرتا ہے نوجوان۔" آنے والے نے کہا۔ شیران نے لوئی کی جانب دیکھا وہ منتظر نگاہوں سے دیکھ رہا تھا، چنانچہ شیران نے فوراً اپنے انداز میں اندر تبدیلی کی اور اُس کے پاس پہنچ گیا۔

"کنگ لوئی کو لوئی کا حکمران بننے پر مبارکباد پیش کرتا ہُوں۔"

"اور کنگ لوئی نوجوان شیران کو اپنا مشیرِ خاص مقرر کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہے۔"

"اوہ۔ نہیں میں اس قابل نہیں ہُوں کہ ایک اجنبی جوان اس علاقے سے ناواقف ہے بھلا تمھیں کیا مشورے دے سکتا ہے۔ میں لوئی مجھے دوست ہی رہنے دو۔"

"دوست تو تم ہو لیکن تمھارے منصب کا تعین بعد میں کروں گا۔ میں تمھیں بتاؤں گا کہ تم میرے ساتھ کس طرح زندگی گزار سکتے ہو۔" شیران نے کوئی جواب نہیں دیا۔ یہاں کے معاملات کافی دیر تک چلتے رہے۔ کنگ لوئی نے اپنے اس منتخب دستے کو طلب کر لیا جو اس قبیلے کی تاریخ کے خلاف آتشیں ہتھیاروں سے مسلح تھا۔ آتشیں ہتھیار اس جدید شہر کے لیے اجنبی نہیں تھے لیکن یہاں ان کا استعمال شاید بہت محدود تھا لیکن کنگ لوئی چونکہ تنظیم سے تعلق رکھتا تھا اور تنظیم نے اُسے اس کا مقصد حاصل کرنے کے لیے بہت سی مراعات سے نوازا تھا، اس لیے ان مراعات میں اسٹین گنیں، رائفلیں، پستول اور دُوسری دھماکہ خیز اشیا موجود تھیں۔ کنگ لوئی نے شاید ہر طرح کے حالات سے نمٹنے کا معقول بندوبست کر لیا تھا۔ اس لیے جو دستہ آن کی آن میں اس کے اردگرد پھیل گیا وہ پوری طرح مسلح تھا۔ اس کے علاوہ اہم جگہوں پر بھی مسلح افراد تعینات کر دیے گئے۔ کنگ لوئی نے تمام امور سے فارغ ہونے کے بعد شام کو پانچ بجے شیران کو آرام کرنے کی مہلت دی تھی لیکن اب شیران کی آرام گاہ اسی محل میں تھی کنگ لوئی کے اہلِ خاندان بھی محل میں آ کر جمع ہو گئے تھے۔

رات کو کھانے کی میز پہ کنگ لوئی شیران کے ساتھ اور اپنے اہلِ خاندان کے ساتھ موجود تھا۔ جشن کی تیاریاں شروع کر دی گئی تھیں۔ کنگ لوئی نے فیصلہ کیا تھا کہ یہ جشن سات روز تک جاری رکھا جائے گا اور اس رات شیران نے کنگ لوئی کو ایک تجویز پیش کر دی۔ "آج سے تیسرے دن تم نے جو دربار طلب کیا ہے اس میں تم یاتان بردما کی بیٹی کی قربانی دو گے؟" شیران نے پوچھا۔

"ہاں یہ ضروری ہے کہ میں اس کی قربانی دُوں، ویسے شیران یاتان بردما کی بیٹی کچھ وقت تمھارے ساتھ گزار چکی ہے اور میں جانتا ہُوں کہ اُس نے تمھارے ہی ساتھ اس ویران علاقے سے گانگ ٹُو کا سفر کیا تھا۔ تمھارے دل میں اس کے لیے کوئی گنجائش تو نہیں ہے؟"

"اگر میں تم سے اس بات کا اعتراف کر لیتا کنگ لوئی تو تم کیا کہتے؟"

"نہیں۔ مجھے اس بات کا شُبہ نہیں ہے شیران کیونکہ میں تم سے عورت کے بارے میں معلومات حاصل کر چکا ہوں، تمھیں شاید اپنے الفاظ یاد ہوں، تم نے مجھ سے کہا تھا کہ ابھی وہ عورت تمھاری نظروں کے سامنے نہیں آئی جو تمھاری آغوش کے قابل ہو۔ تم اس سلسلے میں اپنا ایک الگ نظریہ رکھتے ہو۔ میں نے یہ الفاظ اسی لیے پوچھے تھے شیران۔ میں تم سے معافی نہیں مانگوں گا کیونکہ میرے اور تمھارے درمیان دوستی کا ایک مضبوط رشتہ قائم ہے لیکن میں یہ جاننا چاہتا تھا کہ اگر سدھاشی کو اسی طرح میں نے اپنے مقصد کے لیے استعمال کیا تو تمھارا ردِ عمل کیا ہوگا اور تمھارا ردِ عمل مجھے معلوم ہو گیا تھا دوست۔"

"کنگ لوئی۔ گویا تم اس بات کو جانتے تھے کہ شیران ہی وہ شخص ہے جس کے ساتھ سدھاشی یہاں تک آئی تھی۔" شیران نے سوال کیا۔ لوئی ایک لمحے کے لیے چونکا لیکن پھر اُس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔

"نہیں۔ اس وقت میں نہیں جانتا تھا۔ . . . جب سدھاشی کے بارے میں، میں نے تحقیقات کیں، تب اس بات کا علم ہُوا کہ اتفاق سے میرا دوست ہی وہ شخص ہے جس نے میری مشکل حل کی اور سدھاشی کو بنکاک تک پہنچایا۔"

"تم نے سدھاشی کو بنکاک سے اغوا کیا؟" شیران نے پوچھا۔

"ہاں۔"

"تمھیں کیسے معلوم ہُوا کہ سدھاشی بنکاک میں موجود ہے؟" شیران نے چبھتے ہُوئے انداز میں سوال کیا۔

"میری تحقیقات۔ میری معلومات، میرے آدمیوں نے بالآخر اُسے ڈھونڈ نکالا۔ طویل عرصے سے ہم اس جدوجہد میں مصروف تھے کہ یاتان بردما کی بیٹی یا کوئی اور رشتے دار ہمیں مل جائے۔"

"ہوں۔" شیران کی آنکھوں سے شُبہ جھانک رہا تھا۔ "بہر طور مجھے سدھاشی کی اس حیثیت سے کوئی دلچسپی نہیں ہے لیکن میں تم سے ایک درخواست کرنا چاہتا ہُوں کنگ لوئی۔"

"ہاں۔ کہو میرے دوست؟"

"سدھاشی کی قربانی سات روز کے لیے ملتوی کر دو وہ جشن اس کی آنکھوں کے سامنے ہونا چاہیے جو تمھاری تاجپوشی کا ہو۔ ساتویں دن تم آخری جشن کے طور پر اُسے قربان کر دینا۔" کنگ لوئی چونک کر شیران کی شکل دیکھنے لگا پھر اُس کے مُنہ سے متفکر انداز میں نکلا۔

"گھاؤ پیچ!"

"میں اس فضول لفظ کا مطلب آج تک نہیں سمجھ سکا اور اس وقت بھی۔" شیران نے بھاری لہجے میں کہا اور کنگ لوئی ہنسنے لگا۔

"نہیں کوئی خاص مقصد نہیں ہے اس لفظ کا لیکن میں کچھ اور محسوس کر رہا ہُوں میرے عزیز دوست۔" کنگ لوئی نے کہا۔

"کیا؟" شیران نے سنسنی خیز انداز میں اُسے دیکھا۔

"تم کس وجہ سے کچھ عرصے کے لیے سدھاشی کی زندگی بچانا چاہتے ہو۔ اس کی وجہ میں جان سکتا ہُوں؟"

"وجہ جانو گے تو تمھیں خوشی نہ ہوگی۔" شیران نے کہا۔

"کیوں۔ کیا بات ہے ایسی۔ مجھے بتاؤ، میں اپنی دوستی نبھانے کے لیے بہت سی قربانیاں دے سکتا ہُوں۔"

"وعدہ کرتے ہو۔" شیران بولا۔

"ہاں۔ مجھے بتاؤ میرے دوست کہ تم کیا چاہتے ہو؟"

"تو سنو۔ سدھاشی کو میں اپنے ہاتھ سے قتل کرنے کا خواہش مند ہُوں۔ میں فریب کی بات نہیں کرتا کہ کنگ لوئی جتنا منحوس انسان ہُوں۔ اتنے ہی منحوس لہجے میں، میں تم سے یہ بات کر رہا ہُوں کہ سدھاشی کو میرے علاوہ کوئی قتل نہیں کرے گا۔ اُس نے مجھے ایک گالی دی تھی۔ اُس نے کہا کہ اگر میں بہزاد سلاسن کا بیٹا ہُوں تو اُسے اپنے ہاتھ سے قتل کروں۔ یہ چیلنج تھا میری ذات کے لیے۔ تو اب میں یہ کبھی پسند نہ کروں گا کہ سدھاشی کسی اور کے ہاتھوں موت کا شکار ہو۔"

"اوہ۔" لوئی بے اختیار ہنس پڑا۔ "اگر یہ بات ہے شیران تو لوئی تمھیں اس کا موقع دے گا شیران۔"

"کیا مطلب؟" شیران نے بھاری لہجے میں پوچھا۔

"قربان گاہ پر جو شخص میری طرف سے سدھاشی کی گردن پر چھری پھیرے گا اس کا نام شیران ہوگا۔ وہ میرا دوست ہوگا۔"

"نہیں کنگ لوئی نہیں۔ وہ قتل تمھارے مقصد کے لیے ہوگا، یہ نہیں ہو سکتا۔ سدھاشی صرف میرے انتقام کا شکار بنے گی۔ اگر اسی طرح میں نے اس کو ذبح کیا تو میری وہ قسم پوری نہیں ہو سکے گی۔ میں اُسے صرف اپنے لیے قتل کرنا چاہتا ہُوں۔"

"مگر یہ کیسے ممکن ہے، میری تاجپوشی کی تکمیل اس وقت تک نہیں ہوگی شیران جب تک میں سدھاشی کو ذبح نہ کر دُوں، اگر جشن سات دن کے لیے ملتوی کرنا چاہو تو میں ملتوی کر سکتا ہُوں، میں اپنی تاجپوشی کا وقت بھی بڑھا سکتا ہوں، ہر چند کہ یہ تاج میرے سر پر رکھ دیا گیا ہے اور آج سے میں نے اس محل میں حکومت کے اختیارات سنبھال لیے ہیں لیکن اس کے باوجود یہ رسم اُسی وقت مکمل ہوگی جب یاتان پر دھاکی کی بیٹی میرے ہاتھوں یا میرے متعین کردہ آدمی کے ہاتھوں قتل ہو جائے گی۔" کنگ لوئی نے کہا اور شیران سوچ میں ڈُوب گیا تب کنگ لوئی آگے بڑھا، اُس نے شیران کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہُوئے کہا۔ "میرے دوست میں تم سے اپنی دوستی کے نام پر سدھاشی مانگتا ہُوں، اپنی یہ قسم میرے لیے ترک کر دو اور مجھے میرے مقصد کی تکمیل میں مدد دو۔" شیران کے چہرے پر عجیب سے تاثرات پھیلے ہُوئے تھے پھر وہ آہستہ سے ہنس پڑا۔ اُس نے ہنستے ہُوئے کہا۔

"ٹھیک ہے اگر یہ بات ہے تو آج شیران اپنی یہ قسم بھی توڑ دیتا ہے۔ ٹھیک ہے کنگ لوئی جس طرح تم پسند کرو۔"

کنگ لوئی نے شیران کا خلوصِ دل سے شکریہ ادا کیا تھا لیکن اپنے محافظ دستے کے سالار کے کانوں میں وہ یہ بات کہنا نہیں بھولا تھا "اس شخص پر نگاہ رکھنا۔ یہ اچانک مجھ سے باغی ہو گیا ہے۔"

جس قدر کبیدہ خاطر

بادشاہ خان تھا۔ پچھلے دنوں

اتنا ہی خوش نظر آتا تھا۔ سب سے زیادہ دل خوش کُن بات تھی کہ نعمان خان نے اس کا مؤقف قبول کر لیا تھا۔ بادشاہ

نے بتایا تھا کہ اس کے مربی نہایت فراخ دل اور اُس کے تجربہ کار لوگ علاقے کو پہاڑوں میں چھپے ہوئے معدنی وسائل کی مدد سے خوشحال بنانا چاہتے ہیں ان کا اپنا لالچ اس سے زیادہ نہیں ہے کہ تیل، تانبہ، گیس اور فولاد حاصل کرنے کے لیے ان کی کمپنیاں یہاں

کام کریں اور ان کی کاوشوں سے جو کچھ حاصل ہو اُس کی مناسب رائلٹی ادا کر دی جائے اس طرح اس بڑے ملک کی ضروریات یہاں سے پوری ہونے لگیں اور یہ پہاڑی بستیاں ترقی یافتہ ملک کی شکل اختیار کر جائیں۔ مشرق وسطیٰ کی مثال سامنے رکھی گئی تھی۔ بادشاہ خان نے بتایا تھا کہ یہ حیثیت چونکہ ہماری مدد سے حاصل ہوگی اس لیے مضبوط قبیلے کا سردار ہونے کی وجہ سے پورے پہاڑی علاقے کی حکمرانی ہمیں سونپ دی جائے اور اس سلسلے میں بھی وہ حکومت ہماری مدد کرے گی لیکن اس کے لیے بہت سے کام کرنے ہوں گے اور راستے کی مشکلات دور ہوں گی۔ اس مضبوط علاقے کے حکمرانوں کا انتخاب اسی شکل میں ہو سکتا ہے کہ اس ملک کے لیے وہ سب کچھ کیا جائے جس کا وہ خواہش مند ہے۔ بادشاہ خان نے نعمان خان کو بتایا تھا کہ احمق گل خان نے اس پروگرام کو پہاڑوں کے خلاف سازش تصور کیا تھا اور اس راز کو افشا کرنے دوڑ پڑا تھا۔

"لیکن بابا خان کو اس مفید کام کو راز رکھنے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ کیا موجودہ حکومت پہاڑوں کی ترقی نہیں چاہتی کیا جرگہ نظام اس پروگرام کی سفارش نہیں کر سکتا۔ اس میں تو سب کا فائدہ ہے"

"بیشک لیکن حکومتوں کی اپنی پالیسیاں ہوتی ہیں۔ بڑے ملکوں کی چپقلش کے بارے میں تم جیسے زیرک نوجوان کو بتانے کی ضرورت نہیں کون جانے کون سی حکومت اس پروگرام سے اختلاف کرے اور اپنے طور پر اپنے پسندیدہ ملک کے مفاد میں کام کرنے لگے۔ اس طرح ہمارا مفاد مجروح ہو گا۔ اس وقت جب میری آتشِ غضب بھڑک رہی تھی اور میں تراب خان کو نیست و نابود کرنے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ میرے اس فیصلے میں مداخلت کی گئی اور مجھے بتایا گیا کہ پہاڑوں میں امن و امان کی ضرورت ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ خونریزی حکومت کو اس طرف متوجہ کر دے اور مجھے خاموشی اختیار کرنی پڑی تھی۔

"لیکن نعمان خان۔ مستقبل میں کچھ حاصل کرنے کے لیے تمھیں آگ کے سمندر سے گزرنا ہوگا کون جانے وہ کونسی مہم تمھارے سپرد کریں۔ کیا تم اس کے لیے خود کو تیار پاتے ہو؟"

"بابا خان۔ اپنے والد کی موت کے بعد میرے دل و دماغ میں مایوسی گھر کر گئی تھی۔ ہم نے یتیموں کے انداز میں پرورش پائی۔ تو آپ کی محبت اور عنایت نے ہمیں کبھی کسی مشکل کا شکار نہ ہونے دیا لیکن وہ احساس ہمارے سینوں میں جاگزیں رہا۔ پھر آپ نے ہمارے دلوں میں انتقام کی شمع روشن کی۔ ماں اس کے خلاف تھی اور بابا خان بعد میں۔ سب کچھ آپ کے علم میں ہے۔ ہم لوگ بیدل ہیں بابا خان۔ ہمیں سرپرست کی کمی محسوس ہوتی رہی ہے اور جب یہ کمی پوری ہو گئی آپ نعمان خان کو کسی طور کم نہیں پائیں گے۔

"میں جانتا ہُوں نعمان خان۔ بہرحال آج رات کو ہمیں مقامی انچارج کے پاس پیش ہونا ہے۔ اس میٹنگ میں تمھارے بارے میں فیصلہ ہو جائے گا!"

"میں تیار ہُوں بابا خان۔ کس وقت چلنا ہوگا؟"

"رات کو نو بجے جو مہم تمھارے سپرد کی جائے گی۔ اس کی تمھیں تربیت دی جائے گی اور اس کے بعد تم کسی اور ملک روانہ کر دیے جاؤ گے۔ تمھیں اعتراض تو نہ ہوگا!"

"مہمات گھر میں بیٹھ کر سر نہیں کی جاتیں۔" بابا خان!

ایک سوال اور کروں گا نعمان خان؟

"جی بابا خان۔"

"آئیوری سے تم کس قدر متاثر ہو۔ بات کیسی بھی ہو میں سچ سننا چاہتا ہُوں۔"

"بابا خان کے سامنے جھوٹ بولنے کی جرأت میں نہیں کر سکتا۔ آئیوری سے میری دوستی یورپ میں ہُوئی اور اسی کی وجہ سے میں بنکاک آ گیا لیکن بابا خان میں نے کبھی اس سے رغبت کو اپنے فرائض سے بلند نہیں سمجھا۔ میں نے اُسے اپنی زندگی کے مشن کے بارے میں بتایا تھا۔ اس کے باوجود وہ مجھ سے اُلفت کا اظہار کرتی ہے بعد میں بابا خان میں نے اُسے سہارا دیا لیکن اب وہ اپنے وطن جانا چاہتی ہے تو میں پریشان نہیں ہُوں۔ بابا خان زندگی نے اگر کوئی فرصت کا وقت دیا تو میں اُسے اس کی محبت کا صلہ ضرور دُوں گا۔!"

نعمان خان کی اس صاف گوئی نے بادشاہ خان کو بہت متاثر کیا تھا وہ تعریفی نگاہوں سے نعمان خان کو دیکھنے لگا پھر بولا "تم نے ٹھیک کہا بیٹے، زندگی میں بہت سے مرحلے ایسے آتے ہیں جب ہمیں صرف اپنے مقصد کو سامنے رکھنا ہوتا ہے اور دُوسرے تمام احساسات ترک کر دینے پڑتے ہیں۔ میں بخوشی تمھیں اس کی اجازت دیتا ہُوں کہ اگر تم اپنے معاملات سے نمٹنے کے بعد اپنی زندگی کے اس دُوسرے رُخ کا فیصلہ کرو تو آئیوری تمھاری شریکِ زندگی ہو۔ میں اسے بھی یہ بات بتا دُوں گا کہ اگر وہ نعمان خان کا انتظار کر سکتی ہے تو ضرور کرے۔ نعمان خان نے اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

رات کو ٹھیک نو بجے وہ اس پتے پر چل پڑے۔ ایک خوبصورت سے علاقے کی ایک حسین ترین عمارت میں اس

میٹنگ کا بندوبست کیا گیا تھا۔ عمارت کا ماحول بے حد پُراسرار تھا۔ باہر کے بڑے سے لان میں مدھم مدھم روشنیاں جل رہی تھیں چند مسلح افراد لان میں ٹہل رہے تھے۔ بادشاہ خان کی کار جب اندر داخل ہوئی تو ان کا پُرتپاک استقبال کیا گیا، پورچ میں چار آدمیوں نے بادشاہ خان اور نعمان خان کو خوش آمدید کہا تھا پھر وہ اُنھیں احترام سے لیے ہوئے عمارت کے ایک بڑے ہال میں پہنچ گئے۔ ہال میں انتہائی مدھم مدھم روشنی تھی۔ ایک بہت بڑی سیاہ آبنوسی میز ہال کے وسط میں پڑی ہوئی تھی اور اس میز کے گرد چار افراد بیٹھے ہوئے تھے جن کے چہرے سیاہ نقاب سے ڈھکے ہوئے تھے۔ اُنھوں نے گردنیں خم کر کے بادشاہ خان کا استقبال کیا۔ ان کے سامنے پیڈ اور بال پوائنٹ رکھے ہوئے تھے۔

ہال کا دروازہ بند کر دیا گیا۔ ان چاروں آدمیوں کے علاوہ یہاں اور کوئی نہیں تھا۔ تب ان میں سے ایک نے کہا۔

"بادشاہ خان تمھیں اپنے بھتیجے نعمان خان کے ساتھ دیکھ کر ہمیں دلی مسرت ہوئی ہے۔ تم نے نعمان خان کو جس مقصد کے لیے پیش کیا ہے ہم اس پر تمھیں مبارکباد دیتے ہیں اور اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ تنظیم کے لیے تمھاری خدمات ہمیشہ سودمند رہی ہیں۔ تم نے اپنے ذاتی مقاصد کو بھی تنظیم کے لیے قربان کیا ہے۔ تنظیم اس بات کو فراموش نہیں کر سکتی۔ اس کے علاوہ تمھاری نسل کے لیے یہ بات بھی کتنا ضروری ہے بادشاہ خان کہ تنظیم کبھی تمھارے ذاتی معاملات سے بھی غافل نہیں رہی۔ تمھاری مشکلات ہماری نگاہوں کے سامنے ہیں لیکن ہم اعتدال چاہتے ہیں ہمارے مقاصد بڑی گہرائیوں میں ہوتے ہیں اور اگر ہم اپنے کسی ہلکے سے مقصد کے حصول کے لیے کوئی چھوٹی سی غلطی بھی کر بیٹھیں تو وہ ہمارے آئندہ پروگرام پر اثرانداز ہوتی ہے میری مراد تمھارے دُشمن شیران سے ہے۔ اس سلسلے میں میڈم ڈمیل نے جو کچھ کیا ہے بلاشبہ اس میں اُنھیں کوئی نمایاں کامیابی حاصل نہ ہو سکی لیکن ہم نے جلد بازی سے کام نہیں لیا اور کوئی ایسا مسئلہ پیش آنے نہیں دیا جو ہمارے مقصد کے لیے تکلیف دہ ہوتا البتہ تمھیں یہ یقین دلایا جا سکتا ہے کہ جو کچھ ہو چکا اب اس کا اعادہ نہیں ہوگا۔ شیران ایک ایسی اُلجھن میں گرفتار کر دیا گیا ہے جس سے نکلنا اُس کے بس کی بات نہیں ہے۔ ہم اسے محفوظ رکھیں گے اور جب وقت آئے گا تو اُسے تمھارے سامنے پیش کر دیا جائے گا۔ ذاتی معاملات میں ہم کسی قسم کی مداخلت نہیں کرتے یہ تمہید تھی۔ اس کے بعد ہم تمھاری اس پیشکش یعنی نعمان خان کی تنظیم میں شمولیت کے موضوع پر گفتگو کریں گے۔

نعمان خان کے بارے میں مہیا کی گئی تفصیلات ہم نے پڑھیں اور والی تھری ڈیپارٹمنٹ کے انچارج جو بین الاقوامی امور ڈیل کرتے ہیں کہتے ہیں کہ نعمان خان تنظیم کے لیے ایک کارآمد انسان ثابت ہوگا اور عجب نہیں کہ وہ بادشاہ خان کا نعم البدل ہو چنانچہ والی تھری ڈیپارٹمنٹ کی منظوری کے بعد نعمان خان کو اس تنظیم میں شمولیت بخشی جاتی ہے۔ نقاب پوش ایک لمحے کے لیے خاموش ہوا۔ دُوسرے لوگوں نے آہستہ آہستہ میز بجا کر اس بات کا خیرمقدم کیا تھا۔ بادشاہ خان نے کھڑے ہو کر اس بات کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ نعمان خان کو بغیر کسی تردد کے قبول کیا گیا۔ یہ بادشاہ خان کی عزت افزائی ہے۔

تب سیاہ پوش نے کہا۔ "میں اپنے نئے دوست نعمان خان سے ان ساری باتوں کے بارے میں ان کے تاثرات سننے کا خواہشمند ہوں۔ براہ کرم نعمان خان آپ اپنے جذبات کا اظہار کیجیے۔" نعمان خان جھجکتا ہوا کھڑا ہو گیا پھر اُس نے کہا۔ "اس سے قبل آزادانہ زندگی گزارتا رہا ہوں۔ اپنے تایا بادشاہ خان کی سرکردگی میں مجھے آج تک کبھی کسی دقت کا سامنا نہیں کرنا پڑا لیکن ہماری فطرت میں تندخوئی ہے ہم بیکار بیٹھنے کے عادی نہیں ہیں اور اگر ہمارے سامنے کوئی مقصد آ جائے تو اس کی تکمیل کے لیے ہم اپنی تمام تر صلاحیتوں سے کام لیتے ہیں اور اس وقت تک سکون سے نہیں بیٹھتے جب تک کہ اپنا کام پورا نہ کر لیں۔ جنگ و جدل خونریزی پہاڑوں کی شان ہے اور ہم اس میں کبھی کوتاہی نہیں کرتے۔ میرے بزرگ میرے بڑے نے میرے لیے ایک راستے کا انتخاب کر دیا۔ اور میں کوشش کروں گا کہ اس کی ناک نیچی نہ ہونے پائے۔" ایک بار پھر میز بجائی گئی تھی۔ پھر سیاہ پوش نے کہا۔ "ٹھیک ہے نعمان خان! ہم زیادہ تفصیلات میں نہیں جائیں گے جیسا کہ ابھی اعلان کیا گیا کہ تنظیم میں تمھاری شمولیت قبول کر لی گئی ہے۔ یہ فارم ہے اس پر دستخط کر دو اور اس کے بعد تنظیم کی تحویل میں چلے جاؤ۔ تمھارے سپرد پہلی مہم کی جا رہی ہے اور اس میں کچھ تبدیلی کی جا رہی ہے تبدیلی یہ ہے کہ ہم جس مہم کا انتخاب کرتے ہیں اس کی تمام تر تفصیلات مہیا تو ضرور کی جاتی ہیں لیکن انتخاب ایسے آدمی کا ہوتا ہے جو تنظیم ہی کا تربیت یافتہ ہو۔ ہم عام لوگوں پر بھروسہ نہیں کرتے یہ اعزاز صرف تمھیں بخشا جا رہا ہے کہ تنظیم کی مکمل تربیت کے بغیر تمھیں ایک ایسی مہم سپرد کی جا رہی ہے جو بڑی اہمیت کی حامل

اس مہم کی تفصیلات تمھیں یو ڈیپارٹمنٹ سے ملیں گی۔ میں جاننا چاہتا ہوں کہ تم کس وقت یو ڈیپارٹمنٹ کو اپنی حاضری پیش کرو گے؟"

"اس کا فیصلہ بادشاہ خان کریں گے۔" نعمان خان نے کہا۔

"میں بادشاہ خان سے درخواست کرتا ہوں کہ فیصلے ہمیشہ پھرتی سے ہونے چاہئیں۔ ہماری خواہش ہے کہ نعمان خان کو یہیں سے ڈیپارٹمنٹ روانہ کر دیا جائے۔ اس سلسلے میں آپ لوگوں کو کوئی اعتراض ہے؟" بادشاہ خان نے نعمان خان کی صورت دیکھی لیکن نعمان خان کے چہرے پر پختگی تھی۔ اُس نے سنجیدگی سے کہا۔

"نہیں۔ کوئی اعتراض نہیں ہے میں اب تمام معاملات کو بعد کی چیز سمجھتا ہوں۔ زیادہ سے زیادہ میں اپنے بھائیوں سے ملاقات کر لیتا لیکن اگر یہ مناسب نہیں ہے تو کوئی حرج نہیں۔ بادشاہ خان ان کو سنبھال لیں گے۔"

"ہاں۔ یہ کام میں خود کر لوں گا۔ میں تمھیں یقین دلاتا ہوں نعمان خان کہ تمھاری غیر موجودگی میں تمھارے بھائیوں کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔"

"تو پھر میں تیار ہوں۔"

"میٹنگ برخاست۔" نقاب پوشوں نے کہا اور چاروں اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے۔ بادشاہ خان نے نعمان خان کو گلے لگایا اور بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "ایک اعلا مستقبل کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے تمھارا بوڑھا تایا تمھارے لیے نیک خواہشات کا اظہار کرتا ہے مجھے یقین ہے کہ تم پہاڑوں کی شان برقرار رکھو گے۔"

نعمان خان نے گرمجوشی سے بادشاہ خان کا ہاتھ دبایا۔ اس نے منہ سے کچھ نہیں کہا تھا۔ بہرطور بادشاہ خان دو نقاب پوشوں کے ساتھ باہر نکل کر اپنی کار کی جانب چل پڑا۔

باقی دو نقاب پوش اسے بڑے ہال سے نکال کر ایک کمرے میں لے گئے یہاں پہنچ کر نعمان خان کو کچھ ہدایات دی گئیں اور اس کے بعد ایک وین اسے لے کر یو ڈیپارٹمنٹ چل پڑی۔

بند وین میں نعمان خان کو کوئی اندازہ نہیں ہو سکا تھا کہ وین کہاں جا رہی ہے اور کون کون سے راستے منتخب کیے جا رہے ہیں۔ وہ صرف اپنے مقصد کی تکمیل کے بارے میں سوچ رہا تھا اس کے ذہن میں تجسس تھا وہ جاننا چاہتا تھا کہ یہ لوگ کیا ذمے داری سونپنا چاہتے ہیں۔

بہرطور تقریباً پون گھنٹے تک یہ سفر جاری رہا۔ اس کے بعد شاید وین کسی عمارت میں داخل ہو گئی پھر دروازہ کھول کر نعمان خان کو نیچے اُترنے کو کہا گیا اور اس کے بعد اُسے اندر پہنچا دیا گیا۔ ایک بڑا ہال تھا جس میں دس بارہ افراد موجود تھے، تین عورتیں بھی تھیں۔ سامنے ایک بڑا پردہ لگا ہوا تھا۔

نعمان خان کو ایک کرسی پر بیٹھنے کی پیشکش کی گئی ایک شخص نے جو اچھی خاصی شکل و صورت کا مالک تھا مؤدبانہ انداز میں نعمان خان سے پوچھا۔

"آپ کچھ پینا پسند کریں گے جناب؟"

"نہیں شکریہ لیکن میں جاننا چاہتا ہوں کہ یہاں کیا ہوگا؟"

"میں آپ کا اسسٹنٹ ہوں اور میرا نام الیس گرڈ ہے لیکن میرے دوست مجھے ٹائیگر کے نام سے جانتے ہیں۔ آپ بھی مجھے اس نام سے مخاطب کر سکتے ہیں نعمان خان۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ آپ کا ماتحت ہونے کی حیثیت سے میں ذمے دار ہوں اس بات کا کہ آپ کو تمام تفصیلات بتاتا ہوں۔"

"میرا پہلا سوال یہی ہے کہ یہاں کیا ہو رہا ہے؟" نعمان خان نے کہا۔

"ایک فلم دیکھنا ہوگی آپ کو پہلے اسی فلم کو دیکھ لیا جائے۔ آپ اسے پوری طرح ذہن نشین رکھیں۔ اس کے بعد آپ اس سلسلے میں سوالات کر سکتے ہیں اور میرا خیال ہے یو ڈیپارٹمنٹ کی انچارج میڈم ٹورمیا آپ کو اس سلسلے میں تمام تفصیلات بتا دیں گی۔" نعمان خان نے گردن ہلا دی۔

وہ آرام کرسی پر بیٹھا سامنے کی سمت دیکھ رہا تھا۔ چند ہی لمحات کے بعد اسکرین پر ایک فلم شروع ہو گئی۔ کسی علاقے کی جغرافیائی پوزیشن بتائی جا رہی تھی اور یہ علاقہ افریقہ میں تھا۔ نعمان خان اس فلم میں کھو گیا۔ چند لمحات کے بعد ایک گرم مشروب اس کے سامنے لا کر رکھ دیا گیا۔ ٹائیگر نے ہاتھ بڑھا کر مشروب کا گلاس اس کی خدمت میں پیش کر دیا تھا۔ نعمان خان تکلف سے بغیر مشروب کے سپ لینے لگا۔

وہ فلم میں بُری طرح کھویا ہوا تھا جانتا تھا کہ اُس کی ذہانت کا امتحان لیا جا رہا ہے۔ اس فلم کے مناظر کو اسے ذہن نشین کرنا تھا۔ فلم کے ساتھ ساتھ کمنٹری بھی تھی جس میں اس علاقے کی تفصیلی رپورٹ دی جا رہی تھی۔ یہ علاقہ نعمان کے لیے اجنبی نہیں تھا حالانکہ وہ کبھی [illegible] نہیں تھا لیکن اس کے بارے میں اُسے تفصیلات معلوم تھیں۔ جغرافیائی کیفیت بتانے کے بعد علاقے کے سیاسی حالات کی نشاندہی کی جانے لگی۔ کمنٹیٹر بڑی شستہ انگریزی میں یہ تمام تفصیلات بتا رہا تھا اور نعمان خان اُنھیں ذہن نشین کر رہا تھا وہ چاہتا تھا کہ

فلم دکھانا بے مقصد نہیں ہے۔ اسے جو مہم سونپی جائے گی اس کا تعلق شاید اس علاقے سے ہوگا جبکہ وہ پہلے ہی مرحلے میں ان لوگوں کو اپنی ذہانت کا ثبوت دینا چاہتا تھا۔

بالآخر فلم ختم ہوگئی اور ٹائیگر نے مسکراتی نگاہوں سے نعمان خان کو دیکھا۔ فلم ختم ہونے کے بعد تیز روشنی کردی گئی اور ایک اٹھائیس اور تیس سال کی درمیانی عمر کی عورت نعمان خان کے پاس پہنچ گئی۔

"میرا نام ثریا ہے۔" اس نے اپنا خوبصورت ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ نعمان خان نے گردن خم کرکے اس سے مصافحہ کیا تھا۔

"آپ نے یہ فلم دیکھ لی مسٹر خان۔ اس کے بعد آپ صرف آرام کریں گے شکریہ۔" اس نے کہا اور پھر ٹائیگر سے بولی "مسٹر ٹائیگر نعمان خان کو ان کی خوابگاہ دکھا دو۔" ٹائیگر نے گردن خم کردی تھی۔ نعمان خان خاموشی سے اٹھ کر ٹائیگر کے ساتھ چل پڑا۔

بظاہر کوئی خاص بات نہیں تھی، لیکن شیران کی چھٹی حس نے اسے ہوشیار کردیا کہ کنگ لوئی اس کی جانب سے غیر مطمئن ہو گیا ہے، اس علاقے میں آنے کے بعد کنگ لوئی بلاشبہ اس کے ساتھ ایک اچھے دوست کا سلوک کرتا رہا تھا اور شیران کے دل میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ کبھی کنگ لوئی کے خلاف صف آرا ہونا پڑے گا لیکن سدھاشی کو دیکھنے کے بعد اس کی ذہنی کیفیت ایک دم بدل گئی تھی۔

سدھاشی سے اسے شدید نفرت تھی اور اس نے شیران کو ایک ایسی گالی دی تھی جس نے اس کے دماغ کی چولیں ہلادی تھیں اور اس نے قسم کھائی تھی کہ وہ سدھاشی کو زندہ نہیں چھوڑے گا اور اس قسم سے منہ موڑنا شیران کے بس کی بات نہیں تھی۔

ہر چند کہ کنگ لوئی نے اسے پیش کش کی تھی کہ اگر وہ چاہے تو سدھاشی کو وہ اپنے ہاتھ سے قتل کردے'... لیکن شیران سدھاشی کو لوئی کے لیے قتل نہیں کرسکتا تھا، اس کا اپنا معاملہ تھا، اگر وہ لوئی کی بات مان کر سدھاشی کی گردن پہ چھری پھیر دیتا تو کبھی اپنے آپ کو معاف نہیں کرسکتا تھا، کیونکہ بہرطور مرتے وقت بھی سدھاشی کی آنکھوں میں تمسخر آمیز مسکراہٹ ہوتی اور وہ کہتی کہ شیران کسی وسیلے سے اسے ہلاک کررہا ہے۔ ویسے تو شیران کی زندگی میں تھے ہی نہیں۔ اس نے جو کچھ کیا تھا اپنے طور پر کیا تھا اور اپنے طور پر ہی کرنا چاہتا تھا اور اپنے راستے کی ہر رکاوٹ کو دور کرنا وہ اپنا فرض سمجھتا تھا۔ دوسرے دن وہ اپنی نئی رہائش گاہ سے نکل آیا۔ اس کی نئی رہائش گاہ کنگ لوئی کے محل ہی میں تھی لیکن کنگ لوئی چونکہ نئی نئی حکومت سنبھا میں مصروف تھا، اس لیے ان دنوں وہ شیران کا ساتھ نہیں دے سکا تھا، اگر اس نے شیران کے یہ الفاظ کہہ دیے تھے اور شیرا نے نہایت فراخدلی سے کہا تھا کہ اس وقت تک وہ کنگ لو کو پریشان نہیں کرے گا جب تک کنگ لوئی اپنے تمام معاملا سے نمٹ نہ لے، اس کے بعد وہ شہر میں نکل آیا۔

برو ما خاندان میں تباہی پھیل گئی تھی۔ سڑکوں پر ایسے ایسے مناظر دیکھنے کو ملے، جو شیران کے لیے بڑے ہی حیرتنا ایک بڑے معبد کے سامنے برو ما خاندان کے با آدمیوں نے اپنے جسموں کو آگ لگائی اور جل کر راکھ ہو گئے۔ طریقہ ہاراکاری کہلاتا ہے۔ بدھ مت میں بہترین موت وہ ہے جو خودکشی کرکے حاصل کی جائے، شکست خوردہ لوگ دشمن کے ہاتھوں قتل ہونا نہیں چاہتے اور اپنی شکست کا سے انتقام لینا چاہتے ہیں تو وہ ہاراکاری کرلیتے ہیں۔ جو اذیتناک موت حاصل کی جائے، اتنی ہی بہترین موت تصور جاتی ہے۔ برو ما خاندان جانتا تھا کہ اس کے بعد کنگ لوئی کا شروع ہوگا، بچوں، عورتوں اور مردوں کو بدترین موت کا شکار بنایا جائے گا چنانچہ وہ خودسوزی کررہا تھا جس میں ہر تھی وہ اپنے آپ کو قتل کرنے پہ تُل گیا تھا اور لوئی نے اس اجازت دے دی تھی کہ برو ما خاندان اپنی سزا خود منتخب بچے کھچے لوگوں کو وہ خود سنبھالے گا۔

بڑی وحشیانہ کارروائیاں شروع ہوگئی تھیں۔ ش کچھ اور آگے بڑھا تو ایک جگہ اس نے چند لوگوں کو کسی اہم مصروف دیکھا، وہاں کھڑے ہو کر صورت حال کا جائزہ تو عجیب تماشا دیکھا، لوئی خاندان اُن کے افراد اور ان متفق لوگ یا اُن کی برتری کے بعد متفق ہوجانے والے لگائے کھڑے تھے اور قہقہے اڑا رہے تھے، درمیان کچھ ہو رہا تھا وہ ابھی شیران کے لیے سمجھ میں نہ آنے والی با وہ لوگ زمین میں چھوٹے چھوٹے گڑھے کرکے جگہ جگہ تلواریں نصب کررہے تھے۔ یہ تلواریں مضبوطی سے دستے کی طرف سے زمین میں گاڑ دی گئی تھیں اور ان کی برہنہ نوکیں کی جانب بلند تھیں۔ تقریباً پندرہ افراد یہ کام کررہے

ہیں سے کچھ جوان تھے باقی بوڑھے۔ تلواریں نصب کرنے کے بعد انھوں نے دعا کے انداز میں آسمان کی جانب ہاتھ اٹھائے اور آنکھیں بند کرکے تلواروں کے نزدیک کھڑے ہوگئے اور پھر بعد کے مناظر شیران کے لیے اور بھی زیادہ تعجب خیز تھے۔

کھڑے ہوئے لوگ دفعتاً تلواروں پر گر پڑے اور اس انداز میں گرے کہ تلواریں ان کے دل کے مقام پر سینے میں گھس کر ان کے بدن سے آرپار ہوگئیں، خودکشی کے یہ ہولناک طریقے شیران کے لیے ابتدا میں پریشان کن لیکن بعد میں دلچسپ ثابت ہوئے، اس نے بہت سی جگہ یہ مناظر دیکھے اور پھر ایک آدمی سے اس بارے میں پوچھنے لگا۔

اس شخص نے ہاراکاری کے بارے میں شیران کو تفصیلات بتائی تھیں۔ شیران بغور اس کی باتیں سنتا رہا تھا۔ پھر بولا۔ "ماہ' یہ تو بڑی دلچسپ موت ہے اس طرح کنگ لوئی کو اور اس کے آدمیوں کو زیادہ تکلیف نہیں کرنی پڑے گی۔"

"ہاں اور جو بچ جائیں گے وہ یا تو پہاڑوں میں بھاگنے کی کوشش کریں گے یا پھر اپنے گھروں میں گھس کر موت کا انتظار۔" اس شخص نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا اور شیران وہاں سے بھی آگے بڑھ گیا۔

یہ سارے مناظر وہ بڑی دلچسپی سے دیکھتا، اگر سدھاشی مسئلہ درمیان میں نہ ہوتا، سدھاشی کی زندگی بہت مختصر تھی لیکن شیران اسے اس طرح نہیں چھوڑنا چاہتا تھا، اب اسے اس بات کی فکر تھی کہ کسی طرح اس جگہ کا پتہ چل جائے جس جگہ سدھاشی رکھا گیا ہے۔۔ سارا شہر افراتفری کا شکار تھا، کہیں جشن کی تیاریاں ہورہی تھیں اور کہیں موت کی، لیکن شیران تھوڑی ہی دیر کے بعد ان لوگوں سے غافل نہ رہا جو فالو کرکے محل سے نکلتے ہی اس کے پیچھے لگ گئے تھے۔ ابتدا میں تو شیران ان کے بارے میں اندازہ نہ لگا سکا تھا، لیکن چالاک آدمی تھا اسے احساس ہوگیا کہ اس کا تعاقب کیا جارہا ہے، لیکن یہ تعاقب کرنے والے کون ہیں، کیا کنگ لوئی کو اس پر شبہ ہوگیا ہے۔ شیران نے غور کیا تو اسے یہی بات زیادہ وزن دار محسوس ہوئی، اسے افسوس ہوا کہ اس نے کنگ لوئی کو اپنے مقصد کے بارے میں بتا کیوں دیا، سدھاشی کو اگر حاصل کرکے قتل کرنا تھا تو خاموشی اختیار کی جاتی تو بہتر تھا، لیکن اسے یہ بھی احساس تھا کہ جلدبازی میں وہ ایسی حرکتیں کرجاتا ہے جو بعد میں اس کے لیے نقصان دہ ہی ثابت ہوتی ہیں۔

تعاقب کرنے والے افراد تقریباً چھ تھے، وہ سب کے سب مسلح تھے اور ان چھ افراد کو دھوکا دینا بے حد ضروری تھا تاکہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوسکے، بہرطور اگر کنگ لوئی نے انھیں اس کے پیچھے لگایا ہے تو پھر اس نے یہ اچھا ہی کیا۔ کم از کم شیران کے دل میں یہ احساس نہیں رہے گا کہ اس نے برائی کی ابتدا کی تھی۔

لوئی نے اپنے آدمیوں کو اس کے پیچھے لگا کر اسے عمل کرنے کا موقع دیا تھا۔ شیران نے اپنے ذہن میں ایک منصوبہ بنایا، اور اس کے بعد اس نے ایک سمت اختیار کرلی۔ کافی دور چلنے کے بعد اس نے محسوس کیا کہ وہ لوگ بدستور اس کے پیچھے آرہے ہیں، لیکن اب وہ منتشر ہوگئے تھے، چونکہ گھنی آبادی سے نکل آئے تھے اور گروہ کی شکل میں ان کا دیکھ لیا جانا یقینی امر تھا، شیران چلتا رہا۔

تھوڑی دیر کے بعد اس نے اپنے آپ کو ایک ناہموار پہاڑی راستے پر پایا جو بتدریج نشیب میں جارہا تھا، راستے کے اختتام پر درختوں کے جھنڈ پھیلے ہوئے تھے، شیران انھی درختوں کی جانب بڑھتا رہا۔ اب وہ ان لوگوں سے نمٹ لینا چاہتا تھا، اس میں اب کوئی شک و شبہ نہیں رہا تھا کہ وہ اس کا تعاقب کررہے تھے۔ درختوں کے جھنڈ میں داخل ہوکر وہ کوئی ایسی گھنی جگہ تلاش کرنے لگا، جہاں اپنے آپ کو پوشیدہ کرکے ان لوگوں کو پریشانی کا شکار کردے، اور تھوڑی دور چلنے کے بعد اسے اپنی پسند کی جگہ بھی مل گئی۔

دس بارہ درخت ایک جگہ سر جوڑے کھڑے تھے، وہ انھی درختوں کی آڑ میں پہنچ گیا اور سانس روک کر عقب کا جائزہ لینے لگا۔ کئی منٹ گزر گئے، لیکن اس طرف قدموں کی چاپ سنائی نہ دی۔

وہ حیران رہ گیا، مزید دس بارہ منٹ گزرنے کے بعد اس نے اپنی جگہ چھوڑ دی اور متلاشی نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھنے لگا، قرب و جوار میں اب کوئی نظر نہیں آرہا تھا۔ پتہ نہیں وہ لوگ اسے کھو چکے تھے یا پھر انھوں نے اس کے مقصد کا اندازہ لگا لیا تھا۔

وہ چند لمحے سوچتا رہا، اور پھر جنگل میں کچھ اور آگے بڑھتا چلا گیا، درختوں کا یہ سلسلہ زیادہ طویل نہیں تھا۔ اس کے اختتام پر ایک پگڈنڈی گھومتی ہوئی پھر آبادی کی جانب چلی جاتی تھی، جب وہ دوبارہ پگڈنڈی پہ پہنچا تو اسے کافی فاصلے پر ایک

مکان نظر آیا۔ یہ مکان عام مکانوں سے کافی ہٹ کر تھا اور اس کے اطراف میں کوئی اور مکان نہیں تھا۔

بہر صورت شیران اس کی جانب چلتا رہا، اب آس پاس اُسے اور کوئی نظر نہیں آ رہا تھا، اُس مکان کی چہار دیواری زیادہ اونچی نہیں تھی لیکن اُسے خاردار تاریں لگا کر اونچا کر دیا گیا تھا۔ چہار دیواری کے اندر خاصا وسیع میدان تھا، اصل عمارت درمیان میں تھی جو زیادہ بڑی نہیں تھی۔

شیران مکان کے احاطے کے قریب ہی ایک بلند درخت پر چڑھ گیا اسے شبہ ہوا تھا کہ یہ مکان کسی خاص اہمیت کا حامل ہے، حیرت اُسے اُن لوگوں پر تھی جو اس کا تعاقب کرتے ہوئے نجانے کہاں گم ہو گئے تھے۔ بہر طور درختوں کی گھنی شاخوں میں چھپ کر وہ مکان کا جائزہ لیتا رہا۔

مکان کے گیٹ پر اُسے دو مسلح محافظ نظر آئے۔ وہ مستعد کھڑے ہوئے تھے، پھر کچھ اور محافظ اُسے گشت کرتے ہوئے دکھائی دیے، ان کے انداز سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ اس عمارت کے گرد چکر لگا رہے ہیں، پورا چکر کرنے کے بعد وہ دروازے کے نزدیک تعینات محافظوں کے پاس آ کر رُکے اور آپس میں کچھ باتیں کرنے لگے۔

شیران بغور حالات کا جائزہ لے رہا تھا، اُسے یہ مکان کافی پُراسرار محسوس ہوا تھا، نجانے کیوں اس کے ذہن میں یہ خواہش جاگی کہ وہ اس مکان کا اندر سے جائزہ لے۔ مکان میں داخل ہونے کے لیے اُس نے کسی مناسب جگہ کی تلاش میں چاروں طرف نگاہیں دوڑائیں، لیکن خاردار تاروں کی باڑھ احاطے کے چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی اور داخلے کا صرف ایک ہی دروازہ تھا، پھر اُس نے درخت پر نگاہ دوڑائی، درخت کی ایک شاخ اس کی معاون بن سکتی تھی، لیکن اس کے لیے اسے اچھی خاصی محنت کرنا ہوتی۔ یہ شاخ پھیل کر خاردار تاروں کی باڑھ کے نزدیک پہنچ گئی تھی، لیکن اس کا آخری سرا کافی پتلا تھا اور شیران کو خدشہ تھا کہ وہ اس کے بدن کو سنبھال نہیں سکے گا، اس کے علاوہ اس کا فاصلہ خاردار تاروں سے تقریباً دو تین فٹ تھا، چنانچہ اگر وہ اس کے سرے پر پہنچ بھی جاتا تو پھر خاردار تاروں کو عبور کر کے دوسری طرف گرنے کے لیے ۔۔ خاصی مشقت درکار تھی اور چوٹ بھی لگ سکتی تھی۔

بہر طور ذہن میں بیٹھ گئی تھی۔ اس لیے اب باز رہنا مشکل تھا، وہ اپنی جگہ سے ہٹا اور دوسری شاخ کی طرف بڑھنے لگا جو اُسے مکان کے اندر پہنچانے میں معاون ثابت ہو سکتی تھی، اُس نے شاخ کی مضبوطی کا اندازہ کیا اور یہ جان کر اُسے ایک گونہ سکون محسوس ہوا۔ دُور سے یہ شاخ جس قدر نازک نظر آ رہی تھی درامل اتنی نازک نہیں تھی۔

وہ دونوں پاؤں اِدھر اُدھر لٹکا کر آہستہ آہستہ کھسکنے لگا اس طرح وہ شاخ کے سرے کی جانب جا رہا تھا، شاخ کا سرا بھی آگے جا کر دو حصوں میں تقسیم ہو گیا تھا لیکن آخری حصے پر پہنچنے کے بعد شیران کو اس شاخ سے اوپر ایک اور ایسی جگہ نظر آ گئی جہاں تک اگر وہ پہنچ جاتا تو تھوڑی سی محنت اُسے خاردار تاروں کے دوسری جانب پہنچا سکتی تھی حالانکہ اس طرح بلندی کچھ اور زیادہ ہو جاتی تھی لیکن دو یا ڈھائی فٹ سے زیادہ نہیں جب اتنی بلندی کا خطرہ مول لیا جا سکتا ہے تو ڈھائی فٹ اور سہی۔ شیران نے سوچا اور پھر وہ اپنا بدن سنبھال کر اس دوسری شاخ پر جانے کی کوشش کرنے لگا۔ شاخ کا اگلا حصہ لچک رہا تھا اور اگر شیران کچھ اور آگے بڑھتا تو یہ خطرہ پیدا ہو سکتا تھا کہ شاخ ٹوٹ جائے۔ لیکن اوپر والی شاخ خاصی مضبوط تھی اور آگے جا کر وہ اوپر کی جانب بڑھ گئی تھی۔ شیران نے دونوں ہاتھوں کو مضبوطی سے اس دُوسری شاخ پر جما اور اپنا بدن اُوپر اُٹھانے لگا پھر وہ شاخ کے انتہائی سرے پر پہنچ گیا، یہیں سے یہ سرا اُوپر کی جانب بلند ہوتا تھا۔ اُس نے مرحلے کے لیے خود کو تیار کر لیا اور شاخ کے اس حصے میں لٹک جھولنے لگا۔ اس طرح جھولتے ہوئے اس کو خاردار تاروں کی باڑ پھلانگنی تھی۔ اندازے کی ذرا سی بھی غلطی ہو جاتی تو وہ مصیبت گرفتار ہو جاتا ممکن تھا اس کا لباس خاردار تاروں میں پھنس جاتا اور وہ اُنھیں میں لٹک کر رہ جاتا یا پھر اس طرح نیچے گرتا کہ بُری طرح زخمی ہو جاتا لیکن بہر طور یہ سب کچھ تو کرنا ہی تھا خطرہ مول لیے بغیر مکان میں داخلہ ممکن نہیں تھا۔ وہ اسی طرح لٹکا لٹکا ان محافظوں کو لگا جو مکان کی عمارت کے گرد گشت کر رہے تھے۔ اس بار کام میں اسے بڑی دقت ہوئی۔ محافظ اس جانب سے گ تو اُس نے سکون کی سانس لی اب وہ مکان کے احاطے کے حصے پر پہنچ چکے تھے۔

پھر جونہی وہ دُوسری طرف مُڑے شیران نے اپنے کو دو تین زوردار جھکولے دیے اور شاخ چھوڑ دی۔ اُس پوری قوت سے خاردار تاروں کو پھلانگنے کی کوشش کی تھی اور کی یہ کوشش کارگر ہوئی۔ وہ خاردار تاروں کے اُوپر سے گزر مکان کے احاطے میں جا گرا۔ نیچے گرنے سے کافی چوٹ آئی دونوں پاؤں جھنجھنا کر رہ گئے تھے۔ ہاتھ بھی زمین پر جا ٹکے تھے ا

ٹنے کے بل گر کر اُس نے اپنے چہرے کو پوری طرح زمین سے رانے سے بچایا تھا۔ بہر طور وہ پھرتی سے کھڑا ہوا حالانکہ پاؤں اتھ نہیں دے رہے تھے لیکن اس کے باوجود اُسے کوئی مناسب گہ تلاش کرنی تھی کیونکہ گشت کرنے والے محافظ خاصے مستعد علوم ہوتے تھے۔ وہ یقیناً تھوڑی دیر کے بعد چکر لگا کر اس طرف ہنچ جائیں گے۔ اُس نے دوڑ کر عمارت کے اور احاطے کے درمیان اصلے کو طے کیا اور عمارت کے قریب پہنچ گیا۔

باہر کی دیواریں سپاٹ تھیں کوئی ایسی جگہ نہیں تھی جس کی آڑ میں چھپ کر وہ خود کو محفوظ کر سکے اور اب اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں تھا کہ وہ تیزی سے اس سمت دوڑے جدھر مکان کا داخلی دروازہ تھا۔ چنانچہ وہ دیوار کے ساتھ ساتھ برق رفتاری سے سفر کرتا ہوا دروازے کے قریب پہنچ گیا۔

گشت کرنے والے محافظ اس وقت دروازے کے سامنے نہیں تھے البتہ وہ دونوں محافظ بدستور کھڑے ہوئے تھے جنھیں شیران پہلے ہی دیکھ چکا تھا اور اس وقت دونوں محافظوں کو ہلاک کرنے کے علاوہ اور کوئی چارۂ کار نہیں تھا۔

چنانچہ کونے پر پہنچتے ہی شیران نے ایک چھلانگ لگائی۔ محافظوں نے اُسے دیکھ لیا۔ وہ ابھی حیران ہو ہی رہے تھے کہ شیران اُن پر جا پڑا۔ وہ ایک محافظ کو لپیٹ میں لیتا ہوا نیچے گرا تھا۔ محافظ کے حلق سے کراہ سی نکل گئی۔ دُوسرے محافظ نے پھرتی سے پیٹی میں اڑسے ہوئے پستول کو نکالنے کی کوشش کی لیکن شیران نے اس کا ایک پاؤں پکڑ کر ایک دم نیچے گھسیٹ لیا جونہی محافظ نیچے گرا شیران نے اُلٹی قلابازی کھائی اور اُس کے پستول والے ہاتھ کی کلائی پر جوتے کی زوردار ٹھوکر رسید کی تھی۔

محافظ کے حلق سے ایک چیخ سی نکلی تھی لیکن کلائی پر ٹھوکر رتے ہی شیران اُس کے اُوپر گر پڑا۔ اور اس طرح یہ محافظ بھی نیچے گر کر خاصا زخمی ہو گیا لیکن پہلا محافظ جسے شیران کو اس دُوسرے محافظ کو سنبھالنے کے لیے چھوڑ دینا پڑا تھا اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی رائفل کی نال کو پکڑ کر پوری قوت سے شیران پر حملہ آور ہوا تھا اپنے ساتھی کے اُوپر پڑے ہوئے شیران کو عقب سے زخمی کرنا چاہتا تھا لیکن شیران کو اس کا اندازہ تھا کہ اس کے بعد یہی ہو سکتا ہے چنانچہ وہ پھرتی سے ایک طرف لُڑھک گیا۔

رائفل کا بٹ پوری قوت سے نیچے پڑے ہوئے محافظ کے ر پر پڑا اور اس طرح پڑا تھا کہ اس بے چارے کی آواز بھی نہ نکل سکی۔ سرے محافظ کو اپنی اس خوفناک غلطی کا احساس ہوا تو وہ گم صُم

لہو کا سراغ
مَحمُود احمد مُودی
قیمت -/۱۵۰ ڈاک خرچ -/۲۰
علی میاں پبلی کیشنز عزیز مارکیٹ اُردو بازار لاہور

سا ہو گیا۔ لیکن یہ موت کی خاموشی ہی تھی کیونکہ کوئی فوری تحریک ہی اُسے شیران کے ہاتھ سے بچا سکتی تھی جونہی وہ ایک لمحے کے لیے ساکت ہوا شیران نے پلٹ کر اُسے بھی سنبھال لیا۔ اُس کا گھونسہ محافظ کی پیشانی پر پڑا اور محافظ پوری قوت سے دیوار سے ٹکرایا اس کے ٹکراتے ہی شیران دوبارہ اس پر جا پڑا اور اس کی گردن اپنے شکنجے میں لے لی۔ اگر تقدیر یاوری کرتی تو یہ کام صرف ان لمحات میں ہو جانا چاہیے تھا جب تک دُوسرے محافظ گشت کر کے اس طرف نہ پہنچ جاتے۔ شیران اپنی دانست میں یہی کوشش کر رہا تھا کہ اس مکان کا چکر لگا کر اس طرف آنے والوں کے یہاں پہنچنے سے پہلے ہی وہ ان لوگوں کا بندوبست کر لے اور تقدیر نے یہاں اُس کا ساتھ دیا۔ پہلا محافظ تو اپنے ساتھی ہی کا شکار ہو گیا تھا۔ دُوسرے محافظ نے شیران کی گرفت میں ہاتھ پاؤں ہلانے کی کوشش کی لیکن وہ اس کوشش میں کامیاب نہ ہو سکا اور وہ بھی بے آواز ہی ڈھیر ہو گیا۔ شیران کو سب سے زیادہ اس بات کا احساس تھا کہ فائر کی آواز نہ ہونے پائے ہر چند کہ یہاں مکانات خاصے فاصلے پر تھے لیکن اس کے باوجود اس سناٹے میں گولی کی آواز دُور تک سُنی جا سکتی تھی یہاں داخل ہونے کے بعد بظاہر یہی امکان لگتا تھا کہ دو محافظ گیٹ پر موجود تھے اور باقی دو گشت کر رہے ہیں۔ ان چاروں کے علاوہ کم از کم بیرونی حصے میں کوئی نہیں ہے چنانچہ اگر شیران ان دو مُردہ محافظوں کو گھسیٹ کر گیٹ کے اندر لے جانے کی کوشش کرے تو اول تو یہ پتہ نہیں تھا کہ اندر کے حالات کیا ہیں ممکن ہے کچھ اور محافظ اندر موجود ہوں اور شیران کو وہیں ناپ لیا جائے دیگر یہ کہ دروازے پر ہلاک ہونے والے محافظوں کا خون کافی بکھر گیا تھا۔ یہ خون دیکھ لیا جائے گا اور

گشت کرنے والے چوکنے ہو جائیں گے چنانچہ اب اس کے سوا اور کوئی چارۂ کار نہیں تھا کہ اُنھیں بے خبری میں سنبھال لیا جائے۔ شیران نے زمین پر پڑی ہوئی ایک رائفل اُٹھائی اور اُسے نال کی طرف سے پکڑ کر لاٹھی کی طرح استعمال کرنے کے لیے تیار ہو گیا۔ پروگرام یہی تھا کہ مکان کے عقب سے گشت کر کے اس طرف آنے والے محافظ اس کونے سے آگے نہ بڑھنے پائیں جو اُنھیں دروازے کی طرف لاتا تھا۔

اگر وہ دروازے کی سمت آ گئے تو یقیناً دونوں محافظوں کو موجود نہ پا کر ہوشیار ہو جائیں گے۔ چنانچہ وہ خود ہی اپنی جگہ سے آگے بڑھ کر کونے کے قریب پہنچ گیا۔ دُوسری طرف سے اُسے قدموں کی چاپ سُنائی دے رہی تھی۔ اُس کے اندازے کو یہ چاپ سُن کر تشفّی حاصل ہو گئی۔ دو ہی آدمیوں کے قدموں کی چاپ تھی۔ اب حملہ اس طرح ہونا چاہیئے تھا کہ وہ دونوں شدید زخمی ہو جاتے اور فوری طور پر پستول استعمال نہ کر سکتے۔

شیران دَم سادھے کھڑا رہا۔

پھر وہ دونوں محافظ ایک قطار میں کونے کے قریب پہنچے اور جونہی اُنھوں نے اپنا رُخ سامنے کی طرف کیا۔ شیران کا ہاتھ پوری قوت سے گھوما۔ رائفل کا بٹ پہلے محافظ کے سر پر پڑا اور پہلا محافظ بُری طرح دُوسرے محافظ سے ٹکرا گیا چونکہ وہ کونے کے قریب تھے اس لیے دیوار کا کونا بھی اس دوسرے محافظ کے سر سے بُری طرح ٹکرایا تھا۔ وہ دونوں بھیانک آوازوں میں چیخے اور شیران اُن کے سامنے آ گیا۔ پہلے ہی وار میں اُسے نمایاں کامیابی حاصل ہوئی تھی چنانچہ رائفل کے بٹ کے پے در پے وار کر کے اُس نے ان دونوں محافظوں کو بھی ہلاک کر دیا۔ یہ وحشیانہ اقدام انسانی نہیں معلوم ہوتا تھا۔ شیران کے چہرے پر اس وقت جو وحشت اور درندگی برس رہی تھی اگر کوئی ذی ہوش انسان اسے دیکھ لیتا تو ہوش و حواس برقرار نہ رکھ پاتا۔

ان دونوں کو دیکھ کر اُس نے ایک ہلکا سا قہقہہ لگایا اور پھر ان میں سے ایک کا پستول اس کی بیلٹ سے کھینچ کر دروازے کی جانب بڑھ گیا۔ دروازے کے قریب پہنچ کر اُسے اندازہ ہُوا کہ دروازہ مقفل تو نہیں ہے لیکن اس کی بڑی کنڈی باہر سے بند ہے۔ اس بند کنڈی کو دیکھ کر ایک لمحے میں شیران نے حالات کا اندازہ لگایا اندر جو کوئی ہے یا تو قیدی ہے یا پھر کوئی ایسی شخصیت جس نے محافظوں کو حکم دیا ہے کہ اُسے ڈسٹرب نہ کیا جائے۔

بہر طور اپنے طور پر ہوشیار رہنا ضروری تھا چنانچہ شیران نے بہ آہستگی دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ نیم تاریک مکان میں دروازے سے داخل ہوتے ہی اُسے ایک برآمدہ سا نظر آیا۔ اس برآمدے کا ایک دُوسرا دروازہ بھی تھا جس سے اندر داخل ہو کر وہ ایک چھوٹے سے صحن میں پہنچ گیا۔ مقامی طرز کا بنا ہُوا مکان تھا۔ صحن کے تین اطراف تین کمرے نظر آ رہے تھے لیکن سامنے والے کمرے کے دروازے پر ایسے روشنی نظر آئی حالانکہ روشنی جلانے کی ضرورت نہیں تھی

شیران پستول سنبھالے دروازے کے قریب پہنچ گیا پھر اُس نے دروازے پر ایک زوردار لات ماری اور دروازے کے دونوں پٹ بھڑاک سے کھل گئے۔

اندر تیز روشنی تھی اور اس تیز روشنی میں اُسے تین افراد نظر آئے۔ دو بوڑھے مرد اور ایک عورت، یہ تینوں مقامی لباس میں ملبوس تھے اور ایک میز کے گرد بیٹھے ہُوئے کچھ سوچ رہے تھے۔ دروازہ کھُلنے کی خوفناک آواز نے اُنھیں دہشت زدہ کر دیا اور وہ مُنہ پھاڑ کر اندر آنے والے کو دیکھنے لگے۔

شیران اُنھیں گھُور رہا تھا۔

اندر موجود لوگوں کے چہروں پر خوف کے آثار نظر آ رہے تھے۔ بوڑھی تو بے ہوش ہونے کے قریب تھی۔ اس کے برابر والے مرد نے اُسے سنبھالا اور گھبرائی ہُوئی آواز میں بولا۔ "کک۔ کیا بات ہے؟" شیران خاموشی سے اُنھیں گھُورتا رہا۔ وہ خشک ہونٹوں پر زبان پھیر پھیر کر شیران کے عقب میں دیکھنے کی کوشش کر رہے تھے تب شیران آہستہ سے بولا۔ "پیچھے کوئی نہیں ہے۔ کیا اس عمارت میں صرف تم تین افراد ہی ہو؟"

"تم۔ تم کون ہو؟ کیا تم یہ بات نہیں جانتے۔" دُوسرے بوڑھے نے پوچھا۔ چہروں سے یہ لوگ خاصے سنجیدہ اور بُردبار نظر آتے تھے، شیران چند قدم آگے بڑھا اور اس بوڑھے کی آنکھوں میں جھانکنے لگا پھر اُس کی پھنکار سُنائی دی۔

"تم کون ہو؟" فوراً اپنے بارے میں بتاؤ؟"

"یہی سوال ہم تم سے بھی کر سکتے ہیں یا پھر چلو صرف اتنا بتا دو کہ تمھارا تعلق کنگ لوئی سے ہے؟

"اگر میں یہ کہوں کہ میرا تعلق کنگ لوئی سے نہیں ہے؟ تمھارے احساسات کیا ہوں گے؟" شیران نے سوال کیا۔

دونوں بوڑھے ایک دُوسرے کی شکل دیکھنے لگے۔ بوڑھی پر بدستور نزع کی سی کیفیت طاری تھی پھر ان سب سے ایک نے کہا۔ "اگر تمھارا تعلق لوئی سے نہ ہوتا تو تمھارا یہاں تک پہنچنا ممکن ہی نہیں تھا۔ باہر پہرہ دینے والے موجود ہیں"۔

"تو پھر آؤ ان کا نظارہ کر لو۔" شیران نے کہا اور پھر چونک کر بولا۔ "لیکن ایک بات بتاؤ بیرونی حصے کی بات چھوڑو عمارت کے اندر تم تینوں کے علاوہ اور کوئی بھی موجود ہے؟"

"نہیں۔ ہم تینوں ہی اس عمارت کے قیدی ہیں۔"

"اور یہ عمارت کنگ لوئی کی ہے؟"

"ہاں۔ سرکاری عمارت ہے۔"

"تو آؤ پہلے میں تمھیں یہ اطمینان دلا دُوں کہ میں کنگ لوئی کا آدمی نہیں ہُوں۔ میں نے مسلح محافظوں کو ہلاک کر دیا ہے۔"

"تت۔ تو۔ تو کیا تم بردمی ہو لیکن تمھاری شکل و صورت، تم اس بستی کے باشندے تو نہیں ہو شاید تم وہ پہاڑی ہو جو کنگ لوئی کے ساتھ اس بستی میں آئے ہو۔ لیکن تم یہ کیسے کہہ سکتے ہو کہ تمھارا تعلق کنگ لوئی سے نہیں ہے؟"

"میں فضول باتیں پسند نہیں کرتا۔" شیران غُرّائی ہوئی آواز میں بولا اور وہ دونوں اپنی جگہ سے اُٹھ گئے۔ عورت البتہ کوشش کے باوجود نہیں اُٹھ سکی تھی۔ شیران اُنھیں باہر لایا۔ چاروں محافظوں کی لاشیں اسی طرح اوندھی سیدھی پڑی ہوئی تھیں۔ بوڑھے اُنھیں دیکھ کر کانپ گئے۔

"تت۔ تم نے اُنھیں ہلاک کر دیا۔ کیا تمھیں یہ احساس نہیں کہ کنگ لوئی تمھیں زندہ نہیں چھوڑے گا؟"

"اوہ۔ میرے ساتھ کیا ہو گا۔ تم اس بات کو جانے دو، تم اپنے بارے میں بتاؤ کیا تم بردمی خاندان سے ہو؟"

"ہاں میرا نام واستو بردما ہے اور میں یہاں ایک معزز حیثیت رکھتا ہُوں یا تان بردما میرا چچازاد بھائی تھا اور یہ شخص بھی میرا عزیز ہے۔" ان میں سے ایک بوڑھے نے کہا۔

"تو ٹھیک ہے میں کنگ لوئی کے ساتھ اس بستی میں ضرور آیا تھا لیکن اب میرا کنگ لوئی سے اختلاف ہو گیا ہے اور یہ اختلاف اس لڑکی کی وجہ سے ہے جو یاتان بردما کی بیٹی ہے یاتان بردما کی بیٹی جنگلوں سے میرے ساتھ آئی تھی اُس کا تحفظ میرا فرض ہے۔ میں اُسے لوئی کا شکار نہیں بننے دُوں گا۔"

"کک۔ کیا۔ کیا تم درست کہہ رہے ہو؟" واستو ہکلائے ہوئے انداز میں بولا۔

"ہاں۔ جو کچھ میں کہہ رہا ہُوں تمھیں دوبارہ اس کی تصدیق کرنے کی ضرورت نہیں ہے اگر تم اس سلسلے میں میری کچھ مدد کر سکتے ہو تو مجھے بتاؤ۔" بوڑھے ایک بار پھر ایک دُوسرے کی شکل دیکھنے لگے پھر واستو نے کہا۔ "دیکھو دوست۔ ہم یہاں اس مکان میں قید موت کا انتظار کر رہے ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ کنگ لوئی ہمیں زندہ نہیں چھوڑے گا۔ طویل عرصے سے لوئی خاندان کے دل میں انتقام کی آگ سُلگ رہی ہے اور آج تقدیر نے اُنھیں یہ موقع فراہم کر دیا ہے کہ وہ بردمیوں کو اس رُوئے زمین سے مٹا دیں۔ موت برحق ہے اگر آج ہم لوئی کے ہاتھوں قتل نہ ہوئے تو کل ہمیں طویل موت مرنا ہو گا۔ اس لیے ہم موت کی پروا نہیں کرتے ہر انسان کی زندگی میں کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہوتا ہے اگر تم سدھاشی کی زندگی واقعی بچانا چاہتے ہو تو ہم دونوں تمھارے ساتھ ہیں۔ ہم تمھارے لیے کچھ نہیں کر سکتے نوجوان لیکن اگر تم ہمیں کچھ بتاؤ تو ہم تمھاری مدد کر سکتے ہیں۔"

"سدھاشی کہاں ہو گی؟" شیران نے سوال کیا۔

"یہ ہم میں سے کوئی نہیں جانتا لیکن میں تمھیں ایک ایسے شخص کا پتہ دے سکتا ہُوں جو تمھیں سدھاشی کے پاس پہنچا دے گا۔"

"کون ہے وہ؟"

"سکارا ہے اس کا نام۔ پیلے رنگ کی ایک ہی عمارت ہے اس بستی میں یہ عمارت مقدس معبد کہلاتی ہے۔ سکارا اس معبد میں بردمیوں کے خلاف جاسوسی کرتا ہے یعنی وہ کنگ لوئی کا آدمی ہے جو بردمیوں کی حیثیت سے بردمیوں کے خلاف لوئی کو آگاہ رکھتا ہے۔ طویل عرصے سے وہ یہ ذمّے داری انجام دے رہا ہے لیکن درحقیقت وہ دل سے بردمیوں کا مددگار ہے۔ اُس نے ہمیشہ ایسی اطلاعات لوئی خاندان کو پہنچائی ہیں جن سے بردمیوں کو کوئی خاص نقصان نہ پہنچے۔ اس طرح وہ اپنا فرض بھی انجام دے رہا ہے اور لوئی خاندان کا وفادار بھی بنا ہُوا ہے۔ بہت سے مرحلوں پر اُس نے ہماری مدد کی ہے۔ میں یہ بات تمھیں بتانے کے بعد دل ہی دل میں لرز رہا ہُوں کہ کہیں میں سکارا کی موت کا باعث نہ بن جاؤں لیکن ہم جانتے ہیں کہ تقدیر کے فیصلے اٹل ہوتے ہیں اور آسمانوں سے جو کچھ مقرر کر دیا گیا ہوتا ہے وہی ہوتا ہے اگر تم اس پیلی عمارت تک پہنچ کر سکارا کے پاس چلے جاؤ تو سکارا تمھیں سدھاشی کی قیام گاہ تک پہنچا سکتا ہے کیونکہ وہ اس سلسلے میں سب سے زیادہ واقف کار انسان ہے۔"

"ہوں۔ تم نے مجھے دھوکا دینے کی کوشش تو نہیں کی ہے؟"

"تو پھر تم یوں کرو کہ پستول کی ایک ایک گولی ہم تینوں پر استعمال کر لو۔ اس سے زیادہ ہم تم سے کچھ نہیں کہہ سکتے۔" شیران

نے ایک لمحے کے لیے کچھ سوچا اور پھر بوڑھے کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔ "میں تمھیں یہاں سے نکال سکتا ہوں لیکن میں خود بھی ان علاقوں سے ناواقف ہوں اور یہاں بالکل تنہا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ اگر میں تمھیں اس مکان سے باہر نکال دوں تو تم کون سے علاقے میں پناہ لے سکتے ہو۔ تاہم میدان خالی ہے تم چاہو تو یہاں سے فرار ہو سکتے ہو یا پھر ان لوگوں کا اسلحہ پڑا ہوا ہے جو تمھارے کام آسکتا ہے۔ تمھاری اس اطلاع کے جواب میں میں تمھاری صرف اتنی ہی مدد کر سکتا ہوں۔ اگر یہاں میرے ذرائع ہوتے تو میں تمھیں یہاں سے نکال کر لے جاتا اور تمھاری زندگی کا تحفظ کرتا۔"

"نہیں دوست۔ تمھارا شکریہ۔ ہم تقدیر کے فیصلوں کے منتظر ہیں۔ ہاں یہ تو بتاؤ کہ اگر ان محافظوں کی موت کا علم کنگ لوئی کو ہو جائے اور وہ ہم سے سوال کرے تو ہم کیا جواب دیں؟"

"تم لاعلمی ظاہر کرنا۔ اسے مت بتانا کہ میں تمھارے پاس آیا تھا۔"

"ٹھیک ہے، وعدہ ایسا ہی ہوگا۔" بوڑھے واستو نے جواب دیا اور پھر شیران کے شانے پہ ہاتھ رکھ کر بولا۔ "نوجوان اگر تم سدھاشی کو بچا سکے اور یہاں سے نکال لے جا سکے تو میں یہ نہیں کہتا کہ لوئی خاندان سے حکومت چھن جائے گی لیکن لوئی خاندان سکون سے حکومت نہیں کر سکے گا۔ کنگ لوئی کے اوپر یہ بات واجب رہے گی کہ سدھاشی کو تلاش کر کے اسے قتل کرے ورنہ اسے وہ اہمیت نہیں حاصل ہو سکے گی جو حکمرانوں کو ہوتی ہے وہ ہمیشہ سازشوں کا شکار رہے گا اگر تم ایسا کر دو تو یہ کنگ لوئی سے ہمارا بہترین انتقام ہوگا۔" واستو نے کہا۔ شیران نے آہستہ سے گردن ہلائی۔

"میں کوشش کروں گا بہر طور تمھارا شکریہ۔" اس کے بعد شیران اس عمارت سے نکل آیا۔ باہر بدستور ویرانی پھیلی ہوئی تھی۔ چاروں لاشیں اسی طرح پڑی ہوئی تھیں۔ شیران کو باہر نکلنے میں کوئی دقت نہ ہوئی لیکن اب یہاں سے آگے بڑھنے کے بعد اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا۔ اس نے سوچا کہ وہ لوگ جو اس کا تعاقب کر رہے تھے آخر کہاں چلے گئے کہیں یوں نہ ہو کہ وہ اسے اس مکان سے نکلتے ہوئے دیکھ لیں۔ چنانچہ اس نے ایسے راستے اختیار کیے جو پوشیدہ تھے اور یہاں سے چھپ چھپ کر آگے بڑھا جا سکتا تھا۔ تمام راستے اسے یہ احساس نہ ہوا کہ کوئی اس کا تعاقب کر رہا ہے۔ سب سے پہلے وہ اپنی رہائش گاہ پہنچا تھا۔ یہاں اس نے کئی گھنٹے گزارے۔ لوئی یا اس کے کسی آدمی نے اس سے کوئی باز پرس نہیں کی تھی۔ ہاں۔ اسے ضرورت کی وہ تمام چیزیں بدستور مہیا کر دی گئی تھیں۔ جن کی اس نے خواہش ظاہر کی۔ اس کے بعد شیران کو دوسرا کام کرنا تھا۔ ابھی کچھ وقت باقی تھا اور اس مختصر وقت ہی میں اسے اپنے سارے معاملات پورے کر لینے تھے ورنہ دربار لگنے کے بعد سدھاشی کی موت یقینی ہو جاتی۔

واستو کی نشاندہی پر شیران اس عمارت تک پہنچ گیا، جو عبادت گاہ تھی۔ یہاں اسے سکارا کو تلاش کرنے میں دقت نہ ہوئی۔ دبلے پتلے جسم کا ایک بھکشو تھا۔ پہلے تو اس نے شیران سے تعاون ہی نہ کیا لیکن واستو کے نام سے وہ نرم پڑ گیا اور جب شیران نے اسے واستو کے دیے ہوئے تمام حوالوں سے آگاہ کیا تو اس نے غم زدہ انداز میں کہا۔ "آہ۔ بدھا کی بیٹی اس معبد کے سامنے والی عمارت میں قید ہے۔ لیکن اس تک پہنچنا ناممکن ہوگا جوان۔"

"یہ میرا کام ہے سکارا۔ تمھارا شکریہ۔" شیران آہستہ سے بولا اور معبد سے باہر نکل آیا۔

ایک ہفتے کے اندر اندر نعمان خان نے ان لوگوں میں نمایاں حیثیت اختیار کر لی تھی، اس مہم کی انچارج جو نعمان خان کو سرانجام دینی تھی، مادام ٹوریسا تھی، ابھی تک نعمان خان کو اس مہم کے بارے میں تفصیلات نہیں بتائی گئی تھیں، البتہ روزانہ رات کو اسے ویلیشیا کے متعلق ایک فلم دکھائی جاتی تھی۔

ویلیشیا کے علاقے کے بارے میں مادام ٹوریسا نے ہی اسے بتایا تھا لیکن اس نے یہ بھی کہا تھا کہ نعمان خان اپنے طور پر یہاں کے حالات سمجھنے کی کوشش کرے، اس سلسلے میں ان لوگوں کے پاس تازہ ترین فلمیں موجود تھیں جو بتانے کس طرح ویلیشیا سے یہاں تک آ رہی تھیں۔

ویلیشیا کے معاملات کے بارے میں نعمان خان کو زیادہ معلومات نہیں تھیں، البتہ کافی عرصہ پہلے اس نے اخبارات میں اس علاقے کے بارے میں تھوڑا بہت پڑھا تھا۔ افریقہ کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں اکثر خانہ جنگیاں ہوتی رہتی تھیں، حکومتیں تبدیل ہوتی تھیں۔ ان تبدیلیوں پر نعمان خان نے کبھی غور نہیں کیا تھا، ظاہر ہے یہ اس کی فیلڈ کی چیز نہیں تھی، لیکن اب ان فلموں کو دیکھ دیکھ کر وہ تھوڑا بہت سمجھتا جا رہا تھا۔

بالآخر نویں دن رات کو نعمان خان کو عمارت کے ایک کمرے میں طلب کیا گیا۔ کمرے میں چار پانچ افراد تھے، یہ سب

غیر ملکی ہی تھے۔ اور چہروں سے جغادری نظر آتے تھے۔ نعمان خان نے ان سب کو عمارت میں پہلی بار دیکھا تھا، بہر طور ٹوریسا نے ان کا تعارف نہیں کرایا بلکہ صرف نعمان خان کے بارے میں بتایا، ان لوگوں نے پسندیدگی کی نگاہوں سے نعمان خان کو دیکھا تھا، پھر ان میں سے ایک ایسے شخص نے جس کے جبڑوں کی کھال ایک ایک انچ نیچے لٹک رہی تھی، تیز اور چمکیلی نگاہوں سے نعمان خان کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "ہم تفصیلات میں وقت ضائع نہیں کریں گے یوں سمجھو نوجوان کہ تمھارے بارے میں وہ تمام تفصیلات ہمیں معلوم ہیں، جو ضروری ہوتی ہیں۔ ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ تمھیں کام سے آگاہ کر دیا گیا ہے۔ یعنی یہ کہ تمھیں ہمارے لیے ایک مہم سرانجام دینی ہے۔ مادام ٹوریسا کا کہنا یہ ہے کہ وہ تمھیں ویلیشیا کے علاقے کی فلمیں دکھاتی رہی ہے۔ ان کے خیال میں اگر تم سمجھدار اور زیرک انسان ہو تو تمھیں کم از کم ویلیشیا کے بارے میں واقفیت ہو جانی چاہیے، کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آج تک تم جو کچھ دیکھتے رہے ہو اس کی ترتیب سے تمھارے ذہن میں کوئی خاکہ ترتیب پایا؟"

نعمان خان نے اعتماد سے جواب دیا۔ "جی ہاں میں یہ اندازہ لگا چکا ہوں کہ ویلیشیا خانہ جنگی کا شکار ہے، یہ افریقی ریاست تقریباً ڈیڑھ لاکھ کی آبادی پر مشتمل ہے، لیکن اس کا رقبہ بہت وسیع ہے اور اس کی جغرافیائی حیثیت بہت سے ممالک کے لیے قابلِ توجہ ہے، میں نے یہ اندازہ بھی لگایا ہے جناب کہ ویلیشیا کے اطراف کا ماحول بین الاقوامی قوتوں کا اکھاڑہ بن سکتا ہے، اس کی جغرافیائی حدود بہت سے ممالک کے لیے تشویش کا باعث بھی ہو سکتی ہیں، اس کے علاوہ ان فلموں سے میں نے جو اندازہ لگایا اس سے مجھے یہ احساس ہوا کہ ویلیشیا کے موجودہ حکمران کے خلاف وہاں کے عوام خاصی نفرت کا شکار ہیں، حکومت سے عدم تعاون کیا جا رہا ہے لیکن حکومت نہایت پامردی سے باغیوں کی سرکوبی کر رہی ہے اور اس نے قتل و غارت گری کا بازار گرم کر رکھا ہے، البتہ باغیوں کے متعلق یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ تنہا نہیں ہیں۔ ان کے پاس جو ہتھیار دیکھے جاتے ہیں وہ جدید ترین ہیں اور ان ہتھیاروں کی موجودگی یہ ثابت کرتی ہے کہ کہیں سے باغیوں کی امداد ہو رہی ہے، اس امداد کے ذرائع کیا ہیں، یہ بات میں نہیں سمجھ سکا اور یہ بھی نہ جان سکا کہ کونسا ملک انھیں یہ امداد دے رہا ہے! ویسے اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو خود آپ کا ملک بھی اس علاقے سے دلچسپی رکھ سکتا ہے، کیونکہ سمندری حدود میں تھوڑے ہی فاصلے پہ جو بحری بیڑے موجود ہیں ان کے تحفظ اور وہاں ان کے قیام کے لیے یہ سب کچھ بہت ضروری ہے۔ اگر میری اتنی بات سے تشفی نہ ہوئی ہو تو میں کچھ اور تفصیل عرض کروں۔"

چھوٹی اور چمکیلی آنکھوں والے کے چہرے پر حیرت اور دلچسپی کے نقوش تھے، اس نے گہری سانس لے کر گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ "یہاں تک تم نے جو کچھ بتایا نعمان خان، میرا خیال ہے میری ذات کے لیے اتنا ہی کافی ہے، باقی حضرات اگر تم سے کوئی سوال کرنا چاہیں تو میں ان کے معاملے میں مداخلت نہیں کروں گا۔"

نعمان خان نے سوالیہ نگاہوں سے ایک ایک کی جانب دیکھا لیکن سب نے گردن ہلا دی تھی، ٹوریسا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل ہوئی تھی، تب بھاری جبڑے والے نے ٹوریسا سے کہا۔ "یوں لگتا ہے کہ نعمان خان مکمل طور پر ہمارے کام کا آدمی ہے مادام ٹوریسا، اور میرے خیال میں بہتر یہ ہے کہ اب اسے صورتِ حال سے آگاہ کر دیا جائے۔"

"جیسے آپ کی مرضی۔" ٹوریسا نے کہا۔

"ویلیشیا کے بارے میں تم نے جو کچھ اندازہ لگایا ہے نعمان خان وہ بالکل درست ہے، باغیوں کو ہتھیار ہم لوگ سپلائی کر رہے ہیں، لیکن ہماری کڑی نگرانی کی جا رہی ہے تم سمندری جغرافیائی حدود سے یہ اندازہ لگا چکے ہو کہ وہ علاقہ ہمارے لیے کس قدر قیمتی ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم وہاں کسی دوسری قوت کا تسلط نہیں چاہتے، اب تک آزادی کے اس علاقے میں ننھو کروسو حکومت کر رہا تھا، جب تک وہ غیر جانبدار رہا، ہم نے اس کے معاملات میں کوئی مداخلت نہیں کی، لیکن اب وہ ہماری مخالف قوت کے زیرِ اثر آتا جا رہا ہے اور اس طرح ہمیں اپنے مفادات خطرے میں محسوس ہو رہے ہیں۔

ننھو کروسو کے خلاف آرنش سرواتو مصروفِ عمل ہے اور یہی شخص باغیوں کی رہنمائی کر رہا ہے، سرواتو نوجوان آدمی ہے ذہنی طور پر وہ ہم سے متاثر ہے اور اس کی پالیسیاں ہمارے مفاد میں کام کر رہی ہیں، یہی وجہ ہے کہ ہم بہ ہزار دقت انتہائی مشکلات کے ساتھ سرواتو کی حتی الامکان امداد کر رہے ہیں، گو یا امداد ہم براہِ راست نہیں کر پا رہے، بلکہ کچھ اور چھوٹی چھوٹی ریاستیں ہماری اعانت کر رہی ہیں، لیکن ہم یہ محسوس کر رہے ہیں کہ ویلیشیا میں ہمارے لیے تسلی بخش کام نہیں ہو رہا۔ سرواتو کو امداد ضرور مل رہی ہے' لیکن اسے ناکام بنایا جا رہا ہے۔ ننھو کروسو اتنا ذہین انسان نہیں ہے کہ وہ سرواتو کی ہر اسکیم کو فیل کر دے، بلکہ اس علاقے میں

ایک اور جنرل موجود ہے جس کا نام آٹرک تھاور ہے۔ یہ بظاہر ویلیسیا ہی کا باشندہ ہے لیکن اس نے اپنی ساری عمر اس بڑے ملک میں گزاری ہے جو ہمارا حریف ہے، وہیں سے اُس نے تمام تر فوجی تربیت حاصل کی ہے۔ انھی کے ایما پر وہ ویلیسیا پہنچا اور اس نے بنتھو کردسو کو اپنے آہنی شکنجے میں کس لیا۔ بنتھو کردسو اچھی طرح جانتا ہے کہ اس کے عوام اس کی حکومت پسند نہیں کرتے اور ویلیسیا میں ہونے والی بغاوت اس کی حکومت ختم کر سکتی ہے، چنانچہ اُس نے اپنی غیر جانبدارانہ پالیسی ترک کر کے اس ملک کا حلیف بننا قبول کر لیا اور اب وہ اسی کے اشارے پر ناچ رہا ہے۔ آٹرک تھاور جیسا شیطان صفت آدمی اپنے آقاؤں کی مدد سے ویلیسیا کے حالات کو مکمل طور پر کنٹرول کر رہا ہے اور تھوڑی سی فوجوں کے ساتھ باغیوں کی بہت بڑی تعداد کو دبائے ہوئے ہے، اس کی ذہانت سے اب تک باغی بنتھو کردسو کا تختہ اُلٹنے میں ناکام رہے ہیں، اگر وہ نہ ہوتا تو شاید اب تک ویلیسیا کی تقدیر کا فیصلہ ہو چکا ہوتا۔

آٹرک تھاور کو اپنے آقاؤں کا پورا پورا تعاون حاصل ہے اور یہ کوئی نئی بات نہیں ہے، بین الاقوامی معاملات تمھاری نگاہوں سے الگ نہ ہوں گے، اگر ہم وہاں مکمل طور پر بنتھو کردسو کا تسلط برقرار رہنے دیتے ہیں تو ہمارے مفادات کو ضرب کاری پہنچے گی، ابھی تک ہم درپردہ یہ سب کچھ کرتے رہے ہیں، لیکن اب ہم بنتھو کردسو کے خلاف باقاعدہ کارروائی کا آغاز کرنا چاہتے ہیں اور اس کے لیے صرف ایک فیصلہ کیا گیا ہے اور وہ فیصلہ یہ ہے کہ آٹرک تھاور کو اغوا کر لیا جائے۔

ٹکلے بگڑے جبڑوں والا خاموش ہو کر نعمان خان کی شکل دیکھنے لگا۔ اس کی چمکیلی آنکھیں نعمان خان کا جائزہ لے رہی تھیں۔ نعمان خان نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔

"میں اس لیے خاموش ہو گیا ہوں نعمان خان کہ تم یقیناً سمجھ گئے ہو گے کہ تمھاری مہم کیا ہے، اس کے باوجود اگر تم چاہو تو میں لفظوں میں بتا سکتا ہوں، تمھیں آٹرک تھاور کو اغوا کرنا ہے۔"

نعمان خان کے بدن میں ایک لمحے کے لیے سرد لہریں دوڑ گئی تھیں، آج تک وہ جو کچھ کرتا رہا تھا، وہ اسمگلنگ یا اپنے مفادات کے لیے تھوڑی بہت جدوجہد تھی، لیکن ملکی پیمانے پر اس نے آج تک کوئی کام سرانجام نہیں دیا تھا، کسی ایسے صاحب اقتدار جنرل کا اغوا معمولی بات نہیں تھی جو کسی بہت بڑے ملک کی زیرِ نگرانی کام کر رہا ہو، بہرصورت وہ کمزوری نہیں دکھانا چاہتا تھا، ہرچند کہ یہ سب کچھ اس کے لیے نیا اور اجنبی تھا، لیکن بادشاہ خان نے اسے جس کام کے لیے مخصوص کیا تھا، اُس میں یقیناً اس کا مفاد تھا اپنے لیے اور اپنے بھائیوں کے لیے۔ وہ اپنی زندگی داؤ پر لگا سکتا تھا، اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ نعمان خان انتہائی ذہین اور اعلا صلاحیتوں کا مالک تھا، لیکن یہ مہم اس کی اپنی صلاحیتوں سے برتر تھی اور اب وہ محسوس کر رہا تھا کہ یہ اس کے لیے کڑے امتحان کا وقت ہے، انکار نہیں کر سکتا تھا، اور ناکام بھی نہیں رہنا چاہتا تھا، اُس نے اپنے اندر ہمت پیدا کی اور اپنے لہجے کو پُرسکون رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے بولا۔

"میں سمجھ رہا ہوں جناب، اور میرا خیال ہے میں اس سلسلے میں کارروائی کر سکتا ہوں۔"

"گڈ۔ تو پھر نعمان خان تمھیں ایک منصوبے کے تحت ویلیسیا کے ایک قریبی علاقے کریٹو میں پہنچا دیا جائے گا، کریٹو سے تمھاری کارروائی کا آغاز ہو جائے گا۔ کریٹو میں ہمارا ایک ساتھی تم سے رابطہ قائم کرے گا جس کا نام گورلن ہے، گورلن تمھاری مدد ضرور کرے گا لیکن زیادہ تر تمھیں خود پر ہی انحصار کرنا ہوگا۔ جس دُوسرے شخص سے تمھاری کریٹو میں ملاقات ہو سکتی ہے اور جو تمھارے پیغامات وصول کرے گا اس کا نام شیرر بانن ہے یہ ہمارا خاص ساتھی ہے، اور یہ گورلن کی وساطت سے تم سے ملاقات کرے گا، فی الحال تمھارا معاملہ تمھارے اور گورلن کے درمیان رہے گا اور تم اس پوری مہم کے مکمل طور پر انچارج قرار دیے جاؤ گے۔ یعنی یہ کہ گورلن تمھارا ساتھ ضرور دے گا، لیکن وہاں تمھیں اپنے ہی منصوبے ترتیب دینا ہوں گے اور یہی تمھارا امتحان ہے، ہمیں یقین ہے کہ تمھاری شاندار شخصیت، تمھاری ذہانت جس کا اظہار تمھارے متعلق فائلوں میں کیا گیا ہے، اس کام کو بخوبی انجام دے گی، ہم تم پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتے ہیں، البتہ تم سے یہ درخواست ضرور کی جائے گی کہ زندگی اتنی قیمتی چیز نہیں ہوتی کہ مقصد اس پر قربان کر دیا جائے، البتہ مقصد پر زندگی قربان کی جا سکتی ہے، اگر کوئی ایسا موقع آیا تو تم زندہ رہنے کی کوشش نہیں کرو گے بلکہ مقصد کو عظیم تر جانو گے۔ کیا تم اس بات کا وعدہ کرتے ہو نعمان خان؟"

"نعمان خان پٹھان ہے، جس بات کا بیڑہ اُس نے اُٹھا لیا وہ اس کی زندگی سے بہت زیادہ قیمتی ہو جاتی ہے" نعمان خان نے جواب دیا۔

"ان الفاظ پر اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے میٹنگ ختم کی جاتی ہے اور اب تمھیں صرف روانگی کی تیاریاں کرنی ہیں۔ کسی

بھی لمحے تمھیں تمھارے مشن پر روانہ کیا جا سکتا ہے،" وہ سب اپنی اپنی کرسیوں سے اُٹھ گئے۔ نعمان خان بھی اُٹھ کھڑا ہوا تھا، سب نے نعمان خان سے مصافحہ کیا اور پھر مشینی قدموں سے چلتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئے۔ اب اس ہال نما کمرے میں صرف ڈوریسا رہ گئی تھی، جو مسکراتی نگاہوں سے نعمان خان کو دیکھ رہی تھی۔

پونے دو گھنٹے گزر گئے تھے۔ اُسے اس عمارت کے گرد چکر لگاتے ہوئے۔ محافظوں کا گشت بند ہو گیا تھا اور اب وہ اپنی جگہ ساکت تھے لیکن شیران نے اچھی طرح اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ جاگ رہے ہیں اور مستعد ہیں۔ جوں جوں وقت گزرتا جا رہا تھا اُس کا پارہ چڑھتا جا رہا تھا۔ اس کی آنکھوں سے اب جنون جھانکنے لگا تھا۔ بالآخر وہ وقت آ گیا جب وہ احتیاط کا دامن چھوڑ بیٹھا اور اب اسے کسی بات کی پروا نہیں تھی۔ وہ مکان کے دروازے کی طرف چل پڑا۔ دروازے کے عین سامنے پتھر کی بنی ہوئی ایک بڑی سی سل پر دو محافظ آرام کر رہے تھے۔ دُوسرے محافظ دروازے پر کھڑے ہوئے تھے۔

کسی اجنبی وجود کو دیکھ کر بیٹھے ہوئے محافظ بھی کھڑے ہو گئے۔ اُنھوں نے رائفلیں سیدھی کر لی تھیں۔

"میں لوئی کا دوست شیران ہوں کیا تم لوگ مجھے نہیں پہچانتے۔ مجھے غور سے دیکھو۔ میں اندر جانا چاہتا ہوں۔"

"ہرگز نہیں۔ اندر کوئی نہیں جا سکتا۔ نہ ہی ہم تمھیں لوئی کے دوست کی حیثیت سے پہچانتے ہیں۔"

"تو میں تم سے اپنا تعارف کرائے دیتا ہوں۔" شیران نے کہا اور اچانک وہ ان دونوں محافظوں پر ٹوٹ پڑا جو اس کے عین سامنے تھے۔ یہ ایک مجنونانہ حرکت تھی اور کسی بھی صحیح الدماغ آدمی سے اس کی توقع نہیں کی جا سکتی تھی۔ لیکن یہی ایک لمحہ کارآمد ہوتا ہے۔ شیران نے پھرتی سے آگے بڑھ کر انھیں ڈھال بنایا اور سامنے کھڑے ہوئے محافظوں کو گولیوں کی زد پر رکھ لیا۔ چار فائر ہوئے اور دونوں محافظوں کے بدن میں دو سوراخ ہو گئے۔ شیران کی ڈھال بنے محافظ سنبھلنے بھی نہ پائے تھے کہ ان کا حشر بھی اس سے مختلف نہ ہوا۔ وہ جوابی حملہ بھی نہیں کر سکتے تھے۔ دروازے پر ان کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔ اس لیے شیران ایک لمحہ ضائع کیے بغیر عمارت کے دروازے کی طرف لپکا۔ اندر بھی لوگ موجود تھے۔ باہر فائرنگ کی آواز سن کر اندر موجود دو آدمی باہر کی طرف لپکے۔ اُنھوں نے عمارت کے بڑے دروازے کی ذیلی کھڑکی کھول کر گردن نکالی۔ ان کی کھوپڑیاں تڑخ گئیں۔ باہر فرشتۂ اجل موجود تھا۔ اس طرح شیران کو اندر سے بند دروازہ کھلوانے میں بھی کوئی دقت نہ ہوئی۔ اُس کے بدن میں بجلیاں کوند رہی تھیں اور اب اس کے ذہن میں صرف آگ اور خون تھا۔ دُنیا کا کوئی خوف خطرے کا کوئی احساس اس کے قریب بھی نہیں گزر رہا تھا۔

کسی چوکنے چیتے کی طرح وہ آگے بڑھا اور نئے شکاروں کو پھلانگتا ہوا اندر صحن میں آ گیا لیکن اس کا پاؤں کسی چیز سے ٹکرایا اور وہ شے اس کے پاؤں سے اُلجھتی ہوئی آگے چلی گئی۔ شیران نے جھک کر دیکھا تو وہ اسٹین گن تھی۔ نئے محافظ لوئی کے وہ خاص آدمی تھے جنھیں اُس نے جدید اسلحے سے لیس کیا تھا۔ شیران ایسے مخصوص لوگوں کو دیکھ چکا تھا۔

ابھی وہ صحن عبور بھی نہیں کر پایا تھا کہ سامنے کے حصے سے کچھ دُور آہٹیں سُنائی دیں۔ اسٹین گن تو اس وقت نعمت غیر مترقبہ تھی۔ شیران بھلا اُسے کیسے چھوڑ سکتا تھا اور پھر فوراً ہی میں اُسے استعمال کا موقع بھی مل گیا۔ اس سے قبل کہ وہ حملہ کرتے شیران نے انھیں چھلنی کر ڈالا۔ وہ کھلے ہوئے حصے میں آ کر اس کا شکار ہو گئے تھے۔

سامنے آنے والوں کی موت کے بعد دفعتاً سکوت چھا گیا۔ شیران ایک آڑ میں رُک کر اس ہنگامے کا ردِ عمل معلوم کرنے کی کوشش کرنے لگا لیکن خاموشی مکمل خاموشی۔

تب وہ محتاط انداز میں آگے بڑھا اور مکان کے دُوسرے حصے میں داخل ہو گیا۔ یہاں بھی کوئی تحریک نہیں تھی۔ شیران نے ایک چوبی دروازے کو آزمایا اور وہ کھُل گیا۔ دروازے کے دُوسری طرف ایک لمبی راہداری تھی۔ شیران ایک لمحے فیصلہ کرتا رہا کہ راہداری کے کون سے حصے کا رُخ کرے۔ پھر وہ بائیں سمت بڑھ گیا۔ راہداری آگے جا کر دُوسری طرف گھوم گئی تھی پھر وہ عمارت کے عقب میں پہنچ گیا۔ یہاں اُسے ایک دروازہ نظر آیا تھا جس کے باہر تالا لگا ہوا تھا۔ اسٹین گن کی نال تالے پر رکھ کر اُس نے ٹریگر دبایا اور تالے کے پرخچے اُڑ گئے۔ بند دروازے کو ایک لات ماری تو دروازہ کھُل گیا۔ دروازے کے دُوسری طرف زرد روشنی پھیلی ہوئی تھی اور اس روشنی میں دروازے کے عین سامنے اُسے لوہے کے جنگلے کا ایک بڑا دروازہ نظر آیا۔ اس دروازے کے پیچھے سیڑھیاں موجود تھیں جو زمین میں بیٹھی ہوئی تھی۔ مدھم اور میلی روشنی میں اُس

کے چہرے کے نقوش واضح نہیں تھے لیکن شیران نے اُسے پہچان لیا۔ وہ آہستہ آہستہ سلاخوں والے دروازے کے پاس پہنچ گیا اور پھر اُس کے حلق سے نرم آواز نکلی "سدھاشی۔!"

زمین پر بیٹھی سدھاشی کے بدن کو جیسے بجلی کا جھٹکا لگا تھا۔ وہ لرز کر رہ گئی اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے دروازے کے دُوسری طرف گھُورنے لگی۔ اُسے اپنی سماعت اور بصارت پر یقین نہیں آ رہا تھا۔

"میں تمھارا شیران ہُوں جانِ من۔ شیران اُچکتی ہُوئی آواز میں بولا۔"

"نہیں۔ یہ۔ یہ ناممکن ہے۔"

"قریب آؤ سدھاشی۔ مجھے پہچانو۔ یہ مَیں ہی ہُوں۔" شیران نے پھر کہا لیکن پھر اُسے چوکنّا ہونا پڑا۔ باہر ہلکا سا شور سُنائی دیا تھا۔ شاید اور محافظ آ گئے تھے۔

"رُکو۔ ذرا ان لوگوں کو ٹھکانے لگا دُوں۔ شیران نے کہا اور دروازے کی آڑ میں آ کھڑا ہُوا۔ تھوڑا سا دروازہ کھول کر اُس نے اسٹین گن کی نال باہر نکالی اور اندھا دھند فائرنگ کرنے لگا۔ باہر بہت سی چیخیں سُنائی دی تھیں۔ اس کے ساتھ ہی اس طرف سے بھی فائرنگ شروع ہو گئی۔ اسٹین گن سے ہی فائرنگ کی جا رہی تھی اور گولیاں دیوار چھلنی کر رہی تھیں۔ پتہ نہیں ان لوگوں پر بہت زیادہ بدحواسی طاری تھی یا وہ اندھے ہو گئے تھے کیونکہ ایک بھی گولی دروازے میں نہیں لگی تھی۔ اگر دروازے کو نشانہ بنایا جاتا تو اس کے عین سامنے سدھاشی کو بھی نقصان پہنچ سکتا تھا۔ شیران کو اس کا شدید احساس تھا۔ بہرحال وہ اس موقع سے فائدہ اُٹھا کر گولیوں کی بارش کر رہا تھا اور اس کی خواہش یہی تھی کہ وہ لوگ دروازے کا صحیح نشانہ نہ لینے پائیں مگر وہ جوش میں یہ بھی بھُول گیا اسٹین گن زیادہ دیر ساتھ نہیں دے سکتی۔ یہ وقت آ گیا۔ اسٹین گن خاموش ہو گئی۔ شیران ایک لمحے کے لیے ساکت رہ گیا تھا۔ اب تو پستول بھی نہیں تھا۔ ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ دفعتاً راہداری کی دوسری طرف سے تیز روشنی اس پر پڑی۔ یقیناً کسی طاقتور ٹارچ کی روشنی تھی۔ شیران نے دُوسری طرف چھلانگ لگا دی اور دوڑتا چلا گیا لیکن اس راستے کا اختتام ایک کمرے کے دروازے پر ہُوا تھا۔ اندر داخل ہوتے ہی اُس نے دروازہ بند کر لیا لیکن اُسے احساس ہو گیا کہ وہ چوہے دان میں پھنس گیا ہے۔ وسیع و عریض کمرے میں اندھیرا تھا لیکن وہاں دوسرے سانسوں کی بازگشت بھی سُنائی دے رہی تھی۔

پھر یہاں بھی روشنی پھیل گئی۔ بٹن کی ہلکی سی آواز کے ساتھ دُودھیا روشنی میں کمرہ نہا گیا۔ یہ روشنی بھی ایک ٹیبل ٹارچ کی تھی جو بلب کی جگہ بار چمک رہی تھی اور تیز روشنی میں اُس نے چند افراد کو دیکھا۔ اس کے ساتھ ہی ایک سنجیدہ آواز اُس کے کانوں میں اُبھری۔

"گھاؤ نیچ۔"

شیران ساکت رہ گیا تھا۔ کنگ لوئی اُس کے سامنے معصوم چہرہ بنائے کھڑا تھا۔ اس کے عقب میں صرف دو افراد تھے جن کے ہاتھوں میں اسٹین گنیں نظر آ رہی تھیں۔

"یہ سب کیا ہے شیران؟" اُس نے آہستہ سے کہا۔

"مَیں تمھیں جواب دینا پسند نہیں کرتا۔"

"دوستی کے نام پر۔"

"ہماری دوستی ختم ہو چکی ہے کنگ لوئی۔"

"اس کی وجہ جاننا چاہتا ہُوں۔"

"وجہ تم جانتے ہو۔"

"لڑکی؟"

"ہاں۔ وہ میرا شکار ہے۔"

"لیکن شیران، میرے دوست، وہ میری زندگی کی سب سے اہم ضرورت ہے۔ اس کو اپنے ہاتھوں سے قتل کیے بغیر مَیں اپنی زندگی کی سب سے بڑی خواہش نہیں پوری کر سکتا۔"

"میرے لیے بھی وہ اتنی ہی اہم ہے۔" شیران نے لاپروائی سے کہا۔

"تم دوستی کے لیے اتنی سی قربانی نہیں دے سکتے؟"

"نہیں۔ دھوکہ تم نے دیا ہے مجھے۔ پہل تم نے کر ڈالی ہے کنگ۔ اب مجھے حق حاصل ہے۔"

"تم نے میرے بہت سے ساتھی قتل کر دیے ہیں شیران۔ ان میں بعض میرے لیے بہت اہم تھے۔ میں تمھارے لیے سب کچھ نظرانداز کرنے کو تیار ہوں حالانکہ مجھے ان کی جوابدہی کرنی پڑے گی۔ ہماری دوستی برقرار رہنی چاہیے۔ مَیں تم سے درخواست کرتا ہُوں۔"

"مَیں احمقانہ دوستیوں کا قائل نہیں ہُوں لوئی۔ اپنے ساتھیوں سے کہو مجھے ہلاک کر دیں۔ میں مارنے کے ساتھ مرنے کا بھی قائل ہُوں۔"

"مگر مَیں تمھاری زندگی چاہتا ہُوں۔" لوئی بے چارگی سے بولا۔ اس کا خون کھول رہا تھا۔ وہ شیران کو دانتوں سے

دھوکر جبا ڈالنا چاہتا تھا لیکن تنظیم کی طرف سے وہ ایک امانت کے طور پر تھا اس لیے وہ اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا۔

"میں سدھاشی کے بغیر زندگی کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔"

"میری پیش کش اب بھی برقرار ہے۔"

"کونسی پیش کش؟"

"مَیں سدھاشی کو بلاتا ہُوں۔" تم اسے اپنے ہاتھوں سے ذبح کر دو۔ صبح کو مَیں اس کی لاش قربان گاہ پر لے جاؤں گا اور اس کی گردن کاٹ لوں گا۔ مجھے اس کے لیے ڈرامہ کرنا پڑے گا، مَیں کر لوں گا۔"

شیران ایک لمحے کے لیے خاموش ہُوا تو لوئی جلدی سے اپنے آدمی سے بولا "جاؤ۔ اس کو نکال لاؤ۔" شیران کی آنکھوں میں مکاری کی چمک لہرا گئی تھی۔ وہ خاموش رہا۔ لوئی کا ایک ساتھی وہاں سے چلا گیا اور چند لمحات کے بعد وہ سدھاشی کو بازو سے گھسیٹتا ہُوا لے آیا۔

"تمھارا شکار موجود ہے شیران۔ یہ خنجر حاضر ہے۔ اسے ہلاک کر کے اپنی قسم پوری کر لو اور پھر اس کی لاش کو تحفے کے طور پر مجھے دے دو۔ مَیں ساری زندگی تمھارے اس تحفے کو نہ بھُول سکوں گا!"

شیران نے خنجر لوئی کے ہاتھ سے لے لیا اور سدھاشی زندہ لاش کی مانند جامد کھڑی ہُوئی تھی۔ اُس نے ایک نگاہ سدھاشی پر ڈالی اور دُوسرے لمحے اُس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"بردما کی بیٹی تجھے اپنے الفاظ یاد ہیں۔" اُس کے حلق سے سفاک آواز نکلی۔ وہ خنجر کی دھار پر اُنگلی پھیر رہا تھا۔ کنگ لوئی نے گہری سانس لی۔ اس کے چہرے کا اضطراب کسی قدر کم ہو گیا تھا۔

"تجھے وہ وقت یاد ہے سدھاشی جب تو نے شیران کو قسم دی تھی۔"

سدھاشی کا بدن لرزنے لگا۔ اُس نے کسی غیرمرئی شے کا سہارا لے کر خود کو گرنے سے روکنے کی کوشش کی لیکن کوئی سہارا نہ پا کر زمین پر گر پڑی۔ ایک لمحہ۔ صرف ایک لمحہ۔ اسٹین گن برداروں کی توجہ صرف ایک لمحے کے لیے شیران پر سے ہٹی تھی اور اسی لمحے خنجر شیران کے ہاتھ سے نکل گیا۔ وہ بندوق کی گولی کی طرح سنسناتا ہُوا بجھاک سے ایک اسٹین گن بردار کی آنکھ میں پیوست ہو گیا تھا۔ اسٹین گن بردار کی دلخراش چیخ نے کمرے کے سکوت کو ریزہ ریزہ کر دیا تھا۔

☆

نعمان خان کو اجازت دی گئی کہ اگر وہ چاہے تو بادشاہ خان اپنے بھائیوں سے ملاقات کر سکتا ہے لیکن اُس نے انکار کر دیا۔ اُس کے ذہن پر یہ دلچسپ مہم سوار ہو گئی تھی۔ چنانچہ ایک طیارے سے اسے ایک طویل سفر طے کرنا پڑا۔ طیارہ اسے ایک جزیرے میں لایا اور پھر یہاں سے ایک تاریک رات میں بڑی موٹر لانچ اُسے لے کر ایک نامعلوم سفر پر چل پڑی۔ لانچ پر اس کے ساتھ آٹھ افراد سوار تھے۔ راستے میں اُسے ضرورت کی چیزیں فراہم کی گئی تھیں جن میں ایک وسیع حیطۂ عمل کا ٹرانسیٹر بھی تھا۔ اس کے ساتھ ہی انوکھے اور جدید ہتھیار بھی تھے جو بہت چھوٹے لیکن انتہائی مہلک تھے۔ اُسے ان ہتھیاروں کے استعمال کا طریقہ اچھی طرح سمجھا دیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اسے آخری ہدایات بھی جاری کر دی گئیں۔ لانچ کا یہ سفر دو دن کا تھا۔ دُوسرے دن کی شام نعمان خان نے دُور سے سمندر میں کچھ جہاز دیکھے۔ لانچ کی رفتار سست کر دی گئی تھی۔ شاید اس کی منزل آ گئی تھی۔ لیکن جو نہی رات ہُوئی سمندر میں گھمسان ہو گیا۔ اچانک ہی خوفناک دھماکے شروع ہو گئے تھے اور فضاؤں میں رنگین قمقموں کی پرواز جاری ہو گئی۔ بڑے بڑے گولے پانی کی سطح سے ٹکرا کر لہروں کو تہہ و بالا کرنے لگے تھے۔

نعمان خان نے اُلجھی ہُوئی نگاہوں سے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا جو مستعد ضرور تھے لیکن اس اچانک ہنگامے سے پریشان نہیں معلوم ہوتے تھے۔ نعمان خان کے حیران چہرے کو دیکھ کر اس کے ایک ساتھی نے اس کی تشفی کی۔

"سب کچھ پروگرام کے مطابق ہو رہا ہے۔ یہ ہمارے جنگی جہاز ہیں جو یہاں تعینات ہیں۔ ہمیں دیکھ لیا گیا ہے اور فوری طور پر جنگی مشق شروع کر دی گئی ہے تاکہ ہم پر کسی کی نگاہ نہ پڑے۔ جنگی مشقوں کا اعلان پہلے سے کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ سمندر میں گشت کرنے والی لانچیں ہٹ جائیں اور گولہ باری کا شکار نہ ہو جائیں۔ گشت کرنے والی یہ لانچیں ہمارے دشمنوں کی بھی ہو سکتی تھیں لیکن اب چند گھنٹے ان کے آس پاس موجود ہونے کے امکانات نہیں ہیں۔ اس طرح ہمیں کرشوتک پہنچنے میں کوئی مشکل نہیں ہوگی۔"

"لیکن کیا اس گولہ باری سے ہمیں نقصان نہیں پہنچ سکتا؟" نعمان خان نے سوال کیا۔

"یہ لانچ ان کی نگاہ میں ہے۔" ساتھی نے جواب دیا اور نعمان خان خاموش ہو گیا۔ ایسے واقعات سے اس کا سابقہ کبھی نہیں پڑا تھا لیکن بے جگر انسان تھا کسی طرح کی پریشانی کا شکار ہونے کے بجائے اس ہنگامے میں دلچسپی لے رہا تھا۔ بہترین

پروگرام بنایا گیا تھا۔ ورنہ اس طرح کریٹو کے ساحل تک پہنچنا آسان نہ ہوتا۔ موٹر لانچ کا سفر جاری رہا۔ اس کی رفتار حد درجے تیز تھی۔ یہاں تک کہ وہ ایک کھاڑی میں داخل ہو گئی۔ سردی بے پناہ تھی۔ دُور دُور تک پہاڑیاں برف پوش نظر آ رہی تھیں لیکن سردی سے بچاؤ کا انتظام بھی کر دیا گیا تھا اور پھر اس نم بستہ کہر آلود رات میں نعمان خان کریٹو کے ایرانی ساحل پر اُتر گیا۔ اُسے یہاں تک لانے والوں نے اس کے لیے بہترین خواہشات کا اظہار کیا اور لانچ کھاڑی سے واپس چل پڑی۔ نعمان خان اس لق و دق برف کے صحرا میں واپس جاتی ہوئی لانچ کے ہیولے کو دیکھ رہا تھا۔

★★

اسٹین گن بردار کی چیخ کے ساتھ ہی سدھاشی کے حلق سے بھی ایک دلخراش چیخ نکلی تھی، وہ صورتِ حال کو سمجھ نہیں سکی تھی جس اسٹین گن بردار کی آنکھ میں خنجر پیوست ہُوا تھا، وہ بُری طرح پیچھے گرا اور گرتے ہُوئے اُس کے ہاتھ میں دَبی ہُوئی اسٹین گن کا ٹریگر دَب گیا اور گولیوں کی ایک بوچھاڑ چھت پر پڑی۔ چھت کا سیمنٹ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اُچھلا اور فضا میں سیمنٹ کے ٹکڑوں کی بارش سی ہو گئی۔ دُوسرے اسٹین گن بردار نے بے اختیار شیران کی طرف رُخ کر کے فائر کیا تھا لیکن چونکہ بدحواسی کے عالم میں یہ فائر کیا گیا تھا اس لیے گولیوں کی یہ بوچھاڑ بھی شیران کو متاثر نہ کر سکی، وہ پھرتی سے فرش پر لُڑھکتا ہُوا اسٹین گن بردار کی ٹانگوں کے قریب پہنچ گیا اور پھر اُس نے اس کی دونوں ٹانگیں پکڑ کر پوری قوت سے جھٹکا دیا۔ اسٹین گن بردار مُنہ کے بل نیچے گرا تھا۔ لیکن شیران پُورے ہوش و حواس میں تھا، اسٹین گن بردار کے نیچے گرتے ہی اُس نے اُس کی اسٹین گن پر قبضہ کر لیا تھا۔

دُوسرے لمحے اسٹین گن شیران کے ہاتھ میں آ گئی۔ وہ اُلٹی قلابازی کھا کر کھڑا ہُوا اور اُس نے اسٹین گن کا رُخ کنگ لوئی کی جانب کر کے ٹریگر دبانے کی کوشش کی لیکن کنگ لوئی اُس کے سامنے نہیں تھا۔

عقبی دَروازے سے جہاں سے سدھاشی کو لایا گیا تھا اُس کا ہلکا سا سایہ نظر آیا تھا۔ شیران بے اختیار اس دروازے کی جانب دوڑا۔ لیکن پھر رُک گیا۔

کمرے میں ابھی دو وجود اور تھے، وہ اسٹین گن بردار جس کی اسٹین گن شیران نے چھینی تھی اور سدھاشی وہ شخص تو اب اس قابل نہیں تھا کہ اُٹھ کر شیران سے مدافعت کر سکتا، جس کی آنکھ میں خنجر لگا تھا لیکن دُوسرا اسٹین گن بردار شیران کے لیے خطرناک ہو سکتا تھا۔ اگر وہ اپنے زخمی ساتھی کی اسٹین گن اُٹھا کر شیران کے پیچھے دوڑ پڑتا تو شیران کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا، چنانچہ کنگ لوئی کے پیچھے جانے سے قبل اس شخص کی زندگی کو ختم کر دینا ضروری تھا۔

اسٹین گن دوبارہ شیران کے ہاتھ میں آ گئی تھی۔ اُس نے ایک برسٹ مارا اور نیچے پڑے ہُوئے آدمی کے بدن میں لاتعداد سوراخ ہو گئے۔

سدھاشی کی ہولناک چیخ پھر فضا میں لہرائی تھی۔ وہ اپنی جگہ سے اُٹھی اور دیوار سے جا لگی، شیران کی نگاہ اس چیخ کی وجہ سے اس پر پڑی تھی، ورنہ شاید وہ ایک لمحے کے لیے سدھاشی کو بھول ہی گیا تھا۔

اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی، ایک مکار مسکراہٹ، آگے بڑھ کر اُس نے سدھاشی کو سہارا دیا اور پھر اس کا بازو پکڑ کر اس دروازے کی طرف دوڑا جدھر سے کنگ لوئی نکل کر گیا تھا۔

سدھاشی بالکل ہی خالی الذہن ہو گئی تھی، ان پے در پے جھٹکوں نے اُس کے حواس چھین لیے تھے، وہ بے اختیار شیران کے ساتھ دوڑی چلی گئی۔

اس ہال نما کمرے سے باہر جانے کے صرف دو ہی راستے تھے، ایک وہ راستہ جس سے سدھاشی کو لایا گیا تھا اور دوسرا باہر جانے کا راستہ۔

کنگ لوئی چونکہ اندرونی دروازے کی طرف گیا تھا۔ اس لیے شیران نے بھی اِدھر ہی کا رُخ کیا۔ دروازے کے دُوسری جانب شاید تہ خانے میں جانے کا راستہ تھا، چونکہ تھوڑی ہی دُور چلنے کے بعد شیران کو ایک دم سنبھلنا پڑا، ورنہ وہ سیڑھیوں سے لُڑھکتا ہُوا نجانے کہاں جا پڑتا۔

سدھاشی کا سہارا بھی اس وقت غنیمت لگا تھا، چونکہ اُس کا بازو پکڑے ہُوئے تھا۔ اُس نے اچانک گرنے سے بچا لیا تھا بہرطور وہ سیڑھیاں طے کرتا ہُوا ایک بڑے ہال میں پہنچا جس کے آخری سرے پر ایک اور دروازہ نظر آ رہا تھا۔

سدھاشی کی کراہ سنائی دی تھی لیکن شیران اس کی طرف توجہ دیے بغیر دروازے کی طرف لپکا، سدھاشی اس کے ساتھ گھسٹنے کے سے انداز میں دوڑ رہی تھی، اس دُوسرے دروازے کے بعد پھر سیڑھیاں شروع ہوتی تھیں اور یہ سیڑھیاں ایک راہداری میں لے جاتی تھیں۔ راہداری کے موڑ تک پہنچتے ہُوئے شیران کو کوئی دروازہ بند ہونے کی آواز سُنائی دی اور جب وہ راہداری

...بور کر کے ایک اور دروازے کی جانب پہنچا تو بند دروازے ...کراتے ٹکراتے بچا۔

دروازے کو دُوسری طرف سے لاک کر دیا گیا تھا، لیکن ...ن گن کی موجودگی میں یہ بند دروازہ بے مقصد تھا، شیران نے ...ن گن کی نال تالے پر رکھ کر ٹریگر دبا دیا اور دروازے کے تالے ...جگہ ایک بڑا سوراخ ہو گیا۔

دروازہ ایک جھٹکے سے کھول کر وہ باہر لپکا ہی تھا کہ دفعتاً ...ی کی چھٹی حس نے اُسے مستعد کر دیا اور وہ سدھاشی سمیت نیچے ...پڑا۔ اگر اس میں تاخیر ہو جاتی تو یقیناً پستول کی گولی اس کی ...شانی میں سوراخ کر چکی ہوتی۔ کنگ لوئی بھی شاید اب اپنا صبر و ...ضبط کھو بیٹھا تھا، اسے جن حالات سے دوچار ہونا پڑا تھا، اس ...تحت اب شیران کی زندگی کا تحفظ اس کے لیے ممکن نہیں رہا ...تھا اور چونکہ شیران کے ہاتھ میں اسٹین گن موجود تھی اس لیے خود اُسے ...اپنی زندگی کا خطرہ درپیش ہو گیا تھا، چنانچہ اُس نے شیران پر فائر ...کر دیا تھا۔ لیکن خوش قسمتی سے نوجوان بچ گیا تھا، سدھاشی کو بھی کوئی ...نقصان نہیں پہنچا تھا۔ اب شیران کو ایک لمحے میں یہ فیصلہ کرنا ...تھا کہ اس کا اگلا قدم کیا ہونا چاہیے۔ سدھاشی اس کے ساتھ تھی۔ اس لیے اتنی پھرتی سے وہ اپنا کام نہیں کر سکتا تھا، سدھاشی کو اس طرح مارنا بھی اس کے لیے ممکن نہیں تھا، ورنہ اسٹین گن کا ایک برسٹ اُسے سدھاشی سے نجات دِلا سکتا تھا لیکن سدھاشی کو تو وہ مزے لے کر قتل کرنا چاہتا تھا، بلّی اور چوہے کا کھیل کھیلنا چاہتا تھا، اس کے ساتھ، چونکہ اُس نے شیران جیسے وحشی کو چیلنج کیا تھا۔

ایک لمحے تک وہ کچھ سوچتا رہا، دُوسری طرف سے اب کوئی تحریک نہیں محسوس ہو رہی تھی، کوئی اور آواز بھی نہیں آ رہی تھی۔ پتہ نہیں مکان کے اردگرد پھیلے ہُوئے محافظ کہاں چلے گئے تھے، بہرطور وہ اپنی جگہ سے اُٹھا اور پھر آگے بڑھنے لگا۔

اب کنگ لوئی کی طرف سے بھی کوئی مدافعت نہیں ہوئی تھی، پتہ نہیں وہ یہاں سے بھاگ گیا تھا یا پھر کوئی چال چل رہا تھا۔ اس پر دوہری ذمّے داریاں عائد تھیں، شیران کی موت بھی اس کے لیے شدید نقصان دِہ ہوتی، چونکہ تنظیم کی طرف سے اُسے احکامات ملے تھے، لیکن شیران کی زندگی اُس کی اپنی موت بھی بن سکتی تھی۔ پتہ نہیں وہ بے چارہ کس مخمصے کا شکار تھا لیکن بہرطور اس مخمصے کی وجہ سے شیران کی جان بچ گئی تھی، وہ اتنی آسانی سے اس مکان سے نکلنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا تھا لیکن اس وقت اس مکان سے نکلنے میں کوئی دقت پیش نہیں آئی اور وہ مکان سے باہر نکل آیا۔

لوئی بستی کی تنگ و تاریک گلیاں سنسان پڑی ہوئی تھیں۔

وہ سدھاشی کا ہاتھ پکڑے ہُوئے ان گلیوں میں دوڑتا رہا، اس کا رُخ اس جنگل کی جانب تھا جسے وہ دیکھ چکا تھا، یقینی طور پر وہ اسی جنگل میں محفوظ رہ سکتا تھا۔

سدھاشی اب بھی اُس کے ساتھ چل رہی تھی، حالانکہ اس کی حالت بہتر نہیں تھی، لیکن وہ اس کا ساتھ دے رہی تھی، اس دوران اُس نے ذرا سی بھی مدافعت نہیں کی تھی۔

تھوڑی دیر کے بعد شیران بستی سے باہر نکل آیا، لیکن دفعتاً اُسے اپنے پیچھے شور محسوس ہُوا، بھاگتے ہُوئے قدموں کی آوازیں سُنائی دے رہی تھیں، اُس نے پلٹ کر دیکھا کچھ مشعلیں تیزی سے اُس کی جانب بڑھ رہی تھیں، ان کے شعلے دوڑنے کی وجہ سے پیچھے جا رہے تھے۔ گویا شیران کا تعاقب شروع ہو گیا تھا۔ یقیناً کنگ لوئی نے اپنے آدمیوں کو اس کے پیچھے بھیج دیا تھا، شیران دوڑتا رہا، سدھاشی کو دوڑنے میں دقت ہُوئی تو اُس نے رُک کر ایک لمحے کے لیے سدھاشی کو دیکھا اور بولا۔

"کیا تم میرا ساتھ نہیں دے سکتیں، اگر تم چاہو تو یہاں رہ سکتی ہو، میں تمھارا بازو چھوڑ دُوں"۔

"نہیں نہیں نہیں۔ مَیں تمھارے ساتھ جاؤں گی، شیران مَیں تمھارے ساتھ جاؤں گی، پلیز مجھے یہاں نہ چھوڑو۔" اُس نے گھگیائے ہُوئے انداز میں کہا۔

"تو پھر تیز دوڑنے کی کوشش کرو، ورنہ ہم ایک بار پھر لوئی کے ہاتھ لگ جائیں گے۔ اس بار سدھاشی بلاشبہ شیران کا بھرپور ساتھ دے رہی تھی۔

دوڑتے ہُوئے وہ جنگل میں کافی دُور نکل آئے، اُس جنگل کے بارے میں بھی شیران کی معلومات محدود تھیں، کوئی سمت اختیار نہیں کر سکتا تھا، ویسے ان اطراف میں وہ اس سے پہلے کبھی نہیں آیا تھا۔ جنگل کا یہ نیا حصّہ تھا جو اس کے لیے اجنبی تھا۔ بہرطور ان تمام باتوں کو نظر انداز کر کے اس وقت صرف لوئی سے جان بچانی تھی۔ اسٹین گن کی موجودگی شیران کو تقویت دیے ہُوئے تھی، اگر یہ نہ بھی ہوتی تو کم از کم وہ ہراساں تو نہ ہوتا، خوف زدہ ہونا اس کی فطرت میں ہی شامل نہیں تھا۔ اس وقت بھی اس کی کیفیت ایک شکاری کتّے کی مانند تھی، جو چاروں طرف سے بھیڑیوں میں گھر گیا ہو، اس کی آنکھوں میں تیز چمک تھی، اور چہرے پر ایسی درندگی کہ اگر سدھاشی اس کے چہرے پر بھرپور نگاہ ڈال لیتی تو شاید چیخ

مار کر بے ہوش ہی ہو جاتی۔

شیران کی فطرت کا یہ پہلو سدھاشی کے لیے اجنبی ہی ہوتا، حالانکہ وہ اس وحشی کے بارے میں بہت کچھ جانتی تھی، لیکن اب بھی اس کے کچھ رویّے ایسے تھے جو سدھاشی کو معلوم نہیں تھے وہ دوڑتا رہا۔ اس کے بعد تھوڑا سا نشیب محسوس ہوا اور شیران! سدھاشی کا ہاتھ پکڑ کر نشیب میں اُتر گیا۔ وہاں سے ایک تنگ سا خشک نالہ شروع ہو رہا تھا جو بل کھاتا ہوا نجانے کہاں تک پھیلا ہوا تھا۔

جوں جوں وہ آگے بڑھ رہے تھے، نالے کی گہرائی بتدریج بڑھتی جا رہی تھی، کافی آگے بڑھنے کے بعد وہ اپنے قد سے بھی زیادہ گہرائی میں چلے گئے۔ تاہم ہر ممکن تیزی سے دوڑنے کے باوجود سنبھلنے کی کوشش بھی کی جا رہی تھی اور شیران اپنی دوہری ذمے داری کو نبھا رہا تھا۔

اندازے سے تقریباً ایک میل کا فاصلہ طے کیا گیا، پھر جب اُس نے محسوس کیا کہ نالے کی گہرائی بتدریج کم ہونے لگی ہے تو وہ نالے سے نکل آیا، نالے سے نکلتے ہی اُس نے اپنے آپ کو ایک ایسی ناہموار چٹان پر پایا جو زیادہ بلند نہیں تھی اور کچھ قدم آگے بڑھنے کے بعد ہی چٹان ہموار ہو گئی۔

یہاں سے لوئی بستی کے پھیلے ہوئے مکانات صاف نظر آ رہے تھے اور شیران اب دوڑتی ہوئی مشعلوں کو کافی پیچھے پا رہا تھا، گویا ان لوگوں نے شیران کے دوڑنے کے رُخ کا صحیح اندازہ کر لیا تھا، ممکن ہے خود کنگ لوئی ان کی رہنمائی کر رہا ہو۔

شیران وحشی چیتے کی مانند اِدھر اُدھر دیکھنے لگا، تنہا ہوتا تو کوئی بات نہیں تھی، لیکن محسوس کر رہا تھا کہ سدھاشی میں اس وقت دوڑنے کی سکت نہیں ہے۔ اسے کندھوں پر اُٹھا کر دوڑنا بھی اس وقت شیران کے لیے ممکن نہیں تھا۔ اس طرح شیران کی رفتار میں بھی کمی آ جاتی چنانچہ چھپنے کے لیے کوئی ایسی جگہ درکار تھی جہاں وہ ان لوگوں کو دھوکا دے سکے۔

سدھاشی گہری گہری سانسیں لینے لگی، پھر وہ نحیف سی آواز میں بولی۔ ”شیران، شیران، وہ تمھارا دشمن ہو چکا ہے، میں نہیں جانتی کہ اس کے اور تمھارے درمیان کیا رابطہ ہے، لیکن جو صورتِ حال میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے اُس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اب وہ تمھیں زندہ نہیں چھوڑے گا، بہت خونخوار اور وحشی انسان ہے۔ وہ میرے باپ کا دشمن ہے، تم تو صورتِ حال سے واقف ہو گئے ہی۔ ایسا کرو تم یہاں سے بھاگ جاؤ، مجھے میرے حال پر چھوڑ دو، جو کچھ تقدیر میں ہوگا، میں اُسے برداشت کر لوں گی۔

سدھاشی کی یہ بات سُن کر شیران کے ہونٹوں پر ایک پھیکی مسکراہٹ نمودار ہوئی اور وہ ایکٹنگ کرتے ہوئے بولا۔ ”جانِ من تمھارے بغیر تو میری زندگی نامکمل ہے تمھیں چھوڑ کر کہیں نہیں جا سکتا“، سدھاشی نے عجیب سی نگاہوں سے اُسے دیکھا اور پھر ایک گہری سانس لے کر خاموش ہو گئی۔ ”طنز کر رہے ہو مجھ پر۔“ چند لمحات کے بعد اُس نے کہا۔

شیران کی نگاہیں اب بھی ان مشعلوں کو دیکھ رہی تھیں۔ یہ مشعلیں کم از کم اس بات کی نشاندہی کر رہی تھیں کہ وہ لوگ کون سے رُخ پر شیران کو تلاش کرتے پھر رہے ہیں اور اسے کم از کم یہ اطمینان تھا کہ کافی دیر تک اس کے لیے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اُس نے دوڑنے والوں کا تعین کر لیا اور پھر یہی فیصلہ کیا کہ ابھی کچھ اور آگے بڑھا جائے، ممکن ہے کوئی ایسی جگہ مل جائے جہاں وہ ان کی نگاہوں سے محفوظ رہ سکے۔ اس سلسلے میں سدھاشی کو سنبھالنا بھی ضروری تھا، چنانچہ وہ آہستہ سے بولا۔ ”نہیں سدھاشی، میں طنز نہیں کر رہا، تم نہیں جانتیں میں نے تمھاری زندگی بچانے کے لیے کتنی شدید جدوجہد کی ہے۔ مجھے اس بات کا علم نہیں تھا کہ وہ تمھیں پکڑ لایا ہے اور اس طرح تمھیں قربان کر دے گا، چنانچہ میں نے اُسے دھوکا دینے کے لیے بہت کچھ کیا ہے، ان حالات میں تم خود اندازہ لگا لو کہ میں تم پر طنز کر سکتا ہوں یا نہیں۔“

”تم۔ تم سچ کہہ رہے ہو شیران۔“ سدھاشی لرزتی ہوئی آواز میں بولی۔

”تمھیں اب بھی میری بات پر شبہ ہے۔“ شیران نے نرم لہجے میں کہا۔

”اگر یہ بات ہے تو میں۔ میں تمھارا بھرپور ساتھ دے سکتی ہوں، میرے اندر اب ایک نئی قوت پیدا ہو گئی ہے۔ میں اب بالکل تھکی ہوئی نہیں ہوں، چلو تم مجھے کسی طرح اپنے آپ سے پیچھے نہیں پاؤ گے۔“ سدھاشی کی آواز مسرت سے لرز رہی تھی۔

”تو پھر آؤ۔“ شیران نے کہا اور وہ چٹان کے دوسری جانب ڈھلان طے کرنے لگے۔ ان ڈھلانوں سے اُترنے کے بعد وہ ناہموار راستوں پر دوڑتے رہے، آگے چل کر ایک بار پھر جنگل کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا، گھنے درخت اطراف میں پھیلے نظر آ رہے تھے، جنگلوں کے بارے میں شیران کو کچھ معلوم نہیں تھا، لیکن بہرطور اتنا اندازہ اُسے تھا کہ یہاں وحشی درندے ہو سکتے ہیں۔

بہرطور تقریباً ایک گھنٹے تک وہ مزید دوڑتے رہے ... کے بعد جنگلوں کا یہ سلسلہ ختم ہو گیا، اور اونچی نیچی گھاٹیاں نظر آنے لگیں، جگہ جگہ چٹانیں اُبھری ہوئی تھیں اور ان کے درمیان عجیب و غریب گڑھے بنے ہوئے تھے۔ پھر ایک چٹانی سائبان کے نیچے شیران ایک لمحے کے لیے رُکا، اُس نے اِدھر اُدھر دیکھا ... وقت اُسے سدھاشی کی آواز سُنائی دی۔

”شیران، شیران۔ یہ دیکھو شاید یہ غار ہے۔“

شیران نے اپنے عقب میں دیکھا، اس سے قبل غار کے دہانے پر اس کی نگاہ نہیں پڑی تھی، دہانہ اتنا وسیع تھا کہ وہ جھک کر اس کے اندر جا سکتے تھے۔

شیران نے اِدھر اُدھر دیکھا، پھر اُس نے ایک گہری سانس لی اور غار میں جھانکنے لگا۔ تاریک غار کے بارے میں کوئی اندازہ نہیں لگایا جا سکتا تھا کہ اس کے اندر کیا ہے، ممکن ہے وہاں انھیں خطرات پیش آ جاتے، لیکن اس کے علاوہ اور کوئی چارۂ کار نہیں تھا کہ غار کا اندر سے جائزہ لیا جائے، چنانچہ شیران غار میں داخل ہو گیا، اس کے پیچھے پیچھے سدھاشی بھی اندر پہنچ گئی تھی۔

خلافِ توقع غار اتنا کشادہ اور صاف ستھرا کہ وہ دونوں بآسانی اس میں سما سکتے تھے، شیران نے ٹٹول ٹٹول کر اس کی دیواروں کو دیکھا، فرش کو دیکھا اور پھر ایک گہری سانس لے کر بولا۔ ”بظاہر یہ جگہ بہتر ہے۔“ سدھاشی نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ غار کے فرش پر بیٹھ گئی تھی۔ شیران بھی اُس سے تھوڑا سا ہٹ کر بیٹھ گیا، ... اُس نے اپنی گود میں رکھ لی تھی، چند لمحات خاموشی رہی، پھر سدھاشی نے پوچھا۔ ”مگر تم۔ تم یہاں تک کیسے پہنچ گئے شیران؟“

”بس کسی نہ کسی طرح پہنچ ہی گیا۔“ شیران نے جواب دیا۔

”مجھے بتاؤ گے نہیں، کیا ابھی تک ناراض ہو مجھ سے۔“ سدھاشی محبوبانہ انداز میں بولی اور شیران آہستہ سے ہنس پڑا۔

”میں نے کہا نا سدھاشی، کوئی خاص بات نہیں۔ تم جانتی ہو میں آوارہ گرد ہوں، بھٹکتا ہوا اس طرف آ نکلا اور پھر لوئی سے شناسائی ہو گئی۔“

”لوئی خطرناک آدمی معلوم ہوتا ہے۔ میرے بارے میں تو تم نے اندازہ لگا ہی لیا، میرے بابا نے تمھیں بتایا تھا کہ اس خاندان کے بارے میں جو ان کا دشمن ہو گیا تھا اور انھی کی وجہ سے میرے بابا کو یہ آبادیاں چھوڑنی پڑیں۔ لوئی خاندان غلط فہمیوں کا شکار رہا ہے شیران۔ لوئی خاندان کے لوگ سمجھتے ہیں کہ یاتان برو ماگوسان کو حکومت کے قابل بنانے کے لیے پہاڑوں میں لے گیا ہے تاکہ لوئی خاندان کی چیرہ دستیوں سے محفوظ رہ کر اس کی پرورش کرے اور پھر ایک دن اُس وقت جب لوئی کی عبوری حکومت سربراہ کا تعین کرے، وہ لوتھر روتھ مین کو لوئی میں پیش کر دے لیکن میرے بابا اس قسم کے آدمی نہیں تھے وہ میرا باپ تھا، مجھے اس کے بارے میں اچھی طرح معلوم ہے گوسان اس کا آقا زادہ تھا اور اپنے آقا زادے کو وہ ہر طرح کی مصیبتوں سے بچانے کا خواہش مند تھا اس لیے وہ اُسے پہاڑوں میں لے گیا تھا۔ اس کا قطعی یہ ارادہ نہیں تھا کہ وہ واپس اس وحشت کدے میں آئے۔ بہرطور گوسان کی کہانی تو یوں ہی ختم ہو گئی۔ لوئی خاندان اسی غلط فہمی کا شکار رہا اور میں شیران میں تقدیر کا شکار ہو گئی، میں ان لوگوں کے انتقام کی بھینٹ چڑھ گئی۔“

”تم ان لوگوں کے ہاتھ کیسے لگیں؟“ شیران نے پوچھا۔

”بس کنگ لوئی نے بہت چالاکی سے کام لیا تھا، بعد میں مجھے تمام تر صورتِ حال معلوم ہوئی، میں بنکاک میں تھی اور یہیں میں نے خاموشی سے زندگی گزارنے کا فیصلہ کر لیا تھا، لیکن شیران میں تمھیں اپنے دل سے نہ نکال سکی، پھر جب تمھاری لاش کی تصویر اخبارات میں چھپی تو میں اپنے آپ کو باز نہ رکھ سکی۔“

”میری لاش کی تصویر۔“ شیران نے تعجب سے پوچھا۔

”ہاں۔ کنگ لوئی نے میرے اغوا کے لیے یہ چال چلی تھی اُس نے کسی شخص کو قتل کر کے اُس کی لاش بنکاک کے چوک میں ڈلوا دی تھی اور اس کے چہرے پر تمھارا میک اَپ کر دیا تھا۔ شیران جب میں نے تمھارے بارے میں اخبارات میں تفصیلات پڑھیں تو میں پاگلوں کی طرح وہاں پہنچ گئی، حالانکہ میرے اور تمھارے درمیان ایک خوامخواہ کا خلا پیدا ہو گیا تھا۔ لوئی شاید یہی چاہتا تھا، اسے ہمارے بارے میں بڑی تفصیل سے معلومات حاصل ہو گئی تھیں، وہ جانتا تھا کہ شیران کی لاش کو دیکھ کر سدھاشی ضرور پہنچے گی اور یہی ہوا، جب میں وہاں پہنچی تو اُس نے مجھے نگاہوں میں رکھ لیا اور اس کے بعد مجھے اغوا کر لیا گیا۔“

”لیکن میری لاش، میرا تم سے رابطہ، یہ ساری باتیں میری سمجھ سے باہر ہیں سدھاشی، کون ایسا تھا جس نے اُسے اس بارے میں تمام معلومات مہیا کیں، کون ایسا ہے جو ہمارے بارے میں اتنی تفصیل سے جانتا ہے، میں کچھ نہیں سمجھ سکا شیران

پُرخیال انداز میں ٹھوڑی کھُجاتا ہُوا بولا اور پھر ایک گہری سانس لے کر کہنے لگا۔ "مَیں جانتا ہُوں کہ ایلا کچھ اور تھی، ہاں اب مَیں اس عورت کو معصوم نہیں سمجھ سکتا، بلاشبہ۔ اوہ۔ اوہ واقعی مَیں بڑا احمق ہُوں، اس پیشین گو عورت کو بھول ہی گیا، لیکن اُس نے کنگ لوئی سے گٹھ جوڑ کر کے مجھے احمق بنایا تھا، کم بخت نے اپنی موت کو آواز دے لی ہے، کہیں نہ کہیں نظر تو آئے گی، ٹھیک ہے ایلا مَیں تجھے دیکھ لُوں گا، میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا، مَیں تیری پیشین گوئی کا راز جان گیا ہُوں، یقیناً اس کم بخت عورت نے میرے بارے میں معلومات حاصل کیں اور کنگ لوئی کو فراہم کر دیں اور یہ لوئی۔ یہ شخص بھی مجھے بے وقوف بناتا رہا ہے، میری دوستی کا ناٹک رچا کر مجھے احمق بناتا رہا اور پھر یہاں لے آیا۔ مَیں اپنے دُشمنوں کو چھوڑنے کا عادی نہیں ہُوں، مَیں ان میں سے کسی کو نہیں چھوڑوں گا، شیران غیظ و غضب کے عالم میں کہہ رہا تھا۔

سدھاشی تھوڑی سی آگے بڑھی اور اُس نے شیران کے شانے پر ہاتھ رکھ دیا۔ شیران بُری طرح بدک گیا۔

"اپنی جگہ بیٹھو، مَیں فضول قسم کی رُومانیت کا قائل نہیں ہُوں، آرام سے بیٹھو۔ سدھاشی خجل ہوگئی، چند لمحات کے لیے اُس کی آواز بھی بند ہوگئی تھی، پھر اُس نے آہستہ سے کہا۔ "تم اب بھی اتنے ہی وحشی ہو، شاید تمھارے دل میں میرے لیے وہ مقام پیدا نہیں ہو سکا جو میرے دل میں تمھارے لیے ہے، لیکن شیران مجھے موقع دو، مجھے اپنی خدمت کا موقع دو، مَیں تم پر قربان ہو جانا چاہتی ہُوں، مَیں تمھارے لیے اپنی سانسوں کا ایک ایک تار توڑ دینے کے لیے تیار ہُوں، مجھے موقع دو شیران کہ مَیں تمھارے دل میں اپنے لیے کوئی مقام بنا لوں۔"

"فی الحال خاموشی بہتر ہے تمھارے لیے، ان ساری باتوں کے لیے یہ وقت مناسب نہیں ہے، ہم نہیں کہہ سکتے کہ کنگ لوئی نے اپنے آدمیوں کو کہاں کہاں پھیلا دیا ہے، یہ ان کا علاقہ ہے اور ہم ان سے ناواقف ہیں، مَیں تو یہ بھی نہیں بتا سکتا کہ ہم جس علاقے کو عبور کر کے یہاں تک پہنچے ہیں، وہ کون سا ہے، ممکن ہے ہم چکر لگا کر بستی کے کہیں آس پاس ہی موجود ہُوں، ہر چند کہ بستی یہاں سے نظر نہیں آتی، اس کے باوجود ہمیں محتاط رہنا چاہیے۔"

شیران کے ان الفاظ کے بعد سدھاشی نے خاموشی اختیار کر لی تھی۔ وہ فیصلہ نہیں کر پائی تھی کہ اس مصیبت زدہ نوجوان کے ذہن میں کیا ہے، شیران کے بارے میں درحقیقت وہ کبھی دل جمعی سے کوئی بات نہیں سوچ سکی تھی، پورے وثوق یا دعوے سے یہ نہیں کہہ سکتی تھی کہ اس وقت اس کے ذہن میں کیا ہے، بڑ[ی] تھی اس کی، کہ ایسے شخص کو دل میں بسا رکھا تھا جس کے سر[پیر] کا ہی کوئی پتہ نہ تھا۔

**

ساحل پر اُترنے کے بعد نعمان خان کو اپنی ذمے[داری] کا بھرپور احساس ہُوا تھا، اس ویران دُنیا کے بارے میں [وہ] نہیں جانتا تھا، یہاں سب سے پہلے اُسے اپنے لیے کو[ئی] پناہ گاہ تلاش کرنی تھی جہاں وہ دُوسروں کی نگاہوں سے محف[وظ رہ] سکے۔ اس کے بعد اس کا کام گورن کو تلاش کرنا تھا۔ گورن [سے] وائرلیس پر رابطہ قائم کیا جا سکتا تھا، لیکن ابھی قرب و جوار [کے] بارے میں مکمل طور پر جائزہ لیے بغیر نعمان خان کوئی ایسا کا[م] کرنا چاہتا تھا جس سے وہ کسی تکلیف کا شکار ہو جاتا۔ اس [کی خواہش] تھی کہ وہ بغیر کسی خطرناک مرحلے کے اپنے اس امتحان میں کا[میاب] ہو، چنانچہ ایک ایک قدم وہ پھونک پھونک کر اُٹھانا چاہ[تا تھا]۔ گھور تاریکی میں وہ آگے بڑھتا رہا۔ برفانی گڑھوں [سے] بچتا ہُوا وہ بالآخر ایک ایسی جگہ پہنچ گیا جہاں اُسے کچھ [بڑی] چٹانیں نظر آئی تھیں، یہ چٹانیں بھی برف سے ڈھکی ہُوئی تھیں [لیکن] بہرصورت ٹھوس تھیں، ایسی ہی ایک چٹان کی آڑ میں اُ[سے] کی جگہ مل گئی، اس وقت اُس نے کچھ کرنا مناسب نہیں سمجھا، [دن] کی روشنی میں وہ پہلے ماحول کا پوری طرح جائزہ لے لینا [چاہتا] تھا اور اس کے بعد کوئی دُوسرا قدم اُٹھانے کا خواہشمند [تھا]۔ اُسے علم تھا کہ کریٹو کا علاقہ بھی ولیسیا کے ہی زیرِ اثر ہے [اور] اہم ساحل ہونے کی وجہ سے ولیشیا کے حکمران اس علاق[ے کی] طرف سے غافل نہیں ہوں گے۔ ممکن ہے یہاں کوئی فو[جی] چھاؤنی بھی ہو، یہ تمام صُورتِ حال اُس کے علم میں نہیں [تھی]۔ جو بتایا گیا تھا بس وہ اتنا ہی جانتا تھا، البتہ جو فلمیں اُسے د[کھائی] گئی تھیں، ان کے تحت بہت ساری چیزیں اس کے ذہ[ن میں] محفوظ تھیں، اور اگر وقتی طور پر کوئی اُلجھن پیش آ بھی جاتی تو د[ہ اپنی] یادداشت کے سہارے آگے کا سفر کر سکتا تھا، لیکن یہ ا[سی وقت] ممکن تھا جب وہ اس شے کو اچھی طرح دیکھ لیتا۔

رات گزارنے کے لیے اُس نے جو جگہ منتخب کی [تھی، وہ پُر]تکلیف وہ تھی، لیکن اب تاریکی میں بھٹکتے رہنا بھی تو منا[سب] نہیں تھا۔ پتہ نہیں کہاں کوئی خطرناک صُورتِ حال پیش آ جا[ئے]، اس لیے جو جگہ اُسے ملی اُس نے وہیں اپنے آپ کو محفوظ کر ا[لیا]۔ کھانے پینے کی چیزیں اُس کے پاس وافر مقدار [میں]

موجود تھیں، ایسی چیزیں بھی اُسے فراہم کی گئی تھیں جو اُسے موسمی اثرات سے نجات دلا سکتی تھیں، چنانچہ اُس نے جیب سے ایک شیشی نکالی اور اس میں سے دو ننھی ننھی گولیاں نکال کر منہ میں رکھ لیں۔ یہ گولیاں اُسے شدید سردی سے بچانے کے لیے معاون ثابت ہُوئیں اور اُن کا نتیجہ واقعی حیرت انگیز نکلا، اُسے اپنے بدن میں شدید گرمی محسوس ہُوئی تھی۔ اس طرح یہ رات بڑے سکون سے گزر گئی، رات کے آخری حصّے میں وہ سو بھی گیا تھا۔ سونے سے قبل اُس نے اپنے بدن کو لباس سے اچھی طرح ڈھک لیا تھا تاکہ برفانی ہوائیں اُسے پریشان نہ کریں۔ صبح کو جب وہ سو کر اُٹھا تو طبیعت بالکل ہشاش بشاش تھی۔ شدید ترین سردی کا اثر اُس پر نہیں ہُوا تھا۔ اس کی بنیادی وجوہ بھی دو تھیں۔ اوّل تو وہ خود بھی ٹھنڈے علاقے کا انسان تھا، یورپ میں ضرور پیدا ہُوا تھا لیکن جسمانی نظام میں کوئی نمایاں ترقی پیدا نہیں کر سکا تھا۔ سردی برداشت کرنے میں اُسے خاص دقت نہیں ہُوئی تھی اور بہرصُورت ان گولیوں نے بھی اسے خاصی تقویت دی تھی۔ بہرصورت دن کی روشنی میں اُس نے اطراف کا جائزہ لیا، ہلکا پھلکا سا ناشتہ کیا اور اُس کے بعد آگے کی جانب روانہ ہوگیا۔

موسم بہت خراب تھا، تقریباً ایک میل چلنے کے بعد اُس نے پہلی کوشش کی، اطراف میں ویرانی ہی ویرانی تھی، ساحل بھی اُجاڑ تھا، چنانچہ اُس نے موقع مناسب دیکھ کر گورن سے بات کرنے کی کوشش کی، لیکن موسم بے حد خراب تھا۔ بظاہر گورن سے رابطہ قائم نہ ہو سکا تھا لیکن وائرلیس پر مدھم مدھم آوازیں سُنائی دے رہی تھیں، کوئی صاف بات نہیں ہو سکی تھی، ہو سکتا ہے گورن کے علم میں یہ بات آگئی ہو کہ متعلقہ آدمی اس علاقے میں پہنچ گیا ہے، اور اب وہ اُسے تلاش کرنے کی کوشش کر رہا ہوگا۔

نعمان خان نے آگے کا سفر جاری رکھا، تقریباً ڈھائی یا پونے تین بجے تھے، اس نے پھر ایک مناسب جگہ رُک کر گورن سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی اور اس بار اُسے اس کوشش میں کامیابی ہوگئی۔ آواز ہلکی آ رہی تھی لیکن دونوں ایک دُوسرے کی آواز بخوبی سُن سکتے تھے۔

"ہیلو، مَیں مسٹر گورن سے مخاطب ہُوں۔ نعمان خان نے کہا۔

"اور مَیں مسٹر خان سے۔ گورن کی آواز سُنائی دی۔

"تو تمھیں میرے بارے میں معلومات فراہم کر دی گئی ہیں؟"

"ہاں۔ تم کون سے اینگل پر ہو، مجھے بتاؤ تاکہ مَیں تمھارے پاس پہنچنے کی کوشش کروں۔ شاید پہلے بھی تم مجھ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کر چکے ہو۔

"ہاں لیکن خراب موسم کی وجہ سے مجھے تمھاری آواز نہیں سُنائی دی تھی۔

"مجھے بھی تمھاری آواز نہیں سُنائی دی۔ اینگل بتاؤ۔ کیا تم ساحل سے سیدھے راستے پر آ رہے ہو، کیا تمھارے بائیں سمت چھوٹے چھوٹے پہاڑی ٹیلے بکھرے ہُوئے ہیں؟"

"نہیں، اس طرف صرف برف کا ویرانہ ہے، دُور دور تک کوئی ایسی جگہ نظر نہیں آ رہی جسے مَیں ٹیلہ کہہ سکوں، نعمان خان نے جواب دیا۔

"اوہ اس کا مطلب ہے تم اینگل فور پر سفر کر رہے ہو، اچھا دیکھو سُنو میری بات سنو، ابھی ایک ہیلی کاپٹر پرواز کرتا ہُوا جا رہا ہے۔ اس ہیلی کاپٹر کا رُخ میرے شمال کی طرف ہے، تم بتاؤ اگر تم وہ ہیلی کاپٹر دیکھ سکو، تو مجھے اس بات کا جواب دو کہ تم کون سے رُخ پر ہو، میں چند لمحات کے بعد تم سے دوبارہ رابطہ قائم کروں گا۔ اس لیے وائرلیس بند کر رہا ہوں کہ کہیں ہماری فریکوئنسی ان لوگوں سے مل نہ جائے یا وہ لوگ ہماری بات سُن لیں۔

"اوکے نعمان خان نے جواب دیا اور پھر اس کی نظریں افق پر ہیلی کاپٹر کو تلاش کرنے لگیں، بہت زیادہ دشواری پیش نہیں آئی، اسے اپنے بائیں سمت آسمان میں ایک نقطہ سا نظر آیا تھا، چند لمحات وہ اس نقطے کو دیکھتا رہا اور پھر اُس نے دوبارہ وائرلیس آن کر کے گورن کو اس پوزیشن سے آگاہ کیا۔

"میرا خیال بالکل درست ہے تم شمال کی سمت میں ہو، ٹھیک ہے اپنی سیدھ میں بڑھتے رہو لیکن ہیلی کاپٹر سے ہوشیار رہ کر، یہ ولیشیا کا ہیلی کاپٹر ہے۔

"اوکے، مَیں ٹرانسمیٹر بند کر رہا ہوں۔"

"اوور اینڈ آل۔ دُوسری طرف سے جواب ملا اور نعمان خان نے ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔ اس کے بعد وہ آہستہ آہستہ آگے کا سفر کرنے لگا۔ بدن پر سفید لباس پہنے ہُوئے تھا اس لیے وہ برف میں مدغم ہوگیا تھا، اور یقینی طور پر بہت قریب ہی سے اُسے دیکھا جا سکتا تھا، ہیلی کاپٹر اب بھی کافی دُور تھا، غالباً وہ اس سمت آنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا لیکن تقریباً دو میل کا سفر کرنے کے بعد اُسے احساس ہُوا کہ ہیلی کاپٹر ساحل کا چکر لگا کر اس طرف آ رہا ہے۔ ہیلی کاپٹر سے بچنا ضروری تھا اور اس کے لیے اُس نے ایک بہتر طریقہ سوچ رکھا تھا، وہ تیزی سے برف کے

کے ایک تودے کے نزدیک پہنچ گیا اور پھر اُس نے برف میں اپنے لیے جگہ بنانی شروع کر دی۔

برف نرم تھی غالباً زیادہ پُرانی نہیں تھی اس لیے اُسے کھودنے میں نعمان خان کو زیادہ دقت نہیں ہوئی، اُس نے اپنا بدن برف میں دفن کر لیا، صرف چہرہ باہر رہنے دیا، سر پر اُس نے سفید بالوں والی ٹوپی پہن لی اور اب یقیناً اُسے ہیلی کاپٹر سے نہیں دیکھا جا سکتا تھا۔

تھوڑی ہی دیر کے بعد ہیلی کاپٹر اس کے سر پر پہنچ گیا۔ اس کی رفتار بہت سست تھی۔ یُوں لگ رہا تھا جیسے وہ باقاعدہ جائزہ لے رہا ہو لیکن اُنھیں شبہ نہ ہو سکا تھا، ہیلی کاپٹر تھوڑی دیر کے بعد اتنی دُور چلا گیا کہ اب وہ نعمان خان کو نظر نہیں آ رہا تھا۔ جب ہیلی کاپٹر اُس کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا تو اُس نے پھر گورن سے رابطہ قائم کیا، اس بار گورن کی آواز بہت صاف سُنائی دی تھی۔

"ہاں میں دیکھ چکا ہُوں، اور تمھاری آواز بھی مجھے بے حد صاف سُنائی دے رہی ہے۔ اُس کا مقصد ہے کہ تم مجھ سے بہت قریب ہو۔"

"تمھیں تلاش کرنے کے لیے مَیں کیا کروں۔ نعمان خان نے پوچھا۔"

"جس سمت سفر کر رہے ہو کرتے رہو، ہم دونوں بہرحال ایک دُوسرے کو دیکھ ہی لیں گے۔"

"او کے۔ نعمان خان نے جواب دیا۔ وہ سفر کرتا رہا، گو سفر کی رفتار بہت سست تھی لیکن اپنے طور پر نعمان خان بہت تیزی سے آگے بڑھ رہا تھا۔

شام کے دُھندلکے فضا میں پھیلنے لگے تو اُس نے ان دُھندلکوں میں گورن کو دیکھ لیا، اس کے ہاتھ میں ایک رنگین کپڑا لہرا رہا تھا۔ نعمان خان نے ہاتھ ہلا ہلا کر گورن کو اپنی جانب متوجہ کر ہی لیا اور تھوڑی دیر کے بعد وہ ایک دُوسرے کے نزدیک پہنچ گئے۔

گورن بھاری بدن کا ایک چُست و چالاک آدمی تھا، اُس نے برفانی لباس پہنا ہُوا تھا۔ دونوں نے گرم جوشی سے ایک دُوسرے سے ہاتھ ملایا۔ پھر گورن نے کہا "گڈ۔ خوب صورت آدمی ہو، یقیناً کریٹو کی لڑکیوں کے لیے باعثِ دلچسپی ہو گے۔"

"کیا مطلب۔ نعمان خان نے مسکراتے ہُوئے پوچھا۔

"یہاں سے ڈیڑھ میل کے فاصلے پر ایک بستی ہے بڑے ہی آزاد خیال لوگوں کی، یہاں کی برفانی لڑکیاں بڑی ہی حسین ہیں اور بڑی ہی دل پھینک، ہم پہلے اس بستی میں پہنچ جائیں گے۔ دراصل کریٹو کے لوگ خود اپنے حکمران سے بدظن ہیں اور اپنی حکومت سے نفرت کرتے ہیں۔"

"اوہ تب تو تمھیں یہاں بہت سی سہولتیں حاصل ہوں گی۔"

"ہاں عمدہ کھانا اور گرم بستر۔ آؤ ہم رات ہونے سے پہلے یہ سفر طے کر لیں۔ برف پر سفر خاصا سست رفتار ہوتا ہے۔" گورن نے جواب دیا۔

ڈیڑھ میل کا یہ فاصلہ اس وقت طے ہُوا جب بستی کی روشنیاں جل اُٹھیں۔ تقریباً دو ہزار نفوس کی بستی تھی، گورن اُسے اپنی رہائش گاہ میں لے گیا، اُس نے نعمان خان کو بہترین کافی پلائی اور نعمان خان کافی پی کر آرام کرنے لیٹ گیا۔ ابھی وہ لیٹا ہی تھا کہ گورن کی رہائش گاہ کے دروازے پر دستک ہُوئی اور پھر ایک خوبصورت لڑکی ہاتھوں میں کھانے کی ٹرے اُٹھائے اندر آئی، اُس نے ایک لمحے کے لیے نعمان خان کو دیکھا اور دیکھتی رہ گئی، پھر وہ اپنی نرم اور حسین آواز میں بولی "یہ تمھارے معزز مہمان کو میں خوش آمدید کہتی ہُوں یہی ہیں نا وہ جن کا تم انتظار کر رہے تھے۔"

"ہاں۔"

"بہت اچھی شخصیت کے مالک ہیں۔"

"تمھاری نیت خراب نہیں ہونی چاہیے۔" گورن نے کہا اور لڑکی ہنسنے لگی پھر واپس مڑتی ہُوئی بولی "کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے بلا لینا۔"

"فی الوقت تو مجھے صرف تمھاری ضرورت ہے لیکن کیا کروں! میرا دوست مجھے اجازت نہیں دے گا۔" گورن نے کہا اور لڑکی ہنستی ہُوئی چلی گئی۔ لڑکی کے جانے کے بعد نعمان خان نے پوچھا "اب کیا ارادہ ہے ویلیشیا ہم کب تک پہنچیں گے؟"

"جب بھی تم پسند کرو۔ اگر تم چاہو تو کل صبح ہی ہم سفر شروع کر دیں گے اور یہ سفر ہم سبزی کی گاڑیوں کے ذریعے کریں گے۔"

"گڈ۔ گویا ہمیں اس سفر میں کوئی دقت نہیں ہو گی۔"

"ہاں۔ لیکن جنرل آرنک تھاور کو اغوا کرنا خاصا مشکل کام ہو گا، ویسے ہمارا دوست شیر رہائن بہت ذہین انسان ہے اور اسے طویل عرصے سے یہ ذمّے داری سونپی گئی ہے کہ وہ آرنک تھاور کی نقل و حرکت پر مکمل نگاہ رکھے، ہمیں اس سے بھرپور مدد ملے گی۔" گورن نے جواب دیا۔

دوسری صبح وہ سفر کی تیاریاں کر چکے تھے۔ یہاں سے دو گاڑیاں ویلیشیا کا سفر کرتی تھیں، ایک مخصوص طرز کی گاڑی میں اُنھیں سفر کرنا پڑا، اُنھیں اس میں کوئی دقت پیش نہ آئی، سوائے اس کے کہ اُنھیں چھپ کر یہ سفر کرنا پڑا تھا۔

ویلیشیا تک کا سفر بہت زیادہ طویل نہیں تھا گویا جس ساحل پر نعمان خان کو اُتارا گیا تھا وہاں سے ویلیشیا کے خاص شہر تک تقریباً بیس میل کا فاصلہ تھا وہ بستی آدھے فاصلے پر تھی جہاں گورن مقیم تھا اور وہاں سے اُنھیں مزید دس میل تک سفر کرنا پڑا تھا۔ یہ سفر اُنھوں نے ایک بگھ نڈی کے ذریعے طے کیا، اس بگھ نڈی کو برف سے محفوظ رکھنے کے اقدامات کیے گئے تھے۔ بہرصورت وہ ویلیشیا پہنچ گئے۔

افریقی ریاست کا یہ دارالحکومت خاصا خوب صورت بنا ہُوا تھا۔ دارالحکومت کے مغربی حصّے میں ایک نواحی علاقہ ان کا مرکز تھا۔ جنرل آرنک تھاور بھی اس علاقے میں رہتا تھا، اور یہی اُس کا ہیڈ کوارٹر تھا جو باغیوں کی سرکوبی کے لیے نئے نئے پلان جاری کیا کرتا تھا۔ اس ہیڈ کوارٹر کو خاص طور سے دارالحکومت کے لیے نئے نئے پلان جاری کیا کرتا تھا۔ اس ہیڈ کوارٹر کو خاص طور سے دارالحکومت سے الگ رکھا گیا تھا۔ ویلیشیا میں داخل ہوتے ہی گورن نے مقامی لباس پہن لیا تھا۔ نعمان خان بھی مقامی باشندوں کے لباس میں تھا، گورن نے اپنے اور اُس کے چہرے میں تھوڑی سی تبدیلی کر دی تھی غالباً وہ میک اپ کا ماہر بھی تھا۔ یہ دن اُنھوں نے ویلیشیا کے ایک چھوٹے سے ہوٹل میں گزارا۔ نعمان خان کو یہاں کے لوگوں کے طرزِ زندگی کو دیکھنے کا موقع ملا، لیکن اس نے شہر میں خوف و ہراس کی فضا دیکھی تھی۔ اُس نے صاف محسوس کیا تھا کہ یہاں کے لوگ حکومت سے خوش نہیں ہیں، جگہ جگہ ایسے اقدامات کیے جاتے تھے جو خلافِ قانون ہوتے تھے، پولیس آتی اور لوگ یہاں سے فرار ہو جاتے پولیس کو کچھ ہاتھ نہ آتا، پولیس بھی اس سلسلے میں کوئی جدوجہد نہیں کرتی تھی۔ شاید وہ خود بھی موجودہ حکومت سے خوش نہیں تھی، عجیب افراتفری کا عالم تھا۔ رات کو انھیں کسی علاقے سے گولیاں چلنے کی آوازیں بھی سُنائی دیں۔ نعمان خان نے چونک کر گورن کو دیکھا تھا لیکن گورن نے مسکراتے ہُوئے گردن ہلا دی۔

"یہ واقعات یہاں نئے نہیں ہیں، تخریب پسند جگہ جگہ تخریبی کارروائیاں کرتے رہتے ہیں اور پولیس صرف رسمی کارروائی کرتی ہے۔ آج تک کسی تخریب پسند کو پولیس کی گولی سے ہلاک ہوتے نہیں دیکھا گیا، ہاں کچھ اور لوگ ہیں جو یہاں پولیس کے فرائض بھی سنبھالے ہُوئے ہیں، ان کا جب تخریب پسندوں سے سامنا ہوتا ہے تو تھوڑی سی خونریزی ہو جاتی ہے۔" "گویا حالات بہت خراب ہیں۔"

"بلاشبہ بہت خراب اور اگر جنرل آرنک تھاور ہمارے ہاتھ آ جائے تو پھر یہاں کے حالات میں بڑی تبدیلیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔"

"تمھیں علم ہے گورن جنرل آرنک تھاور کو اغوا کر کے کہاں لے جایا جائے گا؟"

"اس سلسلے میں ہماری رہنمائی شیر رہائن کرے گا اور اس سلسلے میں کریٹو اور ویلیشیا کے باشندے ہمارے معاون ہیں۔ ویسے شیر رہائن سے ملاقات کے بعد تم مزید صورتِ حال معلوم کر سکو گے۔"

"شیر رہائن کہاں رہتا ہے؟"

"میں نے تمھیں بتایا، نا ہمیں یہاں سے بارہ میل پرے چلنا ہے وہیں آرنک تھاور کا ہیڈ کوارٹر ہے اور وہیں شیر رہائن بھی رہتا ہے۔ وہ جنرل پر اتنے قریب سے نگاہ رکھے ہوئے ہے کہ دوسروں کے لیے کبھی ممکن نہ ہوتا۔"

"کیا اس فوجی علاقے تک پہنچنے کے دوران ہمیں چیک نہیں کیا جائے گا؟"

"یقیناً، راستے میں کئی فوجی چوکیاں آتی ہیں، لیکن میں نے تم سے کہا، نا مقامی باشندے ہمارے ساتھ ہیں، میں ویلیشا کے ایک ایسے گھرانے کو جانتا ہُوں جو ہیڈ کوارٹر کو سبزی فراہم کرتا ہے۔ میں نے پہلے ہی یہ فیصلہ کیا تھا کہ میں ان لوگوں سے ملاقات کروں گا۔ ممکن ہے کل کا دن ہمیں اس میں صرف کرنا پڑے اور پھر پرسوں ہم اپنے سفر کا آغاز کر سکیں یا پھر کل دوپہر کے بعد اگر سبزی کا کوئی ٹھیلا اس طرف گیا تو ہم اس سے مل لیں گے، ہمیں اس سے کوئی دقت نہیں ہو گی۔"

نعمان خاں نے گردن ہلا دی تھی۔

دوسرا دن انھیں ویلیشا کے دارالحکومت میں بسر کرنا پڑا چونکہ گورن کا منتخب کردہ شخص جا چکا تھا اور آج دن میں اس کا کوئی دوسرا ٹھیلا دارالحکومت نہیں جانا تھا، البتہ اسی رات گورن نے اپنے مطلوبہ آدمی سے ملاقات کر کے اسے بتایا کہ کل صبح وہ اس کے ساتھ سفر کرے گا۔ طے یہ ہُوا تھا کہ صبح کو چار بجے یہاں سے سفر کا آغاز کر دیا جائے گا۔ صبح کو چار بجے سفر کا آغاز کرنے کے لیے ہوٹل میں رہنا مناسب نہیں تھا کیونکہ انھیں تین ساڑھے تین بجے اُس شخص کے گھر پہنچ جانا تھا جس کا نام کوداک تھا۔ کوداک نے خود ہی ان دونوں کا بندوبست اپنے گھر میں کر لیا تھا۔ ویسے وہ خوش اخلاق آدمی تھا۔ اس کے پورے

اہلِ خاندان ان دونوں کی خاطر مدارت میں مصروف رہے۔ ساڑھے تین بجے یہ لوگ جاگ گئے۔ ہلکا پھلکا ناشتہ کیا گیا، کافی پی گئی اور کوراک نے ان کے حلیوں میں تھوڑی سی تبدیلیاں کرائیں۔ اس نے خود ہی انھیں لباس فراہم کیے۔ اس طرح یہ تینوں ایک چھوٹے سے ٹرک میں بیٹھ کر ہیڈ کوارٹر چل پڑے۔

کوراک نے گورن سے پیچھے بیٹھنے کی درخواست کی تھی جبکہ نعمان خاں کو اس نے اپنے ساتھ بٹھا لیا تھا۔ راستے میں اس نے نعمان خاں کو بتایا کہ اکثر وہ اور اس کے بیٹے سبزیاں لے کر جاتے ہیں اس لیے ان لوگوں پر کوئی شُبہہ نہیں کیا جا سکے گا۔ پہلی چوکی پر کوراک کو چیک کیا گیا لیکن وہ لوگ چونکہ کوراک سے واقفیت رکھتے تھے اس لیے کوئی خاص تلاشی نہیں لی گئی۔ اس طرح دوسری تین چوکیوں پر بھی کوراک کو چیک کیا گیا۔ یہ صرف رسمی سی کارروائی ہوتی تھی اور اس کے بعد وہ لوگ اسے آگے جانے کی اجازت دے دیتے تھے۔

صبح سورج نکلنے سے کچھ ہی دیر پہلے کوراک اس علاقے میں داخل ہو گیا تھا۔ درحقیقت یہ ایک فوجی چھاؤنی تھی جسے شہر کی شکل دے دی گئی تھی۔ کوراک نے اُنھیں ایک چھوٹے علاقے میں اُتار دیا جسے گورن نے منتخب کیا تھا۔ گورن نعمان خاں کو ایک منزلہ مکان میں لے گیا۔ وہاں ان کی ملاقات ایک ادھیڑ عمر کی عورت سے ہوئی۔ گورن نے اس سے پوچھا۔ "بائن کہاں ہے؟ میں گورن ہوں۔" گورن نے کہا۔ . . اور بوڑھی نے آہستہ سے گردن ہلا دی۔ پھر اُس نے کہا۔ "مسٹر بائن سو رہے ہیں۔ میں انھیں ابھی اُٹھاتی ہوں، آپ کے لیے کافی لاؤں؟"

"لے آؤ۔" گورن نے کہا اور بوڑھی باہر نکل گئی۔ نعمان خاں خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ گورن نے گہری سانس لے کر کہا۔ "اگر تم غسل وغیرہ کرنا چاہو تو یہاں اس کا بھی بندوبست ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ پہلے بائن سے ملاقات کر لو وہ طے کرے گا کہ ہمیں کہاں قیام کرنا ہے۔ یقیناً اس نے ہمارے لیے بندوبست کر لیا ہو گا۔"

"گویا اسے بھی میرے یہاں پہنچنے کی اطلاع ہے؟"

"ہاں بھئی پورا پورا کام کیا گیا ہے جب مجھے تمھارے یہاں آنے کی اطلاع تھی تو پھر بھلا شیر بائن کو کیوں نہ ہو گی۔" گورن نے مسکراتے ہوئے کہا اور نعمان خاں گردن ہلانے لگا۔ زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ ایک دُبلا پتلا دراز قامت شخص جس کے گال پچکے ہوئے تھے اور چہرہ عجیب سا تھا، کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے موٹے موٹے ہونٹوں پر مصنوعی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے بڑے احترام سے نعمان خاں سے مصافحہ کیا اور پھر گورن سے . . . پھر وہ ان کی خیریت پوچھنے لگا۔

"آپ لوگوں کو یہاں پہنچنے میں کسی خاص دقت کا سامنا تو نہیں کرنا پڑا اور خاص طور سے مسٹر خان آپ، آپ تو ایک بہت لمبا سفر کر کے یہاں تک آئے ہیں مجھے یقین ہے کہ راستے میں آپ کو خاص مشکل پیش نہیں آئی ہو گی کیونکہ یہاں کے حالات ہمارے لیے بے حد سازگار ہیں۔"

"یقیناً یقیناً مجھے کوئی خاص مشکل نہیں پیش آئی لیکن میں آپ لوگوں کو مشکل میں ڈالنا چاہتا ہوں۔"

"ضرور، ضرور۔ ہم آپ کی ہر خدمت کر کے خوش ہوں گے۔" بائن نے جواب دیا۔

"میں چاہتا ہوں کہ فوراً اپنا کام شروع کر دوں تاکہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے ہم اپنے اس کام کو انجام دے لیں۔"

"بلاشبہ میرے پاس مکمل رپورٹ موجود ہے۔ مجھے آپ ہی کا انتظار تھا اور میرے تمام ساتھی اپنے مقصد کی تکمیل کے لیے پوری طرح آپ کے ساتھ ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ صبح کا ناشتہ کر لیا جائے اس کے بعد اگر آپ لوگ آرام کرنا چاہیں تو کچھ دیر آرام کریں۔ میں بعد میں آپ کو اس سلسلے میں تفصیلات بتاؤں گا۔"

"ٹھیک ہے ناشتے کے بعد ہی اس موضوع پر گفتگو ہو گی ویسے ہم آرام کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے اور یوں بھی رات کو تین ساڑھے تین بجے تک ہم سوتے ہی رہے ہیں اس کے بعد ہم نے سفر کا آغاز کیا تھا۔"

"اوکے۔ میں مادام سورا کا کو ناشتے کے لیے کہے دیتا ہوں۔" اتنی دیر میں بوڑھی عورت کافی لے کر اندر آ گئی۔ گرم بہترین کافی خوش ذائقہ تھی۔

"کافی کے لیے شکریہ۔ مادام سورا کا لیکن آپ کے مہمان ناشتہ بھی کریں گے۔"

"بہتر جناب۔ میں ابھی ناشتہ تیار کیے دیتی ہوں۔" بوڑھی نے ادب سے کہا اور باہر نکل گئی۔

کافی کے دوران مختلف گفتگو ہوتی رہی۔ شیر بائن نے بتایا کہ اس کے پاس جنرل آئزک تھادر کے بارے میں معلومات کا وسیع ذخیرہ موجود ہے اس نے کہا کہ جنرل اس مکان سے زیادہ دُور نہیں رہتا وہ کسی بھی مناسب وقت ان لوگوں کو اس علاقے کی سیر کرائے گا۔

"مسٹر شیر بائن یہاں اجنبی لوگوں کو مشتبہ نگاہوں سے نہیں دیکھا جاتا؟"

"یقیناً جناب۔ عموماً یہاں لوگوں پر نگاہ رکھی جاتی ہے لیکن میں اس کا بندوبست پہلے ہی کر چکا ہوں۔ میرے چند آدمی ایک خاص حیثیت سے کام کرتے رہے ہیں۔ میں یہ بات کہتے ہوئے تھوڑا سا شرمندہ ہوں کہ آپ لوگوں کو ان ہی کی حیثیت اختیار کرنا ہو گی۔ ان میں سڑکوں کی صفائی، درختوں کو پانی دینا بھی شامل ہے لیکن اس طرح آپ باآسانی جنرل کے مکان کے اطراف کا جائزہ لے سکیں گے اور کوئی اچھا لائحہ عمل متعین کر سکیں گے۔" نعمان خاں نے فراخدلی سے اس کام کو کرنے کا وعدہ کر لیا تھا۔

بہرطور ناشتے کے بعد ان لوگوں نے تقریباً دو گھنٹے آرام کیا اس کے بعد وہ یونہی سیر کرنے کے لیے باہر نکل آئے اس وقت شیر بائن ان کے ساتھ نہیں تھا بلکہ وہ اپنے کسی کام میں مصروف ہو گیا تھا۔ وہ لوگ جنرل کے مکان کے قریب تو نہیں پہنچے لیکن اس کے اطراف میں چکراتے رہے۔ انھوں نے جلد ہی محسوس کر لیا کہ اس طرح ان لوگوں کے لیے گھومنا مناسب نہیں ہے۔

بہرطور یہ دن شیر بائن کے مکان پر ہی گزرا۔ شیر بائن نے یہاں اپنے لیے بھی مصروفیات تلاش کر رکھی تھیں اور وہ ایک بے کار آدمی کی حیثیت سے یہاں نہیں رہتا تھا۔ رات کو جب شیر بائن واپس آیا تو اس نے بتایا کہ اس نے اپنے تمام آدمیوں کو ہوشیار کر دیا ہے اور وہ سب اب اس کے گرد جمع ہو جائیں گے۔ گو ان کے یہاں پہنچنے کے انداز مختلف ہوں گے لیکن بہرصورت وہ ہماری رہائش گاہ سے زیادہ دُور نہیں ہوں گے یعنی جس وقت بھی ہم انھیں کال کرنا چاہیں چند لمحات میں کال کر سکتے ہیں۔

"ویسے یہاں تمھارے اپنے آدمیوں کے علاوہ کچھ اور لوگ بھی تمھارے ہم نوا ہیں۔ میرا مطلب ہے جو تم سے واقفیت رکھتے ہوں؟" نعمان خاں نے پوچھا۔

"ہاں۔" میں نے کہا نا کہ ہمیں مقامی باشندوں کا پورا پورا تعاون حاصل ہے اور درحقیقت اگر یہ تعاون ہمیں حاصل نہ ہوتا تو ہمارے کام میں بہت ساری مشکلات درپیش ہوتیں لیکن یہاں اسی علاقے میں بہت سارے مکانات ایسے ہیں جہاں کسی ہنگامی حالت کے وقت ہم پناہ لے سکتے ہیں۔"

"گڈ۔ یہ بہت اچھی بات ہے۔ بلاشبہ اس طرح ہمارے کام میں بہت ساری آسانیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔"

دوسرے دن نعمان خاں اور گورن نے ایسے لوگوں کا حلیہ اختیار کر لیا جو سڑکوں کے کنارے لگے ہوئے درختوں کو پانی دیا کرتے تھے۔ وہ چھوٹی سی پانی کی گاڑی لے کر چل پڑے۔

جنرل آئزک تھادر کا مکان کرٹیو کے علاقے میں تھا شیروان نے دُور سے انھیں یہ مکان دکھایا اور اس کے بارے میں تفصیلات بتائیں۔ نعمان خاں نے مکان کو دیکھا تو اُسے خاصی مایوسی ہوئی تھی جنرل آئزک تھادر جس مکان میں مقیم تھا اُس کے چاروں طرف کئی کئی فٹ جگہ چھوڑ کر آہنی تاروں کی بہت اونچی باڑھ لگی ہوئی تھی جن میں رات کے وقت برقی قوت چھوڑ دی جاتی تھی۔ مسلح فوجی پہریداروں کے کئی دستے اور خونخوار کتوں کا ایک زبردست گروہ جنرل کی رہائش گاہ کو ہر وقت گھیرے رہتا تھا حالات ایسے تھے کہ کسی پرندے کا پَر مارنا بھی ممکن نہیں تھا لیکن بہرطور انھیں ہمت نہیں ہارنی تھی۔

انھوں نے ایک ہفتے تک شیر بائن کے گھر میں مسلسل قیام کیا۔ شیر بائن کے مکان سے تھوڑے سے فاصلے پر ایک ایسی جگہ انھوں نے منتخب کر لی جہاں سے جنرل کی نقل و حرکت اور آمد و رفت کی کڑی نگرانی کی جا سکتی تھی۔ یہاں تک کہ نعمان خاں نے ایک مکمل ٹائم ٹیبل تیار کر لیا۔ اب انھیں یہ بات اچھی طرح معلوم تھی کہ دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں بائن کی مصروفیت کیا ہوتی ہیں۔ وہ کس وقت بیدار ہوتا ہے کس وقت ناشتہ کرتا ہے اور کس وقت فوجی ہیڈ کوارٹر سے معائنے پر جاتا ہے۔ ٹھیک دس بجے صبح جنرل آئزک تھادر فوجی وردی میں ملبوس، وقار اور رعب و دبدبے کے ساتھ اپنے مکان سے برآمد ہوتا۔ محافظ سپاہیوں کا پورا عملہ ادب سے پتھر کے مجسموں کی طرح بے حس و حرکت ہو جاتا۔

جونہی وہ دروازے سے نکل کر فوجی کار میں بیٹھتا۔ سپاہیوں کی ایڑیاں بجتیں اور جنرل ہیڈ کوارٹر کے معائنے کے لیے روانہ ہو جاتا جو اس کی رہائش گاہ سے پانچ میل کے فاصلے پر تھا۔ شام کو وہ سورج غروب ہونے کے بعد واپس آتا۔ اس کا یہ معمول اتنا نپا تُلا تھا کہ اس میں ایک لمحے کی تاخیر بھی نہیں ہوتی تھی۔

نعمان خاں ہر چند کہ ان تمام معاملات کے لیے اپنے آپ کو اجنبی سمجھتا تھا لیکن ان لوگوں کے ساتھ رہتے ہوئے اور ان کی کارکردگی کے انداز سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اس نے اپنے اندر بہت سی تبدیلیاں پیدا کر لی تھیں۔ وہ ابتدا میں تو کچھ اُکھڑا اُکھڑا سا رہا تھا ہر مرحلے پر اس کے ذہن میں لاتعداد خیالات کا طوفان پیدا ہو جاتا تھا اور وہ اپنے ہی خیالات کا شکار ہو کر کچھ پریشان سا ہو جاتا لیکن آہستہ آہستہ اس کے اندر خود اعتمادی پیدا ہوتی چلی گئی اور اس کی اپنی ذہنی قوتیں بحال ہوتی گئیں۔

اس کے بعد وہ زیادہ اطمینان بخش انداز میں اپنے کام پر غور کرنے لگا۔ یہاں عموماً حادثات ہوتے رہتے تھے۔ کبھی کبھی گولیاں چلنے کی آوازیں سنائی دیتیں۔ وہ تخریب کار عموماً یا تو غیر ملکی جاسوس ہوتے یا پھر مقامی لوگ جو ان غیر ملکی جاسوسوں کے ساتھ شامل ہو کر تخریبی کارروائیاں سرانجام دیتے۔ یہ کارروائیاں دارالحکومت ویلیشا میں بھی مسلسل ہو رہی تھیں اور ان کی خبریں عموماً ریڈیو وغیرہ

پر ملتی رہتی تھیں۔

شیر رباٹن کے ہاں ریڈیو تھا۔ اس کے علاوہ اس نے ریاست کے تمام واقعات سے واقف رہنے کے لیے مختلف انتظامات کر رکھے تھے اور تقریباً تمام ہی خبریں اسے ملتی رہتی تھیں۔ بارہا تخریب کاروں کو موت کی سزا دیتے ہوئے بھی بتایا گیا تھا۔

بہرصورت نعمان خاں اب ان تمام باتوں سے بے نیاز ہو کر اپنی ذہانت کو بروئے کار لا رہا تھا۔ یہ ذمے داری اسے سونپی گئی تھی اور وہ دوسروں کے کاندھوں پر بندوق نہیں چلا سکتا تھا چنانچہ اس نے سب سے پہلے ان علاقوں کے نقشے طلب کر لیے۔ شیر رباٹن نے کچھ مقامی لوگوں کے ساتھ مل کر یہ نقشے ترتیب دیے تھے۔ ان نقشوں کی مدد سے نعمان خاں کو اس علاقے اور اس کے اطراف کے دوسرے علاقوں کے بارے میں خاصی معلومات حاصل ہو گئی تھیں پھر اس نے اپنے طور پر اس جگہ کا نقشہ ترتیب دیا جو جنرل آنرک تھاور کے مکان سے لے کر ہیڈ کوارٹر تک جاتی تھی۔

اس نے شیر رباٹن اور گورن کے ساتھ مل کر اس سڑک کے چپے چپے کا معائنہ کیا جو جنرل کی رہائش گاہ سے فوجی ہیڈ کوارٹر تک پھیلی ہوئی تھی۔

اس سڑک پر بالآخر انھیں ایک ایسی جگہ دکھائی دی جہاں وہ جنرل کی کار روک کر اسے اغوا کرنے میں کامیاب ہو سکتے تھے۔ یہ سڑک ایک مقام پر ایک چھوٹا سا موڑ اختیار کر جاتی تھی اور اسی مقام پر پہنچ کر ہر کار ڈرائیور کو لازمی طور پر گاڑی کی رفتار ہلکی کرنی پڑتی تھی۔ گورن اور شیران دونوں نے اسی مقام کی اچھی طرح جانچ پڑتال کر کے اپنے فیصلے سے نعمان خاں کو آگاہ کر دیا اور اسے بتا دیا کہ یہ جگہ جنرل کے اغوا کے لیے مناسب ترین ہے بشرطیکہ جنرل اس انداز میں مل جائے کہ وہ اسے اغوا کرنے میں کوئی خاص دقت محسوس نہ کر سکیں۔

اس خطرناک ترین کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے زبردست مشق کی ضرورت تھی۔ سڑک کے اس موڑ کا اتنی اچھی طرح جائزہ لیا گیا کہ اس کا ایک ایک پتھر ان لوگوں کی نگاہوں میں آ گیا۔ اس سلسلے میں آخری عمل کو سرانجام دینے کے لیے کچھ اور آدمیوں کی بھی ضرورت محسوس ہوئی تھی۔

چھ آدمی شیر رباٹن نے نعمان خاں کو فراہم کیے۔ ان میں قابلِ ذکر شخصیتیں، دبیل، گوئل، ہیرک کی تھیں یہ پُرجوش نوجوان مقامی لوگوں کا روپ اختیار کیے ہوئے تھے۔ انتہائی اعلیٰ کارکردگی کے مالک اور پھرتیلے افراد تھے۔ بہرطور روزانہ شام میں اس پروگرام کی مشق ہونے لگی۔

بارہا جنرل کی کار کو موڑ سے گزرتے ہوئے دیکھا گیا لیکن عموماً اس کے ساتھ کچھ افراد ہوتے تھے۔ ایک دو بار وہ تنہا اپنے ڈرائیور کے ساتھ نظر آیا حالانکہ تخریب کاری ہو رہی تھی لیکن جنرل اپنے وقت اور اپنی مصروفیات کا انتہائی پابند تھا۔ یہ لوگ بھی اپنی مشقیں کرتے رہے۔

چار آدمیوں کو موڑ کے قریب کھائی میں چھپانے کا فیصلہ کیا گیا اور دو آدمیوں کے ذمے یہ فرض سونپا گیا کہ وہ کچھ دور آگے جنرل کی کار کا انتظار کریں اور جونہی گاڑی دکھائی دے سب کو ہوشیار رہنے کا سگنل دے دیں۔

گورن اور شیر رباٹن کے لیے دوسری ذمے داریاں منتخب کر دی گئی تھیں۔ وہ لوگ نعمان خاں سے مکمل تعاون کر رہے تھے چنانچہ مزید چھ دن کے بعد جب ان کی مشق خاصی پختہ ہو گئی تو ان لوگوں نے مقامی فوجیوں کی وردیوں کے حصول کے لیے کوشش شروع کر دی۔ وردیوں کا حصول اتنا آسان نہیں تھا لیکن اس کیلئے شیر رباٹن نے ایک ایسے شخص کا انتخاب کیا جو سپاہیوں کی وردیاں دھونے کا کام کیا کرتا تھا۔ وردیوں کے ڈھیر اس کے پاس آتے تھے اور وہ انھیں دھو کر دوبارہ ہیڈ کوارٹر تک پہنچانے کے لیے خاصے دن لے لیا کرتا تھا۔

یہ طے کیا گیا کہ اس سے کچھ وردیاں اُدھار لے لی جائیں اور پھر انھیں استعمال کے بعد واپس کر دیا جائے تاکہ اس کی زندگی بھی خطرے میں نہ پڑے۔ وہ شخص بھی ان لوگوں سے تعاون کے لیے تیار ہو گیا تھا اس کے لیے اسے اچھی خاصی رقم بھی دینا پڑی تھی۔۔۔ بہرصورت وردیاں حاصل کر لی گئیں۔ ان وردیوں کو ایک ہفتے تک اپنے پاس رکھا جا سکتا تھا۔

جنرل آنرک تھاور کے اغوا کا آخری مرحلہ آ گیا انھیں اچھی طرح معلوم تھا کہ جنرل تھاور ہمیشہ سورج غروب ہونے کے بعد ہی واپس آیا کرتا ہے۔ اس لیے سرِشام ہی یہ لوگ کیل کانٹے سے لیس ہو کر اس موڑ پر چھپ گئے جہاں جنرل کی کار کے ڈرائیور کو لازمی طور پر کار کی رفتار ہلکی کرنی پڑتی تھی۔ جُوں جُوں جنرل کے آنے کا وقت قریب آ رہا تھا ان کے دل دھڑک رہے تھے۔ ابھی سورج غروب ہونے میں آدھا گھنٹہ باقی تھا کہ جنرل کی کار خلافِ توقع بہت تیزی سے آئی اور گزر گئی۔ موڑ پر اگرچہ ڈرائیور نے اس کی رفتار ہلکی ضرور کی تھی لیکن ان لوگوں کو اس کار پر حملہ کرنے کی جرأت اس لیے نہ ہوئی کہ ابھی دن کی روشنی اچھی خاصی پھیلی ہوئی تھی۔

انھیں یہ رات گزارنے میں خاصی مشکل پیش آئی تھی وہ اس

احساس کا شکار رہے تھے کہ کہیں جنرل کو اس تمام پروگرام کا علم تو نہیں ہو گیا وہ وقت سے پہلے گھر کیوں چلا گیا۔

اور پھر اس شک کو مزید تقویت اس لیے ہوئی جب جنرل تھاور نے روزانہ سورج غروب ہونے سے پہلے گھر آنے کو معمول بنا لیا۔ اس کے باوجود انھوں نے ہمت نہیں ہاری تھی۔

وہ روزانہ باقاعدہ پروگرام کے تحت سرِشام ہی اپنی کمین گاہوں میں پہنچ جایا کرتے تھے اور جنرل تھاور کے آنے کا انتظار کرتے رہتے تھے۔

اس شام جنرل تھاور کے آنے کا وقت ہُوا تو وہ ہوشیار ہو گئے لیکن مقررہ وقت پر جنرل نہ پہنچا تو اُن کے دلوں کی دھڑکنوں میں اضافہ ہونے لگا۔ کیا آج انھیں کامیابی نصیب ہونے والی ہے؟ نعمان خاں نے گورن اور شیر رباٹن سے مشورہ کیا۔ دونوں نے متفقہ فیصلہ دیا کہ اگر آج جنرل کو تھوڑی سی بھی دیر ہو جائے تو اس موقع سے پورا پورا فائدہ اُٹھانا چاہیے وہ سب جنرل کے انتظار میں اسی موڑ پر چھپے رہے حتیٰ کہ سورج غروب ہوئے دس منٹ گزر گئے لیکن جنرل کی کار نمودار نہ ہوئی۔

وہ لمحہ بہ لمحہ اضطراب کا شکار ہوتے جا رہے تھے۔ کافی دیر کے بعد انھوں نے کار کی روشنیاں دیکھیں۔ کار آہستہ آہستہ چل رہی تھی۔ یقیناً اس میں کوئی خرابی ہو گئی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد انجن کی آواز بھی سنائی دینے لگی۔ درحقیقت انجن کی آواز میں کچھ تبدیلی تھی ان کے چہرے مسرت سے چمک اُٹھے۔ نعمان خاں نے آخری فیصلہ دے دیا کہ آج جو کچھ بھی ہُوا اپنی اس کارروائی کا آغاز کر ہی دینا چاہیے۔ چنانچہ تمام لوگ ہوشیار ہو گئے۔ وہ کار کے موڑ پر آنے کا انتظار کر رہے تھے۔

کار بڑی مشکل سے آہستہ آہستہ رینگتی ہوئی موڑ تک پہنچی اور موڑ پر اس کی رفتار بہت ہی سست ہو گئی۔ اتفاق کی بات تھی کہ اس وقت جنرل بالکل تنہا تھا اور اس کے اطراف میں ڈرائیور کے علاوہ اور کوئی موجود نہیں تھا۔ گویا قدرت نے نعمان خاں کو ایک سنہری موقع عطا کر دیا تھا جونہی کار موڑ پر پہنچی دفعتاً وہ سب پتھرا مار کر باہر نکل آئے اور اس سے قبل کہ جنرل یا اس کا ڈرائیور کوئی کوشش کر سکتے۔ انھوں نے کار کے دروازے کھول کر جنرل اور ڈرائیور کو باہر کھینچ لیا۔

جنرل کی پیشانی پر نعمان خاں نے ریوالور کی نال رکھ دی اور شیر رباٹن کے زبردست گھونسوں نے ڈرائیور کا حلیہ بگاڑ دیا۔ ڈرائیور تو بے ہوش ہو گیا لیکن جنرل عجیب گومگو کے عالم میں تھا کہ

نعمان خاں کی سرد آواز اُبھری۔

"اگر تمھارے حلق سے آواز اُبھری تو گولی حلق سے داخل ہو کر کھوپڑی سے باہر نکل جائے گی"۔

"کیا چاہتے ہو تم لوگ؟"

"جو کچھ چاہتے ہیں کر رہے ہیں تمھارے لیے۔ خاموشی ہی تمھاری زندگی کی ضمانت ہے"۔ نعمان خاں کی غرّاہٹ بہت سفاک تھی جسے جنرل نے اچھی طرح محسوس کر لیا چنانچہ وہ خاموش ہو گیا جنرل کا پستول اور ڈرائیور کے پاس موجود ہتھیار اپنے قبضے میں لے لیے گئے تھے۔

فوراً ہی تمام لوگ کار کے نزدیک پہنچ گئے۔ اس وقت ایک ایک لمحہ نازک اور مُہلک تھا۔ سخت خطرہ تھا کہ اگر اُدھر سے کوئی اور کار جنرل کی تلاش میں آ گئی تو کام خراب ہو جائے گا۔ چنانچہ سوچی سمجھی اسکیم کے تحت جنرل کی وردی اُتروا کر گورن کو پہنا دی گئی اور گورن نے اپنا لباس جنرل کو پہنا دیا۔ اس کے بعد اس کے ڈرائیور کی وردی بھی حاصل کر لی گئی جو شیر رباٹن نے پہن لی۔ حالانکہ یہ وردی اس کے تھوڑی سی چھوٹی تھی چونکہ اس کا قد دراز تھا لیکن بہرصورت رات کے اندھیرے میں اس چھوٹی وردی پر کس کو شبہ ہو سکتا تھا پھر ڈرائیور کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اور اس کے مُنہ میں کپڑا ٹھونس کر اسے وہیں ایک کھڈ میں ڈال دیا گیا اور جنرل کو کار کی پچھلی نشست میں ایک کونے میں بٹھا دیا گیا۔ اس کے برابر ہی گورن نقلی جنرل کے حُلیے میں پستول ہاتھ میں لے کر بیٹھ گیا۔ کار کی ڈرائیونگ نعمان خاں نے سنبھال لی تھی۔ فوجی ہیٹ اپنی پیشانیوں پر انھوں نے اس طرح جُھکا لیے کہ ان کا چہرہ نظر نہ آئے۔ اس طرح تاریک رات میں یہ سفر جاری ہو گیا۔ باقی لوگوں کو اپنے اپنے ٹھکانوں پر پہنچنے کی ہدایت کر دی گئی تھی۔ راستے میں کئی جگہ انھیں چوکیاں ملیں لیکن چوکی پر موجود لوگوں کو دھوکا دینا زیادہ مشکل نہیں تھا۔

جنرل کی کار دیکھ کر کوئی قریب نہ آتا۔ بس دُور ہی سے سلوٹ کیا جاتا اور فوجی اپنی اپنی جگہ اٹینشن ہو جاتے۔ تھوڑی دیر کے بعد جنرل کا مکان آ گیا۔ کار اس مکان کے سامنے سے گزری تھی دروازے پر کھڑے مسلح پہرے داروں نے فوراً مکان کا دروازہ کھولا لیکن گورن نے کمالِ جرأت سے کام لیتے ہوئے اپنا ہاتھ باہر نکال کر اشارہ کیا کہ وہ آگے جا رہا ہے اور نعمان خاں نے تیزی سے گاڑی آگے بڑھا دی۔

اس طویل راستے کے سفر کا آغاز ہو گیا جو ویلیشا کو جاتا تھا ان لوگوں نے یہی پروگرام بنایا تھا۔ ویلیشا تک کے راستے کی تمام چوکیاں مستعد تھیں لیکن تقدیر ان کے ساتھ تھی وہ ان سب کو دھوکا

دیتے ہوئے گزر گئے۔ بالآخر وہ شہر میں داخل ہو گئے۔ شہر کا ماحول بھی سنسان سا تھا۔

ویسے گلیوں، سڑکوں اور بازاروں میں انسان نظر آ رہے تھے لیکن جنرل کی کار کو پہچان کر لوگ راستہ چھوڑ دیا کرتے تھے۔ گورن جنرل تھادر کے انداز میں گردن کو ہلکے ہلکے جھٹکے دے کر فوجیوں اور غیر فوجی لوگوں کے سلام قبول کرتا آگے بڑھتا رہا۔ بالآخر وہ شہر سے بخیریت گزر کر اس پہاڑی علاقے میں پہنچ گئے جہاں سے انھیں اپنا اس برفانی سفر کا آغاز کرنا تھا۔

ابھی تک کا ڈراما نہایت سنسنی خیز تھا۔ ایک ایک لمحہ بدن میں اینٹھن بن کر گزرا تھا۔ کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ کون سا لمحہ ان کے لیے خطرناک ہو اور چاروں طرف سے ان پر فوجیوں کی یورش ہو جائے۔ نعمان خان نے اپنے آپ کو ہر خدشے اور ہر خوف کے احساس سے بے نیاز کر لیا تھا۔ وہ اپنے دل کو انتہائی مضبوط کر کے اپنی اس کارروائی کو جاری رکھے ہوئے تھا اور نہایت مضبوط لہجے اور خود اعتمادی کے ساتھ ان لوگوں کو ہدایات جاری کر رہا تھا۔

پہاڑی علاقے میں سب سے پہلی مناسب جگہ پہنچ کر وہ سب کار سے اُتر آئے۔ کار کو چھوڑ دینا بہت ضروری تھا چنانچہ ان سب نے مل کر کار کو ایک گہرے کھڈ میں دھکیل دیا اور جنرل کو اتار کر پہاڑی دروں میں پیدل سفر کرنے لگے۔ جنرل آئزک تھادر نے محسوس کر لیا کہ اب وہ ان لوگوں کے نرغے سے نکلنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اس لیے اُس نے اشارے سے کہا کہ اس کے مُنہ سے کپڑا نکال دیا جائے تاکہ وہ سکون سے سانس لے سکے۔

نعمان خان نے ایک لمحے کے لیے سوچا اور پھر گورن کو اشارہ کر دیا، جو اب بھی جنرل کی وردی میں ملبوس تھا۔ گورن نے جنرل آئزک تھادر کے مُنہ سے کپڑا نکال دیا تھا۔ آئزک تھادر مُنہ اُٹھا کر گہری گہری سانس لینے لگا۔

اس دوران اس کی حالت کافی خراب ہو گئی تھی لیکن مُنہ سے کپڑا ہٹ جانے کے بعد اس کی کیفیت بحال ہونے لگی۔ اُس نے شکست خوردہ نگاہوں سے ان لوگوں کو دیکھا اور بھاری لہجے میں بولا۔ ”میں نہیں جانتا کہ تم کون ہو اور کس لیے تم نے مجھے اغوا کیا ہے البتہ اتنا کہہ سکتا ہوں کہ تم مقامی باشندے نہیں معلوم ہوتے، بہرحال تم مجھے اس طرح لے چلو کہ میں کسی جسمانی تکلیف کا شکار نہ ہوں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمھارے خلاف کوئی قدم نہیں اُٹھاؤں گا۔“

”ٹھیک ہے جنرل اس وقت تک تم سے تعاون کیا جائے گا جب تک تم اپنے وعدے کی پابندی کرو گے۔ لیکن جہاں بھی محسوس کیا گیا کہ تم کسی غلط حرکت کے مرتکب ہو رہے ہو تمھیں گولی مار دی جائے گی۔ ہمیں تمھاری زندگی سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔“ نعمان نے بھاری لہجے میں کہا اور جنرل نے گردن ہلا دی۔

★★

دن کی روشنی شیران کے لیے بہت زیادہ خطرناک تھی۔ سدھاشی اس کے ساتھ تھی۔ وہ غار ہی میں چھپے رہے۔ شیران نے باہر نکلنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ وہ ایک بار اُسے غار کے اطراف میں آہٹیں محسوس ہوئیں اور وہ اسٹین گن لیے مستعد ہو گیا۔ اس وقت اگر کوئی سایہ بھی غار پر اُسے نظر آ جاتا تو وہ گولی چلانے سے دریغ نہ کرتا۔ وہ سارا دن غار کے دہانے کے پاس تعینات رہا۔ کبھی کبھی اُسے انسانی آوازیں بھی سُنائی دے جاتی تھیں اور یقیناً یہ آوازیں لوئی کے ساتھیوں کی تھیں جو اُسے تلاش کر رہے تھے۔ شیران نے اس دوران بہت سے فیصلے کیے تھے، سدھاشی کو فوراً ہی ہلاک کیا جا سکتا تھا لیکن اس طرح لُطف تو نہ آتا۔ لوئی کی دوستی اس کے لیے بڑی نہیں تھی اور یہ علاقہ اس کے لیے گوناگوں دلچسپیوں کی آماجگاہ بن سکتا تھا چونکہ یہاں کی دہشت خیزی اس کی فطرت کے عین مطابق تھی۔

بدھا خاندان سے انتقام کے مناظر بھی شیران کو بہت دلچسپ محسوس ہوئے تھے۔ خود سوزی کرنے والے انسان اور طرح طرح کے طریقے اختیار کر کے خودکشی کرنے والوں کے گروہ اس کی دلچسپیوں کو بڑھا رہے تھے لیکن پتہ نہیں یہ اس کی بدنصیبی تھی یا لوئی کی کہ سدھاشی درمیان میں آ ٹپکی۔

شیران اس قسم کا آدمی تھا۔ اپنے مقصد کے حصول کے لیے وہ دُنیا کے کسی رشتے کسی دوستی کو خاطر میں نہیں لاتا تھا۔ اس نے لوئی کی تمام تر دوستی ٹھکرا دی اور پھر جب اُسے اس بات کا علم ہوا کہ لوئی پوری پلاننگ کے ساتھ کام کر رہا تھا اور اُسے علم تھا کہ شیران کون ہے۔ وہ سدھاشی کے حصول کے لیے شیران کو بے وقوف بنا تا رہا تھا، تو شیران کا دل مطمئن ہو گیا کہ اس نے کسی دوست کے ساتھ غداری نہیں کی ہے حالانکہ دوستی اور دُشمنی کا تصور اس جیسے آدمی کے لیے کوئی خاص حیثیت نہیں رکھتا تھا۔ لیکن بہرطور چند افراد ایسے بھی تھے جنھوں نے اُسے متاثر کیا تھا۔ لوئی بھی تھوڑا سا انھیں لوگوں میں شمار ہوتا تھا لیکن بعد میں لوئی کی شخصیت شیران کی نگاہوں میں بدل گئی۔

سارا دن یُونہی نہیں گزر گیا تھا۔ سدھاشی بے چاری نے بھی دم نہیں مارا تھا۔ وہ بدنصیب اس غلط فہمی کا شکار ہو گئی تھی کہ اس کے لیے شیران کے دل میں نمی پیدا ہو گئی ہے۔

وہ کیا جانتی تھی کہ جس شخص کے دل میں وہ نمی کا تصور کر رہی ہے وہ دل ہی سے محروم ہے۔ اس کے دل میں کبھی کسی کے لیے دوستی یا ہمدردی کے جذبات نہیں اُبھرتے اور خاص طور سے کسی عورت کے لیے۔ دن گزر گیا اور آوازیں معدوم ہو گئیں۔ تلاش کرنے والے مایوس ہو کر شاید اس علاقے سے آگے بڑھ گئے تھے۔ شیران چند لمحات کے لیے باہر آیا۔ بہت ہی محتاط انداز میں اس نے اطراف میں نگاہیں دوڑائیں۔ کسی انسانی وجود کا شبہ نہیں ہوا تھا۔ تب وہ واپس غار میں پہنچ گیا۔

”ہم رات کو سفر کریں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہم اس علاقے سے دُور نکل جائیں اور یہی ہمارے حق میں بہتر ہو گا۔“

”ٹھیک ہے شیران۔ لیکن کیا تم ان علاقوں کے بارے میں کچھ معلومات رکھتے ہو؟“ سدھاشی نے پوچھا۔

”نہیں اس وسیع زمین کے بارے میں زیادہ معلومات حاصل کرنا بے مقصد ہی ہوتا ہے بس جدھر مُنہ اُٹھ جائے چل پڑو۔“

”او ہو۔ تو تم بنکاک جانے کا ارادہ نہیں رکھتے؟“

”بنکاک سے مجھے اس وقت تک دلچسپی تھی جب تک میں وہاں موجود تھا۔ میں جب اپنے قبیلے چھوڑ آیا اپنے بچپن کی بستی مجھ سے اتنی دُور چلی گئی کہ اب میں وہاں واپسی کا تصور بھی نہیں کر سکتا تو پھر یہ غیر علاقے میرے لیے کیا حیثیت رکھتے ہیں۔“

”اور مارلینو؟“

”ہاں۔ مارلینو بلاشبہ ایک قابلِ احترام ہستی ہے، شاید اس کائنات میں وہ واحد شخص ہے جس نے شیران کو متاثر کیا ہے لیکن ضروری نہیں ہے کہ میں مارلینو کو تلاش کرتے ہوئے اپنی زندگی خطرے میں ڈال دُوں ہاں۔ اگر کبھی دوبارہ اس سے مڈبھیڑ ہو گئی تو ٹھیک ہے ویسے میں نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ آٹھ دشمنوں کو ہلاک کر دُوں گا۔ ان میں سے دو میرے ہاتھوں موت کا شکار ہو چکے ہیں۔ باقی چھ ہیں، اگر زندگی نے وفا کی اور مہلت ملی تو ان چھ کو بھی تلاش کر لوں گا اور ان میں سے جتنے بھی مجھے مل جائیں انھیں ہلاک کر کے میں سوچوں گا کہ میں نے مارلینو کا قرض ادا کیا ہے۔“

”دوسرا کون ہے جس کو تم نے ہلاک کر دیا؟“ سدھاشی نے پوچھا۔

”ڈاکٹر برٹیو۔ وہ ہانگ کانگ میں میرے ہاتھوں موت کا شکار ہو چکا ہے۔“

”اوہ۔ مجھے معلوم نہیں تھا۔“ سدھاشی نے کہا۔ پھر بولی۔ ”تو پھر اب تم رات کو سفر کرو گے؟“

”کیا تم سفر کرنے کے قابل ہو؟“ شیران نے پوچھا۔

”ہاں۔ کیوں نہیں، تمھارے ساتھ تو میں زندگی کی آخری منزل تک چلنے کے لیے تیار ہُوں، خواہ ساری زندگی سفر ہی میں کیوں نہ گزر جائے۔“ سدھاشی پیار بھرے لہجے میں بولی اور شیران عجیب سی نگاہوں سے اُسے گھورنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں حقارت آمیز مُسکراہٹ تھی جس کو سدھاشی اس وقت نہ دیکھ سکی کیوں کہ رات جُھک آئی تھی۔

بہرحال اس کے بعد شیران نے پھر سفر شروع کر دیا۔ اس سفر کا واقعی کوئی مقصد نہ تھا۔ بس شیران لوئی کے علاقے سے دُور نکل جانا چاہتا تھا۔ کنگ لوئی کو شکست تو ہو چکی تھی اب اگر وہ اس کے سامنے ہی آ جاتا تو دُوسری بات تھی۔ ورنہ شیران اُسے نظر انداز بھی کر سکتا تھا لیکن صورتِ حال اس کے مقابلے میں زیادہ بہتر نہ رہی۔ یہ رات چاندنی رات تھی۔ آسمان صاف تھا اور درختوں سے روشنی چھن چھن کر نیچے آ رہی تھی۔

یوں بھی یہاں کہیں کہیں چھدرے چھدرے درخت تھے کبھی جنگل آ جاتے اور کبھی چٹیل میدان، شیران ان علاقوں میں سفر کرتا رہا۔ پھر اُس نے ایک نالے کو عبور کیا۔ نالے کے دُوسری جانب ایک گھنا جنگلی علاقہ پھیلا ہُوا تھا، شیران اس علاقے میں پہنچ گیا۔ اس گھنے جنگل کے بائیں سمت اُسے چٹیل میدان نظر آ رہا تھا اور میدان کے اختتام پر ایک عظیم الشان پہاڑی سلسلہ جو نجانے کہاں تک چلا گیا تھا۔

شیران اسی سلسلۂ کوہ کی جانب جانے کا فیصلہ کر چکا تھا لیکن جب وہ پہاڑی نالے کو عبور کر کے اس جنگل میں داخل ہُوا تو دفعتاً تیز روشنیوں میں نہا گیا۔ یہ ٹارچوں کی روشنیاں تھیں اور یقیناً یہ لوئی ہی کے آدمی تھے جو اُسے تلاش کرتے ہُوئے یہاں تک پہنچ چکے تھے۔ اب اس کے علاوہ اور کوئی چارۂ کار نہیں تھا کہ شیران ان لوگوں سے مقابلہ کرے۔

چنانچہ اُس نے سدھاشی کو زمین پر دھکا دیا اور پھر اُس کی اسٹین گن گولیاں اُگلنے لگی۔ کئی ٹارچیں بجھ گئی تھیں لیکن جوابی حملہ ہونے میں بھی دیر نہ لگی۔ کافی دیر تک فائرنگ ہوتی رہی۔ شیران ایک ایسے علاقے میں تھا جہاں سے وہ اپنا بہتر تحفظ نہیں کر سکتا تھا چنانچہ وہ چھپکلی کی طرح زمین پر رینگتا ہُوا ایک درخت کے موٹے تنے کی آڑ میں پہنچ گیا۔ یہاں وہ گولیوں سے محفوظ ہو گیا تھا۔ سدھاشی بھی اس کی تقلید کر رہی تھی۔

"تم یہیں چھپی رہو۔ یہاں سے باہر نکلنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مَیں دیکھتا ہُوں وہ کتنے ہیں؟"

"لیکن۔ لیکن۔ درخت کی آڑ سے نکلنا تمھارے لیے سُود مند نہیں ہوگا۔ روشنی پھیلی ہُوئی ہے وہ لوگ ہمیں صاف دیکھ سکتے ہیں!"

"اوہ۔ اس کے باوجود اُنھیں ہلاک کرنا ضروری ہے۔" "تم نے مجھے غلط سمجھا ہے۔ شیران نے کہا اور اپنی جگہ چھوڑ دی۔ وہ ان چند سایوں کو دیکھ چکا تھا جو آہستہ آہستہ پوزیشن لیے ہُوئے اُس کی طرف آ رہے تھے پھر جب وہ اس کی رینج پر پہنچے تو وہ ایک دم کھڑا ہوگیا اور اُس نے گولیوں کی باڑھ ان سایوں پر ماری، چند چیخیں اُبھریں اور اس کے بعد خاموشی چھا گئی۔

دُوسری طرف سے بھی فائرنگ ہُوئی تھی لیکن اپنا کام کر کے وہ پھر زمین پر لیٹ گیا تھا۔ دفعتاً اُسے میگا فون پر گونگ لوئی کی آواز سُنائی دی۔

"شیران۔ تمھیں دیکھ لیا گیا ہے۔ میرے آدمی چاروں طرف پھیلے ہُوئے ہیں، تم ان سے بچ نہیں سکو گے۔" شیران نے آواز کی سمت چند فائر جھونک مارے لیکن اس وقت اس کے غصّے اور تلملاہٹ کی انتہا نہ رہی جب اُسے پتہ چلا کہ اسٹین گن کا میگزین بھی ختم ہوگیا ہے!!

تھوڑی سی گولیاں اُگلنے کے بعد اسٹین گن ٹروچ ٹروچ کر کے رہ گئی تھی۔ یہ مرحلہ شیران کے لیے واقعی پریشان کُن تھا اور اب اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ پھر یہاں سے بھاگنے کی کوشش کرے لیکن سدھاشی کو چھوڑ کر بھاگنا اس کے لیے ممکن نہیں تھا۔ چنانچہ وہ رینگتا ہُوا واپس اسی جگہ آیا جہاں سدھاشی موجود تھی اور اس کے بعد اُس نے سدھاشی کا ہاتھ پکڑ کر دوڑنا شروع کر دیا۔ گولیوں نے اب بھی اس کا تعاقب کیا تھا۔ لیکن شیران برق رفتاری سے دوڑتا ہُوا اُن کی زد سے دُور نکل آیا تھا۔ غالباً حملہ آور اس رُخ پر موجود نہیں تھے، جدھر شیران دوڑ رہا تھا۔

شیران کا رُخ اُس چٹیل میدان کی طرف تھا حالانکہ جنگلی راستے کو چھوڑ کر میدان کی طرف بھاگنا اس کے لیے خطرناک بھی ثابت ہو سکتا تھا لیکن یہ دوڑ بہتر ہی ثابت ہُوئی کیونکہ جُونھی جنگل ختم ہُوا، اُسے ایک ڈھلان مل گیا۔ یہ ڈھلان میدان کے درمیان ایک دراڑ تھی جو دُور تک چلی گئی تھی۔ دونوں دوڑتے ہوئے دراڑ میں داخل ہو گئے تھے اور پھر جوں جوں وہ آگے بڑھتے گئے دراڑ گہری ہوتی چلی گئی۔ پتہ نہیں اس کا اختتام کہاں تھا اور ان چٹیل پہاڑوں کے پاس پہنچتے پہنچتے اُنھیں کن کن مشکلات سے گزرنا ہوتا۔ آگے چل کر دراڑ بائیں سمت مڑ گئی تھی۔ شیران بے تکان اس پر چلتا رہا۔ اس کی چوڑائی اتنی ہی تھی کہ دو آدمی برابر برابر چل سکتے تھے۔ دونوں طرف آسمان کی بلندیوں کو چھُوتی ہُوئی پہاڑی دیواریں موجود تھیں۔

وہ اتنی گہرائی میں آ چکے تھے کہ اب اُن کے لیے واپسی بھی تقریباً ناممکن ہی ہو گیا تھا۔ دراڑ کافی دُور تک اسی طرح چلی گئی تھی اور پھر اچانک ہی اس کا اختتام ہو گیا۔ یہ اختتام ایک پہاڑی چٹان کے پاس ہُوا تھا۔ چٹان کے نیچے کے حصّے میں ایک بہت بڑا غار نظر آ رہا تھا اور یہ چٹان خاصی دُشوار گزار تھی۔ ہر چند کہ اس پر چڑھنا ناممکن نہیں تھا لیکن بہر صورت اس پر چڑھنے کے لیے اُنھیں اتنی بلندی عبور کرنی ہوتی کہ اس کا تصوّر بھی اس وقت مشکل تھا۔ اس وقت یہی پہاڑی غار غنیمت تھا۔ ہاں اگر وہ لوگ بھی اس تک پہنچ گئے تو پھر فرار کے لیے کوئی راستہ نہیں رہ جاتا تھا۔

بہر صورت یہ بعد کی بات تھی۔ اس وقت تو ان لوگوں کے سامنے آ جانے کے بعد اپنی زندگی بچانے کا مسئلہ تھا۔ پتہ نہیں وہ لوگ اس سمت میں آئیں گے یا کوئی اور رُخ اختیار کریں گے۔ ویسے اس سمت تک پہنچنے کے لیے اُنھیں خاصا لمبا سفر کرنا پڑے گا۔ ممکن ہے وہ دراڑ میں داخل ہونے سے گریز کریں۔ سدھاشی کی سانس پھر پھول رہی تھی۔ بُری طرح دوڑتے ہُوئے آئے تھے یہ لوگ چنانچہ سدھاشی زمین پر لیٹ کر گہری گہری سانسیں لینے لگی اور شیران آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر غار کا جائزہ لیتا رہا۔

اچھا خاصا وسیع و عریض غار تھا۔ رات کی تاریکی میں اس کے بارے میں صحیح اندازہ نہیں ہو سکتا تھا لیکن بہر صورت شیران نے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ اتنا کشادہ ضرور ہے کہ اگر اس میں چھپنے کی جگہ تلاش کر لی جائے تو شاید ان لوگوں کو دھوکا دیا جا سکے۔ اس نے سدھاشی کو بھی اس کی تاکید کی اور وہ دونوں تاریکی میں غار کی دیواریں ٹٹولنے لگے۔ تھوڑی دیر کے بعد سدھاشی کے حلق سے ایک آواز نکل گئی۔

"اوہ۔ شیران، اس طرف ایک سرنگ ہے!!"

"کہاں۔ کس طرف!" "جہاں تم کھڑی ہو وہاں دیوار بجا کر مجھے اپنے رُخ سے آگاہ کرو۔ یہاں اتنی تاریکی ہے کہ میں تمھیں دیکھ نہیں سکتا۔ شیران نے کہا اور چند لمحات کے بعد اُسے دھپ دھپ کی آواز سُنائی دی۔ وہ اس آواز کی سمت چل پڑا۔ تقریباً دس قدم چل کر اس کے ہاتھ سدھاشی کے بدن سے ٹکرائے۔۔

سدھاشی نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔ پھر اُس نے شیران کو سرنگ کا دہانہ دکھایا اور اُسے ساتھ لیتے آگے بڑھتی چلی گئی۔

"ہاں۔ سرنگ ہی ہے۔ زیادہ کشادہ نہیں ہے۔ کیا خیال ہے اس میں آگے بڑھا جائے یا یہیں رکیں؟"

"میرا خیال ہے چلتے رہو ممکن ہے ہم کسی ایسی جگہ پہنچ جائیں جو قابلِ اعتماد ہو۔ اس جگہ کے بارے میں ہم بھروسے کچھ نہیں کہہ سکتے؟"

"ٹھیک ہے۔" شیران نے اس سے اتفاق کیا اور وہ ٹٹولتے ہوئے سرنگ میں آگے بڑھنے لگے لیکن یہاں اُن کے چلنے کی رفتار بہت سست تھی۔ یہ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ اگلا قدم اُنھیں کہاں لے جائے چنانچہ وہ محتاط ہو کر اس سرنگ میں چل رہے تھے۔ بڑا خطرناک سفر تھا۔ تقریباً دو فرلانگ وہ اس سرنگ میں چلتے رہے اور اس کے بعد اُنھیں تازہ ہوا کے جھونکے محسوس ہوئے اس ہوا کو شیران اور سدھاشی دونوں ہی نے محسوس کر لیا تھا۔

"بڑھتی رہو۔ بڑھتی رہو۔ یوں لگتا ہے جیسے ہم سرنگ کے دُوسرے دہانے پر پہنچنے والے ہیں۔ شیزان بولا۔"

سدھاشی نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

اس معمولی سی کارروائی کو کوئی بڑی اہمیت نہیں دی جا سکتی تھی کیونکہ ابھی تو اصل مسئلہ باقی تھا۔ جنرل تھادر کو یرت کا عظیم الشان صحرا عبور کر کے سمندر کے کنارے لے جانا۔ یہاں بحری بیڑے سے رابطہ قائم کرنا اور کامیابی کے ساتھ جنرل کو بیڑے پر پہنچانا۔ اس کے بعد اس مہم کی ذمے داری ختم ہوتی تھی اور کون جانتا تھا کہ اس کے بعد بھی کیا حالات پیش آئیں۔

گورن اور شیران بے حد پُرجوش تھے لیکن نعمان خان نے گہری سنجیدگی اختیار کر رکھی تھی۔ برف کی اس پناہ گاہ میں اُنھوں نے پہلا قیام کیا تھا۔

جنرل تھادر ایک پُروقار شخصیت کا مالک تھا لیکن ان میں سے ہر فرد جانتا تھا کہ یہ وہ شخص ہے جس نے ویلیسا کے باغیوں کی خوفناک کارروائیوں کو ناکام بنا کر رکھ دیا تھا۔ اور اگر یہ نہ ہوتا تو باغی آن کی آن میں بینتھو کردسو کو ہیس کر رکھ دیتے۔ ویلیسا کے لاکھوں باشندے اس شخص کی وجہ سے بینتھو کردسو کی غلامی کا طوق پہنے ہوئے تھے۔ ایسی شخصیت معمولی تو نہیں ہو سکتی تھی وہ کسی بھی وقت کوئی ایسی چال چل سکتا تھا جو ان کے حق میں قاتل ثابت ہوتی۔

اس لیے اس پر مشتبہ نگاہ رکھی جا رہی تھی۔

اسے ایک محفوظ جگہ رکھا جا رہا تھا۔ اور وسیل اور بیرک اس پر تعینات کر دیے گئے تھے۔ نعمان خان نے اُن سے کہا تھا کہ اس شخص کی ایک ایک جنبش پر نگاہ رکھنا ضروری ہے۔ ہر چند کہ ہم نے اس کی خواہش پر اس کا مُشتہ آزاد کر دیا ہے۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ ہم نے خطرہ مول لیا ہے۔ اگر تمھاری نگاہ چُوکی تو ہم سخت خسارے سے دوچار ہو جائیں گے۔

"میری ایک رائے ہے چیف۔ گوئل نے کہا۔

"ہاں کہو۔"

"اس کی وردی تو ہم نے حاصل کر لی ہے اور اس کے ہتھیار بھی ہمارے قبضے میں ہیں۔ لیکن اگر اس کی گھڑی جوتے اور اس کے کان میں جو آلۂ سماعت لگا ہوا ہے اگر وہ بھی ہم اپنے قبضے میں کریں تو کیا مناسب نہیں ہوگا؟"

"بھلا ان چیزوں سے وہ ہمیں کیا نقصان پہنچا سکتا ہے۔ گورن حیران ہو کر بولا۔

"نہیں گورن۔ تم نے گوئل کی بات کی گہرائی پر غور نہیں کیا۔ تھادر کا تعلق جس ملک سے ہے وہ جدید ترین ملک ہے۔ ان میں سے کسی شے میں کوئی ایسی چیز پوشیدہ ہو سکتی ہے جو ہمیں نقصان پہنچائے۔ علاوہ ٹرانسمیٹر۔" نعمان خان نے کہا اور گورن دانتوں تلے زبان دبا کر خاموش ہو گیا۔ نعمان خان نے اس کی اجازت دے دی تھی۔

جنرل تھادر نے گھڑی نکال کر دے دی لیکن جب اُس سے جوتے اور آلۂ سماعت طلب کیا گیا تو وہ غرّا کر بولا۔ "ان چیزوں کی ضرورت تمھیں کیوں پیش آ گئی۔ آلۂ سماعت کے بغیر میں سُن کیسے سکوں گا اور جوتے کیا برف پر ننگے پاؤں سفر کیا جا سکتا ہے!

"آپ کے پیروں کے سائز کے دُوسرے جوتے آپ کو دے دیے جائیں گے مسٹر تھادر۔ آلۂ سماعت کی آپ کو چنداں ضرورت نہیں کوئی بات آپ کو سُنانی ہوگی تو یہ آپ کو واپس کر دیا جائے گا۔" گوئل بولا۔

"تم نے دیکھا جب میں نے خود کو تمھارے شکنجے میں بے بس محسوس کر لیا تو ساری جدّوجہد ترک کر دی۔ میں چاہتا ہوں تم میرے ساتھ بہتر سلوک کرو۔"

"وعدہ کیا جاتا ہے جنرل کہ اس کے علاوہ آپ کو کوئی اور تکلیف نہیں دی جائے گی۔ گوئل بولا۔ جنرل کو دُوسرے جوتے دے دیے گئے تھے۔

تمام لوگ جانتے تھے کہ بہت جلد جنرل کے اغوا کے بارے میں ہیڈ کوارٹر کو معلوم ہو جائے گا اور اس کے بعد ویلیسا کے بے شمار ذرائع اس کی تلاش میں نکل پڑیں گے اگر یہ لوگ ان کے ہاتھ آ گئے تو اُنھیں کہیں پناہ نہ ملے گی اس لیے وہ جلد از جلد اپنا یہ سفر طے کر لینا چاہتے تھے۔

تیسرے دن دوپہر کو جب وہ ایک برفانی چوٹی کے قریب ایک غار میں فروکش تھے، آسمان پر طیاروں کا ایک غول نمودار ہوا۔ یہ طیارے بہت نیچی اور سست پرواز کر رہے تھے اور بہت دُور تک پھیلے ہوئے تھے۔ نیچے موجود لوگوں میں سنسنی پھیل گئی۔ جنرل کو فوراً قابو میں کر لیا گیا تھا۔ تھارے ان طیاروں کی کارروائی کا جائزہ لیا جانے لگا۔ خدشہ یہ تھا کہ کہیں چھاتہ بردار ان ویرانوں میں نہ اُتار دیے جائیں۔ یہ کارروائی قرین قیاس تھی لیکن ایسی کوئی بات نہ ہوئی اور طیارے تقریباً آدھے گھنٹے تک نیچی پرواز کر کے واپس چلے گئے

جب تک طیارے یہاں رہے ان لوگوں کی جان سُولی پر رہی تھی۔ آخری طیارے کے نگاہوں سے معدوم ہونے کے بعد ہی اُنھوں نے سکون کا سانس لیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود سارا دن اُنھوں نے اس غار میں گزارا۔ جنرل نے چونکہ طیاروں کی کارروائی کے دوران کسی قسم کی مزاحمت نہیں کی تھی اس لیے اس پر اعتماد کا اظہار کیا گیا اور اُس کی خواہش پر اُسے چہل قدمی کی اجازت دے دی گئی۔ رات کو سفر کا فیصلہ کیا گیا لیکن جب یہ لوگ غار سے باہر نکلے تو موسم بے حد خراب ہو گیا۔ آسمان پر اتنی گہری تاریکی چھا گئی کہ ہاتھ کو ہاتھ سُجھائی نہ دے۔ یہ موسم سفر کے لیے بالکل موزوں نہیں تھا اس لیے متفقہ طور پر اس رات بھی سفر ملتوی کر دیا گیا۔ رات کو جنرل تھادر کے پیٹ میں مروڑ اُٹھی اور وہ دُور سے کراہنے لگا! کئی بار اُسے حوائجِ ضروری کے لیے جانا پڑا لیکن دُور سے اس کی نگرانی کی گئی تھی۔ تاکہ وہ فرار نہ ہو سکے۔ صبح کو موسم کسی قدر بہتر ہو گیا چنانچہ طے یہ کیا گیا کہ سست رفتاری سے سفر کیا جائے اور سفر کا آغاز ہو گیا لیکن یہ سفر زیادہ تیزی سے نہیں ہو سکا تھا کیونکہ آگے بلندی تھی۔

بہر حال جس قدر ممکن ہو سکا سفر کیا گیا۔ پھر یہ لوگ بلندی پر پہنچ گئے۔ دفعتاً گورن کوئی چیز دیکھ کر ٹھٹک گیا۔ اس کے چہرے پر گہرے خوف کے آثار پھیل گئے تھے۔ اُس نے نعمان خان کو متوجہ کیا۔ "آہ۔ جنرل چال چل گیا۔" اُس کے منہ سے نکلا۔

مقبول عام مصنف ایم۔ اے راحت کے سدا بہار قلم سے شاہکار ناول

پارس

"کیوں۔ کیا بات ہے؟"

"وہ۔ وہ دھبہ دیکھ رہے ہیں آپ۔ براہِ کرم یہ دُوربین لیجیے اور دیکھیے یہ کمبخت جنرل کیسی خوفناک چال چل گیا ہے۔" نعمان خان نے گورن کے ہاتھوں سے دُوربین جھپٹ لی۔

برف کی سفید چادر پر ایک دھبہ نظر آ رہا تھا۔ دُوربین میں یہ دھبہ واضح ہو گیا۔ سُرخ رنگ سے صاف "ٹی۔ ایچ" کے نقطے نظر آ رہے تھے!

"یہ کیا ہے؟" نعمان خان خوف زدہ لہجے میں بولا۔

"ٹی۔ ایچ۔ یعنی تھادر۔" گورن بولا۔

"اوہ۔ لیکن وہ جگہ۔

"اس غار سے زیادہ دُور نہیں ہے جہاں ہم نے قیام کیا تھا چونکہ وہ گہرائی میں ہے اس لیے یہاں سے صاف نظر آ رہی ہے۔!

"لیکن یہ ہے کیا چیز؟"

"آہ۔ میں بتا سکتا ہوں۔ جنرل کے اس نئے لباس میں ایک سُرخ رُومال تھا۔ رات کو اس لیے اس کے پیٹ میں درد ہو رہا تھا اور بار بار باہر جا رہا تھا۔ ہم اس کی چالاکی پر غور نہ کر سکے۔ غالباً طیاروں کو دیکھ کر اُس کے ذہن میں یہ خیال آیا ہوگا۔ شیرربائن نے کہا۔

"اب کیا کیا جائے؟"

"اگر ہم میں سے کوئی اس نشان کو مٹانے کے لیے واپس جائے تو سارا دن یہیں صرف ہو جائے گا۔

"اس کے باوجود اسے صاف کرنا ضروری ہے۔"

"تو پھر میں جاتا ہوں۔ آپ لوگ سفر جاری رکھیں۔ بیوک نے رضاکارانہ پیش کش کی۔ میں اپنا یہ کام کر کے تیزی سے آپ کے پاس پہنچنے کی کوشش کروں گا۔"

"شکریہ بیوک، یہ ضروری ہے۔ ہم سفر کی سست رفتار جاری رکھیں گے۔ نعمان خان نے دانت بھینچتے ہوئے کہا۔ جنرل ان کی گفتگو سے بے نیاز نظر آ رہا تھا۔ یقیناً اُسے صورتِ حال کا اندازہ ہو گیا تھا لیکن وہ خود کو بے تعلق ظاہر کرنے کی کوشش

کر رہا تھا۔

بیوک روانہ ہو گیا۔ نعمان خان نے طیش کے عالم میں جنرل کا گریبان پکڑ کر جھنجوڑتے ہوئے کہا۔ "تم نے ثابت کر دیا کہ تمھیں دی ہوئی مراعات غلط تھیں۔"

"کیوں کیا بات ہے؟" جنرل نے بے تعلقی سے کہا۔

"تم نے رومال کی دھجیوں سے ٹی ایچ کا نشان بنایا ہے۔"

"ہاں۔ مجھے اس سے انکار نہیں۔"

"کیا تم نے ہماری دی ہوئی مراعات سے فائدہ نہیں اُٹھایا؟"

"یہ میرا حق تھا۔ تم لوگوں نے مجھے اغوا کیا ہے۔ میری مرضی سے تو نہیں لائے۔"

"اس کے نتیجے میں تمھیں شوٹ بھی کیا جا سکتا ہے۔" نعمان خان غرّایا۔

"تم لوگ جہاں مجھے لے جا رہے ہو وہاں کیا میری تاجپوشی کی جائے گی۔" جنرل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمھاری اس حرکت کی سزا دی جائے گی تمھیں۔"

"یہ میرا رومال ہے اس کے لیے میری اجازت کی ضرورت تو نہیں۔" جنرل نے ہنستے ہوئے کہا۔ پھر بولا۔ "ویسے میں یہ جانتا ہوں کہ تم مجھے شوٹ نہیں کرو گے۔ اس لیے میں مطمئن ہوں۔"

"تم اس غلط فہمی کا شکار کیوں ہو گئے۔" گورن بولا۔

"اس لیے کہ اگر تم مجھے قتل کرنا چاہتے تو وہیں قتل کر سکتے تھے جہاں سے تم نے مجھے اغوا کیا تھا۔" جنرل نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

"چیف۔ اس آلۂ سماعت کو فوراً توڑ ڈالیے۔ یقیناً یہ آلۂ سماعت کے علاوہ کچھ اور ہے۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ جنرل تھاور آلۂ سماعت کے بغیر بخوبی سُن رہے ہیں اور جواب دے رہے ہیں۔"

"اوہ گڈ۔ واقعی یہاں مجھ سے چُوک ہو گئی۔ اس میں ایک ننھا سا ٹرانسمیٹر فٹ ہے لیکن اس کا حیطۂ عمل محدود ہے۔" جنرل نے کہا۔ نعمان خان نے جلدی سے آلۂ سماعت جیب سے نکال کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور پھر وہ بیوک کی طرف دیکھنے لگا جو برف کے ڈھلان پر تیزی سے دوڑ رہا تھا لیکن اس کے ساتھ ہی انھیں کچھ اور بھی نظر آیا تھا۔ بہت دور، برف اور آسمان کے درمیان دو سیاہ نقطے پرواز کرتے دکھائی دیے تھے... یہ ہیلی کاپٹر تھے۔

دفعتہً گورن چیخا۔ "فوراً کوئی چھپنے کی جگہ تلاش کرو ورنہ وہ ہمیں گولیوں سے چھلنی کر دیں گے۔" اُس کی آواز پر سب چونک پڑے۔ وہاں چھپنے کے لیے کوئی خاص جگہ نہیں تھی سوائے برفانی گڑھوں کے اور یہ بھی نہیں کہا جا سکتا تھا کہ کون سا گڑھا کیسے خطرات کا حامل ہے۔ بہرحال ایک خطرے سے بچنے کے لیے دوسرا خطرہ مول تو لینا ہی تھا۔ شیرر نے ایک گڑھے کی طرف اشارہ کیا... اور دوسرے ہی لمحے سب اس طرف دوڑ پڑے۔ جنرل نے پہلوتہی کرنا چاہی تو نعمان خان کا ایک زبردست گھونسہ، اُس کے جبڑے پر پڑا۔ وہ اپنی فطرت کو نہیں دبا سکا تھا... اور پھر برف پر گرے ہوئے جنرل کی ایک ٹانگ گھسیٹ کر اُس نے اُسے ایک گڑھے میں دھکیل دیا۔ گڑھا زیادہ گہرا نہیں تھا لیکن جنرل اس میں گر کر بے سدھ ہو گیا۔ شاید نعمان خان کے آہنی گھونسے نے اُس کے حواس چھین لیے تھے۔ بہرحال، نعمان خان کے علاوہ سب دبک گئے تھے۔ نعمان خان جب گڑھے میں نہ کودا تو شیرر بھنچی بھنچی آواز میں چیخا۔

"چیف! نیچے آ جاؤ ورنہ..."

"خاموش رہو۔" نعمان خان کی غرّاہٹ سُنائی دی... شیرر اور دوسرے لوگوں کو اُس کی آواز میں بڑی سفّاکی محسوس ہوئی تھی۔ وہ کوشش کے باوجود نہ بول سکے۔

نعمان خان، بیوک کو دیکھ رہا تھا جس کی زندگی خطرے میں پڑ گئی تھی لیکن بیوک کی تقدیر اچھی تھی۔ ہیلی کاپٹر نے ٹی۔ ایچ کے نشان کو دیکھ لیا تھا۔ وہ آگے نہیں آئے بلکہ وہیں سے گھوم گئے اور ایک لمبا چکر لگا کر اور نیچے آ گئے تاکہ قریب سے اس نشان کو دیکھ سکیں۔ اس دوران بیوک کو موقع مل گیا۔ وہ اس جگہ سے تقریباً پچاس گز دور ایک گڑھے میں کود گیا تھا۔

ہیلی کاپٹروں نے نیچے آنے کی حماقت نہیں کی تھی۔ شاید وہ خطرہ محسوس کر چکے تھے... پھر وہ بلند ہو کر واپس چل پڑے اور تھوڑی دیر بعد نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔

"باہر آ جاؤ... وہ چلے گئے۔" نعمان خان کی آواز ابھری۔

"چلے گئے...!" شیرر نے حیرت سے کہا۔

"ہاں، مسٹر بائن! انھوں نے جنرل کا کارنامہ دیکھ لیا اور اب یقیناً انھیں ہماری سمت کا اندازہ ہو گیا ہے۔ اب وہ زیادہ فورس کے ساتھ اس طرف آئیں گے۔"

کسی نے نعمان خان کی بات کی تردید نہیں کی تھی۔ "اب کیا کرنا چاہیے، چیف؟" گورن نے پوچھا۔

"بہتر یہ ہوتا کہ ہمیں کوئی پناہ گاہ مل جاتی لیکن ہمارے سامنے

جو مناظر پھیلے ہوئے ہیں، انھیں دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ قرب و جوار میں کوئی پناہ گاہ ملنی ناممکن ہے۔"

"کیوں نہ ہم یہ سمت بدل لیں۔" شیرر بولا۔

"سمت بدلنے سے بھی کیا حاصل ہو گا۔ دُور دُور تک کوئی ایسی جگہ نظر نہیں آتی۔"

"چلتے رہو۔ جو ہو گا، دیکھا جائے گا۔ اس گدھے کو باہر نکالو۔" نعمان خان نے کہا۔

بیوک واپس آ گیا۔ اُس نے بھی اس بات کی تصدیق کر دی کہ ہیلی کاپٹروں نے وہ نشان دیکھ لیا ہے۔ سفر شروع ہو گیا۔ ہر لمحے یہ دھڑکا لگا ہوا تھا کہ اب مقامی فوجیں آتی ہیں... لیکن جس راستے سے وہ گزر کر آئے تھے، اُس پر بری افواج کے آنے کی توقع نہیں کی جا سکتی تھی کیونکہ ٹرک یا دوسری گاڑیوں کا برف پر سفر کرنا ناممکن تھا۔

جنرل کو ایک گھنٹے بعد ہوش آیا تھا۔ اُس کا جبڑا سُوج گیا تھا اور سوجن بڑھتی ہی جا رہی تھی۔ بہرحال اُس کے بعد اُن کا سلوک، جنرل کے ساتھ اچھا نہ رہا۔ جنرل بھی بالکل خاموش اور کسی قدر نڈھال تھا۔ نہ جانے اُس کے اپنے احساسات کیا تھے۔

رات ہو گئی۔ اب تک کا سفر بڑا سنسنی خیز رہا تھا۔ رات بھی کھلے آسمان اور یخ بستہ ہواؤں کے درمیان بسر کرنی تھی۔ چنانچہ ایک جگہ پڑاؤ ڈال دیا گیا۔ ابھی رات کا پہلا پہر ہی تھا کہ اچانک فضا میں طیاروں کی گونج سُنائی دی۔

"خطرہ سر پر آ گیا ہے۔" گورن بھیانک آواز میں چیخا۔ وہ سب سردی سے متاثر تھے اور حسبِ استطاعت اپنے اپنے لباسوں میں لپٹے... سردی سے بچنے کی کوشش کر رہے تھے۔ گورن کی آواز سُن کر سب اُٹھ کھڑے ہوئے۔ چھپنے کے لیے کوئی جگہ تو تھی نہیں، بے یار و مددگار برف کے اس وسیع خطّے پر کھڑے آسمان کو دیکھ رہے تھے۔ دفعتہً سارا علاقہ روشنی میں نہا گیا۔

طیارے سرچ لائٹوں کے ذریعے، اُن کا سُراغ لگانے کی کوشش کر رہے تھے۔ دفعتہً ایک طیارے نے غوطہ لگایا اور مشین گن کی تڑتڑاہٹ گونج اُٹھی۔ گولیاں اُن کے دائیں بائیں سنسناتی ہوئی گزر گئی تھیں اور وہ سب برف سے ڈھکی ہوئی زمین پر اوندھے مُنہ لیٹ گئے تھے۔

چند منٹ کا یہ حادثہ اس قدر ہولناک تھا کہ اُسے ساری زندگی نہیں بھلایا جا سکتا تھا۔ طیارہ گولیاں برساتا ہوا آگے نکل گیا تھا پھر کافی دُور جانے کے بعد وہ مُڑا۔

نعمان خان کے اشارے پر اُنھوں نے اپنی جگہ چھوڑ دی اور جس کا جدھر مُنہ اُٹھا، بھاگ کھڑا ہوا۔ سامنے ہی ایک ٹیلا دکھائی دے رہا تھا۔ برف سے ڈھکے ہوئے اس ٹیلے میں کوئی پناہ گاہ تو نہیں تھی لیکن اس بات کے امکانات تھے کہ اس کے دامن میں پہنچ کر طیارے کی گولیوں سے بچاؤ کا تھوڑا بہت بندوبست ہو جائے گا چنانچہ سب ہی نے کوشش کی تھی کہ اس ٹیلے تک پہنچ جائیں۔

لیکن یہ اتنا آسان نہیں تھا۔ طیارے نے پھر غوطہ لگایا اور برف کے ذرّات فضا میں اُڑنے لگے۔ اس بار بھی کوئی زخمی نہیں ہوا تھا۔ اس کی وجہ شاید یہ تھی کہ سب منتشر ہو گئے تھے... لیکن منتشر ہو کر یہ خطرہ سر پر موجود تھا کہ کوئی نہ کوئی گولی کارگر ہو ہی جائے گی۔

اس دوسرے حملے سے بھی وہ سب بچ گئے۔ نعمان خان زور سے چیخا۔ "ٹیلے کی طرف بھاگو۔" اور اُن سب کی رفتار تیز ہو گئی۔ طیارہ کافی دُور نکل گیا تھا۔ دفعتہً نعمان خان کی نگاہ دوڑتے ہوئے لوگوں کی طرف اُٹھی اور وہ ایک لمحے کے لیے ٹھٹک گیا پھر اس کی دھاڑ گونجی۔ "شیرر... گورن! جنرل تھاور کہاں ہے؟"

یہ سُنتے ہی شیرر اور گورن لرز کر رُک گئے۔ جنرل تھاور کی گمشدگی موت کے مترادف تھی۔ وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے نعمان خان کو دیکھنے لگے۔ نعمان خان کی نگاہیں بھی اِدھر اُدھر بھٹک رہی تھیں۔ ساری محنت ایک لمحے میں خاک میں ملتی نظر آ رہی تھی۔

دوسرے لوگ تو ٹیلے کی طرف دوڑ رہے تھے لیکن گورن اور شیرر دوڑتے ہوئے نعمان خان کے پاس پہنچ گئے۔ "یہ... یہ... میرا مطلب ہے، یہ کیا ہوا؟" گورن نے کہا۔

"کچھ نہیں، آؤ اُسے تلاش کریں۔" نعمان خان بے جگری سے بولا اور وہ جان ہتھیلی پر رکھ کر پلٹ پڑے۔ جنرل کا فرار اُن کے لیے کسی طور بھی قابلِ قبول نہ تھا۔ اسی کے لیے تو اب تک یہ شدید مشقت کی تھی۔

انھیں زیادہ دُور نہیں جانا پڑا۔ تھوڑی دیر پہلے جہاں وہ اوندھے پڑے تھے، وہیں انھیں جنرل نظر آ گیا... وہ زخمی تھا اور اُس کی قمیص خون سے تر ہو رہی تھی۔ نعمان خان نے جھک کر دیکھا۔ گولی جنرل کے بائیں کندھے کو چھیدتی ہوئی نکل گئی تھی۔

گورن اور نعمان خان نے جنرل کو اپنے ہاتھوں پر اُٹھایا... اور ٹیلے کی طرف دوڑ لگا دی۔ شیرر بھی اُن کا ساتھ دے رہا تھا۔ دوسرے لوگ ٹیلے تک پہنچ چکے تھے۔ جنرل بے ہوش ہو چکا تھا۔ اتنی دیر میں وہی طیارہ پھر اُن کے سروں پر منڈلانے لگا لیکن اس بار اُس نے غوطہ نہیں لگایا تھا... پھر اُس میں نصب لاؤڈ اسپیکر سے ایک بھاری آواز اُبھری۔

"تم سب ہماری نگاہوں میں ہو۔ جنرل بھادر کو ہمارے حوالے کر دو۔ تم اب یہاں سے بچ کر نہیں جا سکتے۔ تمھیں صرف پانچ منٹ دیے جاتے ہیں۔ اگر تمھارے پاس وائرلیس ہے تو ہمارا کوڈ نمبر نوٹ کرو۔ زیرو زیرو سیون ایٹ سیون۔ اس نمبر پر ہم سے رابطہ قائم کرو اور بتاؤ، جنرل بھادر کہاں ہے؟"

نعمان خان کچی گولیاں نہیں کھیلے ہوئے تھا۔ حالانکہ وائرلیس اُس کے پاس موجود تھا لیکن اُس کی موجودگی کا اقرار نہیں کیا جا سکتا تھا اور نہ ہی یہ بتایا جا سکتا تھا کہ جنرل بھادر، اُن کے پاس ہے... چنانچہ اس سلسلے میں خاموشی اختیار کر لی گئی لیکن سب سے بڑا مسئلہ یہاں سے نکلنے کا تھا۔ یہ بھی ممکن تھا کہ ان طیاروں سے پیراشوٹ کے ذریعے سینکڑوں فوجی نیچے اُتر آتے اور اُنھیں چاروں طرف سے گھیر کر یا تو پکڑ لیتے یا ہلاک کر دیتے... کچھ نہیں کیا جا سکتا تھا، سوائے اس کے کہ خاموشی سے سفر جاری رکھا جائے۔ بشرطیکہ اس کے مواقع حاصل ہوں۔

طیارے سے دو تین بار یہ پیغام نشر ہُوا تھا۔ لیکن ان کی طرف سے کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ نعمان خان کو یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ اب وہ فائرنگ سے گریز کریں گے کیونکہ انھیں احساس ہو گیا ہوگا کہ اُن کی گولیوں سے جنرل بھادر کو بھی نقصان پہنچ سکتا ہے۔

طیارہ کافی دیر تک فضا میں منڈلاتا رہا پھر اُس کی روشنیاں معدوم ہو گئیں۔ وہ چلا گیا تھا۔

پہاڑی ٹیلے کے دامن میں پہنچ کر نعمان خان کافی دیر تک گہری سوچ میں ڈوبا رہا پھر اُس نے اِدھر اُدھر دیکھ کر کہا۔ "جو کچھ ہونا ہے، وہ تو ضرور ہوگا۔ اس کم بخت جنرل بھادر کو ابھی ہوش میں لانے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ ویسے بہتر یہ ہے کہ اس کے زخم کو کَس دو۔ پتہ نہیں گولی اس کے شانے میں رہ گئی ہے یا باہر نکل گئی ہے۔ بہرطور اسے زندہ رہنا چاہیے... بہرحال میں نقشہ دیکھ کر اپنے طور پر کوئی پروگرام بناتا ہوں۔ تم ان معاملات کو سنبھالو۔"

نعمان خان، نقشے کو لے کر ایک محفوظ جگہ بیٹھ گیا۔ جیبی ٹارچ نکالی اور نقشے پر روشنی ڈال کر اُس کا مطالعہ کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد اُس نے گوڈن کو آواز دی اور اُس سے نقشے کے مطابق، ان علاقوں کے بارے میں پوچھنے لگا۔

گوڈن تو صحیح طور پر نہ بتا سکا لیکن وھیل اس سلسلے میں بہت کارآمد ثابت ہُوا۔ نقشہ دیکھ کر وہ اس علاقے کی صحیح نشاندہی کرنے لگا۔ اُس نے بتایا کہ بچاؤ کا راستہ صرف ایک ہے، اور وہ یہ کہ اگر ہم اس برفانی ٹیلے کو عبور کر لیں تو اس کے پیچھے گھنا جنگل ہے جہاں ہم دشمنوں کی نگاہوں سے مزید کچھ روز پوشیدہ رہ سکتے ہیں۔

نعمان خان نے وھیل سے پوچھا۔ "کیا تمھیں یقین ہے کہ اس پہاڑی کو عبور کرنے کے بعد ہم گھنے جنگل میں داخل ہو جائیں گے؟"

"یقین سے تو کچھ نہیں کہا جا سکتا، جناب! لیکن نقشے کے مطابق ہم جتنا سفر کر چکے ہیں، میرا اندازہ ہے کہ ہم اس بڑی پہاڑی کے قریب ہیں جس کے دوسری جانب جنگلوں کا سلسلہ پھیلا ہُوا ہے۔"

"اس پہاڑی تک پہنچنے کے لیے ہمیں کتنا وقت درکار ہوگا؟"

"جتنا بھی ہو... لیکن کم از کم ایک جگہ پڑے رہ کر موت کا انتظار کرنے سے تو بہتر ہوگا کہ ہم اس پہاڑی کو عبور کرنے کی کوشش کریں۔" وھیل نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ ہمارے پاس کھانے پینے کا بھی بندوبست نہیں ہے اور نہ ہی سردی سے بچاؤ کا کوئی انتظام ہے... لیکن بہرطور، کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی ہے۔"

"تو پھر ابھی سے سفر شروع کر دیا جائے۔ یہاں رُکنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔"

یہ مسئلہ حل ہو گیا۔ دوسری طرف جنرل بھادر کا زخم صاف کر کے اُس پر پٹی باندھ دی گئی تھی اور وہ ہوش میں آ گیا تھا۔ وہ اُسے سہارا دیتے ہُوئے آگے بڑھنے لگے۔ ابھی وہ زیادہ دُور نہیں گئے تھے کہ چاند نے بادلوں کی اوٹ میں چہرہ چھپا لیا اور فضا میں ایک عجیب سی گھٹن کی کیفیت پیدا ہو گئی۔ گوڈن خوشی سے چیخا۔

"آہ... یُوں لگتا ہے جیسے آسمان سے ہماری مدد ہو رہی ہو۔"

"کیا مطلب؟" نعمان خان نے پوچھا۔

"چیف! اگر یہ حبس کچھ اور بڑھ گیا تو برف باری شروع ہو جائے گی۔ دن کی روشنی میں ہم نے سوچا بھی نہ تھا کہ آج کا موسم اس قسم کا ہو سکتا ہے۔ چند گھنٹے پہلے بھی اس کے امکانات نہیں تھے۔"

"اس برف باری سے ہمیں کیا فائدہ ہوگا۔ بلکہ سفر کی مشکلات میں اور اضافہ ہو جائے گا۔" شیرر بولا۔

"اوہ نہیں، ڈیئر شیرر! تم غور نہیں کر رہے۔ اگر برف باری شروع ہو گئی تو طیارے ہمارے خلاف مؤثر کارروائی نہیں کر سکیں گے۔ برف باری اس وقت ہمارے لیے بہت ضروری ہے۔"

نعمان خان نے اس سلسلے میں کوئی تبصرہ نہیں کیا تھا۔ وہ لوگ سفر کرتے رہے۔ جس برفانی پہاڑی کا نقشے میں ذکر کیا گیا تھا، وہ انھیں اس ٹیلے کے عقب میں پہنچتے ہی نظر آ گئی تھی۔ فاصلہ بھی زیادہ نہ تھا۔ برفانی پہاڑی کو دیکھ کر، اُن سب کے قدموں کی رفتار تیز ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد برف باری بھی شروع ہو گئی۔ ہلکی ہلکی ہوا کے ساتھ برف کے

ذرات گرنے لگے۔ سردی میں ایک دم کمی واقع ہو گئی تھی۔

جان بڑی پیاری شے ہے۔ اسے بچانے کے لیے انسان ہر وہ مشکل سے مشکل کام بھی کر گزرتا ہے، جس کا عام حالت میں تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اندھیری اور سرد طوفانی رات میں ان پندرہ آدمیوں کا اس برفانی پہاڑی کو عبور کرنا ایک ناممکن سی بات معلوم ہوتی تھی... انھیں انتہائی خطرناک لمحات سے گزرنا پڑا تھا۔

صبح ہُوئے دیر ہو چکی تھی۔ البتہ سُورج کے نہ ہونے کی وجہ سے چاروں طرف دُھند لکا سا پھیلا ہُوا تھا۔ ابھی وہ پہاڑی ڈھلان عبور کر کے جنگل میں داخل بھی نہ ہُوئے تھے کہ ایک بار پھر انھیں طیاروں کی گرج سُنائی دی لیکن اس ڈھلان پر، اُنھیں اپنی حفاظت کے قدرے بہتر مواقع حاصل تھے۔ کسی طیارے سے گولیاں نہیں برسائی گئیں۔ البتہ جب اُنھوں نے اُوپر کی جانب دیکھا تو اُن کی آنکھیں دہشت سے پھیل گئیں۔

"مجھے اسی بات کا خطرہ تھا۔" نعمان نے سرد اور سپاٹ لہجے میں کہا۔

وہ سب پھٹی پھٹی آنکھوں سے آسمان کی جانب دیکھ رہے تھے۔ صبح کے دھندلکے میں بے شمار پیراشوٹ بردار نیچے اُترتے نظر آ رہے تھے۔ دشمنوں نے وہی کیا جو اِن حالات میں اُنھیں کرنا چاہیے تھا۔ اس موسم میں طیاروں سے زمین پر کوئی کارروائی نہیں ہو سکتی تھی۔ لہٰذا اُنھوں نے چھاتا بردار نیچے اُتار دیے تھے۔ اب صورتِ حال بہت زیادہ خطرناک ہو گئی تھی۔ چنانچہ اُنھوں نے تیزی سے جنگل کی جانب دوڑنا شروع کر دیا تھا۔ حالانکہ زخمی جنرل بھادر، اُن کے ساتھ تھا لیکن بہرطور وہ، اُسے بھی کسی نہ کسی طرح بھگائے لیے جا رہے تھے۔ اُس کے چہرے پر اب مردنی کی چھائی جا رہی تھی۔

وہ لوگ زیادہ سے زیادہ فاصلہ طے کر کے، جنگل کے گھنے حصوں میں پہنچنے کی کوشش کر رہے تھے... اور اس کوشش میں وہ جلد ہی کامیاب ہو گئے۔ چھاتا برداروں کی کارروائیوں کے بارے میں انھیں ابھی کوئی علم نہیں تھا۔

اُن لوگوں نے بہت طویل اور پُرمشقت سفر کیا تھا۔ اب وہ اس قابل نہیں رہ گئے تھے کہ ایک قدم بھی آگے بڑھا سکیں لیکن زندگی بچانے کا احساس انھیں گھسیٹے لیے جا رہا تھا۔ بہرطور سُورج غروب ہونے تک وہ مسلسل دوڑتے رہے۔ کئی مقامات پر وہ دلدل میں دھنستے دھنستے بچے تھے... پھر اندھیرا پھیل گیا تھا۔ اُنھوں نے اندازہ لگایا کہ وہ تقریباً دس میل دُور نکل آئے ہیں۔ موسم انتہائی سرد ہونے کے باوجود، اُن کے جسم پسینے سے تر تھے۔

رات کی تاریکی نے اُنھیں اپنی آغوش میں لیا تو وقتی طور پر اُن کی زندگیاں محفوظ ہو گئیں۔ رات کو ایک بار پھر نقشے کا جائزہ لیا گیا۔ وھیل نے اس سلسلے میں واقعی ایک نمایاں کردار ادا کیا تھا۔ اس وقت بھی جب اُس نے اعلان کیا کہ ہم بائیں سمت سے جنگل کو عبور کر کے ساحل پر پہنچ سکتے ہیں تو سب کے چہروں پر رونق آ گئی۔

"اگر میرے ساتھی، میرے ساتھ تعاون کریں تو ہم رُکے بغیر یہ سفر جاری رکھ سکتے ہیں... پھر ساحل پر پہنچنے کے بعد کوشش کریں گے کہ ہیڈ کوارٹر سے ہمارا رابطہ قائم ہو جائے۔" نعمان خان نے کہا۔

"ہم لوگ تیار ہیں۔" گوڈن، شیرر اور ہیوک نے بہ یک زبان ہو کر کہا۔

نعمان خان نے جنرل کی طرف دیکھا۔ وہ اب بالکل ہی نڈھال ہو چکا تھا... پھر وہ دوسرے لوگوں سے مخاطب ہُوا۔ "جنرل بھادر کو سنبھالنے کے لیے اب ہمیں دو آدمیوں کی ضرورت پڑے گی۔ یہ اب زیادہ سفر نہیں کر سکتا۔ ایسا نہ ہو کہ ہم اس کی وجہ سے کسی بڑی مصیبت کا شکار ہو جائیں۔"

"تو پھر ایسا کیا جائے کہ ہمارے پاس جو کپڑے موجود ہیں، ان کا ایک اسٹریچر بنا کر، جنرل کو اس پر لٹا دیا جائے۔"

"نہیں، میں تمھارے ساتھ سفر کر سکتا ہُوں۔ مجھے اسٹریچر پر لیٹنا پسند نہیں۔" جنرل بھادر نے کہا۔ نعمان خان نے اس کی طرف دیکھا اور بھاری لہجے میں بولا۔

"تم نے خود ہی اپنے لیے مشکلات پیدا کر لی ہیں، جنرل! یہ سب کچھ جو ہُوا ہے، وہ تو ہونا ہی تھا لیکن اگر تم اپنے ساتھیوں کو ہماری نشان دہی نہ کرتے تو شاید وہ ہماری طرف متوجہ نہ ہوتے۔"

"جو ہونا تھا، ہو چکا... لیکن میں اب تمھارے ساتھ ہر طرح سے تعاون کرنے کے لیے تیار ہُوں۔"

"شکریہ، جنرل! اس کے باوجود اگر تمھیں تھکن محسوس ہو اور تم ہمارے ساتھ سفر نہ کر سکو تو میں اور میرے ساتھی، تمھیں اُٹھانے کے لیے تیار ہیں۔"

"میرا خیال ہے، چیف! ہم لوگوں کو منتشر ہو کر سفر کرنا چاہیے تاکہ قرب و جوار پر بھی نظر رکھ سکیں۔"

"نہیں، اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم کسی کو بھی کھونا نہیں چاہتے۔" نعمان خان نے جواب دیا۔

بہرصورت، سفر جاری رہا۔ چھاتہ برداروں کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کن کارروائیوں میں مصروف ہیں۔ شاید وہ کوئی بڑا گھیرا ڈالنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اُنھیں یقیناً اس بات کا علم ہو چکا تھا کہ وہ لوگ جنگل میں داخل ہو چکے ہیں۔

وہ اُونچی اُونچی خاردار جھاڑیوں کو طے کرتے ہُوئے کافی دُور نکل آئے۔ دفعتہً نعمان خان کو آہٹ سُنائی دی اور وہ سب ایک دم رُک گئے... اُنھیں، جنرل کی طرف سے خطرہ تھا کہ کہیں وہ چیخ کر اُن لوگوں کو اپنی جانب متوجہ نہ کرے۔ چنانچہ اُس پر نگاہ رکھی جا رہی تھی۔ پستول کی نال، اُس کی کھوپڑی سے لگادی گئی تھی لیکن جنرل نے اس پر کوئی تعرض نہیں کیا۔

چند منٹ بعد ہی دو مسلح سپاہی نظر آئے جو بندوقیں سنبھالے، آہستہ آہستہ جھاڑیوں میں آگے بڑھ رہے تھے۔ ان لوگوں نے سانسیں روک لیں۔ سپاہیوں کا رُخ اُن کی جانب نہیں تھا۔ البتہ وہ اُن کے قریب سے گزر رہے تھے اُن کے پیچھے دو اور مسلح سپاہی نمودار ہُوئے۔ وہ بھی آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہے تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ چھاپا بردار جنگل میں داخل ہو چکے تھے۔

یہ لوگ چھُپ کر اُنھیں گزر جانے دینا چاہتے تھے۔ نہ جانے کتنے سپاہی جنگل میں بکھرے ہُوئے ہوں۔ چاروں طرف سے برسنے والی گولیوں سے بچاؤ ناممکن تھا۔ دفعتہً کسی طرف سے سیٹی کی آواز آئی اور پھر دوسری جانب سے بھی ویسی ہی سیٹی کی آواز سُنائی دی۔ اُس کے ساتھ ہی دوڑتے ہُوئے قدموں کی آوازیں اُبھرنے لگیں۔

نعمان خان نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا... پھر وہ سب کسی فوری خطرے کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔

**

پہاڑوں میں لاتعداد گھوڑے دوڑ رہے تھے۔ یہ لوئی کے آدمی تھے اور شیران کی تلاش میں سرگرداں تھے۔ لوئی کئی روز سے ان پہاڑوں میں بھٹک رہا تھا۔ اُس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ شیران کہاں چلا گیا۔ اُس کی مُڈبھیڑ شیران سے ہوئی تھی اور اُس نے گولیاں بھی چلائی تھیں جس کے نتیجے میں لوئی کے کئی آدمی ہلاک ہو گئے تھے لیکن اُس کے بعد شیران اس طرح غائب ہو گیا تھا جیسے زمین نگل گئی ہو۔

لوئی کی آنکھوں میں خون اُترا ہُوا تھا۔ کئی دن اور کئی راتیں سرگرداں رہنے کے بعد وہ کسی قدر مایوس ہو گیا تھا۔ اُس نے اپنے آدمیوں سے کہہ دیا تھا کہ وہ شیران اور سدھاشی کو تلاش کریں اور اگر وہ نہ ملیں تو پھر کوئی بھی بستی کا رُخ نہ کرے۔

کنگ لوئی کی دیوانگی عُروج پر پہنچی ہُوئی تھی۔ اُس کا بس نہیں چلتا تھا کہ پتھروں کو چبا ڈالے۔ زندگی میں اس سے زیادہ اذیت ناک لمحے اُسے کبھی نہیں برداشت کرنا پڑے تھے۔ ساری زندگی اُس نے لوئی خاندان کا کھویا ہُوا وقار بحال کرنے میں صرف کر دی تھی... اور جب وہ اس منصب تک پہنچنے کے لیے تمام مراحل طے کر چکا تھا تو ایک ایسے شخص نے اس کی اُمیدوں پر پانی پھیر دیا تھا جو صرف اُس پر مُسلط کیا گیا تھا۔

وہ جب بھی شیران کے بارے میں سوچتا تو جھنجلاہٹ کا شکار ہو جاتا۔

اُس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے... بالآخر اُس نے پہاڑوں میں بھٹکنے والوں کو جمع کر کے ہدایات دیتے ہُوئے کہا کہ شیراز کی تلاش میں زمین و آسمان ایک کر دیے جائیں۔ وہ تھوڑی دیر کے لیے اُن کا ساتھ چھوڑ رہا ہے... پھر وہ بھی اُن کے ساتھ آملے گا لیکن شیراز کو اس علاقے سے نکلنا نہیں چاہیے۔

اُس کے ساتھیوں نے خوف زدہ انداز میں اُس کی ہدایات سُن کر گردنیں جُھکا دی تھیں۔ وہ بیچارے بھی کیا کر سکتے تھے، ہر کوشش کر کے تھک گئے تھے۔ حالانکہ یہ اُن کا اپنا علاقہ تھا لیکن شیران نے اُنھیں اس طرح چکرا رکھا تھا کہ وہ اُس کی گرد کو بھی نہ پا سکے تھے۔

وہ بستی سے کافی دُور نکل آیا تھا، اس لیے واپسی کا سفر طے کرتے ہُوئے بھی اُسے تقریباً پورا دن لگ گیا۔ آدھی رات کو وہ بستی میں داخل ہُوا اور پھر اپنی رہائش گاہ پر پہنچ گیا۔ وہاں سب نیند کی آغوش میں کھوئے ہُوئے تھے۔ اُس نے ان لوگوں کو جگایا۔ اُس کے خاص آدمی نے حالات کی تفصیل بتاتے ہُوئے کہا۔

"یہاں معاملات ٹھیک ہیں، کنگ جہاں جہاں بروما خاندان کے افراد کو محصور کیا گیا ہے۔ وہاں ہمارے آدمی سختی سے اُن کی نگرانی کر رہے ہیں لیکن بُوڑھا زاغل بروما خرابیاں پیدا کر رہا ہے۔ زاغل شاید ہم سے برگشتہ ہو کر برومیوں سے جا ملا ہے۔ حالانکہ یہ وہ شخص ہے جس نے ہمیشہ حق بات کہی ہے لیکن اس وقت وہ اور کچھ کہہ رہا ہے۔"

"کیا کہہ رہا ہے، وہ بُوڑھا پاگل؟" لوئی نے غضبناک لہجے میں پُوچھا۔

"اُس نے اپنے بے شمار ہم نوا پیدا کر لیے ہیں۔ اُس نے کہا ہے کہ برومیوں کو اس وقت تک حبس بے جا میں نہیں رکھا جا سکتا جب تک لوئی اپنی صحیح حیثیت نہ حاصل کر لے۔ اُس کے بعد بھی لوئی کو یہ اجازت نہیں دی جا سکتی کہ وہ برومیوں کے خلاف انتقامی کارروائیاں کرے... اُسے برومیوں کے ساتھ انصاف کرنا ہو گا اور اُنھیں اپنی رعایا کی حیثیت دینا ہو گی لیکن یہ اسی وقت ممکن ہو گا جب لوئی اپنے قول کے مطابق بروما کی بیٹی کو قربان گاہ پر بھینٹ چڑھا دے۔ اس سے قبل، اُس کی حکومت کی تکمیل نہیں ہوتی۔ دوسری صورت میں یہ مسند عبوری حکمرانوں کے سپرد کر دیا جائے گا... زاغل مختلف علاقوں میں تقریریں کرتا پھر رہا ہے۔ چونکہ اس کی تقریریں مدلل ہوتی ہیں، اس لیے لوگ اُن کی تردید نہیں کر پاتے۔ ہمارے آدمیوں نے ایک بار، زاغل کے ایک مجمعے کو منتشر کرنے کی کوشش کی تو خاصی خُونریزی ہو گئی... تقریباً بیس افراد مارے گئے جن میں چودہ آدمی ہمارے تھے اور چھ برومی خاندان

کے... یہ صورتِ حال ہے، کنگ! ہم لوگ، آپ کے لیے پریشان تھے۔ خاص طور پر آپ کا نائب اور دوست لائش بہت مشکلات کا شکار ہے۔ اُس کے بے شمار دُشمن پیدا ہو گئے ہیں۔ ان حالات میں برومیوں پر قابُو پانا مشکل ہو رہا ہے۔"

"ہُوں..." لوئی غرّایا۔ "یہ زاغل! میرے انتقام سے نہیں بچ سکے گا۔ موت کے نزدیک پہنچ کر بھی وہ ان حرکتوں سے باز نہیں آیا۔ کس کی مجال ہے کہ اب وہ لوئی سے حکومت چھین سکے۔ بروما کی بیٹی کو میں، دربارِ عام میں پیش کر چکا ہُوں اور اُس کی حقیقت واضح ہو چکی ہے۔ اور لوگ یہ بھی جانتے ہیں کہ میں نے اُسے حاصل کر لیا تھا۔ صبح میں دربارِ عام میں جاؤں گا اور لوگوں کو طلب کروں گا۔ تم صبح چھ بجے، لائش کو میرے سامنے پیش کرو، میں اُسے مزید ہدایات دوں گا۔" لوئی نے کہا اور اُس کے خادم نے گردن جُھکا دی۔

یہ حالات لوئی کے لیے بے حد پریشان کُن تھے۔ اس کا ذہن ایک پکتا ہُوا پھوڑا بن گیا تھا۔ تھوڑی دیر بیٹھ کر، اُس نے ایک فیصلہ کیا پھر اپنی رہائش گاہ کے ایک تہ خانے میں پہنچ گیا۔ اس تہ خانے کے بارے میں اُس کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا تھا۔

تہ خانے میں پہنچ کر اُس نے پتھر کی ایک بہت بڑی سِل کو ہٹایا۔ پتھر کی سِل کے پیچھے ایک عظیم الشان ٹرانسمیشن نظام موجود تھا۔ اس ٹرانسمیٹر پر ہزاروں میل دُور رابطہ قائم کیا جا سکتا تھا۔

لوئی مصروف ہو گیا... تقریباً آدھے گھنٹے بعد ٹرانسمیٹر پر سینکڑوں روشنیاں تڑپنے لگیں اور پھر اُس کے اسپیکر پر ایک آواز اُبھری۔

"ہیلو... ہیلو... وائی تھری ڈیپارٹمنٹ برانچ... کیا کنگ لوئی نے رابطہ قائم کیا ہے؟"

"ہاں، لوئی بول رہا ہے اور میڈم ایڈنا ڈمپل سے بات کرنی چاہتا ہے۔"

"لوئی... میڈم ڈمپل اس وقت اپنی آرام گاہ میں ہیں۔"

"اُن سے کہو کہ اس وقت اُنھیں کال کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بہت ہی اہم کام ہے۔" لوئی نے بگڑے ہُوئے لہجے میں کہا۔

"بہتر ہے... اُنھیں، آپ کی خواہش سے آگاہ کیا جا رہا ہے... تھوڑی دیر توقف کریں۔"

لوئی انتظار کرتا رہا۔ تقریباً پانچ چھ منٹ کے بعد ایڈنا ڈمپل کی آواز سُنائی دی۔

"ہیلو، کنگ لوئی..."

"میڈم! لوئی بول رہا ہے۔"

"خیریت، کنگ؟ کوئی خاص بات ہُوئی ہے کیا؟ تمھاری طرف سے میں بہت پریشان ہُوں۔ جو فتنہ، میں تمھارے حوالے کر آئی ہُوں، وہ میرے لیے بھی باعثِ تشویش ہے۔"

"میڈم! اس وقت، مَیں عزت و احترام کے الفاظ تلاش نہیں کر سکتا۔ میرے ذہن میں جہنم سُلگ رہا ہے۔ میں، آپ سے بہت کچھ کہنا چاہتا ہُوں۔"

"کہو، بھئی، کہو... کیا بات ہے، بہت زیادہ پریشان معلوم ہو رہے ہو۔"

"میڈم! مجھ سے کہا گیا تھا کہ جو شخص تنظیم میں شامل ہو جاتا ہے اُس کے ذاتی مفادات ذاتی نہیں رہتے بلکہ تنظیم اُن میں براہِ راست دلچسپی لینے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ میں نے اس پر یقین کر لیا تھا۔ آپ کو علم ہے کہ میری زندگی کا مقصد یہ نہیں ہے کہ میں تنظیم کی خدمت کروں اور اس کے جھُوٹے برتن چاٹتا رہُوں۔ ہم پتھروں کے باسی ہیں اور اپنے معاملات زیادہ تر خود ہی حل کر لیا کرتے ہیں۔ میں نے تو سوچا تھا کہ تنظیم کی قوت حاصل کرنے کے بعد مَیں، لوئی کے علاقے کو وسعت دوں گا... میڈم ڈمپل! ہر حکمران کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کی نسلیں برقرار رہیں اور حکمرانی کرتے رہیں۔ میں نے تنظیم سے وفاداری کا اقرار اسی لیے کیا تھا کہ میرے معاملات پر پوری توجہ دی جائے گی لیکن تنظیم میری طرف سے غافل ہے۔ آج تک آپ کو یہ کیوں نہیں معلوم ہو سکا کہ میں کس پریشانی کا شکار ہُوں...؟ یہ بھی حقیقت ہے میڈم ڈمپل! کہ ہم اپنی پریشانیوں پر خود ہی قابُو پا لیا کرتے ہیں لیکن جو مصیبت تنظیم کی طرف سے مجھ پر نازل کی گئی ہے۔ اُس کے لیے میں، آپ سے شکایت کرنے میں حق بجانب ہُوں۔" لوئی نے کہا۔

"لوئی! تم بہت پریشان لگتے ہو۔ یقیناً تمھارا اشارہ شیران کی طرف ہے۔"

"وہ ناسپاس، ناہنجار... انسان نہیں جانور ہے، جانور... ہم وحشی شیر کو بھی سدھا سکتے ہیں، جنگلی ہاتھی ہمارے مطیع ہو جاتے ہیں لیکن شیران ایک ایسا جانور ہے جو شاید کسی چیز سے متاثر نہیں ہوتا... دوستی کا جذبہ اس کے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔"

"کیا ہُوا ہے؟ تم اصل بات کیوں نہیں بتاتے؟" ایڈنا ڈمپل پریشان لہجے میں بولی۔

"سدھاشی کو میں نے بڑی محنت سے حاصل کیا تھا۔ میڈم! آپ کو علم ہے کہ اس کے حصُول کے لیے مجھے ایک طویل ڈرامہ کرنا پڑا تھا۔ پھر میں اُسے لے کر اپنے قبیلے میں آ گیا اور اعلان کر دیا کہ میں نے وہ تمام شرائط پوری کر دی ہیں جو لوئی خاندان کا وقار بحال کرنے کے لیے ضروری تھیں اور بروما کی بیٹی کی قربانی دینے کے بعد میری حکمرانی مکمل ہو جاتی ہے

مگر مجھے علم نہیں تھا کہ تنظیم میں شمولیت میرے لیے مستقبل کے روشن دروازے بند کردے گی۔"

"کیا ہوا...؟"

"شیران چونکہ سدھاشی کو پہاڑوں سے لے کر آیا اور اُسے اس سے دُشمنی تھی۔ لہٰذا وہ سدھاشی کو خود اپنے ہاتھ سے قتل کرنا چاہتا تھا۔ میں نے اُسے پیش کش کی کہ وہ قربان گاہ پر سدھاشی کو قتل کردے تاکہ ہم دونوں کا مقصد پورا ہوجائے۔ لیکن وہ وحشی نہ مانا۔ اُس نے کہا کہ وہ سدھاشی کو میرے لیے نہیں بلکہ ذاتی طور پر قتل کرے گا۔ اگر اس نے سدھاشی کو میرے لیے ذبح کردیا تو وہ زندگی بھر اس اذیت کا شکار رہے گا کہ اُس نے اپنا انتقام نہیں لیا... میں نے اُسے سمجھانے کی بہت کوشش کی لیکن وہ کم بخت لومڑی کی طرح چالاک نکلا۔ وہ مجھے دھوکا دے کر سدھاشی کو نکال لے گیا اور پہاڑوں میں جا چھپا۔ اب میرے تمام معاملات پس پُشت جا پڑے ہیں۔ میرے قبیلے میں میرا مذاق اُڑ رہا ہے اور دُشمن بغلیں بجا رہے ہیں۔ میں کامیابی کے قریب پہنچ کر ناکامی سے ہمکنار ہوگیا ہوں۔ میڈم! میں، آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ اس کامیابی کو حاصل کرنے کے لیے میں نے اپنی زندگی وقف کردی ہے۔ اگر اب میں اس کے حصول میں ناکام رہا تو دُنیا میں میرے لیے کوئی گنجائش نہیں رہے گی۔ لوئی خاندان کو ہمیشہ کے لیے غاروں میں جانا پڑے گا اور ہم کبھی اقتدار حاصل نہیں کرسکیں گے۔" لوئی خاموش ہوگیا۔

"اب تم کیا چاہتے ہو؟" ایڈنا ڈمپل بولی۔

"میں صرف یہ چاہتا ہوں، مادام! کہ مجھے، شیران کو قتل کرنے کی اجازت دی جائے کیونکہ اب وہ، میرے مستقبل کا قاتل بن گیا ہے۔" لوئی نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"اوہ... تمھاری پریشانی بلاشبہ قابلِ غور ہے۔ تم نے جو کچھ بتایا ہے، وہ بے حد خطرناک ہے... لیکن، لوئی! میں ذاتی طور پر تم کو شیران کے قتل کی اجازت نہیں دے سکتی۔ تم اسے زخمی کرسکتے ہو... اس کے ہاتھ پاؤں توڑ سکتے ہو، اس طرح کہ وہ علاج سے صحت یاب ہوجائے لیکن تمھیں اس کے قتل کی اجازت نہیں دی جاسکتی کیونکہ وہ تنظیم کی ایک اہم ضرورت ہے۔"

"مادام! میں، آپ کے اس حکم کو نہیں مان سکتا۔ خواہ اس کے لیے مجھے کوئی بھی قیمت ادا کرنی پڑے۔"

"لوئی! تم تنظیم سے اقرار کرچکے ہو کہ ہمیشہ اپنے مفادات پر اس کے مفادات کو ترجیح دو گے۔" ایڈنا ڈمپل کے لہجے میں درشتگی آگئی۔

"گھاڈ ریج..." اُس نے غرّاتی ہوئی آواز میں کہا۔ "ہاں میں نے اقرار کیا تھا اور تنظیم نے مجھے یہ اطمینان دلایا تھا کہ وہ میرے مفادات کا بھی تحفظ کرے گی۔ تنظیم نے یہ بھی کہا تھا کہ وہ، لوئی خاندان کی حکمرانی بحال کرانے میں اس کی مدد کرے گی... کیا میں یہ معلوم کرسکتا ہوں، مادام! کہ شیران، سدھاشی کو لے کر کہاں رُوپوش ہوگیا ہے؟ تنظیم کتنے عرصے میں سدھاشی کو برآمد کرکے، مجھ تک پہنچا دے گی؟ اور کیا میں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ اگر شیران نے سدھاشی کو اپنے انتقام کا نشانہ بنالیا تو تنظیم نئی سدھاشی کو کس طرح جنم دے گی؟" لوئی کے لہجے میں بے پناہ طنز تھا۔

"اس کے باوجود تمھیں شیران کی حفاظت کرنی ہے، لوئی!"

"گھاڈ ریج..." لوئی پھر اسی انداز میں دھاڑا۔ "میں گدھا نہیں ہوں کہ سایوں کے پیچھے بھاگتا پھروں۔"

"لوئی! دیکھو، تمھیں وارننگ دی جارہی ہے کہ شیران کو تمھارے ہاتھوں کوئی نقصان نہ پہنچے۔"

"مجھے کون روک سکتا ہے؟ شیران کی موت سے قبل، میں تنظیم سے علیٰحدگی اختیار کرتے ہوئے اعلان کرتا ہوں کہ اب تنظیم سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہاں، شیران کی موت کے بعد تنظیم اگر چاہے تو مجھ سے رابطہ قائم کرسکتی ہے۔ اس کے علاوہ میں اور کوئی گفتگو نہیں کرنا چاہتا۔" کنگ لوئی نے گھونسہ مار کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کردیا... دوسری طرف سوالیہ روشنیاں جلتی بجھتی رہیں۔ ایڈنا ڈمپل، اس سے کچھ اور بات کرنا چاہتی تھی لیکن لوئی نے ایک زوردار ٹھوکر مار کر، اس کی تمام روشنیاں بجھا دیں پھر وحشیانہ انداز میں پلٹا اور تیزی سے چلتا ہوا تہ خانے سے باہر آگیا۔

**

بالآخر وہ، سُرنگ کے دہانے پر پہنچ گئے۔ چونکہ ابھی تاریکی پھیلی ہوئی تھی اور دوسری طرف کے علاقے کے بارے میں کوئی اندازہ نہیں لگایا جاسکتا تھا چنانچہ شیران نے فیصلہ کیا کہ رات کا باقی حصہ سرنگ کے دہانے پر گزارا جائے بہتر نہیں، دوسری طرف کیا ہو۔ بہتر یہ ہے کہ دن کی روشنی میں اس علاقے کا جائزہ لیا جائے۔

ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا، اس وقت بڑی فرحت بخش معلوم ہو رہی تھی۔ شیران نے سدھاشی کا بازو دبا کر آہستہ سے کہا۔

"مجھے احساس ہے کہ تم بُری طرح تھک گئی ہو۔"

"شیران! مجھے یقین نہیں آتا کہ تمھارے اندر ایسی تبدیلی پیدا ہوئی ہے۔"

"بیٹھ جاؤ... بیٹھ کر یقین کرنے میں زیادہ دُشواری نہیں ہوتی" شیران نے تمسخرانہ انداز میں کہا... لیکن سدھاشی کچھ اس طرح جذبات سے سرشار تھی کہ اُسے شیران کے لہجے میں کہیں کوئی کھوٹ نظر نہ آئی۔

وہ بیٹھ گئی۔

"دوسری طرف نہیں چلو گے؟"

"نہیں..."

"کیوں...؟" سدھاشی نے پوچھا۔

"دن کی روشنی میں دیکھیں گے کہ کیسا علاقہ ہے۔ ابھی ہمارے دُشمن، ہم سے زیادہ دُور نہیں ہیں۔"

سدھاشی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ شیران کی محبت میں سرشار نظر آرہی تھی۔

"شیران..." سدھاشی نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔ "کم از کم مجھے یقین تو دلا دو کہ جس کیفیت کا اظہار تم کررہے ہو، وہ مصنوعی نہیں ہے۔"

"تم میرے کان کھانے سے باز نہیں آؤ گی؟ کون سی کیفیت کی بات کررہی ہو؟" شیران نے پوچھا۔

"یہی کہ تم میرے دُشمنوں کو اپنا دُشمن کہہ رہے ہو۔ تم نے میرے لیے، لوئی سے دُشمنی مول لی ہے۔ اگر تم مجھے وہاں سے نکال نہ لاتے تو وہ درندہ صفت یقیناً مجھے ذبح کردیتا۔ اس وقت تو مارلینو بھی میری مدد نہیں کرسکتا تھا۔"

"سدھاشی! مارلینو سے کب سے تمھاری ملاقات نہیں ہوئی؟"

"ہوتی رہتی تھی... ابھی کچھ عرصہ قبل ہی ہوئی تھی۔"

"اچھا... ایک بات بتاؤ۔"

"پُوچھو..." سدھاشی نے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم مجھ سے الگ ہونے کے بعد بنکاک میں کس جگہ رُوپوش ہوگئی تھیں؟"

"میں بنکاک میں تھی ہی نہیں۔ شروع میں تو مارلینو کے پاس گانگ ہو چلی گئی تھی۔ مارلینو نے مجھے سمجھایا۔ اس وقت مجھے تم پر شدید غصہ تھا شیران! تم نے میرے ساتھ سلوک ہی ایسا کیا تھا، بتاؤ، کیا میں اس سلوک کی مستحق تھی؟ میں نے تو تمھیں اپنی زندگی کا محور بنا کر برسوں چاہا ہے، اب بھی چاہتی ہوں۔ بابا چاہتا تھا کہ میں، گوسان سے شادی کرکے تمام عمر انہی پہاڑوں میں گزار دوں... لیکن میرے دل میں اس کے لیے کبھی ایسے جذبات پیدا نہیں ہوئے حالانکہ وہ ایک بہت اچھا انسان تھا۔"

"گویا لوئی نے جو کچھ کہا، وہ حقیقت نہیں تھی۔"

"کیا مطلب؟ میں سمجھی نہیں۔"

"مطلب یہ کہ یاتان بردما، گوسان کو لوئی بستی میں واپس لانا نہیں چاہتا تھا۔"

"نہیں، بابا کہتا تھا کہ زندگی صرف حکمرانی کا نام نہیں ہے۔ حکمرانی تو جنگلی جانوروں پر بھی کی جاسکتی ہے۔ بابا نے فیصلہ کیا تھا کہ مجھے اور گوسان کو انہی پہاڑوں میں آباد کردیا جائے... تم نے دیکھا، وہ علاقہ ہر طرح کی گندگی سے پاک تھا۔ مجھے بھی اپنا وہ علاقہ بے حد پسند تھا... لیکن شیران! تم، میری زندگی میں نہ جانے کہاں سے آکُودے۔" سدھاشی ناز سے بولی۔

"ہاں، کبھی کبھی تقدیر ایسے ہی فیصلے کرتی ہے۔"

"کیا مطلب...؟"

"مطلب یہ کہ میں خواہ مخواہ تمھاری اس پُرسکون دُنیا میں ہلچل پیدا کرنے آگیا۔ اگر میں وہاں نہ پہنچتا تو تم سکون سے زندگی بسر کررہی ہوتیں۔" شیران نے مُسکرا کر کہا۔

"کیسے نہ پہنچتے؟ میری محبت تمھیں کھینچ ہی لائی۔ کیا تم اس پر بھروسہ نہیں کرتے؟"

"میں نے کہا نا، سدھاشی! میں نے کبھی ان فضول باتوں کے بارے میں نہیں سوچا۔"

"اب بھی انھیں فضول باتیں کہو گے؟"

"ہاں، سدھاشی! میرے نزدیک یہ فضول باتیں ہیں۔" شیران نے کہا۔

"نہیں، شیران ایسا مت کہو... کیا درحقیقت تم مجھے قتل کردینا چاہتے ہو؟"

"اگر اس کا جواب میں اثبات میں دُوں تو...؟"

"تو، شیران! میں خوشی سے تمھارے ہاتھوں مرجانا پسند کروں گی۔"

"بکواس مت کرو۔ کوئی خوشی سے، کسی کے ہاتھوں قتل ہونا پسند نہیں کرتا۔" شیران کے لہجے میں غرّاہٹ پیدا ہوگئی۔

"کیا مطلب؟ میں سمجھی نہیں۔" سدھاشی کے لہجے میں بھی ہلکی سی غرّاہٹ کا احساس ہونے لگا۔

شیران نے ایک بار پھر خود کو سنبھال لیا... چند لمحے توقف کے بعد بولا۔ "سدھاشی کیا تمھیں نیند نہیں آرہی؟"

"تم بات ٹال رہے ہو، شیران!"

"ہاں، میں بات ٹال رہا ہوں... لیکن تمھیں میرے کہے ہوئے کا احترام کرنا چاہیے۔"

"تم ایک دفعہ کہو تو سہی۔ اس کے بعد میں ہمیشہ کے لیے اپنی زبان بند کرلوں گی۔" سدھاشی نے پیار بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ... کیسی احمق ہوتی ہیں، یہ لڑکیاں... وہ دعوے کرتی ہیں جن پر کبھی پُوری نہیں اُتر سکتیں۔"

"نہیں، شیراں! ایسی بات مت کہو۔ تم ایک بار مجھے آزما کر تو دیکھو۔"

"جب وقت آئے گا، دیکھ لُوں گا۔ فی الحال، میں بے مقصد باتوں میں نہیں اُلجھنا چاہتا۔ مجھے کچھ سوچنے دو۔"

"کیا سوچ رہے ہو؟ مجھے بتاؤ۔"

"یہی کہ کیا مجھے خودکشی کر لینی چاہیے یا تمھیں قتل کر دینا چاہیے۔"

"تم خودکشی نہ کرو بلکہ مجھے قتل کر دو۔" سدھاشی بدستور محبت بھرے لہجے میں بولی۔

"اوہ، بابا! معاف کر دو مجھے!" شیراں جھلائے ہُوئے انداز میں ہاتھ جوڑ کر بولا۔ "اگر اب بھی خاموش نہ رہیں تو میں سچ مچ تمھاری گردن دبا کر ہمیشہ کے لیے خاموش کر دوں گا۔"

"گردن حاضر ہے۔ دبا کر دیکھو۔ اگر میں جنبش بھی کر جاؤں تو..." سدھاشی نے کہا اور شیراں دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پیٹنے لگا۔

سدھاشی آہستہ سے ہنس پڑی پھر بولی۔ "معاف کرنا، شیراں! میں آج بہت خوش ہُوں... اور اس خوشی میں بہت سی بکواس کرنا چاہتی ہُوں۔"

"تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔"

"کس بات کا جواب؟"

"مارلینو نے تم سے کیا کہا تھا؟"

"کچھ نہیں، اُس نے مجھے سمجھایا تھا کہ جب شیراں، تمھاری زندگی کا محور ہے تو تمھیں کسی حالت میں بھی اُسے نظرانداز نہیں کرنا چاہیے۔ پھر اُس نے مجھے بنکاک بھیج دیا۔ میں بنکاک ہی میں مقیم تھی۔ وہ جب بھی بنکاک آتا تھا تو میرے پاس ہی قیام کرتا تھا۔ وہ مجھے بہت چاہتا ہے۔ بہت ہی نفیس انسان ہے۔"

شیراں ایک لمحے کے لیے خاموش ہو گیا پھر آہستہ سے بولا۔ "اس کا مقصد ہے کہ مارلینو تمھاری رہائش گاہ سے واقف تھا۔"

"واقف کیا... اُسی نے تو میرے لیے برنیو کوائے والی ایک کوٹھی منتخب کی تھی۔"

"برنیو کوائے... اور اسی کوٹھی سے کنگ لوئی نے تمھیں اغوا کیا تھا؟"

"ہاں، میں رہتی وہیں تھی۔"

"کیا گریچر اور میگنیشا بھی تمھارے بارے میں نہیں جانتے تھے؟" شیراں نے پوچھا۔

"جانتے تھے لیکن مارلینو نے اُنھیں ہدایت کر دی تھی کہ تمھیں اس بارے میں کچھ نہ بتایا جائے۔"

"اوہ... یہ غلط ہُوا... مارلینو کو مجھ سے یہ غدّاری نہیں کرنی چاہیے تھی۔"

"اوہ، شیراں... سمجھنے کی کوشش کرو۔" سدھاشی جلدی سے بولی۔

"بکواس بند کرو۔ میں کچھ سمجھنا نہیں چاہتا۔ جب اُسے معلوم تھا کہ مجھے تمھاری ضرورت ہے تو اُس نے مجھے تمھارے بارے میں کیوں نہیں بتلایا؟"

"ارے، ارے... اس میں ناراض ہونے کی کیا بات ہے... اگر اُس وقت تم مجھے غصّے میں قتل کر دیتے تو آج تمھاری سدھاشی تمھیں کیسے ملتی؟"

شیراں خاموش ہو گیا... مارلینو، گریچر اور سدھاشی کے لیے اُس کے دل میں غصہ پیدا ہو گیا تھا۔ حالانکہ مارلینو ایسا آدمی نہیں تھا، جس پر غصہ کیا جاتا۔ روئے زمین پر وہی ایک شخص تھا جسے شیراں پسند کرتا تھا لیکن وہ اپنی فطرت کو کیا کرتا جو ذرا سی بات کو برداشت نہیں کر پاتی تھی۔

سدھاشی بھی خاموش ہو گئی۔ نہ جانے اُس کے ذہن میں کیا کیا خیالات تھے۔ شیراں بھی خاموشی سے آنے والے وقت کے لیے منصوبہ بندی کرنے لگا... اور پھر تھوڑی دیر بعد، سُرنگ کے دہانے سے اُجالے کی کرنیں اندر رینگ آئیں۔

"میں باہر جا کر صورتِ حال کا جائزہ لیتا ہُوں۔" شیراں نے سدھاشی کی طرف دیکھتے ہُوئے کہا۔ "اگر کوئی خطرہ نہ ہُوا تو ہم دونوں اس طرف چلیں گے۔"

"ٹھیک ہے۔" سدھاشی نے جواب دیا اور شیراں، سُرنگ کے دہانے سے نکل آیا۔

دوسری طرف کا منظر دیکھ کر، شیراں کی آنکھیں حیرت اور دلچسپی سے چمک اُٹھیں۔ یہ علاقہ جنّت نظیر تھا۔ تاحدِ نگاہ درخت بکھرے ہُوئے تھے جن کی جڑوں میں چٹانیں بھی اُبھری ہُوئی تھیں۔ جگہ جگہ جنگلی پھولوں کے بے ترتیب کنج نظر آ رہے تھے۔ موسم بے حد خوش گوار تھا۔ ہَوا میں نمی، قرب و جوار میں پانی کی موجودگی کا پتہ دیتی تھی۔

شیراں آگے بڑھتا رہا۔ پھر ایک اُونچی چٹان پر کھڑے ہو کر اُس نے دُور دُور تک نظر دوڑائی لیکن پانی کہیں نظر نہیں آیا...

وہ کافی دیر تک اِدھر اُدھر دیکھتا رہا... پھر اُس نے ایک درخت کا انتخاب کیا اور اس پر چڑھنے لگا۔ درخت کی آخری شاخ پر پہنچ کر اُس نے دُور دُور تک نگاہیں دوڑائیں۔ چھوٹے چھوٹے جانور کلیلیں کرتے پھر رہے تھے لیکن دُور دُور تک کسی بستی کا نام و نشان نہ تھا۔ وہ مُسکراتا ہُوا اُتر آیا... پھر بڑبڑانے لگا۔ "واہ، سدھاشی! یہاں تو تیری موت بھی انتہائی حسین ہوگی۔"

وہ سُرنگ کے دہانے پر پہنچا اور سدھاشی کو آوازیں دینے لگا۔ چند لمحوں بعد سدھاشی باہر آ گئی۔ "کیا محسوس کیا؟ کیسا علاقہ ہے؟" سدھاشی نے پوچھا۔

"اپنی آنکھوں سے دیکھ لو۔" شیراں نے جواب دیا اور سدھاشی مُسکرانے لگی۔ وہ پُرمسرت نگاہوں سے چاروں طرف دیکھ رہی تھی۔

"آہ... میں نے ایسے ہی حسین علاقے کے خواب دیکھے تھے، شیراں! میرے تمام خواب پُورے ہوتے جا رہے ہیں۔ یُوں لگتا ہے جیسے زندگی کی مسرّتیں اب میرے قدموں میں آ پڑی ہیں... کاش شیراں! ہم یہاں زندگی بسر کر سکتے۔"

"ہاں، ہم یہاں زندگی بسر کریں اور لوئی اپنے آدمیوں کے ساتھ پہنچ کر ہمارے بدن چھلنی کر ڈالے۔"

"نہیں، نہیں... ایسا مت کہو۔ یہ علاقہ بے حد حسین ہے۔" سدھاشی نے کہا۔

"تمھیں بھُوک نہیں لگ رہی؟"

"ہاں، لگ تو رہی ہے۔" سدھاشی نے گردن ہلائی پھر بولی... "شیراں! تمھارے پاس کوئی ہتھیار تو ہوگا نہیں؟"

"کیوں...؟"

"بس، ایسے ہی پوچھ رہی ہُوں۔"

"پستول تو نہیں ہے لیکن یہ خنجر ہے، میرے ایک دوست کا دیا ہُوا تحفہ۔" اُس نے اپنے لباس میں سے وہ خنجر نکال کر اُسے دکھایا۔ جو کنگ لوئی نے بطور تحفہ اُسے پیش کیا تھا۔ اُس کے دستے پر ننھے ننھے ہیرے جڑے ہُوئے تھے۔

"ٹھیک ہے، اس خنجر سے تم جانوروں کی کھالیں اُتار سکتے ہو لیکن آج میں تم سے پھر وہی فرمائش کروں گی۔"

"کون سی فرمائش؟"

"تم، پتھروں سے جانور شکار کر لیتے ہو، نا؟"

"ہاں، اب بھی کر سکتا ہُوں۔" شیراں نے جواب دیا۔

"تو پھر آج مجھے شکار کا گوشت کھلاؤ۔ میں پُرانی یادیں تازہ کرنا چاہتی ہُوں۔"

شیراں وحشیانہ انداز میں ہنس پڑا... پھر اُس نے ایک بڑا سا پتھر اُٹھایا اور اُسے تولتا ہُوا آگے بڑھنے لگا۔ سدھاشی دبے قدموں اُس کے پیچھے پیچھے چل رہی تھی۔ تھوڑے ہی فاصلے پر ایک بڑا پہاڑی خرگوش نظر آیا۔

شیراں اپنی جگہ جھک گیا۔ خرگوش تنہا تھا اور گھاس میں اپنی

خونِ آشام

مُصنّف: ایم اے راحت

قیمت -/40 روپے
ڈاک خرچ -/20 روپے

ایک ایسے بُڈھے سادھو کی داستان جس کی زندگی میں ایک نوجوان داخل ہو گیا۔
وہ بوڑھا صدیوں سے زندہ تھا۔ اُس کی آنکھیں پاتال میں جھانک سکتی تھیں۔

اُس بہادر نوجوان کی پُراسرار سرگزشت جو ایک نئے اور خوفناک سفر پر روانہ ہوا۔ اور کامیابی اُس کے قدم چومتی رہی

پبلشرز
علی میاں پبلی کیشنز عزیز مارکیٹ اُردو بازار لاہور

اسٹاکسٹ
علی بکسٹال نسبت روڈ، چوک میو ہسپتال لاہور

غذا تلاش کر رہا تھا۔ دفعتہً پتھر، شیران کے ہاتھ سے سنسناتا ہوا نکلا اور خرگوش فضا میں دو تین فٹ اُچھل کر گر پڑا۔ وہ بُری طرح تڑپ رہا تھا۔ شیران اُس کی جانب دوڑ پڑا۔ اُس نے خنجر نکالا اور خرگوش کو پکڑ کر اُس کی گردن پر پھیر دیا... پھر دیکھتے ہی دیکھتے اُس نے اُس کی کھال اُتار کر پھینک دی اور اُسے ہاتھ میں لٹکائے ہُوئے سدھاشی کی طرف پلٹ پڑا۔

"کیا اب تم اسے بھُوننا پسند کرو گی؟"

"ضرور..." سدھاشی نے کہا اور اُس کے ہاتھ سے خرگوش لے لیا۔

"اس ایک سے کام نہیں چلے گا۔ تم آگ روشن کرو... میں دوسرا خرگوش تلاش کرتا ہُوں۔"

"شیران! ایک بات تو سُنو۔" سدھاشی نے کہا۔ "آگ جلانے سے دُشمن کہیں ہماری طرف متوجہ نہ ہو جائیں۔"

"اوہ... یہ کھانے کا وقت ہے۔ فضول باتیں نہیں سوچتے۔ پہلے پیٹ کی آگ بجھا لیں پھر دُشمنوں کے بارے میں سوچیں گے۔"

سدھاشی کوئی جواب دینے کی بجائے، خشک لکڑیاں اور گھاس پھُوس تلاش کرنے لگی۔ خرگوش، اُس نے ایک صاف سُتھرے پتھر پر رکھ دیا تھا۔ وہ ایک طویل زندگی ایسے ہی علاقے میں گزار چکی تھی... اور اس زندگی سے مانوس تھی۔ لہٰذا دو پتھروں کو آپس میں رگڑ کر آگ جلانے میں اُسے زیادہ دُشواری نہیں ہُوئی۔ تھوڑی ہی دیر بعد گوشت بھُننے کی بُو فضا میں پھیل گئی۔ اس دوران میں شیران، دو خرگوش اور شکار کر لایا تھا اور اُس سے کچھ فاصلے پر بیٹھا کھالیں اُتارنے میں مصروف تھا۔

پہلا خرگوش بھُون کر سدھاشی نے شیران کی طرف بڑھا دیا اور اُس نے سدھاشی کی پروا کیے بغیر اُسے کھانا شروع کر دیا۔ جب سدھاشی نے دوسرا خرگوش بھُونا تو شیران پہلا خرگوش چٹ کر چکا تھا۔ سدھاشی نے دوسرا خرگوش بھی اس کی طرف بڑھا دیا... اور شیران اُس پر ہاتھ صاف کرنے لگا... پھر جب تیسرا خرگوش بھُون کر سدھاشی نے اس کی طرف بڑھایا تو اُس کا ہاتھ رُک گیا۔

"تم نہیں کھاؤ گی، کیا؟"

"نہیں، تم کھا لو۔ تم بھُوکے رہ گئے ہو گے۔" سدھاشی بولی۔

"بس، بس... فضول باتوں سے گریز کیا کرو۔ مجھے یہ احمقانہ باتیں پسند نہیں۔ دو خرگوش کم نہیں ہوتے۔" پھر وہ اِدھر اُدھر دیکھتا ہُوا بولا۔ "پانی کے سلسلے میں ہمیں دُشواری اُٹھانی پڑے گی۔"

سدھاشی جب کھانے سے فارغ ہو گئی تو شیران نے اُس کی طرف دیکھا اور پھر اُٹھ کھڑا ہُوا۔ "چلو اب یہاں سے آگے چلو۔"

سدھاشی اُس کے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔ یہ علاقہ اتنا حسین تھا کہ سفر کا ایک ایک لمحہ پُرمسرت محسوس ہو رہا تھا۔ دونوں بے تکان آگے بڑھتے رہے۔ اُن کے پیٹ بھرے ہُوئے تھے۔ البتہ پیاس لگ رہی تھی لیکن اس دلکش ماحول میں وہ بھی زیادہ محسوس نہیں ہو رہی تھی۔

کنگ لوٹی کے آدمیوں کا تاحدِ نگاہ کوئی پتہ نہیں تھا۔ شاید اس طرف آنے کا کوئی آسان راستہ اُن کی نظر میں نہیں تھا۔

وہ دوپہر تک سفر کرتے رہے۔ جنگل آہستہ آہستہ ختم ہوتا جا رہا تھا۔ جب وہ اس علاقے کے اختتام پر پہنچے تو سامنے کا منظر بہت ہی بھیانک تھا۔ جس گھنے اور سرسبز جنگل سے گزر کر وہ آئے تھے، وہ جنگل پہاڑ پر پھیلا ہُوا تھا اور یہاں پہاڑ کا اختتام ہوتا تھا۔ اس طرف نیچے ایک نہایت تیز و تند دریا بہہ رہا تھا۔ اُس کا پاٹ اتنا چوڑا تھا... کہ دوسری طرف نگاہ نہ پہنچ سکے۔ پتہ نہیں، یہ کون سا دریا تھا۔ شیران اس کے متعلق نہیں جانتا تھا۔

وہ متحیرانہ نظروں سے اس عظیم الشّان دریا کو دیکھتے رہے... اس کے بہنے کی رفتار بہت تیز تھی۔ آگے راستہ مسدود تھا۔ سدھاشی نے شیران کے بازو پر ہاتھ رکھتے ہُوئے کہا۔ "شیران: اب کیا کرو گے؟"

"میں یہی سوچ رہا ہوں۔ آگے تو راستہ بند ہے۔ اگر ہم اس پہاڑی راستے پر چلتے رہیں تو ممکن ہے کسی محفوظ مقام پر پہنچ جائیں۔"

"اس بات کا بھی تو امکان ہے کہ ہم گھُوم کر پھر لوٹی کے علاقے میں جا نکلیں؟"

"ہاں۔ اس کا تعیّن تو مشکل ہے کہ کون سا راستہ ہمیں کہاں لے جائے گا۔ بہرصُورت یہ جگہ بہت عجیب و غریب ہے۔"

"شیران! کیا یہ جگہ ہمارا آئیڈیل نہیں ہے؟"

"کیا مطلب۔ میں نہیں سمجھا۔"

"ہم اس جگہ کو بھی تو اپنا مسکن بنا سکتے ہیں۔ کیا رکھا ہے ان گنجلک بستیوں میں جہاں زندگی بے شمار اُلجھنوں کا شکار ہوتی ہے۔"

شیران کچھ سوچنے لگا تھا۔ اُس کے ذہن میں بہت سے خیالات آ رہے تھے۔ درحقیقت اگر وہ یہاں کوئی پناہ گاہ تلاش کر سکے تو یہ جگہ بُری نہیں ہے۔ دریا تک پہنچنے کا بھی کوئی نہ کوئی بندوبست کر ہی لیا جائے گا۔ گویا پانی بھی یہاں مل سکتا ہے۔ ہر چند کہ نیچے اُترنا ذرا مشکل ہی تھا لیکن شیران جیسا آدمی اس سلسلے میں کوشش کر سکتا تھا۔ اگر اس کے کنارے کنارے دُور تک آگے بڑھا جائے اور کوئی ایسی جگہ تلاش کر لی جائے جہاں سے اس علاقے سے باہر نکلنا ممکن ہو تو پھر یہاں رہنا بُرا نہیں ہے تاہم اس نے یہی مناسب سمجھا کہ پہلے یہاں سے

اُترنے کا راستہ تلاش کر لیا جائے، اس کے بعد دُوسری تمام باتیں سوچی جائیں گی۔

چنانچہ وہ سدھاشی کا ہاتھ پکڑ کر اس دیوار پر سفر کرنے لگا۔ شام جھک آئی لیکن چٹانی سلسلہ ختم نہیں ہُوا البتہ رات ہونے سے پہلے اُنھیں ایک ایسی جگہ نظر آ گئی جہاں ایسے ڈھلان تھے جن سے نیچے اُترا جا سکتا تھا۔ شیران نے سدھاشی کی طرف دیکھا اور سدھاشی نے مسکراتے ہُوئے گردن ہلا دی۔

"چلیں... نیچے چلیں؟" اس نے پُوچھا۔

"اگر تم نہ چلنا چاہو تو تم یہاں رُکو۔ میں پانی لے کر آتا ہوں۔"

"کیسے لاؤ گے۔ کوئی چیز تو ہے نہیں ہمارے پاس؟"

"اوہ، ہاں یہ بات بھی ہے۔" شیران نے گردن ہلاتے ہُوئے کہا۔

"شیران تم بالکل مطمئن رہو۔ مجھے جنگلوں میں زندگی گزارنے کا اچھا خاصا تجربہ ہے۔ میں یہاں ایسے برتن بناؤں گی جو ہمارے کام آ سکیں۔"

"وہ کیسے...؟"

"پہلے ہم دریا کے کنارے سے مٹی حاصل کریں گے پھر اس کو پانی میں گُوندھ کر میں برتن بناؤں گی پھر ان برتنوں کو آگ میں پکا لیں گے، اس طرح وہ ہمارے کام آ سکتے ہیں۔"

"ہوں۔ بہت لمبا پروگرام بنا لیا ہے تُو نے۔" شیران مسکرا کر بولا۔

"اب تو بنانا ہی پڑے گا۔ آخر ہماری آئندہ زندگی کا دار و مدار اسی پروگرام پر تو ہو گا۔"

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔ آؤ نیچے آؤ۔ پہلے پانی پی لیا جائے۔" شیران نے کہا اور سدھاشی اس کا ہاتھ پکڑ کر نیچے اُترنے لگی۔ شیران سب کچھ برداشت کر رہا تھا۔ اس کے ذہن میں نجانے کون کون سے شیطانی منصوبے جنم لے رہے تھے۔

بہرصُورت وہ ڈھلان طے کر کے نیچے پہنچ گئے۔ دریا کی تیزی اور تندی قابلِ دید تھی لیکن اس کے کنارے اس قابل تھے کہ وہاں سے پانی لیا جا سکے اور خاص طور سے اس جگہ دریا کی روانی میں وہ تندی نہیں رہ گئی تھی۔

شیران نے دریا میں پاؤں ڈال کر دیکھا۔ کنارے زیادہ گہرے نہیں تھے۔ وہ تھوڑا سا اور آگے بڑھا اور پھر کمر تک پانی میں پہنچنے کے بعد وہ رُک گیا۔

"بس شیران بس۔ اس سے آگے نہیں۔ پلیز اس سے آگے نہیں۔" سدھاشی بے قراری سے چیخی اور شیران کے حلق سے ایک وحشیانہ قہقہہ نکل گیا۔

"عورت، میری عورت۔" وہ آہستہ سے بڑبڑایا اور پھر جھک کر پانی پینے لگا۔ سدھاشی نے کنارے سے پانی پی لیا تھا۔ وہ کچھ ایسی بدمست ہو رہی تھی کہ اس پر نشے کی سی کیفیت طاری تھی۔ شام کی کھلاہٹیں جھک آئی تھیں اور ان کھلاہٹوں نے منظر کو کچھ اور حسین بنا دیا تھا۔

"شیران میں نہاؤں گی۔"

"جو کچھ تیرا دل چاہے کر۔" شیران وہاں سے ہٹ کر ایک پتھر پر بیٹھ گیا۔

"تم بھی نہا لو؟"

"نہیں... میرا دل نہیں چاہتا۔" شیران نے جواب دیا اور سدھاشی مُسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔

"تو پھر تم رُخ بدل کر بیٹھ جاؤ۔"

"کیوں...؟"

"میں اپنے کپڑے نہیں بھگوؤں گی ورنہ اس کے بعد میں کیا پہنوں گی۔" سدھاشی نے جواب دیا اور شیران نے بُرا سا مُنہ بنا کر رُخ بدل لیا۔

تھوڑی دیر کے بعد وہ لباس بدل کر شیران کے پاس پہنچ گئی۔

"آ... آ اُوپر آ جا۔"

اور اس کا ہاتھ پکڑ کر ڈھلان طے کرنے لگا۔ دریا کے نزدیک کا کنارہ اس قابل نہیں تھا کہ وہ کوئی جگہ منتخب کرتے البتہ اُوپر پہنچنے کے بعد شیران پہاڑوں میں کوئی غار تلاش کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

تھوڑی دیر کے بعد اُسے ایک ایسی جگہ نظر آ گئی جہاں وہ آرام سے تھوڑا بہت وقت گزار سکتے تھے۔ یہ جگہ ایک پہاڑی کٹاؤ میں ایک سائبان کی حیثیت رکھتی تھی اور سائبان اتنی گہرائی میں تھا کہ وہ اس کے اندر چھُپ بھی سکتے تھے۔ اگر سائبان کے سامنے والے حصّے کو کسی طرح پتھروں سے محفوظ کر لیا جاتا تو پھر اُنھیں دُور سے دیکھا بھی نہیں جا سکتا تھا۔ دونوں نے یہ جگہ پسند کی تھی لیکن یہ جگہ اس ڈھلان سے کافی ہٹ کر تھی اور یہاں وہ چٹانی دیوار اسی شکل میں موجود تھا جیسی وہ دیکھتے چلے آئے تھے یعنی یہاں سے دریا کی گہرائی خاصی تھی اور ادھر سے اُترنے کا کوئی راستہ بھی نہیں تھا۔

بہرطور یہ جگہ اُنھوں نے اپنے قیام کے لیے منتخب کر لی۔

شیران کھویا کھویا سا تھا۔ سدھاشی نے اس کے بازو پر ٹھوڑی رکھ کر کہا۔ "کیا سوچ رہے ہو؟" شیران نے گردن گھما کر اسے دیکھا اور چند لمحات اس کی نگاہیں سدھاشی کے چہرے پر گڑی رہیں۔ سدھاشی نے شرما کر گردن جھُکا لی تھی۔

"میں تمھاری ہوں شیران۔ میں تمھاری ہوں۔" وہ آہستہ سے بولی اور شیران نے ایک دم گردن جھٹک دی۔

"نہیں نہیں۔ میں ایسی کوئی بات نہیں سوچ رہا۔"

"سوچو۔۔ ضرور سوچو شیران تمھیں سوچنے سے کون منع کر رہا ہے۔" سدھاشی وارفتگی سے بولی اور بے اختیار اپنی جگہ سے اٹھ گئی شیران نے اسے روکا نہیں تھا۔ سدھاشی آگے دوڑتی چلی گئی۔ اس نے ایک جگہ سے تھوڑی سی گھاس جمع کی۔ پھر چھوٹے چھوٹے پانچ پتھر اٹھا کر لائی۔ پتھروں کو ایک دائرے میں رکھ کر اس نے گھاس درمیان میں رکھ دی اور پھر شیران سے اس کا خنجر لے لیا۔ شیران دلچسپ نگاہوں سے اس کی یہ تمام حرکات دیکھ رہا تھا۔ سدھاشی نے اپنے داہنے ہاتھ کی کلائی میں ایک چھوٹا سا زخم لگایا اور اس کے زخم سے خون کی بوندیں ٹپکنے لگیں۔ یہ بوندیں اس نے گھاس پر ٹپکا دی تھیں پھر تھوڑا تھوڑا سا خون اس نے ان پانچوں پتھروں پر گرایا اور اس کے بعد محبت بھری نگاہوں سے شیران کو دیکھنے لگی۔

"اپنا ہاتھ دو گے؟"

"کیوں۔ کیا میرا ہاتھ بھی کاٹو گی؟"

"اپنا ہاتھ دو۔" اس نے کہا اور شیران نے ہاتھ اس کی طرف بڑھا دیا۔ سدھاشی نے شیران کی ہتھیلی پر اپنے خون کے چند قطرے ٹپکائے اور پھر زخم اس کی ہتھیلی پر رکھ دیا۔

"میرا ہاتھ اپنی گرفت میں لے لو۔" اس نے کہا اور شیران کی انگلیاں اس کی کلائی پر جم گئیں۔

"یہ سب کچھ کیا کر رہی ہے؟"

"اب یہ ہاتھ اس گھاس پر رکھ دو۔" سدھاشی بولی اور شیران نے اس کے کہنے پر عمل کیا۔ سدھاشی نے وہ پانچوں پتھر اٹھائے۔ انھیں ایک ایک بار شیران کی پیشانی سے اور پھر اپنی پیشانی سے لگایا اور پھر انھیں فضا میں دور اچھال دیا۔ اس کے بعد وہ گہری سانس لے کر مسکرانے لگی۔

"میں ان ساری حرکتوں کا مطلب نہیں سمجھا؟"

"میں نے مقدس دیوتاؤں کو آسمان پر رہنے والے خدا کو تمام فریقوں کو گواہ بنا کر تمھیں اپنی زندگی کا پہلا اور آخری مرد مان لیا ہے۔ ہاں شیران اب میں اپنے مذہب کے طور پر تمھاری ہو گئی ہوں۔ تم میرے مرد ہو، میرے شوہر۔" سدھاشی نے جواب دیا۔

"واہ۔ یہ یکطرفہ شوہر کیسے ہو گیا۔ میں نے تو تجھے اپنی عورت نہیں مانا۔۔"

"ایسی باتیں مت کرو شیران۔ ایسی باتیں مت کرو۔ مجھے وہ تمام مسرتیں دے دو جو ایک عورت کا حق ہوتی ہیں۔ سدھاشی بالکل ہی بے اختیار ہو گئی تھی۔ اور پھر شیران کی آنکھوں میں شرارے ناچنے لگے۔

**

وہ دم سادھے ان آوازوں کو سن رہے تھے۔ انھوں نے تین فوجی اپنے بالکل قریب دیکھے۔ وہ اسٹین گنیں سنبھالے جھکے جھکے آگے بڑھ رہے تھے۔ پھر وہ رک گئے۔ جس جگہ وہ رکے تھے وہ ان سے صرف چند گز کے فاصلے پر تھی اور اس وقت صورت حال اتنی سنگین تھی کہ ان سب کے چہرے خون کی طرح سرخ ہو گئے تھے۔ جنرل کی معمولی سی جنبش ان سب کی موت کا سبب بن سکتی تھی۔ پستول کی نال جنرل کی کنپٹی سے لگی ہوئی تھی اور یہ پستول نعمان خان کے ہاتھ میں تھا۔

جنرل تھا اور زیرک انسان تھا۔ پستول اگر کسی اور کے ہاتھ میں ہوتا تو اس بات کے امکانات تھے کہ اگر جنرل کی آواز ابھر جاتی تو وہ لوگ پورے اطمینان سے کوئی قدم نہ اٹھا پاتے کیونکہ یقیناً انھیں جنرل کو زندہ حاصل کرنے کا حکم دیا گیا ہو گا لیکن جنرل کا تجربہ بتاتا تھا کہ ان لوگوں کا لیڈر ذرا مختلف فطرت کا آدمی ہے۔ اوّل تو جنرل اس شخص کی قومیت کے بارے میں ہی کوئی اندازہ نہیں لگا سکا تھا کہ وہ کون ہے۔ البتہ اتنا احساس ضرور ہو گیا تھا اسے کہ وہ ایشیائی باشندہ ہی ہے اور اپنی فطرت میں منفرد نوعیت کا حامل ہے چنانچہ پستول جنرل کی کنپٹی پر ہونے کا مقصد یہ تھا کہ اگر جنرل کی طرف سے کوئی حرکت ہوتی تو پہلے وہ اس کی کھوپڑی میں پستول خالی کر دیتا۔ اس کے بعد دوسری طرف متوجہ ہوتا۔ ان حالات میں جنرل کی آواز بند ہی رہی۔

نعمان خان سنسنی خیز نگاہوں سے ان سپاہیوں کو دیکھ رہا تھا جو بڑے پراسرار انداز میں ان لوگوں سے چند فٹ کے فاصلے پر رک گئے تھے لیکن ان کے انداز سے یہ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ وہ انھیں دیکھ چکے ہیں۔

ایک بار پھر کھڑکھڑاہٹ کی آوازیں ابھریں۔ آنے والے دو تھے وہ بھی ان لوگوں کے سامنے پہنچ گئے۔

"کیا بات ہے سیٹیاں کیوں بجائی تھیں؟" ان میں سے ایک نے سوال کیا۔

"اوہ ہمیں ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا تھا۔"

"کیا اشارہ تھا؟"

"شاید کسی نے انھیں دور سے دیکھ لیا ہے۔"

"تمھیں کوئی خاص اطلاع دی گئی تھی؟" پہلے سے موجود سپاہیوں نے پوچھا۔

"ہاں بس یہ کہا گیا تھا کہ شمال مشرق بائیں سمت جائیں اور

نظر رہیں کیونکہ وہاں ان لوگوں کی نقل و حرکت محسوس کی گئی ہے۔"

"گویا صحیح طور پر انھیں نہیں دیکھا گیا؟"

"کیا کہا جا سکتا ہے۔ بس اتنا ہی کہا گیا اور ہم اس جانب دوڑے لیکن پھر ہمیں ایک خدشہ سا پیدا ہو گیا۔"

"کیسا خدشہ؟"

"یہی کہ چھاتہ برداروں کی اچھی خاصی تعداد یہاں موجود ہے کہیں غلط فہمی میں اور جلد بازی میں ہم ایک دوسرے پر ہی گولیاں برسانا نہ شروع کر دیں۔"

"ہاں اس بات کے امکانات تو ہیں لیکن کیا تمھیں ان لوگوں کا کوئی نشان ملا؟"

"قطعی نہیں۔ پتہ ہی نہ چل سکا کہ وہ کس طرف ہیں۔ ہم شمال مشرقی علاقے کو کھنگالتے ہوئے چلے آ رہے ہیں۔" ایک نے جواب دیا۔

"لیکن یہ بات تم نے بالکل درست کہی ہے۔ ہم آہٹ پر گولیاں نہیں برسا سکتے، اس طرح ہمارے اپنے آدمیوں کے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہے۔"

"اس کے لیے بہتر طریقہ وہی ہے جو ہم نے طے کیا ہے۔"

"غالباً سیٹیاں؟"

"ہاں۔۔۔ مخصوص انداز میں، غالباً تمھیں ان کے بارے میں معلومات نہیں تھیں، تم نے غلط سیٹیاں بجائی تھیں۔"

"ہاں سیٹیوں کے بارے میں ہمیں کوئی خاص ہدایت نہیں دی گئی تھیں؟"

"میں تمھیں بجا کر دکھاتا ہوں۔ چاروں طرف یہ اعلان کر دیا گیا ہے کہ پہلے سیٹیاں بجا کر ایک دوسرے کے بارے میں اندازہ کر لیا جائے۔"

"سیٹی بجانے کا انداز کیا ہو گا؟" پہلے تین سپاہیوں میں سے ایک نے پوچھا اور آنے والے دو سپاہیوں میں سے ایک نے منہ سے سیٹیوں کی آوازیں نکال کر انھیں سنائیں۔ یہ آواز پہلی مرتبہ لمبی تھی اور بعد میں دو دفعہ مختصر تھی۔ گویا ایک مرتبہ ذرا لمبی سیٹی بجائی تھی اور دو مرتبہ ہلکی۔ یہ ان لوگوں کا جنگل میں ایک دوسرے کے لیے شناختی کوڈ تھا۔ نعمان خان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

دوسرے لمحے اس کے ذہن میں ایک دم ایک منصوبہ آ گیا تھا۔ اس نے انگلی کے اشارے سے گوران کو اپنے نزدیک بلایا اور اس کے کان میں سرگوشیاں کرنے لگا، اس طرح کہ جنرل اس کی آواز نہ سن سکے لیکن وہ جنرل کی جانب سے غافل نہیں ہوا تھا۔

گوران نے اس کی بات سنی اور گردن ہلا دی۔ پھر اس نے شیر سے کچھ کہا اور شیر نے اپنے بقیہ ساتھیوں سے۔ گویا کوئی خاص بات ان لوگوں کے درمیان طے پا گئی تھی۔ جنرل ان تمام چیزوں سے واقف تھا لیکن وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ وہ کیا سرگوشیاں کر رہے ہیں۔ خود اس کی اپنی کیفیت بھی بہتر نہیں تھی۔ قید رہنا کسے پسند ہوتا ہے اور وہ بھی دشمن کے ہاتھوں میں۔ اس کے بعد ایک لامتناہی اذیت کا سلسلہ شروع ہو سکتا تھا۔ نجانے وہ جنرل کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہتے تھے۔ اس لیے اس کی دلی خواہش تھی کہ کسی طرح اپنے آدمیوں کو اس صورت حال سے مطلع کر دے لیکن موت اس کی [illegible] چھپی ہوئی تھی اور وہ جانتا تھا کہ یہ وحشی لیڈر اس کے [illegible] رعایت نہیں برتے گا خواہ اس نقصان کے سلسلے میں اس سے کوئی بھی باز پرس کی جائے۔ ابھی وہ یہی سوچ رہا تھا کہ دفعتاً لیڈر کا ہاتھ اس کی کنپٹی سے ہٹا اور منہ پر آ جما۔ دوسرے لمحے اس کی کھوپڑی میں ستارے ناچ گئے، بڑی خوفناک ضرب تھی۔ غالباً لیڈر نے ہی لگائی تھی۔ منہ پر چونکہ ایک چوڑا ہاتھ جما ہوا تھا جس نے اسے اتنی قوت سے بھینچ رکھا تھا کہ اگر مزید کچھ قوت صرف ہو جاتی تو شاید اس کے دانت ہی حلق میں جا پڑتے۔

جنرل کو کوئی احساس نہ رہا لیکن پتوں میں ہلکی سی کھڑکھڑاہٹ پیدا ہوئی تھی۔ سپاہی ایک دم سے چونک پڑے لیکن چونکنے کے بعد وہ سنبھلنے بھی نہ پائے تھے کہ دفعتاً ان پر قیامت ٹوٹ پڑی۔

گوران، شیر اور اس کے تمام ساتھیوں نے نپی تلی چھلانگیں لگائی تھیں۔ پھر وہ ان سپاہیوں کو لیے ہوئے زمین پر آ پڑے۔ اس کے بعد سپاہیوں کے ساتھ رعایت برتنے کا کوئی سوال ہی نہیں تھا۔ انھوں نے سب سے پہلے تو ان کے منہ زمین میں اس طرح گھسیڑ دیے کہ ان کی آواز ہی بند ہو گئی۔ دو سپاہی تو صرف دم ہی گھٹ جانے کی وجہ سے مر گئے تھے۔ باقی تین کو گردن دبا کر ہلاک کر دیا گیا۔

پانچوں سپاہی اس خاموشی سے کام آ گئے تھے کہ چند لمحات پہلے وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ ان پانچوں سپاہیوں کی موت کا یقین کرنے کے بعد انھوں نے انتہائی پھرتی سے ان سپاہیوں کو برہنہ کر دیا۔ اور ان کے لباس خود پہن لیے۔ جس کو جو وردی فٹ آئی، اس نے وہی پہن لی۔ اس طرح مزید پانچ افراد مقامی فوجیوں کی وردی میں ملبوس ہو گئے تھے۔ ان کے ہتھیار بھی ان کے قبضے میں آ گئے تھے۔ جنرل چونکہ بے ہوش تھا، اس لیے اس تمام کارروائی کا کوئی اندازہ نہیں تھا۔ اب بھی چند افراد دوسرے لباس میں تھے لیکن وہ ان لوگوں کے نرغے میں تھے۔ اس لیے دور سے انھیں نہیں دیکھا جا سکتا تھا۔ اس کارروائی کے بعد مردہ سپاہیوں کی لاشیں گھسیٹ کر گھنی جھاڑیوں میں پھینک دی گئیں اور وہ زیادہ مطمئن انداز میں آگے کا سفر کرنے لگے۔ ان کا

رُخ اپنے اسی مخصوص راستے کی طرف تھا جس کا نقشے میں تعین کر لیا تھا۔ اس وقت سب سے بڑا مسئلہ جنرل ہی کا تھا۔ اگر ان کی اپنی ذات کی بات ہوتی تو وہ خونریزی کرتے ہوئے باآسانی نکل جاتے۔

بہرحال وہ سفر کرتے رہے۔ دفعتاً انھیں داہنی سمت تیز تیز قدموں کی آوازیں سنائی دیں، دُوسری طرف سے سیٹیوں کی آواز اُبھری اور جواب میں ان لوگوں نے نعمان خان کی ہدایت کے مطابق سیٹیاں بجانی شروع کر دیں۔ ایک بار لمبی اور دو بار چھوٹی چھوٹی سیٹیاں۔ قدموں کی آوازوں نے رُخ بدل لیا تھا، گویا چھاتہ بردار مطمئن ہو کر دُوسری جانب بڑھ گئے تھے۔ ان لوگوں کی آنکھوں میں مسرت ناچنے لگی۔ وہ کامیابی سے ان چھاتہ برداروں کو دھوکا دیتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ اس نئی معلومات نے ان کے راستے میں بڑی آسانیاں پیدا کر دی تھیں کیونکہ کئی بار چھاتہ برداروں سے مڈبھیڑ ہوئی۔ اوّل تو مقامی فوجی لباس دوئم یہ سیٹیاں۔ وہ اپنی منزل کی جانب بڑھ رہے تھے اور چھاتہ بردار ان کی چالاکیوں سے بے خبر اپنی کارروائیوں میں مصروف تھے۔ یہاں تک کہ وہ طویل ترین راستہ عبور کرکے پہاڑوں کے دُوسری جانب پہنچ گئے۔

اس طرف چھاتہ بردار زیادہ تعداد میں نہیں معلوم ہوتے تھے کیونکہ یہ راستہ بھی بے حد دُشوار گزار تھا۔ جنرل تھادر ابھی تک ہوش میں نہیں آیا تھا۔ اس دشوار گزار راستے پر جہاں اپنے آپ کو سنبھال کر چلنا ہی بے حد مشکل کام تھا۔ وہ جنرل تھادر کے اس بے ہوش اور وزنی بدن کو سنبھالے ہوئے بمشکل تمام سفر کر رہے تھے۔ یہ آسان کام نہیں تھا لیکن کبھی کسی نے ہمت نہیں ہاری تھی اور دلجمعی سے اپنی کارروائی میں مصروف تھے۔ نعمان خان نے اپنے ساتھیوں پر ہی سب کچھ نہیں چھوڑا تھا، وہ خود بھی کافی دیر تک جنرل تھادر کو اپنے شانے پر سنبھالے رہا تھا۔ اس کے تمام ساتھی اس کی شخصیت سے بہت متاثر نظر آتے تھے۔ اس شخص میں انھوں نے یہ خوبی پائی تھی کہ کہیں بھی اس نے لیڈر بننے کی کوشش نہیں کی تھی بلکہ ان سے زیادہ باعمل رہا تھا اور درحقیقت ابھی تک اس نے جتنے بھی پروگرام بنائے تھے ان میں سے کوئی پروگرام ایسا نہیں تھا جو کامیابی سے ہمکنار نہ ہوا ہو۔ وہ یہ سب تمام باتیں نوٹ کر رہے تھے اور نعمان خان کی سرگردگی میں یہ تمام کام سرانجام دینے پر مسرور تھے۔

سفر جاری رہا۔ یہاں تک کہ بہت دُور ایک چٹیل میدان کے اُس پرے انھیں سمندر نظر آنے لگا۔ سمندر کی ایک جھلک دیکھتے ہی وہ مسرت سے بےقابو ہو گئے تھے۔ ان کی طویل ترین جدوجہد بالآخر بارآور رہی تھی بشرطیکہ عین وقت پر کوئی ایسا حادثہ نہ رُونما ہو جائے جو ان سے ان کی آخری مسرت چھین لے۔ ایک محفوظ جگہ جنرل کو زمین پر ڈال دیا گیا۔ اس علاقے میں سب سے بڑی مصیبت یہی تھی کہ چھپنے کے مواقع ... بہت کم تھے۔ چند ہی ایسی جگہیں آئی تھیں جہاں وہ مق لوگوں سے محفوظ رہ سکتے تھے ورنہ عموماً بے یارو مددگار کھلی جگہوں پر اپنی زندگی اور موت کا سفر طے کرتے رہے تھے۔ اس محفوظ جگہ پہنچ ٹرانسمیٹر استعمال کیا گیا اور پھر وہ مسلسل ٹرانسمیٹر پر اپنے کوڈ ورڈ رہے لیکن دُوسری طرف سے رابطہ قائم نہیں ہو سکا تھا۔

ایک ڈیڑھ گھنٹے کی مسلسل کوشش میں ناکام رہ کر انھیں سی جھنجلاہٹ محسوس ہونے لگی تھی۔ یہ سب سے مشکل مرحلہ تھا۔

چھاتہ برداروں کا ساحل کی طرف نکل آنا ناممکنات میں سے نہیں تھا اور ساحل کے آس پاس کوئی ایسی جگہ نہیں تھی کہ جہاں چھ کر ان لوگوں کی نگاہوں سے محفوظ رہا جا سکے۔ اب صرف اس بات پر دارومدار تھا کہ دُوسری طرف سے رابطہ قائم ہو جائے اور ان کی یہ مشکل حل ہو جائے۔

رات کی تاریکی میں نعمان خاں کی مسلسل کوشش بارآور ہوئی اور اس بار دوسری طرف سے ان کا پیغام وصول کر لیا گیا۔

"خان... خان اسپیکنگ۔ کوڈ نمبر تھری تھری ایٹ فائیو زیرو ایٹ فائیو۔ وائی تھری" نعمان خاں نے دُہرایا۔

"یس خان۔ کیا رپورٹ ہے کتنے فاصلے پر ہو تم لوگ؟"

"ہم سمندر کے کنارے پہنچ چکے ہیں اور مسلسل آپ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن ہمیں ہماری اس کوشش کا جواب کئی گھنٹے کے بعد ملا ہے۔" نعمان خاں نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ! انتہائی افسوس ہوا یہ سُن کر۔ پتہ نہیں کیوں آپ کے پیغام ہمارے ٹرانسمیٹر وصول نہیں کر سکے۔ آپ اپنی ڈائریکشن سے مطلع فرمائیے" دوسری طرف سے کہا گیا اور نعمان خان انھیں سچویشن بتلانے لگا۔

"ٹھیک ہے۔ سچویشن سمجھ لی گئی ہے۔ آپ کو مزید کچھ دیر انتظار کرنا پڑے گا۔ کوئی فوری خطرہ تو آپ کے اطراف میں موجود نہیں ہے؟"

"فوری خطرے کی بات کر رہے ہو تم لوگ! ہم چاروں طرف سے دشمنوں میں گھرے ہوئے ہیں کوئی بھی لمحہ ہماری موت کا لمحہ بن سکتا ہے۔"

"ہر ممکن کوشش کی جائے گی کہ آپ کو جلد از جلد ساحل پر ریسیو کر لیا جائے۔"

"صورتِ حال کیا ہے۔ کیا سمندر میں مقامی گن بوٹس پھر رہی ہیں؟"

"نہیں ہم نے وقفے وقفے سے جنگی مشقیں شروع کر رکھی ہیں ال ان کا پروگرام خاصا طویل ہے۔ یہ پروگرام ہم نے اس لیے بنایا ہے کہ ساحل کو خطرناک لمحات سے محفوظ رکھ سکیں۔ ابھی تقریباً بارہ گھنٹے قبل

اپنی ایک مشق ختم کی ہے۔ بارہ گھنٹے کے اندر اندر ہم کسی بھی ہم دوسری مشق دوبارہ شروع کر سکتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔ وہ مشق ہم پر ہی ہو جائے تو ہے۔ میں کہتا ہوں جس قدر جلد ممکن ہو سکے ہمارے لیے بت کیا جائے ورنہ اس کے بعد۔"

"ٹھیک ہے مسٹر خان۔ ہم انتہائی کوشش کر رہے ہیں کہ ز جلد آپ کی اس مشکل کو آسان کر دیں۔ آپ ہمیں سُرخ د دیجیے۔"

"اس کا موقعہ نہیں ہے جو سچویشن میں نے تمھیں بتائی ہے اس کہ اگر ہم نے سگنل دیا تو ہمارے لیے مشکلات پیدا ہو سکتی ۔" نعمان خان نے کہا۔

"او کے۔ ہم انتظامات کر رہے ہیں۔" دوسری طرف سے ب ملاگورن اور شیر نے سکون کی سانسیں لی تھیں۔ نعمان خان ہ رویہ بھی انھیں بہت پسند آیا تھا ورنہ کس کی مجال تھی کہ اتنے ے لوگوں سے اس بگڑے ہوئے لہجے میں بات کر سکے۔

بہرطور اپنے اس لیڈر سے وہ لوگ بے انتہا خوش تھے ر اس بات کے خواہش مند تھے کہ ان کی یہ مہم کامیاب ہو جائے رانے سرفرازی ملے۔

رات کا شاید تیسرا پہر تھا یہ ساحلی علاقہ بالکل ویران پڑا تھا۔ اطراف میں کوئی بستی نہیں تھی اور روشنی کی کوئی کرن دکھائی نہیں تی تھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ صدیوں سے ویران ساحل کسی انسان ے ہمیشہ ہی محروم رہا ہو۔ دفعتاً سمندر کے وسطی حصے میں اُونچی اُونچی ریں اُٹھنے لگیں اور طوفان کی سی کیفیت نمودار ہوئی۔ آہستہ آہستہ اگ کی سفید اور دبیز تہہ پانی پر پھیلتی چلی گئی اور پھر بھاپ کے بادل انی کی سطح پر اُبھرنے لگے۔ لمحہ بہ لمحہ بڑھتی ہوئی تاریکی میں جھاگ کی س سفید اور دبیز تہہ میں سے ایک ایٹمی آبدوز پانی کی سطح پر نمودار ہوئی اس وقت آبدوز سمندر کے متلاطم پانی پر ایک بڑی وہیل مچھلی طرح تیر رہی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد آبدوز کے کوننگ ٹاور سے کل کر تین چار افراد اس کے عرشے پر اِدھر اُدھر دوڑنے لگے اور گولنے دُوربینیں اپنی آنکھوں سے لگالیں۔ وہ تیزی سے سمندر کا جائزہ لے رہے تھے۔ ہر طرف ہُو کا عالم اور ہولناک تاریکی مسلط تھی۔ فضا بالکل ویران اور اُداس اُداس سی تھی۔ آسمان کی وسعتوں میں پھیلے ہوئے بادلوں کے آوارہ ٹکڑے رفتہ رفتہ سمٹتے جا رہے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تھوڑی دیر کے بعد بارش ہو جائے گی۔ عرشے پر کھڑے ہوئے لوگوں کو کوئی خاص اشارہ نہیں مل سکا تھا لیکن بہت دُور ساحل پر کھڑے نعمان خان نے اس آبدوز کو دیکھ لیا تھا۔ وہ دُوربین آنکھوں سے لگائے اس کا جائزہ لے رہا تھا اور اب اس کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں تھا کہ وہ ان لوگوں کو اشارہ دے۔ چنانچہ ایک ننھی سی ٹارچ روشن کی گئی اور آبدوز کی جانب اشارہ دیا جانے لگا۔ یہ اشارہ وائی تھری کی شکل میں تھا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد یُوں محسوس ہوا جیسے وہ لوگ اس طرف متوجہ ہو گئے ہوں۔ چند لمحات کے بعد عرشے پر نظر آنے والے لوگ غائب ہو گئے۔ غالباً وہ آبدوز کشتی کے کمانڈر کو اطلاع دینے گئے تھے۔

تھوڑی دیر کے بعد ایک دُوسرا دستہ اس فولادی مچھلی کے پشتے پر بنے ہوئے گنبد نما چبوترے کی طرف دوڑا، ایک طویل القامت شخص نے اس کی ڈھلوان پر لگی ہوئی آہنی چرخی کو گھمایا جس سے گنبد کے بند پٹ فوراً کھل گئے اور پھر چند ملاحوں نے اس گنبد کے اندر رکھی ہوئی کشتی کو باہر دھکیلا، اور اُسے گھسیٹتے ہوئے عرشے کے کنارے پر لے گئے، چند لمحات کے بعد وہ اس کشتی کو سمندر میں اُتارنے کے لیے آہستہ آہستہ نیچے اُتار رہے تھے اور پھر دو افراد اس کشتی کو لے کر ساحل کی طرف چل پڑے۔

ساحل پر کھڑے ہوئے لوگ اُمید و بیم کی نگاہوں سے کشتی کو دیکھ رہے تھے، اُن کی نگاہیں اطراف کا جائزہ بھی لے رہی تھیں، کسی بھی لمحہ کوئی حادثہ متوقع تھا، اس وقت جب تک کشتی ساحل پر نہ پہنچ جائے اور انھیں لے کر آبدوز تک واپسی کا سفر نہ طے کر لے۔

لیکن تقدیر میں کوئی اور حادثہ نہیں لکھا ہوا تھا، کشتی ساحل تک پہنچ گئی اور دونوں ملاح کشتی کو تیزی سے ساحل تک لے آئے۔

سب سے پہلے بے ہوش جنرل کو جسے ہوش میں آنے کے بعد بھی دوبارہ بے ہوش کر دیا گیا تھا، کشتی پر لاد دیا گیا، وہ لوگ یہ خطرہ مول لینے کے لیے تیار نہیں تھے کہ جنرل ہوش میں آکر کوئی آخری کوشش کر ڈالے، اس لیے جنرل کو بے ہوش کر دیا گیا تھا۔

نعمان خان نے اپنے ہاتھوں سے جنرل کو کشتی میں پہنچایا اور اس کے بعد ایک ایک کرکے وہ سب اس چھوٹی کشتی پر سوار ہو گئے، حالانکہ کشتی اتنے سارے لوگوں کو لے جانے کے لیے نہیں تھی، کیونکہ وہ کافی چھوٹی تھی، لیکن اس کے باوجود کسی بھی شخص کو یہاں نہیں چھوڑا جا سکتا تھا چنانچہ کشتی کو کھچا کھچ بھر لیا گیا، اس کی رفتار بے حد سست رکھی گئی تاکہ وہ آبدوز تک پہنچنے میں کسی مشکل کا شکار نہ ہو جائے۔ آبدوز سے بھی اس بات کا اندازہ کر لیا گیا تھا کہ کشتی خطرے میں ہے چنانچہ چھوٹی چھوٹی دو ڈونگیاں جو غالباً ربر

بوٹس تھیں پانی میں اُتار دی گئیں تاکہ کسی فوری حادثے کے پیش نگاہ وہ اس کشتی میں موجود لوگوں کی مدد کر سکیں۔

لیکن ایسا کوئی حادثہ پیش نہ آیا اور کشتی آبدوز سے جا لگی۔ آبدوز سے اعلا پائے کی مضبوط کمانیوں والی سیڑھیاں نیچے لٹکا دی گئی تھیں۔ اس کے ساتھ ہی ایک جال بھی پانی میں پھینک دیا گیا تھا، تاکہ بے ہوش جنرل کو اُوپر اُٹھایا جا سکے، غالباً وہ لوگ کشتی کا اچھی طرح سے جائزہ لیتے رہے تھے اور اس کی تمام صورتِ حال کو سمجھ چکے تھے۔

بہر طور ان تمام افراد کو اوپر پہنچنے میں کوئی خاص دقت پیش نہیں آئی۔ خالی کشتی بھی آبدوز پر اُتار لی گئی اور تھوڑی دیر کے بعد آبدوز سمندر کی سطح سے نیچے جانے لگی۔

★★

کنگ لوئی دو دن سے بھوکا پیاسا تھا، وہ نیند بھر کر سویا بھی نہیں تھا، اس کے [illegible] میں پھیلے ہوئے لوگوں نے اس کی یہ حالت دیکھ کر پیش گوئیاں شروع کر دی تھیں کہ اب لوئی بستی میں خوف ناک ہنگامہ آرائی ہوگی۔ دو دن تک اپنی آرام گاہ میں گھسے ہوئے لوئی کی بے چینی ان کی نگاہ میں تھی۔ بہر صورت دُوسرے دن کی صبح وہ اس مخصوص عمارت کے تہ خانے میں اُترا، یہ تہ خانہ وہی تھا جس میں ٹرانسیٹر نصب تھا اور جسے اب تباہ کر دیا گیا تھا، اس تہ خانے میں دُوسری بہت سی چیزیں بھی تھیں، جن میں آتشیں اسلحہ، گولہ بارود کا ذخیرہ اور نجانے کیا کیا چیزیں موجود تھیں۔ کنگ لوئی نے ایک قدیم صندوق کھولا، اور اس میں سے کچھ چیزیں نکال کر سامنے رکھیں، یہ چھوٹی چھوٹی رنگین ڈبیاں تھیں جن میں کوئی رنگین سیال بھرا ہُوا تھا جو خاصا گاڑھا اور اب کسی قدر خراب محسوس ہو رہا تھا، اُس نے اس صندوق سے گہرے سبز رنگ کی ایک پٹی بھی نکالی جس پر عجیب و غریب نقش و نگار بھی بنے ہُوئے تھے۔ اس نے رنگین پٹی چوم کر ایک جانب رکھ دی اور پھر رنگین ڈبیوں کے ڈھکن کھول کر اپنی پانچوں اُنگلیاں اس میں ڈبو لیں۔ ان پانچوں اُنگلیوں کو رنگوں میں ڈبو کر اُس نے اپنے چہرے پر نشانات بنائے۔ یہ نشانات بھی کسی مخصوص اہمیت کے حامل تھے، اس کے چہرے پر عجیب سی کیفیت پیدا ہو گئی تھی۔

اس کے بعد اُس نے پٹی کو دوبارہ ہاتھوں میں اُٹھایا۔ ہونٹوں ہی ہونٹوں میں کچھ بدبدایا اور پٹی اپنے ماتھے پر باندھ لی۔ اب اس کی خوفناک شخصیت کچھ اور خوفناک ہو گئی تھی، اس کے بعد اُس نے ایک دُوسرے صندوق سے ایک لباس نکالا، یہ سیاہ چیتے کی کھال کا لباس تھا، اس لباس کو اُس نے زیبِ تن [illegible] اب اس کی ہیئت قابلِ دید تھی، بے حد خونخوار درندہ معلوم [illegible] وہ۔ ایک اور صندوق سے اُس نے ایک چوڑا کھانڈا نکالا [illegible] کے دستے پر ہیرے جڑے ہُوئے تھے، کھانڈے کی چمک دمک [illegible] کو خیرہ کرتی تھی، اُس نے وہ کھانڈا کمر سے بندھی ہُوئی چوڑی پیٹی [illegible] اڑس لیا۔ ان تمام تیاریوں کے بعد اُس نے چیتے کی کھال کے [illegible] بڑے بڑے ٹکڑے پنڈلیوں میں باندھے اور پھر جُوتے پہن [illegible] ہو گیا، اُس نے آتشیں اسلحے کو ہاتھ نہیں لگایا تھا۔

باہر اُس کے خادم بھاگتے پھر رہے تھے، اُن کی سمجھ [illegible] نہیں آ رہا تھا کہ کنگ لوئی دو دن سے اپنے کمرے میں گھسا [illegible] کر رہا ہے۔ جب اس صبح وہ اپنے کمرے سے برآمد ہُوا تو اس [illegible] خادموں میں ایک عجیب سا خوف پھیل گیا۔

کنگ لوئی خاموشی سے باہر آیا، اور عمارت کے صدر دروا[زے] کے سامنے سب سے بلند چبوترے پر چڑھ گیا۔ اس چبوترے کی [illegible] سیڑھیاں تھیں، لوگوں نے اُسے چبوترے پر چڑھتے دیکھا تو اس کے اطراف میں جمع ہونے لگے۔ تب کنگ لوئی کی غرّاتی ہُوئی آواز اُ[بھری]۔

"بہت کچھ سُنا ہے مَیں نے، بہت کچھ سُن رہا ہُوں، [illegible] ہے وہ کتا زاغل اور کہاں ہے لانش، جو میرے خلاف گوہر افشا[نی] کرتے پھر رہے ہیں۔ میرے لوگو ان دونوں کو گرفتار کر لو اور میرے سامنے پیش کرو۔ اگر وہ فرار ہونے کی کوشش کریں تو اُن کے [illegible] خاندان کا قتلِ عام کر دو اور اُن کی لاشیں میرے سامنے لے آ[ؤ] جاؤ میں انتظار کر رہا ہُوں۔" لوئی نے اپنا کھانڈا نکالا اور اُسے ز[مین] پر ٹیک کر سینہ پھُلا کر کھڑا ہو گیا۔ بستی کے لوگوں کو لوئی کی اس کیفیت [کا] پتہ چل گیا تھا، سبز رنگ کی پٹی کی خبر عام ہو گئی تھی۔ یہ پٹی کسی عز[م و] اعتماد کے لیے باندھی جاتی تھی، یہ ایک قسم ہوتی تھی جسے کھانے [والا] زندگی کی قیمت پر اس قسم کو پورا کرتا تھا۔

چنانچہ لوئی کے گرد مجمع جمع ہوتا رہا، لوئی سورج بن[ا] گاڑے کھڑا ہُوا تھا، اُس نے ایک بار بھی اس مجمع کی طرف دیکھ[نے] کی کوشش نہیں کی تھی، البتہ قدوقامت درندہ لوگوں کے لیے ہیبت کا باعث تھا، تھوڑی ہی دیر میں لوئی کے آدمی زاغل اور لانش [کو] لے آئے، اُن کے پیچھے بردمیوں کا ایک گروہ تھا اور اُن کے [illegible] لوئی کے باشندے۔!

ان دونوں کو چبوترے کے ایک کونے پر کھڑا کر دیا گیا۔ [illegible] کے چہرے کسی قدر زرد نظر آ رہے تھے، ان کی آنکھوں سے خوف ٹپک رہا تھا۔ تب لوئی کی آواز اُبھری۔

"بردمیو کیا تمھارا خیال تھا کہ کنگ لوئی تم لوگوں سے [شک]ست قبول کرے گا، کیا تم یہ سمجھتے تھے کہ وہ زہر پی کر خودکشی [کر لے] گا، یا اپنے آپ کو سانپ سے ڈسوا لے گا، میں جاننا چاہتا [ہوں] کہ تم لوگوں کو لوئی کے خلاف زہر افشانی کرنے کی جرأت کس [طرح] ہُوئی، یا مَیں نے جو کچھ سُنا اُس میں مبالغہ آمیزی کی گئی تھی، مجھے [اس کا] جواب چاہیے۔"

"کنگ لوئی فاتو سبوتو یہاں پہنچنے والا ہے، وہ ہماری طرف [سے] تمھارے سوالوں کے جواب دے گا۔"

"مَیں کسی پہنچنے والے کا انتظار نہیں کر سکتا مجھے تم سے [جوا]ب چاہیے۔"

"مَیں آ چکا ہُوں کنگ لوئی۔" فاتو سبوتو کی آواز سُنائی [دی] اور کنگ لوئی کی نگاہیں اُس کی طرف اُٹھ گئیں۔

"عبوری حکومت کے خادم تو کہنا کیا چاہتا ہے؟" لوئی [نے] پوچھا۔

"تم میری حیثیت کا تعین کر چکے ہو کنگ، بلاشبہ حکومت [س]ے میرا کوئی تعلق نہیں تھا بلکہ یہاں کے لوگوں نے اپنے رسم و رواج [کے م]طابق مجھے یہ اعزاز بخشا تھا کہ اس وقت تک جب تک کہ تم [یا تمھار]ے کوئی اپنا منصب نہ سنبھال لے، یہ ذمّہ داری مَیں پُوری [کروں] اور مَیں اس مجمع عام کے سامنے اعلان کرتا ہُوں کہ تم نے [یات]ان بردما کی بیٹی کو پیش کر کے اور اُس کی زبانی ہمیں صورتِ حال [سے] آگاہ کر کے اپنی برتری ثابت کر دی، یاتان بردما کسی بھی طرح [غلط فہمی]ت کا شکار ہُوا ہو، ہمیں اس سے کوئی دلچسپی نہیں، ہم تو صرف یہ [چاہ]تے ہیں کہ لوئی قبیلے کو اُس کی کھوئی ہُوئی حکومت واپس مل گئی، [کنگ لوئی] کیا تم بردما کی بیٹی کی قربانی دیے بغیر اپنے اسس [منص]ب کو سنبھال لو گے، کیا تمھاری زندگی بے چینی اور اضطراب [میں] نہیں گزرے گی اور کیا لوئی کے لوگ یعنی وہ، جو ہماری سیاست [سے] بے نیاز ہیں کیا اس بات کو نظر انداز کر دیں گے کہ تم نے وہ رسمیں [ادا] نہیں کیں جو ان قبائل کی روایات ہیں، کیا آنے والا ہر لمحہ خواہ [وہ] کسی پریشانی میں گزرے، لوگوں کے ذہنوں میں یہ احساس نہیں [ج]گائے گا کہ چونکہ آسمانوں میں مقرر کی ہُوئی روایت کو پُورا [نہیں ک]یا گیا اس لیے وہ اس عتاب کا شکار ہُوئے، کیا اس کے [بعد تم] لوگوں کو اپنا وفادار بنا سکو گے۔ زاغل اور لانش نے بھی [یہی ال]فاظ کہے ہیں ہر چند کہ میں جانتا ہُوں کہ یہ بردما خاندان کا دلی بخار [تھا جو ان] الفاظ کی شکل میں ظاہر ہُوا ہے، لیکن حقیقتوں سے انحراف [تمھا]رے لیے ممکن ہے نہ تمھارے لیے، زاغل اور لانش بے قصور ہیں اس بات کے لیے کہ اُنھوں نے جو کچھ کیا وہ حقیقت پر مبنی تھا، ہاں اگر تم ان حقیقتوں کو جھٹلا کر کوئی نیا قانون نافذ کرنا چاہتے ہو تو ہم سب ظلم کے سامنے سرنگوں ہونے کے لیے تیار ہیں۔"

لوئی بدستور خونی نگاہوں سے ان لوگوں کو دیکھتا رہا۔ فاتو سبوتو کے الفاظ، اس کے لیے کوئی حیثیت نہیں رکھتے تھے، فاتو سبوتو کے خاموش ہونے کے بعد وہ بولا۔

"سنو اور غور سے سنو، مَیں نے اب تک یہی کوشش کی تھی کہ ان علاقوں کے اُصولوں کے مطابق میں وہی سب کچھ کروں جو صدیوں سے یہاں ہوتا چلا آیا ہے، تم لوگوں نے غیروں کے احکامات قبول کرتے ہُوئے اپنوں کی مدد سے لوئی خاندان کو اس کے حقوق سے محروم کر دیا تھا، لیکن ہم نے کبھی بردمیوں سے شکست قبول نہیں کی، ہم نے صبر کیا، انتظار کیا، اس وقت کا جب تمھارے بنائے ہُوئے اُصولوں کے تحت حکومت ہم لوگوں کو ملے۔ لوئی خاندان نے یہ طویل عرصہ کانٹوں پر گزارا ہے، ہم کسی طور بردمیوں سے کمزور نہیں تھے ہم جب چاہتے بردمیوں کو صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کر کے اپنے قبیلوں کی حکومت حاصل کر سکتے تھے لیکن لوئی خاندان کے بزرگوں نے یہی کہا کہ جو کچھ کرو اپنی محنت سے کرو، اپنی قوت سے کرو، ظلم و بربریت، اپنوں کے ساتھ زیب نہیں دیتی، ہمارے اسس نرم رویے سے بردمیوں نے غلط اندازہ لگایا اور خود کو ہمارا مقابل سمجھنے لگے، میں بتا دینا چاہتا ہُوں فاتو سبوتو کہ یہ سب غلط فہمی تھی، لوئی حکمران رہنے کے لیے پیدا ہُوئے تھے، تم لوگوں نے ان پر ایک آزمائش کا وقت ڈال دیا تھا، اُنھوں نے خلوصِ دل سے اس امتحان کو قبول کر لیا تھا، بالآخر حالات ہمارے تابع رہے یاتان بردما کتے کی موت مر گیا اور اس کے ساتھ ہی اس کے تمام منصوبے بھی، سدھاشی کو مَیں تمھارے سامنے پیش کر چکا ہُوں، ایک ایسا شخص جو ہم میں سے نہیں تھا اور ہم سے قطعی غیر متعلق ہے، لیکن میں جس کی زندگی چاہتا ہُوں اُس کے چند احسانات ہیں میری ذات پر، تو ایک ایسا شخص غداری کر کے سدھاشی کو لے بھاگا ہے میرے آدمی اُسے تلاش کر رہے ہیں، تم کیا سمجھتے ہو، کیا ان پہاڑی چٹانوں میں وہ اپنے وجود کو گم کر سکتا ہے، ناممکن ہے میرے دوستو۔ قطعی ناممکن ہے، میں اُسے زندہ یا مُردہ حالت میں تمھارے سامنے پیش کر دُوں گا، لیکن تم سے ڈر کر نہیں صرف اپنی روایت کو برقرار رکھنے کے لیے۔ اگر مجھے ان روایتوں کا پاس نہ ہوتا تو میں اپنے والد کے مطابق دربار میں بیٹھتا کیونکہ مَیں سدھاشی کو تمھارے سامنے پیش کر کے اس کا حقدار ہو چکا ہُوں۔

لیکن میں نے نہیں چاہا کہ میں کوئی غلط قدم اُٹھاؤں اور یہی وجہ ہے ابھی تک میں نے دربار میں اپنی نشست نہیں سنبھالی۔ میری اس نرمی سے ناجائز فائدہ اُٹھانے والے لوگ خوابوں کی جنّت میں رہتے ہیں، میں انھیں چٹکیوں میں مَسل دُوں گا۔ میں اُن میں سے کسی کو یہ حق نہیں دُوں گا کہ وہ مجھ پر کیچڑ اُچھالیں۔ زاغل اور لائش کو کس نے یہ حق دیا کہ وہ مجھ پر تبصرہ کریں، بالآخر مجھے ہی اس علاقے کا حکمران بننا ہے، میں نے صرف تم لوگوں کو تنبیہہ کی ہے کہ اپنی زبانیں بند رکھو یوں نہ ہو کہ پہلے میں ان زبانوں کو خاموش کر دُوں اور اس کے بعد اپنے مشغلے میں مصروف ہو جاؤں، میں چاہتا ہوں کہ تم سب لوگ اور وہ تمام لوگ جو مجھ سے دُشمنی پر کمربستہ ہیں، اپنی بدنصیب آنکھوں سے دیکھ لیں کہ لوئی کس طرح فاتح رہا، میں تم سے آخری بار یہ الفاظ کہہ رہا ہوں کہ آنے والی مصیبتوں کا انتظار کرو اور میرے غضب کو ہوا نہ دو، یوں نہ ہو کہ تم میں سے کچھ میرے مزید انتقام کا شکار ہو جائیں، اور لوئی قبیلے کی آبادیوں میں کمی واقع ہو جائے۔ بس اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا، جس کو اپنی جان بچانے کی خواہش ہے، اُسے اپنی زبان بند رکھنی ہوگی، ورنہ حالات کا ذمّے دار وہ خود ہوگا۔

"کنگ لوئی تم نے عہد کی پٹی اپنی پیشانی پر کیوں سجائی ہے اور تمھارے چہرے کے یہ نقش و نگار کس بات کی علامت ہیں" فاتوسبوتر نے پوچھا۔

"تم جانتے ہو فاتوسبوتو کہ یہ عہد کیا نوعیت رکھتا ہے!"

"ہم تمھاری زبان سے سننا چاہتے ہیں۔"

"تو سنو، وہ شخص جو سدھاشی کو یہاں سے اُٹھا لے گیا ہے کچھ عرصہ قبل میرا دوست تھا لیکن اُس نے دوستی کے ناتے ختم کر دیے ہیں اور اب میں نے اُسے اپنے دُشمنوں میں تصوّر کیا ہے، چنانچہ وہ دُشمن کی حیثیت رکھتا ہے میرے لیے، اور یہ عہد اسی دُشمن کے لیے ہے کہ میں اُسے پہاڑوں سے زندہ یا مردہ کھینچ لاؤں گا بس ان الفاظ کے ساتھ میں یہاں سے جا رہا ہوں لیکن اس کے بعد اگر کنگ لوئی کے بارے میں ایک لفظ بھی کہا گیا، تو کہنے والے کی زندگی اور اس کے خاندان کی زندگی کی کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی، گھاؤ دیغ!"

لوئی چبوترے سے نیچے اُتر آیا۔ سفید رنگ کا بلند قامت گھوڑا اس کی سواری کے لیے زین سے کسا ہوا تھا، اپنے بھاری بھرکم وجود کے باوجود وہ اُچھل کر گھوڑے پر سوار ہو گیا اور گھوڑا ہوا سے باتیں کرنے لگا۔ لوگ سراسیمہ نگاہوں سے قبیلے کے سب سے خطرناک انسان کو دیکھتے رہ گئے تھے۔

★★

سورج کی کرنوں نے بدن میں گدگدی کی تو وہ جاگ اُس نے مست نگاہوں سے آسمان کو دیکھا۔ اس سے قبل ا اس قدر شفاف کبھی نہ تھا۔ یہ حسین نیلاہٹیں اجنبی اجنبی لگ رہ آہ فضا کس قدر خوبصورت ہے۔ تھوڑے فاصلے پر پرندوں ڈار پرواز کر رہی تھی اور اس سے نیچے بھوری پہاڑیاں جو کبھی قا نہیں رہی تھیں لیکن آج۔ آج وہ کیسی پیاری لگ رہی تھیں۔ ا نزدیک ہی زمین کا سب سے خوبصورت مرد۔ شیران۔ بے سو رہا تھا۔ گہری اور بے خبر نیند۔

سدھاشی اُسے دیکھتی رہی۔ زمین کا حسن اُس کے سے ہے۔ اس کا وجود حسن کائنات ہے۔ یہ نہیں تھا تو ز ویران تھی لیکن آج ہر شے حسین ہے۔ کیا کروں اس کا۔ اسے سینے میں سمو لوں آنکھوں میں بسا لوں کیسے یقین کروں کہ یہ میرا لیکن گزرے ہوئے لمحات گواہ تھے۔ چٹانوں کی شرارت آ مسکراہٹ۔ ہواؤں کی بے باک سرگوشیاں گواہ تھیں کہ اُنھ جو کچھ دیکھا ہے وہ تصدیق کرتے ہیں کہ اب یہ دونوں ایک ہی شیران میرا ہے۔ وہ اپنی جگہ سے اُٹھ گئی لباس درست کیا۔ زند پہلی بار خود کو سنوارنے کو جی چاہا لیکن یہاں کیا تھا۔ مٹی تو اٹھا کر پر لگائی نہیں جا سکتی تھی۔ نہ سہی میرا شیران مجھے اس رُوپ میں پسند کرتا ہے۔

شیران نے کروٹ بدلی تو وہ اس کے قریب پہنچ گئی شیران صبح ہو گئی۔"

"اوں۔" شیران آنکھیں کھول کر اُسے۔۔۔۔ کے انداز میں دیکھتا رہا۔ پھر آنکھوں کا رنگ بدلا ان میں د اُبھر آئی، وہ ایک جھٹکے سے اُٹھ بیٹھا۔ ان آنکھوں میں خون آیا۔ "زندہ ہو ابھی تک؟" اُس نے آہستہ سے کہا۔ سدھاشی کے الفاظ نہیں سن سکی تھی۔

"کیا کہا؟" اُٹھو گے نہیں کیا!

شیران نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ اِدھر اُدھر دیکھ پھر اس کے ہونٹوں پر شیطانی مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ اُٹھ کھڑا

"تو تم میری عورت بن گئی؟" اُس نے کہا۔

"اب بھی یقین نہیں کرو گے؟"

"یاتان بروماکی جی۔" وہ بولا۔

"شیران کی بیوی۔" سدھاشی ناز سے بولی۔ شیران کا قہ

قہہ فضا میں گونج اُٹھا تھا۔

"اے شیران۔ کیا پاگلوں کی طرح ہنس رہے ہو؟ آؤ نیچے ہیں دریا میں نہائیں گے۔"

"دریا میں نہانا چاہتی ہو؟"

"تم نہیں نہاؤ گے؟"

"میں!" شیران پھر ہنس پڑا۔

"پہلے نہائیں گے پھر میرا مرد مجھے شکار کر کے کھلائے گا۔ پھر ہم یہاں سے چل پڑیں گے کچھ اور آگے چل کر ہم کوئی مناسب جگہ تلاش کریں گے۔ وہاں ایک جھونپڑا بنائیں گے اپنے لیے۔"

"اس کے بعد؟" شیران نے پوچھا۔

"اس وقت تک اس جھونپڑی میں رہیں گے جب تک یہاں سے دل نہ اُکتا جائے۔ جب یہاں سے اُکتا جائیں گے تو بھیس بدل کر کسی شہر چل پڑیں گے۔ ایسی جگہ جہاں ہمیں کوئی پہچان نہ سکے۔"

"اس کے بعد؟"

"اپنا ایک گھر بنائیں گے دولت کمائیں گے تاکہ ہمارے بچّوں کو بہتر مستقبل مل سکے۔" سدھاشی بولی۔

"بچّے۔!" شیران کے حلق سے غرّاہٹ نکلی۔

"ہاں بچّے۔ مجھے بچّے بہت پسند ہیں۔ بہت سے بچّے۔ چاروں طرف اُچھلتے، شور مچاتے، چیختے چلاّتے، شرارتیں کرتے بچّے۔ شیران تمھیں بچّے کیسے لگتے ہیں؟"

"آؤ۔" شیران نے اس کی بات کا جواب دیے بغیر کہا۔ اور سدھاشی کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھ گیا۔ وہ پہاڑی کٹاؤ کے پاس پہنچ گیا۔ یہاں ایک چٹان اُبھری ہوئی تھی۔ "بیٹھ جاؤ سدھاشی۔" وہ سنجیدگی سے بولا: "شیران پلیز۔۔۔ نیچے چلو۔"

"چلیں گے سدھاشی چلیں گے۔ کچھ باتیں کرنی ہیں تم سے۔"

"کرو۔!" سدھاشی پتھر پر بیٹھ گئی۔ شیران اسی پتھر پر ایک پاؤں رکھ کر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحات وہ فضاؤں میں گھورتا رہا پھر بولا۔

"میں تمھیں اپنی زندگی کی کہانی سنا چکا ہوں سدھاشی۔ مہروادی کی داستان تمھارے علم میں ہے۔ شہابہ وہ پہلی عورت تھی جس نے عورت کی حیثیت سے مجھے متاثر کیا تھا۔ ہاں اس کا بے مثال حسن مجھے مہروادی گھسیٹ لے جاتا تھا لیکن میں اُسے بھی دُور سے دیکھنا پسند کرتا تھا۔ اُس نے میری زندگی بچانے میں ایک اہم کردار ادا کیا تھا لیکن احمق لڑکی نے مجھ سے کہا کہ وہ میری عورت بننا چاہتی ہے اس سے بڑی گالی میرے لیے اور کوئی نہیں ہو سکتی تھی۔ مہروادی کی فاختہ شیران کے بچّوں کی ماں بننے کی خواہشمند تھی۔ میں نے اُس کی خواہش پوری کر دی۔ اور پھر اپنی خواہش پوری کی۔ میں نے اُسے قتل کر دیا۔ اُس گالی کا انتقام لے لیا۔ ہاں سدھاشی میرے ذہن میں اپنے بچّوں کی ماں کے لیے ایک الگ تصوّر قائم ہے۔ وہ عورت عام عورت نہیں ہو گی۔ اس میں ایسی خوبیاں ہونی چاہئیں جو شیران میں ہیں۔ میں ایسی ہی عورت چاہتا ہوں جس کے اشتراک سے پیدا ہونے والے بچّے بہت بڑی چیز ہوں۔"

"شیران۔ شیران تم نے مجھے اتنا بڑا رُتبہ دے دیا ہے" سدھاشی والہانہ انداز میں بولی۔

"اس کے بعد کئی عورتیں میری زندگی میں آئیں سدھاشی، میں نے اُن پر رحم کیا، اُنھیں اپنا قُرب نہیں دیا۔ ہاں جو مجھے مجبور کرنے میں کامیاب ہو گئی اُسے میرے قُرب کی قیمت اپنی زندگی کی شکل میں ادا کرنی پڑی۔"

"مجھے علم ہے شیران۔"

"اور اس کے باوجود تم نے اپنے لیے موت منتخب کر لی سدھاشی۔!" شیران کی غرّاہٹ بے حد خوفناک تھی۔

"کک۔ کیا مطلب؟" سدھاشی پہلی بار چونکی۔

"وہ عورت کون تھی سدھاشی جو میرے نشانے سے بچ بھاگی تھی، جس نے مجھے حرامی ہونے کی گالی دی تھی۔"

"شیران۔!"

"کون تھی وہ عورت؟" شیران دہاڑا۔

"یہ غلطی مجھ سے ہوئی تھی" سدھاشی سہمے ہوئے لہجے میں بولی۔

"غلطی بادشاہ خان سے بھی ہوئی تھی جو پہاڑوں میں اُس کی آبرو کا جنازہ نکال گیا۔"

"لیکن میں۔!" سدھاشی کپکپاتی ہوئی آواز میں بولی۔ "میں تمھاری بیوی بن چکی ہوں شیران۔"

"آہ۔ ہاں۔ تم نے ایک اور مذاق کیا تھا مجھ سے۔ لیکن سدھاشی میں جس عورت کو اپنی بیوی بناؤں گا اُس سے اپنے قبیلے کی رسموں کے مطابق شادی کروں گا۔"

"کیا کہہ رہے ہو شیران؟"

"مذاق کر رہا ہوں تم سے۔ لوئی میرا دوست نہیں تھا۔ میں نے اُس کی دوستی کیوں چھوڑی؟"

"میری جان بچانے کے لیے۔"

"ہاں۔ میں اُسے اپنے انتقام کا حق نہیں دے سکتا تھا"

اور سدھاشی میں معاف کرنا نہیں جانتا۔"

"تم کیا کہنا چاہتے ہو شیران؟"

"یہی کہ تم خوش نصیب ہو اور اپنی زندگی کا حق حاصل کر چکی ہو۔ شیران کا وجود تمہارے قرب کی قیمت تھی۔"

"قیمت تھی سے تمہاری کیا مراد ہے؟"

"بس۔ کُتیا۔ چھوٹے قد کی بزدل کُتیا۔ کیا تو شیران کی ہم پلہ ہو سکتی ہے۔ کیا میں اتنا ہی گدھا ہوں کہ تجھے معاف کر دوں اور ساری زندگی خود کو حرامی تصور کروں؟"

"شیران۔ شیران"۔ سدھاشی پتھر سے کھڑی ہو گئی۔

"بُودھ قبیلے کی گدھی۔ تو نے کبھی آئینہ دیکھا ہے۔ خدا کی قسم تُو شہابہ کے قدموں کی خاک نہیں۔ خدا کی قسم تُو شیران کی کنیز بھی نہیں بن سکتی۔ تُو نے یہ کیسے مانا کہ شیران تجھے اپنی بیوی بنا سکتا ہے؟"

"لیکن۔ لیکن تم نے رات کو تو اس کا اظہار کیا تھا شیران۔ تم نے تو کہا تھا کہ تم مجھے اپنے قرب میں جگہ دو گے شیران۔ شیران یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟"

"احمق عورت اگر تو ذرا بھی عقل مند ہوتی تو سوچ لیتی کہ کنگ لوئی جیسے دوست کو میں نے صرف اس لیے چھوڑا تھا کہ وہ تجھ سے اپنا مقصد حاصل کرنا چاہتا تھا جبکہ تجھے میرے انتقام کا شکار بننا تھا۔ میں نے تجھ سے جو کچھ بھی کہا۔ وہ ایک مذاق تھا تیرے وجود سے تیری ذات سے بھلا تو اس قابل تھی کہ مجھ تک پہنچ سکتی اور آخری لمحات ہیں، میں نے سوچا، میں نے سوچا سدھاشی کے تو عورت ہے ویران جنگل ہے اور میں بالکل ہی پاگل نہیں ہوں مجھے بھی عورت متاثر کرتی ہے اور پھر وہ عورت جس کی زندگی چند لمحات میں ختم ہونے والی ہو۔ کیا فرق پڑتا ہے سدھاشی، میں نے تیرا نام بھی انہی عورتوں میں لکھ لیا تھا جو میرے نزدیک آنے کے بعد موت کی آغوش میں چلی گئیں چنانچہ اب تُو بھی جا میں ایک آزاد انسان ہوں مجھے آزادانہ زندگی پسند ہے میں کوشش کروں گا کہ زندگی کے آخری لمحات تک اپنے پیروں میں بیڑی نہ ڈال سکوں، تو جا سدھاشی بس اب میں تجھ سے گفتگو کرنا بھی پسند نہیں کرتا۔"

"شیران... شیران تو کیا تم مجھے ہلاک کر دو گے۔ تم مجھے شیران؟" سدھاشی نے ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے کہا لیکن شیران کی بھرپور لات اس کے سینے پر پڑی تھی۔ وہ پہاڑی کٹاؤ کے بالکل کنارے پر کھڑی تھی۔ نیچے گہرائیوں میں تیز و تند دریا بہہ رہا تھا۔ شیران کی بھرپور لات ایسی نہیں تھی کہ سدھاشی جیسی نازک اندام لڑکی اپنا توازن برقرار رکھ سکتی۔ اس کے قدموں نے کنارے چھوڑ دیئے اس کے حلق سے ایک دل خراش چیخ اُبھری اور پھر یہ چیخ ایک لکیر بناتی ہوئی نیچے گہرائیوں میں جانے لگی۔ شیران کا بلند آہنگ قہقہہ پہاڑی چٹانوں کو لرزا رہا تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر دیکھا سدھاشی ابھی تک نیچے نہیں پہنچی تھی۔

پھر وہ پانی کی گہرائیوں میں مدغم ہو گئی۔ اتنی گہری جگہ تھی کہ اس بلندی سے گرنے کے بعد بھی اس کی لاش کو اُبھرنے کا موقع نہیں ملا۔ شیران کنارے کھڑا کسی پاش پاش بدن کو دیکھنے کا خواہش مند رہا لیکن وہ بدن دوبارہ پانی کی سطح پر نہیں اُبھرا تھا۔ وہ شاید زمین کی گہرائیوں میں جا پھنسی تھی۔ سدھاشی کا ہولناک انجام ہو چکا تھا۔

شیران کی مٹھیاں بھنچ گئیں پھر اس کی غرّاتی ہوئی آواز "مجھ سے کہتی تھی کہ میں، میں" ابھی وہ اتنا ہی کہہ پایا تھا کہ اس کی نگاہ ایک جانب اُٹھ گئی۔ فاصلہ زیادہ نہیں تھا اور اس فاصلے پر اس نے جو کچھ دیکھا تھا۔ اسے دیکھ کر ایک لمحے کے لیے وہ حیران رہ گیا تھا۔

**

سفید گھوڑا زمین سے پیٹ لگائے دوڑ رہا تھا۔ راستے میں کنگ لوئی کو اپنے بہت سے ساتھی پہاڑوں میں سرگرداں ملے تھے۔ کئی جگہ رُک کر اس نے اُن سے اُن کی کامیابی کے بارے میں پوچھا تھا لیکن ان کے لٹکے ہوئے چہرے دیکھ کر خود ہی اس نے صورتِ حال کا اندازہ لگا لیا تھا۔ شیران ان میں سے کسی کو بھی نہیں ملا تھا لیکن کنگ لوئی کو یقین تھا کہ وہ اسے تلاش کر لے گا پھر ایک مخصوص جگہ پہنچ کر وہ گھوڑے سے نیچے اُتر پڑا۔ اُس نے گھوڑے کو لات ماری اور گھوڑا وہاں سے کافی دُور چلا گیا۔ کنگ لوئی گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ گیا تھا۔ وہ چند لمحات آنکھیں بند کیے ہوئے وہیں بیٹھا رہا۔ پھر دونوں ہاتھ زمین پر ٹکائے اور زمین سونگھنے لگا۔

کافی دیر تک وہ اسی طرح زمین سونگھتا رہا تھا پھر اس کی گردن ایک طرف مُڑ گئی۔ آہستہ آہستہ وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا تھا۔ اس نے زمین پر ایک گول نشان بنایا اور وہاں سے اس سمت آگے بڑھنے لگا جس سمت اُس نے رُخ کر کے دیکھا تھا وہ آگے بڑھتا ہوا کئی قدم چلا گیا پھر اس نے آسمان کی جانب گردن اُٹھائی اور فضاؤں میں سونگھنے لگا اور پھر بڑے اطمینان سے اس پہاڑی دراڑ میں داخل ہو گیا جن میں شیران اور سدھاشی نے

سفر کیا تھا۔ مسلسل سفر کرتا ہوا وہ سُرنگ میں داخل ہوا اور پھر اس کے دہانے سے باہر آ گیا۔ "فضاؤ، ہواؤ میں تمہارا پجاری ہوں۔ میں لاکھوں انسانوں کی تقدیر کا حکمراں ہوں میری مدد کرو۔ مجھے اپنے دشمن کی تلاش ہے۔ مجھے بتاؤ وہ کہاں ہے۔ تمہیں بتانا ہو گا مقدس دیوتاؤ میں نے تمہارے نام سے سفر کا آغاز کیا ہے۔ میں ناکامی، نہیں چاہتا۔"

اس کی ہیبت ناک آواز پتھروں سے ٹکرا کر پلٹ رہی تھی سُرنگ کے دہانے سے وہ چند قدم آگے بڑھا اور فضاؤں میں سونگھنے لگا۔ پھر اسی طرح دوزانو بیٹھ کر اس نے زمین سونگھی اور پھر اس کی آنکھوں میں خوشی کی چمک نظر آئی۔

میں تمہارا شکر گزار ہوں۔ میرے نادیدہ رہبرو۔ میں تمہارا شکر گزار ہوں"۔ اس نے پُرمسرت آواز میں کہا اور آگے بڑھتا رہا یہ راستہ صرف اسی سُرنگ سے گزر کر اس طرف نہیں آتا تھا بلکہ اگر لوئی بستی سے بائیں سمت سے گزر جاتا تو چند دُشوار گزار پہاڑی راستوں سے گزر کر اس علاقے میں پہنچا جا سکتا تھا۔ لوئی کو یقین تھا کہ اس کا کوئی آدمی اس علاقے میں نہیں پہنچا ہو گا۔ اس وقت شیران کی گمشدگی کا راز اب اس کی سمجھ میں آ گیا تھا۔ بہر حال وہ آگے بڑھتا رہا۔ پورا دن گزر گیا۔ ساری رات وہ چلتا رہا تھا۔ آرام اب مجھ پر حرام تھا۔ یہ مقدس عہد جو گہرے سبز رنگ کی پٹی کی شکل میں اس کی پیشانی پر جگمگا رہا تھا یہی تھا کہ جب تک اپنی منزل نہ پالے دُنیا کا ہر عیش خود پر حرام کر لے گا۔ اس کے قدم اس وقت تک نہ رکیں گے جب تک حواس یا تو زندگی قائم ہے اور عالمِ ہوش میں اگر اس نے گوہرِ مراد نہ پایا تو ہارکاری ہی اس کی منزل تھی موت صرف ناکامی کی موت زندگی صرف کامیابی کی زندگی۔

صبح کی سرد ہوائیں اس کے بدن کو چھونے لگیں۔ آنکھیں جل رہی تھیں لیکن ابھی تو وہ ایسی کئی راتیں اور کئی دن گزار سکتا تھا۔ ابھی تو تلاش کی ابتدا ہوئی تھی۔ اگر گھوڑا اس کے ساتھ ہوتا تو وہ اس کے عزم کا ساتھی نہیں بن سکتا تھا... اس کی طرح مشقت نہیں کر سکتا تھا۔ دوسری شام ہو گئی اور پھر رات آ گئی۔ اس وقت وہ ایک حسین ترین علاقے میں سفر کر رہا تھا۔ ساری رات اس نے سفر جاری رکھا اور صبح کو وہ دریائے راسان کی وادی میں داخل ہو گیا۔ ہوائیں رہنما تھیں۔ راسان ابھی دُور تھا کہ دفعتاً اسے ایک ایسی چیز نظر آئی۔ جس نے اس کے قدم روک دیئے۔ وہ دوڑتا ہوا اس شے کے پاس پہنچا تھا۔

ہاں یہ اس کا واہمہ نہیں تھا۔ یہاں آگ ہی جلائی گئی تھی دو ایسے پتھر پڑے ہوئے تھے جن سے آگ روشن کی جا سکتی تھی۔ پھر تھوڑے فاصلے پر اُسے خون نظر آیا۔ خون کے پاس ہی تین خرگوشوں کی کھالیں اور پھر ان کے نزدیک ہی کھائے ہوئے خرگوشوں کے بدن کی ہڈیاں۔ یہ ثبوت کافی تھے۔ اس کے قدموں کی رفتار تیز ہو گئی۔ اس کے پورے بدن میں بجلیاں بھر گئی تھیں وہ کسی چُست و چالاک انسان کی طرح دوڑ رہا تھا جس نے ابھی دوڑنے کی ابتدا کی ہو۔ کبھی کبھی وہ رک کر فضاؤں میں شیران کی بو سونگھتا اور پھر دوڑنے لگتا پھر اُس نے کچھ بلندیاں طے کیں اور اوپر پہنچ گیا۔ یہ دریائے راسان کے کنارے کے بلند و بالا پہاڑ تھے۔ پھر ایک ڈھلان سے اس نے سر ابھارا تو اس کی نگاہوں نے ایک انسان کو دیکھا اور یہ انسان شیران کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ ہاں وہ شیران ہی تھا۔

شیران نے بھی اسے دیکھ لیا تھا۔ لوئی نے زقند لگائی اور دوڑتا ہوا اس کے نزدیک پہنچ گیا۔ شیران کے انداز میں کوئی نمایاں تبدیلی نہیں پیدا ہوئی تھی۔ بڑے سے بڑا جیالا اس وقت لوئی کی ہیبت دیکھ کر دل چھوڑ سکتا تھا لیکن یہ گوشت اور ہڈیوں کی چٹان خوف سے ناآشنا تھی۔ وہ بے تکلفی کی نگاہوں سے لوئی کو دیکھ رہا تھا۔

"دوستی کے قاتل۔ مکار بھیڑیئے۔ یہ پہاڑ میرے ہیں۔ ہوائیں میری تاج ہیں کیا وہ مجھے تیرا پتہ نہ دیتیں۔ بول اب کہاں جائے گا میرے ہاتھوں سے بچ کر؟"

"واہ... بنکاک کے نائٹ کلبوں اور سرکسوں میں تیری جیسی شکل و صورت کے مسخرے اکثر نظر آتے تھے۔ اس ویرانے میں تیری یہ شکل مجھے بہت اچھی لگ رہی ہے کنگ لوئی، یوں لگتا ہے جیسے میرا دوست ان ویرانوں میں میرے لیے تفریحِ طبع کا سامان لیے آیا ہے، بندر تُو نے کبھی اپنی صورت دیکھی ہے آئینے میں، کیا تو یہ الفاظ کہنے کے قابل ہے کہ میں تیرے ہاتھوں سے بچ کر کہیں بھاگوں گا؟" شیران نے جواب دیا۔

"یہ پہاڑ یہ ویرانے تیری موت کا منظر دیکھیں گے۔ شیران اور یہ موت ایسی اذیت ناک ہو گی کہ کبھی نہ کسی کو اتنی اذیت دے کر قتل کیا گیا... میں تیرے بدن سے ایک ایک بوٹی اتاروں گا۔ تیری ہڈیاں کاٹ کر تجھے زندہ چھوڑ دوں گا اور تیری موت کا منظر دیکھوں گا تو اسی قابل ہے، کاش تو میرے ہاتھوں سے دمارا جاتا"

"یہ آرزو تیرے دل میں کیسے پیدا ہوئی کنگ لوئی، تجھے میری ذات سے اتنی دلچسپی کیوں ہے؟" شیران نے سوال کیا۔

"اس لیے کہ میں نے تیرے بارے میں بہتر طور سے سوچا تھا، میں نے تجھے اپنا دوست بنا کر رکھنے کا فیصلہ کیا تھا اور سوچا تھا کہ قبیلے میں تجھے ایک نمایاں عزت اور مقام دوں گا، لیکن تو نے میری جڑ ہی کاٹ دی۔ سدھاشی کہاں ہے۔ اسے میرے حوالے کر دے، تو اسے اپنی تحویل میں نہیں رکھ سکے گا۔"

"گویا یہاں تک پہنچتے پہنچتے تیرا دماغ بالکل خراب ہو گیا ہے۔" شیران نے قہقہہ لگا کر کہا۔

کنگ لوئی اس سے کچھ فاصلے پر کھڑا اچھوکی نگاہوں سے اُسے دیکھ رہا تھا، کبھی کبھی اس کی نظریں اطراف میں بھٹکنے لگتی تھیں۔ سدھاشی کا انجام شاید وہ دیکھ نہیں سکا تھا، ویسے بھی کافی فاصلہ تھا، اور کنگ لوئی اسی وقت سامنے آیا تھا جب شیران سدھاشی کو ٹھکانے لگا چکا تھا۔

ویسے شاید کنگ لوئی کو یہ بھی خدشہ ہو کہ سدھاشی کسی طرف سے نکل کر اس پر حملہ آور نہ ہو جائے کیونکہ وہ جان چکی تھی کہ کنگ لوئی اس کے خاندان کا دشمن ہے اور اس کا باپ یاتان برو ماکنگ لوئی ہی کی وجہ سے در بدر ہوا تھا اور یہ بھی جانتی تھی وہ کہ کنگ لوئی اس کی قربانی دے کر اپنے منصب کی تکمیل چاہتا ہے، جب کہ شاید شیران نے اسے بہلا پھسلا کر یہ احساس اس کے دل سے نکال دیا ہو گا کہ وہ اس کا دشمن ہے اور کون جانے شیران کے یہ الفاظ حقیقت پر مبنی ہیں یا اس کی کوئی چال ہے۔ کنگ لوئی بے پناہ تجربہ رکھنے کے باوجود پہاڑوں کے اس دیو لانے کی فطرت کے ہر پہلو سے ناواقف تھا۔ اس نے ہمیشہ اس میں متضاد کیفیات پائی تھیں اور لمحہ لمحہ بدل جانے والا یہ شخص کسی بھی مسئلے میں قابلِ بھروسہ نہیں ہو سکتا تھا۔ بلاشبہ وہ دلیر تھا، بے جگر تھا، کسی کو خاطر میں نہ لانے والا تھا اور کنگ لوئی کو یہ صفات بے حد پسند تھیں، کیونکہ یہ صفات خود اس میں موجود تھیں۔

لیکن وہ بد نصیب یہ نہیں جانتا تھا کہ شیران کبھی اس طرح اس کی راہ میں آئے گا اور اس کی زندگی بھر کی محنت کو یوں اکارت کر دے گا۔

شیران کے اطمینان میں کوئی فرق محسوس نہیں ہوتا تھا بس یہی لگ رہا تھا کہ کنگ لوئی کی بجائے کوئی احمق سا آدمی اس سے لاف و گزاف کر رہا ہے، اور اس بکواس کا کوئی مقصد نہیں ہے۔ کنگ لوئی نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"شیران سدھاشی کہاں ہے؟"

"یہیں موجود ہے، لیکن اس تک پہنچنا تمھارے لیے ممکن نہیں ہے، کیونکہ میں تم کو بتا چکا ہوں کہ وہ میرے انتقام کا شکار ہو گئی۔"

"میں اس بکواس پر اب یقین کرنے کو تیار نہیں ہوں، یوں لگتا ہے جیسے تیری فطرت میں کوئی تبدیلی پیدا ہو گئی ہے اور یوں بھی محسوس ہوتا ہے کہ ان ویرانوں میں جہاں سدھاشی یاتان برہما کے ساتھ رہ چکی تھی۔ وہ تجھے عورت سے روشناس کرا چکی ہے اور تجھ جیسے احمق کے ذہن پر صرف وہی ایک عورت سوار ہے، ورنہ قبیلے میں، میں نے تجھے ہر طرح کی پیش کش کی تھی، جسے تو نے نامنظور کر دیا۔

"کنگ لوئی تو جن حالات میں یہاں تک پہنچا ہے۔ اس کے بعد تیری یہ حماقت کی گفتگو مجھے عجیب لگ رہی ہے۔ تو اپنی حکومت کی تکمیل کے لیے اگر سدھاشی کے علاوہ کسی اور لڑکی کو منتخب کر لیتا تو یقین کر میں تیرا دستِ راست ثابت ہوتا، لیکن تو نے یہ نہ سوچا احمق کہ وہ لڑکی جس نے مجھے قسم دی تھی کہ اگر میں اسے قتل نہ کر سکا تو بہزاد سلامن کا بیٹا نہیں ہوں بھلا وہ کس طرح میرے ہاتھوں بچ سکتی تھی، مجھے اپنے مُردہ باپ کی روح پر تو یہ الزام برداشت نہیں کرنا تھا۔

"سدھاشی۔ سدھاشی۔ سدھاشی کہاں ہے۔" دفعتاً کنگ لوئی کے انداز میں بے چینی سی پیدا ہو گئی، شیران کے لہجے، اس کے انداز اور سدھاشی کی مسلسل گمشدگی نے ایک خوفناک احساس اس کے ذہن میں پیدا کر دیا تھا۔ اب اس کے چہرے پر ہوائیاں اُڑنے لگی تھیں۔ وہ دو قدم آگے بڑھا، اور غراتی ہوئی آواز میں بولا۔ "سدھاشی کہاں ہے؟"

"دیکھنا چاہتا ہے، لیکن افسوس تو اُسے دیکھ نہ سکے گا اور یہ بھی انوکھی بات ہے کہ تھوڑی ہی دیر ہو گئی اور اگر تو دس منٹ قبل بھی یہاں پہنچ جاتا تو سدھاشی کی موت کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا، ہاں صرف دس منٹ پہلے وہ اسی بلند و بالا چٹان سے نیچے گہرائیوں میں چلی گئی، میں نے اُسے ہلاک کر دیا اور اب اس کی لاش اس ہولناک روانی میں چٹانوں سے ٹکراتی ہوئی گلے ہوئے کپڑے کی طرح جگہ جگہ سے پھٹ گئی ہو گی، دھجیاں اُڑ گئی ہوں گی اس کے بدن کی۔ . . سمجھا . . . یہ تھا انجام تیری اس سدھاشی کا جسے تو قربان گاہ کی بھینٹ چڑھانا چاہتا تھا جسے تو اپنے ہاتھوں سے قتل کرنا چاہتا تھا، لیکن کنگ لوئی یہ کسی طور ممکن نہیں تھا کہ جسے شیران اپنے انتقام کا شکار بنا چکا ہو وہ کسی اور کے ہاتھوں موت

آغوش میں جائے۔"

"نہیں تو بکواس کرتا ہے۔ جھوٹ بولتا ہے، سدھاشی، سدھاشی سامنے آ، سدھاشی سامنے آ، یہ شخص تمھارا دشمن ہے، یہ تجھے نہیں چھوڑے گا آؤ میرے سامنے آؤ، سدھاشی، سدھاشی۔" لوئی پاگلوں کی طرح چیخنے لگا۔ لیکن اس کے حلق سے نکلنے والی یہ آوازیں شیران کے قہقہوں کو بلند کر رہی تھیں، شیران چڑانے والے انداز میں ہنس رہا تھا۔ اس کا مذاق اڑا رہا تھا کنگ لوئی خاموش ہو گیا، اس کی آنکھوں میں خون جھلک رہا تھا اور اس کے بدن میں ہلکی ہلکی سی لرزشیں نمایاں تھیں، اس نے بھاری لہجے میں پوچھا۔"

"شیران تجھے اپنی مُردہ ماں کی قسم، اپنے مُردہ باپ کی قسم، اپنے قبیلے کی قسم۔ مجھے بتاؤ تو نے جو کچھ کہا سچ کہا ہے، کیا سدھاشی واقعی تیرے ہاتھوں موت کا شکار ہو گئی۔"

"پہاڑوں کے بے وقوف۔ لوئی قبیلے کے احمق شیران کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ سدھاشی کو میرے ہی ہاتھوں مرنا تھا، میرے ہی لیے مرنا تھا، میں کسی اور کے لیے اسے موت کی آغوش میں نہیں دیکھ سکتا تھا، جس کی زندگی اور موت میرے لیے مخصوص ہو گئی ہو، مجال ہے کسی کی کہ وہ اسے حاصل کرے اور موت کے گھاٹ اتارے میرا نام شیران ہے۔"

"او کتے، کتے، تو نے میری ساری زندگی کی محنت پر پانی پھیر دیا۔ تو نے لوئی خاندان کی تاریخ کو مٹا دیا، تو نے ہماری تقدیر سیاہ کر دی، میں اس سیاہی میں تیرے خون کی سُرخی گھول دوں گا اور یہ سیاہی سیاہی نہیں رہے گی بلکہ تیرے خون کی آمیزش سے ایک عجیب رنگ اختیار کرے گی۔ میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا شیران، سب کچھ چھن چکا ہے مجھ سے، اس کے بعد صرف تیری زندگی ہے جو میری ملکیت ہے، تجھے قتل کرنے کے بعد میں بھی اس چٹان سے کود کر خودکشی کر لوں گا لیکن تیرا قتل میرا ایمان ہے۔

کنگ لوئی نے اپنا چوڑا کھانڈا سنبھال لیا، اس کے مضبوط دستے پر اپنے ہاتھ کی گرفت سخت کر لی اور پھر وہ اپنے پیروں کو عجیب انداز میں جنبش دینے لگا، یہ رقص کرنے کا سا انداز تھا اور یہ رقص لوئی قبیلے کا موت کا رقص تھا۔ جنگجو جب اپنے مدِ مقابل کے سامنے جاتے تھے تو موت کے دیوتا کو آواز دیتے تھے اور یہ دیوتا ان کی پشت پناہی کرتے تھے۔ ان کا ایمان تھا کہ دیوتاؤں کے رقص کے بعد مدِ مقابل کی زندگی ناممکن ہو جاتی ہے، موت صرف موت ابھی ہر پا اپنے دشمن کی، اور شیران موت کے اس رقص کو دلچسپ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا، بھاری بھرکم بدن کا یہ شخص پھدکتا ہوا بڑا دلچسپ لگ رہا تھا۔ وہ اسے دیکھ کر ہنس پڑا۔

"تیرے لیے کوئی دلچسپ فقرہ اس وقت میرے ذہن میں نہیں آ رہا۔ ناچتا رہ، ناچتا رہ بلکہ بہتر یہی ہے کہ تو ناچتے ناچتے مر جا، کیونکہ شیران کو قتل کرنے کا عزم کبھی پورا نہیں ہو گا۔" شیران نے کہا۔ اور اس وقت کنگ لوئی نے اپنا ایک ہاتھ زمین پر ٹکایا ایک زوردار پھرتی اور پھر کھانڈے کی گونج فضا میں اُبھری ہوا کاٹتا ہوا کھانڈا شیران کی طرف لپکا اور شیران اس کی زد سے ہٹ گیا، بلاشبہ "پُروقار دشمن ایک دوسرے کے سامنے تھے، ایک دوسرے کو خاطر میں نہ لانے والے جن کے انداز سے صرف اور صرف موت جھلکتی تھی، موت کا خوف نہیں۔"

کھانڈے کے گھومنے کی آوازیں ایک مسلسل ساز بن گئی تھیں۔ وہ اس برق رفتاری اور مہارت سے گھوم رہا تھا کہ ہوا میں اس کی آواز معدوم نہیں ہو رہی تھی، شیران اس کی زد میں نہیں تھا، لیکن کھانڈے کی چمک کی لکیروں پر نگاہ جمائے ہوئے مستعد تھا۔ لوئی نے حلق سے ایک وحشیانہ آواز نکالی اور ایک بار پھر شیران پر حملہ آور ہو گیا۔ شیران نے دلیری کا ثبوت دیا، وہ کھانڈے کی چمکدار لکیروں پر نگاہ جمائے اپنے آپ کو اس کی زد سے بچاتا رہا اور لوئی ایک لمحے کے لیے حیران رہ گیا۔

کانتک کا یہ طریقہ صرف انہی قبائل میں آزمودہ تھا کسی اجنبی شخص کو کھانڈے کی زد سے بچے بغیر اس کے حملے سے محفوظ رہنے کی تکنیک نہیں آ سکتی تھی، یہ مقامی جنگجو ہی تھے جو اس طریقۂ جنگ سے بچنا جانتے تھے، لیکن یہ اجنبی کنگ لوئی کو اس کے داؤ پر شکست دے رہا تھا، ایک تنہا شخص ایک قبیلے کے ہونے والے حکمران کے ان وحشیانہ حملوں سے بچ رہا تھا، جو اگر ہزاروں انسانوں کے مجمع پر کیے جاتے تو ان کے لیے بھی بچنا مشکل ہوتا تھا اور انھیں بھاگنے میں ہی عافیت محسوس ہوتی تھی لیکن شیران نے اپنی جگہ پامردی سے جمے رہ کر کنگ لوئی کے اس شاہانہ وار کو ناکام بنا دیا تھا۔

لوئی کے ہاتھ ایک لمحے کے لیے رُک گئے، اس کے دل میں ایک آواز پیدا ہوئی، کاش یہ شخص اس کا دشمن نہ ہوتا، کاش اس شخص کو اپنے ہاتھوں سے ہلاک کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ لیکن اس نے اس احساس کو فوراً ہی ذہن سے جھٹک دیا، یہ شخص تو اس کی اُمیدوں کا اس کے مستقبل کا قاتل ہے، نا صرف اس کا بلکہ اس کے قبیلے کے مستقبل کا قاتل۔ سارا لوئی قبیلہ کنگ پر نگاہیں جمائے بیٹھا تھا، اور اب یوں ہو گا کہ جب کنگ لوئی واپس

اپنے قبیلے میں نہیں پہنچے گا تو ماتو سبو تو فوری طور پر لوئی کی حکومت سنبھال لے گا، کیونکہ یہ اس کی ذمے داری تھی کہ دونوں قبیلوں میں سے کسی ایک قبیلے کو یہ منصب سونپ کر علیحدہ ہو جائے، سو لوئی کے بارے میں، خود اس کے قبیلے میں کچھ ایسے احساسات پیدا ہو گئے تھے جنھیں پسندیدہ نہیں کہا جا سکتا تھا۔ بردمیوں کے ساتھ بڑی بدسلوکی ہوئی تھی ان دنوں اور یوں ہوئی تھی کہ لوئی نے سمجھ لیا تھا کہ اب بھلا اس کے راستے میں کون مزاحم ہے، حکومت تو اُسے ملنی ہی ہے اور وہ کیوں تکلف یا تعرض کرے، کیونکہ بردمیوں کو اس کے دورِ حکومت میں کتوں کی سی زندگی گزارنی ہی تھی اور وہ سارے مخالف جواب تک یہ سوچے بیٹھے تھے کہ ممکن ہے بردمیوں کو اقتدار مل جائے اب اپنی موت کے منتظر تھے، لیکن یوں ہوں گا کہ جب لوئی سدھاشی کی تلاش میں ناکام ہو کر واپس پہنچے گا تو بردمیوں کی بن آئے گی اور وہی حشر لوئی خاندان کا ہوگا جو بردمیوں کا ہونے والا تھا، سو ایسا شخص جو لوئی قبیلے کے لیے اتنا مہلک ہو، قابلِ ہمدردی نہیں تھا، اس کا قتل ضروری تھا اور اسی سوچ کے درمیان شیران کی آواز اُبھری۔

"تم رک کیوں گئے کنگ لوئی، کیا تمھارے کھانڈے کی پہنچ یہیں تک تھی، اگر یہ میرے ہاتھ میں ہوتا تو صرف چند لمحے تمھاری زندگی کے ہوتے، یہ خنجر دیکھ رہے ہو کنگ لوئی، شیران نے اپنے ہاتھ میں خنجر نکال لیا پہچانتے ہو اسے، یہ وہی ہے جو تم نے مجھے تحفتاً پیش کیا تھا، اگر تمھارے دیئے ہوئے وہ ہیرے اس وقت میری جیب میں ہوتے تو میں انھیں پتھروں کی طرح استعمال بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اگر میں انھیں تم پر پھینک کر مارتا تو کیا اثر کرتے... اسی لیے کنگ لوئی میں نے تم سے کہا تھا کہ ایک آبدار خنجر ان ہیروں سے کہیں زیادہ قیمتی اور کارآمد ہوتا ہے۔ چمکدار پتھروں کے پجاری بے بسی کی موت کا شکار ہوتے ہیں جب کہ یہ خنجر تمھاری موت کا باعث بن جائے گا۔ میرے دشمن کی موت کا باعث تمھیں اس خنجر سے قتل ہو کر مسرت ہوگی کنگ لوئی کیونکہ یہ تمھارا ہی تحفہ ہے" لوئی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس نے ایک بار پھر کھانڈا گھمانا شروع کر دیا۔ یہ مشق ہوتی تھی۔ آئندہ حملوں کی اور یہ تمام طریقہ کار جنگی اُصولوں سے وضع کیے گئے تھے۔

پہلے کنگ لوئی نے اسی طرح کھانڈا گھمایا تھا۔ جس طرح کسی گیت کے سُر ہوتے ہیں اور وہ گیت انھی سروں پر ترتیب دیا جاتا ہے۔ اس طرح اس طریقہ جنگ کے بھی پینترے ہوتے ہیں۔ پہلے ان پینتروں کو ایک استھائی کی شکل میں ترتیب دیا جاتا ہے اور اس طرح حملے کا تعین کر لیا جاتا ہے یعنی اس میں وہ تمام پڑاؤ طے ہوتا ہے۔ وہ پورا لائحہ عمل بنایا جاتا ہے جو دشمن پر حملہ کرنے کے لیے ہو۔ ہر وار کا سوال اور اس کا جواب ان پینتروں میں پوشیدہ ہوتا ہے اور یہ پینترے جو اپنی زبان رکھتے ہیں۔ اسے سمجھنا ہر کسی کا کام نہیں ہوتا۔ برسوں کی مشق اور ریاض اس فنونِ جنگ کی زبان سکھاتا ہے لیکن حیرت کی بات یہ تھی کہ وہ جانور جس نے چٹانوں کی گود میں پرورش پائی۔ ان ساری چیزوں سے بچ رہا تھا پھر جب فضا میں ایک اور مسلسل گونج اُبھری تو شیران سنبھل گیا۔ اس نے خنجر اپنی مٹھی ہی میں دبائے رکھا تھا اور اسی بار وجہ کنگ لوئی کے حملے ایسے نپے تلے اور طوفانی تھے کہ شیران کو بار بار اُچھل کر اپنی جگہ چھوڑنی پڑی۔

کھانڈا زمین تک جاتا لیکن اس سے آدھا انچ اوپر رہ جاتا اس کی دھار پر کوئی نشان نہیں پڑنے دیا تھا لوئی نے لیکن نشان تو شیران کے بدن پر بھی نہیں پڑا تھا۔ کھانڈے کی جھپٹ ہی اگر شیران کے بدن کو مس کر جاتی تو جہاں وہ اس کے بدن کو چھوتی وہاں کوئی گہرا اشگاف یقیناً ڈال جاتی لیکن شیران اس سے بچ رہا تھا۔

دفعتاً وہ زمین پر گرا اور کھانڈا ایک دائرہ بنا کر اس کے سر کی طرف لپکا لیکن لوئی یہاں بھی شیران کو ڈاج دینے میں ناکام رہا تھا۔ اگر کھانڈا اس کے سر کے ٹکڑے اڑانے کے بجائے اس کے سینے، پیٹ یا پیروں کا رُخ کرتا اور کہیں بھی کامیاب ہو جاتا تو لوئی کی خوش بختی ہوتی لیکن لوئی نے سر کا انتخاب اسی لیے کیا تھا کہ ایک ہی وار میں سر علیحدہ ہو جائے۔ وہ شیران کے بقیہ بدن کو بھول گیا تھا اور یہ بھی بھول گیا تھا کہ یہ وحشی صفت دلیر ہی نہیں چالاک بھی ہے۔ شیران نے اپنا سر اس کی زد سے بچایا اور اپنی دونوں ٹانگوں کو جوڑ کر پوری قوت سے دونوں لاتیں لوئی کی پنڈلیوں پر ماریں ہر چند کہ لوئی ایک ستون کی مانند تھا لیکن اس ستون پر پڑنے والی ضرب بھی کسی بلڈوزر کی ضرب سے کم نہیں تھی۔ اس کے پاؤں زمین سے اکھڑ گئے اور وہ ایک قلابازی کھا کر اوندھا ہو گیا۔ گردن میں بہت زور کا جھٹکا آیا تھا۔ کھانڈا زمین پر گر کر اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا لیکن لوئی نے سانپ کی طرح کروٹ بدلی اور کھانڈے کو اپنے چوڑے بدن کے نیچے چھپا لیا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کا دشمن چھلانگ لگا کر اس کے ہتھیار کو قابو میں کر لے۔

"نہیں کنگ لوئی نہیں تم غلط فہمی کا شکار ہو گئے اٹھو کھانڈا اُٹھاؤ اس وقت تک اپنی آرزو پوری کرتے رہو جب تک خود نہ

محسوس کر لو کہ شیران تمھارے بس کی چیز نہیں ہے۔ آخر تمھارا مجھ پر کچھ حق بنتا ہے۔ دوستی رہی ہے ہماری تمھاری اور میں اس دوستی کے نام پر تمھیں تمھاری آرزو پوری کرنے کا موقع دینا چاہتا ہوں اٹھو میرے دوست کھانڈا اٹھاؤ میں تم پر وار نہیں کروں گا اور جب میں تم پر وار کروں گا تو تمھیں اس سے آگاہ کر دوں گا تاکہ تمھیں اپنا اور شیران کا فرق محسوس ہو جائے اٹھو۔ لوئی ایک بار پھر تڑپا اور کھانڈے کا دستہ اپنی مٹھی کی مضبوط گرفت میں لے کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے ہوش و حواس رُخصت ہوتے جا رہے تھے سدھاشی کی موت کے بعد اب اس کے لیے زندگی کا کوئی جواز نہیں رہ گیا تھا سوائے اس کے کہ شیران کو قتل کر دے، وہ اپنی مسلسل کوششوں میں مسلسل ہی ناکام ہو رہا تھا۔ یہ ناکامی اس کی اپنی شخصیت پر ضرب بھی رکھتی تھی۔ اس نے تو لاتعداد دشمنوں میں گھر کر بھی صرف موت بخشی تھی ناکامی کا منہ اس کے کسی وار نے کبھی نہیں دیکھا تھا لیکن اس وقت۔ اس وقت۔ اس کی تمام قوتیں سلب ہو گئی تھیں یا پھر مدِمقابل ہی نہ مرنے والوں میں سے تھا۔ اس کی تمام کوششیں ناکام ہوتی جا رہی تھیں اور اب اسے احساس ہو رہا تھا کہ کاش جذبات میں آکر صرف کھانڈا لے کر نہ نکل کھڑا ہوتا ہر جگہ برتری نہیں حاصل ہو سکتی کہیں نہ کہیں ناکامی کا منہ بھی دیکھنا پڑتا ہے۔ اس نے ہر وہ داؤ آزما لیا جس کا وہ ماہر تھا لیکن مدِمقابل کی موت اس کے مقدر میں نہیں لکھی ہوئی تھی۔

تقدیر اس سے روٹھ گئی تھی اور دیوتا اس سے ناراض ہو گئے تھے تب شیران نے خنجر کو فضا میں اُچھالا اور مٹھی میں لے لیا۔ پھر بولا۔

"میں تیرے اس کھیل سے زیادہ دیر تک محظوظ نہیں ہو سکتا کنگ لوئی اب مجھے سنبھال۔" کنگ لوئی نے کھانڈے کو دو تین جنبشیں دیں اور پھر اُسے دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اب اس کی دھار کا رُخ شیران کی جانب تھا اور کنگ لوئی کے دونوں پاؤں نیچے سے چوڑے ہو گئے تھے۔ شیران خنجر ہاتھ میں لیے پینترے بدلتا رہا پھر اُس نے لوئی کو ایک جھکائی دی۔ وہ زمین پر بیٹھا اور لوئی پوری قوت سے اس پر چڑھ دوڑا لیکن درحقیقت لوئی شیران کا مدِمقابل نہیں تھا یہ جھکائی تو صرف دھوکا دینے کے لیے تھی۔ لوئی کا توازن بگاڑنے کے لیے تھی۔ لوئی تو اس پر سیدھا آیا تھا لیکن شیران نے بائیں طرف چھلانگ لگائی اور پھر وہ دائیں طرف لوئی اپنے وزنی کھانڈے کی زد سے جیسے میں عدم توازن کا شکار ہوا شیران کا لمبا ہاتھ پھیلا اور لوئی کے پیٹ کو چھوتا ہوا نکل گیا۔ خنجر کا اتنا جچا تُلا وار شاید ہی کبھی کسی نے زندگی میں دیکھا ہو۔ لوئی کا پیٹ تقریباً بارہ انچ کی لمبائی میں پھٹتا چلا گیا تھا۔

خنجر بڑی صفائی سے اس کے پیٹ سے ہوتا ہوا نکل گیا تھا۔ ایک لمحے کے لیے تو لوئی کو احساس بھی نہ ہوا کہ کیا ہو گیا لیکن پھر جب انتڑیاں کٹنے کی تکلیف کا احساس ہوا تو وہ دو تین قدم آگے بڑھ آیا۔ کھانڈا اس کے ہاتھ سے نکلنے لگا تھا لیکن بات یہیں تک نہ رہی۔ ایک بار پھر خنجر اس کے پہلو سے گزرتا ہوا دوسری طرف نکل گیا اور اس بار لوئی کے پیٹ سے آنتوں کا ایک ڈھیر باہر نکل آیا تھا اور آنتوں کا یہ ڈھیر خون اُگلتا ہوا زمین کی طرف لپکا اور تقریباً بارہ بارہ انچ نیچے جھک گیا لوئی کے پیٹ سے باہر نکلی ہوئی آنتیں نیچے جھول رہی تھیں۔ کھانڈا اس کے ہاتھ سے گر گیا۔

اس نے اندھوں کی طرح خلا میں ہاتھ پاؤں مارے اور پھر اس نے اپنی ان آنتوں کو سمیٹ لیا آنتوں کا ڈھیر اب اس کے دونوں ہاتھوں میں تھا۔ لوئی نے وحشیانہ انداز میں دانت کچکچا کر اس ڈھیر کو سمیٹا اور کھلے ہوئے زخم سے ان آنتوں کو اندر ٹھونسنے کی کوشش کرنے لگا۔ وہ اس کوشش میں کامیاب ہو گیا صرف چند ٹکڑے تھے جو اب باہر جھانک رہے تھے۔ آس پاس کا حصہ بُری طرح خون آلود ہو گیا تھا۔ خون دھاروں کی شکل میں لوئی کے جسم سے بہہ رہا تھا۔ اس نے ایک ہاتھ اپنے پیٹ پر رکھا اور دوسرے ہاتھ سے پھر کھانڈا اُٹھا لیا۔ اس بار وہ پاگلوں کی طرح کھانڈا لیے شیران پر ٹوٹا تھا اور درحقیقت یہ اس کا پہلا وار تھا جو شیران کو خطرناک محسوس ہوا تھا۔ اگر ذرا سی چوک بھی ہو جاتی تو لوئی بھی ناکام نہ رہتا جبکہ شیران تو اپنا کام کر بھی چکا تھا۔

کھانڈا شیران کے شانے اور گردن کے درمیانی حصے سے نکل گیا اور یہ بدبختی تھی لوئی کی کہ ذرا سا وار چوک گیا ورنہ وہ بھی دل میں یہ حسرت لیے نہ مرتا کہ اس کا مقابل اس پر حاوی رہا۔ شیران کے لیے اب لوئی کو طرح دینا ممکن نہیں تھا چنانچہ کھانڈے کے اس وار سے بچتے ہی اس نے خنجر کا ایک اور وار لوئی کی بغل کے نیچے کیا اور اس کے بعد فوراً ہی دوسرا وار اس کے شانے پر شانے کی ہڈی خنجر کی دھار سے ٹکراتی ہوئی اپنی جگہ جھول گئی۔ شاید کوئی جوڑ کٹ گیا تھا لیکن اب کھانڈا لوئی کے ہاتھ میں نہ رہ سکا۔ وہ اپنے کٹے ہوئے بازو کو دوسرے ہاتھ سے سنبھالنے کی کوشش کرنے لگا۔ تو زخم سے آنتیں پھر باہر نکل آئیں۔ اب وہ اپنے چھوٹے چھوٹے پیروں سے اِدھر اُدھر ڈھل رہا تھا اور اس کی گردن بے بسی سے چاروں طرف گھوم رہی تھی۔ ایک ہاتھ باقی رہ گیا تھا۔ اس

سے نہ وہ اپنی آنتوں کو سنبھال سکتا تھا اور نہ لٹکے ہوئے بازو کو۔

چنانچہ اس نے یہ ہاتھ زمین پر ٹکا دیا اور پھر گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔ دو زانو بیٹھ کر اس نے ایک نگاہ آسمان کی طرف کی۔ پھر گردن اُٹھا کر اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر اس کی آنکھیں شیران پر جم گئیں۔ شیران مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ لوئی کی آنکھوں کی کیفیت کچھ عجیب سی تھی۔ تب وہ آہستہ سے بولا۔

"سدھاشی نے مجھے ایسی گالی دی تھی لوئی کہ میں اسے معاف نہیں کرسکتا تھا۔ اگر وہ صرف کوئی ایسی بات کہہ کر نکل گئی ہوتی مجھ سے جس سے میری مردہ ماں اور باپ پر حرف نہ آتا تو شاید میں تیرے لیے اس سے کنارہ کش ہو جاتا۔ تو اچھا انسان ہے اچھا دوست تھا مجھے تیری ذات سے کوئی تکلیف نہیں پہنچی تھی لیکن میں اپنے دشمنوں کو معاف کرنے کا عادی نہیں ہوں۔ میں اسے معاف نہیں کرسکتا تھا۔ اس کے لیے میں تجھ سے شرمندہ ہوں۔" لوئی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ سپاٹ نگاہوں سے شیران کو گھور رہا تھا۔ شیران نے خنجر ایک طرف پھینک دیا اور پھر آگے بڑھ کر لوئی کے کھانڈے کو ٹھوکر ماری کھانڈا دُور جا گرا تھا۔

"مجبوری تھی۔ میرے دوست، مجھے بتا اب میں تیرے لیے کیا کرسکتا ہوں تو اتنا جذباتی نہ ہوتا تو شاید نوبت یہاں تک نہ پہنچتی۔" لوئی نے کوئی جواب نہ دیا تو شیران اس کے نزدیک پہنچ گیا۔

"مجھے جواب دے لوئی۔ جواب دے مجھے۔" اس نے لوئی کے سالم شانے کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا اور لوئی ایک جانب لڑھک گیا۔ شیران حیران رہ گیا تھا لوئی زندہ نہیں تھا۔ گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اس نے بڑی خاموشی سے جان دے دی تھی۔

"اوہ۔۔۔ اوہ۔ شیران نے اپنی مٹھی کھلی ہوئی ہتھیلی پر مارتے ہوئے کہا۔ "مر گیا۔ مر گیا۔ مگر کیا کروں اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں تھا۔ آ تجھے سدھاشی کے پاس پہنچا دوں آ۔" اس نے لوئی کے ماتھے کی سبز پٹی چھو کر دیکھی اور پھر اس کے بازو کو پکڑ کر گھسیٹتا ہوا چٹانی دیوار کے کنارے تک پہنچ گیا۔ اس کے بعد اس نے سہارا لے کر اپنے ایک پاؤں سے لوئی کے وزنی بدن کو نیچے وادی میں دھکیل دیا جہاں تیز و تند دریا اسی روانی سے بہہ رہا تھا۔ خون کے دھبے اطراف میں بکھرے ہوئے تھے اور ماحول میں سناٹے کی چیخیں گونج رہی تھیں۔

شیران پہاڑی کی گہرائیوں میں جھانکنے لگا۔ لوئی کا وزنی بدن کٹے ہوئے شہتیر کی مانند تیزی سے نیچے جا رہا تھا۔ دریا کے کنارے بھی اتنے گہرے تھے کہ لوئی پانی میں غروب ہو گیا۔ شیران نیچے جھانکتا رہا لیکن لوئی پھر سطح پر نہیں اُبھرا تھا۔

کئی منٹ تک شیران اسی طرح جھکا رہا پھر گہری سانس لے کر سیدھا ہو گیا۔

"اگر مجھے کبھی ان لوگوں پر غور کرنے کی ضرورت پیش آئی جو میرے ہاتھوں موت کا شکار ہوئے تو شاید ان میں واحد شخص تو ہو گا جس کی موت پر مجھے افسوس ہو گا لیکن میں تجھے قتل کرنے کے لیے مجبور تھا۔ میرے اور تیرے راستے الگ ہو گئے تھے اور میں جو راستہ منتخب کر لیتا ہوں۔ اس پر کسی دوسرے کو چلنے کی اجازت نہیں دیتا۔"

★★

گریچر اور مگنشیا نے بارتھم کے چپے چپے کو چھان مارا تھا وہ اندرونی علاقوں میں اتنی دُور نکل آئے تھے کہ اب واپسی کا سفر انھیں دُشوار لگ رہا تھا۔ اگر اسی راستے سے واپس آتے تو مہینوں لگ جاتے اور سفر کی لاتعداد صعوبتیں دوبارہ برداشت کرنی پڑتیں۔ شیران کی تلاش میں ان صعوبتوں کو فراموش کرتے رہے تھے۔ انھیں خود بھی اس کی لگن تھی۔ شیران انھیں خود بھی اتنا پسند تھا کہ وہ اس کے لیے ہر ممکن کوشش کرنے کو تیار تھے بارتھم کے اندرونی علاقوں کے شناسا اُن کے ساتھ تھے اگر یہ لوگ اُن کے ساتھ نہ ہوتے تو اوّل تو وہ اس قدر ویران علاقوں کا رُخ ہی نہ کرتے اور اگر آ بھی جاتے تو ان راستوں کو یاد رکھنا ان کے لیے مشکل ہوتا۔ مارلینو نے خاص طور پر ان لوگوں کا انتخاب کر کے انھیں یہاں بھیجا تھا اور ان سے اُنھیں بہت مدد ملی تھی۔

اس وقت بھی وہ ایک پہاڑی علاقے میں خیمہ زن تھے سردی کافی تھی۔ دو دن قبل ہلکی برفباری بھی ہو چکی تھی اور اب تیز ہوائیں چل رہی تھیں۔ خیمے کے اندر انگیٹھیاں روشن کر لی گئی تھیں۔ سُرخ آگ کی گرمی سکون بخش تھی۔ ایک خاص قسم کی گھاس کا قہوہ بنایا گیا تھا جو بدن گرم کرنے میں معاون ہوتا تھا گرم قہوے کے گھونٹ لیتے ہوئے وہ خاموشی سے کچھ سوچ رہے تھے۔۔۔

"آرمان۔۔۔" دفعتاً گریچر نے اپنے ایک ساتھی کو پکارا۔ اس کے سامنے بیٹھا دُبلے پتلے بدن کا شخص سوالیہ انداز میں اُسے دیکھنے لگا۔ "کل صبح کے سفر کے بارے میں ہم نے کوئی

فیصلہ نہیں کیا؟"

"ویرانوں کے بے مقصد سفر کے بارے میں عموماً فیصلے کرنا بے مقصد ہوتا ہے مسٹر گریچر۔۔۔"

"بے مقصد سفر۔۔۔؟"

"ہاں۔ میں ان الفاظ کے لیے معافی کا خواستگار ہوں اب ہمیں یہ احساس ہونے لگا ہے کہ ہمارا یہ سفر بے مقصد ہے۔"

"کیوں؟" گریچر نے سوال کیا۔

"یہ علاقہ اتنا مختصر نہیں ہے جناب کہ ہم اس کے چپے چپے کو کھنگال ماریں اور جسے ہم تلاش کر رہے ہیں۔ اس کے بارے میں پورے یقین سے بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ یہاں موجود بھی ہے یا نہیں نہ ہی ہمیں اس کا پروگرام معلوم ہے۔"

"تم تھک گئے ہو دوست؟" گریچر مسکرایا۔

"میں اس سے انکار نہیں کروں گا جناب۔ دراصل کوئی منزل نہیں ہے ہماری۔ اگر کوئی منزل ہو تو انسان باہمت ہوتا ہے کون جانے وہ کہاں ہے جسے ہم تلاش کر رہے ہیں۔ ہم آگے نکلے ہوں اور ہمارے عقب میں پہنچ گیا ہو۔ کون جانے۔۔۔؟"

گریچر نے مگنشیا کی طرف دیکھا "کیوں مگنشیا تمھاری کیا رائے ہے؟"

"میں کیا کہوں گریچر؟"

"نہیں بھئی! کچھ نہ کچھ کہنا ہی ہے۔" "تم سب مجھے تنہا کیوں چھوڑ رہے ہو۔ اگر تم سب کی رائے ہو تو میں واپسی کے سفر کے لیے بھی تیار ہوں؟"

"اب یہی مناسب ہو گا جناب۔" آرمان نے کہا۔

"تو ٹھیک ہے۔ مجھے اعتراض نہیں ہے۔"

"آہ واپسی کا سفر بھی اتنا ہی مشکل ہو گا۔" مگنشیا تھکے انداز میں بولی۔

"نہیں میڈم۔ ہم اس سفر کو آسان بنا سکتے ہیں۔" آرمان نے کہا۔

"وہ کیسے؟"

"جس جگہ ہم موجود ہیں یہ تلکم کہلاتی ہے۔ اگر ہم سیدھ میں چلتے رہیں تو پالی دل کے علاقے سے گزر کر لوئی قبائل کے علاقے میں پہنچ جائیں گے اور اگر یہاں سے بائیں طرف کٹ جائیں تو ایک دُشوار گزار علاقہ طے کر کے دریائے آرسان کے کنارے پہنچ جائیں گے۔ یہ دریا مشرق میں ساحل کے علاقے سے گزر کر تھائی لینڈ تک جاتا ہے اور مغرب میں چلیں تو گانگ ہو کے نزدیک سے گزرتا ہے۔ گانگ ہو ہمارے لیے سب سے قریب جگہ ہے۔ چنانچہ واپسی کے لیے اس سے مناسب راستہ اور کوئی نہیں ہے۔"

"گانگ ہو۔" گریچر گہری سانس لے کر بولا۔ "ٹھیک ہے آرمان ہمیں آرسان ہی کا رُخ اختیار کرنا چاہیے۔ ہم گانگ ہو پہنچ کر مارلینو کو شیران کی تلاش میں ناکامی کی رپورٹ دیں گے۔"

کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ بہرحال دوسری صبح انھوں نے خیمے وغیرہ سمیٹ کر رُخ بدل لیا اور آرسان کی طرف سفر کرنے لگے۔ بلاشبہ یہ راستہ بھی بہت ہی تکلیف دہ تھا۔ دلدلیں، گھاٹیاں، ناقابلِ عبور چٹانیں، وحشی جانور۔ جان لیوا مکھیاں اور نہ جانے کیا کیا اگر یہ لوگ زبردست انتظامات کر کے نہ چلے ہوتے تو اب تک موت کا شکار ہو گئے ہوتے۔ لیکن آرمان اور دوسرے لوگ ان علاقوں کے بارے میں بہت کچھ جانتے تھے۔ اس لیے ضروری دوائیں اور کسی بھی ہنگامی حالت میں استعمال کے لیے تمام چیزوں کا بندوبست کر کے چلے تھے۔

آرسان کے کنارے پہنچنے میں بھی تین دن سفر کرنا پڑا تھا۔ تب کہیں دُور سے دریا نظر آیا۔ دریا کیا سمندر تھا۔ اگر اس کی تیز روانی سامنے نہ ہوتی تو سمندر کا دھوکہ بھی ہو سکتا تھا۔ البتہ یہاں موسم معتدل تھا۔ وہ سردی جو پچھلے علاقے میں تھی یہاں نہیں تھی۔ دریا کے کنارے خوبصورت تھے۔ انھوں نے دریا کے کنارے پڑاؤ ڈالا اور خیمہ نصب کر لیا۔ شام ہو چکی تھی اور دن بھر کے سفر سے وہ چُور چُور ہو چکے تھے۔ گریچر کنارے پر پہنچ کر پانی کے چھینٹے چہرے پر مارنے لگا۔ مگنشیا خیمے کے پاس موجود تھی۔

گریچر نے چہرہ دیکھ کر گہری گہری سانسیں لیں اور دفعتاً اس کی نگاہ تھوڑے فاصلے پر جھاڑیوں میں نظر آتے ایک رنگین کپڑے پر پڑی۔ وہ چونک پڑا تھا۔ دوسرے لمحے وہ اس طرف چل پڑا۔ جھاڑیوں سے ایک پاؤں باہر نکلا ہوا تھا۔ ایک نازک نسوانی۔۔۔ پاؤں۔ گریچر نے جلدی سے جھاڑیوں کو ہٹایا اور پھر اس انسانی بدن کو باہر کھینچ لیا لیکن اس کے چہرے پر نگاہ پڑتے ہی گریچر کے پورے بدن میں سنسنی دوڑ گئی۔ اس کے حلق سے بھرّائی ہوئی آواز نکلی۔

"ارے سدھاشی!"

گریچر کی آنکھوں کو دھوکا نہیں ہُوا تھا...
سدھاشی کوئی اجنبی تو نہیں تھی اور نہ ہی کوئی ایسی شخصیت تھی جسے ایک آدھ بار سرسری نگاہوں سے دیکھا ہو... گریچر اُسے لاکھوں میں پہچان سکتا تھا... لیکن اس وقت، اس جگہ اور ان حالات میں اُس کا ملنا ناقابلِ یقین تھا۔ وہ گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اُسے دیکھنے لگا۔

یہ کیسے ممکن ہے؟ شکل و صورت، قد و قامت اور بالوں کا انداز وہی ہے۔ اگر یہ سدھاشی کی کوئی ہم شکل ہے تو صُورتوں کی یہ یکسانیت انتہائی حیرت انگیز ہے... اور اگر یہ واقعی سدھاشی ہے... تو بھی یہاں اس کی موجودگی ناقابلِ یقین ہے!

اُس نے ایک بار پھر انتہائی باریک بینی سے اُس کے چہرے کا جائزہ لیا۔ جگہ جگہ نیل پڑے ہُوئے تھے۔ پیشانی پر ایک گہرا زخم بھی تھا جو دریا کے پانی سے دُھل دُھل کر سفید ہو گیا تھا۔ چہرہ، زیادہ خُون بہہ جانے کی وجہ سے ہلدی کی طرح زرد تھا۔ دونوں ہونٹ ایک دوسرے سے جُدا تھے اور اُن کے درمیان سے دو خوبصورت دانت جھانک رہے تھے۔ بائیں ہاتھ کی ہڈی ٹُوٹ گئی تھی۔ دریا کے کنارے سے گھسیٹ کر لانے کی وجہ سے وہ ہاتھ مُڑ گیا تھا۔ گریچر نے سب سے پہلے اُس کے ہاتھ کو صحیح پوزیشن میں رکھا اور پھر دھڑکنیں سُننے کے لیے اُس کے سینے سے کان لگا دیا۔ ننھا سا دل زندگی کا اعلان کرنے کی جدوجہد کر رہا تھا لیکن بدن کی پُوری مُملکت خاموش تھی۔

سدھاشی یا اُس کی ہم شکل کے وجود میں زندگی محسوس کر کے گریچر کا متجسّس ذہن جاگ اُٹھا۔ اُس نے جلدی سے تھوڑے فاصلے پر نصب اُن خیموں کی طرف دیکھا جہاں، اُس کے دوسرے ساتھی موجود تھے۔ میگنیشا جو خیمے کے دروازے کے پاس کھڑی، اطراف کے مناظر میں کھوئی ہُوئی تھی، گریچر کی حرکات و سکنات سے اُس کی طرف متوجہ ہو گئی تھی، اور اب صُورتِ حال معلوم کرنے کے لیے اُسی طرف آ رہی تھی۔ گریچر نے اُسے آتا دیکھ کر آواز لگائی۔

"میگنیشا! ذرا جلدی آؤ۔"

میگنیشا نے گریچر کے قدموں میں ایک انسانی جسم پڑا دیکھا تو اُس کے قدموں میں تیزی آ گئی۔

"اوہ، میرے خُدا! یہ کون ہے؟" وہ حیرت سے بولی۔

"تم اسے غور سے دیکھو۔ ممکن ہے، میری بصارت، مجھے دھوکا دے رہی ہو۔" گریچر نے کہا تو میگنیشا، اُس پر جھک گئی... پھر اُس کے حلق سے سرسراتی ہُوئی آواز اُبھری۔

"ارے، سدھاشی..."

"گویا میری آنکھوں نے دھوکا نہیں کھایا ہے۔" گریچر ایک گہری سانس لے کر بولا۔

"لیکن... یہ یہاں... گریچر! کیا یہ مر چکی ہے؟"

"زندہ ہے لیکن اسے فوراً خیمے میں لے جانا چاہیے۔ اگر اسے فوری طبّی امداد نہ مِلی تو اس کی موت یقینی ہے۔"

"تو پھر دیر مت کرو۔ سائمن کو آواز دوں؟"

"نہیں، پہلے اسے خیمے میں لیے چلتے ہیں۔ اس کا ایک ہاتھ بھی ٹُوٹا ہُوا ہے۔ ذرا اسے اُٹھانے میں میری مدد کرو۔" گریچر نے کہا۔ پھر میگنیشا کی مدد سے اُس نے سدھاشی کو کندھے پر ڈالا اور دونوں خیمے کی طرف چل پڑے۔

اب اُن کے دوسرے ساتھی بھی اُن کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔ سائمن ایک بہترین سرجن تھا۔ اُس نے کسی گفت و شنید کے بغیر اپنی پُوری توجہ اُس پر مبذول کر دی اور جو کچھ ابتدائی طبّی امداد کے لیے اُس کے پاس تھا، سدھاشی پر صرف کر دیا۔ ٹُوٹے ہُوئے ہاتھ کو کس کر باندھا گیا۔ پیشانی کے زخم پر بینڈیج کی گئی اور جتنی خراشیں تھیں، اُن پر مرہم لگایا گیا... لیکن خُون کی کمی پوری کرنے کی کوئی تدبیر کارگر نہیں تھی۔ سدھاشی دُھلے ہُوئے کپڑے کی طرح سفید ہو رہی تھی۔ وہ سب خاموشی سے ڈاکٹر سائمن کی کوششوں میں اُس کا ہاتھ بٹاتے رہے۔ جب وہ اپنے کام سے فارغ ہو گیا تو میگنیشا نے پوچھا۔

"صُورتِ حال تشویش ناک تو نہیں، سائمن؟"

"سخت تشویش ناک ہے، آپ کو ان کے بارے میں فوری فیصلہ کرنا ہے۔" سائمن نے کہا۔

"کیسا فیصلہ، ڈاکٹر؟"

"اگر یہ آپ کے لیے کوئی اہم شخصیت ہے تو اسے فوراً کسی ایسی جگہ لے چلیے جہاں اس کی زندگی بچانے کے مناسب انتظامات ہو سکیں۔ اُسے خُون کی فوری ضرورت ہے اور یہاں ہمارے پاس ایسا کوئی انتظام نہیں ہے... اور اگر آپ یہ سب کچھ محض انسانی... ہمدردی کے طور پر کر رہی ہیں تو پھر انتظار کیجیے۔ میں نے فوری قوت بحال کرنے والا انجکشن دیا ہے۔ اگر اسے ہوش آ گیا تو اس کی جان بچ جانے کے امکانات ہیں۔"

"اوہ... یہ مسٹر مارلینو کی ایک خاص ساتھی ہے جس سے وہ بہت محبت کرتے ہیں۔ ہمیں اس کی موت کے لیے معاف نہیں کیا جا سکتا۔" گریچر نے کہا۔

"تب براہِ کرم فوراً یہاں سے چل پڑیں بلکہ میری رائے ہے کہ ہمیں گانگ ہو ہی چلنا چاہیے۔ بارتھم کے اس علاقے میں قریب ترین

بڑا گانگ ہو ہی ہو سکتی ہے۔ کوئی چھوٹی بستی ہمارے لیے بے مقصد رہے گی کیونکہ جدید طبّی سہُولتوں کا بندوبست نہیں ہو گا۔"

"تم کیا کہتی ہو، میگنیشا؟" گریچر نے پوچھا۔

"جیسا تم مناسب سمجھو، گریچر! ہم جس مشن پر آئے ہیں، ابھی دُور دُور تک اُس کی کامیابی کے امکانات نظر نہیں آتے۔ ہم سدھاشی جیسی شخصیت کی زندگی کا بھی رسک نہیں لے سکتے۔ مسٹر مارلینو، ہماری اس بے حسی پر ہمیں کبھی معاف نہیں کریں گے۔ تمھیں علم ہے کہ اُنھوں نے شیران جیسی محبُوب شخصیت کو بھی سدھاشی کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔"

"شیران..." گریچر نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "میرے ذہن میں ایک اور خیال بھی ہے۔"

"کیا...؟"

"سدھاشی کے اس علاقے میں موجود ہونے کی وجہ، ممکن ہے، شیران ہی ہو۔ ممکن یہ ہے، یہ دیوانی اُس کی تلاش میں یہاں آئی ہو اور اُسی کے انتقام کا نشانہ بن گئی ہو۔"

"اوہ، تمھارا خیال ہے کہ شیران نے...؟"

"ہاں، وہ درندہ سب کچھ کر سکتا ہے۔" گریچر نے کہا اور چونک کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا جیسے کہیں شیران نے اُس کے الفاظ نہ سُن لیے ہوں پھر وہ دوسروں کو اپنی طرف متوجہ پا کر جھینپ گیا۔

"میری ایک رائے اور ہے مسٹر گریچر!" ڈاکٹر سائمن نے کہا۔

"کیا...؟"

"شیران کی تلاش کے لیے ہم چند لوگوں کو یہاں چھوڑ دیتے ہیں، وہ اپنا کام جاری رکھیں گے۔ ہم ٹرانسمیٹر پر اُن سے رابطہ قائم رکھیں گے جیسے ہی شیران نظر آیا وہ لوگ اُسے گھیر لیں گے یا ہمیں اطلاع دے دیں گے۔"

"نہیں، ڈاکٹر سائمن! اگر شیران اِن لوگوں کو نظر بھی آ گیا تو کوئی سُودمندہات نہ ہو گی... ہم سب ساتھ ہی چلیں گے۔ براہِ کرم، آپ لوگ واپسی کا انتظام کیجیے۔ ہم، سدھاشی کو گانگ ہو ہی لے چلیں گے۔"

"او۔کے!" ڈاکٹر سائمن نے کہا... پھر ہنگامی انداز میں روانگی کے انتظامات ہونے لگے۔

میگنیشا مسلسل سدھاشی کی دیکھ بھال کر رہی تھی۔ گریچر کی نگاہیں وقفے وقفے سے اِدھر اُدھر بھٹکنے لگتی تھیں۔ نہ جانے کیوں، اس کے دل میں یہ خیال جڑ پکڑ گیا تھا کہ سدھاشی کو اس حال میں پہنچانے والا شیران کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

دوسری طرف میگنیشا، سدھاشی کے حسین اور معصوم چہرے کو دیکھتے ہُوئے سوچ رہی تھی کہ عورت محبت کے ہاتھوں کس قدر بے بس ہو جاتی ہے... شیران جیسے وحشی صفت شخص سے محبت کی توقع رکھنا فضُول ہے۔ وہ شخص نہ جانے، انسانوں کے کون سے ریوڑ سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کے دل میں محبت و چاہت کے الفاظ بھلا کہاں؟... لیکن محبت جیسی نامُراد شے، انسان کو عقل و خرد سے بیگانہ کر دیتی ہے اور وہ بار بار دھوکا کھانے میں مسرت محسوس کرتا ہے۔

...پھر سفر شروع ہو گیا۔ وہ برق رفتاری سے گانگ ہو کی جانب بڑھ رہے تھے۔ گریچر گہری سوچ میں ڈوبا ہُوا تھا... لیکن میگنیشا وقفے وقفے سے سدھاشی کے چہرے کی طرف دیکھ لیتی تھی جو ابھی تک زندگی سے عاری محسوس ہوتا تھا۔ صرف سانسوں کی آمد و رفت جاری تھی۔ پتہ نہیں موت اُسے مُہلت دینا چاہتی تھی یا زندگی کے بقایا لمحات پُورے ہو رہے تھے۔ بہرحال اُنھوں نے سفر جاری رکھا۔

...پھر رات کی تاریکی پھیل گئی۔ پُر ہول سنّاٹے اور تاریکی میں یہ سفر بڑا عجیب لگ رہا تھا... وہ مسلسل جاگ کر سفر کر رہے تھے۔ ایک زندگی کا سوال تھا اور زندگی بھی ایسی شخصیت کی جسے مارلینو محبُوب رکھتا تھا... اور اس سلسلے میں کسی قسم کی بھی غفلت کو مارلینو ہرگز معاف نہ کرتا۔

صبح کے وقت سفر میں کافی مشکلات پیش آنے لگیں۔ ٹھنڈی ہَوا، پلکیں جوڑے دے رہی تھی لیکن اُن کا فرض، اُنھیں ہر حال میں بڑھتے رہنے پر مجبُور کر رہا تھا۔ ڈاکٹر سائمن، سدھاشی کے قریب ہی تھا۔

"سدھاشی کی حالت زیادہ بہتر نہیں ہے، جناب!" سائمن نے کہا۔ "بارہ گھنٹے گزر چکے ہیں لیکن ابھی تک یہ ہوش میں نہیں آئی ہے... مجھے انتہائی تشویش اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ اگر چند گھنٹے اور یہی صُورتِ حال برقرار رہی تو ممکن ہے، اس کی سانسوں کی آمد و رفت رُک جائے۔"

یہ سُن کر سب کے چہروں پر اضطراب کے سائے پھیل گئے۔

"کیا تم اسے کوئی اور انجکشن نہیں دے سکتے، ڈاکٹر؟" گریچر نے پوچھا۔

"دے تو سکتا ہُوں لیکن یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ وہ انجکشن اس پر کارگر ہو گا یا نہیں۔"

"اوہ... پھر تو بڑی مشکل پیش آ گئی ہے۔"

"میں اس مشکل کا ایک حل پیش کرنا چاہتا ہُوں... اگر آپ لوگ پسند کریں تو؟"

"ہاں، ہاں... کہو بھئی... اس وقت اِن تکلّفات کی گنجائش نہیں ہے۔"

"ہمارے پاس محدود حیطۂ عمل کے ٹرانسمیٹر موجود ہیں۔ اگر

ہم ان میں سے کسی ٹرانسمیٹر پر گانگ ہو کال کرنے کی کوشش کریں تو شاید ہمیں کامیابی حاصل ہو جائے۔"

گریچر چونک کر ڈاکٹر سائمن کو دیکھنے لگا۔۔ پھر پُرمسرت لہجے میں بولا۔ "میں، تمہارا مقصد سمجھ گیا، ڈاکٹر! ہمیں کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ جتنا سفر ہم طے کر چکے ہیں، اس کے تحت گانگ ہو سے سلسلہ مل جانے کے امکانات روشن ہیں۔ ہم پہلے بھی کوشش کر سکتے تھے۔۔۔ لیکن اس طرف دھیان ہی نہیں گیا۔"

"کمال ہے۔۔۔ میرے ذہن میں بھی یہ خیال نہیں آیا۔" میگنیتا نے بھی ڈاکٹر کے خیال کی تائید کی۔

تھوڑی دیر کے لیے سفر ملتوی کر دیا گیا اور گریچر، ٹرانسمیٹر پر گانگ ہو کال کرنے لگا۔ اس دوران میں ڈاکٹر نے وہ انجکشن تیار کر لیا جو سدھاشی کی زندگی میں چند لمحات کا اضافہ کر سکتا تھا۔

صبح کا وقت تھا۔ گریچر کی کوشش سے تھوڑی دیر بعد رابطہ قائم ہو گیا۔۔۔ اور جب ٹرانسمیٹر پر سُرخ روشنی نمودار ہوئی تو گریچر کا چہرہ خوشی سے کھل اُٹھا۔ اس نے میگنیتا کو اشارہ کیا کہ رابطہ قائم ہو چکا ہے۔۔۔ میگنیتا جلدی سے ٹرانسمیٹر کے قریب پہنچ گئی۔

"ہیلو، ہیلو۔۔۔ ایچ۔ او۔ فور۔۔۔ ہیلو، ایچ۔ او۔ فور۔۔۔"

"ہاں، ایچ۔ او۔ فور۔۔۔ کہو، کیا بات ہے؟ کہاں سے کال کر رہے ہو؟"

"یہ بارتھم کا مغربی علاقہ ہے۔ ہم ناتھن کی پہاڑیوں کے پاس سے گزر رہے ہیں۔ مسٹر مارلینو کو ایک اہم اطلاع دینی ہے۔"

"چند لمحے انتظار کریں، میں مارلینو سے رابطہ قائم کرنے۔۔۔ کی کوشش کرتا ہوں۔" دوسری طرف سے جواب ملا۔

"صرف کوشش ہی نہیں، یقینی طور پر رابطہ چاہیے۔۔۔ یہ ایمرجنسی ہے۔"

"بہتر ہے۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔۔۔ پھر خاموشی چھا گئی۔

دونوں اُمید و بیم کی نظروں سے ٹرانسمیٹر کو دیکھتے رہے۔ سُرخ بتی ایک بار پھر روشن ہو گئی اور اس بار ٹرانسمیٹر پر مارلینو کی آواز اُبھری تھی۔

"ہیلو۔۔۔ کون ہے؟"

"گریچر بول رہا ہے، مسٹر مارلینو!"

"ہاں، گریچر، کہو۔۔۔ کوئی پتہ چلا؟"

"ابھی تک نہیں، جناب۔۔۔ لیکن سدھاشی، ہمیں انتہائی تشویش ناک حالت میں ملی ہے۔"

"اوہ، سدھاشی۔۔۔ مجھے اس کے بارے میں بتاؤ۔ بنکاک سے اس کے بارے میں مجھے کوئی اطلاع نہیں ملی۔۔۔ صرف یہ معلوم ہو سکا کہ اُسے اغوا کر لیا گیا ہے۔"

"وہ بارتھم کے علاقے میں، دریائے آرسان کے کنارے جھاڑیوں میں پڑی ملی ہے۔ وہ بے حد زخمی ہے۔ اس کے جسم سے کافی خون بہہ چکا ہے۔ وہ تقریباً چودہ گھنٹوں سے ہمارے پاس ہے لیکن ابھی تک ہوش میں نہیں آئی ہے۔۔۔ براہِ کرم آپ فوری طور پر ہمارے لیے ایک ہیلی کاپٹر بھیجیے تاکہ سدھاشی کی زندگی خطرے سے باہر ہو سکے۔"

مارلینو چند لمحے خاموش رہا پھر اس کی بھرائی ہوئی آواز سُنائی دی۔۔۔ "اس کی یہ حالت کس طرح ہوئی؟ کیا اس سلسلے میں کچھ معلوم نہیں ہو سکا؟"

"نہیں، مسٹر مارلینو! ہم لوگوں کا خیال ہے کہ شاید سدھاشی شیران کی تلاش میں یہاں پہنچ گئی تھی اور یہاں وہ، شیران ہی کا شکار ہو گئی۔"

"اوہ۔۔۔ مجھے اپنی صحیح پوزیشن سے آگاہ کرو۔ میں ہیلی کاپٹر بھیج رہا ہوں۔ باقی تفصیلات بھی تم سے معلوم کروں گا۔"

"ہم دریائے آرسان کے کنارے کنارے سفر کر رہے تھے۔۔۔ لیکن اب اس سے کٹ کر مغربی سمت میں چل پڑے ہیں۔ ہمارے بائیں ہاتھ پر ناتھن کی پہاڑیاں ہیں۔ اگر ہم اسی رفتار سے سفر کرتے رہے۔۔۔ تو پہاڑیوں کا سلسلہ ختم ہو جائے گا اور ہم دلدلی علاقے میں پہنچ جائیں گے۔ گانگ ہو پہنچنے کا یہ راستہ مختصر مگر بے حد دُشوار گزار ہے۔"

"تم دلدلی علاقے میں داخل ہونے کی کوشش مت کرنا۔۔۔ ناتھن کی پہاڑیوں کے آخری سرے پر رُک کر ہیلی کاپٹر کا انتظار کرنا۔۔۔ میں فوری طور پر اُنہیں روانہ کر رہا ہوں۔ اوور اینڈ آل۔" دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو گیا اور سُرخ بتی بجھ گئی۔

بھورے رنگ کی چالاک لومڑی دبے قدموں آگے بڑھی۔۔۔ اس کی قوتِ شامہ اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھی۔ پتہ نہیں یہ کوئی مُردہ جانور تھا یا زخمی تھا۔ انسان سے اس کی شناسائی نہ تھی کیونکہ وہ جن علاقوں میں پیدا ہوئی تھی۔ وہاں انسان کا گزر مشکل ہی سے ہوتا تھا۔ وہاں بڑے بڑے سبز بچھو اور انتہائی زہریلے سانپ بہ کثرت پائے جاتے تھے۔

بارتھم کے علاقوں میں یہ علاقہ سب سے خطرناک قرار دیا جاتا تھا۔ لیکن کسی بھولے بھٹکے انسان کا اس علاقے میں نکل آنا ناممکنات میں سے نہیں تھا۔۔۔ چنانچہ اس ننھی سی لومڑی کو حیرت ہوئی تھی کہ یہ ڈھیر کیسا ہے؟ لگتا تو کوئی جاندار ہی ہے۔ پتہ نہیں سو رہا ہے یا مر چکا ہے۔ اس کے نزدیک سے گزر جائے یا نہیں۔۔۔ لیکن وہ عادت سے مجبور تھی۔ جب کافی دیر تک اُسے اس ڈھیر میں جنبش محسوس نہ ہوئی تو وہ پنجوں کے بل چلتی، دُم ہلاتی، اس کی جانب بڑھی۔ قریب پہنچ کر اس نے اس جانور کو بغور دیکھا جو اس سے قبل، اس کی نگاہ سے نہیں گزرا تھا۔ بظاہر اس میں زندگی مفقود محسوس ہوتی تھی۔ اگر یہ زندہ نہیں ہے تو پھر بھلا اس کا گوشت کھانے میں کیا عار ہو سکتا ہے؟

چنانچہ وہ آگے بڑھی اور اس جانور کو سُونگھنے لگی۔ دفعتہً اس جانور میں جنبش پیدا ہوئی۔۔۔ پھر اس سے قبل کہ لومڑی کوئی لمبی چھلانگ لگاتی، اس کی دونوں اگلی ٹانگیں، اس جانور کی گرفت میں تھیں۔ پھر وہ اُٹھ بیٹھا۔۔۔ وہ جانور نہیں، شیران تھا۔ وہ چند لمحوں تک مزاحمت کرتی لومڑی کو دیکھتا رہا۔۔۔ پھر اُس نے اسے چھوڑ دیا۔ لومڑی ایک ہی جست میں جھاڑیوں میں جا کر غائب ہو گئی۔

کنگ لوئی اور سدھاشی کے قتل کے بعد اُس نے دریائے آرسان کا وہ کنارا چھوڑ دیا اور ایک پایاب جگہ سے دریا عبور کر کے جنگل میں داخل ہو گیا تھا۔ ایک لمحے کے لیے بھی اس کے دل میں یہ خیال نہیں آیا تھا کہ اس نے کنگ لوئی جیسا دوست کھو دیا ہے یا سدھاشی جیسی حسین لڑکی کو انتہائی بے دردی سے موت کے گھاٹ اُتار دیا ہے۔۔۔ وہ اپنے کیے پر نادم یا پشیمان ہونے کا عادی نہیں تھا۔۔ چنانچہ اب اس کے ذہن کے کسی گوشے میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ وہ کیا کر آیا ہے۔

دریائے آرسان کو پار کرنے کے بعد وہ جس علاقے میں داخل ہوا اُس میں تھوڑا سا سفر کرنے کے بعد ہی اُسے محسوس ہو گیا کہ یہ علاقہ ضرورت سے زیادہ ہی خوفناک ہے۔ راتوں کو درندوں کے دھاڑنے کی آوازیں سُنائی دیتیں اور وہ جاگ کر اُن کا انتظار کرتا رہتا

جوں جوں وہ آگے بڑھتا رہا، علاقہ خطرناک تر ہوتا گیا۔ اب یہاں چھوٹے جانوروں کا وجود ختم ہو گیا۔ جنہیں وہ وقتاً فوقتاً شکار کر کے پیٹ کی آگ بجھاتا آیا تھا۔

ایک رات اس نے ایک ہاتھی پر چند گولیاں برسائیں۔ ہاتھی زخمی ہونے کے باوجود بھاگ نکلا۔۔۔ پھر اس کینہ پرور ہاتھی نے کئی بار شیران پر حملہ کرنے کی کوشش کی لیکن شیران کے پاس جتنا ایمونیشن تھا، اس نے ہاتھی پر خرچ کر ڈالا۔ بالآخر ایک دن ہاتھی مارا گیا۔

اب شیران کے پاس کنگ کے دیے ہوئے خنجر کے علاوہ اور کوئی ہتھیار نہیں رہ گیا تھا۔۔۔ لیکن یہ خنجر بھی ایک دن، اس وقت اس سے چھن گیا جب اُس نے ایک جنگلی تیندوے کو نشانہ بنانے کی کوشش کی۔ خنجر تیندوے کے جسم میں پیوست ہو گیا اور وہ اُسے لے بھاگا۔ شیران نے تیندوے کو بہت تلاش کیا۔ اس کا خیال تھا، شاید وہ کہیں زخمی یا مُردہ حالت میں مل جائے گا لیکن تیندوا نہ ملا۔

اب شیران نہتا ہو گیا تھا۔ اوّل تو یہ علاقہ ہی چھوٹے شکار سے خالی تھا، دوسرے یہاں پانی بھی دستیاب نہ تھا۔ کہیں کہیں پانی کے چھوٹے چھوٹے گڑھے تھے لیکن ان میں اتنا گدلا اور بدبودار پانی بھرا ہوا تھا کہ ایک بار اُسے پینے کے بعد کافی دیر تک شیران کی طبیعت متلاتی رہی تھی۔ لیکن اب وہ بھوک سے دیوانہ ہو رہا تھا۔ دور دور تک کوئی ایسی چیز نظر نہیں آ رہی تھی جس کے ذریعے وہ پیٹ کی آگ بجھا سکتا۔

اس کا لباس بھی جگہ جگہ سے پھٹ چکا تھا، ڈاڑھی اور سر کے بال بے تحاشا بڑھ گئے تھے۔۔۔ اور ایک بار پھر وہ کوئی وحشی مخلوق معلوم ہونے لگا۔ اُسے سفر کرتے ہوئے پندرہ دن ہو گئے تھے۔ بھوک اور تھکن سے نڈھال ہو کر وہ ایک جگہ بیٹھ گیا۔

دفعتہً کافی فاصلے پر اُسے جھاڑیوں میں تحریک سی محسوس ہوئی۔ اس نے نظر جما کر دیکھا۔ وہ لومڑی تھی۔ اس خطرناک علاقے میں سفر کرتے ہوئے یہ پہلا چھوٹا جانور تھا، جو اُسے نظر آیا تھا۔۔۔ لیکن اس کے پاس لومڑی کو شکار کرنے کے لیے کوئی ہتھیار نہ تھا۔ چنانچہ وہ بے سُدھ ہو کر لیٹ گیا کہ شاید لومڑی، اُسے مُردہ سمجھتے ہوئے اُس کے قریب آ جائے اور اس کے جال میں پھنس جائے۔۔ بہت صبر آزما کام تھا۔ وہ دو گھنٹے تک وہ بے حس و حرکت پڑا رہا تھا۔ لومڑی انتہائی چالاک جانور ہے۔ اسے معلوم تھا کہ لومڑی نے اگر اس میں ذرا سی بھی۔۔۔ حرکت محسوس کی تو وہ تمام زندگی اُس کے ہاتھ نہیں آئے گی۔

آخر اس کی محنت رنگ لائی اور لومڑی دبے قدموں اُس کی طرف بڑھنے لگی۔ وہ اس کے قریب پہنچ کر جیسے ہی اُسے سونگھنے کے لیے جھکی، اُس کی دونوں اگلی ٹانگیں شیران کے ہاتھوں میں تھیں۔۔۔ پھر لومڑی کے جسم سے اُٹھنے والی بدبو سے اُسے ابکائی سی محسوس ہوئی اور اُس نے لومڑی کو چھوڑ دیا۔

چند لمحے وہ بیٹھا سوچتا رہا پھر اُٹھ کر چل پڑا۔ وہ جلد از جلد اس خوفناک علاقے سے نکل جانا چاہتا تھا۔ اس بار یہ سفر کافی تیز تھا۔ وہ مسلسل پانچ گھنٹے تک چلتا رہا اور اُس کی سانس پھولنے لگی۔ اس نے اپنی رفتار کم کر دی۔ اب وہ اُن بھوری پہاڑیوں کے نزدیک پہنچ گیا تھا جو دور سے ایسی محسوس ہوتی تھیں جیسے کبھی قریب ہی نہ آئیں گی۔ اب اُسے پہاڑیوں کی ڈھلانوں پر سبزہ بھی نظر آنے لگا تھا۔۔۔ گویا اس منحوس علاقے سے پیچھا چھوٹنے والا تھا۔

بہر طور، رات ہونے تک وہ پہاڑیوں کے بالکل نزدیک پہنچ گیا لیکن رات کو بھی اُس نے اپنا سفر جاری رکھا۔ وہ چڑھائی چڑھتا رہا۔۔ پھر جب تاریکی اتنی گہری ہو گئی کہ وہ چند گز کے فاصلے پر بھی نہ

دیکھ سکتا تھا تو اُس نے آرام کرنے کے لیے ایک چٹان منتخب کرلی۔

چٹان کافی بڑی اور مسطح تھی۔ صاف ستھری ہونے کی وجہ سے شیران کو اس پر نہایت پُرسکون نیند آئی۔

دوسری صبح وہ جاگا تو پہاڑیوں کی دوسری سمت سے پرندوں کے چہچہانے کی آوازیں آرہی تھیں۔ کبھی کبھی پرندوں کا کوئی غول اُس کے سر پر سے گزر جاتا تھا۔ شیران نے آسمان کی جانب دیکھا اور پھر اِدھر اُدھر نظریں دوڑانے لگا۔ بادل چھائے ہُوئے تھے... کافی عرصے کے بعد اس نے شفاف نیلگوں آسمان پر بادل دیکھے تھے۔

بہرطور یہاں رُکنا بے مقصد ہی تھا۔ چنانچہ اس نے پہاڑی کا بقیہ سفر بھی طے کرنا شروع کردیا۔ جب وہ چوٹی پر پہنچا تو دن کے تقریباً نو بجے تھے۔ اس نے چوٹی کے دوسری جانب دیکھا تو اس کی آنکھیں مسرت سے چمک اُٹھیں۔

اس طرف دُور تک جنگل پھیلا ہُوا تھا۔ تھوڑے فاصلے پر ایک چھوٹی سی ندی گنگناتی ہُوئی گزر رہی تھی... پھر جب اُس نے چوٹی سے دوسری جانب اُترنا شروع کیا تو ہلکی ہلکی بارش ہونے لگی۔

شیران پُرمسرت انداز میں نیچے اُترتا رہا۔ بھوک کا احساس قدرے کم ہوگیا تھا۔ ایک جگہ رُک کر اس نے ایک چٹان کے گڑھے میں جمع شدہ بارش کا تازہ پانی پیا جس کی وجہ سے بھوک کا احساس پھر بڑھ گیا۔

'یہ منحوس احساس نہ جانے کیوں زندگی کے ساتھ چپکا ہُوا ہے۔ اچھے خاصے ماحول کو خراب کردیتا ہے۔' اس نے اُترتے ہُوئے سوچا... بالآخر وہ نیچے سبزہ زار پر پہنچ گیا۔

بارش کی وجہ سے ندی میں پانی کی رفتار کافی تیز ہوگئی تھی۔ اوپر سے یہ ندی ایک چھوٹا سا برساتی نالہ نظر آتا تھا لیکن نیچے پہنچ کر احساس ہُوا کہ خاصی تیز و تند ندی ہے۔ پانی صاف و شفاف اور بہت ٹھنڈا تھا اس نے خوب سیر ہوکر پیا۔ بارش اب بھی جاری تھی۔ وہ ندی کی روانی کو دیکھتے ہُوئے اس میں اُترنے کی حماقت نہیں کرسکتا تھا کیونکہ اس کی گہرائی کا بھی کوئی اندازہ نہیں تھا۔

چنانچہ وہ کنارے کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ وہ ایسی جگہ کی تلاش میں تھا جہاں سے ندی کو عبور کیا جاسکے۔ کافی دُور تک چلنے کے بعد بالآخر اُسے ایک ایسی جگہ نظر آہی گئی جہاں سے وہ اس ندی کو چھلانگ لگا کر عبور کرسکتا تھا۔ گو کہ چھلانگ بہت لمبی لگانی پڑتی اور کوئی بھی ہوش مند آدمی ایسی چھلانگ لگانے کی ہمت نہیں کرسکتا تھا... لیکن شیران ایسی باتوں کو کبھی خاطر میں نہیں لاتا تھا۔

اُس نے چند قدم پیچھے ہٹ کر چیتے کی مانند زقند لگائی اور اُڑتا ہُوا دوسرے کنارے پر پہنچ گیا۔

اب اُس کی نگاہیں شکار کی تلاش میں بھٹک رہی تھیں...

وہ آگے بڑھتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد وہ جنگل میں داخل ہوگیا۔ یہاں اسے مایوسی نہیں ہُوئی۔ دُور ہی سے کئی چھوٹے بڑے جانور کلیلیں کرتے نظر آرہے تھے لیکن شکار کرنے کے لیے اُس کے پاس کوئی ہتھیار نہ تھا۔ تھوڑی دیر تک وہ اِدھر اُدھر نظریں دوڑاتا رہا۔ یہاں ایسے نوکیلے پتھر بھی نہ تھے جن سے شکار کرنے کا طریقہ اسے معلوم تھا۔

چند لمحے سوچنے کے بعد وہ ایک درخت پر چڑھا اور درمیانے سائز کی ایک شاخ توڑ لی۔ شاخ کی ٹہنیاں اور پتے صاف کرنے کے بعد وہ ایک ڈنڈے کی صورت اختیار کرگئی پھر وہ اس ڈنڈے کو ہاتھ میں لیے نیچے اُتر آیا اور ان جانوروں کو دیکھنے لگا جو اِدھر اُدھر دوڑتے پھر رہے تھے۔ ان میں خرگوش بھی تھے، تیتر بھی تھے اور ایسے ہی چھوٹے چھوٹے کئی جانور تھے۔

شیران، ایک درخت کے تنے سے چپک کر کھڑا ہوگیا اور انتظار کرنے لگا کہ کوئی جانور اِدھر سے گزرے تو وہ اُس کا شکار کرے۔ چند لمحوں بعد ایک خرگوش اپنی جوانی کے زعم میں اس طرف بڑھا۔ دوسرے خرگوش بھی اس کے پیچھے لپکے۔ جونہی وہ خرگوش درخت کے قریب پہنچا شیران کا ہاتھ بجلی کی تیزی سے بڑھا اور لکڑی خرگوش کے سر پر پڑی لیکن وار اتنا کاری تھا کہ اُس کے بھیجے کے چیتھڑے اُڑ گئے۔ وہ اُچھلا اور پھر گر کر تڑپنے لگا۔

شیران آگے بڑھا اور خرگوش کو اُٹھا لیا۔ دوسرے خرگوش پلک جھپکتے میں غائب ہوگئے تھے۔ شیران نے وہیں کھڑے کھڑے خرگوش کی نرم و نازک کھال اُدھیڑ ڈالی اور کچا گوشت دانتوں سے نوچ نوچ کر کھانے لگا۔

خرگوش کھانے کے بعد، اُس نے وحشیانہ انداز میں ڈکار لی۔ اب وہ ایک بار پھر چاق و چوبند نظر آرہا تھا۔ درختوں کے طویل سلسلے کو عبور کرکے وہ ایک ایسے میدان میں پہنچ گیا جہاں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر جھونپڑیاں بنی ہُوئی تھیں۔

میدان کی سب سے پہلی جھونپڑی کے قریب پہنچ کر اُس نے زور سے آواز لگائی۔ "کوئی ہے..."

جواب میں جھونپڑی سے جو برآمد ہُوا، اُسے دیکھ کر شیران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ ایک چھوٹی سی لڑکی تھی جو خدوخال سے اُنہی علاقوں کی رہنے والی معلوم ہوتی تھی۔ شیران پر نظر پڑتے ہی اُس کے حلق سے گھٹی گھٹی چیخ نکل گئی۔ شیران ہاتھ اُٹھا کر نہایت نرم لہجے میں بولا۔

"مجھ سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ میں تمھیں کوئی نقصان

نہیں پہنچاؤں گا۔" یہ جملہ اس نے مقامی زبان میں ہی ادا کیا تھا۔

لیکن وہ لڑکی اب بھی سہمے ہُوئے انداز میں جھونپڑی کی دیوار سے چپکی ہُوئی کھڑی تھی اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے اُسے دیکھ رہی تھی۔

"تم میرے جسم اور لباس پر جو یہ خون کے دھبے دیکھ رہی ہو، یہ میرے اپنے خون کے ہیں۔ مجھے جنگلی جانوروں نے زخمی کردیا تھا..."

لڑکی پھر بھی کچھ نہ بولی تو شیران نے قدرے غصیلے انداز میں کہا۔ "اندر جا، کوئی اور ہو تو اُسے بلا کر لا۔"

لڑکی غڑاپ سے جھونپڑی میں گھس گئی۔ شیران کافی دیر تک انتظار کرتا رہا۔ جب جھونپڑی سے کوئی برآمد نہ ہُوا تو جھنجلا کر وہ خود جھونپڑی میں داخل ہوگیا۔ سامنے ہی اُسے ایک شخص نظر آیا جو پیال کے ڈھیر پر بیٹھا پریشان نگاہوں سے دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اُس سے تھوڑے ہی فاصلے پر وہ لڑکی سہمی ہُوئی کھڑی تھی۔

شیران نے پیال پر بیٹھے شخص کا بغور جائزہ لیا۔ وہ دراز قامت تھا لیکن مقامی نہیں معلوم ہوتا تھا۔ اس کے دونوں بازو، پٹیوں میں لپٹے، گردن پڑی ڈوریوں میں جھول رہے تھے۔ اس کے دونوں پیر بھی زخمی تھے۔ شیران نے اس کی طرف دیکھ کر دوبارہ لڑکی پر نظر ڈالی، پھر ہنس پڑا۔

"کیا یہ جنگلی بلی تمھاری ہے؟" شیران نے زخمی شخص سے پوچھا لیکن وہ... پریشان نگاہوں سے اُس کی طرف دیکھتا رہا۔ شاید مقامی زبان اُس کی سمجھ میں نہیں آئی تھی... پھر شیران نے انگریزی میں پوچھا۔ "اس جنگلی بلی سے تمھارا کیا تعلق ہے؟"

انگریزی سن کر اس شخص کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"یہ جنگلی بلی دراصل میری میزبان ہے۔" اُس نے جواب دیا۔ "تم سے ڈر کر یہاں آچھپی ہے۔ اپنی چیاؤں میاؤں میں مجھ سے کچھ کہہ رہی تھی۔ اس کی زبان آج تک میری سمجھ میں نہیں آسکی۔ عام حالات میں اشاروں سے کام چل جاتا ہے لیکن خوف زدہ ہونے کے باعث یہ اشارے بھی بھول گئی ہے۔"

"اوہ..." شیران نے قہقہہ لگایا پھر بولا۔ "تم مقامی باشندے نہیں معلوم ہوتے۔"

"ہاں، میرا تعلق یہاں سے نہیں ہے لیکن تم انگریزی روانی سے بول لیتے ہو۔ ویسے شکل صورت سے تم بھی مجھے مقامی نہیں لگتے لیکن تمھارا حلیہ... کیا تم جنگلوں میں بھٹکتے پھرے ہو؟ کوئی مہم سر کرنے نکلے تھے یا کسی خزانے کی تلاش میں سرگرداں تھے؟ تم یقیناً شمال کے مشرقی علاقے میں سفر کرتے ہُوئے یہاں تک پہنچے ہو۔ تمھارے بدن پر پڑے ہُوئے نشانات اور کیفیات یہی بتاتی ہیں۔"

"تم بہت اعلا قسم کے قیافہ شناس معلوم ہوتے ہو۔ بہرطور، اس جنگلی بلی سے کہو کہ مجھے کھانے کے لیے کچھ دے۔ خرگوش کا کچا گوشت کھانے کے بعد میری طبیعت متلانے لگی ہے۔"

"کچا گوشت..." اس شخص کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"ہاں... پہلے میرے کھانے پینے کا انتظام کرو... کیا یہ جھونپڑا تمھارا ہے؟"

"نہیں، دوست! میں نے بتایا تھا نا... کہ یہ لڑکی میری میزبان ہے۔ اس کا نام چانگی ہے۔ تھوڑے ہی فاصلے پر بستی میں رہتی ہے۔ یہاں از راہِ کرم میری میزبانی کررہی ہے۔ دراصل میں شدید زخمی ہوں۔"

"وہ تو نظر ہی آرہے ہو۔ تم اشارے کی زبان میں اس سے کہو کہ میرے کھانے پینے کا بندوبست کرے... بلکہ ٹھہرو، میں خود اس سے بات کرتا ہوں۔"

شیران لڑکی کی طرف متوجہ ہُوا پھر انتہائی نرم لہجے میں بولا۔ "تم نے دیکھا، تمھارے ساتھی نے مجھ سے کوئی خوف نہیں کھایا۔ میں نے اسے اپنے بارے میں بتادیا ہے۔ دراصل میں بھی ایک پریشان حال مسافر ہوں۔ میں جنگلوں میں بھٹک رہا تھا کہ جنگلی جانوروں نے مجھے زخمی کردیا۔ دیکھو، میری کیا حالت ہوگئی ہے۔ میں بھوک سے تڑپ رہا ہوں۔ اچھی لڑکی! کیا تم مجھے کھانے کے لیے کچھ دو گی؟"

لڑکی کے چہرے پر اب کسی قدر اطمینان کے آثار نظر آنے لگے تھے۔ اُس نے اپنے ساتھی کی طرف دیکھا اور اُس نے مسکراتے ہُوئے اثبات میں گردن ہلا دی۔ تب لڑکی کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ اُبھر آئی۔ اس نے گردن ہلائی اور شیران کی طرف دیکھ کر بولی۔

"تم تو ہماری زبان بھی جانتے ہو اور شاید اس کی زبان بھی بول لیتے ہو۔ یہ بڑا اچھا ہُوا... ٹھہرو، ابھی میں تمھارے لیے کچھ لاتی ہوں۔"

"لیکن، سنو لڑکی! کسی کو میرے بارے میں کچھ نہ بتانا۔ بس خاموشی سے جاؤ اور خاموشی ہی سے لوٹ آؤ۔"

"میں نے تو اس کے بارے میں بھی کسی کو کچھ نہیں بتایا ہے۔" لڑکی بولی اور قلانچیں بھرتی ہُوئی جھونپڑی سے نکل گئی۔

شیران آرام سے زمین پر پاؤں پھیلا کر بیٹھ گیا۔ پیال پر بیٹھا ہُوا زخمی آدمی عجیب سی نگاہوں سے اُسے دیکھ رہا تھا۔ اس نے شیران کے ہاتھوں اور منہ پر جمے ہُوئے خون کو دیکھ کر اندازہ لگالیا تھا کہ وہ اس کا اپنا خون نہیں تھا کیونکہ اُس کے جسم پر کوئی زخم نظر نہیں آرہا تھا... تھوڑی دیر تک خاموشی چھائی رہی پھر وہ بولا۔

"میرا نام ونود ہے... تمھارا کیا نام ہے؟"

"پہلے میں کھانا کھالوں، اس کے بعد تمھارا نام سنوں گا اور اپنا نام بتاؤں گا۔ شیران نے کہا۔

تھوڑی دیر بعد لڑکی کھانے پینے کی بہت سی چیزیں لے آئی اور شیران، اُن پر ٹوٹ پڑا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اُس نے سب کچھ صاف کر دیا۔ پھر اس طرح چونک کر زخمی آدمی کی طرف دیکھا جیسے اب تک اُس کی موجودگی سے بے خبر رہا ہو۔

"اوہ، سوری... میں تمھیں کھانے کے لیے پوچھنا تو بھول ہی گیا۔ کیا اس میں تمھارا کھانا بھی شامل تھا؟"

"یقیناً..." زخمی شخص مسکرایا۔ شیران بھی ہنسنے لگا۔

"میں اتنا ہی بھوکا تھا کہ اس وقت مجھے کھانے کے علاوہ کوئی بات یاد نہ رہی تھی۔"

"ہاں، اس کا اندازہ ہو رہا تھا۔"

"کیا تم یقین کرو گے کہ کئی دن کے فاقے کے بعد میں نے صرف ایک کچا خرگوش چبایا تھا۔ کیا یہ خوراک ایک آدمی کے لیے کافی ہے۔"

"کچا خرگوش...؟" اس شخص نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں..." شیران نے کہا اور ہنسنے لگا لیکن اُس کی یہ ہنسی بے حد خوفناک تھی... اور اجنبی اپنے جسم میں خوف کی لہریں محسوس کیے بغیر نہ رہ سکا۔

آبدوز پر اُن لوگوں کا شاندار استقبال کیا گیا تھا۔ ان کے آرام کے لیے نشست گاہوں کا بندوبست پہلے ہی کر دیا گیا تھا۔ آبدوز کے زیرِ آب جاتے ہی انھیں سب سے پہلے غسل کرنے کا موقع فراہم کیا گیا تھا۔ وہ جدید ترین آبدوز تھی جس میں ضروریاتِ زندگی کے سارے لوازمات موجود تھے۔

جب تمام لوگ غسل سے فارغ ہو گئے تو انھیں ڈائننگ روم میں لے جایا گیا۔ جہاں انواع و اقسام کے ڈرائی فروٹ اور دوسری چیزیں میز پر سجی ہوئی تھیں۔ یہاں وائی تھری ڈیپارٹمنٹ کے ایک شخص نے ان سے ملاقات کی جس کے سینے پر نمبر سات لکھا ہوا تھا۔ اس نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"مسٹر خان! آپ مجھے وائی تھری سیون کہہ سکتے ہیں۔ میں، اس آبدوز کا کیپٹن ہوں اور میرا تعلق وائی تھری ڈیپارٹمنٹ کے خفیہ سمندری محکمے سے ہے۔ مجھے آپ کے سلسلے میں خصوصی ہدایات کل شام ہی موصول ہوئی ہیں۔ جن کے تحت شاید آپ کے پروگرام میں کوئی تبدیلی کی گئی ہے۔ مجھ سے یہ بھی کہا گیا تھا کہ اگر آپ جنرل تھاور کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو میں اُسے ایک محفوظ جگہ پہنچا دوں۔"

"وہ تو سب ٹھیک ہے لیکن مجھے اس بات پر حیرت ہے کہ آپ لوگ سمندر میں مستعد کیوں نہیں تھے۔ ہم لوگ کسی بھی لمحے خطرناک حالات سے دوچار ہو سکتے تھے اور ہمارے تمام کیے کرائے پر پانی پھر سکتا تھا۔"

نعمان خان کے درشت رویے پر بھی وائی تھری سیون کے چہرے پر کسی قسم کے تردد کے آثار پیدا نہ ہوئے۔ اس نے کہا۔

"میں نے آپ سے ٹرانسمیٹر پر بھی عرض کیا تھا، یہ اتفاق ہے کہ ہمیں آپ کے پیغامات موصول نہیں ہو سکے۔ غالباً موسم کی خرابی کی وجہ سے ایسا ہوا اور ہم شرمندہ ہیں کہ آپ کو بروقت خوش آمدید نہ کہہ سکے۔"

اس شخص کے نرم رویے نے نعمان خان کی درشتی کم کر دی اور خاموشی سے کھانے پینے کی چیزوں کی طرف متوجہ ہو گیا۔ پھر اُسے خود ہی اپنے سخت رویے کا احساس ہوا اور اُس نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔ "سوری کیپٹن! میں، آپ کو کھانے پینے کی شرکت کی دعوت نہ دے سکا۔ آپ یقیناً اندازہ لگا چکے ہوں گے کہ ہم کن حالات سے گزر کر یہاں تک پہنچے ہیں، اس کے بعد یہ کیفیت فطری تھی۔ تاہم اگر آپ محسوس نہ کریں تو ہمارے ساتھ کافی پئیں۔"

"میں، آپ کی اس دعوت کو شکریے کے ساتھ قبول کرتا ہوں۔" کیپٹن نے فراخ دلی سے کہا۔ اُس کے چہرے پر ناگواری کی ایک شکن بھی نمودار نہیں ہوئی تھی۔ وہ بیٹھ گیا۔

نعمان خان نے اپنے ہاتھ سے کافی بنا کر اُسے پیش کی جسے اُس نے شکریے کے ساتھ قبول کر لیا... پھر کافی پینے کے دوران وہ اِدھر اُدھر کی باتیں کرتے رہے۔ کافی ختم کر کے کیپٹن اُٹھ کھڑا ہوا اور اس نے نعمان خان کو اپنے ساتھ آنے کی دعوت دی۔ نعمان خان بھی اُٹھ کھڑا ہوا۔

کیپٹن، اُسے ساتھ لیے ہوئے اپنے کیبن میں آ گیا... نہایت شاندار کیبن تھا۔ اس اٹامک آبدوز کو دیکھ دیکھ کر نعمان خان کو چکر آ رہے تھے۔ ایسی جدید ترین آبدوز کا نعمان خان نے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد کیپٹن نے ایک رپورٹ، اُس کے سامنے پیش کر دی جو اُسے ایک مخصوص ذرائع سے حاصل ہوئی تھی۔ نعمان خان رپورٹ پڑھنے لگا۔ رپورٹ کچھ یوں تھی۔

"جیسا کہ تمھارے بارے میں اطلاع ملتی رہی ہے کہ تم نہایت کامیابی اور جانفشانی سے اپنے معرکے سرانجام دے رہے ہو اور تم نے ہر مشکل پر قابو پایا ہے یہاں تک کہ اب تم اس ساحلی علاقے کے قریب دیکھے گئے ہو جہاں سے تمھیں آبدوز پر پہنچنا ہے۔ تمھیں اطلاع دی جاتی ہے کہ اس کامیاب کاوش پر، جو اب تک تم نے کی ہے، ہماری مبارکباد قبول کرو۔ تمھاری فائل میں

تمھارے اس کارنامے کو بہترین الفاظ میں درج کیا جائے گا۔ نیز یہ کہ ہم نے تمھیں اس قابل پایا کہ اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے وہ اہم ترین کام تمھیں سونپے جا سکتے ہیں جو ہم اپنے خاص آدمیوں ہی کے سپرد کرتے ہیں... اب اس سلسلے میں ہم نے تمھارے لیے ایک نئی مہم کا آغاز کیا ہے۔ ہر چند کہ یہ مہم تمھاری اپنی کارروائیوں کا ایک حصّہ ہے، یعنی وہ پروگرام جو ہم نے تمھیں پیش کیا ہے اور جسے تم نے پایۂ تکمیل تک پہنچانا ہے، اسی پروگرام کی یہ ایک شاخ ہے، جس کے لیے تم جیسے اہم ترین آدمی کا تعین کیا گیا ہے... اس آبدوز پر تمھیں وائی تھری سیون ملے گا۔ تم اسے ایڈمرل کے عہدے تک سمجھ سکتے ہو۔ چنانچہ اُس کے احکامات کی پابندی اور اُس کے ساتھ تعاون تم پر فرض کیا گیا ہے۔ باقی تفصیلات تمھیں، وائی تھری سیون ہی سے ملیں گی۔"

نعمان خان نے چونک کر کیپٹن کی طرف دیکھا۔ اُس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔ نعمان خان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ یہ شخص اتنی بڑی حیثیت کا مالک ہو گا جس سے اُس نے درشتی سے بات کی تھی۔ کیپٹن کو مسکراتے دیکھ کر، اُس کی آنکھوں میں ندامت کے آثار اُبھر آئے... پھر اُس نے رپورٹ کیپٹن کی طرف بڑھاتے ہوئے آہستہ سے کہا۔

"سوری کیپٹن! میں آپ کے ساتھ، آپ کے شایانِ شان سلوک نہیں کر سکا۔ مجھے اس کا شدید دکھ ہے۔"

"اوہ، نہیں... تم جن حالات سے گزر کر آئے ہو، اگر میں تمھاری جگہ ہوتا تو میری حالت شاید تم سے زیادہ خراب ہوتی... لہٰذا پچھلی باتیں بھول جاؤ۔"

"آپ ایک فراخ دل انسان ہیں، ایڈمرل! میں، آپ کی شخصیت سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ بہرطور میں اپنے اس مشن کی تکمیل کے لیے بھی دل و جان سے حاضر ہوں۔"

"بہت بہت شکریہ! میں آپ کو اس نئی مہم کی تفصیلات ابھی بتلا دیتا ہوں لیکن ایک مخصوص حد تک۔ اس مہم کی کامیابی ہی پر ہمارے مشن کی کامیابی کا دار و مدار ہے۔ آپ کو اس سلسلے میں بہت کچھ ذہن نشین کرنا ہو گا اور اس کے ساتھ ہی اُن کی مشق بھی کرنا ہو گی۔ اس کے لیے آپ کو پندرہ دن دیے گئے ہیں۔"

نعمان خان نے حیرت سے اُس کی باتیں سُنیں۔ اسے کیپٹن کی باتوں ہی سے اس مہم کی نزاکت کا احساس ہو گیا تھا

"آپ کو ایک ایسے شخص کا کردار ادا کرنا ہے۔" کیپٹن نے سنجیدگی سے کہا۔ "جو ویلیشا کا باشندہ ہے لیکن کم عمری ہی میں وہ، ویلیشا سے نکل گیا۔ اُس نے بلجیئم میں پرورش پائی لیکن ویلیشا میں اُس کے اہلِ خاندان موجود ہیں۔ وہ، بلجیئم کے ایک خاص کردار کی حیثیت سے وہاں پہنچے گا اور اسی حیثیت سے کچھ کارنامے سرانجام دے گا۔ میں، آپ کو اُس شخص کے بارے میں مکمل تفصیلات فراہم کر دوں گا۔"

"بہتر، ایڈمرل! یہ تفصیلات مجھے کب تک مل جائیں گی...؟" نعمان خان نے پوچھا۔

"اگر آپ تھکن محسوس نہ کر رہے ہوں تو ابھی بتا دیتا ہوں۔"

"نہیں، میں خود کو کافی تر و تازہ محسوس کر رہا ہوں۔ آپ ابھی اس بارے میں بتا سکتے ہیں۔" نعمان خان نے کہا... اور مستعد ہو کر بیٹھ گیا۔

"اس شخص کا نام ٹیری کین ہے۔ ویلیشا کے ایک دیہات کا باشندہ ہے لیکن نو عمری ہی میں اُس کے والدین نے اُسے بلجیئم بھیج دیا تھا... اور اُس کے بعد وہ ایک بڑے ملک کے لیے بہت کچھ کرتا رہا ہے۔ اب آپ کو اُس کی حیثیت میں ویلیشا جانا ہے۔"

"اوہ... لیکن کیا میرا قد و قامت، میری جسامت اور شکل و صورت ایسی ہے کہ میں بہ آسانی اس شخص کا روپ دھار سکوں؟"

"بے شک... بہت سوچ سمجھ کر اور دیکھ بھال کر اس سلسلے میں آپ کا انتخاب کیا گیا ہے... صرف آپ کا چہرہ اور چال ڈھال، اس شخص سے مختلف ہے لیکن پندرہ دن تک آپ اس کی مشق کریں گے پھر آپ کے چہرے پر ٹیری کین کا میک اَپ کر دیا جائے گا... البتہ آپ کو اس شخص کا روپ دھارنے کے لیے شدید محنت اور مشق کرنا ہو گی۔ کیونکہ ہمارے پاس پندرہ دن سے زیادہ وقت نہیں ہے۔"

"میں سمجھ رہا ہوں، ایڈمرل! بہرطور، آپ مجھے پیچھے نہیں پائیں گے۔" نعمان خان نے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے، اس وقت کی نشست میں اتنی گفتگو کافی ہے۔ رات بھر مکمل آرام اور بھرپور نیند کے بعد جب آپ بیدار ہوں گے تو نئے اور خوش گوار دن میں ہم آپ کو تمام تفصیلات سے آگاہ کر دیں گے اور پھر آپ کے کام کا آغاز ہو جائے گا۔"

نعمان خان نے گردن ہلا دی۔ گویا سلسلۂ گفتگو ختم ہو گیا۔ اُس کے بعد وہ اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آ گیا جو اُس کا انتظار کر رہے تھے۔ اُس نے مختصراً اپنے ساتھیوں کو نئی مہم کے بارے میں بتایا۔

وہ سب لوگ اس نئی مہم پر حیرت کا اظہار کر رہے تھے اور کسی

قدر اُلجھے ہُوئے بھی تھے۔ اُن کا خیال تھا کہ نئی مہم، سابقہ مہم سے زیادہ دُشوار ثابت ہوگی۔

"لیکن جنرل بہادر کے سلسلے میں کیا ہُوا؟ ہمیں تو اس کام پر مامُور کیا گیا تھا۔ کیا حکام نے آپ کی وہ پہلی مہم منسوُخ کردی؟" شیرر نے پوچھا۔

"نہیں، یہ مہم بھی اُسی مُہم کا ایک حصّہ ہے اور ہمیں اس کے لیے زیادہ موزوں سمجھا گیا ہے۔"

"کیا آپ مطمئن ہیں، نعمان خان؟"

"ہاں، میں ہر وہ کام کرنے کو تیار ہُوں جو میرے سپرُد کیا جائے گا۔ کیونکہ یہ میرے لیے ایک آزمائش کی حیثیت رکھتا ہے اور اس کی ہدایت میرے خان بابا نے کی ہے۔"

"ٹھیک ہے، ہم لوگ آپ کے ساتھ ہیں۔" شیرر نے کہا۔

"اب تم لوگ آرام کرو۔ میں بھی آرام کرنا چاہتا ہُوں۔" نعمان خان نے کہا۔

... پھر نعمان خان بستر پر لیٹا تو بارہ گھنٹے کی نیند پوری کرکے ہی بیدار ہُوا۔ اور اس وقت اُس نے خود کو بے حد تروتازہ محسوس کیا تھا۔ اس کے ساتھیوں میں سے کوئی بھی یہاں موجود نہیں تھا۔ وہ اپنے کیبن سے نکل آیا اور باتھ روم کی طرف بڑھا ہی تھا کہ ایک خوبصورت لڑکی اُس کے قریب پہنچ گئی۔

"میرا نام مارٹینا ہے، جناب! باتھ رُوم سے فارغ ہوجائیں تو ناشتے کے لیے ڈائننگ رُوم میں پہنچ جائیں۔ وہاں آپ کا انتظار کیا جارہا ہے۔"

"شکریہ، مارٹینا! میں ابھی پہنچتا ہُوں۔" نعمان خان نے کہا۔

چند منٹ بعد ہی وہ، ڈائننگ رُوم میں پہنچ گیا... وہاں وائی تھری سیون اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ رسمی سی علیک سلیک کے بعد ناشتہ خاموشی سے کیا گیا۔ ناشتے سے فارغ ہونے کے بعد وائی تھری سیون نے کہا۔

"مسٹر نعمان خان! رات بھر کے سفر کے بعد ہم اس وقت ٹراپیکل نامی جہاز کے قریب موجود ہیں۔ یہ ہمارا اپنا جہاز ہے۔ تھوڑی دیر بعد آپ کو اس جہاز پر منتقل کردیا جائے گا اور وہاں آپ کی تربیت کا آغاز ہوگا۔"

"اوہ، گویا میری تربیت جہاز پر ہوگی۔" نعمان خان نے مُسکراتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں... اور آپ کے ساتھی آپ کے ساتھ نہیں ہوں گے ان کے بارے میں بعد میں فیصلہ کیا جائے گا کہ آیا اس مہم میں انھیں ہی آپ کے ساتھ بھیجا جائے یا کچھ اور لوگ آپ کے ساتھ ہوں۔"

نعمان خان نے کوئی جواب نہ دیا لیکن اُس کے ساتھی یہ [...] کر کسی قدر افسُردہ ہوگئے۔ بہر طور چند رسمی کارروائیوں کے بعد [...] خان کو جہاز پر منتقل کردیا گیا۔

وائی تھری سیون بھی اُس کے ساتھ جہاز پر پہنچا تھا۔ وہ [...] اس نے نعمان خان کا تعارف، اسکارو نامی ایک شخص سے کرایا [...] اس کا تربیت کنندہ تھا۔

یہ شخص، بلڈاگ کی سی شکل کا مالک تھا۔ اُس کے جبڑے [...] ہُوئے تھے اور چہرے پر اس قدر جھُریاں تھیں کہ انھیں شمار کرنا [...] تھا۔ اُس کی بھنوؤں کے بال تک سفید تھے... لیکن اپنی جسمانی [...] اور حرکات و سکنات سے وہ ایک چاق و چوبند اور جوان آدمی [...] ہوتا تھا۔ چنانچہ نعمان خان، اسکارو کے ساتھ ایک کیبن میں چلا گیا۔

یہ ایک بہت بڑا جنگی جہاز تھا۔ چاروں طرف طیارہ شکن توپیں نصب تھیں۔ لاتعداد فوجی اِدھر اُدھر اپنے اپنے کاموں [...] مصروف تھے۔ اس عظیم الشان جہاز کو دیکھ کر نعمان خان نے ٹھنڈی [...] سانس لی تھی۔ جس کیبن میں اُسے لے جایا گیا تھا، وہ شاید اسی [...] لیے مخصوص تھا کیونکہ کیبن زیادہ کشادہ نہیں تھا اور اس میں آرام کا مختصر سا سامان موجود تھا۔

نعمان خان نے کیبن میں اسکارو کے ساتھ چائے پی۔ [...] کا چہرہ بالکل بے تاثر تھا۔ نعمان خان کو یہ شخص کچھ زیادہ پسند نہیں [...] لیکن اُس کے چہرے کے برعکس، اُس کی آواز نہایت نرم اور خلیق [...] بہرطور، نعمان خان کو ان تمام باتوں سے کوئی غرض نہیں تھی۔ اسے [...] پندرہ دن کے اندر اندر اپنی تربیت مکمل کرکے یہاں سے چلے جانا تھا۔

جب اسکارو، اسے کیبن میں چھوڑ کر چلا گیا تو وہ ایک آرام کرسی پر بیٹھ کر اپنے بارے میں سوچنے لگا۔ وہ کہاں سے چلا تھا اور کہاں [...] گیا تھا۔ حالات بھی عجیب ہوتے ہیں۔ انسان کو اپنے ہی دھارے پر [...] لیے چلے جاتے ہیں۔ اُسے شیران سے دُشمنی تھی، بہنوں کا انتقام لینا تھا۔ لیکن تقدیر نے اُسے کہاں اُٹھا پھینکا تھا۔

بہرطور وہ تقدیر سے شاکی نہیں تھا۔ اُس کے سامنے اُس کے بھائیوں [...] کا مستقبل تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ اُس کے بھائی، ہر فکر سے بے نیاز ہوکر زندگی [...] گزاریں۔ اُس نے تو اپنی زندگی اپنے اہلِ خاندان کے لیے وقف کردی تھی۔

... پھر اُس کی تربیت کا آغاز ہوگیا۔ اسکارو، اُسے اُن تمام مراحل کی تفصیلات بتارہا تھا جن سے اُسے گزرنا تھا۔ سب سے پہلے اُس نے نعمان خان کو ویلیٹا کے نقشے ازبر کرائے۔ وہاں کے تمام چھوٹے چھوٹے شہروں اور بستیوں کے نام ذہن نشین کرائے پھر وہاں کے لوگوں کی

عادات اور رسم و رواج کے بارے میں تفصیلات بتائیں۔ اُس کے بعد ٹیری کین کے آبائی گاؤں، اس کے دوستوں، عزیزوں اور رشتے داروں کا نمبر آیا۔

معلومات کے اس بحرِ بیکراں کو یاد رکھنا کس قدر دُشوار کام تھا، اس کا اندازہ نعمان خان کو اب ہورہا تھا... ان تمام خرافات کو وہ یاد تو کررہا تھا لیکن اُسے اس بات پر حیرت تھی کہ اس شخص اسکارو کو یہ سب کیسے ازبر تھا۔ معلوم ہوتا تھا جیسے وہ کسی ٹیری کین کے بارے میں نہیں بلکہ اپنے بارے میں بتلا رہا ہو۔

اپنے ذہن اور ذمے داری کی اہمیت کے پیشِ نظر، وہ اسکارو کے ساتھ روزانہ تقریباً چودہ گھنٹے کام کرتا۔ وہ اپنی تمام تر کوششیں اس بات پر صرف کررہا تھا کہ کہیں کسی مرحلے پر ان لوگوں کو اُس کے اندر کسی کمزوری کا احساس نہ ہونے پائے۔

ایک شام اسکارو، اُس کے ساتھ اپنے کیبن میں بیٹھا ہُوا، ایک نقشے پر غور کررہا تھا۔ وہ کافی دیر سے نقشے پر نگاہیں جمائے خاموش بیٹھا تھا اور نعمان خان اُس کی صُورت دیکھ رہا تھا۔ دفعتہً اُس نے سر اُٹھایا اور اپنے ہاتھ کی ہتھیلی پر گھونسہ مارتے ہُوئے بولا۔

"دِقّت تو یہ ہے کہ ویلیٹا میں ہمارے بے شمار آدمی پھیلے ہُوئے ہیں لیکن اُن کے وسائل اتنے محدود کردیے گئے ہیں کہ اب وہ وہاں اپنی نقل و حرکت کے لیے بھی زندگی کی بازی لگانے پر مجبور ہوتے ہیں۔ اور کوئی بھی کام آسانی سے نہیں کرسکتے... بدقسمتی یہ ہے کہ ویلیٹا تک کے راستے میں ہمارے دُشمن پھیلے ہُوئے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہماری بھیجی ہُوئی رسد، صحیح و سالم ویلیٹا پہنچ جائے لیکن ہماری رسد کا دو تہائی حصّہ، دُشمن کی آبدوزوں کا شکار ہوجاتا ہے۔" اُس نے ایک جگہ نقشے پر اُنگلی رکھتے ہُوئے کہا۔ "دیکھو، یہ ساحلی علاقہ ہے۔ یہ تمام ساحل اور اس کے قرب و جوار میں پھیلا ہُوا، چٹانوں کا لامتناہی سلسلہ ہزاروں میل کے علاقے میں ہے۔ ہم یہ اندازہ نہیں لگاپاتے کہ دُشمن کی آبدوزیں کہاں کہاں مقیم ہیں لیکن ہمیں یقین ہے کہ آبدوزوں کا خفیہ اڈّا، ویلیٹا کے نزدیک ہی کہیں واقع ہے اور اس علاقے کی خفیہ طور پر کڑی نگرانی کی جاتی ہے۔ ہم نے وہاں اپنے بہت سے ایجنٹ بھیجے مگر ناکامی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آیا... پھر ہم نے وہاں کے مقامی مچھیروں کی خدمات حاصل کیں لیکن ناکام رہے۔ حالانکہ مقامی لوگ ہمارے ہم نوا ہیں۔ وہ موجودہ حکومت کو پسند نہیں کرتے اور آرمینس سراماتو کو برسرِ اقتدار لانے کے خواہش مند ہیں لیکن دُشمن نے وہاں اتنا مضبوط جال پھیلا رکھا ہے کہ وہ کھوج لگانے کی کوشش میں جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ اس ناکامی کا ہمیں اعتراف ہے مگر ہم اپنی ترسیلِ رسد پر یہ دباؤ برداشت نہیں کرسکتے۔ ہمیں احساس ہے کہ ابھی ہمیں مزید نقصانات اُٹھانا ہوں گے لیکن ویلیٹا کے چٹانی دراڑوں میں گھرے ہُوئے سمندر میں واقع آبدوزوں کا اڈّا ہر حال میں دریافت کرنا ہے... اور یہی تمہاری مہم ہے، نعمان خان!" اسکارو نے کہا۔

"صرف یہی...؟" نعمان خان نے تعجب سے پوچھا۔

"ہاں..."

"گویا آبدوزوں کے صرف ایک اڈّے کی دریافت کے لیے یہ سب کچھ کیا جارہا ہے۔ فرض کیجیے، میں اڈّا دریافت کرلیتا ہُوں، تو کیا اُسے تباہ کرنا بھی میرے فرائض میں شامل ہوگا؟"

"نہیں، ہرگز نہیں... تمہارا کام صرف اتنا ہے کہ اس اڈّے کا سُراغ لگاؤ اور وہاں سے فوراً نکل آؤ اور جس طرح بھی ممکن ہو اپنی رپورٹ ہم تک پہنچادو... پھر ہم جانیں اور ہمارا کام جانے۔"

"میرے خیال میں یہ مہم اتنی اہم تو نہیں ہے۔"

"ابھی تمہیں اس کی اہمیت کا احساس نہیں ہے۔ آبدوزوں کے اس خفیہ اڈّے کی دریافت، ہمارے لیے ایک اہم کارنامے سے کم نہیں ہوگی۔ ویسے تمہیں پہلے ہی بتایا جاچکا ہے کہ یہ مہم تمہاری پہلی مہم [...] کا ایک حصّہ ہے لیکن یہ مہم، اس مہم سے زیادہ اہم ہے۔"

"ٹھیک ہے، مجھے صرف کام کرنے سے غرض ہے۔ میں چند سوالات پوچھنا چاہتا ہُوں۔"

"ٹھہرو..." اُس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک تصویر نکال کر، نعمان خان کے سامنے رکھ دی۔ "تم نے پہلے اسے کہیں دیکھا ہے؟"

"جی..."

"کہاں...؟"

"آپ شاید بھُول گئے کہ یہ تصویر آپ ہی نے مجھے دکھائی تھی۔ ٹیری کین کی تصویر ہے۔"

"نہیں... یہ تم ہو... سمجھے تم خود ہو، اس بات کو کبھی فراموش نہ کرنا۔ یہ بات ہمیشہ یاد رکھنا کہ تم ویلیٹنس باشندے ہو، جو بلجیئم [...] تربیت پانے کے بعد ہمارے دُشمن کے لیے کام کررہا ہے اور اب ایک [...] طویل چھُٹی پر گھر جارہا ہے۔ میں تمہیں پہلے بھی بتاچکا ہوں کہ تمہاری [...] واپسی کے لیے مناسب انتظامات کردیے گئے ہیں۔ چونکہ کسی کو اس بات کا علم نہیں ہے کہ ٹیری کین مرچکا ہے، اس لیے کسی کو تمہاری واپسی پر حیرت نہیں ہوگی۔"

نعمان خان نے اثبات میں سر ہلایا۔

"اس سے بہتر کوئی اور طریقہ ہمارے ذہن میں نہیں آسکتا کہ ویلیٹا ہی کا کوئی باشندہ ہمارے لیے کام کرے، اب تک جو ایجنٹ بھیجے گئے، وہ اس علاقے میں اجنبی تھے لیکن اب تم ویلیٹا کے باشندے ہو اور تمھیں پورا پورا حق ہے کہ ویلیٹا کے اطراف میں گھومو اور وہاں کے بارے میں معلومات حاصل کرو، وہ تمھارا وطن ہے۔ اس کے علاوہ تمھارے پاس وہاں کی حکومت کے کاغذات ہوں گے جن کی وجہ سے تمھیں وہاں ایک معزز حیثیت حاصل ہوگی اور تمھاری ہر نقل و حرکت، کسی قسم کے بھی شک اور شبہے سے بالاتر ہوگی... ہاں، میں تمھیں یہ بتا دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ وہاں، تمھاری ملاقات، ہمارے کسی ایجنٹ سے بھی ہو سکتی ہے۔ اس لیے تمھیں اس طرف سے بھی محتاط رہنا ہوگا، کیونکہ وہ ایجنٹ، وہاں کی حکومت کی نظروں میں آچکے ہیں۔" اسکارو نے کہا... اور نعمان خان ہنس پڑا۔

"کمال ہے۔ گویا ہمارے دوست، ہمارے دشمن اور ہمارے دشمن، دوست ہوں گے۔"

"بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے، دوست!" نعمان خان نے پہلی بار، اسکارو کے ہونٹوں پر مسکراہٹ دیکھی تھی۔

ناہموار پہاڑیوں کے ساتھ ساتھ ان کا سفر جاری تھا۔ اب وہ سدھاشی کی زندگی بچانے کے لیے ہر ممکن جدوجہد کرنا چاہتے تھے۔ مارلینو سے گفتگو کے بعد انھیں اطمینان ہو گیا تھا کہ انھوں نے کوئی غلط قدم نہیں اٹھایا ہے۔ ویسے بھی اب وہ شیران کی تلاش سے اکتا گئے تھے بھلا اس وحشی کا کیا ٹھکانہ، نہ جانے کہاں بھٹکتا پھر رہا ہو۔ چونکہ مارلینو کا حکم تھا اور پھر خود ان کے اپنے ذہنوں میں شیران کے لیے کہیں نہ کہیں کوئی جگہ موجود تھی، اس لیے یہ سب باتیں مل کر انھیں مجبور کر رہی تھیں کہ شیران کی تلاش جاری رکھیں۔

... اس کے باوجود سدھاشی کی زندگی ان کی نگاہ میں بے حد اہم تھی، کیونکہ وہ، ان کی ساتھی تھی، شیران کا کیا تھا، اگر وہ اس علاقے میں موجود تھا تب بھی اپنی حفاظت خود کر سکتا تھا۔

انھیں بے چینی سے ہیلی کاپٹر کی آمد کا انتظار تھا اور سفر کے دوران بار بار ان کی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھ رہی تھیں۔ وہ لوگ اس سلسلے میں آپس میں بات چیت بھی کرتے جا رہے تھے۔

"اگر گانگ ہو سے فوری طور پر کوئی ہیلی کاپٹر روانہ ہو جائے تو اسے یہاں پہنچنے میں بہرطور کچھ نہ کچھ وقت ضرور لگے گا۔ ویسے بھی ناہموار پہاڑیوں کا سلسلہ تاحدِ نگاہ پھیلا ہوا ہے اور اس کا اختتام مجھے بہت دور نظر آرہا ہے۔" میگنیشا نے کہا۔

"ہاں، تم ٹھیک کہتی ہو، میگنیشا! میں تو بس یہ چاہتا ہوں... کہ سدھاشی کو فوری طور پر طبی امداد مل جائے۔" گریچر نے کہا اور میگنیشا نے گردن ہلا دی۔ وہ سدھاشی کا سر اپنے زانو پر رکھے بیٹھی تھی۔ سدھاشی کے چہرے پر جا بجا نیل پڑے ہوئے تھے اور جسم کی کئی ہڈیاں ٹوٹی ہوئی تھیں۔ اس سے ان لوگوں نے یہی اندازہ لگایا کہ وہ کسی بلندی سے گری تھی اور یہ ٹوٹ پھوٹ اسی سلسلے میں ہوئی ہے۔ کیونکہ اس کے جسم پر کوئی ایسا زخم نہیں تھا جو کسی تیز دھار آلے یا پستول کی گولی کا ہو۔ انھوں نے یہ بھی سوچا تھا کہ ممکن ہے کہ سدھاشی خود کسی حادثے کا شکار ہو گئی ہو، اور ان کے ذہنوں میں شیران کے لیے خواہ مخواہ نفرت پیدا ہو گئی ہو۔

سب لوگ اپنے اپنے طور پر اندازے ہی لگا رہے تھے، حقیقت کیا تھی؟ وہ تو صرف سدھاشی ہی بتا سکتی تھی... لیکن سدھاشی کی جو حالت تھی، اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ طویل عرصے تک اس کے ہوش میں آنے کا امکان نہیں ہے۔

راستے کی صعوبتوں کو سہتے ہوئے وہ آگے بڑھتے رہے۔ ان کے ذہنوں میں صرف ایک ہی خیال تھا کہ وہ کسی نہ کسی طرح گانگ ہو پہنچ جائیں تاکہ سدھاشی کو بروقت طبی امداد مل سکے۔

اچانک انھیں دور آسمان پر ایک سیاہ دھبّہ نظر آیا۔ میگنیشا نے یہ سیاہ دھبّہ سب سے پہلے دیکھا تھا۔ یہ دھبّہ ان کی داہنی سمت، شمال مشرق کی جانب نمودار ہوا تھا۔ حالانکہ ہیلی کاپٹر کی آمد اس طرف سے متوقع نہیں تھی۔ تمام لوگ اس طرف متوجہ ہو گئے۔ وہ ایک نہیں بلکہ دو ہیلی کاپٹر تھے۔ دوسرا دھبّہ اس کے پیچھے نمودار ہوا تھا۔

"یہ کس طرف سے آرہے ہیں؟" گریچر نے حیرت سے کہا۔

"پتہ نہیں... ممکن ہے، ہم غلط سمت اختیار کر بیٹھے ہوں۔" میگنیشا نے کہا۔

"کیا خیال ہے، انھیں اپنی طرف متوجہ کیا جائے؟" گریچر نے پوچھا۔

"ابھی انتظار کرو۔ پتہ نہیں کون ہیں۔"

دھبّے آہستہ آہستہ واضح ہوتے جا رہے تھے۔ وہ تھوڑے تھوڑے فاصلے سے آگے بڑھ رہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر ان کے سروں پر پہنچ گئے... پھر وہ نیچے جھکنے لگے۔ غالباً ان لوگوں کو دیکھ لیا تھا۔ گریچر نے ایک گہری سانس لی۔ "خدا کا شکر ہے کہ یہ بروقت پہنچ گئے۔"

ہیلی کاپٹر آہستہ آہستہ نیچے اترتے آرہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ زمین پر ٹک گئے... اور ان کے پائلٹ اتر کر ان لوگوں کے قریب پہنچ گئے۔

"آپ لوگ، اس طرف سے کہاں سے آئے ہیں؟" گریچر نے ایک پائلٹ سے پوچھا۔

"شاید ہمیں غلط سمت بتائی گئی تھی۔ ہم کافی دیر تک بھٹکتے رہنے کے بعد یہاں پہنچے ہیں۔" پائلٹ نے بتایا۔

بہرحال، گفتگو میں مزید وقت ضائع کیے بغیر وہ، سدھاشی کو لے کر ہیلی کاپٹروں میں پہنچ گئے۔ گریچر اور میگنیشا، سدھاشی کے ساتھ ایک ہیلی کاپٹر میں بیٹھ گئے۔ ان کے دوسرے ساتھی، دوسرے ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گئے۔ تمام سامان اسی طرح چھوڑ دیا گیا تھا کیونکہ ہیلی کاپٹروں میں ان کی گنجائش نہیں تھی۔ اس کا انتظام بعد میں بھی ہو سکتا تھا۔ سب سے پہلے تو سدھاشی کا مسئلہ تھا۔

سفر بہت تیز رفتاری سے طے ہوا تھا۔ پھر وہ اس وسیع و عریض عمارت کے احاطے میں اتر گئے جو گانگ ہو میں اسپتال کے لیے مخصوص تھی۔ یہ اسپتال، مارلینو ہی کے خصوصی احکامات کے تحت تیار کیا گیا تھا۔

مارلینو جیسے شخص نے اسپتال کے سلسلے میں بھی جدید سہولتیں تیار کی تھیں۔ ان میں اس کی اپنی ذہنی صلاحیتوں کو بھی کافی دخل تھا۔ بغیر ہاتھ پاؤں کا یہ شخص، دنیا کا آٹھواں عجوبہ کہا جا سکتا تھا۔ اس کی ذہنی وسعت، کائنات کی وسعت کی طرح تھی۔ اس نے گانگ ہو میں ایسے ایسے کارنامے سرانجام دیے تھے جن کی تفصیلات ابھی منظرِ عام پر نہیں آئی تھیں۔

مارلینو خود بھی وہیل چیئر پر وہاں موجود تھا۔ جب سدھاشی کو ہیلی کاپٹر سے اتار کر، اسٹریچر پر لٹایا گیا تو اس نے گہری نظروں سے سدھاشی کو دیکھا اور اس کی آنکھوں میں غم کے تاثرات ابھر آئے... پھر وہ بھاری لہجے میں بولا۔

"اسے گرین چیمبر میں پہنچاؤ۔"

گرین چیمبر، اسپتال کا ایک مخصوص حصّہ تھا۔ مارلینو خود بھی وہیں پہنچ گیا۔ اس نے میگنیشا اور گریچر کو آرام کرنے کی ہدایت دی تھی کیونکہ گرین چیمبر میں کسی غیر متعلق شخص کو داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی۔

میگنیشا کے چہرے پر الجھن کے آثار تھے۔ گریچر نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔ "بس، ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے، میگنیشا... سدھاشی کی زندگی ہوئی تو وہ بچ جائے گی۔ اب اس سلسلے میں ہمیں کوئی تردد نہیں کرنا چاہیے۔"

"نہیں، مجھے کوئی تردد نہیں ہے۔ ظاہر ہے، اس بے چاری سے میرا کیا واسطہ۔"

"نہیں، میگنیشا! انسان کا انسان سے ہمیشہ واسطہ رہتا ہے۔ ہم اپنے آپ کو یہ کہہ کر نہیں بہلا سکتے۔"

"ٹھیک ہے، لیکن میں تو یہ سوچ رہی ہوں کہ سدھاشی کا یہ حشر کیا واقعی شیران کے ہاتھوں ہوا ہے... اور پھر وہ وہاں پہنچی کیسے؟ اس وقت تو ہنگامی حالات کے تحت، ہم نے اس بات پر غور نہیں کیا تھا لیکن اب تم مجھے بتاؤ، گریچر! تمھارا کیا خیال ہے، کیا سدھاشی، شیران ہی کے ہاتھوں مضروب ہوئی ہے؟"

"میں اس سلسلے میں وثوق سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ویسے میرا خیال ہے کہ جس طرح ہمیں، شیران کے اس طرف ہونے کا علم ہوا تھا، اسی طرح سدھاشی کو بھی اس کی وہاں موجودگی کے بارے میں پتہ چلا ہو اور وہ، اس کی تلاش میں وہاں جا پہنچی ہو۔"

"ہوں، یہ بات تو صاف ہو گئی کہ وہ اپنی محبت کی آگ میں سلگتی ہوئی وہاں پہنچی تھی۔"

"نہیں، میگنیشا! اس سلسلے میں مجھے تم سے تھوڑا سا اختلاف ہے۔" گریچر نے کہا۔

"وہ کیوں؟"

"شیران کی وحشیانہ فطرت ہر شخص پر عیاں ہے۔ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس نے کبھی کسی کے سامنے خود کو نرم چارے کی حیثیت سے پیش کیا ہو۔ وہ جیسا بھی انسان ہے، بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ اسے بعض اوقات انسان سمجھنے کو بھی دل نہیں چاہتا لیکن اس میں ایک خوبی نمایاں ہے۔"

"وہ کیا...؟"

"وہ یہ کہ، وہ لوگوں کو دھوکے میں نہیں رکھتا۔ اس نے سب کو اپنے بارے میں تفصیل بتا دی ہے۔ اگر وہ چاہتا تو تم سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کر سکتا تھا۔ اسے تم پر دسترس حاصل تھی۔ وہ بالکل ہی جانور بھی نہیں ہے۔ یقینی طور پر اس نے سدھاشی کو بھی بتا دیا ہوگا کہ اس کے دل میں اس کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔ بلکہ چند باتیں تو تمھیں خود بھی معلوم ہیں کہ جب وہ ویرانے سے چلنے لگا تھا تو اس نے سدھاشی کو اپنے ساتھ لے جانے کی کوشش نہیں کی تھی... اگر وہ چاہتا تو سدھاشی کو محبت کا فریب دے کر اسے لوٹتا رہتا اور بعد میں دھتکار دیتا... لیکن پھر ایسا موقع بھی آگیا کہ وہ کھلم کھلا سدھاشی کا دشمن ہو گیا اور پاگلوں کی طرح چاروں طرف اسے تلاش کرتا پھرا لیکن سدھاشی اس کے ہاتھ نہ لگ سکی۔ میں کہتا ہوں، میگنیشا! ان تمام باتوں کو جاننے کے بعد، سدھاشی کو کیا ضرورت تھی کہ وہ، اس کی دیوانی ہو جاتی اور اس کی تلاش میں جنگلوں میں ماری ماری پھرتی۔ اسے خود بھی اپنا وقار قائم رکھنا چاہیے تھا۔ وہ کیوں پہنچی، شیران کی تلاش میں وہاں... یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی حادثے

کے تحت وہ وہاں پہنچی ہو اور شیران سے سامنا ہو گیا ہو۔"

میگنیشا عجیب سی نگاہوں سے گریچر کو دیکھ رہی تھی پھر اُس کے ہونٹوں پر مُسکراہٹ پھیل گئی۔ یہ مُسکراہٹ بالکل پھیکی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے اُسے مُسکرانے پر مجبور کیا گیا ہو۔

"کیا تم مجھ سے متفق نہیں ہو؟"

"نہیں..."

"کیوں...؟"

"بس، تم یہ مت پوچھو۔ میں اس بحث میں زیادہ دُور تک نہیں جاسکتی لیکن میرا خیال ہے کہ عورت کے بارے میں تمھارا تجزیہ درست نہیں... محبت بڑی بُری شے ہے۔ جب دل و دماغ میں سرایت کر جائے تو انسان اپنی ہی آگ میں جلتا رہتا ہے۔ خیر چھوڑو... ہم لوگ محبت کی دُنیا کے انسان نہیں ہیں۔ بلکہ ہم اس کی ابجد سے بھی واقف نہیں۔ ہماری زندگی کے دھارے دوسرا رُخ اختیار کر چکے ہیں۔ مارلینو نے ہمیں سدھاشی سے دُور کر دیا۔ پتہ نہیں، اس بے چاری کا کیا حال ہے۔"

"اگر تم کہو تو میں اُس سے درخواست کروں کہ وہ، ہمیں سدھاشی کو دیکھنے کی اجازت دے دے۔"

"نہیں، ابھی نہیں... وہ گرین چیمبر میں ہے اور گرین چیمبر پتہ نہیں کیا چیز ہے کہ مارلینو نے ہمیں وہاں لے جانا پسند نہیں کیا۔"

بہرطور۔ وہ دونوں اُلجھنوں کا شکار رہے۔ سدھاشی کے لیے اُن کے دل میں بے حد ہمدردی تھی۔

شام کو تقریباً سات بجے، مارلینو نے انھیں اپنی رہائش گاہ میں طلب کیا اور وہ دونوں وہاں پہنچ گئے۔ مارلینو کا چہرہ پُرسکون نظر آرہا تھا۔ تب میگنیشا نے پوچھا۔

"جناب، سدھاشی کی حالت اب کیسی ہے؟"

"بہتر ہے۔" مارلینو نے جواب دیا۔

میگنیشا کی آنکھوں میں مسرت کی لہریں پھیل گئیں۔ "وہ بچ تو جائے گی نا، جناب؟"

"یقیناً... ویسے خون بہت زیادہ بہہ گیا تھا۔ اسے فوری طور پر خون دے دیا گیا ہے جس سے اس کی گرتی ہُوئی حالت سنبھل گئی ہے۔ اب تم لوگ مجھے اُس کے ملنے کا واقعہ سُناؤ۔" مارلینو نے کہا۔

"کوئی خاص واقعہ نہیں ہے جناب! ہم لوگ، آپ کے حُکم کے مطابق شیران کی تلاش میں سرگرداں تھے۔ دریائے آرسان کے کنارے ایک جگہ جھاڑیوں میں سدھاشی پڑی پائی گئی۔ اتفاق سے میں ڈھونڈتے اس طرف جانکلا تھا، ورنہ ہمیں پتہ بھی نہ چلتا۔"

"اس بات کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکے کہ اس کی یہ حالت کس طرح ہُوئی؟"

"قطعی نہیں، جناب!"

"شیران کی اس علاقے میں موجودگی کے نشانات ملے؟"

"نہیں، جناب! ویسے اس علاقے میں چند جگہوں پر کچھ ایسے نشانات ضرور پائے گئے تھے جن سے اندازہ ہوتا تھا کہ کوئی ان ویرانوں میں بھٹکتا پھر رہا ہے لیکن ہم کسی کو وہاں نہ پاسکے۔"

"میری اطلاع غلط نہیں تھی۔ شیران اُنہی علاقوں میں موجود تھا۔ میں نے کچھ اور ذرائع سے بھی اُس کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ ویسے ایک بات اور میرے ذہن میں آتی ہے۔"

"کیا، مسٹر مارلینو؟" گریچر نے پوچھا۔

"اس بات کے بھی روشن امکانات موجود ہیں کہ وہ کسی نہ کسی طرح شیران کے ہتھے چڑھ گئی ہو اور شیران نے اس سے انتقام لینے کی کوشش کی ہو۔"

"خود میرے ذہن میں بھی یہ خیال موجود ہے، جناب! اور ہم دونوں اس سلسلے میں گفتگو کرتے رہے ہیں۔" میگنیشا جلدی سے بولی۔

مارلینو گردن ہلانے لگا پھر مغموم لہجے میں بولا۔ "یہ لڑکی بے حد مظلوم ہے۔ پتہ نہیں، اس پر کیا بیتی۔ یہ خاصے دنوں سے بنکاک سے غائب تھی اور اس کے بارے میں کوئی صحیح پتہ نہ چل سکا تھا... بس اچانک ہی غائب ہو گئی تھی۔"

"جی ہاں، یہ بات تو ہمیں بھی معلوم ہے۔ خیال یہی تھا کہ یہ شیران کی کھوج میں نکل پڑی ہوں گی۔ کیونکہ یہ اُنہی دنوں کی بات ہے، جب بنکاک میں شیران کی مصنوعی لاش پائی گئی تھی۔"

"مصنوعی لاش کا مسئلہ بھی بڑا اُلجھا ہُوا ہے۔ ابھی تک اُس کے بارے میں کوئی تفصیل معلوم نہیں ہو سکی ہے۔"

"جی ہاں، جناب! اس بارے میں کچھ عرض نہیں کیا جاسکتا۔ ویسے آپ کے خیال میں سدھاشی کب تک ہوش میں آجائے گی؟" گریچر نے سوال کیا۔

"اس سلسلے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ وہ ابھی آکسیجن چیمبر میں ہے۔ ہر چند کہ اُس کی حالت بہتر ہوتی جارہی ہے لیکن اندرونی نظام میں کچھ گڑبڑ ہے۔ وہ خاصی بلندی سے گری ہے یا پھینکی گئی ہے جس کی وجہ سے اُس کی پسلیوں سے کمر کے پچھلے حصّے میں چوٹ آئی ہے اور اس کی ضرب پھیپھڑوں تک پہنچی ہے۔ پھیپھڑے صحیح طور پر کام نہیں کر رہے ہیں، اس لیے اُسے ابھی آکسیجن چیمبر میں رکھا گیا ہے۔ ممکن ہے، چند روز لگ جائیں۔"

"بہرصورت، ہمیں بھی اس سلسلے میں تشویش ہے۔ اب ہمارے لیے کیا حُکم ہے؟"

"فی الحال، آرام کرو۔ بنکاک میں تمھارا کام بخوبی چل رہا ہے۔ ابھی اس میں کوئی رخنہ پڑنے کا اندیشہ نہیں ہے۔ میں نے وہاں کچھ اور انتظامات کردیے ہیں۔ شیران نے وہاں جو کچھ کیا ہے، مجھے اُمید ہے کہ میرے ساتھی اُسے بخوبی سنبھالے رکھیں گے۔ تم لوگ آرام کرو۔ بہرحال شیران کا سُراغ ملنا ضروری ہے اور یہ کام اب میں دوسرے ذرائع سے کروں گا۔ میں... اسے نظرانداز نہیں کرسکتا، پتہ نہیں کہاں بھٹک رہا ہے، وہ احمق۔"

میگنیشا اور گریچر، اُس کے لہجے سے اس بات کا اندازہ نہیں لگا سکے کہ وہ، شیران سے ناراض ہے یا اب بھی اُس کے دل میں اُس کے لیے وہی محبت باقی ہے۔

کافی دیر تک مارلینو سے مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی۔ مارلینو نے اُنھیں وہیں رہنے کی اجازت دے دی تھی اور اُن کے لیے ایک مناسب رہائش گاہ کا بندوبست بھی کردیا تھا۔

دو، تین روز اسی انداز میں گزر گئے۔ سیر و تفریح کے علاوہ اُن کے پاس فی الحال کوئی کام نہ تھا۔ میگنیشا اور گریچر کافی پُرسکون تھے۔ ویسے وہ روز سدھاشی کی حالت معلوم کر لیتے تھے۔

چوبیس گھنٹوں کے بعد، اُسے آکسیجن چیمبر سے نکال لیا گیا تھا اور اُس کے مختلف ٹیسٹ لیے گئے تھے جن کی رپورٹ ابھی موصول نہیں ہُوئی تھی۔ بہرطور، وہ مسلسل ڈاکٹروں کے زیرِ نگرانی تھی۔

ڈاکٹر سارڈی ایک یورپین عورت تھی۔ نہایت خوش اخلاق اور ملنسار... وہ بھی اسی جگہ رہتی تھی جہاں، ان لوگوں کا قیام تھا۔ وہ اُسی اسپتال میں کام کرتی تھی جہاں سدھاشی کو رکھا گیا تھا۔ چنانچہ اس کے ذریعے اُنھیں، سدھاشی کے بارے میں مفصّل معلومات حاصل ہوتی رہتی تھیں۔

...پھر ایک دن، ڈاکٹر سارڈی نے بتایا کہ سدھاشی ہوش میں آگئی ہے اور اب اُس کی حالت قدرے بہتر ہے۔ پھیپھڑوں نے صحیح طور پر کام کرنا شروع کردیا ہے۔ اُس کے صرف ایک بازو کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی جسے اطمینان بخش طور پر جوڑ دیا گیا ہے۔ جو چھوٹے موٹے زخم تھے، وہ بھی تیزی سے مندمل ہو رہے ہیں یعنی اب وہ خطرے کی حدود سے نکل آئی ہے... لیکن وہ..."

"لیکن کیا، میڈم سارڈی؟" میگنیشا نے پوچھا۔

"دلچسپ بات یہ ہے کہ وہ حاملہ ہے۔" سارڈی نے بتایا تو میگنیشا اور گریچر ششدر رہ گئے۔

"میڈم! کیا کہہ رہی ہیں، آپ؟"

"یہ صحیح ہے۔ اُس کے ٹیسٹ سے اتفاقیہ طور پر پتہ چل گیا کہ وہ حاملہ ہے۔"

"اوہ..." میگنیشا نے متحیرانہ انداز میں گریچر کی طرف دیکھا تو گریچر نے اُسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ جب ڈاکٹر سارڈی چلی گئی تو وہ دونوں اس سلسلے میں گفتگو کرنے لگے۔

"یہ کیسے ممکن ہے؟ سدھاشی تو کسی اور ہی فطرت کی مالک ہے۔" میگنیشا بولی۔

گریچر کے ہونٹوں پر پھیکی سی مُسکراہٹ پھیل گئی... پھر وہ بولا۔ "کچھ ممکن ہے یا نہیں ہے لیکن اب میں ایک بات کا واضح طور پر اعلان کرسکتا ہُوں۔"

"کیا...؟"

"وہ یہ کہ سدھاشی کی یہ دُرگت شیران ہی کے ہاتھوں بنی ہے۔" گریچر نے کہا۔

"کیا مطلب؟" میگنیشا متحیرانہ انداز میں بولی۔

"شاید تمھیں شیران کے بارے میں پوری تفصیل معلوم نہ ہو لیکن میں جانتا ہُوں کہ سدھاشی، شیران ہی کے ہاتھوں، موت کے سفر پر روانہ ہُوئی تھی لیکن یہ اُس کی تقدیر ہے کہ وہ بچ گئی۔"

"لیکن کیسے؟"

"اب میں تمھیں کیا بتاؤں، میگنیشا! شاید تمھیں معلوم ہو کہ شیران کسی عورت کو بھی اپنی زندگی میں شامل نہیں ہونے دیتا۔ اُس کی فطرت میں ایک عجیب خباثت ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ ابھی تک ایسی عورت پیدا ہی نہیں ہُوئی ہے جو اُس کی زندگی کی شریک بن سکے۔ ایک بار اُس نے مجھے اپنے کچھ ایسے کارنامے سُنائے تھے جنھیں میں، تمھارے سامنے بیان نہیں کرسکتا۔ بہرحال، مجھے یقین ہے کہ سدھاشی اُسی وجہ کا شکار ہُوئی ہے۔"

"تو... اس کا مطلب ہے کہ..."

"ہاں، میگنیشا! یہ حقیقت ہے... سدھاشی ایک باکردار لڑکی ہے۔ کیا تم یہ کہہ سکتی ہو کہ وہ کبھی جذبات کے ہاتھوں بھٹک گئی ہو؟"

"دعوے سے تو نہیں کہہ سکتی۔" میگنیشا نے جواب دیا۔

"وہ ہم سے دُور ضرور رہی ہے لیکن بہرطور شخصیتوں کا اندازہ لگانا مشکل نہیں ہوتا۔ شیران کسی نہ کسی طرح اُسے پالینے میں کامیاب ہو گیا ہوگا پھر اُس نے سدھاشی کو صرف اس مقصد کے تحت فریب دیا ہوگا کہ وہ، اُسے ہلاک کردے گا۔ یہ اُس کا مخصوص طریقۂ کار ہے کہ اگر کوئی عورت اُس کی بھینٹ چڑھ جائے تو وہ اُسے زندہ نہیں چھوڑتا۔"

"لیکن کیوں، گریچر؟" میگنیشا نے حیرت سے پوچھا۔

"بس، محض اس لیے کہ وہ، اُس کے بچّے کی ماں نہ بن جائے..."

"اوہ..." میگنیشا کا مُنہ حیرت سے کُھل گیا۔

"ہاں... اس طرح وہ کئی عورتوں کو قتل کر چکا ہے۔ ویسے وہ

حالات میں عورتوں کی دُنیا کا آدمی نہیں ہے۔"

"لعنت ہے اس پر۔" میگنیشا نے جھلائے ہُوئے لہجے میں کہا۔

اس دوران میں مارلینو سے بھی ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ اُس کی فطرت کی نرمی اور حلاوت، ان دونوں ہی کو بے حد پسند تھی۔ پہلی بار اتنے دنوں تک اُنھیں مارلینو کے ساتھ رہنے کا موقع ملا تھا۔ ویسے بھی جب مارلینو سے اُن کی ملاقات ہوتی تھی تو وہ ہمیشہ دوستوں اور مخلص بزرگوں ہی کی طرح اُن سے ملتا تھا۔

دس بارہ دن گزر گئے پھر ایک دن مارلینو نے اُنھیں طلب کر لیا۔ اس وقت وہ اپنی مخصوص رہائش گاہ میں موجود تھا۔ وہ ایک بہت خوبصورت مکان تھا جس کے اطراف ایک گول احاطہ بنا ہُوا تھا۔ اس احاطے میں جگہ جگہ حسین پھُولوں کے کُنج اور نشستیں موجود تھیں۔ سدھاشی بھی یہیں مقیم تھی۔

وہ ایک آرام کرسی پر دراز تھی اور خاصی بہتر حالت میں نظر آ رہی تھی۔ وہ اُن دونوں کو دیکھ کر مُسکرائی۔ وہ دونوں بھی مُسکراتے ہُوئے اُس کے قریب پہنچ گئے۔

میگنیشا، سدھاشی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہُوئے بولی۔ "کیسی ہو، سدھاشی؟ تمھیں اس کیفیت میں دیکھ کر خوشی ہُوئی۔"

"میں اب بالکل ٹھیک ہُوں اور تم لوگوں کی شکر گزار بھی، کہ تم لوگوں نے بروقت میری جان بچالی، ورنہ شاید میں جانبر نہ ہوتی۔"

"یہ تو ہمارا فرض تھا، سدھاشی، ظاہر ہے، تم ایسی شخصیت تو نہیں ہو کہ تمھیں نظرانداز کر دیا جاتا۔" میگنیشا نے کہا۔

"دیکھو، گریچرا" مارلینو نے مُسکراتے ہُوئے کہا۔ "میں کتنا مخلص انسان ہُوں۔ میں جانتا تھا کہ تمھارے ذہنوں میں بھی سدھاشی کے بارے میں بے حد تجسس ہوگا۔ میں نے اب تک سدھاشی سے صرف رسمی ملاقاتیں کی ہیں۔ میں نے ابھی تک اس سے یہ بھی نہیں پوچھا کہ وہ کس طرح اس حادثے کا شکار ہُوئی ہے... میں نے سوچ رکھا تھا کہ جب میں سدھاشی سے اُس کی کہانی سُنوں گا تو تم دونوں میرے ساتھ ہوگے۔ کیونکہ میں جانتا تھا کہ تم بھی میری طرح، اس کی کہانی جاننے کے لیے بے چین ہوگے۔ دیکھ لو، میں نے دیانت داری سے کام لیا ہے۔"

"ہم، آپ کے بارے میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتے کہ آپ سب کچھ ہونے کے علاوہ ایک انسان بھی ہیں۔"

"نہیں بھئی، انسان ہونا تو بہت بڑی بات ہے، میں آدمی ہی کہلاؤں تو یہ میری خوش بختی ہوگی... آؤ، میرے ساتھ چائے پیو۔ اس کے بعد ہم سدھاشی کی کہانی سُنیں گے۔ ڈاکٹر نے اجازت دے دی ہے کہ ہم سدھاشی سے اس موضوع پر گفتگو کر سکتے ہیں۔"

سدھاشی کے چہرے پر غم کے سائے لہرانے لگے تھے۔ غالباً وہ ماضی کو یاد کر کے افسُردہ ہوگئی تھی۔ میگنیشا اور گریچر، اُس کی صُورت دیکھ رہے تھے۔ مارلینو نے بھی شاید اُس کے تاثرات بھانپ لیے تھے۔ اُس نے کہا۔

"کوئی بات نہیں سدھاشی! زندگی میں پتہ نہیں، ہمارے ساتھ کیا کیا حادثات پیش آتے رہتے ہیں لیکن ہمیں اُن کے درمیان ہی زندگی گزارنا ہوتی ہے... اب مجھے ہی دیکھ لو، مجھے تو چاروں ہاتھوں پیروں سے محرُوم کر دیا گیا تھا لیکن اس کے باوجود کس خوش اسلوبی سے زندگی گزار رہا ہوں۔"

چائے آگئی اور وہ چاروں چائے پیتے ہُوئے آپس میں گفتگو بھی کرتے رہے... پھر مارلینو کی ہدایت پر سدھاشی بتلانے لگی۔

"میں جو کچھ کہوں گی، اُس میں مبالغہ آرائی نہیں ہوگی اور نہ ہی میں الفاظ کو تصنّع کا لبادہ پہناؤں گی۔ شیران اچانک ہی میری زندگی میں داخل ہُوا تھا۔ پہاڑوں کا یہ باسی، اچانک ہی ہمارے درمیان آیا اور میری زندگی پر چھا گیا۔ وہ ایسا با اختیار اور بے باک نوجوان تھا کہ میں اُس کے کسی حملے سے بھی اپنے دل کو نہ بچا سکی۔ اُس نے مجھ سے میرا دھرم چھین لیا۔ مجھے شکار کا گوشت کھلایا اور میں ہر بات اُس کی مرضی کے مطابق کرتی رہی۔ میں، اُس کے سامنے خود کو بُری طرح بے بس سمجھتی تھی لیکن میں اس بات کا اعتراف کرتی ہُوں کہ اُس نے کبھی مجھ سے اظہارِ محبت نہیں کیا۔ اس کے باوجود، وہ مجھے بہت پسند تھا۔ پہاڑوں کا یہ اجنبی جب میرے علاقے سے چلا تو اُس نے مجھ سے پوچھا تک نہیں۔ میرا باپ مر چکا تھا، گوسان مر چکا تھا، میں نے اُس کی محبت چاہی لیکن وہ میری محبت کا مذاق اُڑا کر چلا گیا۔

... لیکن میں اُسے اپنے دل سے نہ نکال سکی... پھر ایک روز سخت اشتعال میں آکر، میں نے اُسے گالی دے دی۔ میں نے اُس سے کہا کہ اگر وہ مجھے ہلاک نہ کر سکا تو وہ اپنے باپ کی اولاد نہ ہوگا... بس، اسی دن سے اُس نے میرے لیے اپنے دل میں نفرت پال لی۔

میں، آپ کے پاس پہنچ گئی تھی، مسٹر مارلینو! آپ نے مجھے اُس سے الگ کر کے، بنکاک میں مقیم کر دیا... لیکن جب اُس کی لاش کی تصویر میں نے اخبارات میں دیکھی تو میں خود پر قابو نہ پا سکی اور اُس کی تلاش میں دیوانہ وار پھرنے لگی حتیٰ کہ مجھے اندازہ ہوگیا کہ وہ قتل نہیں ہُوا بلکہ لاش کسی اور شخص کی تھی۔ شاید کوئی فراڈ کیا گیا تھا۔

اس روز جب میں اپنی رہائش گاہ پر واپس آئی تو مجھے اغوا کر لیا گیا۔ مجھے اپنے اغوا کنندگان کے بارے میں کوئی علم نہ تھا۔ اُنھوں نے مجھے لے کر ایک طویل سفر کیا... پھر میری آنکھ، ایک قبیلے میں کھُلی جو پہاڑوں

میں آباد تھا۔ یہ لوئی قبیلہ تھا... اور مجھے کنگ لوئی نامی ایک شخص اغوا کر کے لایا تھا۔ مجھے بعد میں تفصیلات معلوم ہُوئیں، یہ وہی قبیلہ تھا، جس نے یاتان بروما کو ملک بدر ہونے پر مجبُور کر دیا تھا۔

یہ ایک طویل کہانی ہے جو دو قبیلوں کی چپقلش پر مبنی ہے... ایک بروما قبیلہ تھا اور دوسرا لوئی... بروما خاندان، ان پہاڑوں پر برسوں کی حکومت چاہتا تھا لیکن یہ حکومت، لوئی خاندان میں چلی آ رہی تھی۔ بہرطور، میں اس کی طوالت میں نہیں جاؤں گی۔ مختصر یہ کہ لوئی خاندان کا نیا ولیعہد کنگ لوئی تھا جسے اُسی وقت لوئی قبیلے کی سرداری مِل سکتی تھی، جب وہ بروما خاندان کی کسی اہم شخصیت کو موت کے گھاٹ اُتار دے اور وہ شخصیت میں تھی جسے قتل کرنا، اُس کی زندگی کا نصب العین تھا اور میرا باپ یاتان بروما، اسی کی وجہ سے آبادیاں چھوڑ کر ویرانے میں جا بسا تھا۔

بہرطور، وہ مجھے اغوا کر کے اپنے قبیلے میں لے گیا... اور پھر عین اُس وقت جب میری زندگی کا سُورج غرُوب ہونے والا تھا، نہ جانے کس طرح شیران، لوئی قبیلے میں پہنچ گیا۔ وہ کنگ لوئی کے ساتھ ہی دیکھا گیا تھا... چونکہ میں شیران کا شکار تھی، اس لیے بھلا یہ کیسے ممکن تھا کہ کنگ لوئی مجھے اپنے مقصد کی بھینٹ چڑھا دے۔ لہٰذا شیران مجھے وہاں سے نکال کر لے گیا۔ پہاڑوں میں چھُپ کر اُس نے مجھ سے اظہارِ اُلفت کیا اور یقین دلایا کہ اب میری طرف سے اُس کے دل میں کوئی کدُورت باقی نہیں ہے... چنانچہ میں اپنی ہی محبت کے جال میں پھنس گئی اور پھر اُس نے..." سدھاشی نے گردن جھُکالی، چند لمحے توقف کے بعد وہ پھر بولی۔

"پھر اُس نے صاف صاف کہہ دیا کہ وہ صرف مجھے اپنے انتقام کا نشانہ بنانا چاہتا ہے... بھلا یہ کیسے ممکن تھا کہ کوئی اور اس کے شکار کو اپنے مقصد کے لیے استعمال کرے... پھر اس کے بعد اُس نے ایک بلند و بالا پہاڑی سے مجھے ایک تیز و تند دریا میں دھکا دے دیا۔ یہ تھی کُل داستان۔ اس کے بعد جو کچھ ہُوا، وہ آپ کے عِلم میں ہے۔"

سدھاشی کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ مارلینو کا چہرہ سپاٹ تھا لیکن میگنیشا غصّے سے سُرخ ہو رہی تھی اور گریچر باری باری سب کی شکلیں دیکھ رہا تھا۔

◘

زخمی شخص دیر تک شیران کی شکل دیکھتا رہا۔ کھانے پینے کے بعد شیران اُسی جگہ دراز ہوگیا تھا۔ چند لمحات کے بعد زخمی شخص بولا۔

"اجنبی دوست، کھانا کھانے کے بعد یقیناً تمھاری طبیعت سُست ہوگئی ہوگی۔ اگر تم آرام کرنا چاہو تو شوق سے آرام کرو۔ اگر میں زخمی نہ ہوتا تو یہاں تمھیں تنہا چھوڑ دیتا لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ میں اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں سکتا۔ دونوں بازوؤں کے ساتھ ساتھ میری ایک ٹانگ بھی زخمی ہے۔"

"نہیں، تمھارا شکریہ! اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پیٹ بھر کر کھانے کے بعد میری طبیعت پر کاہلی طاری ہوگئی ہے لیکن میں ان فضُول چیزوں کا عادی نہیں ہُوں۔ اب میں ایک ہفتے تک کچھ کھائے پیے بغیر بھی پُرمشقت کام کر سکتا ہوں۔"

"بلاشبہ، شکل و صورت سے تم شیر معلوم ہوتے ہو اور مجھے یقین ہے کہ تم جو کچھ کہہ رہے ہو، وہ درست ہے۔" اجنبی کے نرم لہجے نے اُس کے دل میں کوئی کدُورت پیدا نہیں ہونے دی۔ وہ اسی قسم کا آدمی تھا۔ کسی سے دوستی یا دُشمنی کی کوئی خاص بنیاد اُس کے ذہن میں نہیں ہوتی تھی۔ بس کوئی پسند آگیا تو اُسے دوست بنا لیا لیکن اس حد تک کہ وہ اس کے اپنے کسی معاملے میں مزاحم نہ ہو... اور اگر بدقسمتی سے اس سے کوئی ایسی حرکت سرزد ہو جاتی تو یہ دوستی چند لمحات ہی میں دُشمنی میں تبدیل ہو جاتی تھی۔

چونکہ اجنبی کا لہجہ نرم اور اُس کے انداز میں خلوص تھا۔ اس لیے شیران بھی اُس سے یگانگت محسوس کرنے لگا تھا۔ اُس نے لیٹے ہی لیٹے کہا۔ "ہاں، ہم لوگوں کے درمیان تعارف کی بات ہو رہی تھی اور شاید تم نے اپنا نام ونود بتایا تھا لیکن ہمارے تعارف کے درمیان بھُوک حائل تھی۔ اب مناسب موقع ہے۔ تم کیا بتا رہے تھے، اپنے بارے میں؟"

"میرا نام ونود ہے اور میں ہندوستانی ہُوں۔ ہندوستان کے ایک مخصوص علاقے سے میرا تعلق ہے۔"

"میرا نام شیران ہے۔ شیران سلامن پہاڑی باشندہ ہُوں۔ ایک قبیلے میں جنم لیا اور وہیں پرورش پائی... پھر کچھ شامت زدہ لوگوں نے سوئے ہُوئے شیر کو جگا دیا۔ اُنھوں نے مجھے مجبُور کر دیا کہ دہشت گردی پر اُتر آؤں۔ لہٰذا میں ان لوگوں کو مناسب سزائیں دے کر اپنے قبیلے سے نکل بھاگا۔ اُس کے بعد مسلسل حالات کا شکار ہوتا ہُوا بنکاک پہنچ گیا۔ بنکاک سے بارتھم کے علاقے میں ایک خاص مقصد مجھے لے آیا اور اب میں انہی علاقوں میں آوارہ گردی کرتا پھر رہا ہُوں، یہ میری مکمل کہانی ہے۔"

"کہانی تو یہ مکمل نہیں ہے۔ تاہم میں اپنے عزیز دوست شیران کو کسی ایسی بات کے لیے مجبُور نہیں کروں گا جو اُسے ناپسند ہو۔ یعنی میں تم سے یہ نہیں پوچھوں گا کہ وہ کیا حالات تھے جو تمھیں بارتھم کے علاقے میں لے آئے۔ کیونکہ یہ ایسے علاقے نہیں ہیں کہ یہاں کوئی تفریحاً آئے۔"

"ہاں، میں تفریحاً نہیں آیا ہُوں۔ ایک شخص مجھے دوست بنا کر یہاں لایا تھا لیکن پھر میری اُس سے دُشمنی ہوگئی۔ بالآخر میں نے اُسے موت کے گھاٹ اُتار دیا... اور اب یہیں بھٹک رہا ہوں، اپنے

علاقے میں واپس نہیں جانا چاہتا کیونکہ کوئی جگہ بھی میرے لیے اتنی دلکشی اور دلچسپی کا باعث نہیں ہے اور پھر مجھے یکسانیت بھی پسند نہیں ہے۔ میں ہر لمحہ تبدیلی چاہتا ہوں۔ میں نے زندگی میں کبھی کسی کی پابندی قبول نہیں کی۔ جہاں بھی وقت لے جائے اور جسے بھی دوست بنا لے، میں اُس کی دوستی قبول کر لیتا ہوں۔"

"واہ، میں نے تمھیں شیر غلط نہیں کہا تھا۔ شیروں ہی کی سی فطرت پائی ہے تم نے۔ شیر بھی ایک جگہ اور ایک مسکن کا پابند نہیں ہوتا اُسے نئے جہانوں کی تلاش رہتی ہے۔"

"غلط... شیر اپنا مسکن بنا کر رہتا ہے۔ جنگلی درندوں کے بارے میں تم میری معلومات کو چیلنج نہیں کر سکتے۔ میری ان سے بہترین دوستی اور بدترین دُشمنی رہی ہے۔" شیران نے کہا اور ونود ہنسنے لگا۔

"ہو سکتا ہے... میں نے دعویٰ تو نہیں کیا۔ بس یوں سمجھو کر جو کچھ کہہ رہا ہوں یہ میری کتابی معلومات ہیں۔"

"اُونہہ، کتابیں... کتابیں انسان کو ہر علم فراہم نہیں کر سکتیں۔ صحیح علم تو حقیقت سے قریب تر رہ کر ہی حاصل ہوتا ہے۔ کتابیں لکھنے والے بھی کتابیں پڑھ کر ہی کتابیں لکھتے ہیں۔" شیران بولا۔

ونود ہنسنے لگا۔ وہ زخمی تھا اور جن حالت میں یہاں پڑا ہوا تھا، اُن کے تحت، کسی کی مخالفت مول لینا، اُس کے بس کی بات نہیں تھی۔ وہ صرف دوستی ہی کے سہارے چل سکتا تھا۔ چنانچہ اُس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اس وحشی کی کسی بات سے انحراف نہیں کرے گا۔ شیران کو بھی اُس کی یہ عادت پسند آئی تھی کیونکہ وہ اپنی مخالفت سُننے کا عادی نہیں تھا۔

"کیا تم اپنے بارے میں کچھ اور بتانا پسند کرو گے؟" شیران نے پوچھا۔

"میں اپنے دل میں تمھارے لیے بے حد خلوص پاتا ہوں، میرے نوجوان دوست! پتہ نہیں کیوں مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے میرا کوئی دیرینہ ساتھی، میرے پاس آ گیا ہو... یا پھر اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ میں خود بے بسی اور کسمپرسی کا شکار ہوں اور اس وقت انسانی ہمدردی میرے لیے دُنیا کی سب سے قیمتی شے ہے۔ یہ لڑکی چائی کی، مقامی باشندہ ہے، اس نے مجھے جنگل میں پڑا ہوا پایا تھا اور بڑی مشکل سے گھسیٹ کر یہاں لے آئی اور اس کے بعد سے بے چاری اپنی سی پوری کوشش کر رہی ہے۔ اُس نے اپنے قبیلے والوں کو میرے بارے میں کچھ نہیں بتایا ہے۔ وہ نہیں جانتی کہ اس کے بعد، اُن لوگوں کا سلوک میرے ساتھ کیا ہو گا۔"

"اوہ، کہیں تم نے..." شیران نے معنی خیز انداز میں کہہ کر جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"نہیں دوست! میں اس قسم کا آدمی نہیں ہوں۔ یہ لڑکی میرے لیے قابلِ احترام ہے کیونکہ اُس نے بہت بُرے وقت میں میرا ساتھ دیا ہے۔" زخمی بولا۔

"اچھے آدمی ہو۔" شیران نے مُسکرا کر کہا۔ "لیکن تم نے یہ نہیں بتایا کہ تم کیسے زخمی ہوئے اور یہاں تک کیسے پہنچے؟"

"بس بدنصیبی سمجھ لو... جب انسان عقل و خرد سے بیگانہ ہو جائے تو ایسی حرکتیں کرنے لگتا ہے۔ میں سیاح قسم کا آدمی ہوں۔ ابتدا ہی سے زندگی عیش و عشرت میں گزاری۔ میرے والدین اچھے کھاتے پیتے اور خوش حال زمین دار ہیں۔ میں سیاحت کے شوق میں نہ جانے کہاں کہاں بھٹکتا پھرا ہوں... پھر ایک جگہ، ایک کتاب میرے ہاتھ لگ گئی جو کسی قدیم خزانے سے متعلق تھی۔ اس کتاب کے مطابق، وہ خزانہ انہی علاقوں میں کہیں موجود ہے۔ میں چوری چھپے سرحد عبور کر کے ان علاقوں میں پہنچ گیا اور کافی دنوں تک پریشان حال پھرتا رہا... پھر میری بدنصیبی نے مجھے ایک وحشی قبیلے میں پہنچا دیا۔ وہاں زندگی مزید دُشوار ہو گئی۔ عجیب جھگڑا چل پڑا تھا میرے بارے میں۔ قبیلے کے کچھ لوگ مجھے قتل کر دینے کے درپے تھے اور کچھ میری زندگی کے خواہاں تھے۔ چنانچہ قبیلے والوں میں آپس میں جنگ چھڑ گئی۔ اس جنگ میں، مَیں نے اپنے حامیوں کا ساتھ دیا... اور شدید زخمی ہو گیا۔ وہ لوگ تو اپنے معاملات طے کر کے پُرسکون ہو گئے لیکن میرے لیے وہاں کوئی گنجائش نہیں تھی۔ چنانچہ اُنھوں نے مجھے جنگل میں پھنکوا دیا... کئی دن کے بعد ہوش آیا تو یہ لڑکی میرے قریب موجود تھی پھر یہ مجھے اس جھونپڑی میں لے آئی۔"

"اوہ، گویا خزانے کے چکر میں مارے گئے۔" شیران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں، دوست! دولت کا فریب ایسی ہی منحوس چیز ہے۔ دُنیا کی سب سے بدترین شے یہ سونے کے سکے اور چمکتے ہوئے پتھر ہیں۔"

"مجھے بھی ان سے نفرت ہے۔ میں انھیں صرف اس حد تک اہمیت دیتا ہوں کہ انسان کی ضروریات پوری ہوتی رہیں۔" شیران نے کہا۔

"تم... تم تو خود ایک بہت بڑی دولت ہو۔ تمھیں واقعی دولت کی طلب نہیں ہو سکتی۔ میں تمھاری شخصیت میں چھپے ہوئے جوہر دیکھ رہا ہوں۔"

"بس، بس..." شیران ہاتھ اُٹھا کر بولا۔ "میرے اندر ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ ہاں، دُشمن کو میں زندہ نہیں چھوڑتا اور کوشش کرتا ہوں کہ دوست کو نقصان نہ پہنچاؤں۔"

"کیا میں تم سے دوستی کی درخواست کر سکتا ہوں؟ دیکھو، سوچ سمجھ کر جواب دینا۔ میری دوستی تمھارے لیے ایک بوجھ ہی ہو گی... میں اپاہج ہوں، اپنی مرضی سے چل پھر نہیں سکتا لیکن زندہ رہنے کی آرزو

میرے سینے میں ایک چراغ کی مانند روشن ہے۔ میں تنہا اپنی منزل پر کبھی نہیں پہنچ سکتا۔ ایسے میں اگر میں کسی دوستی کی خواہش کروں تو وہ صرف خود غرضی پر مبنی ہو گی... اور اگر تم اسے ٹھکرا دو گے تو مجھے ذرا بھی افسوس نہ ہو گا کیونکہ میں اپنی موجودہ پوزیشن سے واقف ہوں۔"

"ہوں..." شیران پُرخیال نظروں سے اُسے دیکھتا رہا پھر بولا۔ "میں خواہ مخواہ اپنے سر پر بوجھ لادنے کا عادی نہیں ہوں، دوست! لیکن پتہ نہیں کیوں، تم مجھے اچھے لگ رہے ہو۔ چلو، ٹھیک ہے، ہم دوستی کر لیتے ہیں۔" اُس نے اپنا ہاتھ، ونود کے زخمی ہاتھ میں دے دیا۔

ونود کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے۔ وہ رقت آمیز لہجے میں بولا۔ "اس بُرے وقت میں اگر کوئی دوست کی حیثیت سے مجھے قبول کرتا ہے تو میں اُس کی عظمت کو سلام کیے بغیر نہیں رہ سکتا کیونکہ وہ ایک بے لوث اور مخلص انسان ہو گا۔"

"ٹھیک ہے، اب ہماری دوستی ہو گئی ہے اور اس میں اب فضول باتوں کی گنجائش نہیں ہے۔ تم یہ بتاؤ، میں تمھاری کیا خدمت کر سکتا ہوں؟" شیران نے کہا اور ونود، اُسے عجیب سی نگاہوں سے دیکھنے لگا پھر ایک گہری سانس لے کر بولا۔

"خزانہ میرے ذہن کے تمام گوشوں سے نکل چکا ہے... وہ کتاب بھی ضائع ہو چکی ہے، جس میں خزانے کا ذکر تھا۔ ہاں میرے دل میں ایک خواہش ضرور تھی، وہ یہ کہ مرنے سے قبل، ایک بار، میں اپنے اہلِ خاندان کو ضرور دیکھ لوں۔ کیونکہ میں محسوس کر رہا تھا کہ زندگی زیادہ عرصے تک میرا ساتھ نہیں دے گی۔ اب اگر تم میری مدد کرنا چاہتے ہو تو صرف اتنا کر دو کہ مجھے ایک بار میرے اہلِ خانہ کے درمیان پہنچا دو۔"

"یقیناً... میں تمھارا یہ کام بخوشی کروں گا لیکن کیا تم ان راستوں اور علاقوں سے واقف ہو جن سے گزر کر تمھارے مُلک میں پہنچا جا سکتا ہے؟" شیران نے پوچھا۔

"ہاں، بالکل... سفر شروع کرنے سے پہلے میں نے ان علاقوں کے بارے میں اچھی طرح چھان بین کی تھی... اور مجھے وہ راستے معلوم ہیں جن سے گزر کر ہم اپنی منزل پر پہنچ سکتے ہیں۔ وہ راستے بلاشبہ دُشوار ہیں لیکن ناقابلِ عبور نہیں ہیں۔ البتہ مجھ جیسا زخمی شخص، تمھارے لیے بوجھ بن جائے گا۔ بعض جگہیں تو ایسی ہیں جہاں گھوڑوں پر سفر ممکن نہیں، وہاں پیدل ہی سفر کیا جا سکتا ہے... میرے دوست! ایک بار پھر اچھی طرح غور کر لینا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میری دوستی، تمھارے لیے مصیبت بن جائے۔" ونود نے کہا۔

"نہیں، جب میں نے تم سے وعدہ کر لیا ہے تو راستے کی صعوبتوں کا مجھے کوئی ڈر نہیں ہے۔ میں کوشش کروں گا کہ اس بستی سے ہمیں کوئی گھوڑا مل جائے... نہ ملا تو دیکھا جائے گا۔"

"میرے خیال میں ہم یہاں سے گھوڑا حاصل کر سکتے ہیں لیکن وہ گھوڑا ہمیں قیمتاً نہیں مل سکتا بلکہ ہمیں یہاں سے لے کر بھاگنا ہو گا۔"

"تو یہ کون سی بڑی بات ہے، ایسا کریں گے۔" شیران نے قہقہہ لگا کر کہا۔ ونود بھی مُسکرانے لگا... پھر شیران نے اُس سے پوچھا۔ "تمھارے زخموں کے علاج کا کیا بندوبست ہے؟"

"کچھ نہیں... بس اس لڑکی نے کچھ جڑی بُوٹیاں میرے بازوؤں پر لگا کر پٹیاں باندھ دی ہیں۔ میرے دونوں بازو ٹُوٹے ہوئے ہیں... اور ٹانگ بھی شاید اندر سے مضروب ہے۔ خاصی سُوج گئی ہے۔"

"ٹھیک ہے، تم مجھے نقشہ بنا کر سمجھاؤ، میں سفر کا بندوبست کیے لیتا ہوں۔" شیران نے کہا اور ونود ممنون نگاہوں سے اُسے دیکھنے لگا۔

چائی کی، اُن دونوں کے لیے رات کا کھانا لے آئی۔ ونود کے لیے صرف سبزیوں کا سُوپ تھا البتہ شیران کے لیے کافی چیزیں موجود تھیں جب اُس نے یہ سب چیزیں اُن دونوں کے سامنے رکھیں تو شیران نے مسکراتی نگاہوں سے اُسے دیکھ کر کہا۔

"لڑکی! تم بے حد اچھی اور مخلص ہو۔ یہ شخص تو تمھاری باتیں نہیں سمجھ سکتا لیکن میں تمھاری زبان جانتا ہوں۔ کیا تم، میرے چند سوالوں کے جواب دو گی؟"

"کیوں نہیں، تم بھی مجھے اچھے انسان معلوم ہوتے ہو۔ حالانکہ تمھارا حلیہ بے حد خراب ہے۔"

"میں تمھیں بتا چکا ہوں کہ یہ حلیہ جنگل میں رہ کر خراب ہو گیا ہے۔ کیا تم میرے لیے کسی ایسی چیز کا بندوبست کر سکتی ہو جس سے میں اپنی ڈاڑھی کے بال صاف کر کے، اپنا حلیہ درست کر سکوں؟"

"ہاں، کیوں نہیں... بابا کے پاس بہت سے تیز خنجر ہیں۔ میں تمھیں اُن میں سے ایک خنجر لا کر دے سکتی ہوں۔"

"کیا تمھارے بابا کے پاس آتشیں اسلحہ نہیں ہے، میرا مطلب ہے پستول یا بندوق وغیرہ؟"

"کیوں، کیا تم آتشیں اسلحے سے اپنی ڈاڑھی کے بال صاف کرو گے؟" لڑکی نے کہا اور کھِل کھِلا کر ہنس پڑی۔ شیران بھی ہنسنے لگا۔ ونود رشک آمیز نگاہوں سے اُن دونوں کو دیکھ رہا تھا۔ کیوں کہ اُن کی گفتگو، اُس کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔

"نہیں، آتشیں اسلحے سے میں ڈاڑھی کے بال نہیں صاف کروں گا لیکن مجھے اس کی شدید ضرورت ہے۔"

"افسوس، ہماری بستی میں آتشیں اسلحہ کسی کے پاس نہیں

ہے۔" لڑکی نے بتایا۔

"کیوں، تمہاری بستی کے لوگ شکار نہیں کھیلتے؟ کیا انھیں کبھی اپنے دُشمنوں سے کوئی خطرہ محسوس نہیں ہوتا؟"

"نہیں... یہ دوستوں کی بستی ہے۔ یہاں سب ایک دوسرے کو چاہتے ہیں۔ یہاں دوُر دوُر تک کوئی اور بستی نہیں ہے۔ بس ہم کھیتی باڑی کرکے اپنی زندگی گزارتے ہیں۔ جب کبھی کسی کو دوسری بستی میں جانا ہوتا ہے تو وہ مہینوں کے سفر کی تیاری کرکے نکلتا ہے۔ ہماری بستی پر کبھی کوئی آفت نہیں آئی۔ یہ سکون کی بستی کہلاتی ہے۔"

"خوب... پھر تو یہ بہت اچھی جگہ ہے۔ یہاں کے لوگ بہت خوش و خرم ہوں گے۔"

"ہاں، ہم سب یہاں آرام کی زندگی گزارتے ہیں۔"

"اور اگر مجھ جیسا کوئی غلط آدمی یہاں آجائے تو تم لوگ اُس سے نمٹنے کے لیے کیا کرتے ہو؟"

"ابھی تک تو ایسا نہیں ہُوا۔ یہ اجنبی ہماری بستی کا پہلا مہمان ہے لیکن میں نے اس کے بارے میں کسی کو بھی نہیں بتایا ہے۔"

"گھوڑے وغیرہ ہیں، تمہاری بستی میں؟"

"ہاں، بابا جوہیا کے پاس بہت سے گھوڑے ہیں جو اُن کے احاطے میں بندھے رہتے ہیں اور بابا جوہیا کبھی کبھی ان گھوڑوں کی دوڑ بھی کراتا ہے۔"

"گھوڑوں کی تعداد کتنی ہے؟"

"دس بارہ ہیں لیکن تم گھوڑوں کے بارے میں کیوں پوچھ رہے ہو؟" لڑکی نے پوچھا۔

"بس، ایسے ہی۔ تمہاری بستی کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ ویسے ایک بات بتاؤ، یہ جھونپڑی، بستی کی دوسری تمام جھونپڑیوں سے الگ کیوں ہے؟"

"یہاں ہماری بستی کا ایک بوڑھا آدمی رہتا تھا۔ اس نے اپنی یہ جھونپڑی بستی سے بالکل الگ تھلگ بنائی تھی۔ جب وہ مرگیا تو یہ جھونپڑی اسی طرح پڑی رہنے دی گئی۔ یہ بات ہمارے اصول کے خلاف ہے کہ کسی مُردہ شخص کے مکان پر قبضہ کیا جائے۔"

"کمال ہے، یہ بستی تو ایک مثالی بستی کی حیثیت رکھتی ہے۔ کسی نے تم سے یہ نہیں پوچھا کہ تم یہ کھانا وغیرہ لے کر کہاں جاتی ہو؟"

"کسی کو پتہ ہی نہیں چلتا۔ گھر میں بس میں ہوں اور میرے بابا ہیں۔ میری ماں مرچکی ہے اور بہن بھائی بھی کوئی نہیں ہے۔"

"اچھا، یہ بتاؤ، اس شخص کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟"

"اچھا آدمی ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ زخمی ہے اور زخمیوں کی مدد کرنا اچھی بات ہے۔"

"تمہارے دل میں اس کے لیے کوئی جذبہ تو نہیں ہے؟"

"تم کس جذبے کی بات کررہے ہو؟"

"کیا تم اس سے محبت کرتی ہو؟"

"کیوں نہیں... ایک انسان کی حیثیت سے مجھے اس سے محبت کرنی چاہیے۔"

"ویری گڈ... بلاشبہ تم ایک مثالی لڑکی ہو... اچھا، اب تم جاؤ۔ مجھے تم سے اور کچھ نہیں پوچھنا۔"

"اگر کسی اور چیز کی ضرورت ہو تو بتادو۔"

"بس، تمہارے بابا کا ایک خنجر چاہیے۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔" شیران نے کہا اور چائی کی مُسکراتی ہُوئی چلی گئی۔

اُس کے جانے کے بعد، ونود نے پھیکی سی مُسکراہٹ سے کہا "تم خوش نصیب ہو شیران! ان کی زبان تم کیسے سیکھ گئے؟"

"انہی لوگوں کے درمیان، مَیں نے بنکاک میں کافی وقت گزارا ہے اور خاص طور سے یہاں کی زبان سیکھی ہے۔"

"ہاں زبان بہت بڑا ہتھیار ہوتی ہے۔ افسوس! میں ان لوگوں کی زبان نہیں جانتا۔"

"بہرطور! میں نے چائی کی سے کچھ معلومات حاصل کرلی ہیں۔ ہمیں یہاں سے گھوڑے مل سکتے ہیں۔ کوئی بابا جوہیا ہے جس کے پاس بہت سے گھوڑے ہیں۔ اب تم کل دن کی روشنی میں ایک نقشہ بنا لینا۔ کیا تمہارے سامان میں کوئی کاغذ، پنسل وغیرہ موجود ہے؟" شیران نے پوچھا۔

"ہاں، میرے پاس ایک چھوٹا سا بیگ ہے جس میں کاغذات وغیرہ ہیں۔ وہ اس کونے میں موجود ہے۔" ونود نے ایک سمت میں اشارہ کیا۔

"خیر ابھی ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ کل دن کی روشنی میں تم نقشہ بناکر مجھے روانگی کے راستے بتاؤگے اور پھر کوشش کریں گے کہ ہم گھوڑے حاصل کرنے کے بعد یہاں سے روانہ ہوجائیں گے۔"

"تمہارا بہت بہت شکریہ! میں تمہارے اس احسان کو کبھی نہ بھول سکوں گا۔" ونود نے جواب دیا اور شیران مُسکرانے لگا۔

دوسرے روز صبح، چائی کی حسبِ معمول مُسکراتی ہُوئی آگئی... اُس نے اپنے لباس میں ان کے کھانے پینے کی چیزیں چھپا رکھی تھیں اور اُس کے ساتھ ہی ایک تیز دھار خنجر بھی تھا جو شیران کو بے حد پسند آیا... اُس نے چائی کی کا شکریہ ادا کیا۔ پھر وہ تھوڑی دیر گفتگو کرنے کے بعد واپس چلی گئی۔

شیران نے خنجر سے اپنی ڈاڑھی کے بال صاف کیے اور اُس کا

صاف و شفاف چہرہ نمایاں ہوگیا۔ ونود مسکراتی ہوئی نظروں سے اُسے دیکھ رہا تھا۔

"اب تم اور بھی شاندار لگ رہے ہو شیران!"

"بس، بس... ناشتہ کرو اور اس کے بعد نقشہ تیار کرو۔ میں بھی زیادہ عرصے یہاں نہیں رُکنا چاہتا۔ ساکت زندگی مجھے پسند نہیں ہے۔" شیران بولا۔

ناشتے سے فارغ ہوکر، ونود کے اشارے پر شیران نے اُس کا بیگ لاکر، اُس کے پاس رکھ دیا۔ ونود نے بیگ سے ایک بڑا سا کاغذ اور ایک بال پوائنٹ نکالا پھر کاغذ کو زمین پر پھیلا کر شیران کو راستے کے نقشے کے بارے میں بتانے لگا۔ شیران بغور نقشے کو دیکھ رہا تھا۔

"ہمیں اس سرنگ سے نکلنے کے بعد، تھوڑا سا فاصلہ نہایت محتاط ہوکر طے کرنا پڑے گا کیونکہ یہاں سرحدی فوجی پھرتے رہتے ہیں لیکن ہم کوشش کریں گے کہ یہاں رات کے اس پہر پہنچیں جب سرحدی محافظ سو چکے ہوں۔ حالانکہ یہ بہت تھوڑا فاصلہ ہے لیکن اسے طے کرنا ہمارے لیے خاصا مشکل ہوگا۔ اس سے پہلے کے راستے کے بارے میں میں تمہیں بتا ہی چکا ہُوں کہ وہ دُشوار گزار ضرور ہیں لیکن وہاں کسی سے ٹکراؤ کا کوئی خطرہ نہیں۔"

شیران ان تمام باتوں کو بغور سُن رہا تھا پھر اُس نے گردن ہلاتے ہُوئے کہا۔ "ٹھیک ہے، جب سفر شروع کردیں گے تو سفر کی دشواریوں کی پروا کرنا بے کار ہے۔"

●

پندرہ روز کی اس شدید مشقت کے بعد پُورا ایک ہفتہ نعمان خان کو آرام کرنے کے لیے دیا گیا۔ تاکہ وہ تازہ دم ہوکر اپنی اس مہم پر روانہ ہوسکے۔

نعمان خان نے اپنے ساتھیوں سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا تو اسکاروو نے معذرت کرتے ہُوئے کہا۔ "سوری، ڈیئر نعمان خان! اب شاید تم اُن سے نہ مل سکو۔ اُنھیں کسی اور مہم پر روانہ کردیا گیا ہے۔"

"کیا مطلب... کیا وہ اس مہم میں میرے ساتھ نہیں ہوں گے؟"

"نہیں، دوست! اب اُن سے تمہارا کوئی واسطہ نہیں رہا... تم ایک نئی شخصیت اختیار کرچکے ہو... ہاں، ممکن ہے، کچھ اور لوگوں کو تمہاری تحویل میں دے دیا جائے لیکن ابھی اس کا فیصلہ نہیں ہُوا ہے۔" اسکاروو نے کہا۔

نعمان خان کو اُن لوگوں سے ملے بغیر رُخصت ہوجانے کا بہت دُکھ تھا کیونکہ وہ سب اچھے لوگ تھے اور اتنے دنوں تک ساتھ رہنے کی وجہ سے ان سے خاصی اُنسیت ہوگئی تھی... لیکن ظاہر ہے، اُن سے اُس کا کوئی جذباتی تعلق نہیں تھا... صرف ایک مشن ہی کی بات تھی جس میں وہ اُس کے ساتھ تھے۔

بہرطور، اُس نے ایک ہفتہ اُسی جہاز پر مختلف قسم کی ہلکی پھلکی تفریحات میں گزارا۔ حالانکہ جنگی جہاز ہونے کے باوجود وہاں پُرلطف زندگی کے تمام لوازمات موجود تھے۔

ایک ہفتہ پلک جھپکتے میں گزر گیا۔ اس دوران میں اُس نے اپنی اس ذہنی تھکن کو دُور کرلیا تھا جو پندرہ دن کی ذہنی جمناسٹک سے اُس پر طاری ہوگئی تھی۔

پرواز

ایڈونچر سے بھرپور ایک خوبصورت کہانی

اُس نوجوان کی سرگزشت جس کی رگوں میں
وطن کی محبت دوڑ رہی تھی مگر وطن نے اُسے کیا دیا

★

وطنِ عزیز کے گلی کوچے جب اُس پر نامہربان
ہوئے تو وہ اندر سے ٹوٹ گیا۔ لیکن فتح اُسکا مقدر تھی

قیمت -/۱۰۰ ڈاک خرچ -/۲۰
قارئین پر اپنی گرفت سخت کرتی ہوئی داستان

ناشر
علی میاں پبلی کیشنز
عزیز مارکیٹ اُردو بازار
لاہور فون ۷۲۴۷۴۱۴

اسٹاکسٹ
علی بک سٹال
نسبت روڈ چوک میو ہسپتال
لاہور فون ۷۲۲۳۸۵۳

... پھر ایک دن صبح ہی صبح، اسکارد اُس کے پاس آپہنچا۔ "اب تمھیں اس سرجن کے سامنے پیش ہونا ہے جو تمھارے چہرے کی اوور ہالنگ کرکے تمھیں ٹیری کین کا روپ دے گا۔" نعمان خان نے گردن خم کردی۔

بہرطور، اُسے سرجن کے سامنے پیش کیا گیا۔ اسی جہاز پر ایک چھوٹا سا اسپتال موجود تھا۔ سرجن اور اُس کی مددگار نے نعمان خان کے چہرے کو جگہ جگہ سے ٹٹولنا شروع کردیا۔

سامنے ہی ٹیری کین کی ایک بڑی سی تہہ دیر لگی ہوئی تھی... پھر سرجن نے نعمان کی ناک کا بانسہ پکڑتے ہوئے کہا۔ "ہم ٹھیک اس جگہ سے اس کو توڑ سکتے ہیں۔ جس سے ناک ذرا سی مُڑ جائے گی لیکن اس کے گالوں پر آپریشن ذرا مشکل کام ہے۔"

"ایک منٹ، ڈاکٹر!" نعمان خان ہاتھ اُٹھا کر غراتے ہوئے بولا۔ "اس سے پہلے کہ آپ لوگ میرے چہرے کو مشقِ ستم بنائیں، اس بات کا خیال رکھیے گا کہ میں اپنے اصلی چہرے میں کوئی مستقل تبدیلی برداشت نہیں کروں گا۔ لہٰذا آپ جو کچھ کریں گے، اُس کی تمام تر ذمّے داری آپ پر ہوگی۔"

"آپ فکر نہ کریں، مسٹر خان! ہم خواہ کچھ بھی کریں لیکن آپ کو آپ کا چہرہ اسی حالت میں لوٹائیں گے جس حالت میں اس وقت ہے۔" ڈاکٹر نے اُسے تسلی دی۔

"ٹھیک ہے۔" نعمان خان نے آمادگی ظاہر کردی۔

سرجن کے ایک ماتحت نے جو اب تک خاموش کھڑا ٹیری کین کی تصویر سے نعمان خان کے چہرے کا موازنہ کر رہا تھا، کہا۔ "ہمیں چھ گھنٹے کی مہلت درکار ہے۔ اس دوران میں ہم آپریشن کی تیاری مکمل کریں گے۔ اس عرصے میں، اگر آپ چاہیں تو اپنے کیبن میں جا کر آرام کرسکتے ہیں۔ بلکہ بہتر ہوگا کہ یہ آپریشن ہم کل صبح شروع کریں۔"

نعمان خان نے اسکارد کی جانب دیکھا اور اسکارد نے اثبات میں گردن ہلادی۔

گویا صبح تک نعمان خان کو چھٹی تھی لیکن یہ عرصہ اُس کے لیے جان لیوا تھا۔ اپنے مشن کی تکمیل کے لیے وہ ہر قدم اُٹھانے کو تیار تھا لیکن وہ سوچ رہا تھا کہ اگر حالات اُس کے حق میں موافق نہ رہے اور اس کا چہرہ اپنی اصلی حالت میں نہ آسکا تو کیا ہوگا۔ وہ اپنے رفقاء کے لیے اجنبی ہوجائے گا اور لاکھ وہ اُن کو اپنے بارے میں یاد دلانے کی کوشش کرے لیکن صُورتِ حال وہ نہ رہے گی جو پہلے تھی۔

یہ احساس ہی اُس کے لیے جان لیوا تھا۔ بہرطور بادشاہ خان کی یہی مرضی تھی تو اُس نے یہ کڑوے گھونٹ پینا بھی گوارا کرلیے۔

دوسرے روز ناشتے سے فارغ ہوکر، اُسے آپریشن تھیٹر لے جایا گیا جو جہاز کے اسپتال کے ایک حصّے میں تھا اور پھر وہاں اُسے آپریشن کے لیے بے ہوش کردیا گیا۔

... پھر دوسرے روز ہی اُسے ہوش آیا تھا۔ ہوش میں آتے ہی اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اُس کا سارا بدن درد سے ٹوٹا جا رہا ہو اور اُس کے جسم میں ہزاروں سُوئیاں گھونپ دی گئی ہوں۔

وہ پیٹ کے بَل لیٹا ہوا تھا اور بڑی مشکل سے سانس لے رہا تھا۔ حقیقت یہ تھی کہ اُسے اپنی رگ رگ سے... جان نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ سر اور چہرے پر مضبوطی سے بندھی ہوئی پٹیوں کے باعث شدید گھٹن پیدا ہو رہا تھا۔ آنکھیں سُوج گئی تھیں اور قریب رکھی ہوئی چیزیں بھی نہیں دکھائی دے رہی تھیں۔

وہ اس ناگہانی مصیبت کے بارے میں ابھی سوچ بھی نہ پایا تھا کہ اُسے، اسکارد کی آواز سُنائی دی۔

"خان! کیا تم تکلیف محسوس کر رہے ہو؟"

نعمان خان کا جی چاہا کہ اِدھر اُدھر ہاتھ پھیلا کر جو چیز اُس کے ہاتھ میں آئے، پوری قوت سے اس بلڈاگ کے سر پر دے مارے جو نہایت اطمینان سے پوچھ رہا تھا کہ تمھیں کوئی تکلیف تو نہیں محسوس ہو رہی... حالانکہ تکلیف کا جو عالم تھا، وہ نعمان خان کا دل ہی جانتا تھا۔ تاہم اُس نے صبر سے کام لے کر کسی قدر نرم لہجے میں کہا۔

"سخت تکلیف ہے... بلکہ ناقابلِ برداشت۔"

"بہت خوب..." اسکارد خوش ہوکر بولا۔ "یہی موقع ہے کہ میں تمھیں تکلیف میں بھی سوچنے کی تربیت دوں تاکہ تم ہر قسم کے تشدّد کے باوجود اپنی ذہنی قوت بحال رکھ سکو... ہاں، شاباش! اب میرے ہر سوال کا جواب دو لیکن ذرا جلدی جلدی..."

نعمان خان نے غصّے کی شدّت سے دانت بھینچ لیے۔ وہ اپنے ذہن کو پُرسکون رکھنے کی کوشش کرنے لگا۔ پندرہ دن کی تربیت میں اُسے یہی بتایا گیا تھا کہ شدید ترین غصّے کی حالت میں بھی اُسے اپنی موجودہ شخصیت کو نظر انداز نہیں کرنا ہے۔

اب اگر، اس عالم میں وہ اسکارد کو کوئی سخت جواب دے دیتا تو اُس کی پندرہ دن کی محنت پر پانی پھر سکتا تھا۔

حقیقت یہ تھی کہ نعمان خان نے اپنی تربیت کے دوران بار ہا سوچا تھا کہ کیا وہ اپنی فطرت کو دبا سکے گا اور اُن کی مرضی کے مطابق کرسکے گا... کیونکہ اُسے بتایا گیا تھا کہ جان لیوا قسم کے حالات میں بھی نارمل رہ کر بلکہ خود کو بزدل ظاہر کرکے، حالات کو اپنے حق میں استوار کرنا ہوگا۔ یہ اُس کے مشن کی کامیابی کے لیے نہایت ضروری ہے۔

بہرحال! اُس نے اس بات کا حلف اُٹھایا تھا اور اب اُس

ہر حالت میں عمل کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ وہ نہایت سکون سے اسکارد کے ہر سوال کا جواب دیتا رہا۔

یہ سوالات بس اُس کے ذہن کے پردوں سے ٹکرا رہے تھے اور ہر سوال پر یُوں محسوس ہوتا تھا جیسے کسی نے پوری قوت سے اس کے سر پر ہتھوڑا دے مارا ہو۔ اُس کے دماغ کی ایک ایک نَس فریاد کر رہی تھی اور وہ دل ہی دل میں اسکارد کو گالیاں دے رہا تھا لیکن بظاہر وہ بڑے سکون سے ہر سوال کا جواب دے رہا تھا۔

بہرطور سوال و جواب کا یہ سلسلہ ختم ہوگیا اور اس کے بعد خاموشی چھاگئی۔

تیسرے روز جبکہ اُس کی ناک اور کھوپڑی کے زخم ابھی تازہ ہی تھے، اُسے کچھ لوگوں کے سامنے معائنے کے لیے دوسرے جہاز پر لے جایا گیا۔ یہ اُسی بیڑے کا ایک جہاز تھا جو ویلیٹا اور برہٹو کے نزدیکی سمندر میں موجود تھا۔

بہرطور، آخری امتحان کے طور پر اُسے بہت سے شعبوں کے افراد کے سامنے سے گزرنا پڑا۔ ہر شخص نے اپنے شعبے کے مطابق اُس سے کوئی نہ کوئی سوال ضرور کیا۔ ان لوگوں کی اپنے شعبوں میں کیا حیثیت تھی، نعمان خان کو اس بارے میں کچھ نہیں بتایا گیا۔

اس امتحان سے فارغ ہونے کے بعد، اُسے اُسی جہاز کے ایک کیبن میں منتقل کردیا گیا جہاں اُس کا آپریشن کیا گیا تھا۔

اسی رات، اسکارد، اُس کے پاس پہنچا اور اُسے مبارک باد دیتے ہوئے کہا۔ "اب تم ہر امتحان میں پاس ہوچکے ہو۔ لہٰذا اب تم اپنی مہم پر جانے کے لیے تیار ہوجاؤ۔"

"ان امتحانات نے تو میری جان نکال لی ہے۔ بہتر تو یہ تھا کہ میری صلاحیتوں پر بھروسہ کرتے ہوئے، مجھے اس مہم پر روانہ کردیا جاتا۔ یقین کرو، میں وہاں کے حالات کو بخوبی سنبھال لیتا۔"

"ہاں، تمھارے بارے میں یہ یقین کیا جاسکتا تھا، نعمان خان! لیکن تمھارے بارے میں ہمیں جو رپورٹ پیش کی گئی تھی، اُس میں بتایا گیا تھا کہ تم ایک آتش مزاج شخص ہو اور کسی بھی مرحلے پر غصّے سے بے قابو ہوسکتے ہو... اور یہ حقیقت ہے کہ ہم نے تمھیں ویسا ہی پایا۔ لیکن اتنے کم عرصے میں تم نے اپنے اندر جو تبدیلیاں پیدا کی ہیں، وہ قابلِ ستائش ہیں۔ بہرطور ہماری جانب سے تم مکمل تربیت پاچکے ہو اور اب تمھاری آیندہ کامیابی اور ناکامی کا انحصار، تمھاری بصیرت، فیصلے اور حوصلے پر ہے۔ ویلیٹا میں موجود، زیرِ زمین سرگرمیوں کے اڈّے بھی تمھیں خود ہی تلاش کرنے ہوں گے۔ اگر میں نے اُن میں سے کسی اڈّے کی نشان دہی کی یا کسی رُکن کا نام بتایا تو تم یقیناً دھوکا کھا جاؤ گے۔ کیونکہ دُشمنوں نے ہمارے ایجنٹوں کو پھانسنے کے لیے بڑا وسیع جال پھیلا رکھا ہے... وہ تمھارے مشن کو آسانی سے ناکام بناسکتے ہیں۔ اس خطرے کے پیشِ نظر میں یہ ذمّے داری نہیں لے سکتا تاہم وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ تم کامیاب واپس آؤ گے۔"

"یہ تم قبل از وقت کیسے کہہ سکتے ہو؟" نعمان خان نے مُسکراتے ہُوئے پوچھا۔

"تربیت کے دوران، مجھے تمھاری صلاحیتوں اور قوتِ ارادی کا بخُوبی اندازہ ہوگیا ہے۔ البتہ ابتدا میں تم سے کچھ گڑبڑ ہُوئی تھی لیکن وہ گڑبڑ میری ذات تک محدود تھی لیکن اب ایسی کوئی غلطی نہ کر بیٹھنا جو تمھارے اور مشن کے لیے نقصان دہ ثابت ہو۔" اسکارد خاموش ہوگیا۔

نعمان خان نے اُس کی تسلی کے لیے، اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہُوئے کہا۔ "میں اس مہم کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے اپنی تمام تر صلاحیتیں صرف کردوں گا۔"

اسکارد نے مُسکرا کر، اُسے کامیابی کی دُعائیں دی تھیں۔

پھر اُسی رات، نعمان خان کو ضروری سامان کے ساتھ ایک کشتی میں بٹھا کر سمندر میں اُتار دیا گیا۔ آخری وقت تک اُسے معلوم نہ ہوسکا تھا کہ اس مہم پر وہ تنہا جائے گا یا کچھ افراد اُس کے ساتھ ہوں گے... شیر ربانی اور دوسرے ساتھی اُسے بہت یاد آرہے تھے۔

سابقہ مہم میں درحقیقت، اُنہی لوگوں کی وجہ سے اُسے شاندار کامیابی حاصل ہُوئی تھی... اب نعمان خان متوقع تھا کہ اگر وہ لوگ نہیں تو شاید کچھ اور لوگ اُس کے ساتھ بھیجے جائیں گے۔

حالانکہ شروع سے صرف اُسے ہی تربیت دی گئی تھی لیکن وہ اندازہ نہیں لگا سکا تھا کہ اُسے تنہا بھیجا جائے گا۔ پتہ نہیں کیوں... یہ بات اس سے چھُپائی گئی تھی۔

بہرحال، اُسے اپنا کام اسی خوش اسلوبی سے انجام دینا تھا جس کی اُس سے توقع کی جارہی تھی۔ رفتہ رفتہ کشتی جہاز سے دُور ہوتی چلی گئی۔ اُس میں ضروریاتِ سفر کا تمام سامان موجود تھا اور نعمان خان نے اُس کا جائزہ لے کر مطمئن انداز میں گردن ہلائی تھی۔ سمندر کے طویل اور جان لیوا سفر کے لیے اُس نے بہ مشکل خود کو آمادہ کیا تھا۔

اس سے پہلے کم از کم ایسے حالات سے اُس کا واسطہ نہیں پڑا تھا۔ ہر طرف گہری تاریکی تھی۔ سمندر میں طوفان کی آمد آمد تھی۔ بادل گرج رہے تھے اور جب بجلی کوندتی تو سمندر کی لہریں خوفناک اژدہے کی مانند، اُسے کشتی کی جانب بڑھتی دکھائی دیتیں۔

تربیت کے مراحل سے گزرنے کے بعد، اُس کے ذہن میں کامیابی کی مسرّت آمیز کرنیں پھُوٹ رہی تھیں۔ اُس نے اپنے سامنے

موجود، ریڈیم ٹائل کمپاس کی جانب دیکھا جس کی سوئی ظاہر کر رہی تھی کہ وہ صحیح سمت میں سفر کر رہا ہے۔

ساری رات، طوفان باد و باراں اپنی تمام تر حشر سامانیوں کے ساتھ جاری رہا۔ بپھری ہوئی موجوں نے کشتی کو نہ جانے کہاں سے کہاں پہنچا دیا تھا۔ کئی مرتبہ تو کشتی اُلٹتے اُلٹتے بچی لیکن نعمان خان نے ہمت نہیں ہاری۔

صبح کاذب کے دھندلکے جب صبح صادق میں بدل رہے تھے تو طوفان کے جوش و خروش میں کمی واقع ہوئی۔ نعمان خان نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ کشتی ایک جزیرے کے قریب سے گزر رہی تھی جس کے چاروں طرف اونچی اونچی چٹانیں سر اُٹھائے کھڑی تھیں۔

کشتی ایک چٹان کے قریب سے گزرنے لگی تو اچانک تاریکی میں روشنی کا سیلاب پھوٹ پڑا اور نعمان خان کی کشتی اس میں نہا گئی۔ یہ روشنی اس قدر تیز تھی کہ اُس کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ وہ ایک طاقتور سرچ لائٹ تھی جس نے کشتی کو اپنے ہالے میں لے رکھا تھا... پھر فائرنگ شروع ہو گئی اور گولیاں اس کے سر پر سے گزرنے لگیں۔

نعمان خان دم سادھ کر کشتی میں اوندھا لیٹ گیا... پھر اُس نے موٹر بوٹ کے انجن کی پُرشور آواز سُنی جو آہستہ آہستہ قریب آتی جا رہی تھی۔ چند لمحوں بعد موٹر بوٹ قریب آ گئی۔

نعمان خان نے سر اُٹھا کر موٹر بوٹ کی جانب دیکھا۔ اُس پر تین فوجی ہاتھوں میں رائفلیں تھامے کھڑے تھے۔ وہ کشتی میں اُٹھ کھڑا ہوا اور اپنے دونوں ہاتھ بلند کر لیے۔ فوراً ایک سپاہی نے اُس کی جانب رسّہ پھینکا اور چیخ کر بولا۔

"اس رسّے کا سرا، اپنی کشتی کے اگلے حصّے میں باندھ لو۔ چلو، جلدی کرو۔ اگر کسی قسم کی بھی غلط حرکت کی تو تمھیں بھون کر رکھ دیا جائے گا۔" نعمان خان نے خاموشی سے اُن کے حکم کی تعمیل کی اور ایک سپاہی کشتی کو موٹر بوٹ کی جانب کھینچنے لگا... پھر اُس نے کشتی کو موٹر بوٹ سے باندھ کر نعمان خان کو موٹر بوٹ پر آنے کا حکم دیا۔

جیسے ہی نعمان خان موٹر بوٹ پر پہنچا، دو فوجی، اُسے رائفلوں کی نالوں سے دھکیلتے ہوئے ایک کیبن کی طرف لے گئے۔

کیبن میں بحری کمانڈر کی وردی میں ملبوس ایک شخص میز پر پھیلے نقشے پر جھکا ہوا تھا۔ اُس نے سر اُٹھا کر نعمان خان کو گھورا اور اپنی زبان میں پوچھا "کون ہو، تم اور اس طرح مشتبہ حالت میں سمندر میں کیوں گھوم رہے تھے؟"

نعمان خان نے اُس کی زبان سے عدم واقفیت کا اظہار کرتے ہوئے دونوں ہاتھ پھیلا کر گردن ہلائی تو وہ غصّے سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اُس کے گردن ہلانے سے افسر نے یہ نتیجہ اخذ کیا تھا کہ وہ کچھ بتلانا نہیں چاہتا۔ وہ، میز پر رکھا ہوا ریوالور اُٹھا کر، اُس کی طرف بڑھا تو نعمان خان دو قدم پیچھے ہٹ کر ویلیشین زبان میں چیخا۔

"میں... میں، آپ کی زبان نہیں جانتا۔ میں، ویلیشا کا باشندہ ہوں۔" یہ سُن کر افسر رُک گیا اور ٹوٹی پھوٹی ویلیشن زبان میں بولا۔

"اپنے شناختی کاغذات دکھاؤ۔"

"ابھی دکھاتا ہوں، جناب!" نعمان خان نے جیب سے ایک چرمی بٹوا نکال کر، اُس کے حوالے کر دیا۔

افسر نے نہایت بدتمیزی کے ساتھ بٹوے میں سے کاغذات نکالے اور اُن پر ایک سرسری سی نظر ڈال کر چیخا۔ "فرام بلجیئم... جاسوس کُتّے! میں جانتا ہوں، تو کس مقصد کے تحت سمندر میں گھوم رہا تھا۔"

یہ الفاظ پگھلے ہوئے سیسے کی مانند، نعمان خان کے کانوں میں اُترے۔ اُسے ان الفاظ میں مخاطب کرنے والا، دوبارہ بولنے کے قابل نہیں رہ سکتا تھا لیکن اُسے دی ہوئی تربیت، اُس کے کام آ رہی تھی۔ اُسے بہرحال اپنا دماغ ٹھنڈا رکھنا تھا۔ چنانچہ اُس نے سہم جانے کی اداکاری کی اور خوشامدانہ انداز میں بولا۔

"جناب عالی! میں جاسوس نہیں ہوں۔ میں تو ویلیشا کا ایک بہت پُرانا باشندہ ہوں۔ میں، آپ سے سچ کہتا ہوں کہ میں تو اپنے خاندان کو چھوڑ کر ایک طویل عرصے سے بلجیئم میں..."

"بکواس مت کرو۔" افسر نے شکستہ لہجے میں اُس کی بات کاٹ دی پھر اپنے آدمیوں کی طرف رُخ کر کے بولا۔ "اسے لے جاؤ۔ میں اس کے بارے میں دوسری ہدایات جاری کروں گا۔" یہ کہہ کر، اُس نے کاغذات، نعمان خان کے چہرے پر دے مارے۔

نعمان خان کو لانے والوں نے فوراً ہی اُسے دونوں بازوؤں سے پکڑ لیا اور گھسیٹتے ہوئے موٹر بوٹ کے دوسرے حصّے میں لے گئے۔ وہاں اُنھوں نے، سمندر میں گشت کرنے والی ایک دوسری موٹر بوٹ کو سگنل دیا۔ چند لمحوں بعد وہ موٹر بوٹ، اُن کے نزدیک پہنچ گئی۔ اُنہوں نے نعمان خان کو دوسری موٹر بوٹ پر منتقل کر کے، اس بوٹ کے عملے کے حوالے کر دیا...

نعمان خان بالکل پُرسکون تھا۔ جو کچھ بھی ہو رہا تھا، اُس کی توقع کے مطابق ہو رہا تھا۔ دوپہر کے وقت وہ، ایک دوسرے جزیرے پر پہنچ گئے۔ موٹر بوٹ کے ساحل سے لگتے ہی چند فوجیوں نے اس کے گرد گھیرا ڈال لیا۔ وہ، موٹر بوٹ والوں سے اُس کے بارے میں معلومات حاصل کرتے رہے... پھر وہ لوگ اُسے اپنے گھیرے میں لے کر چل پڑے اور موٹر بوٹ دوبارہ کھلے سمندر کی طرف روانہ ہو گئی۔

یہ ایک چھوٹا سا غیر آباد جزیرہ تھا جسے صرف فوجی مقاصد کے لیے استعمال کیا جا رہا تھا۔ یہاں جگہ جگہ بے ترتیبی سے کئی بھدی عمارتیں بنی ہوئی تھیں۔

دفعتہً نعمان خان کے پیچھے چلتے ہوئے ایک فوجی نے اس کی کمر میں رائفل سے ٹھوکا دیا۔ نعمان خان رُک کر پلٹا اور اُسے گھورنے لگا۔

"نگاہیں جھکا کر چلو۔ تمھیں اِدھر اُدھر دیکھنے کی اجازت نہیں ہے۔" اُس نے صاف سُتھری ویلیشن زبان میں کہا۔

نعمان خان کو مسرت ہوئی کہ کم از کم ان لوگوں نے اُسے ویلیشا کا باشندہ تسلیم کر لیا تھا... اور یہ اُس کی پہلی کامیابی تھی۔

گنیشا کی آنکھوں میں نفرت کے سائے تھے۔ اُس نے آگے بڑھ کر سدھاشی کا سر اپنے کندھے سے لگا لیا اور اُسے دلاسہ دینے لگی۔ مارلینو اور گرسپر خاموش تھے۔ مارلینو کے چہرے سے اُس کے اندرونی تاثرات کا اندازہ نہیں ہوتا تھا۔

کافی دیر تک خاموشی طاری رہی پھر مارلینو نے ہی اس خاموشی کو توڑا۔ "اُس نے بہت بُرا کیا۔ عجیب انسان ہے۔ بے حد دلیر ہے لیکن میں نے پہلا ایسا انسان دیکھا ہے جو دلیر ہونے کے ساتھ ساتھ کم ظرف بھی ہے۔ انتقام لیتے وقت وہ طاقت ور اور کمزور کو بھی نہیں دیکھتا۔ یہ بھی نہیں سوچتا کہ کسے ہلاک کرے کسے معاف کرے بہت انوکھا ہے، وہ۔"

"مسٹر مارلینو۔ آپ نے اس کے بارے میں مناسب الفاظ نہیں کہے۔" مگنیشیا احتجاجی انداز میں بولی۔ "وہ قابلِ سزا ہے۔ اسے گھیر کر کُتّے کی موت مار دیا جائے وہ اس قابل نہیں ہے کہ اُسے زندہ رکھا جائے۔ ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے اس کے بغیر بھی کام چل سکتا ہے۔ آخر ہم اس کے بغیر بھی تو کسی نہ کسی طرح کام چلا ہی رہے تھے۔"

مارلینو نے مُسکرا کر اُسے دیکھا اور پھر آہستہ سے بولا۔ "میں اس کے بارے میں ضرور سوچوں گا۔ تم سے مشورہ بھی کروں گا۔"

"میں اپنے ارادے میں اٹل ہوں مسٹر مارلینو۔ آپ اس کی گرفتاری کے لیے احکامات جاری کر دیں۔"

"میں تم لوگوں سے مشورہ کروں گا۔ یہ وقت اس کے بارے میں فیصلہ کرنے کے لیے نامناسب ہے۔ میری بیٹی کیا چاہتی ہے؟" مارلینو نے سدھاشی کی طرف دیکھ کر کہا۔

"میں۔ میں تھک گئی ہوں اب... میں تھک گئی ہوں مسٹر مارلینو۔ میں نے حالات سے ہار مان لی ہے۔ میں مرجانا چاہتی ہوں۔ مجھے سکون چاہیئے۔"

"تو پھر تمھارے لیے میری ایک رائے ہے سدھاشی!" مارلینو نے پختہ لہجے میں کہا۔

سدھاشی سوالیہ انداز میں اُسے دیکھنے لگی۔ گرسپر اس دوران بالکل خاموش رہا تھا۔ "سدھاشی۔ تم گانگ ہو میں رہو یہاں کی آب و ہوا بہت اچھی ہے۔ تم سکون سے یہاں رہ سکتی ہو۔ ساری سرگرمیاں ترک کر دو اور بس آرام کرو یا پھر اگر تم یہاں اُلجھن محسوس کرو تو میں تمھیں یورپ بھجوا دوں۔ وہاں تم نہایت سکون سے زندگی گزار سکتی ہو۔"

سدھاشی کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں پیدا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں میں ویرانی چھائی ہوئی تھی۔ تب مارلینو نے کہا۔

"میں صرف ایک بات کہنا چاہتا ہوں سدھاشی۔ بعض احساسات وقتی طور پر انسان کے ذہن کو ماؤف کر دیتے ہیں اور وہ یوں محسوس کرتا ہے کہ دُنیا ویران ہو گئی۔ اب اس میں کوئی دلچسپی کوئی دلکشی نہیں ہے۔ چاروں طرف اُسے تاریکی نظر آتی ہے ایسے حالات میں وہ خودکشی کر لیتا ہے پاگل ہو جاتا ہے یا کوئی بھی ایسا قدم اُٹھا لیتا ہے جو اس کی زندگی کے لیے نقصان دہ ہو لیکن یہ احساس ایک بیماری ہے اور ہر بیماری کا علاج ہوتا ہے۔ بیماری بالآخر دُور ہو جاتی ہے اور بعد میں یاد بھی نہیں رہتی۔ ابھی خود کو پُرسکون رکھو، سنبھالو خود کو۔ وقت تمھارا راستہ خود تشکیل دے گا اور تم محسوس کرو گی کہ وہ راستے خوبصورت ہیں۔"

سدھاشی نے آنکھیں بند کر لی تھیں، مارلینو کے الفاظ اس کے ذہن میں گونج رہے تھے، وہ ان پر غور کر رہی تھی، یہ بات تو مارلینو نے سچ کہی تھی، وہ ایک مثال تھا مایوس انسانوں کے لیے اور ایک ایسی مثال تھا جو ناقابلِ تردید تھی۔

"میرے الفاظ کو تنہائی میں اپنے ذہن میں دوہرانا، غور کرنا ان پر، تمھیں وہ غلط نہیں معلوم ہوں گے۔ آؤ مگنیشا، گرسپر، سدھاشی کو آرام کرنے دو۔ ہم بعد میں اس سے اس کا فیصلہ سُنیں گے۔"

گرسپر اور میگنیشیا خاموشی سے اُٹھ کھڑے ہوئے، مارلینو اپنی کُرسی دھکیلتا ہوا دروازے کی جانب بڑھ گیا... وہ اپنے کمرے کی جانب جا رہا تھا۔ گرسپر اور میگنیشیا اُس کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ گرسپر نے اُس کی کُرسی سنبھال لی تھی۔

تھوڑی دیر کے بعد مارلینو اپنے کمرے میں داخل ہو گیا، اس نے ایک پُرسکون گوشہ سنبھال لیا اور کافی دیر تک خاموش آنکھیں بند

کیے بیٹھا رہا۔ دفعتاً اُس نے چونک کران دونوں کی طرف دیکھا۔

"اوہو معاف کرنا بھئی، بیٹھو تم لوگ کھڑے کیوں ہو پلیز بیٹھ جاؤ"۔۔۔ گریچر اور میگنیشیا اُس کے سامنے پڑی ہوئی آرام کرسیوں پر بیٹھ گئے اور خاموشی سے اُس کی شکل دیکھتے رہے، تب مارلینو نے نگاہیں اُٹھا کر میگنیشیا کی طرف دیکھا۔

"شیران قابلِ نفرت ہے میگنیشیا"

"انتہائی قابلِ نفرت ہے جناب، انسانوں کے کسی گروہ کے ساتھ اس کا تعلق نہیں لگتا، اتنا نیچ اتنا گرا ہُوا انسان ہے وہ، بالکل جنگلی درندہ ہے، ایک ایسا درندہ جو انسانوں کے درپے رہتا ہے، جسے دنیا کی اقدار یا کسی مقصد سے کوئی غرض نہیں ہے، وہ صرف اپنی ذات کے لیے جیتا ہے، وہ آپ کے لیے کبھی کچھ نہیں سوچے گا۔ آپ اس کے لیے جو دل چاہے کہہ دیں، جس طرح چاہیں محبت اور مہربانی سے پیش آئیں، اس وقت تک جب تک آپ اس کے لیے قابلِ اعتبار ہیں گے، وہ آپ کے سامنے خاموش رہے گا، لیکن اگر آپ کی کوئی بات اُسے ناگوار گزری، تو وہ آپ کی زندگی لینے سے کبھی دریغ نہیں کرے گا۔"

"کیوں گریچر کیا کہتے ہو؟ میگنیشیا ٹھیک کہتی ہے نا؟ کیا تمھارے خیال میں شیران کا قتل ضروری ہے؟ کیا اُسے سدھاشی کے ساتھ اس سلوک کی سزا موت کی شکل میں دی جائے؟ مارلینو کے لیے یہ مشکل نہیں ہوگا، وہ بارتھم کے علاقے کے کسی بھی خطے میں ہو، مارلینو کے آدمی اُسے تلاش کریں گے اور اگر میرے آدمی بھی اس کی تلاش میں ناکام رہے، یا کوئی شخص اُسے گرفتار کرنے کی کوشش میں بزدلی کا شکار ہوگیا تو مارلینو کے پاس بہت سے ذرائع ہیں۔ جاسوس شعاعیں اُسے بارتھم کے ایک ایک گوشے میں تلاش کریں گی اور وہ جہاں بھی مل گیا، وہیں اُسے ختم بھی کردیں گی، ہاں میرے پاس یہ انتظامات ہیں۔ شیران مجھ سے بچ کر نہیں جا سکتا۔ تم کیا کہتے ہو گریچر؟ تمھارا کیا خیال ہے۔ کیا ہم شیران کو سدھاشی کے ساتھ کیے گئے سلوک کے سلسلے میں موت کی سزا دے دیں۔ یہ سزا اُس کے ساتھ زیادتی تو نہ ہوگی؟"

گریچر خاموشی سے مارلینو کی شکل دیکھتا رہا، وہ کچھ نہیں بولا تھا۔ تب مارلینو کا لہجہ کسی قدر خشک ہوگیا اور وہ سرد لہجے میں بولا۔ "میں تم سے سوال کر رہا ہوں گریچر، میرے اس سوال کا جواب ضروری ہے۔"

"مسٹر مارلینو اگر آپ میری بے لاگ رائے پوچھتے ہیں، تو اس میں شک نہیں۔ شیران نے سدھاشی کے ساتھ جو کچھ کیا ہے وہ قابلِ سزا ہے، اور اُسے یہ سب کچھ نہیں کرنا چاہیے تھا، تھوڑی سی انسانیت بھی ضروری ہے۔ خاص طور سے ایسے کسی انسان کو قتل کرنا دلیری اور بہادری نہیں ہے جو کمزور ہو اور جو بآسانی قتل ہو جائے۔ جو اپنی مدافعت کے لیے ہاتھ پاؤں بھی نہ چلا سکے لیکن مسٹر مارلینو شیران اس قابل نہیں ہے کہ اسے قتل کیا جائے۔ اس کی شخصیت ایسی ہے کہ میں اس کی موت کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا، میرا خیال ہے اس کے لیے موت کا فیصلہ مناسب نہیں رہے گا۔ میں اس کے حق میں نہیں ہُوں۔"

"وجہ؟" مارلینو نے درشت لہجے میں پوچھا۔

"بس، میں شاید صحیح الفاظ میں اپنے اس احساس کی تشریح نہ کرسکوں، وہ بلاشبہ درندہ صفت ہے لیکن اس کے ذہن کے کسی گوشے میں کہیں نہ کہیں کسی نہ کسی جگہ تھوڑی سی انسانیت بھی اُبھر آئی ہے۔ اس سے خواہ مخواہ ایک محبت محسوس ہوتی ہے۔ حالانکہ وہ آپ کے ساتھ بُرا سلوک کرے گا، لیکن آپ کا دل نہیں چاہے گا کہ اسے اس سلوک کی ایسی سزا دی جائے جس کی بنا پر اس کی اپنی شخصیت ختم ہو جائے اور وہ موت کے گھاٹ اُتر جائے۔"

مارلینو نے پھر آنکھیں بند کرلی تھیں، چند لمحات خاموشی رہی، میگنیشیا کسی قدر غصیلے انداز میں گریچر کو دیکھ رہی تھی۔ تب اُس نے مداخلت کرتے ہُوئے کہا: "مگر مسٹر گریچر انسانیت کے کچھ تقاضے ہوتے ہیں، اگر کوئی شخص ان پر پورا نہ اُترے، تو کیا اُسے جینے کا حق ہے؟"

"میگنیشیا جنگل میں لاکھوں درندے پھرتے ہیں کیا تم ان میں سے ہر درندے کو موت کے گھاٹ اُتار دو گی؟"

"وہ تو ٹھیک ہے، درندے کم از کم جنگلوں میں تو رہتے ہیں۔ انسانوں میں تو نہیں گھس آتے۔" میگنیشیا بولی اور مارلینو بے اختیار ہنس پڑا۔

"میگی مجھے بتاؤ صحیح جواب دینا، یہ جھوٹ بولنے کا موقع نہیں ہے اور نہ ہی تم مسٹر مارلینو کے سامنے جھوٹ بولنے کی کوشش کروگی، میرے ان الفاظ کے جواب میں تمھیں کتنی ہی مشکلات سے گزرنا پڑے، لیکن جواب صحیح دوگی۔ مجھے بتاؤ میگنیشیا تمھارے دل کی گہرائیوں میں شیران کے لیے ۔۔۔۔۔۔ محبت چھپی ہُوئی ہے یا نہیں؟"

میگنیشیا نے گردن جھکالی، درحقیقت مارلینو کے سامنے جھوٹ بولنے کی ہمت نہیں پڑ سکتی تھی، اس شخص کو دھوکا دینا اپنے آپ کو دھوکا دینے کے مترادف تھا، وہ آہستہ سے بولی۔

"جی ہاں جناب، مجھے بھی اس کی شخصیت پسند آئی تھی بے حد دلکش محسوس ہُوا۔"

"اور تم نے اس سے اظہارِ محبت کیا؟"

"نہیں۔! اس انداز میں نہیں جو کچھ ذہن کی لڑکیوں اور عورتوں کا ہوتا ہے۔"

"کوئی بھی انداز ایسا اختیار کیا تم نے، جس سے اسے احساس ہُوا ہو کہ تم اُسے چاہتی ہو؟"

"جی ہاں۔"

"جواب کیا ملا اس کا؟"

"درندگی، دیوانگی اور تمسخر، اُس کے انداز میں ان تینوں کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔"

"گویا اُس نے تمھاری محبت کو ٹھکرا دیا۔"

"جی ہاں، یہی خیال فرمایئے۔"

"اس کے بعد تم نے کبھی کوشش کی؟"

"جی نہیں۔ ویسے میں آپ سے یہ عرض کردوں کہ اس احساس نے میرے اندر کوئی بہت بڑی چمک پیدا نہیں کی تھی۔ میں اس کی رفاقت چاہتی تھی، میں نے اس کے ساتھ بہتر سلوک کرنا چاہا تھا اور اُس نے یہ محسوس کرکے کہ میں خصوصی طور پر اُس کی طرف راغب ہُوں، میرا مذاق اُڑایا۔" میگنیشیا نے کہا۔

"پھر تم نے اُسے قتل کیوں نہ کردیا میگنیشیا؟"

"بات یہاں تک نہیں پہنچی تھی جناب، میں نے خاموشی اختیار کرلی اور اس کے بعد بھُول کر بھی اس کے بارے میں نہیں سوچا۔" میگنیشیا نے کہا۔

"میگنیشیا دل کی گہرائیوں میں جو بات چھُپی ہوتی ہے بعض اوقات وہ چھُپی ہی رہ جاتی ہے لیکن اگر کبھی اُسے ہوا مل جائے تو یہ چنگاری بھڑک جاتی ہے، میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ تمھارے اپنے الفاظ میں تمھاری اپنی نسوانیت کی توہین بھی بول رہی تھی۔ میں تمھیں اپنے فیصلے سے آگاہ کردوں بلاشبہ میرا دل سدھاشی کے لیے بہت دُکھا ہے، شیران نے اُس کے ساتھ جو کچھ کیا وہ قابلِ نفرت ہے، اسے یہ سب کچھ نہیں کرنا چاہیے تھا لیکن میگنیشیا اس کے بعد میرے سامنے شیران کے قتل کی بات مت کرنا، اس کے بعد میرے سامنے اس کے لیے ایسا کوئی لفظ مت کہنا جس سے میرے دل پر ضرب پڑے شاید میں تم دونوں کو بتا چکا ہُوں کہ شیران کو میں اپنی شخصیت کا عکس سمجھتا ہُوں۔ میں اس کی طرح درندہ کبھی نہیں تھا، میں اس کی طرح وحشی نہیں تھا لیکن اس وحشی درندے میں جو صفات چھُپی ہُوئی ہیں، تم اُسے نہیں جانتیں۔ میگنیشیا تمھاری سطحی نگاہ اُسے نہیں دیکھ سکی، وہ سچا ہے اگر وہ سچا نہ ہوتا تو وحشی درندوں کو ہلاک نہ کرتا، اگر وہ سچا نہ ہوتا تو اپنی زندگی کی بازی لگا کر وہ ان خونخوار جانوروں کو اس طرح موت کے گھاٹ نہ اُتارتا، کچھ تو اس کی شکل دیکھ ہی خوفزدہ ہو گئے۔ تم نہیں جانتیں وہ یہ سب کچھ کیوں کرتا ہے۔ نہیں میگنیشیا نہیں۔ ہر انسان میں بُرائی موجود ہوتی ہے گو اس میں بُرائی بہت بڑی شکل میں موجود ہے، لیکن ان سب باتوں کے باوجود وہ مارلینو کا بیٹا ہے، وہ مجھے اولاد ہی کی مانند عزیز ہے۔ وہ میرا بچہ ہے، میرا بیٹا ہے، اور ایک باپ کے سامنے قتل کی تجویز۔ تم خود غور کرو میگنیشیا، سنو، غور سے سنو، میں اس کا تحفظ کروں گا، میں اُسے دُنیا کے کسی بھی گوشے میں کوئی تکلیف نہ ہونے دُوں گا۔ تمام قوتیں لے کر پہنچ جاؤں گا۔ اُسے کوئی ہلاک نہیں کرسکتا سمجھیں۔ اُسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا، جب تک مارلینو زندہ ہے، آئندہ اس کے قتل کی بات مت کرنا، مجھے سخت صدمہ ہوگا۔"

"ٹھیک ہے مسٹر مارلینو، لیکن اگر وہ اس پر آمادہ نہ ہُوئی تو؟"

"ہاں اگر تم اسے اس بات پر آمادہ نہ پاؤ کہ شیران کو قتل کر دیا جائے تو پھر اُسے زندگی کی طرف لانا تمھارا کام ہے میگنیشیا، میں چاہتا ہُوں کہ وہ بھی زندہ رہے، اور ہم سب آنے والے وقت کا انتظار کریں۔" مارلینو نے کہا اور میگنیشیا نے خاموشی اختیار کرلی۔ وہ سخت شرمندگی محسوس کررہی تھی، وہ واقعی جذباتی ہوگئی تھی اور جذبات میں اُس نے نجانے کیا کچھ کہہ دیا تھا لیکن اس بات کو بھُولنا نہیں چاہیے تھا کہ مارلینو شیران کو اپنا نائب کہتا تھا، کوئی نہ کوئی بنیاد تو ہوگی اس کی، کوئی نہ کوئی وجہ تو ہوگی اس کی۔

شام کے دُھندلکوں نے خوبصورت ماحول کو اپنی آغوش میں لیا اور مناظر مدھم پڑگئے۔ شیران اپنی جگہ سے اُٹھ گیا۔ اُس نے ونود کے شانے کو تھپتھپاتے ہُوئے کہا: "میں چلتا ہُوں، کیا تم سفر کے لیے خود کو تیار پا رہے ہو؟"

ونود کے ہونٹوں پر ایک پھیکی سی مُسکراہٹ پھیل گئی۔ اُس نے بھاری لہجے میں کہا۔ "ہاں میرے دوست میں جس حالت میں بھی ہُوں سفر کے لیے تیار ہُوں، یہاں اس جھونپڑے میں میرے سامنے کوئی ایسا راستہ نہیں تھا جس کے تحت میں اپنی منزل پر پہنچ سکتا۔ یہ خواہش میرے دل میں ہمیشہ چٹکیاں لیتی رہی ہے کہ یا تو میں تندرست ہوجاؤں یا پھر کوئی ایسا ذریعہ نکل آئے کہ میں کم از کم اپنے علاقے میں پہنچ جاؤں، وہاں اگر مجھے موت بھی آجائے تو مجھے زیادہ افسوس نہیں ہوگا۔ اب اگر حالات نے اور تقدیر نے تم جیسا ہمدرد

دوست میرے پاس بھیج دیا ہے تو میں جس حالت میں بھی ہوں سفر کرنے کے لیے تیار ہوں۔ میرے دوست میرے ان زخموں کا کوئی علاج نہیں ہو رہا، وہ معصوم سی لڑکی جو کچھ بھی کر سکی ہے وہ ایسا نہیں ہے کہ میں اس سے ٹھیک ہو جاتا بس زندگی کی آس لگائے بیٹھا ہوا تھا، اب حالات نے یہ موقع دیا ہے تو اس سے فائدہ نہ اُٹھانا حماقت ہے۔ تم تیاریاں کرو میں دلی طور پر تمہارا شکر گزار ہوں۔"

"بس بس میں دوست ذرا کم ہی بناتا ہوں، لیکن تمہارے لیے میرے دل میں گنجائش پیدا ہو گئی ہے، میں تمہارے لیے سب کچھ کرنے کو تیار ہوں، کیوں؟ یہ سوال کبھی نہ کرنا مجھ سے۔" شیران نے کہا اور اُسے تسلی دے کر باہر نکل گیا۔

بستی زیادہ فاصلے پر نہیں تھی، اُس نے یہ بستی نہیں دیکھی تھی لیکن جتنا کچھ اُسے معلوم ہو چکا تھا، وہ کافی تھا . . . . وہ اپنی منزل تلاش کر سکتا تھا، البتہ بستی میں داخل ہونے کے لیے اُس نے چالاکی سے اپنے آپ کو چھپائے رکھا تھا، وہ جھونپڑوں کی آڑ لیے آہستہ آہستہ بڑھ رہا تھا اور بڑے غور سے ان جگہوں کا جائزہ لے رہا تھا جہاں سے وہ گزر رہا تھا، بستی کے لوگ سر شام ہی گھروں میں جا بیٹھے تھے، جگہ جگہ چراغ روشن تھے۔ ایک ایسی بستی تھی جہاں کوئی ترقی نہیں ہوئی تھی، بس لوگوں نے اپنے ہی طور پر زندگی گزارنے کے لیے بندوبست کر لیے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ گھوڑوں کے اس اصطبل کے نزدیک تھا جس کے بارے میں چالائی نے بتایا تھا، اصطبل کے احاطے کا لکڑی کا گیٹ بند تھا لیکن اس طرح کہ گھوڑے اس میں سے نکل کر نہ بھاگ سکیں، باقی اس کی مضبوطی کا کوئی بندوبست نہیں کیا گیا تھا چنانچہ شیران کو اس میں داخل ہونے میں کوئی دقت پیش نہ آئی۔

گھوڑے کھلے ہوئے تھے۔ اسے سب سے زیادہ زین کی تلاش تھی، کیونکہ وہ خود تو گھوڑے کی ننگی پشت پر بھی سفر کر سکتا تھا، لیکن ونود کے لیے یہ سفر آسان نہیں ہوتا، احاطے کے ایک حصے میں ایک چھوٹی سی عمارت بنی ہوئی تھی، اگر گھوڑوں کی زینیں موجود ہوں گی تو اس عمارت میں ہوں گی، چنانچہ وہ عمارت کی طرف چل پڑا اور پھر یہ دیکھ کر اُسے محتاط ہو جانا پڑا کہ عمارت اندر سے روشن ہے۔ گویا گھوڑوں کو سنبھالنے والا اور اس عمارت کی رکھوالی کرنے والا اس عمارت میں موجود تھا۔

وہ عمارت کے دروازے پر پہنچا، دروازہ اندر سے بند تھا۔ شیران نے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر اُس نے آہستہ سے دروازے پر دستک دی، قرب و جوار میں کوئی بھی موجود نہیں تھا۔ دُوسری بار دستک دینے پر اندر سے قدموں کی آواز سُنائی دی اور پھر کسی نے کچھ کہے سُنے بغیر اندر سے دروازہ کھول دیا۔

دروازہ کھولنے والا ایک دراز قامت، چُست و چالاک آدمی تھا، شیران چونکہ تاریکی میں تھا اس لیے وہ شخص اُس کے خدوخال نہ دیکھ سکا تھا، تاہم اُس نے کسی قدر متحیرانہ لہجے میں پوچھا، "کون ہے بھائی، کیا بات ہے؟" لیکن اس سوال کا جواب اُسے بہت ہی جھنگا پڑا، ایک زوردار گھونسہ اس کی پیشانی پر پڑا اور وہ بُری طرح زمین پر جا گرا۔ شیران اس کے سینے پر سوار ہو گیا تھا اور اس نے ایک ہاتھ سے اُس کی گردن دبالی اور غُرّاتی ہوئی آواز میں بولا۔ "گھوڑوں کی زینیں کہاں ہیں؟" نیچے گرے ہوئے شخص نے جواب اس گھونسے کی ضرب نے کسی حد تک سنبھل گیا تھا۔ خوفزدہ نگاہوں سے شیران کو دیکھا اور پھر اپنے ہاتھوں سے ناکام جدوجہد کرنے لگا کہ اپنی گردن اُس کی گرفت سے چھڑا لے، شیران نے اُس کی گردن پر گرفت تھوڑی سی ہلکی کر دی اور پھر اسی طرح غُرّاتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔ "گھوڑوں کی زینیں کہاں ہیں؟" نیچے گرے ہوئے آدمی نے بے اختیار ایک دروازے کی طرف دیکھا، جس پر زینیں ٹنگی ہوئی تھیں اور شیران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ "شکریہ دوست تم نے میری مشکل حل کر دی، یہ بتاؤ تمہارے علاوہ اس عمارت میں اور کوئی موجود ہے؟" جواب میں اس شخص نے گردن ہلا دی۔

"ٹھیک ہے میں تم سے کوئی بُرا سلوک نہیں کروں گا کیونکہ مجھے تم سے کوئی پرخاش نہیں ہے، لیکن سنو میرے بارے میں کسی کو بتانے کی ضرورت نہیں . . . رات کے کسی پہر اگر تم نے اس معاملے میں . . . مگر نہیں ہے تم سے یہ سب کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ میں اس کی گنجائش نہیں چھوڑوں گا۔" شیران نے کہا اور پھر اُس نے اس آدمی کی گردن پر ہاتھوں کا دباؤ بڑھا دیا۔

اس کے بے سُدھ ہوتے ہی شیران نے دو زینیں بغل میں دبائیں اور باہر نکل آیا۔ باہر نکل کر دو تندرست و توانا گھوڑوں کا انتخاب کیا اور پھر ان پر زینیں کس دیں۔ شیران گھوڑوں کی لگامیں پکڑے ہوئے باہر نکل آیا، اب اس کا رُخ بستی کے باہر کی طرف تھا جہاں ونود موجود تھا۔ اس جگہ پہنچ کر اُس نے گھوڑے کو جھونپڑے کے بانس سے باندھ دیا اور اس کے بعد اندر پہنچ کر ونود کو سنبھالنے لگا، ونود کے دونوں ہاتھ تو شدید زخمی تھے ہی لیکن اس کا پاؤں اُس کے لیے شدید اُلجھن کا باعث بنا ہوا تھا۔ شیران نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اُسے اُٹھایا اور باہر نکل آیا۔ پھر اُس نے بے پناہ قوت سے کام لیتے ہوئے ونود جیسے بھاری تن و توش کے آدمی کو گھوڑے کی

پشت پر بٹھا دیا۔ ونود کے حلق سے کئی بار کراہیں نکل گئی تھیں، تب شیران نے لگام اس کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔ "ہم سفر زیادہ تیزی سے نہیں کریں گے۔ کیا تم خود کو گھوڑے پر سنبھال سکتے ہو؟"

"میں کوشش کروں گا . . ." ونود نے کراہتے ہوئے کہا اور شیران نے اپنا گھوڑا آگے بڑھا دیا۔ جب وہ بستی سے باہر نکل آئے تو ونود آہستہ سے بولا۔ "اب تم گھوڑے کی رفتار بڑھا سکتے ہو، میں نے اپنے اُوپر قابو پا لیا ہے۔"

"ہے۔" شیران نے حلق سے ایک وحشیانہ سی آواز نکالی اور گھوڑے کی رفتار تیز کر دی لیکن اس کے باوجود یہ رفتار اتنی تیز نہیں تھی کہ ونود کے زخموں کو کوئی نقصان پہنچ سکتا، شیران اس کا خیال رکھ رہا تھا۔

رات کی تاریکی میں ناہموار اور پُرپیچ راستوں کا سفر آسان نہیں تھا اور وہ بھی اس حالت میں جب کہ ایک شدید زخمی شخص ساتھ تھا لیکن شیران کو نجانے کیا سوجھی تھی کہ وہ ونود کو ہر طرح سہارا دیتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ ونود نے خود بھی اپنی قوتِ ارادی سے کام لے کر خود کو سنبھالے رکھا تھا اور حتی الامکان کوشش کر رہا تھا کہ شیران کی رفتار کا ساتھ دے سکے۔ سفر جاری رہا اور تقریباً چار گھنٹے تک وہ لوگ مسلسل سفر کرتے رہے۔ اندازے کے مطابق وہ بستی سے تقریباً بیس پچیس میل دُور نکل آئے تھے۔

ونود کے زخموں میں ٹیسیں اُٹھنے لگی تھیں لیکن وہ آنکھیں بند کیے مسلسل سفر کر رہا تھا، تب شیران ہی کو کچھ خیال آیا اور وہ آہستہ سے بولا۔ "اب اگر بستی والے ہمیں تلاش کرنے کی کوشش بھی کریں۔ تو آسانی سے ہم تک نہیں پہنچ سکیں گے اور ویسے بھی اُنھیں صرف دو گھوڑوں کا نقصان ہُوا ہے۔ فوری طور پر تو وہ یہ اندازہ بھی نہیں لگا پائیں گے کہ یہ گھوڑے کہاں گئے؟ چوری کا تصور شاید اُن کے ذہن میں نہ آئے کیونکہ تمھارے بارے میں کسی کو نہیں معلوم اس لیے اگر تم چاہو تو صبح تک آرام کر سکتے ہو۔ صبح کی روشنی میں ہم اپنے سفر کا آغاز کریں گے۔" ونود نے متشکرانہ نگاہوں سے شیران کو دیکھا اور بولا۔

"میں اس کی شدید ضرورت محسوس کر رہا ہوں۔"

"ٹھیک ہے، ٹھیک ہے اب ہمیں آرام کرنا چاہیے۔"

شیران اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ پہاڑی علاقہ تھا۔ چاروں طرف گہرے گہرے غار اور گھاٹیاں بکھری ہوئی تھیں۔ لیکن سرسبز علاقہ تھا جگہ جگہ درخت نظر آ رہے تھے بعض درخت ایسے تھے جن کے اُوپر کسی قسم کے پھل وغیرہ بھی لگے ہوئے تھے جتنا بھی سفر کیا تھا۔ اس میں اُنھیں کہیں بھی خشک اور بے آب و گیاہ چٹانیں نظر نہیں آئی تھیں۔ پہاڑیاں ضرور تھیں لیکن سبزے سے ڈھکی ہوئی، رات کا وقت ہونے کی وجہ سے ماحول بھی خوشگوار تھا ہوائیں سرد تھیں لیکن ناخوشگوار نہ تھیں۔ بہرطور ایک جگہ کا انتخاب کر لیا گیا اور وہاں شیران نے ونود کو سہارا دے کر نیچے اُتارا اور ونود گھاس پر لیٹ گیا۔ وہ لمبی لمبی سانسیں لے رہا تھا۔ شیران نے دونوں گھوڑوں کو ایک چٹان کے پاس چھوڑ دیا اور خود ونود کے پاس آ بیٹھا۔

"تمھیں اس تین چار گھنٹے کے سفر میں کیا محسوس ہوا، اپنے وطن واپس جانے کی خوشی نے میرے خیال میں تمھارے زخموں کی تکلیف کم کر دی ہوگی۔" اس نے کہا۔ ونود کے ہونٹوں پر پھیکی سی مسکراہٹ پھیل گئی اور وہ آہستہ سے بولا۔ "کاش میں اپنے وطن پہنچ سکوں۔"

"دیکھو دوست مجھے نااُمیدی سے اُلجھن ہوتی ہے تم یقیناً اپنے وطن پہنچ جاؤ گے۔ میں تمھارے ساتھ ہوں تب پھر تم فکر کیوں کرتے ہو؟"

"ایک بات کہوں مسٹر شیران۔" ونود نے کہا۔

"ہاں۔ ہاں کہو کیا بات ہے؟"

"میں تنہا گھوڑے پر سفر نہیں کر سکتا۔ اس کے لیے ایک اور مصیبت مول لینا ہوگی۔"

"ہاں۔ ہاں کہو کیسی مصیبت؟"

عصرِ حاضر کی عکاسی
سرفروش
دو جلدوں میں مکمل
ایک نئے انداز کی داستان جس کا مرکزی کردار نئے انداز سے تفتیش کے مراحل طے کر کے ہر ا حقیقت سے پردہ اُٹھاتا ہے۔
مصنف نے قانونی واقعات کی عکاسی کی ہے۔ قدم قدم پر سسپنس لمحہ بہ لمحہ بدلتی ہوئی سچویشن
جرم و سزا کی ایسی داستان جو معاشرے کی کمزور روایات کی بھرپور عکاسی کرتی ہے۔
اپنے قریبی بک سٹال سے خریدیں یا براہِ راست ہم سے طلب فرمائیں
قیمت -/۳۲۰ روپے ——— ڈاک خرچ -/۲۵ روپے
مکمل سیٹ رقم پیشگی منی آرڈر ارسال کرنے پر ڈاک خرچ معاف
علی میاں پبلی کیشنز
۲۰ - عزیز مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور ——— فون: ۷۲۴۷۳۱۴

"مجھے اپنے ساتھ ہی اپنے گھوڑے پر رکھو ورنہ میں کسی بھی لمحے اپنے گھوڑے سے گر پڑوں گا۔ میرا بدن میرا ساتھ نہیں دے پا رہا۔"

اور پھر دُوسری صبح جب اُنھوں نے سفر کا آغاز کیا تو شیران نے ونود کو اپنے ساتھ ہی گھوڑے پر بٹھا لیا تھا لیکن دوسرا گھوڑا اُس نے نہیں چھوڑا تھا اُس کی لگامیں اپنے گھوڑے کے ساتھ باندھ لی تھیں۔

اس طرح وہ ناہموار راستوں پر گرتے پڑتے سفر کرتے رہے۔ جب کہ سورج عین اُن کے سروں پر آگ برسانے لگا چنانچہ اُس نے کچھ آرام کی ٹھانی۔ ویسے بھی اُسے بھوک ستا رہی تھی لیکن شکار کرنے کے لیے اُس کے پاس سوائے ایک خنجر کے، جو چانی کی نے اُسے شیو بنانے کے لیے دیا تھا، اور کچھ نہ تھا۔

اب یہ خنجر ہی اس کا واحد ہتھیار تھا جس سے وہ کام لے سکتا تھا۔ یہاں شیران کو جانور نظر نہیں آئے تھے۔ سارے راستے اُسے کوئی ایسی چیز نظر نہیں آئی تھی جس کو وہ شکار کر کے اپنے پیٹ کی آگ بجھا سکتا۔ البتہ درختوں سے جنگلی پھل توڑے پھر درخت ہی کے نیچے اسے ایک کچھوا نظر آ گیا۔ خشکی کا کچھوا جو درخت کی جڑ میں مُنہ چھپائے بیٹھا ہُوا تھا۔ شیران ایک لمحے تک کچھ سوچتا رہا اور پھر اُس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"واہ بھئی تمھیں آج تک نہ چکھا تھا۔ آج تم ہی سہی۔" اُس نے مسکراتے ہُوئے کہا اور اِدھر اُدھر دیکھا اور کچھوے کی پُشت پر ہاتھ رکھ دیا۔ کچھوے نے ہاتھ پاؤں سمیٹ لیے تھے لیکن جو شخص اِس کے مقابل تھا وہ بہت ہی عجیب و غریب تھا۔۔۔۔ اُس نے کچھوے کو اُلٹ دیا۔ اب کچھوا ہاتھ پاؤں مارنے لگا لیکن۔۔۔

اس طرح وہ ونود کے پاس پہنچ گیا۔ اُس نے پھل ونود کے سامنے ڈال دیے اور مُسکرانے لگا۔ ونود نے احسانمندانہ نگاہوں سے اُسے دیکھا تھا۔

"دوست تم میرے لیے جو کچھ کر رہے ہو میں جانتا ہُوں کہ کبھی اپنی زندگی میں اس کا صلہ ادا نہ کر سکوں گا۔"

"بس بس اپنا کام کرو اور مجھے اپنا کام کرنے دو۔" شیران نے ہنستے ہُوئے کہا۔ کچھوا اس کے ہاتھ میں بدستور اسی طرح دبا ہُوا تھا۔ دفعتاً ونود کی نگاہ اس پر پڑ گئی اور اُس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"یہ۔ یہ۔ یہ کیا ہے؟"

"شکار۔" شیران قہقہہ مار کر بولا۔

"مم۔ مگر یہ کوئی جانور ہے کیا؟ یہ کون سا جانور ہے؟"

"کچھوا۔" شیران نے کہا اور ایک بار پھر ہنس پڑا۔ ونود کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں اور وہ عجیب سی نگاہوں سے اُسے گھورنے لگا۔

"نام سے تم مسلمان معلوم ہوتے ہو کیا تمھارے ہاں یہ جائز ہے؟"

"دیکھو دوست میں نے کبھی ان معاملات پر غور نہیں کیا گوشت و پوست کا ہر جانور پیٹ کی آگ بجھا سکتا ہے۔ میں ان بدمزہ اور بدذائقہ پھلوں کو کھا کر بھی زندہ رہ سکتا تھا لیکن یہ مجھے خود ہی نظر آ گیا۔ یہاں اور جانور تو شاید موجود ہی نہیں ہیں۔ اب یہ حضرت درخت کی جڑ میں بیٹھے ہُوئے تھے تو بھلا میں انھیں کیسے نظر انداز کر سکتا تھا؟"

"اوہ۔ مگر۔" ونود نے کہا اور گہری گہری سانسیں لینے لگا۔ جو پھل اُس نے اپنے ہاتھ میں اُٹھایا ہُوا تھا وہ اُس نے واپس رکھ دیا۔ شاید کڑواہٹ سے اس پھل کو کھانے کی ہمت نہیں کر پایا تھا۔

شیران اس سے بے پروا ایک طرف جا بیٹھا۔ اُس نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ خشک گھاس یہاں موجود تھی لیکن اُسے جلانے کا کوئی ذریعہ نہ تھا۔ وہ متجسس انداز میں چاروں طرف نگاہیں دوڑاتا رہا اور جب کوئی چیز اُسے نظر نہ آئی تو اُس نے کچھوے کے گوشت کو بھوننے پر لعنت بھیجی اور وہیں بیٹھ کر دانتوں سے اُسے اُدھیڑنے لگا۔

اُس نے گوشت کے دو چار ٹکڑے کھائے اور پھر بُرا سا مُنہ بنا کر بولا۔ "جس طرح یہ جانور بدشکل ہے اسی طرح بدمزہ بھی ہے لیکن بہرطور معدے میں اُترنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔" وہ آہستہ آہستہ پُورا کچھوا چبا گیا۔ اور پھر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ پانی یہاں قرب و جوار میں نظر نہیں آ رہا تھا لیکن وہ پھل جو وہ لے کر آیا تھا۔ پانی سے بھرے ہُوئے تھے چنانچہ اُس نے ونود کے پاس پہنچ کر ان میں سے چند پھل اُٹھائے اور اُنھیں کھانے لگا پھر اُس نے چونک کر ونود سے کہا۔ "ارے۔ تم نے پھل نہیں کھائے۔ کیا بھوک نہیں لگ رہی؟"

"نہیں ابھی نہیں۔ پھر کھاؤں گا۔"

"کمال ہے میں تو اتنی شدت سے بھوکا تھا کہ یہ تھوڑا سا کچھوا میرا پیٹ بھی نہیں بھر سکا ویسے اگر تم گوشت کھانا پسند کرو تو میں کچھ اور تلاش کروں۔"

"نہیں، پلیز نہیں۔ مجھ سے ایسی باتیں مت کرو۔ میں نے زندگی میں کبھی گوشت نہیں کھایا۔" شیران ہنسنے لگا تھا۔ ونود نے شام تک کچھ نہ کھایا۔ یہ احساس ہی اس کے لیے بڑا تکلیف دہ تھا کہ اُس کے ساتھی نے کچھوے کا گوشت کھایا تھا۔ بہرطور وہ اسس

شخص کی معیت کے لیے مجبور تھا لیکن شیران کے بارے میں کوئی اندازہ وہ ابھی تک نہیں لگا سکا تھا کہ وہ کس قسم کا آدمی ہے۔

سفر پھر جاری ہو گیا اور رات کو اس وقت تک جاری رہا جب تک کہ چاند پوری طرح نہ نکل آیا۔ ونود بُری طرح تھکن محسوس کر رہا تھا لیکن شیران کے انداز میں لاپروائی تھی۔ وہ ساری عمر کسی بھی خطے میں بھٹک سکتا تھا۔ کافی دیر تک وہ خاموش رہا پھر بولا تو اُس کا لہجہ کاٹ کھانے والا تھا۔

"اِسے بے وقوف آدمی یہ تو بتاؤ تمھارے خیال میں اب کتنا فاصلہ باقی رہ گیا ہے۔ تمھاری اس سرحد کا جسے عبور کرنے کے بعد تم اپنے وطن کی سرحد میں داخل ہو جاؤ گے۔"

"فاصلہ تو بہت زیادہ نہیں ہے میرے دوست لیکن ہم تیز رفتاری سے سفر نہیں کر سکتے اگر ہمارا سفر تیز رفتاری سے ہوتا تو شاید اب تک ہم اپنی سرحد میں داخل ہو بھی چکے ہوتے تم اگر چاہو تو ایک کوشش کر سکتے ہو۔" ونود نے کہا۔

"وہ کیا؟" شیران نے پوچھا۔

"مجھے گھوڑے پر بٹھاؤ اور جتنی تیز رفتاری سے چل سکتے ہو چلو۔ آگے پہنچ کر ہمیں ایک درّہ ملے گا۔ یہ درّہ پتلا ہے۔ اس کے دونوں طرف بڑی بڑی چٹانی دیواریں ہیں لیکن اس درّے سے گزرنے کے بعد ہم اپنی سرحد میں داخل ہو جائیں گے۔ اس درّے کا اختتام ہماری سرحد ہی پر ہوتا ہے۔ لوگ اس کی جانب زیادہ توجہ نہیں دیتے کیونکہ اس میں سفر کرنا ذرا مشکل کام ہے جگہ جگہ موت کا خطرہ سامنے آتا رہتا ہے۔"

"ٹھیک ہے تو پھر تم بے فکر ہو جاؤ ہم اسی درّے میں سفر کریں گے اور میں تمھیں تمھاری سرحد تک پہنچا دُوں گا۔ تم میں ہمت ہونی چاہیے۔"

"ٹھیک ہے کوشش کرتے ہیں۔" ونود نے کہا۔ شیران نے اُسے اُٹھا کر گھوڑے پر بٹھایا اور اس کے بعد اُس نے گھوڑے کو اس کی مرضی کے مطابق جو راستہ اُس نے بتایا تھا اُسی طرف چھوڑ دیا۔۔۔۔ رفتار خاصی تیز تھی۔ دُوسرا گھوڑا بھی ساتھ ساتھ چلا آ رہا تھا۔ شیران نے ابھی تک اس کا ساتھ نہیں چھوڑا تھا لیکن اب اُسے یہ احساس ہُوا کہ اس گھوڑے کو ساتھ رکھنا بے کار ہے۔ اگر درّے میں سفر کرنا پڑا تو پھر یہ گھوڑا پریشانی کا باعث بھی بن سکتا ہے، چنانچہ اُس نے گھوڑے کی لگام چھوڑ دی اور گھوڑا کافی پیچھے رہ گیا لیکن وفادار جانور مسلسل اُن کے پیچھے چلا آ رہا تھا۔ وہ تنہا اس جنگل میں رہ کر کرتا بھی کیا۔

تھوڑی دیر کے بعد وہ چٹانی درّہ سامنے آ گیا جس میں سے گزر کر اُنھیں آگے بڑھنا تھا۔ شیران نے گھوڑے کو درّے میں ڈال دیا اور اُسے جس قدر ممکن رفتار سے دوڑا سکتا تھا دوڑاتا رہا۔ اُسے ونود کے سسکتے ہُوئے بدن کا پُورا پُورا احساس تھا۔ اتنا تیز بخار تھا ونود کو کہ شیران کا بدن جلا جا رہا تھا۔ تاہم وہ اُسے اس کی منزل تک پہنچا دینا چاہتا تھا۔

درّے کا سفر طویل تھا۔ کافی دیر تک اس درّے میں گھوڑا دوڑانے کے بعد بالآخر وہ درّے کے دُوسری جانب نکل آئے۔ شیران نے گھوڑے کی رفتار سست دی اور پھر ونود سے کہنے لگا۔

"میرے خیال میں اب تم اپنی سرحد میں داخل ہو گئے ہو۔"

"ہاں۔ ہاں میں اپنی سرحد میں داخل ہو گیا ہوں۔"

"یہاں سے ہمیں کس طرف چلنا ہے؟"

"۔۔۔۔ سرحدی فوجیوں سے مڈبھیڑ ہونے کا خطرہ ہے۔ وہ تمھارے لیے تکلیف دہ ثابت ہو سکتے ہیں۔ اس لیے بائیں سمت کی اس گھاٹی کا رُخ اختیار کرو جو تھوڑے سے فاصلے پر چلنے کے بعد تمھیں مل جائے گی لیکن اگر مناسب سمجھو تو آرام کر لو۔"

"ٹھیک ہے لیکن یہ کھلی جگہ آرام کرنے کے لیے مناسب نہیں۔۔۔۔ بائیں طرف ہمیں کچھ درخت نظر آ رہے ہیں۔ میرا خیال ہے درختوں کے نیچے تم کچھ دیر سکون کی سانس لے سکتے ہو۔" شیران نے کہا اور ونود نے آنکھیں بند کر کے گردن ہلا دی۔

چنانچہ شیران نے گھوڑے کا رُخ اس جانب کر دیا اور تھوڑی دیر کے بعد وہ درختوں کے گھنے سائے میں پہنچ گئے۔ یہاں پہنچ کر شیران گھوڑے سے اُترا اور اُس نے ونود کو سہارا دے کر نیچے اُتار لیا۔ پھر ایک مناسب جگہ اُس نے ونود کو لٹا دیا۔ ونود کی آنکھیں چڑھ رہی تھیں۔ وہ بہت ہی خراب کیفیت میں تھا۔ اب شیران کو یہ احساس ہو رہا تھا کہ شاید وہ جانبر نہ ہو سکے۔ شیران نے اُس کے پاس سے ہٹنا چاہا تو ونود نے کراہتی آواز میں کہا۔ "شیران مسٹر شیران براہِ کرم میرے نزدیک آؤ میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہُوں۔"

"ہاں، ہاں کہو کیا بات ہے؟" شیران اس کے پاس جُھک کر بیٹھ گیا۔

"مجھے یقین ہو چلا ہے کہ اب میں نہیں بچ سکوں گا۔ میرے لباس کے نیچے سینے کے پاس ایک چمڑے کا کیس بندھا ہُوا ہے اس میں کچھ اہم کاغذات موجود ہیں۔ یہ کاغذات میرے لیے بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ میرے دوست تم نے مجھ پر جتنا احسان کیا ہے اس کا صلہ میں تمھیں کبھی نہ دے سکوں گا۔ ایک مرتے ہُوئے انسان

یہ آخری احسان اور کر دو۔ یہ کاغذات اپنے پاس چھپا لو اور جب بھی ممکن ہو سکے ہرن پورہ پہنچ کر تم رانی ایراوتی کے بارے میں کسی سے بھی پوچھ سکتے ہو۔ یہ کاغذات رانی ایراوتی کو پہنچانے ہیں۔ یہ اس کی ملکیت ہیں۔ اگر یہ کاغذات رانی ایراوتی تک پہنچ گئے تو میرے اہلِ خاندان ساری زندگی سکون سے بسر کر سکتے ہیں۔۔۔ اُنہیں اتنا کچھ مل جائے گا کہ میرے بعد اُنھیں کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ کیا ایک مرتے ہوئے انسان پر یہ آخری احسان اور کر دو گے میرے دوست؟"

ہاں! لیکن تم اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کرو۔ تم بچ جاؤ گے۔ میں خود تمھیں ہرن پورہ پہنچا دوں گا۔ اپنے آپ کو سنبھالو بہتر یہ ہوگا کہ تم جو کچھ اپنے اہلِ خاندان کو دینا چاہتے ہو اپنے ہاتھوں سے ہی دو۔"

"شیران میرے دوست! مرنے والے کو موت سے چند لمحات قبل احساس ہو جاتا ہے کہ اب وہ جانبر نہیں ہو سکے گا۔ میرے اُوپر یہی کیفیت طاری ہے۔ اب تو بولنے میں بھی دقّت محسوس کر رہا ہوں میرا لباس کھولو۔" ونود نے التجا کی اور شیران نے اس کی ہدایت کے مطابق اس کا لباس کھول لیا۔ اندر ایک پتلا سا چمڑے کا پیکٹ اس کے سینے پر بندھا ہُوا تھا۔ شیران نے وہ پیکٹ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور ونود کی آنکھوں میں کسی قدر سکون کے آثار نظر آنے لگے۔

"اب میرے خاندان کی بقا تمھارے ہاتھ میں ہے۔ کوئی بھی تمھیں تمھارے اس احسان کا صلہ نہیں دے سکے گا لیکن میں مرنے کے بعد بھی تمھیں یاد رکھوں گا۔" ونود نے کہا اور شیران نے آہستہ سے گردن ہلا دی۔ ونود کی آنکھیں اب جھپکنے لگی تھیں۔ اس کی سانسیں قدرے مدھم ہوتی جا رہی تھیں اور تھوڑی دیر کے بعد اس نے دم توڑ دیا۔ شیران عجیب سی نگاہوں سے اُسے دیکھتا رہا پھر جب اُسے احساس ہُوا کہ اب ونود میں زندگی کی رمق باقی نہیں رہی۔۔۔ تو اُس نے ایک عجیب سی آواز حلق سے نکالی اور کھڑا ہو گیا۔

"واہ بھئی تُو نے مجھے اپنی سرحد میں لا کر تنہا چھوڑ دیا۔۔۔ بے وقوف آدمی اگر مجھے پتہ ہوتا تُو مر جائے گا تو میں خوامخواہ تیرے لیے یہ مشقت کیوں اُٹھاتا۔ مرنا تھا تو وہیں مر جاتا۔ ایسے احمق مجھے سخت ناپسند ہیں اور اب یہ کاغذ۔ یہ کاغذ۔ ٹھیک ہے میں کوشش کروں گا کہ اسے تیرے اہلِ خانہ تک پہنچا دوں۔ ویسے بھی اس نئی سرحد میں نئی زندگی کی تلاش میں تو نکلنا ہی ہوگا۔" شیران خود بخود بڑبڑاتا رہا پھر اُس نے گھوڑے کی طرف دیکھا اور بڑا سا منہ بنا کر گردن ہلا دی۔

ونود کے لیے اُس کے دل میں جتنی لچک پیدا ہو گئی تھی وہ بھی اُس کی فطرت کے خلاف تھی۔ وہ کسی سے بھی محبت کرنے کا قائل نہیں تھا پتہ نہیں کیوں ونود کے لیے اتنا کچھ کیوں کیا تھا کہ اُسے یہاں تک لایا۔ بہر طور یہ تو کسی طور بھی ممکن نہیں تھا کہ وہ ونود کی لاش کے سلسلے میں جذباتی ہو جاتا چنانچہ اُس نے ونود کو اسی جگہ چھوڑ دیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر اس گھاٹی کا رُخ کیا جس کے بارے میں ونود نے بتایا تھا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد اسے گھاٹی نظر آ گئی۔ اور اُس نے اپنا گھوڑا گھاٹی میں اُتار لیا۔ ڈھلان خاصی خطرناک تھی لیکن شیران اطمینان سے اُس پر گھوڑا دوڑاتا رہا۔ اب ونود کا مسئلہ تو تھا نہیں کہ اُسے محتاط رہنا پڑتا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد وہ گھاٹی میں چلتا گیا۔ سورج آہستہ آہستہ چڑھتا جا رہا تھا۔ اس علاقے میں گرمی کافی تھی۔ جُوں جُوں سورج بلند ہوتا گیا۔ گرمی بڑھتی چلی گئی۔ شیران اطمینان سے اپنا گھوڑا دوڑاتا رہا۔ موسم اس پر بہت زیادہ اثر انداز نہیں ہوتے تھے بس عجیب و غریب گوشت پوست کا بنا ہُوا انسان معلوم ہوتا تھا پھر جب گھاٹی کا دُوسرا سرا اُس کے سامنے آیا تو اُس۔ نے اُسے عبور کرنا شروع کر دیا۔ گھوڑے کے انداز میں کچھ تھکن کے آثار محسوس ہو رہے تھے چنانچہ شیران نے فیصلہ کیا کہ گھاٹی عبور کرنے کے بعد جب وہ ڈھلان کے اوپر! جنوب کی سمت پہنچے گا تو قیام کے لیے کوئی مناسب جگہ تلاش کر لے گا۔ وہ سفر کرتا رہا اور پھر جب ڈھلان کے آخری حصّے پر پہنچا تو دفعتاً اُسے چونک کر رُک جانا پڑا۔

غالباً وہ لوگ اُس کے اُوپر آ جانے کے منتظر تھے اور اُنھوں نے اسے گھاٹی ہی میں گھیرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ ان کے ہاتھوں میں اسٹین گنیں دبی ہُوئی تھیں اور ان کی تعداد دس کے قریب تھی۔ فوجی وردی میں ملبوس تھے ان میں چند سکھ بھی نظر آ رہے تھے۔ باقی مقامی لوگ تھے ان کی آنکھیں اس پر جمی ہُوئی تھیں اور ان آنکھوں میں خوشگوار تأثرات نہیں تھے۔ ان میں سے ایک نے غرّاتے ہُوئے لہجے میں کہا۔ "اپنے ہاتھ بلند کر لو اگر ذرا بھی جنبش کرنے کی کوشش کی تو تمھیں قتل کرنے میں ہمیں کوئی دقّت پیش نہیں آئے گی۔"

"میں جانتا ہُوں تم لوگوں کے ہاتھوں میں اسٹین گنیں ہیں اس لیے میں خود کو تمھارے حوالے کرتا ہُوں۔" شیران نے جواب دیا۔ اس کے لہجے میں گھبراہٹ کا کوئی عنصر نہیں تھا۔

★★

ذہن پر کچھ غنودگی سی چھا گئی تھی۔ یہ غنودگی آہستہ آہستہ گہری ہوتی گئی اور شاید نعمان خان کو نیند آ گئی۔ بہر طور جب آنکھ کھلی تو کمرے میں گھُپ اندھیرا تھا۔ اُسے وقت کا کوئی احساس نہیں تھا۔ چند لمحات وہ اپنی جگہ بیٹھا رہا۔ دروازہ شاید باہر سے بند تھا۔ اس نے سوچا کہ اُٹھ کر دروازے سے زور آزمائی کرے یہاں قید ہونے کے لیے تو نہیں آیا تھا۔ ویسے یہ صورت حال ذرا توقع کے خلاف تھی جیسا کہ اُسے بتایا گیا تھا کہ ویشیا کا باشندہ ہونے کی حیثیت سے اُسے ویشیا تک پہنچنے میں بہت زیادہ مشکلات کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا بس کوئی ضمنی سی کارروائی ہو سکتی ہے لیکن یہاں ان لوگوں کا رویّہ اُسے کافی سخت محسوس ہو رہا تھا۔

بہر طور ابھی اُس نے دروازے پر زور آزمائی کی ابتدا بھی نہیں کی تھی کہ باہر بھاری جوتوں کی آواز سُنائی دی اور وہ جلدی سے دروازے کے پاس سے ہٹ گیا۔ اُس نے آنے والوں کا انتظار کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا چنانچہ ایک گوشے میں لیٹ کر اُس نے آنکھیں بند کر لیں۔

چند لمحات کے بعد دروازہ کھلا۔ نعمان خان نے نیم وا آنکھوں سے ایک ٹارچ کی روشنی کمرے میں پھیلتی ہُوئی محسوس کی۔۔۔۔ اور پھر وہ نعمان خان پر آ کر رُک گئی۔ اُسے دو باوردی سپاہی اپنے قریب ہی نظر آ رہے تھے۔ اُن کے پاس شاید اس وقت رائفلیں نہیں تھیں۔ ایک سپاہی نے اُسے سوتا پا کر اپنی زبان میں کچھ گالیاں دیں جنھیں نعمان خان نے صاف سُنا تھا۔ وہ ٹھنڈی سانس لے کر رہ گیا۔ اس مہم نے اُسے بالکل ہی بے زبان کر کے رکھ دیا تھا۔ ایک سپاہی جو گالیاں بک رہا تھا۔ اس کی طرف آیا اور اُس نے آتے ہی نعمان خان کے پیٹ میں ٹھوکر مارنے کے ارادے سے پاؤں اُٹھایا ہی تھا کہ اُس نے لپک کر اُس کی ٹانگ پکڑ لی اور اسے موڑ کر اس زور سے جھٹکا دیا کہ وہ منہ کے بل ایک جانب گرا۔

نعمان خان دُوسرے لمحے اس پر پل پڑا تھا اور دو ہی گھونسوں میں اُس نے سپاہی کی طبیعت صاف کر دی۔ اپنے ساتھی کو پٹتے دیکھ کر ٹارچ والا سپاہی بھی اس پر حملہ آور ہو گیا تھا۔ لیکن نعمان کی لات کی ایک ہی ضرب میں دو قلابازیاں کھاتا ہُوا دُور جا گرا اس کے منہ سے چیخ نکلی اور ٹارچ اُس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ نعمان خان نے فوراً ٹارچ پر قبضہ کر لیا اور اُسے بند کر دیا۔ دونوں سپاہی بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ چند لمحوں کے اندر اندر اُس نے اپنے حواس درست کیے۔ کمرے کا دروازہ بند کیا اور ٹارچ روشن کر کے سپاہیوں کا جائزہ لینے لگا۔ پھر ٹارچ بجھا کر دروازہ کھولا اور دبے پاؤں کمرے سے باہر نکل آیا۔ راہداری تاریک و سنسان پڑی ہُوئی تھی۔ وہ ایک گوشے میں کھڑا ہو کر سوچنے لگا کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ یہاں سے فرار ہونے کی کوشش کی جائے یا پھر ان لوگوں کا انتظار کیا جائے۔ فرار ہونے کی شکل میں اُسے ایک بار پھر۔۔۔ مسلسل مصیبت میں گرفتار ہونا پڑے گا۔ دُوسری شکل یہ تھی کہ وہ انتظار کرے اور دیکھے کہ اس کے ساتھ وہ زیادہ سے زیادہ کیا سلوک کر سکتے ہیں؟ ویسے بھی اس بندرگاہ کے بارے میں اسے یہ احساس ہو چکا تھا کہ وہ زیادہ وسیع نہیں ہے اور وہ کم از کم یہاں رہ کر ان لوگوں کی نگاہوں سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ وہ یقیناً اُسے ڈھونڈ نکالیں گے اور پھر اُنھیں یقین ہو جائے گا کہ وہ جاسوس ہے۔ اس جُرم میں اُسے گولی سے بھی اُڑایا جا سکتا تھا۔۔۔ پہلی بار نعمان خان کو احساس ہُوا کہ اُس نے اپنے تربیت کنندگان پر بھروسہ کر کے غلطی کی ہے۔ اپنے طور پر بھی اُسے کچھ سوچنا سمجھنا چاہیے تھا۔ ضروری تو نہیں ہے کہ سارے معاملات اُن کی مرضی کے مطابق ہی ہوں اور اس طرح ان سپاہیوں سے لڑ کر بھی اُس نے غلطی کی تھی۔

ابھی وہ اس حماقت کی تلافی کی تدابیر سوچ ہی رہا تھا کہ سامنے سے چار پانچ سپاہی آتے نظر آئے۔ اُس نے موقع غنیمت جانا اور جلدی سے ٹارچ ایک طرف پھینک کر وہیں لیٹ گیا اور یوں کراہنے لگا جیسے دم لبوں پر ہے۔

اُس کی آواز سُن کر وہ دوڑتے ہُوئے آئے اور اُس کے گرد کھڑے ہو گئے پھر اُن میں سے ایک نے اپنی ٹارچ روشن کر کے نعمان خان کا چہرہ دیکھا اور اپنی زبان میں اپنے ساتھیوں سے کچھ کہنے لگا۔ نعمان خان اُس کے الفاظ نہیں سُن سکا تھا لیکن وہ محسوس کر رہا تھا کہ وہ سب ہی باری باری اس کا معائنہ کر رہے ہیں۔ نعمان خان نے کراہ کر کروٹ بدلی اور اشارے سے ان سے پانی مانگا۔ وہ ایک دُوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ کچھ دیر آپس میں صلاح مشورہ کرنے کے بعد اُنھوں نے نعمان خان کے ہاتھ پاؤں پکڑے اور تین چار برآمدے اور راہداریاں عبور کرتے ہُوئے ایک وسیع و عریض کمرے میں داخل ہو گئے جہاں فوجی وردیاں پہنے ہُوئے کچھ آفیسر بیٹھے ہُوئے تھے۔ اُنھوں نے آفیسر کے سامنے نعمان خان کو فرش پر پھینک دیا۔ سپاہیوں نے اُن سے کچھ کہا اور کمرے سے باہر نکل گئے لیکن نعمان خان نے بے ہوش بننے میں ہی عافیت محسوس کی تھی۔ اس نے محسوس کیا کہ ان میں سے ایک شخص اس کے قریب آ کر اُسے بغور دیکھ رہا ہے پھر اُس نے اپنے ساتھی سے آہستہ سے کچھ

کہا یہ الفاظ بھی نعمان خان کی سمجھ میں نہیں آئے تھے۔ دونوں ہنسنے لگے چند لمحوں بعد یکایک پانی کا ایک بھرا ہوا جگ نعمان خان کے سر پر انڈیل دیا گیا اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔ وہ اٹھنے کی کوشش کرنے لگا لیکن اس انداز میں جیسے اس کے بدن میں جان ہی نہ ہو۔ ان دونوں نے مل کر اسے اٹھایا اور ایک کرسی پر بٹھا دیا۔

نعمان خان اپنے طور پر بھرپور کوشش کر رہا تھا کہ اپنی فطرت کے خلاف لومڑی کی سی مکاری سے کام لے کر ان لوگوں کو بے وقوف بنانے کی کوشش کرے حالانکہ جی تو یہی چاہتا تھا کہ وہ مقابل سے بھڑ جائے اور خود مر جائے یا اسے ہلاک کر دے۔ اس بے عزتی کا اس نے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا۔

لیکن جو مہم اس کے سپرد کی گئی تھی اور اسے جس شکل میں یہاں بھیجا گیا تھا اس کے تحت مکاری بے حد ضروری تھی۔ پندرہ دن تک اسکاروں نے اسے یہی تربیت دی تھی کہ خطرناک سے خطرناک حالات میں اپنی شخصیت کو بھول کر صرف اسی طرح عمل کیا جائے جس طرح وقت کی ضرورت ہو اور وقت کی اس ضرورت نے نعمان خان کا دل خون کر دیا تھا۔ وہ زندگی کو اتنی زیادہ اہمیت نہیں دیتا تھا کہ وہ اس کی ذات پر حاوی ہو جائے۔ یہ لوگ جو کچھ کر رہے تھے وہ نعمان خان کی برداشت سے باہر تھا لیکن وہ آخری لمحات تک اپنے آپ کو کنٹرول کرنا چاہتا تھا۔ اس نے آنکھیں کھولیں اور اٹھنے کی کوشش کی۔ کمرے میں صرف دو موم بتیاں جل رہی تھیں جن کی کانپتی ہوئی زرد روشنی میں اس نے ان دونوں آدمیوں کا جائزہ لیا۔ ایک دبلا پتلا اور طویل القامت تھا جس کی آنکھیں چھوٹی تھیں اور بھینچے ہوئے پتلے لب ظاہر کرتے تھے کہ وہ حد درجہ سفاک شخص ہے۔

دوسرا اس سے مختلف تھا۔ پستہ قامت اور موٹے بدن کا مالک چوڑا چکلا چہرہ، بڑی بڑی باہر کو ابھری ہوئی سرخ آنکھیں ٹھوڑی کے نیچے ڈھلکا ہوا گوشت اور چھوٹے چھوٹے بازو وہ اس وقت شاید شراب کے نشے میں دُھت تھا۔ ان کی وردیوں سے یہ اندازہ کرنا دشوار نہیں تھا کہ وہ دونوں میجر کا عہدہ رکھتے ہیں۔ لمبے آدمی نے نرم لہجے میں پوچھ گچھ کا آغاز کر دیا۔ وہ روانی سے ویلشین زبان بول سکتا تھا۔ اس نے صرف پانچ سوال نعمان خان سے پوچھے۔

"تم کون ہو؟ تمہارا اصل نام کیا ہے۔ کہاں کہاں رہے ہو چہرے اور سر پر زخموں کے نشانات کیسے ہیں؟ رات کے وقت سمندر میں کشتی لیے کس مقصد سے گھوم رہے تھے؟" نعمان خان نے تفصیل سے وہی رٹے رٹائے جواب پیش کر دیے لیکن دراز قد کے لبوں پر پھیلی مسکراہٹ سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ ان سے مطمئن نہیں ہے۔ چند لمحات خاموش رہنے کے بعد اس نے کہا "تمہیں یہ تسلیم کر لینا چاہیے کہ تم یہاں جاسوسی کی غرض سے داخل ہوئے ہو؟"

"جناب اپنے وطن میں کوئی جاسوس نہیں ہوتا۔ میں مقامی باشندہ ہوں اور میرے آبا و اجداد صدیوں سے اس ملک کو اپنا وطن بنائے ہوئے ہیں۔ میرا جرم صرف اتنا سا ہے کہ میں بلجیم سے اپنے وطن واپس آیا ہوں۔ یہ کشتی میں نے بمشکل تمام حاصل کی تھی۔ اس کے علاوہ میرے پاس کوئی قابلِ اعتراض چیز نہیں۔ میں تو اپنی زمین پر آیا ہوں۔ یہاں میری کافی وسیع جائداد ہے جو میرے لیے ترکے کے طور پر محفوظ کر دی گئی ہے۔" موٹا اور مکروہ صورت میجر جواب تک خاموشی سے یہ تمام باتیں سن رہا تھا یکایک حلق پھاڑ کر چیخا۔

"تم اس کی بکواس پر یقین نہ کرنا میجر۔۔۔ یہ کچھ نہیں بتائے گا اس کی زبان کھلوانے کے لیے ہمیں وہی طریقے اختیار کرنے پڑیں گے جو زبان کھلوانے کے لیے مفید ثابت ہوتے ہیں۔" وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور کسی بھوکے درندے کی طرح نعمان خان پر پل پڑا۔ اس نے لاتوں گھونسوں اور تھپڑوں سے اس بری طرح نعمان خان کی پٹائی کی کہ اسے چھٹی کا دودھ یاد آ گیا۔ جب انھوں نے دیکھا کہ وہ ادھ موا ہو گیا ہے تو وہ اسے اسی کمرے میں چھوڑ کر چلے گئے۔ نعمان خان ساری رات ایک ناقابلِ برداشت عذاب میں گرفتار رہا تھا۔ ان لوگوں نے جس طرح اس کو مارا تھا اس سے اس کے بدن میں جگہ جگہ درد ہو رہا تھا لیکن سب سے زیادہ اذیت ناک یہ احساس تھا کہ وہ خاموشی سے مار کھاتا رہا تھا۔

چنانچہ اس نے ذہن کو پرسکون کرنے کی کوشش کی اور سوچنے لگا کہ جب انھیں پتہ چلے گا کہ اس نے ان کے سپاہیوں کی ٹھکائی بھی کی ہے تو شاید یہ لوگ اسے جان ہی سے مار ڈالیں۔

اس ذہنی انتشار سے بچنے کا ایک ہی طریقہ تھا کہ سونے کی کوشش کی جائے جس طرح بھی ممکن ہو نیند آنکھوں میں آ جائے تو بہتر ہے۔ وہ اس کوشش میں مصروف ہو گیا اور تھوڑی دیر کے بعد نیند کی دیوی اس پر مہربان ہو گئی پھر اس کی آنکھ اس وقت کھلی تھی جب اُس نے دو آفیسروں کو اپنے قریب کھڑے ہوئے دیکھا۔

ان میں سے ایک نے اپنے بوٹ کی نوک نعمان خان کی پسلی میں مارتے ہوئے کہا "اٹھو بہت عیش کر چکے۔ اب ذرا کچھ کام بھی کر کے دکھاؤ، ورنہ موت تم سے زیادہ دور نہیں ہو گی۔۔۔" نعمان خان کو یقین ہو گیا تھا کہ یہ موت کے فرشتے ہی معلوم ہوتے ہیں۔ چنانچہ وہ خاموشی سے کھڑا ہو گیا۔ اس کا ذہن ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں کر پایا تھا، تاہم اپنے پہلے فیصلے کے تحت وہ خاموش رہنا چاہتا تھا۔ وہ لوگ اسے ساتھ لیے باہر آ گئے۔

باہر ایک جیپ کھڑی ہوئی تھی، چنانچہ نعمان خان کو اس میں بٹھا کر کسی طرف لے جایا جانے لگا جس جگہ اسے لے جایا گیا وہ باقاعدہ جیل تھی جس میں سیکڑوں مقامی باشندے قید تھے۔

نعمان خان کو ایک علیحدہ کوٹھڑی میں بند کر دیا گیا جہاں سے وہ ان مظلوموں کی آواز بخوبی سن سکتا تھا جن کو دن رات اذیت دی جاتی تھی۔ دو روز تک وہ اس کوٹھڑی میں بھوکا پیاسا بند رہا۔ تیسرے روز جب اس کی قوتِ برداشت جواب دیتی جا رہی تھی تو دروازہ کھلا اور ایک باوردی مسلح سپاہی نے اسے باہر نکلنے کا اشارہ کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد اسے کمرۂ تفتیش میں تین آفیسروں کے سامنے پیش کیا گیا۔

ان میں دو وہی تھے جو اسے یہاں لے کر آئے تھے۔ انھوں نے ویلشین زبان میں سوالات کا آغاز کیا۔ ان کے ہر سوال میں لفظ جاسوسی شامل تھا، چنانچہ نعمان خان نے افسردہ لہجے میں کہا۔ "جناب والا میں جاسوس نہیں ہوں۔ بلجیم میں بھی ایک بار مجھے جاسوس سمجھا گیا تھا، حالانکہ میں اپنے وطن کا وفادار، اپنے شاہ کا وفادار اور شریف شہری ہوں۔ آپ میرے خاندانی حالات میرے اپنے گاؤں سے معلوم کر سکتے ہیں۔ اگر یہ حالات غلط ثابت ہوں تو پھر آپ جو مناسب سمجھیں میرے ساتھ سلوک کریں۔" دفعتاً ایک آفیسر نے آگے بڑھ کر ایک زوردار گھونسہ نعمان خان کے منہ پر رسید کیا اور نعمان خان پیچھے ہٹ گیا۔ دوسرے آفیسر نے اس کے پیٹ پر لات مار کر رہی سہی کسر پوری کر دی۔ اس کے کانوں میں آفیسر کے چیخنے کی آواز آ رہی تھی۔ "ابھی پتہ چل جائے گا تم کون ہو۔ ہم تمہارے لیے مناسب بندوبست کر دیتے ہیں۔"

"بہتر ہے کہ اسے اس کے ساتھیوں کے پاس ہی پہنچا دو۔ ہم اس کے لیے واقعی کوئی مناسب بندوبست کریں گے۔" اس شخص نے کہا جو اب تک خاموش رہا تھا۔ دوسرے لوگ اس کی بات پر غور کرنے لگے پھر انھوں نے کہا "ٹھیک ہے اس سے پوچھ گچھ کا سلسلہ تھوڑی دیر کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔"

چنانچہ نعمان خان کی جان وقتی طور پر بچ گئی۔ اسے ایک ایسے احاطے میں بھیج دیا گیا جہاں بہت سے بدنصیب ویلشین باشندے بیٹھے ہوئے تھے۔ دروازے پر مسلح فوجی پہرہ دے رہے تھے۔ ایک آفیسر کونے میں میز لگائے کچھ ٹائپ کر رہا تھا۔

ان لوگوں کی حالت دیکھ کر نعمان خان کو رومن عہد کے وہ غلام یاد آ گئے جو رومنوں کے بحری جہازوں کو چلایا کرتے تھے۔ ان کی حالت مُردوں سے بھی بدتر تھی۔ فاقوں کے باعث اُن کے جسموں کی ایک ایک ہڈی باآسانی گنی جا سکتی تھی۔ اکثر بری طرح زخمی اور اپاہج تھے کسی کا ہاتھ ٹوٹا تھا تو کسی کی ٹانگ، کسی کی ناک ٹوٹی ہوئی تھی تو کسی کے چہرے پر ایسے گھاؤ جیسے کہ درندوں نے منہ نوچا ہو۔ بعض مظلوموں کی کھوپڑیوں سے اس وقت بھی لہو ٹپک رہا تھا۔ ان کی حالت دیکھتے ہی نعمان خان اپنی تکلیف بھول گیا اور اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ یکایک اُسے ایک آواز سنائی دی۔ میز پر بیٹھا ہوا آفیسر کہہ رہا تھا۔ "اے تم شہنشاہوں کی طرح یہاں بیٹھ کر وقت مت گزارو۔ ان لوگوں کے ساتھ جا کر بیٹھو تمہیں تھوڑا سا کام سونپا جائے گا۔"

"میں تیار ہوں۔" نعمان خان نے آہستہ سے جواب دیا اور آگے بڑھ کر ان لوگوں کے قریب پہنچ گیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے۔ یہ صورتحال تو کچھ الٹی ہی نظر آ رہی تھی۔۔۔۔

تاہم وہ اپنے طور پر آخر وقت تک محتاط رہنا چاہتا تھا اور اسی تربیت کے مطابق کام کرنے کا خواہش مند تھا جو اُسے دی گئی تھی۔

اس کا ذہن صحیح طور پر کام نہیں کر رہا تھا۔ بہرطور وہ ان کے درمیان جا کر بیٹھ گیا۔ بہت سے لوگ گردنیں جھکائے بیٹھے ہوئے تھے۔ کسی نے اُس سے بات کرنے کی کوشش نہیں کی پھر اُس آفیسر نے جو میز پر بیٹھا کچھ لکھ رہا تھا۔ اُسے نزدیک بلایا اور نعمان خان اُٹھ کر اس کے قریب پہنچ گیا۔ آفیسر گہری نگاہوں سے اس کا جائزہ لے رہا تھا پھر اس نے ادھر اُدھر دیکھا اور آہستہ سے نعمان خان سے بولا "کیا تم نے جو کچھ ان لوگوں سے کہا ہے وہ بالکل سچ ہے؟"

"جی جناب میں سچ عرض کر رہا ہوں اگر آپ میرے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہیں تو میرا آبائی گاؤں یہاں سے دور نہیں ہے۔ اگر میری دی ہوئی اطلاعات غلط ثابت ہوں تو مجھے بلا تکلف گولی مار دی جائے۔"

"ہوں۔ لیکن بلجیم سے واپسی کے وقت تمہارے ذہن میں یہ بات نہیں تھی کہ تمہارے علاقے میں بغاوت ہو رہی ہے اور یہاں دو بڑے ملکوں کی چپقلش کام کر رہی ہے۔ کیا تمہیں یہ احساس نہیں تھا کہ یہ وقت وطن واپس آنے کے لیے مناسب نہیں ہے؟"

"بس میں کیا عرض کروں جناب۔ اپنے وطن پہنچنے کا

خواہشمند تھا۔ طویل عرصے کے بعد واپسی ہوئی ہے ۔۔۔۔۔۔ مجھے یہ اندازہ نہیں تھا کہ میں اس طرح مصیبت میں گرفتار ہو جاؤں گا۔"

"وطن کی آزادی کے بارے میں کیا خیال رکھتے ہو؟"

"افسوس جناب طویل عرصے سے یہاں سے دُور ہوں اور حالات سے ناواقف۔"

"حالات۔" آفیسر نے گہری سانس لے کر کہا۔ "حالات جو کچھ بھی تم دیکھ چکے ہو۔ یہ وہ تمام ویلیشین باشندے ہیں جو اپنے وطن کو اس فرعون کی دسترس سے آزاد کرانے کے لیے کوشاں ہیں جس نے ان پہ زندگی تنگ کر دی ہے اور ایک ملک کے ہاتھوں کھیل رہا ہے۔" آفیسر کی یہ بات سن کر نعمان خان ششدر رہ گیا تھا۔ ایک لمحے کے لیے اس کا ذہن چکرایا لیکن دُوسرے لمحے وہ پھر مستعد ہو گیا۔ اُس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ یہ اب دُوسری چال ہے۔ اس کی زبان کھلوانے کی ایک نئی کوشش غالباً وہ اس کے بارے میں سب کچھ اس انداز میں جان لینا چاہتے ہیں اور یہ نئی کروٹ اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے چنانچہ اس نے خود کو فوراً سنبھال لیا۔

"جناب والا۔ درحقیقت میں ان سارے معاملات سے ناواقف ہوں۔ طویل عرصے وطن سے دُور رہا اور مجھے یہ نہیں پتہ چل سکا کہ وطن کے حالات کیا ہیں؟ آپ خود سوچیں کہ بلجیم سے یہاں تک کا سفر کتنا طویل اور دُشوار گزار ہے۔ بھلا اس طرح مجھے یہاں کے حالات کیسے معلوم ہو سکتے تھے؟"

"سنو اگر تم یہ سمجھ رہے ہو کہ میں چالاکی کر کے تمھاری زبان کھلوانے کی کوشش کر رہا ہوں تو اس خیال کو ذہن سے نکال دو۔ مجھے اس بات سے کوئی دلچسپی نہیں ہے کہ تم کون سے گروپ سے تعلق رکھتے ہو اور کس کے حق میں ہو، تاہم اگر تم یہاں سے نکلنا چاہتے ہو تو میں تمھاری مدد کر سکتا ہوں۔ درِ اصل تم ابھی یہاں نئے آئے ہو اور مجھے زندگی سے اس قدر مایوس نظر نہیں آتے، جتنا یہ دُوسرے لوگ ہیں، اگر تم اپنے وطن کے لیے کچھ کرنا چاہتے ہو تو میں خلوصِ دل سے تمھاری مدد کر سکتا ہوں۔"

"لیکن آپ لیکن آپ تو۔۔۔"

"ہاں بظاہر میں ان لوگوں کا حامی ہوں لیکن اندرونی طور پر میرے ذہن میں کچھ اور ہے۔ افسوس میں تمھیں اس کی تفصیل نہیں بتا سکتا۔ ہاں اگر تم میرے خلوص کا یقین کرنا چاہو تو میرے چند الفاظ اس کے لیے کافی ہوں گے۔ سنو میں یہ کوشش کرتا ہوں کہ تمھیں ایک عام آدمی قرار دے کر ان لوگوں کے ذہن میں یہ بات بٹھاؤں کہ وہ تمھیں اپنے جاسوس کی حیثیت سے ویلیشیا کے اندرونی علاقوں میں بھیج دیں۔ وہ لوگ تمھارے بارے میں معلومات حاصل کر رہے ہیں یقیناً وہ یہ معلوم کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے کہ تمھارا آبائی وطن یہاں ہے یا نہیں یا تمھارا نام پیٹری کین ہے اور تم یہاں سے تعلق رکھتے بھی ہو یا نہیں۔ تمھارے بارے میں وہ مفصل معلومات حاصل کر رہے ہیں۔ اس کے بعد یا تو وہ تمھیں چھوڑ دیں گے یا اگر تم بدستور ان کی نگاہوں میں مشکوک رہے تو پھر تمھاری بھی کیفیت انہی لوگوں کی سی ہو جائے گی۔ بہتر یہ ہے کہ تم ان لوگوں سے مکمل تعاون کا اظہار کرو۔ میں اُنھیں اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے یہ بات کہوں گا کہ تم ویلیشیا کے باشندے ہو اور اگر وہ تم سے کچھ کام لینا چاہتے ہیں تو تم اس کے لیے تیار ہو جاؤ گے۔ وہ یہ معلوم کرنا چاہیں گے کہ ویلیشیا میں زیرِ زمین سرگرمیوں کو جاری رکھنے والے گروپ کون کون سے ہیں اور کس طرح کام کر رہے ہیں گویا وہ تمھیں اپنا جاسوس بنا کر تمھارے وطن بھیج دیں گے۔"

"ہوں۔ لیکن میں۔ میں ان کے لیے یہ سب کچھ کیسے کر سکوں گا؟"

"یہ تمھاری اپنی ذمے داری ہوگی بس اس طرح میں تمھیں یہاں سے نکل جانے کا موقع دوں گا۔ تم ایک ایسے گروپ کے پاس پہنچ سکتے ہو جو یہاں سے تمھیں فرار کرا سکتا ہے۔ میں اس سے اچھی طرح واقف ہوں وہ تمھیں بآسانی فرار کرا سکتا ہے۔ یہ الفاظ زندگی کی بازی لگا کر میں نے تم سے کہہ دیے ہیں اگر چاہو تو تم میرے بارے میں اُن لوگوں کو بتا دینا۔ زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا ناکہ موت کے گھاٹ اُتار دیا جاؤں گا اگر مجھے میری نیکیوں کا صلہ ملنا ہے تو مل جائے مجھے اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔" نعمان کو اس شخص کے چہرے پر سچائی نظر آئی تھی، چند لمحات وہ اس کو دیکھتا رہا۔ دل اندر سے کہہ رہا تھا کہ اس پر اعتبار کر لیا جائے اس کی باتیں مان لی جائیں لیکن عقل روک رہی تھی اور اس بات کا اظہار کر رہی تھی کہ اُسے اپنی شخصیت سے آگاہ نہ کیا جائے۔ چنانچہ بات نعمان خان نے تسلیم کی اور آہستہ لہجے میں کہنے لگا "اگر آپ اُوپر یہ احسان کرنا چاہتے ہیں تو ضرور کر دیں۔ میں کم از کم اپنے تو پہنچ جاؤں گا۔ اس کے بعد حالات جو تقدیر میں ہوں گے ہوں گے۔"

"ٹھیک ہے، ٹھیک ہے۔ میں تم سے یہ بات کہنے میں خوشی نہیں محسوس کروں گا کہ درِ اصل تم اپنے وطن کے جاسوس کر رہے ہو جاؤ فی الحال ان لوگوں کے درمیان بیٹھو تمھارے لیے کوشش کرتا ہوں۔" نعمان خان خاموشی سے واپس پلٹا اور دُوسرے لوگوں کے درمیان جا کر بیٹھ گیا۔ اس کا ذہن اس شخص میں اُلجھا ہوا تھا۔ شکل و صورت، چہرے مہرے سے وہ انھی لوگوں میں سے ایک معلوم ہوتا تھا لیکن اُس کے الفاظ۔ بہر صورت دیکھنا یہ تھا کہ حالات کیا کروٹ بدلتے ہیں۔

میگنیشیا دل میں سدھاشی کے لیے بے حد ہمدردی رکھتی تھی، مارلینو نے ابھی اُنھیں یہاں رہنے کی اجازت دے دی تھی۔ اس لیے میگنیشیا کا زیادہ تر وقت سدھاشی کے ساتھ ہی گزرتا تھا، پتہ نہیں کیوں اُسے سدھاشی سے اس قدر لگاؤ پیدا ہو گیا تھا۔

شیران کے بارے میں مارلینو نے اس سے سوال کیا تھا، جس کا جواب اُس نے مارلینو کو دے دیا تھا، ہاں یہ حقیقت تھی کہ ایک زمانے میں شیران جب اُس کے پاس پہنچا ہی تھا، تو وہ اس کی شخصیت سے بے حد متاثر ہو گئی تھی۔ پھر جب شیران کی اصلیت کھل کر اس کے سامنے آئی، تو محبت کا وہ احساس اُس کے دل سے ختم ہو گیا۔ ہر چند کہ وہ ایک ایسے پیشے سے منسلک تھی، جس میں شرافت اور نیکیوں کا کوئی تصور نہیں ہوتا۔ مارلینو کے ساتھی کی حیثیت سے اس کے سپرد بعض اوقات کچھ ایسے کام بھی کر دیے جاتے تھے، جنھیں کرنے کو اس کا دل نہیں چاہتا تھا، لیکن بہر طور جب وہ اس پیشے کو اپنا ہی چکی تھی، تو پھر اس سے پرہیز کیا معنی رکھتا تھا۔ سدھاشی کے مسئلے میں وہ بس جذباتی ہی ہو گئی تھی اس کی وجہ شیران کی وہ کیفیت تھی، کہ شیران نے اس مظلوم لڑکی پہ اس وقت بھی رحم نہیں کیا تھا جب وہ ساری دُنیا سے کٹ کر اس کے رحم و کرم پہ تھی، ایسا انسان اس قابل نہیں ہوتا کہ اس کے ساتھ کوئی انصاف یا ایمانداری کا سلوک کیا جا سکے، وہ تو اس قابل ہوتا ہے کہ اسے پتھر دل پہ رکھ کر سانپ کی طرح کچل دیا جائے اور یہ حقیقت تھی کہ سدھاشی کی جو حالت شیران نے کی تھی اس کے تحت اگر وہ میگنیشیا کو اس حالت میں مل جاتا تو وہ بلاشبہ اس پہ رحم نہ کرتی۔

اس وقت بھی وہ سدھاشی کے پاس جا رہی تھی چند لمحات کے بعد وہ اس کے کمرے میں پہنچ گئی، سدھاشی ایک مسہری پہ ہی کہنیاں ٹیکے بیٹھی ہوئی تھی، اُس کی نگاہیں نہ جانے کہاں بھٹک رہی تھیں، اُس کے چہرے پہ وہی ویرانی، اور وہی لُٹ جانے کا احساس تھا، جو میگنیشیا کو اُداس کر دیتا تھا، سدھاشی کی شکل دیکھ کر ایک بار پھر اُداس ہو گئی اور محبت سے اُس کے نزدیک جا بیٹھی، اسدھاشی کے بالوں میں اُنگلیاں پھیر رہی تھی۔

سدھاشی کی آنکھوں میں اُسے دیکھ کر ایک لمحے کے لیے استقبالیہ تاثرات پیدا ہوئے، اُس نے ہلکے سے مُسکرانے کی کوشش بھی کی تھی۔

"تمھاری طبیعت اب خاصی بہتر نظر آ رہی ہے سدھاشی۔" میگنیشیا نے کہا۔

"ہاں ٹھیک ہوں۔" سدھاشی بُجھے بُجھے لہجے میں بولی۔

"پھر ایسی بُجھی بُجھی کیوں نظر آ رہی ہو؟"

"بس ابھی تھوڑی دیر پہلے میں نے اپنے آپ کو آئینے میں دیکھا تھا۔"

"اچھا، پھر کیا نظر آیا؟" میگنیشیا نے مُسکراتے ہوئے پوچھا۔

"شیران۔"

"کیا مطلب؟" میگنیشیا چونک پڑی۔

"ہاں یہ میرے چہرے کے نشانات دیکھ رہی ہو، اس نے مجھے اتنی بلندی سے پھینکا تھا کہ تم تصور بھی نہیں کر سکتیں۔ میگنیشیا مجھے صرف یہ حیرت تھی کہ میرا بدن سلامت کیوں بچ گیا! میں سیدھی پانی میں جا گری تھی، لیکن راستے میں کئی جگہ چٹانوں سے ٹکرائی بھی تھی، ایک وہیں پاش پاش کیوں نہ ہو گئی میگنیشیا، پتہ نہیں کیوں تقدیر مجھے زندگی دینے پہ تلی ہوئی ہے۔"

"دیکھو سدھاشی تم وعدہ کر چکی ہو کہ اب ان تمام خیالات کو ذہن سے نکال کر جیو گی۔ اپنے لیے نہیں تو کم از کم۔ کسی دُوسرے وجود کے لیے، جو تمھارے بدن میں پرورش پا رہا ہے۔"

"کیا۔" سدھاشی ایک دم چونک پڑی۔ "کونسا وجود؟"

"کیا مطلب۔۔۔ کیا۔ کیا ڈاکٹر سارڈی نے؟" میگنیشیا متعجبانہ لہجے میں بولی۔

"میں کچھ نہیں سمجھی میگنیشیا پلیز۔ تمھارے الفاظ نے مجھے حیران ضرور کر دیا ہے۔ کیا کہہ رہی تھیں تم؟"

"سدھاشی۔ سدھاشی، ڈاکٹر سارڈی نے تمھیں کیوں نہیں بتایا آخر؟" تمھیں اس بات کا علم نہیں ہے کہ تمھارے جسم میں ایک ننھا سا وجود پرورش پا رہا ہے۔"

"کک کیا۔ کیا؟" سدھاشی کا لہجہ بے حد تعجب خیز تھا۔

"اوہ میں نہیں سمجھتی کہ اس کی کوئی خاص وجہ ہے اور نہ ہی میں اس بات کو تم سے چھپانا پسند کرتی ہوں۔۔۔ ممکن ہے تمھارے ذہن پہ اس کے اچھے اثرات مرتب ہوں۔ سدھاشی تمھارے وجود میں تبدیلی آ چکی ہے سدھاشی، شاید تم نے جو کچھ سُنا یا اس کے تحت بھی درست ہو کہ وہ شیران کی اولاد ہے۔ ڈاکٹر سارڈی نے تمھاری

چیکنگ کے دوران یہ بات بتائی تھی کہ تم ماں بننے والی ہو۔"

ان الفاظ نے سدھاشی کے بدن میں تشنج سا پیدا کر دیا، وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے میگنیشیا کو دیکھتی رہی، اُس کے چہرے پر تاریکی چھا گئی تھی، اُس کے خشک ہونٹوں پر پپڑیاں سی جمنے لگی تھیں، یوں لگتا تھا جیسے وہ بولنے کی کوشش میں ناکام ہوتی جا رہی ہو۔

"کیا۔ کیا یہ واقعی درست ہے؟"

"ہاں سدھاشی تم چاہو تو ڈاکٹر سارڈی سے اس سلسلے میں براہِ راست سوال کر سکتی ہو، اسے تمہارے سوال کا جواب دینا ہی چاہیے۔"

"نہیں میگنیشیا مجھے یقین نہیں، خدا کے لیے مجھے یقین دلا دو، خدا کے لیے مجھے یقین دلا دو۔"

"اگر میں تمہیں یقین دلا دوں، تو تمہاری کیفیت کیا ہوگی؟"

"میگنیشیا میں خوشی سے مر جاؤں گی، یقیناً مر جاؤں گی۔ آہ یہ کیسے ممکن ہے، یہ کیسے ممکن ہے کہ میری تنہا زندگی میں کوئی اور۔ کوئی اور۔؟"

"تو پھر سدھاشی تم اس بات کا یقین کر لو اور اگر چاہو تو میں ابھی ڈاکٹر سارڈی کو بلائے دیتی ہوں۔"

سدھاشی نے آنکھیں بند کر لیں، اس کے چہرے کی ویرانی رفتہ رفتہ چھٹتی جا رہی تھی۔ میگنیشیا نے دیکھا کہ اُس کے چہرے پر خون کی سُرخی جھلکنے لگی تھی، ذرا سی دیر میں چہرے کے بدلنے کا یہ انداز میگنیشیا نے اپنی زندگی میں پہلی بار دیکھا تھا پھر جب سدھاشی نے آنکھیں کھولیں، تو اُس کی آنکھوں میں مسرتیں رقص کر رہی تھیں۔ وہ مسرور نگاہوں سے میگنیشیا کو دیکھ رہی تھی۔ اُس نے میگنیشیا کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے اور آہستہ سے بولی "اگر تم نے سچ کہا ہے میگنیشیا، اگر تم نے سچ کہا ہے تو پھر۔۔ تو پھر میں جینا چاہتی ہوں۔ درحقیقت میں جینا چاہتی ہوں میگنیشیا، مجھے زندگی کی وہ ساری خوشیاں مل گئیں، جو مجھ سے دُور تھیں۔ ہاں میگنیشیا میں جینا چاہتی ہوں، میں اس ننھے سے وجود کے لیے جینا چاہتی ہوں جو شیران کا عکس ہے۔ آہ میگنیشیا شیران کو شکست ہوگئی، میں نے اُسے شکست دے دی میگنیشیا، دیکھا تم نے۔ وہ میرے ہاتھوں بُری طرح شکست کھا گیا۔ میگنیشیا میں جس قدر خوشی کا اظہار کروں کم ہے، درحقیقت میں نے اُسے شکست دے دی، آج شیران کو شکست ہوگئی، اُس کا غرور خاک میں مل گیا۔ میگنیشیا اُس کا غرور خاک میں مل گیا۔" سدھاشی پُرمسرت انداز میں کہہ رہی تھی اور میگنیشیا مسکراتی نگاہوں سے اُسے دیکھ رہی تھی اور پھر اُس نے آہستہ سے کہا۔ "ہاں سدھاشی گرچر نے جو کچھ بتایا ہے اس کے تحت یہ بات سو فیصد درست ہے کہ شیران کا غرور خاک میں مل گیا۔ تم نے دیکھا حالات کس طرح انسان کو شکست دیتے ہیں، وہ یہی کہتا تھا نا کوئی عورت اس کی اولاد پیدا کرنے کے قابل نہیں ہے، اس سلسلے میں وہ کسی آسمانی مخلوق کا منتظر تھا اور دیکھ لیا تم نے کہ وہ آسمانی مخلوق کون تھی؟ وہ تم تھیں سدھاشی۔ تم جو اس بزدل کو بے پناہ چاہتی تھیں اور بالآخر تم نے اب اس سے اپنا حق وصول کر لیا، اس خبیث وحشی درندے نے تمہیں کس قدر اذیت دی ہے اور دیکھ لو خدا نے تمہیں کتنی بڑی دولت سے نواز دیا، یہ حقیقت ہے سدھاشی کہ تم نے شیران کے غرور کو خاک میں ملا دیا۔ تم اس کے بچے کی ماں بنو گی۔ اُس بچے کی جس کے لیے اُس کے ذہن میں بڑے بڑے منصوبے تھے، اور سدھاشی میں تو تم سے یہ کہتی ہوں کہ اس بچے کو شیران کے خلاف ایک مضبوط چٹان بنا دو، یہی بچہ شیران کو اس طرح شکست دے کہ شیران تلملا کر رہ جائے۔ ہاں سدھاشی تمہیں اس بچے کی پرورش کے لیے اپنے آپ کو زندہ رکھنا ہوگا، اس طرح رہنا ہوگا تمہیں کہ تم کوئی غم اپنے پاس نہ پھٹکنے دو، اس صورت میں یہ شیران کے خلاف ایک مضبوط چٹان کی مانند بن سکتا ہے، اس پودے کو سینچو، یہ ساری زندگی کے لیے تمہارے غم دُور کر دے گا۔"

"میگنیشیا میری دوست، میری مونس، میری غمگسار، میری ہمدم، تم نے مجھے وہ خوش خبری دی ہے کہ میں تمہیں اس کا صلہ کبھی نہیں دے سکتی، میں زندہ رہوں گی بے فکر رہو، اب میں نہایت سکون سے زندہ رہوں گی اور اگر مارلینو کو یہ بات معلوم ہے تو براہِ کرم۔ مجھے اس سے ملا دو، میں اس سے کچھ کہنا چاہتی ہوں۔"

"کیا کہو گی سدھاشی اس سے، مجھے بھی بتاؤ؟" میگنیشیا نے سوال کیا۔

"میں اس سے کہنا چاہتی ہوں میگنیشیا کہ میں اب اس ملک میں زندگی نہیں گزاروں گی، میں اپنے بچے پر شیران کا سایہ نہیں پڑنے دوں گی، میں نہیں چاہوں گی کہ وہ کبھی مجھ تک پہنچ جائے یا مجھے اور میرے بچے کو کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش کرے۔ میں اس وقت تک اس کی نگاہوں سے روپوش رہنا چاہتی ہوں جب تک میں اپنے اس مشن کی تکمیل نہیں کر لیتی۔ میں یورپ جا کر رہوں گی میگنیشیا، میں یہاں نہیں رہوں گی۔" سدھاشی نے کہا۔

"ٹھیک ہے سدھاشی، میں تمہارے ان خیالات سے مارلینو کو آگاہ کر دوں گی۔" میگنیشیا نے جواب دیا۔

سدھاشی بے حد خوش نظر آ رہی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اس کے وجود میں نئی زندگی دوڑ گئی ہو، اُسے اپنی تمام تکلیفیں

بھی محسوس ہو رہی تھیں، وہ عجیب عجیب سی باتیں سوچ رہی تھی۔ میگنیشیا تھوڑی دیر اس کے ساتھ رہی اس کے بعد وہ چلی گئی۔

دوپہر کو اس نے مارلینو سے سدھاشی کی اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ اس سے ملنا چاہتی ہے اور مارلینو اسے ساتھ لیتے ہوئے سدھاشی کے پاس پہنچ گیا۔ سدھاشی کے بدلے ہوئے چہرے کو دیکھ کر وہ خود حیران رہ گیا تھا۔ میگنیشیا نے اس بارے میں اسے مزید کچھ نہیں بتایا تھا۔

اس نے مسرور نگاہوں سے سدھاشی کو دیکھا اور محبت سے اس کے قریب پہنچ کر بولا "میری بچی اب خاصی بہتر حالت میں معلوم ہوتی ہے کیسی ہے تو؟"

"میں ٹھیک ہوں مسٹر مارلینو۔" سدھاشی نے جواب دیا۔

"میں نے سنا ہے کہ تو مجھ سے ملنا چاہ رہی تھی۔ کوئی بات ہے کیا؟"

"ہاں مسٹر مارلینو۔ میں یہ کہہ کر آپ کا وقت ضائع نہیں کروں گی کہ آپ کے احسانات کے بوجھ مجھے زندگی بھر آپ کے سامنے گردن اُٹھانے کا حق نہیں دیں گے، میں آپ سے کچھ اور کہنا چاہتی ہوں۔ میگنیشیا نے میرے بارے میں آپ کو کچھ اور بھی بتایا ہے۔"

"کیا؟" مارلینو نے تحیّر آمیز نگاہوں سے میگنیشیا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں نے آپ کو بتایا تھا مسٹر مارلینو کہ ڈاکٹر سارڈی نے مجھے اطلاع دی تھی کہ سدھاشی بچے کی ماں بننے والی ہے، کیا یہ بات آپ کے ذہن میں ہے؟"

"ہاں تم نے مجھ سے کہا تھا۔"

"سدھاشی کو اس سلسلے میں کچھ نہیں معلوم تھا۔ میں نے اسے اطلاع دی ہے تو یہ بہت خوش ہے۔"

"ہاں مسٹر مارلینو، میں واقعی بہت خوش ہوں۔ میں اس لیے خوش نہیں ہوں کہ مجھے شیران کی رفاقت نصیب ہوئی، بلکہ میں اس لیے خوش ہوں کہ میں نے شیران کا غرور خاک میں ملا دیا بلکہ میں گواہ بناتی ہوں آپ کو اس بات کا مسٹر مارلینو کہ شیران نے مجھے دھوکا دیا، اس نے مجھے اپنے دھرم، اپنے مذہب، اور اپنے دین کے مطابق بیوی نہیں بنایا تھا۔ لیکن میں نے اپنے دین کے مطابق وہ سارے کام کر لیے تھے جو دو انسانوں کو ایک دُوسرے کی زندگی بھر کے لیے شامل کر دیتے ہیں، ہاں میرا یہ بچہ ناجائز نہیں ہوگا، یہ اس کی جائز اولاد ہے، میں اپنے دین پر قائم ہوں، اپنے مذہب پر قائم ہوں اور اس لحاظ سے شیران میرا شوہر ہے۔ اس کا یہ بچہ معاشرے اور سماج میں وہی حیثیت اور وہی مقام رکھتا ہے، جو جائز والدین کی اولاد کا ہوتا ہے۔ مسٹر مارلینو میں اپنے بچے کے لیے زندہ رہنا چاہتی ہوں۔ میرے ذہن میں گناہ کا کوئی احساس نہیں ہے میں بے حد مسرت اور خوشی کے عالم میں اس بچے کو جنم دُوں گی اُسے پروان چڑھاؤں گی۔ یہ شیران کی اولاد ہے اور اپنی اس اولاد کو دیکھ کر وہ شکست کھا جائے گا۔ اس کا غرور خاک میں مل جائے گا، جو کسی ایسی عورت کی تلاش میں سرگرداں تھا جو اس کے معیار کے مطابق ہو، جو اس جیسی شیر کی نسل سے تعلق رکھتی ہو اور اس جیسے شیر کو جنم دے سکے۔ آپ دیکھیں گے مسٹر مارلینو کہ یہ بچہ خواہ لڑکی ہو یا لڑکا، شیران ہی کے نقشِ قدم پر چلے گا۔ اگر یہ لڑکی ہوئی تو میں اسے دُنیا کی سب سے شاندار لڑکی بناؤں گی اور اگر لڑکا ہوا تو کسی طور شیران سے کم نہیں ہوگا۔ لیکن میں آپ سے ایک درخواست کرنا چاہتی ہوں مسٹر مارلینو۔ مجھے اب یہاں سے نکال دیجیے۔ آپ میرے لیے دیوتا سمان ہیں۔ آپ نے اب تک جو کچھ کیا ہے وہ اتنا ہے کہ میں آپ سے مزید کچھ مانگنے کی حقدار نہیں ہوں، لیکن آپ نے مجھے پیش کش کی تھی کہ آپ مجھے یورپ بھجوا سکتے ہیں، مسٹر مارلینو میرے اُوپر یہ آخری احسان اور کیجیے، میں ان علاقوں میں رہ کر اپنے بچے کے لیے کوئی خطرہ مول نہیں لے سکتی اور یہ خطرہ شیران ہی کا ہو سکتا ہے، آپ میرے محافظ ہیں لیکن میں چاہتی ہوں کہ اب میں یہاں نہ رہوں۔"

مارلینو کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی چند لمحات وہ سدھاشی کو دیکھتا رہا پھر مسکرا کر بولا۔ "ارے ہاں یہ بات میرے ذہن سے نکل گئی تھی کہ تم۔ تم۔ ہاں ہاں مجھے میگنیشیا نے بھی بتایا تھا، مجھے گرچر نے بھی بتایا تھا کہ ڈاکٹر سارڈی نے ان لوگوں سے کیا کہا ہے۔ واقعی شیران کا بچہ خواہ لڑکا ہو یا لڑکی، شیران ہی کی مانند ہوگا، اور پھر تم یقینی طور پر اس کی بہترین پرورش کر سکو گی، شیران کا غرور بے شک ٹوٹ جائے گا، اُسے یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ سدھاشی کسی طور اس سے کم نہیں تھی، وہ مان جائے گا۔ بالآخر مان جائے گا اور ایک دن تمہارے قدموں میں آ کر جھکے گا۔ ہاں سدھاشی اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ تمہارے قدموں میں آ کر جھکے گا، حالانکہ میں نے کچھ اور ہی فیصلہ کیا تھا۔"

"کیا فیصلہ؟" سدھاشی نے مارلینو کی شکل دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"رہبی گرچر اور میگنیشیا نے مجھ سے کہا تھا کہ شیران کو سزا ملنی چاہیے اور یہ سزا کم از کم موت کی سزا ہو، چنانچہ میں نے غور و خوض کرنے کے بعد ان کی بات مان لی تھی، میں تو بہت جلد اپنے آدمیوں کو یہ احکامات جاری کرنے والا تھا کہ شیران کو تلاش کرو، گھیرو اور قتل

کرنے کے بعد اس کی لاش میرے پاس لاؤ، تاکہ میں اُسے سدھاشی کے حوالے کرکے سدھاشی کو پُرسکون کرسکوں۔" مارلینو نے بغور سدھاشی کو دیکھتے ہوئے کہا۔ میگنیشیا اور گریچر چونک کر مارلینو کو دیکھنے لگے تھے۔

سدھاشی کا چہرہ ایک لمحے میں سفید پڑ گیا۔ اُس کی آنکھوں کی مسرت رُخصت ہوگئی تھی، اُس نے کمزور لہجے میں کہا۔ "نہیں! میں کسی بھی قیمت پہ اس کی موت نہیں چاہتی، آپ یقین کریں مجھے بشیر مواقع ایسے حاصل ہوئے، جب میں اُسے موت کے گھاٹ اُتار سکتی تھی۔ وہ میرا دُشمن تھا، وہ مجھے قتل کردینا چاہتا تھا، اور میں جانتی تھی کہ اگر اُسے موقع ملا تو وہ اس سے دریغ نہیں کرے گا۔ میں تو بس اس لیے اس کے دھوکے میں آگئی کہ وہ مجھے لوٹ سے بچا کر لایا تھا، میں نے سوچا کہ شاید اب اس کے دل میں میرے لیے کوئی جگہ پیدا ہوگئی ہے۔ مسٹر مارلینو میں اس کی موت کی خواہاں نہیں ہوں۔ خدا کے لیے آپ اپنے آدمیوں کو یہ حکم مت دیجیے گا، میں اُس کی موت نہیں چاہتی، آہ کسی قیمت پر نہیں!"

"سوچ لو سدھاشی، اگر کسی قیمت پہ اُسے تمھارے بارے میں پتہ چل گیا اور وہ یورپ میں تم تک پہنچ گیا تو تمھاری اور تمھارے بچے کی زندگی خطرے میں پڑ جائے گی۔"

"اس کے باوجود نہیں۔ میں کسی بھی قیمت پہ اُس کی موت برداشت نہیں کرسکتی، اس لیے نہیں کہ میں اس کے بچے کی ماں بننے والی ہوں بلکہ مسٹر مارلینو مجھے اب بھی اُن سے محبت ہے۔ میں اب بھی اُسے چاہتی ہوں۔" سدھاشی کی آنکھیں ایک بار پھر نمناک ہوگئیں اور مارلینو کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

"نہیں بھئی میں نے شیران کی موت کا کوئی انتظام نہیں کیا۔ دراصل میری یہ بیٹی میگنیشیا جو ہے نا، یہ تمھارے سلسلے میں کچھ زیادہ ہی جذباتی ہوگئی تھی، اس نے شدت سے مجھ سے کہا تھا کہ میں شیران سے تمھارا انتقام لوں، اور اُسے ہلاک کردوں، تم یقین کرو سدھاشی، میرے ذہن میں اُس وقت بھی یہی بات تھی کہ تم اُس کی موت پسند نہیں کروگی۔ میں نے عشق و محبت کے کھیل کبھی نہیں دیکھے، میری زندگی میں ان جذبات کا کوئی دخل نہیں رہا ہے، لیکن دُنیا ضرور دیکھی ہے میں نے، میگنیشیا اب تم کیا کہتی ہو، کیا تمھیں اپنے ان الفاظ پر شرمندگی نہیں ہے؟"

میگنیشیا نے گردن جھکا لی تھی۔ مارلینو نے پھر ایک قہقہہ لگایا اور بولا۔ "دیکھو بھئی، میں تم لوگوں کو اپنے بچوں ہی کی طرح عزیز رکھتا ہوں، میں نے زندگی میں کچھ نہیں دیکھا، میرا کوئی خاندان نہیں ہے جو کچھ تھا اُس کے بارے میں تم لوگ بخوبی جانتے ہو کہ اب وہ بھی رہا چنانچہ اب تم لوگ میرے لیے میرے اہلِ خاندان کی مانند ہو کسی کو شرمندہ کرنا مقصود نہیں ہے، میں تو بس اپنے تجربات کی کامیابی سے خوش ہوں، بہرطور مجھے مسرت ہے کہ سدھاشی نے بھی یہی فیصلہ کیا اور سدھاشی اس سلسلے میں تم بالکل مطمئن رہو، بس مجھے چند دن کی مہلت دے دو، میں تمھیں تمھارے پسندیدہ مقام پر بھجوا دُوں گا اور کوئی تمھارے بارے میں یہ نہیں جان سکے گا کہ تم کہاں گئیں، کسی کو نہیں بتاؤں گا، یہاں تک کہ گریچر اور میگنیشیا کو بھی نہیں، تاکہ کبھی شیران ان تک پہنچ جائے اور ان کی زبان کھلوانے کی کوشش کرے تو یہ اُسے صحیح بات نہ بتا سکیں، وہاں تمھارے لیے عمدہ بندوبست کردیا جائے گا کہ اس وقت تک جب تک تم وہاں رہنا چاہو گی، تمھیں کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔"

★★

ایک طویل القامت سکھ افسر نے پستول کی نال اُس کی کنپٹی پر رکھ کر اُس کے لباس کی تلاشی لی اور جو کچھ اس میں موجود تھا نکال لیا۔ جیبڑ سے کا وہ پیکٹ اور خنجر۔ اس کے علاوہ شیران کے پاس کچھ نہیں تھا۔ یہ دونوں چیزیں قبضے میں کرنے کے بعد سکھ افسر پیچھے ہٹ گیا۔ اُس کے اشارے پہ دو آدمی فولادی ہتھکڑیاں لے کر شیران کی طرف بڑھے تو شیران نے ہاتھ اُٹھا کر کہا۔ "سنو، میری تلاشی لے چکے ہو۔ کوئی ایسی چیز نہیں ہے میرے پاس جو تمھارے لیے نقصان دِہ ہو۔ تم جانتے ہو، میں تمھارا کچھ نہیں بگاڑ سکوں گا۔ لوہے کا یہ زیور میں نے کبھی نہیں پہنا۔ بہتر ہے کہ اب بھی مجھے نہ پہناؤ۔ اگر تم نے ایسا کیا تو میرے دل میں تمھارے لیے دُشمنی پیدا ہوجائے گی۔ یہ نہ صرف تمھارے لیے بلکہ میرے لیے بھی تکلیف دہ ہوگی، بہتر یہ ہے کہ تم لوگ اس دُشمنی کا آغاز مت کرو، میں تمھیں اپنے بارے میں وہ سب کچھ بتا دُوں گا، جو تم معلوم کرنا چاہتے ہو، بولو کیا خیال ہے؟"

شیران کے لب و لہجہ اور اُس کے انداز میں کوئی ایسی بات تھی کہ وہ لوگ ایک لمحے کے لیے رُک گئے اور اُنھوں نے جھجکتی ہوئی نگاہوں سے اپنے آفیسر کی طرف دیکھا، جو بغور دیکھ رہا تھا۔ آفیسر بھی گہری نگاہوں سے شیران کو دیکھ رہا تھا، اُس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی، اور پھر اُس نے ہاتھ اُٹھا کر کہا۔

"ٹھیک ہے رہنے دو۔" ہتھکڑی لانے والے ہٹ گئے تھے، تب آفیسر نے آگے بڑھ کر کہا۔ "میرا نام جوگندر سنگھ ہے۔ تم مجھے کرنل سنگھ کہہ کر پکار سکتے ہو، تمھارا نام کیا ہے؟"

"شیران"۔ شیران نے جواب دیا۔

"پڑوسی ملک سے تعلق رکھتے ہو؟"

"جہاں سے دل چاہے سمجھ لو۔ ویسے میں پہاڑوں کا باشندہ ہوں اور بھٹکتا ہوا اِدھر نکل آیا ہوں، تم میرا لباس دیکھ رہے ہو، اس سے اس بات کا اظہار ہوتا ہے کہ میں موسم کی سختیوں کا شکار ہوکر بالکل اتفاقیہ طور پر اس طرف پہنچا ہوں اور کسی کو کوئی نقصان پہنچانے کا ارادہ نہیں رکھتا۔"

"ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے یہ سب کچھ تو بعد میں معلوم ہوجائے گا، فی الوقت تم نے مجھ سے جو کچھ کہا ہے، میں نے اُسے قبول کرلیا ہے، اگر تم نے کسی قسم کی کوئی حرکت کی تو پھر ہم اپنے آپ کو باز نہیں رکھ سکیں گے اور اپنا فرض پورا کریں گے۔"

"ٹھیک ہے۔ میں نے انکار نہیں کیا۔" شیران نے جواب دیا اور کرنل جوگندر سنگھ نے اپنے آدمیوں کو اشارہ کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک جیپ آئی ۔ ۔ ۔ ۔ اور شیران کو اس میں بٹھا دیا گیا۔ کرنل جوگندر سنگھ خود بھی اس میں بیٹھ گیا تھا، لیکن تھوڑا سا فاصلہ طے کرنے کے بعد اُس نے دفعتاً ڈرائیور کے شانے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "مسٹر شیران بہتر یہ ہے کہ تمھاری آنکھوں پر پٹی باندھ دی جائے، اس کی اجازت تو تم ضرور دو گے؟"

"ہاں ہاں ٹھیک ہے، مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔" شیران نے کہا اور اُس کی آنکھوں پہ ایک موٹے کپڑے کی پٹی باندھ دی گئی۔

شیران جیپ میں سفر کرتے ہوئے ان حالات کے بارے میں سوچ رہا تھا، اُسے اندازہ ہوچکا تھا کہ وہ ہندوستان کی سرحد میں آگیا ہے اور یہ لوگ یقیناً اس کے بارے میں غلط فہمی کا شکار ہیں۔ بہرطور راستہ طے کرتے ہوئے اُس نے اپنے آئندہ اقدامات کے بارے میں سوچ لیا تھا۔

وقت گزر چکا تھا، اُس نے شیران نے سپرد جو کاغذات کیے تھے، وہ ان لوگوں کے قبضے میں چلے گئے تھے اور اب بہتر یہ تھا کہ ان لوگوں کو صاف صاف سارے حالات بتا دیے جائیں، اور اس کے بعد جو بھی صورت حال ہو۔ اگر یہ لوگ اس کے باوجود اُس کے ساتھ زیادتی کرنے پہ آمادہ ہوں تو پھر اپنے بچاؤ کے لیے ہر ممکن قدم اُٹھایا جائے، ورنہ کاغذات ہرن پورہ شہر کی ایرادتی کے پاس پہنچانے کے بعد ہندوستان کی وسعتوں میں گم ہوجائے، دُنیا کا کوئی ملک اور شہر اُس کے لیے اجنبی نہیں تھا، جہاں بھی زندگی گزارنے کے لیے کوئی بہتر وقت مہیا ہوجائے، اُسی کو وہ اپنا وطن سمجھ لیتا تھا۔

فی الوقت مارلینو اور اس کا گروہ بھی ذہن سے نکل گیا تھا، جب ہنگامہ آرائی کرتے ہوئے بنکاک سے اتنی دُور نکل آیا تو پھر اب ان تمام باتوں اور اُلجھنوں میں پڑنے سے کیا فائدہ۔ ہاں اگر کبھی وقت دوبارہ مارلینو کے راستے پر لے جائے گا تو دیکھا جائے گا، ان حالات میں ایک بار پھر مارلینو سے رابطہ قائم کیا جا سکتا ہے، لیکن فی الوقت اس کی کوئی خاص ضرورت نہیں، اور پھر یوں بھی بنکاک کے ہنگاموں کی یکسانیت نے شیران کے ذہن میں اُکتاہٹ پیدا کردی تھی۔ جیپ کا سفر تقریباً پون گھنٹے کا تھا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس کے بعد وہ ایک جگہ رُک گئی، شیران کی آنکھوں سے پٹی کھول دی گئی۔

یہ ایک چھوٹی سی فوجی چھاؤنی تھی، بے شمار خیمے چاروں طرف لگے ہوئے تھے، اطراف میں پہاڑی ٹیلے بکھرے ہوئے تھے، ان خیموں کے درمیان مختلف جگہوں پر مقامی فوجی اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے، کسی نے اس طرف توجہ نہیں دی تھی۔

شیران کو اُتار کر پہاڑی کے دامن میں لے جایا گیا، جہاں لکڑی کے چھوٹے چھوٹے کیبن بنے ہوئے تھے، اُسے ایک کیبن میں پہنچا دیا گیا جہاں ایک چھوٹی سی چارپائی، مٹی کا ایک برتن جس میں پانی بھرا ہوا تھا اور ایسی ہی چند دُوسری چیزیں رکھی ہوئی تھیں۔

شیران کو کرنل سنگھ اپنے ساتھ لے آیا تھا، اُس نے بھاری لہجے میں کہا۔ "دیکھو دوست تم نے خواہش ظاہر کی تھی کہ تمھارے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں نہ ڈالی جائیں، میں نے تمھاری اس خواہش کا احترام کیا اور تم سے تعاون کیا۔ اب تم بھی مجھ سے تعاون کرو، یہاں کوئی حرکت کرنے کی کوشش مت کرنا، چار مسلح فوجی تمھارے کیبن پر تعینات کردیے گئے ہیں، جو چاروں سمتوں سے اس پہ نگاہ رکھیں گے اور ایسی جگہ چلے گئے، جہاں سے یہ کیبن مکمل طور پر ان کی نگاہ میں ہے۔ اگر تم نے کوئی حرکت کرنے کی کوشش کی تو تمھیں گولی مار دی جائے گی اور اگر پُرسکون رہے تو ہم تمھارے ساتھ اچھا سلوک کریں گے لیکن بہتر یہی ہے کہ کوئی حرکت کرنے کی کوشش مت کرنا۔"

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے، بے فکر رہو، میں اس وقت تک کوئی غلط حرکت نہیں کروں گا جب تک کہ اس کی شدید ضرورت پیش نہ آجائے۔" شیران نے کہا۔

"جس چیز کی تمھیں ضرورت ہو، تمھارے کیبن کے سامنے ایک سنتری موجود ہوگا، اُسے بُلا کر کہہ دینا۔"

"شکریہ۔ میں اس تعاون کو نظر انداز نہیں کروں گا۔" شیران

نے کہا اور کرنل سنگھ مسکراتا ہُوا چلا گیا۔ لمبے چوڑے قد و قامت کا یہ سکھ فوجی افسر شیران کو پسند آیا تھا، کم از کم اُس کے انداز میں انسانیت تھی اور وہ باتیں مان لینے کا عادی تھا۔

شیران نے جوتے اُتارے اور کیبن کے اکلوتے پلنگ پر لیٹ گیا۔ اُس کا حُلیہ بُری طرح خراب ہو رہا تھا، وہ تسلّی کرنا چاہتا تھا لیکن ابھی سے کوئی فرمائش کرنا مناسب نہیں تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک آدمی نے دروازے پر دستک دی، دروازہ کھلا ہُوا تھا، شیران نے اُسے اندر آنے کی اجازت دے دی۔ یہ شخص ہاتھ میں ایک کیتلی اور چائے کی پیالی لیے ہُوئے اندر آیا تھا۔ اُس نے دونوں چیزیں شیران کے سامنے رکھ دیں اور بولا۔ "گرم چائے ہے پی لو، کھانا کس وقت کھاؤ گے؟"

"جب تم لوگ لاؤ گے، ظاہر ہے مَیں تمھارا کوئی معزز مہمان نہیں ہُوں۔" شیران نے کہا اور وہ شخص اسے پھاڑ لگاہوں سے دیکھتا ہُوا چلا گیا۔

شیران نے چائے کی کیتلی اُٹھائی، ڈھکن کھول کر اُسے دیکھا اور پھر کیتلی کی ٹونٹی مُنہ سے لگالی، خوامخواہ پیالی خراب کرنے سے کیا فائدہ؟ وہ چائے پیتا رہا اور اُس کے ذہن میں مختلف خاکے بنتے بگڑتے رہے اور پھر گہری نیند سو گیا۔ دُوسری صبح جب وہ جاگا تو کوئی کیبن کے دروازے سے جھانک رہا تھا۔

"کون ہے آجاؤ۔" اُس نے کہا اور جھانکنے والا چونک کر پیچھے ہٹ گیا، پھر دروازہ کھول کر اندر آگیا۔

"میں دیکھنے آیا تھا کہ تم سو رہے ہو یا جاگ رہے ہو فوراً چلو تمھیں کرنل سنگھ نے بلایا ہے۔"

"چلو۔ ویسے تمھارے ہاں پانی کا کوئی معقول بندوبست نہیں ہے، میں نہانا چاہتا ہُوں۔"

"اس کا بندوبست کر دیا جائے گا، پہلے کرنل سنگھ سے مل لو۔" وہ شخص بولا۔

"چلو۔" شیران اس کے ساتھ باہر نکل آیا۔ باہر دو مسلح فوجی کھڑے ہُوئے تھے، وہ شیران سے چار قدم پیچھے ہٹ گئے۔ شیران کی رہنمائی کرنے والا اس سے چار قدم آگے تھا اور درمیان میں شیران چل رہا تھا۔ اُنھیں تقریباً دو سو گز کا فاصلہ طے کر کے ایک پہاڑی کے دامن میں پہنچنا پڑا، جہاں ایک بہت بڑا کیبن بنا ہُوا تھا۔ کیبن کے دروازے پر دو مسلح فوجی موجود تھے، انھوں نے دروازہ کھولا اور شیران اندر داخل ہو گیا۔

کرنل سنگھ ایک میز کے پیچھے رکھی ہُوئی کُرسی پر بیٹھا تھا۔ اُس کے قریب ہی دو تین آدمی اور بیٹھے ہُوئے تھے اُس نے کھڑے ہو کر مسکراتے ہُوئے شیران کا خیر مقدم کیا اور اُس کی جانب ہاتھ بڑھا دیا۔

گرفتار کرنے والوں کا یہ روّیہ شیران کے لیے باعثِ حیرت تھا۔ بہر طور اس نے اپنا چوڑا ہاتھ کرنل سنگھ کے ہاتھ میں دے دیا اور اس کے بعد باقی دو افراد نے بھی اُس کے ساتھ مصافحہ کیا۔ کرنل سنگھ نے اُسے بیٹھنے کے لیے پیش کش کی تھی پھر کرنل سنگھ نے کہا۔ "ہم تمھارے بارے میں سب کچھ جان لینا چاہتے ہیں شیران۔"

"حماقت کی بات ہے، ظاہر ہے میں تمھیں اپنے بارے میں سب کچھ نہیں بتاؤں گا۔"

"دیکھو اس میں کوئی غیر دوستانہ بات نہیں ہے، بس ہم جاننا چاہتے ہیں کہ تم کون ہو، کہاں سے آئے ہو؟"

"آدمی ہُوں، آسمان سے آیا تھا، زمین پر پرورش پا رہا ہُوں، اس سے زیادہ کچھ بتانا میرے لیے مناسب نہیں ہے۔"

"دیکھو شیران ہم کسی طرح بھی تم سے کوئی تعرّض نہیں کرنا چاہتے اچھا چلو یہ بتاؤ، تمھارے لباس سے جو سامان برآمد ہُوا ہے۔ اس سے تمھارا کیا تعلق ہے؟"

"کمال ہے تمھارے بدن پر جو وردی ہے اس سے تمھارا کیا تعلق ہے؟" شیران نے کرنل سنگھ سے پوچھا اور کرنل سنگھ کا چہرہ ایک لمحے کے لیے خشک ہو گیا۔ بالآخر فوجی تھا لہٰذا اُلٹے سیدھے جواب ہضم کرنا اس کے بس کی بات نہیں تھی لیکن بہر طور وہ شیران کے جواب کو پی گیا پھر اُس نے گہری سانس لے کر کہا۔

"تم سرحد میں داخل ہونے کے بعد کہاں جانا چاہتے تھے؟"

"ہُوں، مطلب کی بات پر آگئے۔ مجھے ہرن پورہ جانا تھا۔"

"اوہ۔ اوہ، یہی تو تم سے معلوم کرنے کے لیے سوالات کیے جا رہے تھے، یہ پیکٹ تمھارا اپنا ہے جو تمھارے لباس سے نکلا تھا۔ یہ پیکٹ تمھیں کہاں لے جانا تھا؟" کرنل سنگھ نے سوال کیا۔

"ہرن پورہ میں رانی ایراوتی کو یہ کاغذات پہنچانے تھے۔"

"تو میرے دوست اس سلسلے میں اتنی ردّ و قدح کی کیا ضرورت تھی، اگر گرفتار ہوتے وقت ہی تم یہ الفاظ ہم سے کہہ دیتے کہ تمھیں رانی ایراوتی سے ملنا ہے، تو شاید تمھیں وہ تکلیف بھی نہ ہوتی جو اب تک ہُوئی ہے۔" کرنل سنگھ کا لہجہ بہت نرم ہو گیا تھا۔

شیران کو حیرت ہُوئی تھی، اُس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ کاغذات

میں رانی ایراوتی سے متعلق کوئی ایسی بات موجود ہے جو کرنل سنگھ کو معلوم ہو گئی ہے اور رانی ایراوتی یقیناً کوئی ایسی ہی شخصیت ہے جس کے لیے یہ لوگ سب کچھ کرنے کو تیار ہیں، چنانچہ یہ نرم روّیہ ان کاغذات کی وجہ سے ہی پیدا ہُوا تھا۔ اب شیران اتنا بے وقوف بھی نہیں تھا کہ ان لوگوں کو مزید حقائق بتا کر اپنے لیے مشکلات پیدا کرتا۔

کرنل سنگھ نے ہاتھ اُٹھا کر کسی کو کوئی اشارہ کیا اور چند لمحات کے بعد کرنل سنگھ کے کیبن میں بہترین ناشتہ پہنچ گیا۔ پھلوں کے جُوس، خشک میوے وغیرہ ٹرے میں سجے ہُوئے تھے، وہ شیران کے سامنے پیش کیے گئے۔

"اگر تمھیں یہاں کوئی تکلیف پہنچی ہے مسٹر شیران تو میں اس کے لیے تم سے معافی چاہتا ہُوں، اُمید ہے رانی ایراوتی کو ہمارے خیر سگالی جذبات کی اطلاع دو گے، ناشتہ کر لو اور اس کے بعد غسل کر لو۔ اگر تم ہم میں سے کسی کا لباس استعمال کرنا چاہو، تو ہمیں خوشی ہوگی۔ تمھیں لباس مہیا کیا جا سکتا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد تمھیں ہرن پورہ روانہ کر دیا جائے گا۔"

"بہت بہت شکریہ کرنل سنگھ، مجھے یہی بتایا گیا تھا کہ میرے ساتھ بُرا سلوک نہیں ہو گا۔"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا، مجھے تو یہ افسوس ہے کہ مَیں نے اسی وقت یہ پیکٹ کھول کر کیوں نہیں دیکھ لیا۔ بہر طور اس غلط فہمی کے لیے میں معذرت خواہ ہُوں۔"

شیران نے کوئی جواب نہیں دیا اور خاموشی سے ناشتہ کرتا رہا پھر کرنل سنگھ نے اپنے دو آدمیوں کو حکم دیا کہ مسٹر شیران کے لیے نہانے کا بندوبست کیا جائے۔ دروازے پر کھڑے ہُوئے ایک فوجی نے اُسے ایک وردی پیش کر دی اور شیران نے مسکراتے ہُوئے لباس لے لیا۔ چند ساعت کے بعد وہ وردی اُس کے بدن پر فٹ ہو چکی تھی۔ یقیناً اُس کے قد و قامت کے لحاظ سے اس وردی کا انتخاب کیا گیا تھا۔

"شاندار، بے حد شاندار، بلاشبہ تمھیں دُنیا کا حسین ترین انسان کہا جا سکتا ہے، آؤ بیٹھو۔" کرنل سنگھ اُسے دیکھ کر بولا۔ شیران کُرسی پر بیٹھ گیا۔ ابھی اُسے بیٹھے ہُوئے زیادہ دیر نہیں ہُوئی تھی کہ اُس کے لیے چائے آگئی، شیران کرنل سنگھ کے اس سلوک پر متحیّر تھا لیکن اصلیت اُس کی سمجھ میں بھی آ چکی تھی۔ تب ہی کرنل سنگھ نے مسکراتے ہُوئے کہا۔

"میں تمھاری اس وردی پر کوئی فوجی نشان آویزاں نہیں کر سکتا جب کہ میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہو رہی ہے کہ فوجی نشان آویزاں کر کے مَیں تمھیں دیکھوں۔ ۔ ۔ یہ میری احمقانہ خواہش ہے جس کا مجھے اعتراف ہے۔ بہر طور رانی ایراوتی کے مہمان ہمارے لیے باعثِ تکریم ہیں لیکن مسٹر شیران آپ جس انداز میں سرحد سے اندر آئے تھے اس پر ہمیں تشویش ہونا ہی چاہیے تھی، میں صرف یہ چاہتا ہُوں کہ رانی ایراوتی کو ہم سے کوئی شکایت پیدا نہ ہو، اور اس سلسلے میں یقیناً آپ تعاون کریں گے۔"

"جب مجھے شکایت نہیں ہے تو رانی صاحبہ کو کیا شکایت ہو سکتی ہے۔" اُس نے مسکراتے ہُوئے کہا۔ ویسے اُس کے دل میں ایراوتی کے بارے میں تجسّس پیدا ہو گیا تھا جس کی یہ فوجی اتنی عزّت کرتے ہیں، آخر وہ کیا شخصیت ہے! ونود سے اس کا کیا تعلق تھا! معاملہ اگر ونود کے اہلِ خاندان ہی کا تھا، تو کیا ونود اتنی بڑی حیثیت کا مالک تھا، بظاہر تو ایسا نہیں لگتا تھا، بہر طور یہ تجسّس اُس نے اپنے ذہن ہی میں رہنے دیا، ان لوگوں سے اُلٹے سیدھے سوالات کر کے وہ اپنی پوزیشن مشکوک نہیں کرنا چاہتا تھا، کم از کم اتنی ذہانت اس کے اندر ضرور پیدا ہو گئی تھی۔

تھوڑی دیر کے بعد کرنل سنگھ نے وہ چرمی پیکٹ شیران کے حوالے کرتے ہُوئے کہا۔ "میری ایک اور درخواست بھی ہے مسٹر شیران آپ اس پیکٹ کو کھولنے کے سلسلے میں مجھے بے قصور سمجھیں، کیونکہ آپ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے مجھے اسے کھولنا پڑا تھا، لیکن اس پر رانی ایراوتی کے مخصوص نشان کو دیکھنے کے بعد مَیں نے ایک بھی کاغذ اس میں سے نہیں نکالا اور اسے دیکھنے کی ضرورت نہیں محسوس کی، چنانچہ میری آپ سے بنتی ہے کہ اگر آپ مناسب سمجھیں، تو رانی ایراوتی کو اس بارے میں کچھ نہ بتائیں۔ کیا آپ وعدہ کریں گے مسٹر شیران؟"

"ٹھیک ہے، میں یہ بات ایراوتی کو نہیں بتاؤں گا۔" شیران نے کہا۔

"بہت بہت شکریہ مسٹر شیران، مَیں نے آپ کی روانگی کا انتظام کر دیا ہے، ابھی تھوڑی دیر کے بعد آپ ہرن پورہ روانہ ہو جائیں گے۔" کرنل سنگھ کے مُنہ سے یہ الفاظ ادا ہی ہُوئے تھے کہ ایک لیفٹیننٹ اندر داخل ہُوا اُس نے سیلوٹ کیا اور کرنل سنگھ کو گاڑی تیار ہو جانے کی اطلاع دی، تب کرنل سنگھ نے اپنا چوڑا ہاتھ شیران کے ہاتھ میں دیتے ہُوئے کہا۔ "میں اس ملاقات کو یاد رکھوں گا۔" پھر وہ شیران کے ساتھ باہر نکل آیا۔ باہر ایک شاندار جیپ کھڑی ہُوئی تھی جس میں باوردی ڈرائیور موجود تھا۔ دو اور فوجی اس کے قریب

بھی کھڑے ہوئے تھے، شیران جیپ کی عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا، اور ڈرائیور نے جیپ اسٹارٹ کر دی۔ دونوں فوجی اس کے سامنے والی سیٹ پر بیٹھ گئے تھے۔ راستے شروع شروع میں تو کچھ سنسان سے تھے لیکن تھوڑی دُور کے سفر کے بعد سرسبز و شاداب علاقے شروع ہو گئے، جیپ ایک کچی پگڈنڈی پر دوڑ رہی تھی اور شیران خاموشی سے بیٹھا ہوا رانی ایراوتی کے بارے میں سوچ رہا تھا جس کی عزت سرحدوں پر بھی کی جاتی تھی۔

جیپ کا سفر تقریباً تین گھنٹے کا تھا، تین گھنٹے کی مسافت کے بعد جیپ ہرن پورہ پہنچ گئی۔ ہرن پورہ ایک چھوٹا سا قصبہ تھا، لیکن چاروں طرف سے سبزہ زاروں سے ڈھکا ہوا، دُور دُور تک باغات پھیلے ہوئے تھے، درختوں پر پھلوں کے انبار نظر آ رہے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ قصبے کے آخری حصّے میں اس عظیم الشان سفید محل کے پاس پہنچ گیا جو دُور ہی سے دیکھنے میں شاندار لگتا تھا۔ محل کے عظیم الشان پھاٹک پر سُرخ و سفید وردیوں میں ملبوس سپاہیوں کی ایک اچھی خاصی فوج موجود تھی، جن کے درمیان سے جیپ گزرتی ہوئی اندر داخل ہو گئی۔ اور محل کے پورچ میں رُک گئی تب ایک شاندار جسامت کا آدمی جیپ کے قریب پہنچ گیا۔ وہ چہرے سے بہت زیرک نظر آ رہا تھا۔ سر کے بال رُوئی کی طرح سفید تھے۔۔ اُس نے آنے والوں سے کچھ گفتگو کی۔ شیران یہ گفتگو نہیں سُن سکا تھا، وہ جیپ سے نیچے اُتر آیا تب سفید بالوں والے شاندار آدمی نے آگے بڑھ کر اُسے غور سے دیکھا، اُس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات پیدا ہو گئے تھے، پھر اُس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے کہا: "بھوپت سنگھ۔"

شیران نے بے دلی سے اُس سے مصافحہ کیا، ظاہر ہے وہ یہاں کسی سے مرعوب ہونے نہیں آیا تھا، اُس نے آہستہ سے بھوپت سنگھ سے ہاتھ ملایا اور پھر ہاتھ پیچھے کر لیا۔

"میرے ساتھ آیئے۔" بھوپت سنگھ اُسے تیز نگاہوں سے دیکھتا ہوا بولا اور شیران اُس کے پیچھے چل پڑا۔

"مجھے رانی ایراوتی سے۔" اُس نے کہنا چاہا اور بھوپت سنگھ نے گردن موڑ کر اس کی طرف دیکھا۔

"ہاں ہاں ہمیں علم ہو گیا ہے کہ آپ رانی صاحبہ سے ملنا چاہتے ہیں، لیکن اس کے لیے آپ کو تھوڑا سا انتظار کرنا پڑے گا۔ رانی صاحبہ اس وقت محل میں موجود نہیں ہیں، میرو شکار کو گئی ہیں ممکن ہے شام کو واپس آ جائیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ کئی دن تک نہ پہنچ سکیں۔ بہرطور آپ یہاں آرام کریں، ان کے مہمان کی حیثیت سے ہم آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے، مجھے میری آرام گاہ دکھا دی جائے۔" شیران نے جواب دیا اور بھوپت سنگھ اس کے ساتھ چلتا ہوا محل کے ایک حسین ترین حصّے میں پہنچ گیا۔ محل کی شان و شوکت دیکھنے والی تھی، حسین و جمیل باندیاں مشرقی لباسوں میں ملبوس راہداریوں میں چلتی پھرتی نظر آ رہی تھیں، اُن کے انداز میں ادب اور مستعدی تھی۔ بہرطور جس جگہ شیران کو ٹھہرایا گیا تھا وہ بے حد خوب صورت تھی۔ پہاڑوں کے اس وحشی کو ایسی جگہوں سے کم ہی واسطہ پڑا تھا، تاہم اُس نے یہ جگہ پسند کی تھی، وہ اپنی آرام گاہ میں فروکش ہو گیا۔ رانی ایراوتی کے بارے میں اب وہ ذرا مختلف انداز سے سوچ رہا تھا۔

اب تک پیش آنے والے لمحات نعمان خان کے لیے عجیب سی حیثیت رکھتے تھے، اُسے اپنا مشن پوری طرح یاد تھا اور وہ اُس کے لیے ہر طرح کی کارروائی کرنے کو تیار تھا لیکن اوّل تو وہ تنہا رہ گیا تھا اور اُس کے وہ اہم ساتھی اُس کے ساتھ موجود نہیں تھے جن کے ساتھ مل کر اس نے اب تک نہایت دل جمعی سے سارے کام کیے تھے، پھر یہاں کے حالات کچھ اس قدر عجیب و غریب تھے کہ نعمان خان چکرا گیا تھا۔ اُسے تو یہی بتایا گیا تھا کہ ویلشیا کا باشندہ ہونے کی حیثیت سے اس سے زیادہ تعرض نہیں کیا جائے گا۔ اس کے کاغذات وغیرہ بالکل ٹھیک تھے۔ لیکن یہ لوگ جو ویلشیا کے نگران بن گئے تھے اور موجودہ حکمران کی ہر ممکن معاونت کر رہے تھے، ضرورت سے زیادہ چالاک تھے۔ ویلشیا میں ایک عجیب سی کیفیت ان لوگوں نے پیدا کر دی تھی، مقامی لوگ غیر محفوظ تھے۔ اس کے علاوہ باہر سے آنے والوں کی کڑی نگرانی کی جاتی تھی، ہر دُوسرا شخص جاسوسی کا کام انجام دے رہا تھا۔

نعمان خان کو بہرطور اپنے مشن پر پوری ذہانت سے کام کرنا تھا۔ اس کی خواہش تھی کہ وہ اپنے اس مشن کو اُسی طرح انجام دے جس طرح اس سے توقع کی گئی ہے، اور اس میں اس کی اور اس کے اہلِ خاندان کی بھلائی مضمر تھی، اس کے علاوہ بھی یہاں پہنچنے کے بعد وہ جن حالات کا شکار ہوا تھا۔ اس کے تحت یہ اندازہ اُس نے اچھی طرح لگا لیا تھا کہ اگر کہیں لائن سے ہٹنے کی کوشش کی گئی تو موت کے علاوہ کچھ نہیں ملے گا۔

بہرصورت دُوسرا دن بھی اسی کیمپ میں گزارا، کیمپ کے بدنصیب لوگوں کا اُس نے اچھی طرح تجزیہ کر لیا تھا، یہ سب ویلشیا کے باشندے تھے اور غالباً ان پر شبہ تھا کہ وہ باغیوں سے ملے

ہوئے ہیں۔ اس آفیسر سے دُوسرے دن بھی ملاقات ہوئی لیکن وہ نعمان خان کی طرف متوجہ نہیں ہوا۔ تیسرا دن بھی جب اسی طرح گزر گیا تو نعمان خان کو بے چینی ہونے لگی، یہاں اس کیمپ میں وہ اس طرح زندگی نہیں گزار سکتا تھا، لیکن چوتھا دن تعطّل کا دن نہ رہا، اسی آفیسر نے اُسے طلب کیا تھا پھر اُس نے اُسے ایک کارڈ دیتے ہوئے کہا: "بغیر ہاتھ پاؤں ہلائے زندگی گند ہو جاتی ہے، ہم نہیں چاہتے کہ تم مفت کی روٹیاں توڑو۔" اُس نے کرخت لہجے میں کہا اس وقت اس کے ساتھ دو اور آفیسر بھی کھڑے ہوئے تھے۔ "چنانچہ تمہیں ان لوگوں کے ساتھ جانا ہے اور جو کام یہ بتائیں اُسے انجام دینا ہے۔" نعمان خان نے خاموشی سے کارڈ لے لیا تھا، کارڈ لے کر وہ اس جگہ آ بیٹھا جہاں پر کام کے لیے بھیجے جانے والوں کی لائن لگائی جا رہی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ دونوں شخص وہاں سے چلے گئے، جو اس مہربان آفیسر کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے، تب وہ برق رفتاری سے اپنی جگہ چھوڑ کر آگے بڑھا اور نعمان خان کو اشارے سے اپنے قریب بُلا کر کہنے لگا: "سنو میں نے بڑی مشکل سے تمہارے لیے یہ موقع نکالا ہے جس جگہ تم پہنچو گے، وہاں ڈینس نامی ایک شخص تمہیں ملے گا، اس شخص کے اُوپر بھروسہ کر سکتے ہو، یہ تمہارے مقصد کا آدمی ہوگا، اور اگر تم چاہو گے تو تمہارے کام آ سکتا ہے، بس اس سے زیادہ میں اور کچھ نہیں کہوں گا۔"

نعمان خان تعجب سے اس کی صُورت دیکھتا رہ گیا تھا، آفیسر اپنی جگہ واپس جا بیٹھا، تھوڑی دیر کے بعد ایک فوجی گاڑی آئی اور ان لوگوں کو لے کر چل پڑی۔ نعمان خان دُوسرے لوگوں کے ساتھ اس فوجی گاڑی میں بیٹھ گیا۔ جس جگہ اُنھیں پہنچایا گیا، وہاں ایک لمبی نہر کی کھدائی ہو رہی تھی۔ بہت سے مزدوری کاموں میں مصروف تھے، ان کی ٹولیاں بنی ہوئی تھیں۔ نعمان خان کو بھی ایک کدال دے دی گئی، اور وہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔ اس کے اطراف میں بہت سے لوگ کام کر رہے تھے، وہ ان میں ڈینس کو تلاش کرنے لگا۔ کافی دیر تک وہ اپنے کام میں مصروف رہا، محافظ ہاتھوں میں کوڑا لیے کام کرنے والوں کی نگرانی کر رہے تھے۔ نعمان خان کو کام کرتے کرتے کئی گھنٹے گزر گئے، تب اُس نے اپنے قریب کھڑے ہوئے ایک مزدور سے پوچھا: "ڈینس کہاں ہے؟" یہ سوال اُس نے اتنی روا روی میں کیا کہ کسی کو اُس پر شبہ نہ ہو سکا۔ اس مزدور نے دُور درختوں کے ایک جھنڈ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: "وہاں ڈینس کام کر رہا ہے۔ سُرخ جرسی میں ملبوس، وہی ڈینس ہے۔" نعمان خان نے گردن ہلا دی۔ ڈینس تک پہنچنا آسان

نہیں تھا، کام لینے والے محافظ خاصے سخت گیر تھے، پھر ڈینس سے ملاقات کا موقع اُسے دوپہر کو ایک بجے کے قریب جب کھانے کی چھٹی ہوئی تھی۔

وہ لوگ جگہ جگہ بیٹھ گئے تھے، چنانچہ نعمان خان اپنے کھانے کا برتن لے کر تیزی سے آگے بڑھا اور بالآخر ڈینس کے نزدیک پہنچ گیا۔ نعمان خان جب اُس کے نزدیک بیٹھا تو اُس نے عجیب سی نگاہوں سے نعمان خان کو دیکھا تھا۔

"مسٹر ڈینس۔" نعمان خان نے اُسے مخاطب کیا۔

"اپنے کام سے کام رکھو۔ مجھے فضول باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔" ڈینس نے جواب دیا اور نعمان خان کا چہرہ ایک لمحے کے لیے سُت گیا، زندگی میں اس سے زیادہ کٹھن وقت اس پر کبھی نہیں پڑا تھا۔ وہ ان لہجوں کو برداشت کرنے کا عادی نہیں تھا، دیر تک وہ خود کو سنبھالتا رہا، پھر جب اُس نے دوبارہ نگاہیں اُٹھا کر ڈینس کی طرف دیکھا تو ڈینس اُسے ہی گھور رہا تھا۔ دفعتاً اُس کے چہرے میں تبدیلی رُونما ہوئی۔

"کوئی کام ہے مجھ سے؟" اُس نے سوال کیا۔

"ہاں لیکن تمہارے لہجے کی بدتمیزی مجھے اُلجھن میں ڈال رہی ہے۔" نعمان خان نے کہا۔ ڈینس جس قسم کا آدمی تھا اُ[...] کے تحت نعمان خان کا اندازہ تھا کہ وہ اس کے الفاظ پر چراغ پا [...] جائے گا لیکن وہ خاموشی سے اُسے دیکھتا رہا، پھر اُس نے [...] کہا: "نیج نمبر؟"

"بارہ۔" نعمان خان نے جواب دیا۔

"بس ہمارا قیام رات کو بائیں سمت کے پہاڑی ٹی[...] کی طرف ہوگا۔ اسی وقت تم سے ملاقات کی جائے گی۔ تم بھی رات کو اسی طرف ٹھہرو۔"

"ٹھیک ہے۔" نعمان خان نے کہا۔ ویسے اسے حیر[ت] تھی کہ ڈینس کے روّیے میں ایک دم یہ تبدیلی کیسے پیدا ہو گئی۔

بہرطور شام تک کام ہوتا رہا اور پھر چھٹی ہو گئی۔ چھٹی ہو[نے] کے بعد تمام قیدیوں کو اسی سمت لے جایا جانے لگا جدھر ڈینس [نے] اشارہ کیا تھا۔ اب ڈینس نظر نہیں آ رہا تھا۔ شام گزارنے [کے] لیے سیپ پر کیمپنگ کی گئی تھی۔۔۔۔ ظاہر ہے یہاں ابھی کافی [کام] باقی تھا اور وہ لوگ قیدیوں کو روزانہ کیمپ تک لانے اور [لے] جانے کی ذمّے داری قبول نہیں کر سکتے تھے چنانچہ اُن کے [...] وہیں بندوبست کر دیا گیا تھا۔ اطراف میں خاردار تاروں کی با[ڑ] لگی ہوئی تھی لیکن یہ باڑ حد بہت وسیع و عریض احاطے میں لگی [...]

ں اور یہاں قیدیوں کی نگرانی کے لیے بہت زیادہ انتظامات نہیں
ے البتہ باڑھ کے چاروں طرف فوجی کھڑے ہُوئے تھے یہاں میدان
اف تھا اور اس وسیع وعریض احاطے میں ان کی نگرانی کرنے
لا کوئی نہیں تھا۔
غالباً کسی فوری مقصد کے تحت اس نہر کی کھُدائی شروع کی
تھی اور وہ اتنی جلدی میں تھے کہ یہاں قیدیوں کی نگرانی کے لیے
اسب انتظامات نہیں کر پائے تھے البتہ اُنھوں نے اس احاطے
یر رکھی تھا جدھر سے قیدیوں کے میدان سے فرار ہو جانے کا
شہ تھا۔ اس طرح اُنھوں نے اپنے طور پر تو انتظام کر لیے تھے
ن اندر قیدیوں کی نگہداشت کے لیے کوئی بندوبست نہیں تھا۔
وڑی دیر کے بعد نعمان خان نے ڈینس کو تلاش کر ہی لیا اور آہستہ
ستہ اسی جگہ پہنچ گیا جہاں ڈینس اور اس کے آدمی موجود تھے
اں میدان میں ناہموار جھاڑیاں اُگی ہُوئی تھیں۔ کہیں کہیں اُونچی
ں چٹانیں نظر آ رہی تھیں اور ان چٹانوں کی آڑ میں قیدیوں نے
ں اپنی ٹولیاں بنالی تھیں جس جگہ ڈینس موجود تھا وہ ایک بہت
ی جھاڑی کے عقب میں تھی۔ یہ جھاڑی انسانی قد سے اُونچی تھی
ر اس کا پھیلاؤ بھی کافی وسیع تھا، گویا اُس کے عقب میں موجود
ں کو کسی دُوسری جگہ سے نہیں دیکھا جا سکتا تھا۔ نعمان خان اُسی
اڑی کے عقب میں پہنچ گیا۔
جیسے ہی وہ اس طرف پہنچا تین چار آدمی اپنی جگہ سے اُٹھے
ر نعمان خان کے اردگرد کھڑے ہو گئے۔ ڈینس تھوڑے ہی فاصلے
موجود تھا۔
"کیا خیال ہے چیف ۔۔۔ یہی شخص ہے نا؟" ایک قوی ہیکل
ی نے نعمان خان کو گھُورتے ہُوئے کہا۔
"ہاں۔ یہی ہے۔"
"تو پھر میرے خیال میں اس کا قصہ پاک کر دیا جائے۔"
"نہیں۔ ابھی نہیں ممکن ہے یہ شخص ہمیں کچھ مفید باتیں بتا
ے۔" ڈینس نے کہا۔
"ہاں۔ میں تمھیں کچھ مفید باتیں بتانا چاہتا ہوں۔" نعمان خان
ری لہجے میں بولا پھر اُس نے اپنے عقب میں کھڑے ہُوئے
ں کی طرف رُخ کر کے کہا "ان لوگوں سے کہو کہ اپنی جگہ بیٹھ جائیں
تم لوگوں کے سامنے مجبور نہیں ہُوں بس جس مقصد کے تحت میں
ں آیا ہُوں یا بھیجا گیا ہُوں اُس کی تکمیل چاہتا ہُوں اور اگر تمھیں
سے اختلاف ہے تو پھر ان سے کہو کہ ہم جھاڑی کے عقب میں
۔ کوئی اور ہمیں نہیں دیکھ سکتا مجھ پر حملہ کریں اور قابو پالیں" نعمان

خان کے لہجے میں غراہٹ تھی۔ دراصل اب تک کی اس جھنجلاہٹ کو وہ رفع کرنا چاہتا تھا۔ ڈینس گہری نگاہوں سے اُسے دیکھ رہا تھا۔ آپ پیچھے کھڑے ہُوئے چاروں آدمی نعمان خان کے اس چیلنج کو سُن کر برہم نظر آنے لگے تھے تب ڈینس نے مسکراتے ہُوئے اُن سے کہا۔ "تم لوگ بیٹھ جاؤ۔ میں ذرا اس تیس مار خاں سے بات تو کر لوں۔" پھر اُس نے نعمان خان کو اپنے قریب بُلایا۔ نعمان خان اُس کے پاس ہی بیٹھ گیا تھا۔

"ہاں دوست اب بتاؤ کون ہو تم اور کیا چاہتے ہو؟ لیکن ایک بات کا خیال رکھنا کہ اگر تم نے جھوٹ بولنے یا ہمیں دھوکا دینے کی کوشش کی تو تمھیں ان جھاڑیوں میں دفن کر دیا جائے گا اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوگی۔" ڈینس کا لہجہ بے حد سفاک تھا۔

"یہ کام تمھارے لیے اتنا آسان نہیں ہوگا مسٹر ڈینس لیکن میں تم سے کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہُوں۔"

"کیا ہم سے کچھ معلومات حاصل کرنے کے لیے تمھیں مقرر کیا گیا ہے؟"

"نہیں اگر میں ان کا جاسوس ہوتا تو کیا خیال ہے کیا اکیلا میں یہاں آگیا ہوتا، یقیناً میرے مددگار بھی اطراف میں موجود ہوتے اور تم یہ سوچ سکتے ہو کہ ممکن ہے یہاں میرے آدمی موجود ہوں، سب سے پہلے میں تم سے اس شخص کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہوں گا جو کیمپ میں لکھنے پڑھنے کے کام پر مامور ہے اور غالباً سب لیفٹیننٹ کا عہدہ رکھتا ہے۔ وہ شخص جو چشمہ لگائے بیٹھا رہتا ہے۔ اُس نے مجھے تمھارے بارے میں مطلع کیا تھا" نعمان خان کے ان الفاظ نے ڈینس کے چہرے پر نمایاں تبدیلی پیدا کر دی تھی۔ وہ نعمان خان کو گھُورنے لگا پھر بولا۔ "اوہ۔ اس کا مقصد ہے کہ وہ بھی روشنی میں آگیا ہے۔"

"نہیں، تم غلط سمجھ رہے ہو اگر تمھارے پاس معلومات کے کچھ ذرائع ہیں اور وہ شخص واقعی کسی ایسی شخصیت کا مالک ہے جس کا اظہار اُس نے کیا ہے تو پھر تم میرے بارے میں یہ معلومات حاصل کر سکتے ہو۔ میرا نام نعمان خان ہے اور مجھے اس مشن کے لیے بھیجا گیا ہے جس کی تکمیل کے لیے تم کوشاں ہو۔" ڈینس عجیب سی نگاہوں سے اُسے دیکھتا رہا پھر آہستہ سے بولا۔ "لیکن میرا ان تمام معاملات سے کیا تعلق ہے؟"

"ڈیئر ڈینس اگر تم بہت زیادہ محتاط آدمی ہو تو پھر تمھیں کسی ایسے مقصد کے لیے کام نہیں چاہیے جو قومی حیثیت رکھتا ہو۔ میں آخری بار کہہ رہا ہُوں کہ تم مجھے اپنے دوستوں میں تصور کرو اور

مجھ سے تعاون کرو۔"

"تمھارے پاس تمھارے کاغذات تو موجود ہوں گے؟"

"ہاں۔ وینشیا کے ایک باشندے کی حیثیت سے میرے پاس کاغذات موجود ہیں لیکن حقیقت وہ نہیں ہے۔"

"ٹھیک ہے میں تم پر اعتبار کیے لیتا ہُوں۔ ہم لوگ تو زندگی اور موت کا کھیل کھیل رہے ہیں۔ موت جس شکل میں بھی ہم تک پہنچنا چاہے گی کسی بھی وقت پہنچ جائے گی۔ ہمیں اس کی پروا نہیں ہے۔"

"یہ مردوں والی بات ہُوئی۔ میں چاہتا ہُوں کہ اگر تمھارے پاس کچھ ذرائع ہیں تو تم میرے سلسلے میں رابطہ قائم کر سکتے ہو۔"

"نہیں کوئی ذریعہ نہیں ہے میرے پاس لیکن یہ بتاؤ تمھیں کس مشن پر بھیجا گیا ہے؟"

"آبدوزوں کے خفیہ اڈّوں کے بارے میں مجھے معلومات درکار ہیں۔"

"اوہ۔ اوہ۔" ڈینس کے لہجے میں اضطراب پیدا ہو گیا پھر اُس نے ہاتھ ملتے ہُوئے کہا "خیر تم جو کوئی بھی ہو میں تمھاری کیا مدد کر سکتا ہُوں؟"

"مجھے وہاں تک پہنچنے کے صحیح راستے بتاؤ۔ دراصل میں اپنے آبائی وطن پہنچنا چاہتا ہُوں وہاں سے معلومات حاصل کر کے میں اپنے دُوسرے کام کا آغاز کروں گا۔"

"ہُوں۔ تمھیں وہاں بھجوانے کے انتظامات کیے جا سکتے ہیں۔ وہ آفیسر ہم میں سے ایک ہے لیکن اس نے دُوسرا رُوپ دھار رکھا ہے۔ یہ معلومات اس کے لیے اور خود ہمارے لیے موت کا باعث بن سکتی ہیں لیکن جب ہم نے خطرات مول لینے کا فیصلہ کر لیا ہے تو پھر اس قدر احتیاط بے معنی ہے" اُس نے جواب دیا اور نعمان خان مسکراتی نگاہوں سے اُسے دیکھنے لگا پھر اُس نے اپنا ہاتھ پھیلاتے ہُوئے کہا "ہاتھ ملاؤ مسٹر ڈینس تم جو خطرہ مول رہے ہو وہ تمھاری بہادری کی نشانی ہے۔ اب مجھے یہ بتاؤ کہ تم اس سلسلے میں کیا کر سکتے ہو؟" ڈینس کے ساتھی بھی نعمان خان کی جانب متوجہ ہو گئے تھے۔ تھوڑی دیر میں ان سب سے تفصیل تعارف ہو گیا۔

نعمان خان کو معلوم ہُوا کہ کسی کی زیرِ ہدایت بہت سے گروپ کام کر رہے ہیں اور ایک دن یہ لوگ پروگرام کے مطابق اس بندرگاہ کو تباہ کر دیں گے، جہاں مقامی حکومت کے مددگار فوجیوں کی آبدوزوں کے اڈّے ہیں، وہ انھی تیاریوں میں مصروف ہیں۔

"گڈ۔ مجھے ان کے بارے میں معلومات حاصل کرنے ک
لیے بھیجا گیا ہے اور میں اس سلسلے میں یقیناً بہتر کار۔۔ وائی کر سکو
بشرطیکہ میں اپنے اس وطن پہنچ سکوں جس کے ایک باشندے کی حیثی
سے مجھے یہاں بھیجا گیا ہے۔" نعمان خان نے کہا۔
"میں نے کہا نا اس کا بندوبست کر دیا جائے گا۔ ہم تمھ
ایسے کاغذات دلوادیں گے جن کے ذریعے تم یہاں سے نکل کر
اس علاقے میں پہنچ سکو گے لیکن میرے دوست تم سے آخری
کہنا پسند کرتا ہُوں کہ وینشیا کی قسمت سے کھیلنے کی کوشش مت کر
"بالکل بے فکر رہو۔ ڈینس تم نے جو یہ خطرہ مول لے لی
میں اس کے لیے تمھارا شکر گزار ہُوں۔"
"تو پھر ٹھیک ہے تمھارا کام ہو جائے گا۔" ڈینس نے
اور نعمان خان نے گردن ہلا دی۔
بہر طور ڈینس سے ہونے والی اس ملاقات نے نعمان
کو خاص تسلی دی تھی اور وہ کسی قدر پُرسکون ہو گیا تھا۔ اب تک
حالات چل رہے تھے وہ کچھ ایسی نوعیت اختیار کر گئے تھے
نعمان خان ذہنی طور پر اُلجھ گیا تھا۔ یقیناً اسکارد کے پروگرام
گڑبڑ ہو گئی تھی۔ وہ موجودہ حالات سے صحیح واقفیت نہیں رکھ
اور نعمان خان اس کی غلط پلاننگ میں پھنس کر اپنا اصل مشن کھ
تھا اور یہاں یہ حالات نہ ہوتے تو بلاشبہ اُسے اپنے مشن کی
میں مہینوں لگ جاتے اور یہ بھی نہیں کہا جا سکتا تھا کہ وہ لوگ
کی جانب سے مشکوک ہو کر اُسے زندہ چھوڑتے یا موت کے گ
اُتار دیتے۔ تاہم نعمان خان اپنے طور پر بھی بہت کچھ کرنے
صلاحیت رکھتا تھا۔
لیکن وہ اپنے پروگرام میں گڑبڑ نہیں کرنا چاہتا تھا۔
لیے اس نے اب تک خود کو ایک معمولی حیثیت کا انسان
ہی پیش کیا تھا۔ نہر کی کھُدائی مسلسل جاری تھی اور تمام لوگ
اور شام اس پر کام کرتے رہتے تھے۔ اسی دوران اُس نے
بار ڈینس کو دیکھا لیکن ڈینس اس کی طرف متوجہ بھی نہیں ہُوا
خان کو یہی خدشہ تھا کہ کہیں یہ ساری پلاننگ کسی سازش کے
نہ ہو۔ اس طرح کہیں اس کی شخصیت کو منظرِ عام پر نہ لایا جا رہا
بہر طور اُس نے یہ خطرہ مول لیا تھا اور یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ اگر
اس کے لیے کسی طور نقصان دہ بنا، یا وہ آفیسر ان لوگوں کا جا
ہُوا اور اُس نے اُسے دھوکا دینے کی کوشش کی۔۔۔ تو پھ
اصل شخصیت استعمال کرے گا اور کچھ نہ کچھ ہاتھ پاؤں ہلانے
کوشش کرے گا لیکن اس کی نوبت نہیں آئی۔ غالباً اس واقعے

دن تھا۔۔۔۔۔کہ اُسے وہاں سے واپس بلا لیا گیا۔ اُسے اُس کیمپ میں لایا گیا جہاں سے وہ نہر کی کھدائی کے لیے روانہ کیا گیا تھا یہاں وہی آفیسر موجود تھا۔ آفیسر نے خشک سے انداز میں اُسے دیکھ کر اُس کے کاغذات اُسے واپس کرتے ہوئے کہا "مسٹر ٹیری۔۔۔ تمھارے بارے میں حاصل کی گئی معلومات موصول ہو چکی ہیں۔ تمھیں اپنے قصبے وائن ہام جانے کی اجازت دی جاتی ہے۔ اس کے لیے تمھیں ایک ایسی جگہ بھیج دیا جائے گا جہاں سے تم اپنے قصبے جانے کے لیے ٹرین حاصل کر سکتے ہو۔ تیاریاں کر لو آج شام ہی تمھیں روانہ کر دیا جائے گا" نعمان خان نے گہری سانس لی تھی۔۔۔۔۔ آثار یہ بتاتے تھے کہ اس کا داؤ کارگر ہو گیا ہے۔ پھر اسی شام اُسے ایک جیپ کے ذریعے وائن ہام جانے کے لیے ایک ریلوے اسٹیشن تک پہنچا دیا گیا۔

گاڑی میں بیٹھا تو سارے راستے سپاہی اس کے کاغذوں کی جانچ پڑتال کرتے رہے۔ پرانے طرز کی گاڑی تھی اور اس میں کوئلے کی بجائے لکڑی جلائی جاتی تھی۔ علاقے کی زیریں وادیوں سے گزر کر ٹرین ایک پہاڑی علاقے میں داخل ہو گئی۔ ان پہاڑوں کے بعد مرغزاروں کا طویل سلسلہ شروع ہوتا تھا جو ویلیشیا کے مرکزی علاقوں سے گزرتا تھا۔ یہ علاقہ تقریباً تین سو میل لمبا تھا اور اس سفر کے تقریباً تہائی حصے میں واقع تھا۔

ڈھائی گھنٹے کے بعد ٹرین وائن ہام کے اسٹیشن پر رکی۔۔۔ اسٹیشن کی عمارت پلیٹ فارم اور شیڈ لکڑی کے بنے ہوئے تھے یہاں پر بھی نعمان خان کے کاغذات کا بغور معائنہ کیا گیا اور دیر تک اُس سے مختلف سوالات کیے جاتے رہے۔ نعمان خان نے اس وقت اکارڈ کی دی ہوئی تربیت سے پورا پورا فائدہ اُٹھایا تھا۔ اور اُسے ٹیری کین کے بارے میں جو بھی معلومات حاصل تھیں اُس نے مقامی افسر کو بتا دی تھیں۔

پھر وہ ریلوے اسٹیشن سے شہر میں داخل ہو گیا۔ شہر کیا بس چھوٹی چھوٹی گلیوں اور بازاروں پر مشتمل ایک چھوٹی سی آبادی تھی یہاں ہولناک تباہی کے نشانات صاف دیکھے جا سکتے تھے اکثر عمارتیں تباہ کر دی گئی تھیں اور آگ کی وجہ سے کھنڈروں میں تبدیل ہو چکی تھیں۔ اگرچہ نعمان خان اپنی عمر میں پہلی مرتبہ اس شہر میں آیا تھا لیکن اسکارڈ کے رٹائے ہوئے سبق یاد کر کے یوں محسوس ہوتا تھا کہ اس کا چپہ چپہ اس کا دیکھا بھالا ہے۔ کسی سے پتہ پوچھے بغیر ہی وہ سڑکوں، گلیوں اور بازاروں سے گزرتا ہوا اس مکان تک پہنچ گیا جو ٹیری کین کا آبائی مکان تھا۔ مکان کیا تھا ملبے کا ایک اونچا سا ڈھیر تھا جس پر حسرت برس رہی تھی۔ وہ سامنے کھڑا ہو کر اُسے دیکھنے لگا۔ دفعتاً عقب سے کسی نے اُسے آواز دی۔ "اوہ۔ ٹیری۔ ٹیری کین، میرے بچے۔ کیا تم واپس آ گئے" نعمان خان نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ چھوٹے سے قد کا گٹھا ہوا بڈھا جس کے سر پر ایک بال بھی نہیں تھا۔ اُس کی جانب تیزی سے چلا آ رہا تھا۔ نعمان خان نے اس شخص کو یاد کرنے کی کوشش کی لیکن وہ سمجھ نہیں سکا کیونکہ اُس کا حلیہ اُس کے ذہن میں نہیں تھا۔

"کیا تم ٹیری کین ہو؟" بوڑھے نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ میں ہی بدنصیب ٹیری کین ہوں لیکن یہ میرے مکان کا کیا ہوا، میرے اہل خاندان کہاں ہیں؟"

"بے شک تمھیں اپنے مکان کی تباہی پر دکھ ہونا ہی چاہیے" بوڑھے نے رنجیدہ ہو کر کہا "تمھارے اہل خاندان کو ملک کی بقا کے لیے قتل کر دیا گیا ہے اور اب تم اس دنیا میں تنہا ہو" بوڑھے نے سنگ دلی سے کہا اور نعمان خان سکتے کے سے عالم میں کھڑا رہ گیا تب بوڑھا آگے بڑھا اور اُس نے نعمان خان کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا "یہ تو زمانے کی ریت ہے بیٹے تم آ گئے ہو اپنی جائداد سنبھالو اور محتاط انداز میں اپنی زندگی کا آغاز کرو۔ ہم سب تمھارے ہمدرد ہیں اور تمھارے خاندان کی تباہی پر تم سے دلی دکھ کا اظہار کرتے ہیں لیکن افسوس اس اظہار کے لیے ہم کسی ایک جگہ جمع نہیں ہو پائیں گے۔ چونکہ قصبے پر ہمارے دشمنوں کا راج ہے اور وہ ہر جگہ ہم پر نگاہ رکھتے ہیں۔ میرا خیال ہے تم مجھے پہچان نہیں سکے"

"ہاں افسوس طویل عرصے کے بعد وطن واپس آیا ہوں۔ اس لیے کچھ یاد نہیں آ رہا"

"میرا نام ہنٹ ہے ڈیو ہنٹ۔ شاید تمھیں یاد آ گیا ہو۔ بچپن میں تم میرے ساتھ رہے ہو اور وہ گارشی۔۔۔۔ تو یقیناً تمھیں یاد ہو گی۔ تمھاری بچپن کی دوست"

"اوہ ہاں گارشی، مجھے یاد آ گیا مسٹر ہنٹ، واقعی میں آپ لوگوں کو بھول گیا تھا" نعمان خان نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر ہنٹ سے لپٹ گیا۔ پستہ قامت شخص اُس کے سر پر ہاتھ پھیرنے کی کوشش میں لپک رہا تھا تب نعمان خان نے خود ہی گردن جھکا دی۔ ہنٹ دیر تک اس کا سر سہلاتا رہا اور پھر اُس نے کہا "آؤ۔ اس مکان کو تو درست کرنے میں تمھیں وقت لگے گا۔ میں تمھیں اپنے ساتھ لے چلوں" ہنٹ اُسے جس مکان میں لے کر گیا یہ بھی ایک چھوٹا سا مکان تھا معمولی سا فرنیچر موجود تھا۔ اُس نے ایک پلنگ پر بٹھا کر کہا "ٹھہرو میں تمھارے کھانے پینے کے لیے کچھ بندوبست کرتا

ہوں، طویل عرصے کے بعد لوٹے ہو یقیناً تمھیں ان تمام چیزوں کی ضرورت محسوس ہو رہی ہو گی" جس لڑکی کا نام اُس نے لیا تھا وہ شاید اس وقت یہاں موجود نہیں تھی کیونکہ تھوڑی ہی دیر کے بعد ہنٹ خود ہی لکڑی کی ٹرے میں کچھ چیزیں سجائے ہوئے اُس کے پاس پہنچ گیا۔

نعمان خان خاموشی سے کھانے پینے میں مصروف ہو گیا۔ اس دوران ہنٹ اُسے اس کے خاندان کی تباہی کے بارے میں بتا رہا تھا۔ بہت سی ایسی باتیں تھیں جو اس خاندان کے بارے میں نعمان خان کو معلوم تھیں اور اُسے یہ سن کر سچ مچ دکھ ہوا کہ ٹیری کین کے اہل خاندان بہت بری طرح تباہی کا شکار ہوئے تھے۔ اُس نے بھرائے ہوئے لہجے میں پوچھا "میری جائداد میرا فارم ان تمام چیزوں کا کیا ہوا؟"

"وہ سب محفوظ ہیں۔ اُنھیں محفوظ رکھا گیا ہے۔ ہم سب ہی کہتے تھے کہ ایک نہ ایک دن تم بلجیئم سے واپس آ جاؤ گے اور اپنے خاندان کا یہ انتظام سنبھال لو گے کیونکہ تم ملک سے باہر تھے اور ان لوگوں کو اس بات کا شک بھی نہیں ہے کہ تم یہاں کی کارروائیوں میں بھی شامل ہو سکتے ہو۔ اس لیے اُنھوں نے تمھاری جائداد پر قبضہ کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی اور پھر یہاں تمھارے بھی ہمدرد موجود ہیں۔ گارشی تو اکثر تمھیں یاد کرتی رہتی تھی حالانکہ تمھاری شکل تک اُس کے ذہن سے محو ہو گئی ہے۔ طویل عرصے کے بعد تم یہاں پہنچے ہو نا۔ تمھارے آنے کی تو کوئی توقع بھی نہیں کی جا سکتی تھی بس اس بات کا امکان تھا کہ ممکن ہے اپنے اہل خاندان کی موت کی اطلاع سن کر تم یہاں تک پہنچو لیکن یوں لگتا ہے کہ تمھیں ان بے چاروں کے بارے میں کچھ بھی نہیں معلوم"

"یہ حقیقت ہے چچا ہنٹ کہ میں اپنے خاندان کی اس تباہی سے ناواقف تھا" نعمان خان نے افسردہ لہجے میں کہا۔

"جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔ اب تم یہ سوچو کہ تمھیں اپنے لیے کونسی راہیں منتخب کرنی ہیں، آیا ویلیشیا کی سیاست میں حصہ لو گے یا اپنے طور پر خاموشی سے زندگی گزارو گے"

"نہیں چچا ہنٹ۔ میں ایسے معاملوں سے بہت دور ہوں، میں کبھی سیاست وغیرہ کے بارے میں نہیں سوچتا۔ مجھے اپنے اہل خاندان کی موت کا بے حد دکھ ہے لیکن اب اُن کے لیے کیا کیا جا سکتا ہے۔ میں اپنی زندگی کھونا نہیں چاہتا"

"ہاں۔ یہی دانشمندی ہے جو کچھ ہو رہا ہے کرنے والے اس کے لیے بہت کچھ کر رہے ہیں، اگر ہم نہ بھی کریں گے تو کیا ہو جائے گا۔ اس قصبے میں جس طرح تباہی پھیلی ہے اس کے آثار تم نے دیکھ لیے ہوں گے۔ جس گھر پر بھی باغیوں سے ملے ہونے کا شبہ ہوا اُسے مکینوں سمیت جلا کر راکھ کر دیا گیا۔ قصبے کی آدھی آبادی اِنہی ہنگاموں کی نذر ہو چکی ہے اور اب جو لوگ باقی بچے ہیں وہ تہیہ کر چکے ہیں کہ بذاتِ خود ان کاموں میں حصہ نہیں لیں گے کیونکہ ہمارے تحفظ کا کوئی بندوبست نہیں ہے" نعمان خان اس گفتگو کو ذہن نشین کرتا جا رہا تھا پھر اُس نے کہا "یوں لگتا ہے جیسے ہمارے دشمن فوجی یہاں باقاعدہ قدم جما چکے ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے ویلیشیا مکمل طور پر اُن کے قبضے میں آ گیا ہو؟"

"ہاں۔ بدنصیب حکمران نے ویلیشیا کو اپنے حلیفوں کے حوالے کر دیا ہے اور انھیں کے بل پر حکمرانی کر رہا ہے حالانکہ آرمینس سرداتو ہی یہاں پر حکومت کے قابل ہے۔ وہ اپنی سی کوششوں میں مصروف ہے اور ہمیں یقین ہے کہ ایک دن وہ اپنی عظمت کے چراغ روشن کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ ہم میں سے جو کوئی اُس کے لیے جو کچھ کر رہا ہے وہ اس کا حق ہے۔ ہم اسے اپنی زندگیوں کا خراج پیش کر رہے ہیں۔ دیکھیں اُونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے"

"یہاں وائن ہام کے پاس تم نے دیکھا، ان لوگوں کے کیمپ تو ضرور ہوں گے"

"تم آس پاس کی بات کر رہے ہو۔ وائن ہام کا ایک بڑا علاقہ ان کے قبضے میں ہے اور وہاں اُنھوں نے باقاعدہ ایک فوجی چھاؤنی بنا رکھی ہے۔ ہمارے کھیتوں کی آدھی ترکاریاں اُن کے قبضے میں بلا معاوضہ چلی جاتی ہیں۔ ہم لوگ بڑی کسمپرسی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ خود تمھارے فارم کی ساری سبزیاں ان کی ملکیت ہیں اور وہاں اُنھوں نے اپنا ایک باقاعدہ آدمی مقرر کر رکھا ہے، جو ان سبزیوں کی نگہداشت بھی کرتا ہے اور اُنھیں ان تک پہنچا دیتا ہے لیکن بہتر یہ ہو گا میرے بچے کہ تم ان سے تعاون کرتے رہو۔ اِسی میں تمھارا بھلا ہے" نعمان خان نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اُسے یہ جان کر مسرت ہوئی تھی کہ کسی نہ کسی طرح اس کا تعلق ان لوگوں سے ہے۔ بہر طور یہاں رہ کر وہ ان لوگوں سے تعاون کرے گا اور اس طرح ان کے بارے میں معلومات حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ یقیناً وہ حالات ابھی ان لوگوں کے علم میں نہیں ہوں گے جو نعمان خان کو پیش آ چکے تھے۔ اس لیے وہ اس پر کوئی شبہ نہیں کریں گے۔

چنانچہ اُس نے ہنٹ سے بہت سی مفید باتیں معلوم کیں پھر اُس نے گارشی سے ملنے کا ارادہ کیا۔ معصوم سی شکل کی حسین لڑکی تھی اُسے جب یہ پتہ چلا کہ ٹیری کین واپس آ گیا ہے تو وہ دوڑ کر بے اختیار

اُس کے پاس پہنچ گئی۔

"اوہ ٹیری۔ ٹیری ڈیئر۔ تم۔ تم کتنے تبدیل ہوگئے ہو۔ بچپن یاد ہے نا تمھیں۔ تمھیں میں یاد ہوں نا؟" اُس نے بڑی بے ساختگی سے پوچھا اور نعمان خان نے مسکرا کر سر ہلا دیا۔

نہیں۔ وہ کسی بھی طور ان لوگوں کو کسی شبہے کا موقع نہیں دینا چاہتا تھا۔ بوڑھے ہنٹ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ تب گارشی اُس سے کہنے لگی۔ "ڈیڈی۔ میں کچھ روز ٹیری کے ساتھ اُس کے فارم پر گزاروں گی۔ ٹیری کا مکان تو تباہ ہوچکا ہے اور یہاں رہنے کے لیے اُسے از سرِ نو درست کرنا ہوگا اس لیے مجھے یقین ہے کہ ٹیری اپنے فارم ہی پر جائے گا۔ کیا تم مجھے اجازت دو گے؟"

"تم لوگوں کو تو میں نے بچپن ہی سے اجازت دی ہوئی تھی۔ اب بھلا کیا روکوں گا۔" ہنٹ نے کہا۔ وہ بڑا تعاون کرنے والا آدمی معلوم ہوتا تھا۔ بہرطور اسی شام ایک چھوٹی سی بگھی تیار کی گئی اور نعمان خان گارشی کے ساتھ اپنے فارم پر چل پڑا۔ گارشی بہت زیادہ بولنے کی عادی تھی۔ نعمان خان نے اس کی اس کیفیت سے فائدہ اُٹھایا اور بڑے سادہ سے انداز میں اس سے اطراف کی خبریں معلوم کرنے لگا۔ گارشی سے اُسے معلوم ہوا کہ دُشمن ملک کے فوجی یہاں بڑی بڑی کارروائیوں میں مصروف ہیں اور اگر نعمان خان ذرا سی کوشش کرے تو اُسے یقیناً وہ تمام تفصیلات معلوم ہو سکتی ہیں جن کے لیے وہ یہاں پہنچا تھا۔

فارم شہر سے چار میل دُور تھا۔ یہاں سمر ہاؤس طرز کے مکان بنے ہوئے تھے اور اُن کی چھتیں ڈھلواں تھیں۔ ایک جگہ بہت سے لوگ جن سے نعمان خان کی علیک سلیک ہوئی۔ سبھی نے اُس کی آمد پر خوشی کا اظہار کیا تھا۔

بالآخر وہ اپنے فارم کے کنارے بنے ہوئے مکان میں داخل ہوگیا جس کے بوسیدہ فرنیچر، برتنوں اور دُوسرے سامان پر گرد کی تہیں جمی ہوئی تھیں۔ گارشی کی مدد سے اُس نے سامان کو جھاڑا پونچھا۔ ابھی وہ اس سامان کی صفائی سُتھرائی کر ہی رہے تھے کہ ایک پڑوسی کھانے پینے کی بہت سی چیزیں اپنے ساتھ لیے وہاں پہنچ گیا۔ اس کا نام فاؤلر تھا۔ اُس نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ وہ اس کا پڑوسی ہے اور اکثر اُس کے فارم کی دیکھ بھال کرتا رہتا ہے۔ فاؤلر نے اس کی آمد پر خوشی کا اظہار کیا تھا اور کہا تھا کہ کم از کم ایک آدمی تو ایسا یہاں پہنچا جو اُن کے اپنے لوگوں میں سے ہے ورنہ زیادہ تر اجنبی لوگ یہاں آکر آباد ہوگئے ہیں اور اُنہی کے ذریعے سارا کاروبار چلتا ہے۔

بہرطور گارشی نے تمام مکان کی صفائی سُتھرائی کرلی تھی اور پھر رات گزارنے کے لیے اُنھوں نے ایک کمرے کا انتخاب کرلیا۔

رات کو گارشی نعمان خان سے اُس کی زندگی کے بارے میں معلومات حاصل کرتی رہی۔ وہ اُسے ٹیری کین ہی سمجھ رہی تھی اور اُسے ایک بار بھی شبہ نہیں ہوا تھا کہ وہ ٹیری کین نہیں ہے۔ بہرطور نعمان خان محسوس کر رہا تھا کہ یہاں کے حالات اُس کے لیے سازگار ہیں لیکن اب شرط یہ ہے کہ اطراف کے حالات بھی سازگار ہوں۔ تب ہی بہتر طور سے کام بن سکتا ہے۔

رات کے تقریباً تین بجے تک گارشی اس سے چھوٹی چھوٹی معصوم، معصوم سی باتیں کرتی رہی اور اُس کے بعد بچّوں کی طرح گہری نیند سو گئی۔ نعمان خان خود بھی سونے کی کوشش کرنے لگا تھا لیکن دُوسری صبح اُس کی نیند پوری نہیں ہوئی تھی کہ دفعتاً زوردار دھڑ دھڑاہٹ سُنائی دی اور وہ چونک گیا۔ گارشی بھی چونک کر اُٹھ گئی تھی۔ دونوں دروازے کی طرف دیکھنے لگے جو بند تھا لیکن اُسے کافی زور زور سے ہلایا جا رہا تھا پتہ نہیں کون وحشی تھا۔ نعمان خان کو ایک لمحے میں خطرے کا احساس ہوگیا تھا۔

گارشی نے دروازہ کھولا تو مسلح فوجی اندر گھس آئے۔ وہ دشمن فوجی تھے اور مشین گنوں سے مسلح تھے۔ جب تک نعمان خان صورتِ حال کا اندازہ کرتا۔ وہ اسے گھیرے میں لے کر بے دست و پا کر چکے تھے۔ نعمان خان کی آنکھوں میں خون اُتر آیا مگر مصلحتاً خاموشی اختیار کرلی اور ان کے اشارے پر اُن کے ساتھ چل پڑا۔ وہ اُسے ایک ویران راستے پر لے کر چل پڑے۔ راستے میں وہ ویلیشین زبان میں گفتگو کر رہے تھے۔

اگر وہ اُسے ویلیشین نہ سمجھتے تو یقیناً کسی دُوسری زبان میں گفتگو کرنے کی کوشش کرتے۔ کافی دُور چلنے کے بعد بالآخر وہ ایک کھنڈر نما عمارت میں داخل ہوئے جس کے اُوپر اس ملک کا جھنڈا لہرا رہا تھا جس کے یہ لوگ تھے عمارت کیا تھی کوئی کباڑ خانہ تھا جس کے اندر بھری فوج کا ساز و سامان، سپاہیوں اور افسروں کی پھٹی پُرانی اَن گنت وردیاں۔ ٹیلی فون اور وائرلیس کے آلات، ٹائپ مشینیں اور اسی طرح کی دُوسری بہت سی چیزیں اچھی یا بُری حالت میں بکھری پڑی تھیں۔ ایک مختصر سے کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ نعمان خان پر چل پڑے اور اس کے بدن کی پوری طرح تلاشی لی گئی لیکن اُس کے پاس سوائے کھانے پینے کی چیزوں اور شناختی کاغذات کے رکھا ہی کیا تھا۔ اس سلسلے میں بہترین انتظامات

لیے گئے تھے۔ خوب دیکھ بھال کے بعد نعمان خان کو کمرے میں چھوڑ دیا گیا۔ اس کے کاغذات اور تھیلا واپس کر دیا گیا تھا۔

اس کے بعد ایک شخص دُوسرے کمرے میں گیا اور چند چھپے ہوئے فارم لے کر آیا۔ پھر اُس نے نعمان خان سے کہا کہ اُسے پُر کرے۔ یہ فارم اُن کی اپنی زبان میں تھے۔ نعمان خان نے پریشان نگاہوں سے اُنھیں دیکھتے ہوئے کہا۔ "میں نہیں جانتا کہ ان میں کیا لکھا ہوا ہے اور میں ان پر کیا لکھوں؟"

"تم بننے کی کوشش کر رہے ہو۔ صحیح طرح ان فارموں کو پُر کردو، ورنہ بدن کی ایک ایک ہڈی سے کھال اُتار لی جائے گی۔" ایک فوجی نے غرّاتے ہوئے لہجے میں کہا اور نعمان خان بے بسی کے انداز میں اُسے دیکھنے لگا۔

"تم لوگ یقین کرو میں تمھاری زبان نہیں جانتا میں ویلیشین ہوں۔ زیادہ سے زیادہ میں تھوڑی بہت انگلش سمجھ لیتا ہوں لیکن اس سے زیادہ کچھ نہیں۔" وہ لوگ نعمان خان کو گھورتے رہے پھر اُنھوں نے آپس میں ایک دُوسرے سے کچھ اشارے بازیاں کی تھیں اور وہ کاغذات پُر کرائے بغیر باہر نکل گئے۔ نعمان خان کمرے کے فرش پر بیٹھ کر گہری گہری سانسیں لینے لگا تھا۔ یہ لمحات بڑے اہم بڑی صبر آزما تھی اس کے لیے۔ اس کی فطرت کے بالکل خلاف وہ تو دُشمنوں میں گھس کر صرف قتل و غارت گری کرنے کا رسیا تھی لیکن اُسے چوہا بنا دیا گیا تھا۔ پتہ نہیں میں اس کیفیت کو برداشت کر سکتا ہوں یا نہیں۔ اس نے دل ہی دل میں سوچا اور کمرے کی دیوار سے پُشت لگا کر آنکھیں بند کرلیں۔

وقت جس طرح گزر رہا تھا وہ نعمان خان کے لئے بڑا صبر آزما تھا۔ وہ اندازہ لگانا چاہتا تھا کہ وہ لوگ اس کی طرف سے مطمئن ہوئے یا نہیں۔ لیکن دوسری صبح کافی اطمینان بخش تھی۔ گارشی اس کے پہنچی تھی۔

"میں نے ان سے تمہاری آزادی کا پروانہ حاصل کر لیا ہے۔" اس نے کہا۔

"کیا مطلب؟"

"وہ تمہاری طرف سے مطمئن ہو گئے ہیں۔ اور انہوں نے معذرت کی ہے۔ اب تم میرے ساتھ چل سکتے ہو۔ نعمان خان نے گارشی سے مزید سوالات نہیں کئے اور باہر نکل آیا۔ بہت بڑا خطرہ ٹل گیا تھا اور اب وہ اپنے ساتھیوں سے رابطہ قائم کر کے اپنی مہم سرانجام دے سکتا تھا۔ لیکن اب وہ بہت محتاط ہو گیا تھا۔ اس نے سارا منصوبہ اپنے ساتھیوں کو بتایا اور بالآخر اسمیلہ پہنچنے کا وقت مقرر کر کے تیاریاں کرنے لگا۔

رانی ایراوتی کے محل میں شیران کو کوئی تکلیف نہیں تھی۔ لیکن اپنی فطرت کے مطابق اسے کسی محل میں آرام کرنے کی عادت نہیں تھی۔ محل میں اس کو خدمت کے لئے جو باندیاں تعینات تھیں وہ دنیا کی حسین ترین لڑکیاں تھیں لیکن شیران نے انہیں آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ بے چینی سے ایراوتی کا انتظار کر رہا تھا۔ بھوپت سنگھ بھی اس سے ملاقات کرتا رہتا تھا۔

تین دن گزر گئے۔ پھر اس دن شیران نے بھوپت سنگھ سے کہا۔ "رانی ایراوتی کو میری یہاں آمد کی اطلاع دی گئی ہے؟"

"بتا چکا ہوں کہ وہ سیر و شکار کو گئی ہیں۔"

"کہاں؟"

"یہ بتایا نہیں جا سکتا۔" بھوپت سنگھ نے کہا۔ شیران نے ایک نگاہ اسے دیکھا اور خاموش ہو گیا۔ لیکن اس دن وہ ٹہلتا ہوا اصطبل پہنچا اور اس نے گھوڑے کے ٹرینر سے کہا۔

"کیا رانی ایراوتی سیر و شکار کے لئے تم جیسے جوان کو ساتھ نہیں رکھتی؟"

"پچھلی بار ان کے ساتھ تھا۔" ٹرینر نے کہا۔

"کوئی مخصوص جگہ ہے جہاں وہ سیر کرتی ہیں؟"

"ہاں۔ ان کی شکار گاہ ہے۔"

"مجھے بھی گھوڑے کی سواری کا بہت شوق ہے۔"

"اصطبل میں دنیا کے بہترین گھوڑے موجود ہیں۔"

"کوئی ایسا گھوڑا جو تمہارے خیال میں بہت سرکش ہو۔"

"کالا تیر۔ اس کے بارے میں مشہور ہے کہ اس پر سواری ناممکن ہے۔"

"میں اس پر سواری کر سکتا ہوں؟"

"ناممکن ہے جناب۔"

"اسے لے کر کسی کھلے علاقے میں چلو۔ دیکھتے ہیں۔" شیران نے کچھ اس طرح ٹریز کو آمادہ کیا کہ وہ تیار ہو گیا۔ ٹریز نے سیاہ گھوڑا ساتھ لے لیا تھا۔ آبادی سے دور ایک کھلے میدان میں شیران نے کالا تیر کی لگامیں پکڑیں اور پھر اس پر سوار ہونے کی کوشش کرنے لگا۔ ابتداء میں تو دقت ہوئی لیکن کچھ دیر کے بعد وہ گھوڑے کی پشت پر تھا۔

"میرے بعد آپ دوسرے آدمی ہیں جناب جسے اس نے اپنی پشت پر برداشت کیا ہے۔" ٹریز نے تعریفی لہجے میں کہا۔

"رانی ایراوتی کی شکار گاہ کہاں ہے؟"

"یہاں سے کافی فاصلے پر ہے۔"

"مجھے وہاں لے چلو۔"

"نہیں جناب۔ اس کی اجازت نہیں ہے۔"

"جس کام کے لئے میں کہتا ہوں اس کے لئے کسی اور کی اجازت نہیں ہوتی۔" شیران پر غرور لہجے میں بولا۔

"بھوپت سنگھ مہاراج مجھے سزا دیں گے۔"

"جو سزا میں تمہیں دے سکتا ہوں۔ وہ شاید بھوپت سنگھ نہ دے سکے۔" شیران نے کہا۔

"یہ ناممکن ہے جناب۔" ٹریز بے بسی سے بولا۔

"جس طرح گھوڑے کی سواری کو ممکن بنا دیا ہے میں نے اسی طرح یہ ناممکن بھی ممکن ہو سکتا ہے۔" شیران نے کہا۔

○

حسین سبزہ زاروں میں لگے ہوئے کیمپ میں جب ایراوتی نے ان دو سواروں کو دیکھا تو چونک پڑی۔ اس نے سوالیہ نگاہوں سے ٹریز کو دیکھا۔ ٹریز نے اسے مختصراً کہانی بتائی۔ ایراوتی نے تعجب سے شیران کو دیکھا اور آہستہ سے بولی۔ "یہ کالے تیر پر سوار ہے۔" اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں۔ اس نے اسے بھی قابو میں کر لیا ہے۔" ٹریز نے کہا۔

"اور ہمیں بھی رانی نے آہستہ سے کہا۔"

اس کی پرشوق نگاہیں شیران کا طواف کر رہی تھیں۔

اس نے شیران کی بہترین پذیرائی کی تھی۔

لیکن شعلہ غضب بنا ہوا بھوپت سنگھ کیمپ پہنچا تو اس نے ایراوتی کو کچھ اور ہی کہانی سنائی تھی۔

"تم اطمینان رکھو۔ میں اس کا تجزیہ کروں گی۔" ایراوتی نے پراسرار لہجے میں کہا تھا.........

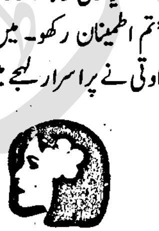

نعمان خان نے ایک ایک لمحے کی پلاننگ کی تھی اور نہایت جانفشانی سے اس زیرزمین بندرگاہ کی تباہی کا پروگرام بنایا تھا۔ دُوسرے تمام ساتھیوں نے اس کے پروگرام سے اتفاق کیا تھا۔ نعمان کی ذات پر اُنھیں مکمل اعتماد تھا۔ ورنہ وہ تو جب پہلی بار ان غاروں میں داخل ہُوئے تھے اور اُنھوں نے بندرگاہ دیکھی تھی، اسی وقت اپنے نامکمل وسائل سے کام لے کر اُسے تباہ کرنے کی کوشش کرتے اور یقیناً اس میں ناکام رہتے۔

نعمان خان نے وقت دیکھا اور تیار ہو گیا۔ ان کا نشانہ ٹیروں

...دونوں ٹینک تھے جو غار کی بائیں دیوار کے ساتھ ساتھ تھے پھر ...نے گردن کا اشارہ کیا اور کوارٹرمین پھرتی سے اپنے ٹارگٹ کی ...جل پڑا۔ اُس نے ایک ٹائم بم ٹینک کے قریب رکھ دیا ...سے بے شمار پائپ منسلک تھے اور بندرگاہ تک گئے تھے۔ ...ان پائپوں کے ساتھ باندھے گئے۔ ہر شخص نہایت پھرتی اور ...دی سے اپنے کام میں مصروف تھا۔ اس کے ساتھ ہی دوسری جگہوں ...میں رکھے جاتے رہے تھے اور اسمتھ کو اس وقت نعمان خان کی وردیوں ...کی افادیت کا احساس ہُوا جب اچانک غار کے ایک سوراخ ...ئی ویلیشن سپاہی نکل آئے۔ اسمتھ اپنے کام میں مصروف تھا۔ اس ...ہاتھ بُری طرح کانپ گئے تھے لیکن سپاہی اس پر ایک نگاہ ڈالتے ...تے آگے بڑھ گئے۔ اس کی وردی کی وجہ سے کسی نے اُسے پہ توجہ ...دی تھی۔ جب وہ نگاہوں سے اوجھل ہو گئے تو اسمتھ کی جان میں جان آئی۔

لیکن بھاری بدن والا پیٹ میں اس کی طرح خوش نصیب ...ن تھا۔ وہ شاید اس پروگرام کے آخری مراحل میں تھا اور اس ...بعد اُنھیں صرف واپسی کا سفر کرنا تھا کہ دفعتاً ایک ویلیشن افسر ...اچانک نمودار ہو کر اُسے دیکھ لیا۔ چونکہ پیٹ اسلحہ کے ذخیرے ...قریب ٹائم بم رکھ کر اس کا ٹائم فکس کر رہا تھا۔ اس لئے ویلیشن ...سر اُسے نظرانداز نہ کر سکا۔

"اے۔ تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" یہ الفاظ پیٹ کے کانوں ...قریب بم بن کر پھٹے۔ اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ اس لیے اس نے سیدھے ہوتے ہی پستول نکالا اور افسر پر فائر کر دیا۔ گولی نے اس کے سینے میں سوراخ کر دیا تھا لیکن وہ بھی جاندار تھا۔ اُبلتے ہُوئے خون کو نظرانداز کر کے اُس نے بھی پستول نکال لیا اور ہارپر قریب نہ ہوتا تو پیٹ اس مہم میں کام آگیا ہوتا۔ ہارپر نے برق رفتاری سے چھلانگ لگائی اور ویلیشن افسر کی ٹانگیں پکڑ کے زمین پر آ رہا۔ گولی غار کی چھت سے ٹکرائی تھی۔ ہارپر نے گرتے گرتے افسر کی کھوپڑی دوبار زمین سے ٹکرائی لیکن دونوں فائروں کی آوازیں سن لی گئی تھیں چنانچہ دُوسرے لمحے کئی بھاگتے ہُوئے قدموں کی آوازیں سُنائی دیں۔ اس کے ساتھ ہی دفعتاً غاروں میں سائرنوں کی بھیانک آوازیں اُبھرنے لگیں۔

"بھاگو۔ نعمان خان حلق پھاڑ کر چیخا اور وہ سب گھبرا کر نکاسی کے دروازوں کی طرف دوڑے۔ دفعتاً نعمان کو گارشی کا خیال آیا۔ وہ اُس کے قریب ہی اُس کی ہدایت کے مطابق کام کر رہی تھی۔ لیکن جب وہ باہر بھاگا تو وہ ساتھ نہیں تھی۔ اُس نے پلٹ کر دیکھا تو گارشی خلا میں ہاتھ پاؤں مار رہی تھی۔ وہ اپنی جگہ سے ایک قدم بھی نہیں ہل سکتی تھی۔ نعمان خان کی سمجھ میں نہیں آیا کہ اس کی یہ کیفیت کیوں کر ہُوئی

ہے بہرطور اس وقت سوچنے سمجھنے کا موقع نہیں تھا۔ ٹائم بموں کے پھٹنے کے وقت میں صرف بیس منٹ باقی تھے وقت تیزی سے گزر رہا تھا اور اُنھیں اس مختصر وقت میں طویل فاصلے طے کر کے باہر نکلنا تھا۔ صورتِ حال بہت خراب ہو گئی تھی اور وہ محسوس کر رہے تھے کہ سائرنوں کی آواز کے ساتھ ہی ویلیشن سپاہیوں کے بھاگنے دوڑنے کی آوازیں بڑھتی جا رہی ہیں اور وہ یقیناً اُنھیں اطراف میں گھیرا ڈال رہے ہیں۔ نعمان خان باز کی طرح جھپٹا اور اُس نے گارشی کو پکڑ لیا۔ گارشی کے حلق سے آواز نہیں نکل رہی تھی بمشکل تمام وہ بولی۔ "خان۔ میرے پاؤں مفلوج ہو گئے ہیں۔"

"اوہ گارشی خود کو سنبھالو۔ آؤ آؤ۔" نعمان خان نے اُس کا ہاتھ پکڑ کر بھاگتے ہُوئے کہا۔ دُوسرے ہاتھ میں اُس نے اپنا پستول

سنبھالا ہُوا تھا۔ دفعتاً کئی گولیاں اس کے اردگرد زمین سے ٹکرائیں اور پتھروں کی کرچیاں اُڑا اُڑا کر اُن ..... کے بدن کے کھلے ہُوئے حصّوں میں لگیں۔ نعمان خان کے دُوسرے ساتھیوں نے اس غار کے دُوسرے حصّوں میں پوزیشن سنبھال لی تھی، دیر تک اُن کے اردگرد گولیوں کی بوچھار ہوتی رہی۔ موقع پاتے ہی نعمان نے ڈھلان پر چھلانگ لگا دی۔ ویلیشن سپاہی اس سے صرف دس قدم کے فاصلے پر ڈٹے ہُوئے گولیوں کی بارش کر رہے تھے۔

نعمان خان گارشی کو سنبھالے ہُوئے بمشکل تمام غار کے اندرونی حصّے سے باہر نکلنے کی کوششوں میں کامیاب ہُوا تھا کہ دفعتاً ایک فائر ہُوا اور گارشی کے حلق سے ایک دردناک کراہ نکل گئی۔ اس کی وردی خون میں تر ہو گئی تھی۔ نعمان خان نے اُسے سنبھالا۔ دُوسری گولی پھر گارشی کے سینے میں پیوست ہُوئی اور نعمان خان ایک گہری سانس لے کر رہ گیا۔ اب گارشی کے لیے کچھ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ لیکن اُس نے حوصلہ نہیں ہارا اور اُٹھ کر ایک زقند میں اس درّہ کے اندر جا پڑا پھر اُس نے پوری قوت سے اپنے ساتھیوں کو آوازیں دیں۔ فائرنگ تیز ہوتی جا رہی تھی۔

اب اُس نے اسٹین گن سنبھالی اور اپنے ساتھیوں کا انتظار کرنے لگا جو ویلیشن فوجوں کی بوچھار کی وجہ سے آگے بڑھنے میں دقت محسوس کر رہے تھے۔ ویلیشن فوجی بُری طرح چیخ رہے تھے یُوں لگ رہا تھا جیسے وہ کسی سمت سے پہاڑی کے اُوپر چڑھ رہے ہوں نعمان نے اشارے سے اسمتھ اور ہارپر کو دوسرے ڈھلان کی طرف پہنچنے کے لیے کہا۔ اُس نے گھڑی میں ٹائم دیکھا اور بُری طرح چیخا۔

"ہمیں یہاں سے فوراً نکل جانا چاہیے ٹائم بم پھٹنے ہی والے

ہیں"۔ اُس نے سینے پر بندھا ہُوا دستی بم کھولا اور پن کھینچ کر غار کے دہانے کے درمیان رکھ دیا۔ ویلیشن سپاہی دہانے تک پہنچ چکے تھے۔ اُنھوں نے اسٹین گنیں، ریوالور اور دستی بم سنبھال رکھے تھے اور تیزی سے آگے بڑھ رہے تھے نعمان اپنے ساتھیوں کو لے کر بہت پیچھے غار ہی میں ایک محفوظ جگہ پہنچ گیا۔ دفعتاً سفید اور نیلی روشنیوں نے بندرگاہ کا کونہ کونہ روشن کر دیا۔ ایک لرزہ خیز دھماکہ ہُوا۔ چاروں طرف دُھواں ہی دُھواں پھیل چُکا تھا۔ جب دُھوئیں کے بادل صاف ہُوئے تو وہاں بندرگاہ کا نام و نشان بھی نہیں تھا۔ البتہ ملبے کا ایک اُونچا سا ڈھیر ضرور نظر آ رہا تھا۔ بڑی چٹان بے شمار چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم ہو گئی تھی۔ خفیہ مشن کے سارے کارکن پیٹ کے بل خاصی دُور تک رینگتے ہُوئے ایک محفوظ مقام پر پہنچ چکے تھے۔ تقریباً آٹھ منٹ گزرے تو ملبے کے اس ڈھیر کا بھی صفایا ہو گیا۔

نعمان خان ٹائم بموں کے دھماکے گن رہا تھا۔ جب وہ آٹھ دھماکے گن چکا تو اُس نے سب کو اس راستے سے واپس چلنے کا حکم دیا اور بیس منٹ کے بعد جب وہ غار کی بھُول بھلیّوں سے باہر نکلے تو آسمان پر دھوئیں کے مہیب بادل چھائے ہُوئے تھے۔۔ پیٹ زخمی ہو کر بے ہوش ہو چکا تھا لیکن ہار پر اور رامشا اس کے بہترین دوست تھے۔ وہ اس کے بھاری بھر کم وجود کو سنبھالے ہُوئے تھے۔ نعمان خان کا اندازہ تھا کہ بندرگاہ کے ساتھ ساتھ سینکڑوں ویلیشین فوجی بھی ہلاک ہُوئے ہیں لیکن وہ بھی گارشی کو کھو چکا تھا اور اس لڑکی کے لیے اُس کا دِل خاصا دُکھ رہا تھا لیکن مجبوری تھی۔ پیٹ نے بھی راستے ہی میں دم توڑ دیا تھا اور اس کی لاش کو بھی وہیں پھینک دیا گیا۔ اس وقت مزید کوئی تکلّف نہیں کیا جا سکتا تھا۔ کافی دیر کے بعد وہ خستہ حالت میں کیبن تک پہنچے۔ بندرگاہ کی تباہی کے بعد اس کیبن میں رُکنا مناسب نہیں تھا لیکن کماٹرمین نے اس سلسلے میں نعمان خان کو تفصیل بتاتے ہُوئے کہا کہ اُنھیں ساتوں رات ایک ایسی جگہ پہنچنا ہے جہاں سے اُنھیں لے جانے کی کوشش کی جائے گی اور یہ جگہ یہاں سے تقریباً ڈھائی یا پونے تین میل دُور ہے۔

نعمان خان نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا۔ سب ہی اس سفر کے لیے تیار تھے چنانچہ وہ خود بھی چل پڑا۔ تھوڑے بہت زخم ان میں سے ہر ایک کے بدن پر تھے لیکن ان حالات میں ان چھوٹے موٹے زخموں کی پروا نہیں کی جا سکتی تھی وہ اس جگہ پہنچ گئے جس کا انتخاب پہلے سے کر لیا گیا تھا۔ یہ ایک وسیع و عریض سپاٹ میدان تھا جسے چھوٹے جہازوں کے لیے رن وے کے طور پر استعمال کیا جا سکتا تھا۔

نعمان خان کو حیرت تھی کہ کماٹرمین نے اُسے اس کے بارے میں کیوں نہیں بتایا۔ بہرطور جب وہ میدان کے سرے میں پہنچے تو بائیں سمت سے اُنھیں دو چھوٹی چھوٹی سی سُرخ روشنیاں نظر آئیں یُوں لگا تھا جیسے یہ کسی درندے کی آنکھیں ہوں لیکن جب وہ مِل کر بجھیں تو نعمان خان کو احساس ہُوا کہ یہ آنکھوں کی روشنیاں نہیں بلکہ مخصوص قسم کی لائٹ ہے۔ جواب میں کماٹرمین نے بھی اپنی جیب سے ایک چھوٹی سی ٹارچ نکالی اور اُسے مخصوص انداز میں جنبش دینے لگا۔

اُسی وقت اُسے ایک سایہ سا دکھائی دیا۔ ایک شخص تیز رفتاری سے اُس طرف آ رہا تھا۔ قریب پہنچ کر اُس نے دھیمی آواز میں کہا۔ "ہیلو مسٹر نعمان خان، میرا نام کلاڈو پارکر ہے اور مجھے آپ کو یہاں سے لے جانے کے لیے بھیجا گیا ہے تقریباً بیس منٹ سے مَیں آپ کا انتظار کر رہا ہُوں۔" "نیں تھوڑے سے ہی جہاز سے پرواز کر کے یہاں تک پہنچا ہُوں اور اس رن وے پر اپنا چھوٹا سا طیارہ اُتارنے میں مجھے خاصی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔"

"اور۔ یہ طیارہ صرف مجھے لے جانے کے لیے یہاں اُتارا گیا ہے؟"

"ہاں مسٹر نعمان خان اس کے علاوہ آپ کو فوری طور پر جہاز پر پہنچانے کا اور کوئی ذریعہ نہیں تھا۔" کلاڈو پارکر نے کہا۔

تھوڑی دیر کے بعد چھوٹا سا طیارہ رن وے پر دوڑ رہا تھا اور چند ہی لمحات کے بعد وہ فضا میں بلند ہو گیا۔ کلاڈو پارکر بہت ہی زندہ دل اور ہنس مکھ نوجوان تھا وہ بے حد جرّی اور مضبوط طبیعت کا مالک معلوم ہوتا تھا۔ طیارے کو وہ اس طرح اُڑا رہا تھا جیسے کرکٹ کھیل رہا ہو۔ اس کے انداز میں ذرا بھی خوف و دہشت کے آثار نہیں تھے بلکہ طیارے کے فضا میں بلند ہونے کے تقریباً دو منٹ کے بعد ہی طیارہ شکن توپوں نے گولے اُگلنا شروع کر دیے تھے رنگین گولے فضا میں طیارے کے اردگرد سے لکیریں بناتے ہُوئے نکل رہے تھے اور کلاڈو پارکر قہقہے لگا رہا تھا۔ نعمان خان نے ایسا جرّی ہوا باز اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا اُس نے سرد لہجے میں پوچھا۔ "یہاں تک پہنچنے میں تمہیں کِن کِن تمام مراحل سے گزرنا پڑا ہوگا؟"

"ہاں۔ یہ تو دن رات کا کھیل ہے۔ ان روشنیوں کے درمیان ہی تو سفر حسین ہوتا ہے دیکھو ہمارے چاروں طرف چراغاں ہو رہا ہے۔" کلاڈو پارکر نے پھر قہقہہ لگایا۔ نعمان خان

جھپکائے بغیر اسکرین پر نگاہیں جمائے ہُوئے تھا۔ گولوں کے پھٹنے سے شعلے اس کے طیارے کے گرد لپک رہے تھے۔ بڑا بھیانک اور ڈراؤنا منظر تھا۔ توپ کا گولہ جونہی طیارے سے ذرا فاصلے پر پھٹتا چند لمحات کے لیے فضا روشن ہو جاتی اور پھر دبیز اتھاہ تاریکی کا راستہ چھا جاتا۔ طیارہ آگ کے طوفان میں سے گزر رہا تھا۔ نعمان خان کو تو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ آگ کے شعلوں کے بے کراں سمندر میں گھِر گیا ہے۔

یکایک کلاڈو پارکر نے فیصلہ کیا کہ طیارے کو اور نیچے لے جائے۔ اسکرین پر نقطوں کی تعداد تیزی سے بڑھ رہی تھی جس کا مطلب تھا کہ اس اکیلے طیارے پر سینکڑوں ویلیشین توپوں نے اپنے دہانے کھول دیے ہیں تھوڑی دیر کے بعد پھٹتے ہُوئے گولوں کے ٹکڑے طیارے سے ٹکرانے لگے۔ یک لخت طیارہ پھڑپھڑایا اور ایک جھٹکے کے ساتھ دائیں طرف مُڑ گیا۔ کلاڈو پارکر کے منہ سے ایک گندی سی گالی نکل گئی۔

"کیا ہوا؟" نعمان خان نے سرسراتے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

"کچھ نہیں طیارے کی دُم اُڑ گئی ہے۔" کلاڈو پارکر نے کہا۔

لیکن بہرطور کلاڈو پارکر جیسا جیالا ہوا باز اس کے ساتھ تھا طیارے کا کنٹرول اس کے ہاتھ میں تھا چنانچہ وہ بڑی احتیاط سے طیارے کی دُم اُڑنے کے باوجود اُسے اُڑا رہا تھا پھر وہ بندرگاہ کی حدود میں داخل ہو گیا۔ یہاں اینٹی کرافٹ گنوں کی تعداد کچھ اور بڑھ گئی تھی۔ کلاڈو پارکر نے بدستور چہکتے ہُوئے لہجے میں کہا "مسٹر خان آپ کی برابر والی سیٹ پر پیراشوٹ رکھا ہُوا ہے۔ اُسے باندھ لیں اور اسے کام میں لائیں۔ آپ یقیناً اُسے اپنے بدن پر باندھ سکیں گے۔"

نعمان خان نے اثبات میں سر ہلایا اور پیراشوٹ باندھنے لگا۔

چند لمحات کے بعد جب طیارہ بُری طرح جھٹکے کھانے لگا کلاڈو پارکر نے نعمان خان کو ہوشیار کیا اور دُوسرے لمحے ان کی سیٹوں نے اُنھیں فضا میں اُچھال دیا۔ پیراشوٹ تھوڑی دیر ہواؤں میں گرنے کے بعد کھُل گئے تھے اور طیارہ برق رفتاری سے سمندر کی جانب جا رہا تھا۔!

★★

ایراوتی بھوپت سے ہونے والی گفتگو کے بعد سے کچھ محتاط ہو گئی تھی۔ ویسے شیران کے لیے اُس کے دل کے دروازے کھُل چکے تھے۔ اُسے شیران سے بے پناہ لگاؤ محسوس ہو رہا تھا۔ وہ معمولی حیثیت کی مالک نہیں تھی لیکن بہت بڑے ملک کی اہم ڈیپارٹمنٹ کی ایک نمائندہ اور ایجنٹ۔ ہندوستان میں اٹامک انرجی پلانٹ کے ایک بہت بڑے پروجیکٹ کی نگرانی کر رہی تھی۔۔ اس نگرانی میں کوئی ٹیکنیکل کام اس کے سپرد نہیں تھا بلکہ اس پروجیکٹ کی حفاظت کی ذمّے داری مکمل طور پر اس کے سپرد کر دی گئی تھی اور اُس نے ہرن پورہ کے اطراف میں ایسے جال پھیلائے تھے کہ اٹامک پلانٹ کو کسی قسم کا کوئی خطرہ غیر ملکی جاسوسوں کی وجہ سے پیش نہ آ سکے۔ پلانٹ پر ہزاروں افراد کام کر رہے تھے۔ اس میں اس کے ملک کے انجینئرز بھی تھے اور دُوسرے بہت سے ٹیکنیشن بھی جن سے براہِ راست اس کا واسطہ نہیں تھا لیکن ان کی زندگیوں کی حفاظت بھی اُسی کے سپرد تھی حالانکہ نسلاً وہ ہندوستانی نہیں تھی بلکہ ایک اور ہی ملک سے اس کا تعلق تھا اور بچپن ہی سے اُس نے اس بڑے ملک میں پرورش پائی تھی اور گویا اس ملک کی باشندہ ہو کر رہ گئی تھی۔

بھوپت سنگھ ہندوستان ملٹری انٹیلیجنس کا کرنل تھا۔ اٹامک انرجی پلانٹ کے تحفظ کی ذمّے داری اس کے سپرد کی گئی تھی لیکن اسے رانی ایراوتی کی تحویل میں دے دیا گیا تھا اور یہاں اُس کے اپنے آدمی بھی کافی تعداد میں موجود تھے جن کے ساتھ وہ رانی ایراوتی کی ہدایت کے مطابق کام کرتا تھا۔ اُسے یہ ہدایت اپنے محکمے ہی سے ملی تھی کہ رانی ایراوتی کی حیثیت سے تعاون کیا جائے۔

بھوپت سنگھ کے اپنے مشاغل بھی اُسے معلوم تھے وہ اپنی ذمّے داریوں سے فرصت پاتا تو اس کا بہترین شغل ریسلنگ تھا۔ فنِ کشتی میں وہ خود بھی ماہر تھا اور اچھے خاصے تن و توش کا مالک ہونے کی وجہ سے اپنے مخالفوں پر حاوی بھی رہتا تھا۔ چنانچہ اس کے اپنے ساتھیوں میں پروجیکٹ پر کام کرنے والوں میں جو لوگ اس شوق کے حامل تھے اُنھیں جمع کر کے وہ کبھی کبھی محل کے ایک مخصوص حصّے میں کُشتیاں کرایا کرتا تھا۔ یہ وحشیانہ کھیل ایراوتی کو بھی پسند تھا اس لیے بھوپت سنگھ کو اس سلسلے میں ایراوتی کی حمایت بھی حاصل تھی۔ بعض اوقات ایراوتی خود بھی اس تماشے کو دیکھنے پہنچ جاتی اور جانوروں کی طرح لڑتے ہُوئے انسانوں کو دیکھ کر اُسے بڑی مسرت ہوتی تھی۔

"اس شام بھی وہ اتفاق سے ٹہلتی ہُوئی اس حصّے کی جانب چل پڑی تھی۔" وہاں اُس نے کُشتیوں کا اہتمام دیکھا اور وہیں اس کے ذہن میں ایک بہترین تجویز آئی۔ شیران بھی وہاں موجود تھا۔ پتہ نہیں خود پہنچا تھا یا اُسے اطلاع دے کر بلایا گیا تھا۔ ایراوتی کو دیکھ کر لوگ تعظیم کے لیے اُٹھ کھڑے ہُوئے لیکن ایراوتی نے ہاتھ اُٹھا کر اُنھیں بیٹھ جانے کا اشارہ کیا اور خود بھی ایک جگہ بیٹھ گئی۔

"بھوپت سنگھ اکھاڑے میں تھا اور دو پہلوان کُشتیاں لڑ رہے تھے اور بھوپت سنگھ اُن کے لیے ریفری کے فرائض انجام

دے رہا تھا۔ ایراوتی نے شیران کو اپنے پاس بلایا اور شیران اُس کے پاس ہی کُرسی پر آ بیٹھا۔

"تم نے کبھی اس فن میں دلچسپی نہیں لی؟"

"فن!" شیران ہنس پڑا۔

"کیوں، تم اسے فن ماننے کے لیے تیار نہیں ہو؟"

"گدھوں کی طرح لڑتے ہُوئے انسان مجھے پسند نہیں۔ جنگ صرف اس وقت کرنی چاہیے جب بالکل مجبور کر دیا جائے۔ اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہو اور پھر جنگ جب شروع کی جائے تو مقابل میں سے ایک کا مر جانا ضروری ہے۔ میں اس نمائشی جنگ کا قائل نہیں ہوں جس میں مارتے ہُوئے احتیاط کرنا پڑے کہ کہیں مقابل کے کوئی ایسی چوٹ نہ لگ جائے جو اُسے نقصان پہنچا دے۔"

"اوہ۔ کبھی موقع ملا اس کا؟" ایراوتی نے دلچسپی سے پوچھا۔

"کس کا؟"

"میرا مطلب ہے ایسی جنگ کا۔" ایراوتی نے کہا اور شیران پھر ہنسنے لگا۔

"بارہا مواقع ملے اور میں ان میں کامران رہا ہوں۔ میری زندگی اس کی ضمانت ہے۔"

"گویا تمھارا مقابل زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا؟"

"دھونا ہی تھا اُسے۔" شیران نے فخریہ انداز میں کہا۔

"میں چاہتی ہُوں شیران کہ تم بھوپت سنگھ سے کشتی لڑو۔" ایراوتی نے بلاتکلف کہہ دیا اور شیران چونک کر اُسے دیکھنے لگا۔

"میں تمھیں بتا چکا ہُوں رانی ایراوتی کہ میں نمائشی جنگ کا قائل نہیں ہوں۔"

"تو پھر میں تم سے کچھ اور چاہتی ہوں۔ بولو میرے لیے کچھ کر سکو گے؟"

"کیوں نہیں؟ کیوں نہیں؟" شیران نے کہا۔

"تو پھر بھوپت سنگھ سے کشتی لڑو۔ تمھاری اور اُس کی جنگ کا بظاہر اور کوئی جواز تو نہیں نکلے گا لیکن اس اکھاڑے میں تم اس سے زندگی اور موت کی جنگ لڑو اور اُسے شکست دو۔ یہ میری خواہش ہے اور میں تمھارے دل میں اپنا مقام جاننا چاہتی ہُوں۔ میں جاننا چاہتی ہُوں کہ تم میرے لیے کیا کر سکتے ہو؟" شیران چونک کر اس کی شکل دیکھنے لگا پھر سرد لہجے میں بولا۔

"کیا تم بھوپت سنگھ کی موت چاہتی ہو؟"

"اگر تم اسے ہلاک کر سکو تو؟"

"وجہ؟"

"بس اُس نے میری توہین کی ہے۔ میں ہر قیمت پر اُس کی موت کی خواہاں ہُوں۔" شیران چند لمحات سوچتا رہا پھر گردن ہلا کر بولا۔ "ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے مر جائے گا وہ۔" اور وہاں سے اُٹھ کر اپنے کمرے کی طرف چل دیا لیکن اُس کی سمجھ میں ایراوتی کی یہ بات اب بھی نہ آئی تھی کہ وہ بھوپت کو اس کے ہاتھوں کیوں مروانا چاہتی ہے۔

رات کو کھانے کے بعد ایراوتی نے اُسے اپنے کمرۂ خاص میں بُلا لیا۔ اُس نے شربت کا ایک گلاس شیران کو پیش کرتے ہُوئے کہا۔ "جب سے تم یہاں آئے ہو شیران۔ میں اپنے اندر ایک عجیب سی شگفتگی محسوس کر رہی ہوں۔ میں نے اپنی عمر کا ایک بڑا حصّہ سادگی سے بسر کیا ہے۔ اپنی تفریحات کے سلسلے میں، میں اس حد تک کہہ سکتی ہُوں کہ قدیم انسانی کھیل میرے لیے دلچسپی کا باعث رہے ہیں۔ وحشی درندوں کا شکار میرا محبوب مشغلہ رہا ہے۔ اس کے علاوہ صرف اپنے معمولات جن کے لیے مجھے متعین کیا گیا ہے اور ان معمولات کا انتخاب بھی میں نے صرف اس لیے کیا ہے۔ شیران کہ ان میں میری اپنی دلچسپی کا سامان موجود ہے۔ اپنے بارے میں تمھیں تفصیل پھر کبھی بتاؤں گی۔ بس اتنا بتا دُوں کہ میرا تعلق اس ملک سے نہیں ہے۔ ایک یورپین ملک میں پیدا ہُوئی۔ ایک ایشیائی ملک میں تربیت پائی اور وہاں سے تربیت حاصل کر کے یہاں ایک انچارج کی حیثیت سے پہنچ گئی۔ ان لوگوں نے مجھے رانی ایراوتی کا نام دیا اور اس حیثیت سے یہاں میری پذیرائی کی گئی۔ میں نے یہ نام قبول کر لیا۔ میری فطرت میں شیران ایک خاص بات ہے جس کے بارے میں تمھیں بتانا ضروری سمجھتی ہُوں۔ میں عام لوگوں کو مُنہ لگانا پسند نہیں کرتی۔ کوئی بھی نوجوان مرد مجھے اپنی پسند کے مطابق نظر نہیں آیا۔ میں مرد کو قدیم دور کا بلکہ پتھروں کے دور کا وہ انسان دیکھنا چاہتی ہُوں جو تھوڑی سی خوراک حاصل کرنے کے لیے اپنے جیسے دُوسرے انسان کو پتھروں سے کچل ڈالتا تھا۔ میں وحشی درندوں پر ٹوٹتے ہُوئے اس بھوکے انسان کو دُنیا کا سب سے بہترین مرد سمجھتی ہُوں جو بھوک کے عالم میں اُسے دانتوں سے اُدھیڑ کر پھینک دے اور شیران تم میں مجھے وہ خوبیاں نظر آئی ہیں۔ زندگی میں پہلی بار میں نے کسی کو اپنے ذہن میں جگہ دی ہے۔"

"اچھی بات کہی تم نے رانی ایراوتی۔ شیران بھی یہ بات کہنے میں عار نہیں محسوس کرتا کہ تم اسے پسند ہو۔ ایراوتی میں بھی مختصر تمھیں اپنے بارے میں تفصیل بتا دوں۔ آج تک جس عورت نے بھی میری قربت حاصل کی اُسے زندگی سے ہاتھ دھونے پڑے۔"

"کیوں؟" رانی ایراوتی حیرت سے بولی۔

"اس لیے کہ میں نہیں چاہتا تھا کہ وہ شیران کے بچّوں کی ماں بنے۔ میں اپنے بچّوں کی ماں کسی ایسی ہی عورت کو بنانا چاہتا تھا جو میری مانند ہو اور میں نے وہ عورت تم میں پائی ہے۔"

"کیا واقعی شیران؟" رانی ایراوتی جذباتی انداز میں بولی۔

"ہاں اور میں نے دل میں یہ بھی فیصلہ کر لیا تھا۔ تم پر اس کا اظہار کروں گا اور تم سے کہہ دُوں گا کہ اگر تم پسند کرو تو میری زندگی میں شامل ہو جاؤ اور اگر تمھیں یہ بات پسند نہ آئے تو بے تکلّفی سے مجھ پر اس کا اظہار کر دو۔"

"شیران۔ میں بہت کم لوگوں سے اتنے سچّے لہجے میں بولی ہُوں۔ میں تم سے وعدہ کرتی ہُوں شیران کہ تمھارے سوا میری زندگی میں کسی اور کا کوئی دخل نہیں ہو گا لیکن اس کے لیے ہمیں انتظار کرنا ہو گا۔ میں کچھ اور لوگوں کی تابع ہُوں۔ اُن کے لیے میں ان اہم مقاصد کی تکمیل کر رہی ہُوں اور اس کی تکمیل کے بعد ہی فرصت ہو گی۔"

"مجھے بھی کوئی جلدی نہیں ہے۔" شیران ابھی طویل زندگی کا مالک ہے اور زندگی کے انہی ایام میں اس مرحلے سے گزرنا چاہتا ہے جب وہ اپنی آئندہ زندگی کی جدّوجُہد کو ترک کر دے۔ میں بھی ابھی نئے نئے جہان دیکھنے کا شائق ہُوں اور اُنھیں دیکھتے رہنا چاہتا ہُوں۔"

"تو بس پھر ٹھیک ہے۔ ہم عہد کرتے ہیں شیران کہ ایک دوسرے کی زندگی کے ساتھی بن جائیں گے اور جب بھی فرصت ملی کسی پُرسکون مقام پر اس نئی زندگی کا آغاز کریں گے۔"

"ٹھیک ہے۔ ہاں اب یہ بتاؤ بھوپت سنگھ کے بارے میں تم کیا کہہ رہی تھیں۔ تم اُسے کیوں ہلاک کرنا چاہتی ہو؟"

"دیکھو شیران۔ بھوپت سنگھ مقامی حکومت میں ایک نمایاں حیثیت کا مالک ہے۔ وہ ملٹری انٹیلی جنس کا ایک اہم رُکن ہے اور اس کی آواز بھی بہرطور یہاں کافی بلند ہے۔ میں کوئی ایسا طریقہ چاہتی ہُوں کہ اس کی موت کا دُوسروں کو صحیح طور پر اندازہ نہ ہو بلکہ ایک اتفاقی حادثہ سمجھا جائے اور اس کے لیے آج ریسلنگ کے دوران میں نے یہ پروگرام ترتیب دے لیا تھا۔ تم کسی بھی وقت اکھاڑے میں اُسے چیلنج کرو اور پھر اکھاڑے میں اس سے جنگ کرو۔ وہ بہت طاقت ور ہے اور یہاں موجود تمام لوگوں پر حاوی رہتا ہے لیکن میری نگاہیں بہت دُور رس ہیں۔ شیران میں جانتی ہُوں کہ وہ تمھارا مقابل نہیں اور تم اس کی ہڈیاں، پسلیاں توڑ سکتے ہو۔"

"تم فکر مت کرو۔ یہ کام شیران کے سپرد کیا ہے ... تم بس اب اُسے بھول جاؤ۔ ایراوتی دیر تک شیران سے مختلف موضوعات پر گفتگو کرتی رہی اور اس کے بعد شیران اپنی خواب گاہ میں واپس آگیا۔

اس کے لیے واقعی یہ کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ ایراوتی اس کی زندگی میں وہ عورت بن کر داخل ہُوئی تھی جس کی وہ جستجو کرتا کرتا تھا۔ اس عورت کے لیے وہ کیا نہیں کر سکتا تھا اور اس کا موقع اُسے جلد ہی مل گیا۔ اس دن ایراوتی بھی محل میں موجود نہیں تھی ...

بھوپت سنگھ اپنی عادت کے مطابق اکھاڑے میں موجود تھا۔ دو پہلوان کشتی لڑ رہے تھے۔ ان میں سے ایک نے دُوسرے پہلوان کو غلط طریقے سے مارنا شروع کر دیا تو بھوپت سنگھ نے اُسے روکا لیکن دونوں پہلوان غصّے میں تھے۔ وہ مسلسل غلط لڑ رہے تھے۔ خاص طور سے وہ پہلوان جو غلط کھیل کی ابتدا کرنے کا ذمّے دار تھا ضرورت سے زیادہ بپھرا ہُوا نظر آ رہا تھا۔ بھوپت سنگھ نے اس کی گردن پکڑ کر اُسے اکھاڑے سے باہر پھینک دیا۔ شیران نے پُرجوش انداز میں تالیاں بجائی تھیں۔

"واہ بھوپت سنگھ اس سوکھے سڑے آدمی کو تم نے بہت اچھی طرح اُٹھا کر اکھاڑے سے باہر پھینکا ہے۔" یہ غلط ہے حالانکہ جنگ کے میدان میں یا تمھارے اس مصنوعی میدان جنگ میں جنگ شروع ہو گئی تو پھر قواعد کی پابندی حماقت کے علاوہ کچھ نہیں کہی جا سکتی۔"

"یہ تمھارا کام نہیں ہے شیران ... تم تو جنگلی درندوں کو گولیوں سے ہلاک کر کے یا اُنھیں رسّی کے پھندوں سے گرفتار کر کے خود کو بہت دلیر سمجھتے ہو۔ یہ طاقت کا کھیل ہے۔ اگر تمھیں دلچسپی ہے تو آؤ میدان میں آؤ۔ میں تمھیں بتاؤں کہ طاقت کا کھیل کیا ہوتا ہے۔ طاقت کا کھیل گولیوں کے کھیل سے مختلف ہوتا ہے شیران!"

"ٹھیک ہے بھوپت سنگھ۔ ہم طاقت کا کھیل کھیلیں گے اور اس میں ہم میں سے ایک کو ہارنا ہو گا اور ہار صرف موت ہوتی ہے۔ موت، اور صرف موت۔" شیران نے کہا۔

"تو آؤ آج میں تمھیں موت کا مزا چکھاؤں شیران، دیکھو تو اس کا مزا کیا ہوتا ہے۔" بھوپت سنگھ نے مسکراتے ہُوئے کہا لیکن اس مسکراہٹ میں بڑی درندگی بڑی سفّاکی تھی۔

شیران اپنی جگہ سے اُٹھ گیا۔ اُس نے لباس اُتارا اور بدن کے نیچے پہنے ہُوئے لباس کے ساتھ اکھاڑے میں آ گیا۔ دُوسری جانب بھوپت سنگھ بھی لنگوٹ کس کر تیار ہو گیا۔ بلاشُبہ وہ جسامت میں شیران سے کچھ نکلتا ہُوا تھا لیکن شیران کے بدن کی مضبوطی کا وہ مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ دونوں آمنے سامنے آ گئے اور اس کے بعد بھوپت سنگھ نے غرّا کر شیران پر حملہ کر دیا۔ وہ فری اسٹائل میں شیران

پر ایک داؤ لگانا چاہتا تھا لیکن مارلینو سے سیکھے ہوئے بہت سارے گُر شیران کو آتے تھے۔ اُس نے اُچھل کر بھوپت سنگھ کی گردن میں ہاتھ ڈالا اور پھر دونوں پاؤں اُس کے پیٹ پر ٹکا دیئے جو جنوں کے چلتے ہوئے پاؤں بھوپت سنگھ کے پیٹ سے ٹکرائے اور کسی خاص انداز سے شیران نے گھوم کر اُسے زمین پر دے پٹخا۔ بھوپت سنگھ مُنہ کے بل زمین پر گرا تھا۔ اُس کا باقی بدن مخالف سمت میں مُڑ گیا تھا۔

یہ پہلی ہی ضرب اور پہلا ہی داؤ ایسا تھا کہ بھوپت سنگھ کے حواس بگڑ گئے۔ اس کی گردن زمین سے ٹکی ہوئی تھی اور پاؤں دُوسری طرف مُڑ گئے تھے۔ شیران نے اس موقع سے فائدہ اُٹھایا۔ وہ فضا میں اُچھلا اور بھوپت سنگھ کے دونوں گھٹنوں سے اُوپر رانوں پر اُس کے دونوں پاؤں پڑے۔ گردن چونکہ غلط انداز میں مُڑی ہُوئی تھی۔ اس لیے شیران کے وزنی بدن کی یہ ضرب بھوپت سنگھ کی موت ثابت ہُوئی اور ایک لمحے میں فیصلہ ہو گیا۔ بھوپت سنگھ کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی۔ وہ ماہیٔ بے آب کی طرح زمین پر تڑپنے لگا اور چاروں طرف ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ اُس کے ساتھیوں نے اُسے اُٹھا کر ایک کمرے میں پہنچایا۔ فوری طور پر اُسے طبّی امداد فراہم کی گئی لیکن بھوپت سنگھ جانبر نہ ہو سکا اور اُس نے دَم توڑ دیا۔

یہ بڑا سنگین واقعہ تھا۔ رانی ایرادتی کو اس کی خبر دی گئی اور رانی فوراً پہنچ گئی۔ اُس نے صُورتِ حال کی تحقیقات شروع کر دی۔ بہت تاسف کا اظہار کیا اُس نے لیکن اس کے ساتھ ہی اُس نے یہ بھی کہا تھا۔ "یہ بھوپت سنگھ کا شوق تھا۔ بارہا میں نے اُسے اس وحشیانہ کھیل سے روکا لیکن وہ نہ مانا۔ بہر حال اس جانوروں کے کھیل میں کسی کو کوئی بھی نقصان پہنچ سکتا تھا۔ اس کے لیے کسی کو ذمّے دار قرار نہیں دیا جا سکتا!"

●

نعمان خان جہاز پر پہنچ گیا۔ بڑی گہما گہمی تھی۔ دُوسری طرف سے ہونے والی ہر کارروائی کے لیے جوابی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ خفیہ بندرگاہ کی تباہی ایک کاری ضرب تھی جس کی کسک بے سکون کرنے کے لیے کافی تھی اور یہ بے سکونی کسی بھی ناخوشگوار واقعے کو جنم دے سکتی تھی۔

براہِ راست دونوں میں سے کوئی سامنے نہیں تھا لیکن دونوں کے جنگی بیڑے ایک دُوسرے کے سامنے تھے۔ دونوں طویل فاصلے طے کر کے اپنے اپنے جنگی پلان کے ساتھ ویلیشیا کے سمندروں میں موجود تھے۔ ایک طرف سے ویلیشیا کی موجودہ حکومت کی حمایت ہو رہی تھی تو دُوسری طرف سے آرمینس سرداتو کے لیے بغاوت کو مکمل حمایت حاصل تھی۔ دونوں کے جنگی ماہرین اپنے اپنے حلیفوں کی مدد کر رہے تھے۔ ایک دوسرے کے خلاف سازشیں ہو رہی تھیں۔ یوں لگتا ہے جیسے اب ایشیا کی باگ ڈور انہی دونوں ملکوں کے ہاتھوں میں رہ گئی ہو۔ باقی ممالک حکومت تو کر رہے ہوں لیکن اُن کی حیثیت ایک کٹھ پتلی سے زیادہ نہ رہ گئی جنھیں وہ مداری نچاتے ہوں۔

ایڈمرل کراؤش نے ایک گھنٹے کے بعد نعمان خان کو اپنے کیبن میں چائے کی پیش کش کی اور نعمان خان ایک پُرتکلف کیبن میں پہنچ گیا جہاں بڑی بڑی معزز شخصیتیں ایک عظیم الشان میز کے گرد جمع تھیں۔

کراؤش نے جو ایک دیو قامت آدمی تھا۔ پُرتپاک انداز میں نعمان خان کا استقبال کیا اور کہا۔ "ایشیا مغرب کی ہر سازش کو ناکام بنانے کے لیے متحد ہے اور ہم پہلے ملکی پیمانے پر ایک دوسرے کے دوست ہیں، پھر نظریاتی اتفاق ہے اور اس کے بعد ہم علاقائی دوستی رکھتے ہیں۔ چنانچہ ایک ایشیائی دوست نے آرمینس سرداتو کے مقاصد کی تکمیل میں ایک بڑی رُکاوٹ کو ہٹانے کے لیے جان کی بازی لگائی اور اپنے مشن کو کامیاب بنایا تو کوئی حیرت کی بات نہیں ہے لیکن ہم اپنے اس دوست کے جذبے کو سراہتے ہیں، اُس نے ہمارے لیے بہت کچھ کیا اور جب آرمینس سرداتو ویلیشیا کے حکمران بنیں گے تو نعمان خان کا نام ویلیشین باشندوں کے لیے اجنبی نہیں ہو گا۔"

"میرے سپرد جو ذمّے داری کی گئی تھی جناب اُسے پورا کرنے میں صرف میں نے ہی نہیں بلکہ چند ویلیشین جانفروشوں نے بھی اتنا ہی کام کیا ہے جتنا میں نے۔" نعمان خان نے جواب دیا۔

"مسٹر خان آپ کی خوش بختی ہے کہ آپ ایک ایسی شخصیت سے ملاقات کرنے جا رہے ہیں جو آنے والے وقت میں ویلیشیا کے لیے سب سے بڑی چیز ہو گی۔ میری مراد آرمینس سرداتو سے ہے۔" ایڈمرل کراؤش نے کہا اور اس وقت کیبن میں ایک ایسی شخصیت داخل ہُوئی، جو ان سب کے لیے بے حد قابلِ احترام تھی۔

تمام لوگ کھڑے ہو گئے، نعمان خان بھی کھڑا ہو گیا تھا۔ اندر داخل ہونے والا ایک متناسب بدن اور درمیانی جسامت کا مالک ایک ویلیشین شخص تھا جو ایک شاندار سوٹ میں ملبوس کافی اسمارٹ نظر آ رہا تھا۔ وہ مسکراتا ہُوا اندر داخل ہُوا اور پھر

ن نے ایڈمرل کراؤش کے علاوہ نعمان خان سے بھی مصافحہ کیا، ہ بھی نعمان خان سے متاثر نظر آ رہا تھا۔

"میرے لیے جو کوئی بھی جو کچھ کر رہا ہے، میں اُسے فراموش ہیں کر سکتا۔" سرداتو، نعمان کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

نعمان خان، آرمینس سرداتو سے مل کر بہت متاثر ہُوا تھا۔ ای پُرکشش شخصیت کا مالک تھا یہ شخص، اس کے بعد اس سے پوچھا گیا کہ اب اس کی کیا خواہش ہے!

"میری اپنی کوئی خواہش نہیں ہے جناب، اگر میرے سپرد کچھ ور ذمّے داری کرنا چاہیں آپ لوگ تو میں اس کے لیے تیار ہوں، اور اگر یہ صُورتِ حال نہ ہو تو میں بنکاک واپس جانا چاہتا ہوں۔"

"تمھارے لیے کسی نئی مہم کا آغاز وہیں سے کیا جائے گا، جہاں سے تمھیں اس مہم پر بھیجا گیا تھا نعمان خان، آرمینس سرداتو تمھیں ویلیشیا کی شہریت پیش کرنا چاہتے ہیں، گو یہ ابھی اس کے مجاز نہیں ہیں، لیکن تمھاری کاوشوں سے ایک اتنی بڑی رکاوٹ دُور ہو گئی ہے کہ اب ویلیشیا کی بغاوت کو اتنی ہوا ملے گی کہ وہ روکے نہیں روکی جا سکے گی۔ انتظامات شروع کر دیے گئے ہیں۔ ابھی عارضی ہی سہی، لیکن آرمینس سرداتو کے ہاتھ سے ویلیشیا کی شہریت قبول کرو۔" آرمینس سرداتو نے ایک ٹائپ شدہ تحریر بند لفافے میں نعمان خان کو دی، اور نعمان خان نے شکریے کے ساتھ اُسے قبول کر لیا۔ یہ اس کے لیے بہت بڑا اعزاز تھا اور وہ بے حد مسرور تھا۔

وہ بنکاک جانے کے تصور سے خوش تھا، بہت عرصے کے بعد شدید ترین حالات سے گزرنے کے بعد اُسے اپنے بھائیوں کے پاس جانے کا موقع مل رہا تھا۔

اس کے لیے انتظامات کیے گئے اور پھر ایک ہفتے کے بعد ایک مخصوص طیارہ اُسے یہ کر پہلے ایک اور ملک پہنچا اور پھر وہاں سے دُوسرا طیارہ اُسے بنکاک لے چلا، بھائیوں سے ملاقات کے تصور نے نعمان خان کے چہرے پر بشاشت پیدا کر دی تھی اور وہ بے پناہ خوش نظر آ رہا تھا۔

★★

بادشاہ خان مطمئن تھا، نعمان خان کے دُوسرے تمام بھائی اس کی زیرِ نگرانی پرورش پا رہے تھے اور بادشاہ خان نے ان کے لیے اُن کی خواہش کے مطابق بہترین انتظامات کر دیے تھے۔ اُس نے نعمان خان کی خیریت معلوم کرنے کے لیے ایڈنا ڈمپل سے مسلسل رابطہ رکھا۔

بہر طور بادشاہ خان مضطرب تھا، درحقیقت اپنے بچّوں سے وہ بے حد مخلص تھا، بس فطرت کی بات تھی، فطرتاً وہ سخت خُو تھا، لیکن یہ بھی حقیقت تھی کہ دُنیا میں ان بھتیجوں کے علاوہ اس کا کوئی نہیں تھا، دولت کی اس کے پاس کوئی کمی نہیں تھی، دُنیا کے بیشتر ممالک میں اُس نے اپنے جال پھیلا رکھے تھے اور ہر وہ کام کرتا تھا جو غیر قانونی ہو لیکن اُس کے ساتھ ہی اُسے اس ممنوع آنے کے باوجود اقتدار کی ہوس تھی۔ وہ فطرتاً اقتدار پسند تھا اور ہمیشہ ماحول پر اپنا تسلط چاہتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ پوری طرح مطمئن ہونے کے باوجود اُس نے اس تنظیم میں شمولیت اختیار کر لی تھی۔ پہاڑوں میں اس کی دہشت تھی۔ کوئی بھی قبیلہ تہمانہ کی طرف بُری آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ کسی میں اتنی جرأت نہیں تھی لیکن چٹانوں کے باسی محدود نہیں ہوتے۔

سر پھرے قبائلی خاموش رہتے ہیں لیکن جب کبھی اُٹھتے ہیں تو پھر اُنھیں بٹھانا ممکن نہیں ہوتا۔ بادشاہ خان کو اپنی طاقت پر اعتماد تھا لیکن وہ پہاڑوں سے غیر مطمئن تھا۔ ہاں اُس کے دل میں یہ خواہش چٹکیاں لے چکی تھی کہ ان پہاڑوں میں وہ مطلق العنان ہو۔ وہاں اس کے نام کا سکّہ جاری ہو اور لوگ جب پہاڑوں کا نام لیں تو بادشاہ خان کے نام کے ساتھ۔ یہ اقتدار وہ اپنے طور پر نہیں حاصل کر سکتا تھا۔ دُنیا دیکھی تھی تعلیم یافتہ تھا۔ ملکوں کی سیاست سے واقف تھا۔ اُس نے اندازہ لگا لیا کہ کسی بھی اقتدار کو قائم کرنے کے لیے کچھ سہارے درکار ہوتے ہیں۔ ساری دُنیا اسی انداز میں چل رہی ہے۔ چنانچہ اس تصور کے ساتھ اُس نے اس تنظیم میں شمولیت اختیار کی تھی۔ تنظیم نے اُسے یقین دلایا تھا کہ اس کے مفادات کے لیے یہ کام کیا جائے گا.... اور اُس کے عملی ثبوت بھی دیے گئے تھے اور اس کے اسمگلنگ کے کاروبار کو بھرپور سہارا دیا تھا اور اس طرح بادشاہ خان اس کالے کاروبار کا بے تاج بادشاہ بن گیا تھا۔

لیکن وہ پچھلے چند دنوں سے ایک عجیب سا اضطراب محسوس کر رہا تھا۔ اُس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب اُسے کیا قدم اُٹھانا چاہیئے، شیران، مارلینو، نعمان خان، تنظیم، یہ چار ایسے مسئلے تھے جن پر وہ مسلسل سوچ رہا تھا۔ پھر اُس نے ایک فیصلہ کیا۔

اس کے خاص دوستوں میں سے دو اہم ترین افراد یعنی ہینڈرک اور ہربرٹو، شیران ہی کے ہاتھوں مارلینو کے لیے موت کے گھاٹ اُتر چکے تھے، یہ خیال اُسے کچھ جاندار محسوس ہو رہا تھا کہ اگر مارلینو کو کسی طور منظرِ عام پر لے آیا جائے تو پھر شیران پر ہاتھ ڈالنا

مشکل کام نہ ہوگا، شیران کے بارے میں اُس نے اب تک جو تفصیلات سُنی تھیں۔ اس میں یہ بات نمایاں تھی کہ شیران مارلینو سے بہت عقیدت رکھتا ہے اور اس کے لیے سب کچھ کرنے پر آمادہ ہوتا ہے، اگر مارلینو کسی طرح گانگ ہو سے نکل کر عام جگہ آ جائے، اور بادشاہ خان اس پر ہاتھ ڈال سکے تو شیران کو تلاش کرنا مشکل نہ ہوگا۔ اس طرح دو خطرناک دُشمنوں کا خاتمہ ہو سکے گا، ویسے بھی بادشاہ خان پر ان دو آدمیوں کی موت قرض تھی، لیکن وہ تنہا اس سلسلے میں کچھ نہیں کرنا چاہتا تھا، اپنے باقی ساتھیوں کو بھی اس نے بلانا مناسب سمجھا۔ چنانچہ ایک دن اُس نے ان تمام لوگوں کو تفصیلی خطوط لکھے اور انھیں بنکاک میں طلب کر لیا۔ ان میں ایک شخص افریقی نژاد لُومبن بوبو تھا۔ اسی طرح آسٹریلوی باشندہ ایڈی فورک تھا، تیسرا شخص مارٹن کنگ تھا۔ امریکی نژاد جیکارڈ، جس کا پورا نام ہائیٹ جیکارڈ تھا، شکاگو کے اعلیٰ حلقوں میں کالوں کا نگران تھا جب کہ پانچواں آدمی مشرق وسطیٰ کا ابن حاتم تھا، اپنے فن میں یکتا، بہت سی خصوصیات کا مالک تھا، وہ صرف اسمگلنگ ہی نہیں کرتا تھا بلکہ بردہ فروش بھی تھا، اور اس کا کاروبار بھی دُنیا کے بیشتر ممالک میں پھیلا ہُوا تھا، یہ سب ذہنی طور پر بہت چُست و چالاک تھے اور اس کے علاوہ سازشوں میں بھی اپنا جواب نہیں رکھتے تھے۔

خطوط پوسٹ کرنے کے اس واقعہ کو تین دن گُزر چکے تھے۔ ابھی تک کسی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا تھا، پھر ایک دن اُسے تنظیم کی طرف سے خوشخبری ملی اور بادشاہ خان خوشی سے دیوانہ ہو گیا۔

بادشاہ خان کو تنظیم کے مخصوص ہیڈکوارٹر میں طلب کر لیا گیا تھا، اس طلبی پر وہ تھوڑا سا حیران ہُوا تھا کیونکہ عام طور سے اُسے جو بھی ہدایت ملنا ہوتی تھی ٹرانسمیٹر پر مل جاتی تھی جس جگہ اُسے طلب کیا گیا تھا وہاں وائی تھری ڈیپارٹمنٹ کے چند افراد موجود تھے لیکن ایڈنا ڈمپل وہاں موجود نہیں تھی۔ ایڈنا ڈمپل کے بارے میں بادشاہ خان کے استفسار پر بتایا گیا کہ وہ کسی اہم کام میں مصروف ہے۔

تنظیم کے ایک اہم رُکن کی حیثیت سے بادشاہ خان کا پُرتپاک استقبال کیا گیا۔ وائی تھری کے تین نمائندوں نے اُسے خوش آمدید کہا تھا۔

"محترم بزرگ کو خوش آمدید کہا جاتا ہے۔ طویل عرصے سے ہمارے درمیان کوئی میٹنگ نہیں ہُوئی۔"

"میں نے اس بات کو دُوسرے انداز میں محسوس کیا ہے۔" بادشاہ خان نے بھاری آواز میں کہا۔

"دوسرے لفظوں میں مثلاً؟"

"سفید تنظیم نے مجھے ایک ناکارہ بوڑھا تصور کر لیا ہے۔"

"بھول کر بھی یہ نہیں سوچا جا سکتا۔" ایک تجربے کار شخص سونے سے زیادہ قیمتی ہوتا ہے۔ آپ نے اپنے سپرد کیے گئے کام اس خوش اسلوبی سے نمٹائے ہیں بادشاہ خان کہ آپ کی طرف تنظیم کا کوئی قرض ہی نہیں رہا۔ اب اگر کوئی اہم کام درمیان میں پیش نہیں آیا تو صرف آپریشن کے وقت خان کی ضرورت پیش آئے گی۔"

"مجھے خوشی ہے کہ تنظیم مجھ پر اعتماد کرتی ہے۔"

"اس کے علاوہ بادشاہ خان نے تنظیم کو ایک اور ہیرا دیا ہے جس کی آب و تاب دیکھ لی گئی ہے۔"

"میں نہیں سمجھا۔" بادشاہ خان نے کہا۔

"ہم نعمان خان کے بارے میں بات کر رہے ہیں۔" جواب ملا اور بادشاہ خان چونک پڑا۔

"کیا اُس نے خود کو ہیرا ثابت کر دیا؟"

"ہاں وہ اپنی شاندار مہم کی تکمیل کر چکا ہے۔ یہی خوشخبری مبارکباد کے ساتھ دینے کے لیے آپ کو یہاں طلب کیا گیا ہے بادشاہ خان۔"

"بادشاہ خان بے اختیار کھڑا ہو گیا تھا۔" اس کا رُواں رُواں مسرت سے کانپ رہا تھا۔ اُس نے لرزتی آواز میں پوچھا۔ "کیا وہ معیار کے اس پیمانے پر پورا اترا ہے جو اُس کے لیے متعین کیا گیا تھا؟"

"سو فیصد۔" اُس نے ملیشیا میں ایک شاندار کارنامہ انجام دیا ہے اور بحفاظت واپس پہنچ چکا ہے۔ اب تم نعمان خان کے استقبال کی تیاریاں کرو بادشاہ خان۔ وہ چند روز میں تمھارے پاس بھیج دیا جائے گا۔"

●

چند روز کے بعد وہ بنکاک ایئرپورٹ پر نعمان خان کو ریسیو کر رہے تھے۔ نعمان خان بادشاہ خان کے سینے سے آ لگا... بادشاہ خان اُسے بھینچے کھڑا رہا تھا۔

"شاندار باپ کے شاندار بیٹے کو میں خوش آمدید کہتا ہُوں آؤ چلیں۔" وہ اُسے اپنی کوٹھی میں لے آیا۔ عید ہو گئی تھی۔ سب بہت خوش تھے۔ بادشاہ خان نے نعمان خان سے اُس کی مہم کی تفصیلات پوچھیں اور اُس کا سر فخر سے بلند ہو گیا۔

"مجھے تجھ سے یہی اُمید تھی نعمان خان۔ مجھے یقین تھا کہ اگر تجھے صحیح استعمال کیا جائے تو تُو ہیرا ثابت ہو گا۔"

"لیکن ایک خنجر اب بھی ہمارے سینے میں پیوست ہے بابا خان اور وہ ہے شیران۔" وہ مردود ابھی تک ہمارے چُنگل میں نہیں آیا۔ جب بھی اُس کا تصور کرتا ہُوں میرا سینہ چھلکنے لگتا ہے۔"

"آہ، صورت حال اب بدل چکی ہے۔ اب نعمان خان ایک ایسی حیثیت رکھتا ہے کہ تراب زمان کا وہ لفنگا اس کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔"

"میں نے اس کے بارے میں کسی اور انداز میں سوچا تھا، بابا خان، میری خواہش تھی کہ میں اُسے اس وقت ہلاک کروں جب اُسے اس دُنیا میں دُوسروں کا بھی احساس ہو۔ جب اُسے اپنی موت کا صحیح انداز میں دُکھ ہو۔ اُس کی بیوی ہو، اُس کے بچے ہوں، تاکہ اس کی موت کے بعد بھی اُسے یاد کیا جائے اور وہ بھی مرتے ہُوئے سوچے کہ اُس نے جو کچھ کیا ہے اُس کی سزا اُس کی اولاد کو بھگتنی پڑے گی۔"

"ہُوں۔" بادشاہ خان نے پُرخیال انداز میں کہا۔

"لیکن ہم اس کے خلاف وہ سب کچھ نہیں کر سکے جو چاہتے تھے۔ اگر وہ عام حالات میں ہمارے ہاتھوں ختم ہو گیا تو اُس کی کہانی ختم ہو جائے گی۔"

"ہمیں وقت کا ساتھ دینا چاہیے نعمان خان۔ شیران کے بارے میں یہ کہنے میں مجھے دُکھ تو ہے لیکن حقیقت سے آنکھیں بند نہیں کی جا سکتیں کہ وہ کوئی عام انسان نہیں ہے۔"

"ہماری صرف ایک بدبختی ہے بابا خان۔" کہ وہ ہماری نگاہ سے اوجھل رہا ہے۔ اگر وہ ہمارے سامنے ہوتا تو ہم اُس سے چوہے بلّی کا کھیل کھیلتے۔"

"تو اُسے سامنے لانا چاہتا ہے نعمان خان؟"

"ہاں بابا۔"

"تو اُس کے لیے میں جال بچھا دیتا ہُوں۔ مجھے یقین ہے کہ اس جال میں پھنس کر وہ منظرِ عام پر آ جائے گا۔" اور بادشاہ خان نے ساری اسکیم اُسے سمجھا دی۔

●

ایلا کی حیثیت سے ایڈنا ڈمپل بارتھم کے علاقے میں بھٹک رہی تھی۔ اُسے شیران کے نشانات ملے تھے لیکن شیران نہیں مل سکا تھا۔ نہ جانے کیوں ایڈنا ایک ذہنی اضطراب کا شکار ہو گئی تھی۔ اس کے احساسات اُسے کچوکے دیتے رہتے تھے۔ اُس نے اچھا خاصا وقت شیران کے ساتھ گزارا تھا اور وہ پہلا شخص تھا جس نے ایڈنا کو ٹھکرا دیا تھا جو اس کے پُرسحر حسن سے متاثر نہیں ہُوا تھا۔ ایڈنا کو اس کی معیت کا ایک ایک لمحہ یاد تھا۔ وہ اس کی زندگی میں واحد شخص تھا جس کے بارے میں ایڈنا کچھ نہیں کہہ سکتی تھی۔ شیران کی شخصیت آج تک اُس کے لیے ایک راز کی حیثیت رکھتی تھی۔ اُس نے بڑے بڑے خطرناک لوگوں کو شیران کے پیچھے لگایا تھا۔ یہ وہ لوگ تھے جو طاقت بھی رکھتے تھے اور عقل بھی۔ یہ وہ تھے جنھوں نے اس عظیم الشان طاقت کے لیے ایسے ایسے بیش بہا کارنامے انجام دیے تھے کہ عقل دنگ رہ جائے، لیکن جب وہ شیران کے سامنے آئے تو اُنھیں مُنہ کی کھانی پڑی، خود ایڈنا ڈمپل شیران کی معیت میں بدحواس ہو گئی تھی۔ اُسے قابو میں رکھنے کا کوئی گُر اُس کی سمجھ میں نہیں آیا تھا، مجبور ہو کر اُس نے یہ اعلان کیا تھا کہ وہ شیران پر تسلط قائم نہیں رکھ سکتی۔ بارتھم کے علاقے میں شیران کی تلاش کے سلسلے میں اُس کے بہت سے افراد کام کر رہے تھے۔ کنگ لوئی نے یہ ذمے داری سنبھال لی تھی، لیکن جب کنگ لوئی کے قبیلے میں ایڈنا ڈمپل ایک خاص ذریعے سے پہنچی تو یہاں اس پر عجیب عجیب انکشافات ہُوئے، لوئی قبیلا اب لوئی کی سرکردگی میں کام نہیں کر رہا تھا، بلکہ وہاں برما خاندان کی حکمرانی تھی۔ لوئی کی کہانی وہاں کے بچے بچے کو معلوم تھی اور یہ کہانی شیران کے نام سے منسلک تھی۔ ایڈنا ڈمپل کو یہاں آکر اتنی حیرت ہُوئی، اس سے پہلے وہ کبھی اپنی زندگی میں اتنی حیران نہیں ہُوئی تھی، اُسے علم ہُوا کہ کنگ لوئی شیران کے ہاتھوں مارا گیا ہے، اُس کی لاش ایک گہری کھائی میں پڑی ہُوئی پائی گئی تھی۔

ایڈنا ڈمپل اس خبر کو سُن کر حیران رہ گئی تھی کہ کنگ لوئی بھی تنظیم کے لیے ایک بہت بڑی حیثیت رکھتا تھا، بہرطور اس نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ وائی تھری ڈیپارٹمنٹ کو کنگ لوئی کی موت کی اطلاع دی اور مطالبہ کیا کہ کنگ لوئی کا قائم مقام کسی اور شخص کو مقرر کیا جائے، کیونکہ ان علاقوں میں کنگ لوئی اُن کے لیے بہت بڑا سہارا تھا اور اس کی موت کے بعد وہ یہاں سے اپنا اقتدار کھو چکے تھے۔ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے جواب ملا کہ ابھی وقت کا انتظار کرے، سب سے پہلے شیران کے بارے میں کوئی تفصیل معلوم کی جائے اور ایڈنا ڈمپل دن رات اسی کوشش میں سرگرداں تھی، کوئی شخص ایسا نہیں ملا تھا جو اُسے شیران کے بارے میں کچھ بتا سکے، پھر وہ ایک بستی میں پہنچی، یہاں اُس کی ملاقات ایک لڑکی سے ہُوئی۔ یہ لڑکی ایڈنا ڈمپل کے لیے بہت بڑی اطلاع کا ذریعہ بنی، اُس نے جو کہانی ایڈنا ڈمپل کو سُنائی وہ انوکھی تھی۔ اُس نے بتایا کہ ایک زخمی نوجوان یہاں ایک جھونپڑے میں فروکش تھا، وہ شدید

زخمی تھا۔ لڑکی اس کی دیکھ بھال کرتی تھی، وہ بہت ہی اچھا انسان تھا، پھر اُس کے پاس ایک اور وحشی نوجوان آیا۔ یہ پہاڑی تھا۔ دونوں میں مفاہمت ہوگئی اور دونوں نے یہاں سے خاموشی سے روانگی کا ارادہ کرلیا اور وہ پہاڑی نوجوان اس زخمی کو لے کر چلا گیا اُسے تیجم کے علاقوں کی طرف جاتے دیکھا گیا تھا۔

"یہ معلومات ایڈنا کے لئے کافی کارآمد تھیں"۔ اس نے لڑکی سے دونوں کا حلیہ پوچھا، شیران کو وہ صاف پہچان گئی تھی لیکن دوسرے نوجوان کو وہ نہیں پہچان سکی تھی، یہاں تک کہ وہ تیجم کی ان سرحدوں تک پہنچ گئی جو ہندوستان سے ملتی تھیں۔!

ایڈنا ڈمپل نے یہاں آکر اپنے حلیے میں تبدیلی کی اور اپنے آدمیوں کو سرحد کے ان علاقوں تک دوڑایا جہاں سے اُسے معلومات حاصل ہوسکتی تھیں۔ کرنل سنگھ نامی ایک شخص سے کچھ انکشافات ہوئے کہ شیران، رانی ایراوتی سے ملنا چاہتا تھا اس لیے وہ ہرن پورہ چلا گیا ہے۔ ایڈنا ڈمپل نے یہاں رُک کر مزید تصدیق کی۔ شیران کے بارے میں یہ تفصیل اُس کے حلق سے نیچے نہیں اُتری تھی لیکن شواہد ایسے ملے تھے کہ ان کی تردید بھی ممکن نہیں تھی۔ شیران کے حلیے کی تصدیق بھی ہوگئی تھی۔

یہ انوکھا اتفاق تھا کہ شیران غیر متوقع طور پر تنظیم کی دوسری انچارج موفی مارون کے ہاتھ لگ گیا تھا۔ موفی ماردین ہندوستان میں اس تنظیم کو سنبھالے ہوئے تھی اور ایڈنا ڈمپل ہی کے پائے کی عورت تھی۔ نسلاً وہ برطانوی تھی لیکن اس طرح کہ اس کا باپ ہندوستانی تھا اور ماں برطانوی نژاد لیکن اُس کے باپ نے برطانیہ ہی میں ہوش سنبھالا تھا۔ وہ ایک ہندوستانی جاگیردار کا بیٹا تھا اور یہ جاگیردار ہرن پورہ کے نواح کا مالک تھا اور وہاں ایک راجہ کی سی حیثیت رکھتا تھا۔ اُس نے اپنے بیٹے راج پال کو برطانیہ میں پرورش کرایا تھا۔ راج پال نے جوان ہوکر باپ کی مرضی کے بغیر ایک برطانوی دوشیزہ سے شادی کرلی جس کے نتیجے میں اُسے اُس کے باپ نے اپنی وراثت سے محروم کردیا۔

باپ کے ورثے سے محروم ہونے کے بعد راج پال پر بُرا وقت آپڑا۔ وہ اپنی زندگی بہتر طور سے نہ گزار سکا۔ اور بالآخر مرگیا۔ اس دوران موفی ماروین پیدا ہوچکی تھی۔ حالات کی چکی میں پس کر اُس کی ماں غلط راستوں پر چل پڑی۔ موفی کو بھی وہی ماحول ملا اور وہ جرائم پیشہ بن گئی۔ اُس نے ایک گروہ بنالیا جو ڈاکے ڈالتا تھا اور قتل و غارتگری کرتا تھا۔ موفی اس کی سربراہ تھی۔ اب وہ ایک دہشت گرد کی حیثیت سے مشہور ہوچکی تھی۔ اُس نے معقول معاوضہ لے کر آئرش ری پبلک آرمی کے لیے بھی بہت سے خطرناک کارنامے انجام دیے اور اس طرح وہ اس بڑے ملک کی نگاہ میں آگئی جسے ایسے لوگوں کی تلاش رہتی تھی۔ چنانچہ موفی مارین کو اغوا کر کے وہاں پہنچا دیا گیا۔ وہاں اس بڑے ملک نے اُسے اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے تیار کیا اور وہیں موفی ماروین کو اپنی اصل حیثیت معلوم ہوئی۔ اُس کے دل میں خواہش بیدار ہوگئی کہ وہ اپنے باپ کا ترکہ حاصل کرے اور رانی کا خطاب پائے۔ اس ملک نے وعدہ کیا کہ اگر موفی اس کے مقاصد کی تکمیل کے لیے تیار ہوجائے تو اسے اس کا مقام دلایا جاسکتا ہے۔ چنانچہ موفی نے یہ شرط مان لی۔ اُسے بہترین تربیت دی گئی۔ اُس کے سخت امتحانات لیے گئے اور جب اُسے مکمل پایا گیا تو اُسے ہندوستان روانہ کردیا گیا۔ موفی یہاں آنے سے قبل برطانیہ گئی تو اسے ماں کی موت کی اطلاع ملی۔ بہرحال وہ اپنا حق حاصل کرنا چاہتی تھی۔ اس بڑے ملک نے ہندوستان سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی اور موفی ماردین کو اس کی جاگیر مل گئی۔

دوطرفہ چال تھی۔ موفی ماردین مقامی انچارج کی حیثیت سے اس ملک کے معاملات کی نگرانی کرنے لگی۔ اس کے علاوہ اس کی جاگیر میں اس بڑے ملک نے اپنا ایک اٹامک پروجیکٹ قائم کیا تھا جہاں اطراف کے دُوسرے ممالک کے خلاف بہت سے کام ہوتے تھے۔ اس پروجیکٹ کی نگرانی کے لیے موفی جیسی ہی کسی زیرک شخصیت کی ضرورت تھی چنانچہ یہ مقصد بھی حل ہوگیا اور موفی ماروین وہاں رانی ایراوتی کی حیثیت سے مصروف عمل ہوگئی۔ اس نے ہر طرح سے خود کو اس منصب کا اہل ثابت کردیا تھا۔

بہرحال یہ بات قابلِ اطمینان تھی کہ شیران ابھی تنظیم ہی کی تحویل میں ہے۔ یہ ایڈنا ڈمپل کی ذمے داری تھی کہ وہ شیران کو نگاہ میں رکھے کیونکہ تنظیم شیران سے ایک اہم کام لینا چاہتی تھی۔

جب ڈمپل کو یقین ہوگیا کہ اس کی حاصل شدہ معلومات درست ہیں تو اُس نے بارتم کے علاقے سے واپسی کا فیصلہ کرلیا اور یوں وہ شیران کی تلاش کی ایک طویل مشقت سے نکل کر بنکاک پہنچ گئی۔ اُس نے اپنے ڈیپارٹمنٹ کو واپسی کی اطلاع دی اور اُسے وائٹ تھری ہاؤس میں طلب کرلیا گیا۔ جہاں اس کا استقبال چند اہم لوگوں نے کیا تھا۔

"شیران کہاں ہے؟" اُس سے سوال کیا گیا۔

"وہ ہندوستان کی سرحد میں داخل ہوچکا ہے۔"

"کیا واقعی اُس نے کنگ لوئی جیسے شخص کو ہلاک کردیا؟"

"ہاں، شیران کو قریب سے دیکھنے والے اس بات پر حیرت نہیں کرسکتے۔ آپ لوگ اس سے ناواقف ہیں۔"

"خیر یہ دیگر بات ہے۔" اس موضوع پر دُوسرے لوگ ڈسکس کررہے ہیں۔ ہمارے سامنے شیران ہی کا موضوع ہے۔ کیا تم معلوم کرنے میں کامیاب ہوگئیں کہ شیران کس طرح بارتم کے علاقے سے نکل کر ہندوستان میں داخل ہُوا؟"

"جی ہاں جناب۔ میں اس سلسلے میں تفصیل معلوم کرکے ہی واپس آئی ہوں۔ ایڈنا ڈمپل نے جواب دیا اور تمام تر واقعات تفصیل سے بتادیے۔

"ہُوں" شیران کا رانی ایراوتی کے پاس پہنچنا کیا معنی رکھتا ہے؟"

"میں اس سلسلے میں کچھ نہیں جانتی۔"

"خیر یہ کوئی اہم مسئلہ نہیں ہے۔ رانی ایراوتی یا موفی ماروِن سے ہمیں اس سلسلے میں معلومات حاصل ہوسکتی ہیں، اس کا انتظام کرلیا جائے گا لیکن تم سے ایک اور مشورہ کرنا ہے۔"

"جی جناب فرمایے۔؟"

"تمھیں جیسا کہ علم ہے ایڈنا، شیران کو ہلاک کیا جاسکتا تھا، اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہے وہ ہمارے لیے، تنظیم اتنی ناکارہ نہیں ہے کہ کسی ایک آدمی کو ہلاک نہ کرسکے، لیکن اس کے لیے جو فیصلہ کیا گیا تھا، تنظیم آج تک اُسی پر قائم ہے، پہاڑوں میں بادشاہ خان کی پوزیشن کے بارے میں اب کوئی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا کہ وہ سب سے بڑی پوزیشن کا مالک ہے۔ دراصل ان قبائلیوں کی خُو عجیب ہے، یہ ہر اُس شخص کو اہمیت دیتے ہیں جو اپنے آپ کو برتر ثابت کر دے، اور سچی بات یہ کہ شیران، بادشاہ خان کی پوزیشن پر کاری ضرب لگا چکا ہے، اگر بادشاہ خان اُسے ہلاک کرکے اپنے علاقے میں پیش کردے تو وہ اپنی حیثیت بحال کرسکتا ہے، ورنہ دُوسری شکل میں اُس کے قبیلے والے اس کا مذاق اُڑاتے رہیں گے اور اس کی برتری کو تسلیم نہیں کریں گے، بادشاہ خان ابھی تک شیران کا بال بیکا نہیں کرسکا ہے لیکن اُن لوگوں کے دلوں میں شیران کے خلاف بے پناہ نفرت ہے، وہ آج بھی اس کی موت کے خواہاں ہیں، شیران کی افادیت کو ہم نظرانداز نہیں کرسکتے لیکن ابھی چند روز کے اندر اندر بادشاہ خان کے بھتیجے نعمان خان نے تنظیم میں ایک خاص حیثیت حاصل کرلی ہے۔ وائٹ تھری ڈیپارٹمنٹ کے رُکن نے کہا۔

"میں نہیں سمجھی جناب۔ وہ حیثیت کیا ہے؟" ایڈنا ڈمپل نے پوچھا۔

"جیسا کہ تمھیں معلوم ہے ایڈنا۔ نعمان خان کو ایک اہم ترین مہم پر ویلیشیا بھیجا گیا تھا۔ نعمان خان نے حیرت انگیز طور پر اپنی فراست و ذہانت سے کام لے کر وہ مہم انجام دی ہے اور جس طرح اُس نے یہ کارنامہ انجام دیا ہے۔ اُس سے تنظیم بہت متاثر ہوئی ہے۔ نعمان خان جری اور بہادر آدمی ہے۔ ان دونوں چیزوں کے ساتھ ساتھ وہ زیرک بھی ہے، اُس نے جس ذہانت سے خفیہ آبدوزوں کے اڈے کی تباہی کی پلاننگ کی، اُس سے ایڈمرل کراؤش بہت متاثر ہے اور اُس نے جو رپورٹ تنظیم کو دی ہے وہ نعمان خان کے لیے سو فیصد نمبر لاتی ہے، ایڈمرل کراؤش نے اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ یہ شخص قابل احترام ہے، جب یہ کام کرتا ہے تو موت کو بھول جاتا ہے اور ہر طرح کے خطرناک حالات میں کود پڑنے کے لیے تیار رہتا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ اسے جو مہم سونپی جاتی ہے، وہ اس کی انجام دہی کے لیے پوری ذہانت سے کام لیتا ہے، گویا ذہانت اور دلیری اس شخص میں جمع ہوگئی ہیں اور اُسے تنظیم کے ایک اہم رُکن کی حیثیت دی جاسکتی ہے، اس رپورٹ کے بعد ہمارے اعلا حکام کچھ اُلجھنوں کا شکار ہوگئے ہیں۔"

"مثلاً؟" ایڈنا ڈمپل نے سوال کیا۔

"مثلاً یہ کہ شیران کو جن خصوصیات کی وجہ سے ہم نے منتخب کیا تھا اور سوچا تھا کہ اگر وہ ہمارے مقصد کے لیے بہتر ثابت ہو سکے تو اُسے بادشاہ خان کی جگہ دے دی جائے اور بادشاہ خان کو بوڑھا ہونے کی وجہ سے معزول کردیا جائے کیونکہ وہ شیران پر قابو نہیں پاسکا، اور ممکن ہے اس کی یہ کمزوری ہمارے آپریشن کے لیے نقصان دہ ثابت ہو لیکن نعمان خان کی پیش کش اور طریقۂ کار سے یہ اندازہ ہُوا کہ نعمان خان بھی بادشاہ خان کی جگہ لینے کا اہل ہے، اس طرح بادشاہ خان کی دل شکنی بھی نہیں ہوگی اور یہ بات بھی طے ہے کہ بادشاہ خان نے تنظیم کے لیے بہت کچھ کیا ہے، ہم اپنے بہتر مفاد میں اور تنظیم کے مقاصد کے حق میں اگر بادشاہ خان کو معزول کردیتے... تو ہمیں تھوڑا سا تردد ضرور ہوتا، لیکن بہر طور یہ ہمارے لیے ضروری تھا، اب دو حلقے ہیں، ایک حلقہ بدستور شیران کا طرفدار ہے اور دُوسرا حلقہ نعمان خان کی سفارش کرتا ہے۔ یہاں پر یہ فیصلہ کرنا ہے ایڈنا ڈمپل کہ ہم اپنے آپریشن کے لیے شیران کا انتخاب کریں یا نعمان خان کا۔ چند چیزیں نعمان خان کے حق میں جاتی ہیں اور وہ یہ کہ وہ ذہین ہے اور وحشی ہونے کے ساتھ ساتھ ذہانت کا استعمال بھی کرتا ہے، اس کی دلیری اُسے اس

کے مقصد کے لیے آنکھیں بند کر کے آگے کودنے پر مجبور کر دیتی ہے، اور اُس کی ذہانت اس کی آگ میں اپنے لیے صحیح راستوں کا انتخاب کرتی ہے، یہ چیز ہمارے حق میں جاتی ہے، جب کہ اس کے برعکس شیران صرف وحشی ہے اور عمل کرنا جانتا ہے؟"

"میں کچھ عرض کروں جناب؟" ایڈنا ڈمپل نے کہا۔

"ہاں، ہاں ضرور۔"

"ایک بات نعمان خان کی رپورٹ کے بارے میں اس کے خلاف بھی جاتی ہے۔"

"وہ کیا؟"

"وہ یہ جناب کہ ہمیں ایک دلیر اور وحشی صفت انسان چاہیے۔ عقلمند نہیں، اگر اس کے اندر عقل سے سوچنے کی قوتیں ہیں تو ہمارے آپریشن کو نقصان بھی پہنچ سکتا ہے۔" ایڈنا ڈمپل نے جواب دیا۔

"اوہ، اچھا پوائنٹ ہے، قابلِ غور بھی ہے۔"

"میں اس کی پُرزور تائید کرتی ہوں جناب۔ اگر نعمان خان زیرک ہے، چالاک ہے تو کیا وہ اپنی بستیوں میں، اپنے علاقوں میں وہ تباہی پسند کرے گا جو ہمارے ذریعے نازل ہوئی ہے، وہ یقیناً اس بارے میں غور کرے گا۔ سوچے گا اور یہ سوچ ہمارے مقصد کے لیے نقصان دِہ ثابت ہو سکتی ہے، جب کہ اس کے برعکس شیران صرف عمل کا پیکر ہے۔ اس کی وحشت خیزی کو ہوا دے دی جائے تو وہ ہر اقدام کرے گا جو ہمارے مفاد میں ہوگا، وہ صرف تحریک کا متمنی ہے، اس کے دل میں تحریک پیدا کر دی جائے تو وہ اپنے مقصد کی تکمیل میں لگ جائے گا۔ یہ سوچے سمجھے بغیر کہ اُس سے کیا نتائج پیدا ہوں گے، دُوسری بات یہ ہے کہ ان پہاڑوں سے وہ اتنا مخلص نہیں ہوگا جتنا نعمان خان، وہ صرف اس سے مخلص ہوگا جو اس کے حق میں بہتر ثابت ہوتا ہے۔"

"ہوں بالکل ٹھیک کہا تم نے۔ واقعی قابلِ غور بات ہے، سوچا جا سکتا ہے اس پر، بلکہ تمھاری تجویز کو ہم وائٹ تھری ڈیپارٹمنٹ کے حوالے تحریری طور پر کریں گے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی ایڈنا ڈمپل تمھاری اس رائے کے ساتھ ساتھ ہم اس تجویز کی مخالفت بھی نہیں کریں گے جو ہمیں دوسرے حلقوں سے موصول ہوئی ہے۔"

"وہ تجویز کیا ہے جناب؟"

"تجویز یہ ہے کہ نعمان خان کی موجودہ رپورٹ کے مطابق اس کو بھی آزما لیا جائے۔ اور اس کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ کہ ان دونوں کو ایک دوسرے کے مقابل لے آیا جائے۔"

"میں نہیں سمجھی؟" ڈمپل نے کہا۔

"شیران کے بارے میں جو معلومات تم سے حاصل ہوئی ہیں۔ اُن کے تحت یہ اندازہ تو ہو چکا ہے کہ وہ اس وقت ہندوستان میں ہے بلکہ ایراوتی کے پاس ہے اور اگر وہ وہاں نہیں ہے اور وہاں سے جا چکا ہے تب بھی موتی ماروِن ہمیں اس کے بارے میں صحیح معلومات فراہم کر سکتی ہے کہ وہ اس وقت کہاں ہوگا، موتی ماروِن کے بارے میں تم جانتی ہو ایڈنا ڈمپل کہ وہ ذہین عورت ہے اور ہر کام ذہانت سے کرنے کی عادی، اُس نے شیران کو نظر انداز نہیں کیا ہوگا، اُسے پتہ ہوگا کہ شیران کہاں ہے، ہم شیران کے حق میں رُکاوٹیں پیدا نہیں کریں گے لیکن نعمان خان کو اس کے لیے تیار کیے لیتے ہیں کہ وہ شیران سے بھڑ جائے۔"

"لیکن جناب، کیا اس سلسلے میں نعمان خان یہ نہیں سوچے گا کہ تنظیم اسے شیران کے خلاف کیوں استعمال کرنا چاہتی ہے؟"

"نہیں ایڈنا ڈمپل، تنظیم کی جو تجویز ہے وہ بہت شاندار ہے، نعمان خان کو بالکل یہ پتہ نہیں چل سکے گا کہ اُسے شیران کے مقابل بھیجا جا رہا ہے، تم جانتی ہو کہ پہاڑوں میں ہونے والے حادثے کی وجہ سے نعمان خان خود بھی شیران کا دُشمن ہے اور یہ لوگ اُسے ہلاک کرنا چاہتے ہیں، اب اگر کسی مہم پر نعمان خان کو ہندوستان بھیجا جائے اور ان علاقوں میں پہنچا دیا جائے جہاں شیران موجود ہے تو کیا وہ شیران کو دیکھ کر خود پر قابو رکھ سکے گا، نہیں ہرگز نہیں، چنانچہ اس طرح دونوں ایک دوسرے کے آمنے سامنے آ جائیں گے اور فیصلہ ہو جائے گا۔"

"یہ فیصلہ کیا ہوگا جناب؟"

"دونوں میں سے ایک کی موت، شیران کی فطرت کے بارے میں ہمارے پاس جو رپورٹیں موجود ہیں، اُن سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے مدِمقابل کو زندہ چھوڑنے کا عادی نہیں ہے اور نعمان خان ہرچند کہ سمجھدار اور سلیقے کا نوجوان ہے، لیکن شیران سے اس کے معاملات جس انداز میں چلے ہیں اُس سے یہ بات یقینی ہے کہ وہ شیران کو دیکھنے کے بعد خود پر قابو نہیں پا سکے گا بلکہ ممکن ہے وہ اس وحشت میں تنظیم کے مقاصد بھی فراموش کر دے، ہمیں اس سے غرض نہیں ہے بلکہ ہمارا مقصد تو یہی ہے کہ یہ دونوں آمنے سامنے آ جائیں اور ان میں سے ایک باقی رہ جائے، جو باقی رہ جائے گا اُسے ہم آخری شکل دے دیں گے، یعنی پہاڑوں میں آپریشن کے لیے وہی آخری آدمی ہوگا، جب کہ طے کیا جا چکا

ہے کہ بادشاہ خان ناموزوں آدمی ہے، تاہم ہم اُسے اس وقت تک برقرار رکھیں گے جب تک ہمارا آپریشن شروع نہیں ہو جاتا۔ وائٹ تھری ڈیپارٹمنٹ کے اس رُکن نے کہا اور ایڈنا ڈمپل سوچ میں گم ہو گئی۔ اس کے دل پر پھر ایک عجیب سا احساس چھا گیا تھا۔ شیران کی صورت اُس کی نگاہوں میں گھوم رہی تھی، اگر نعمان خان شیران کو ہلاک کرنے میں کامیاب ہو گیا تو۔ تو۔ شیران وحشیوں کا وحشی جاہل گنوار۔ درندوں سے درندوں ہی کی طرح لڑنے والا اور اُنھیں ختم کرنے والا سُرخ و سفید چہرے کا حسین نوجوان جس کی ہر ادا میں الھڑ پن ہے لیکن ایک سفاک کیفیت لیے ہوئے۔ اگر شیران مر گیا تو کیا ایڈنا ڈمپل اس کی موت کا خلا پُر کر سکے گی؟ بعض اوقات کچھ لوگ اس طرح ذہن و دل میں سرایت کر جاتے ہیں کہ پتہ بھی نہیں چلتا لیکن وہ تو شاید اس فطرت کا مالک ہی نہیں تھا۔ اس کی فطرت ہی عجیب تھی۔ ایڈنا ڈمپل اس کے خیالوں میں کھو گئی اور وائٹ تھری ڈیپارٹمنٹ کے آدمی اس کی شکل دیکھتے رہے وہ یہ نہیں سمجھے تھے کہ ایڈنا ڈمپل کی دلی کیفیت کیا ہے وہ تو یہی سمجھ رہے تھے کہ ایڈنا ڈمپل اس بارے میں سنجیدگی سے غور کر رہی ہے پھر اس رُکن نے کہا۔

"آپ فیصلہ کرلیں میڈم ڈمپل آپ کو اس کے لیے کچھ وقت دیا جا سکتا ہے۔ جب آپ اس سلسلے میں آخری فیصلہ کر دیں گی تو ہم اس کارروائی پر عمل کرنے کا کوئی بہتر پروگرام بنا لیں گے۔"

"اوہ۔ نہیں جناب ظاہر ہے تنظیم اپنے مقاصد کے سلسلے میں جو سوچتی ہے وہ بہتر ہی ہوتا ہے بھلا اس میں اعتراض کرنے کا کیا حق رکھتی ہوں۔"

"نہیں ایڈنا ڈمپل آپ اس علاقے کی انچارج ہیں اور یہ سارا معاملہ انہی علاقوں سے تعلق رکھتا ہے۔ آپریشن کے سلسلے میں آپ کو ایک اہم کام انجام دینا ہے چنانچہ ہم آپ کی مرضی اور رائے کے بغیر کچھ نہیں کرنا چاہتے۔ یہ وائٹ تھری ڈیپارٹمنٹ ہی کا فیصلہ ہے۔" ایڈنا ڈمپل سے کہا گیا۔

"میں اس تعاون کے لیے شکر گزار ہوں اگر مجھے سوچنے کے لیے وقفہ دے دیا جائے تو میں بہتر طریقہ دریافت کر سکتی ہوں۔"

"کتنا وقت چاہتی ہیں آپ؟"

"بس ایک دن میں اپنے فیصلے سے آپ کو آگاہ کر دُوں گی۔"

"اوکے۔ مس ڈمپل آپ کو آپ کی خواہش کے مطابق وقت دیا جاتا ہے۔" ایڈنا ڈمپل اپنی رہائش گاہ پر واپس آ گئی پھر اُس نے بڑی گہرائی سے اپنے آپ کو ٹٹولا اور اُسے احساس ہوا کہ شیران اس کے دل و دماغ پر قبضہ کر چکا ہے۔ نعمان خان بے شک تنظیم کے مقاصد میں ایک بہتر مُہرے کی حیثیت رکھتا تھا اور ایڈنا کو خطرہ تھا کہ نعمان خان سچ مچ کہیں شیران کے لیے نقصان دِہ نہ ثابت ہو اس نے بڑی گہرائی سے سوچا اور فیصلہ کیا کہ شیران پر نگاہ رکھنا بے حد ضروری ہے اگر اس نے اس تجویز کی مخالفت کی تو اس پر شک بھی کیا جا سکتا ہے۔ یہ شک خود اس کے لیے بھی اور شیران کے لیے نقصان دِہ ثابت ہو سکتا ہے چنانچہ اس نے بہت ہی ذہانت سے ایک منصوبہ تکمیل دیا اس نے سوچا کہ تنظیم کی مرضی کے مطابق نعمان خان کو شیران کے مقابل لے آیا جائے لیکن در پردہ شیران کی مدد کی جائے اور اسے اس کا موقعہ فراہم کیا جائے کہ وہ نعمان خان کو ہلاک کر دے۔ ایڈنا ڈمپل بہت چالاک عورت تھی اور یہ کام اس کے لیے مشکل نہیں تھا۔ آج تک اس نے تنظیم کے مقاصد کے لیے پورے خلوص سے کام کیا تھا لیکن یہ دل کی آواز پہلی بار اس کے کانوں میں اُبھری تھی اور وہ اس کی آواز کو دبا نہیں پا رہی تھی۔ بہت غور و خوض کے بعد اُس نے ایک فیصلہ کیا اور بالآخر اس سلسلے میں وائٹ تھری ڈیپارٹمنٹ کو مطلع کر دیا کہ وہ اس تجویز سے سو فیصد متفق ہے۔ وائٹ تھری ڈیپارٹمنٹ کے افراد نے اس کے ساتھ پھر ایک نشست رکھی اور اس نشست میں آئندہ کے پروگرام طے ہو گئے۔ ایڈنا ڈمپل نے فیصلہ کیا کہ وہ خود موتی ماروِن کے پاس جائے گی اور اس سے شیران کے بارے میں مکمل کوائف معلوم کرے گی۔ یہ اندازہ لگائے گی کہ شیران وہاں کس مقصد کے تحت گیا تھا کیا کر رہا ہے اور اس کے بعد وہ وہاں کیوں موجود ہے۔ ایڈنا ڈمپل نے یہ بھی کہا کہ وہاں پہنچنے کے بعد وہ تنظیم کو یہ بھی اطلاع دے گی کہ شیران کا ٹھکانہ کہاں ہے تاکہ نعمان خان اس طرف روانہ کر دیا جائے۔ اس فیصلے کے بعد ایڈنا ڈمپل مطمئن ہو گئی تھی۔

بھوپت سنگھ کی موت خاصی ہنگامہ خیز تھی۔ اس سلسلے میں کئی دن تک موتی ماروِن کو مصروف رہنا پڑا۔ اُسے بہت سے لوگوں کو جواب دینا پڑا تھا۔ اُس نے یہی مؤقف اختیار کیا تھا کہ یہ بھوپت سنگھ کا ذاتی شوق تھا اور ایراوتی نے کبھی اس سلسلے میں کوئی مداخلت نہیں کی، حالانکہ بارہا ایسے مواقع آئے ہیں جب بھوپت سنگھ کی زندگی کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ موتی ماروِن نے ان لمحات میں بھوپت سنگھ کو ہوشیار کیا اور کہا کہ یہ سب کچھ اس جیسے ذمے دار آدمی کو زیب نہیں دیتا لیکن بھوپت سنگھ نے اس سے درخواست کی کہ اسے

اس کے شوق سے نہ روکا جائے۔ یہ اس کا تنہا اور بالکل ذاتی پسندیدہ مشغلہ ہے۔ ایراوتی نے اپنی رپورٹ میں لکھا کہ اُس نے بارہا بھوپت سنگھ کو اس بات سے بھی آگاہ کیا کہ اس سلسلے میں اس کی جان بھی جا سکتی ہے تب بھوپت سنگھ نے کہا کہ وہ معمولی رسیلا نہیں ہے اور اپنا تحفظ کرنا خوب جانتا ہے چنانچہ بھوپت سنگھ کی یہ موت قطعی اتفاقی ہے اور اس کا ذمّے دار کسی کو قرار نہیں دیا جا سکتا۔ انڈین ملٹری کے کچھ افراد شیران کو طلب کرنے کے لیے آئے تھے اُنھوں نے کہا کہ بھوپت سنگھ کے قاتل کو ان کے حوالے کر دیا جائے لیکن ایراوتی نے سختی سے اس بات سے انکار کر دیا اور کہا کہ وہ اس کا مہمان ہے اور اس کے ایک مقصد کی تکمیل میں اس کے کام آیا ہے چنانچہ وہ اس کے ساتھ کوئی غلط سلوک کرنے کی اجازت نہیں دے سکتی۔ موفی مارڈین کی پوزیشن اتنی محفوظ تھی کہ اُسے کوئی اس سلسلے میں مجبور نہیں کر سکا اور اس کا مقصد حل ہو گیا۔ بھوپت سنگھ راستے سے ہٹ گیا تھا جس نے اس کے اور شیران کے درمیان آنے کی کوشش کی تھی اور اس سلسلے میں موفی مارڈین سے بدتمیزی بھی کی تھی اور شیران بھی محفوظ ہو گیا۔ اس کے بعد زندگی کے وہی شب و روز کی دلچسپیاں جاری ہو گئیں۔ پروجیکٹ کی طرف سے بالکل بے فکری تھی وہاں کا کام بخوبی چل رہا تھا اور اس سلسلے میں وہ کوئی ایسی بات نہیں ہو پائی تھی جو موفی مارڈین کے لیے پریشان کن ہوتی چنانچہ وہ شیران کی معیت میں مطمئن تھی۔ دُوسری طرف شیران بھی زندگی میں پہلی بار ایک نیا پن محسوس کر رہا تھا۔ ایراوتی کو وہ اپنی مستقبل کی ساتھی کی حیثیت سے پسند کر چکا تھا اور اُس کے ذہن میں یہ خیال جم چکا تھا کہ موفی مارڈین جیسی کوئی عورت ہی اس کی زندگی کی ساتھی ثابت ہو سکتی ہے اس کے بچوں کی ماں اس کے اور شیران کے اشتراک سے جو بچے پیدا ہوں گے وہ شیران ہی کی طرح ہوں گے البتہ ایراوتی کو اس سلسلے میں کچھ وقت درکار تھا۔ شیران کو بھی جلدی نہیں تھی۔ ہرن پور اور اُس کے نواح میں کیا نہیں تھا۔ شکار سے بھرے ہوئے جنگل ہر طرح کے خوفناک درندے اور پھر بہترین آسائشیں جو موفی مارڈین کی وجہ سے اُسے مہیا ہو گئی تھیں۔ آسائشوں کی اُسے زیادہ پروا نہیں تھی۔ وہ اتنی قوت ارادی رکھتا تھا کہ جب چاہتا اپنے لیے بہتر ماحول فراہم کر لیتا۔ دولت کے حصول میں اس جیسے بے جگر انسان کو بھلا کیا مشکل ہو سکتی تھی لیکن دولت کے حصول کے علاوہ موفی مارڈین کا حصول بھی اس کے لیے اتنی ہی اہمیت رکھتا تھا پتہ نہیں یہ جنگلی اس عورت سے اس طرح کیوں متاثر ہو گیا تھا ممکن ہے اس کی وجہ یہ ہو کہ اب وہ تھک کر آرام کرنے کا خواہش مند تھا۔ ہاں یہ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ کب اس کے ذہن میں کوئی تبدیلی پیدا ہو جائے اور کب ایراوتی اس کا شکار ہو جائے۔ اس بات کا احساس خود شیران کو بھی نہیں تھا بہر طور ایراوتی کی معیت میں خوب سیر و شکار ہو رہا تھا۔ کئی بار وہ شکار پر جا چکے تھے۔ اور وہاں شیران نے ایسے ایسے کارنامے انجام دیے تھے کہ موفی مارڈین انگشت بدنداں رہ گئی تھی۔ خود اُس نے شیران کے سامنے دلیری کی بہترین مثالیں پیش کی تھیں۔ جنگلی درندوں کو تو گویا اُنھوں نے بالکل ہی ناکارہ کر دیا تھا۔ کئی ہاتھی شکار کیے گئے۔ بڑے بڑے خونخوار شیر مارے گئے۔ ہفتے ڈیڑھ ہفتے تک وہ جنگلوں میں شکار کھیلتے اور اس کے بعد موفی مارڈین اسے اپنے محل میں لے آتی۔ انڈین آرمی کی طرف سے شیران کی طلب کا سلسلہ ختم ہو گیا تھا لیکن پھر ایک شام اُسے وائی تھری ڈیپارٹمنٹ کے خفیہ ٹرانسمیٹر پر ایک پیغام موصول ہوا اور وہ کسی قدر متوحش ہو گئی۔

پیغام اُسے شام کو اُس وقت ملا جب وہ شیران کے ساتھ شام کی چائے پینے کے بعد تھوڑی دیر کے لیے اپنے بیڈ رُوم میں آئی تھی۔ ٹرانسمیٹر پہ اشارہ موصول ہوا تو وہ جلدی سے اس الماری کے قریب پہنچ گئی جس میں ٹرانسمیٹر محفوظ رہتا تھا اشارہ ملنے کا ذریعہ کچھ اور تھا۔

اُس نے اپنے بیڈ رُوم کی دیوار میں سوئچ بورڈ پہ کچھ ایسی چیزیں لگا رکھی تھیں جو ٹرانسمیٹر پہ ملنے والی اطلاعات کا اشارہ دیتی تھیں۔ تھوڑی دیر کے بعد اُس نے ٹرانسمیٹر سیٹ آن کر لیا اور دوسری طرف سے وائی تھری ڈیپارٹمنٹ کے چیف کی آواز اُبھری۔ ”ہیلو موفی مارڈین تم میری آواز پہچان گئی ہو گی؟“

”یس سر کیوں نہیں۔ آپ کی آواز تو میں لاکھوں میں پہچان سکتی ہوں۔“

”کیسے معاملات چل رہے ہیں؟“

”سر بالکل ٹھیک ہیں۔ ابھی تھوڑے دن پہلے میں نے آپ کو رپورٹ پیش کی تھی۔“

”ہاں موفی وہ کاغذات جو تم نے حاصل کر کے یہاں تک پہنچائے ہیں ہمارے لیے بے حد اہمیت رکھتے تھے اور ان کی کامیاب وصولیابی پر ہم تمھیں مبارکباد پیش کرتے ہیں۔“

”شکریہ جناب۔ مجھے کیسے یاد کیا؟“

”موفی ایڈنا ڈمپل تمھارے پاس پہنچ رہی ہے۔ ایک اہم مقصد سے کہ اس کا استقبال کرو اور اس کے ساتھ تعاون کرو۔“

”او کے سر تنظیم کی اہم رکن کو میں اُس کے شایان شان رسیو کروں گی اور آپ کی ہدایت کے مطابق تعاون بھی کروں گی لیکن مسئلہ

ہے؟“

”مسئلہ وہ تمھیں خود ہی بتائے گی۔ میں نے یہ اطلاع تمھیں رسمی طور پر دی ہے۔“

”ٹھیک ہے جناب! موفی وفادار ہے اور تنظیم کے لیے عمل کرنے کو تیار ہو گی۔“

”میں چاہتا ہوں مارڈین کہ ایڈنا ڈمپل کی پوزیشن محفوظ رکھی جائے۔ تم ابھی سے اس کے لیے بندوبست کر لو اور اس قسم کا اظہار کرو کہ جیسے تمھاری کوئی عزیزہ یہاں آ رہی ہے۔ میں اُسے بھی ایک ہندوستانی راجکماری کی حیثیت سے وہاں بھیج رہا ہوں۔ تم اُسے اپنا کوئی عزیزہ بتا سکتی ہو میرا مطلب سمجھ رہی ہو!“

”بالکل سمجھ رہی ہوں جناب۔ آپ مطمئن رہیں۔ ایڈنا ڈمپل کو اس کے شایان شان حیثیت دی جائے گی۔“

”شکریہ موفی! میں نے بس یہی اطلاع دینے کے لیے تمھیں کال کیا تھا اور کوئی خاص بات؟“

”جی نہیں جناب! اطراف میں مکمل سکون ہے اور ہم حالات پر پوری طرح نگاہ رکھے ہوئے ہیں۔“

”او کے مارڈین۔“ دُوسری طرف سے کہا گیا اور ریسیور سیٹ کی روشنی گم ہو گئی۔ موفی مارڈین نے ریسیور سیٹ الماری میں رکھ دیا اور ایڈنا ڈمپل کے بارے میں سوچنے لگی۔ ڈمپل کو وہ ذاتی طور پر بھی جانتی تھی۔ بہت ہی چالاک قسم کی عورت تھی۔ بہر طور چونکہ دونوں ایک ہی تنظیم سے تعلق رکھتی تھیں اس لیے کبھی ان کے درمیان کوئی اختلاف پیدا نہیں ہو سکا تھا۔ لیکن اس کے باوجود موفی مارڈین کے دل میں چور تھا۔ شیران کو وہ ہر نگاہ سے محفوظ رکھنا چاہتی تھی۔ اپنا رازِ دل کسی پر افشا کرنا نہیں چاہتی تھی۔ اس سلسلے میں اُس نے غور کیا اور ایک فیصلہ کر لیا۔

شیران کی فطرت کے بارے میں وہ اندازہ لگا چکی تھی کہ وہ کس ٹائپ کا آدمی ہے اور کس طرح اُسے کس کام کے لیے مجبور کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ اس کے لیے موفی نے تیاریاں کریں۔

ایک شام وہ محل کے خوبصورت پائیں باغ میں شیران کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی کہ محل کے دو خادم دست بستہ اس کے سامنے پہنچ گئے ”بستی سانگلی کے کچھ لوگ فریاد لے کر آئے ہیں رانی صاحبہ۔“

”کیا بات ہے؟“ موفی مارڈین نے پُر رعب آواز میں پوچھا۔

”سانگلی پہ جنگلی درندے حملہ آور ہوئے ہیں اور اُنھوں نے بستی میں تباہی مچا دی ہے۔“

”بلاؤ اُنھیں۔“ موفی مارڈین نے کہا۔ چار دیہاتی ہاتھ جوڑے اندر آ گئے تھے۔

”دُہائی ہے رانی ماتا کی۔ دُہائی ہے ایراوتی کی۔ برباد ہو گئے ہیں رانی جی ہم۔ آدم خور جانوروں نے بستی کے آس پاس ڈیرے ڈال لیے ہیں۔ ہر وقت بستی میں کوئی نہ کوئی ان کا شکار ہو جاتا ہے۔ دس آدمی مارے جا چکے ہیں ان کے ہاتھوں۔ ساری بستی آپ کی طرف دیکھ رہی ہے رانی جی!“

”اوہ۔ ایسا کب سے ہُوا؟“

”ایک ہفتے سے زیادہ ہو گا مہارانی۔ بھگوان کے لیے ہماری سہائتا کرو، ورنہ پوری بستی خالی ہو جائے گی۔“

”مگر میں تو ان دنوں بہت مصروف ہوں۔ مجھے تو بہت سے کام کرنے ہیں۔“ ایراوتی نے متفکرانہ انداز میں کہا۔

”آپ کے سوا ہمارا کوئی اور سہارا نہیں ہے رانی جی۔ ہم کس کے پاس فریاد لے کر جائیں۔“

”کہاں ہے تمھاری بستی؟“ شیران نے پوچھا۔

”پہاڑوں کے اُس پار مائی باپ۔“ دیہاتی بولے۔

”شیران، میں پروجیکٹ کے معاملات میں واقعی بہت مصروف ہوں۔ کئی دن لگ جائیں گے مجھے۔“ موفی مارڈین نے کہا۔

”تو میں چلا جاتا ہوں۔ لیکن تمھیں جب فرصت ملے تو تم آ جانا۔“ شیران نے کہا اور مارڈین مسکرانے لگی۔

”واقعی یہ تو میں بھول گئی تھی۔ اب یہ ذمّے داری صرف میری ہی تو نہیں رہ گئی۔ تھوڑے دنوں کے بعد لوگ رانی ایراوتی کی نہیں، شیران کی دُہائی دیا کریں گے۔“

”ان لوگوں سے کہہ دو کہ یہ جائیں ان کی مشکل دُور کر دی جائے گی۔“

”جے ہو داتا کی۔ جے ہو مہاراج کی۔“ دیہاتی چلے گئے اور رانی ایراوتی . . . . اس سلسلے میں شیران سے گفتگو کرنے لگی۔ اُس نے چار شکاری شیران کے ساتھ بھیجنے کا فیصلہ کر لیا تھا اور دُوسرے دن صبح کو شیران روانہ ہو رہا تھا۔ رات کو موفی مارڈین نے ان شکاریوں کو صورت حال سمجھائی۔ یہ اس کے خاص آدمی تھے۔ ان کا سربراہ دیپک تامی شکاری تھا۔

”تم سانگلی کے اطراف میں ڈیرے ڈال دینا۔ بستی میں داخل ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ سانگلی کے اطراف یوں بھی درندوں سے بھرے ہوئے ہیں اور وہاں کے باشندے عموماً ان کا شکار رہتے ہیں لیکن اس کے باوجود شیران کو علم نہیں ہونا چاہیے کہ یہ دیہاتی نقلی تھے۔“

"جو حکم رانی صاحبہ! آپ یہ کام مجھ پر چھوڑ دیں۔ ایک اور اطلاع دینا چاہتا ہوں رانی صاحبہ!"

"ہاں کہو دیپک؟"

"بھوپت سنگھ کا ایک بھائی جے سنگھ ہے۔ آپ اُسے جانتی ہیں؟"

"نہیں۔ کیا بات ہے؟"

"سیکورٹی میں جو کچھ نئے لوگ آئے ہیں اُن کے ساتھ آیا ہے۔ سیکورٹی کے چیف نے اس سے کاغذات وصول کیے ہیں۔"

"آگے کہو دیپک؟"

"اُس نے ماتھے پر بھبھوت تلک لگایا ہے اور قسم کھائی ہے کہ وہ بھوپت سنگھ کے قاتل سے انتقام لے گا۔"

"کیا!" مونی ماردین اچھل پڑی۔

"اوہ!" ایراوتی کسی سوچ میں ڈوب گئی پھر بولی۔ "اُسے معلوم ہے کہ تم سانگلی کی طرف جا رہے ہو؟"

"نہیں مہارانی۔"

"معلوم بھی نہیں ہونا چاہیے۔ تم انعام کے مستحق ہو۔ دیپک لال کہ تم نے مجھے یہ اطلاع دی۔ یہ دس ہزار روپے بطورِ انعام رکھو!" مونی ماردین نے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر دیپک کے حوالے کر دی۔

"شکریہ رانی صاحبہ! میں نے اپنا فرض انجام دیا ہے۔ آپ کا عطیہ ہے اس لیے رکھ لیتا ہوں۔"

"سنو! شیران کو اس کی اطلاع نہیں ہونی چاہیے اور تم جنگلوں میں شیران کے اطراف پر پوری نگاہ رکھو گے۔ اس کے خلاف کوئی سازش نہیں ہونی چاہیے۔ یہ تمھاری ذمّے داری ہے۔"

"میں پوری طرح اس ذمّے داری کو نبھاؤں گا مہارانی۔"

بلیک کے جانے کے بعد مونی ماردین کسی گہری سوچ میں ڈوب گئی۔ اس کے چہرے پر ایک لمحے کے لیے تفکّر کے آثار پھیل گئے تھے۔

تھوڑی دیر تک وہ سوچتی رہی اور پھر اُس نے ایک خادم کو طلب کیا۔ "پرو جیکٹ سے کمنس کو بلاؤ۔" اُس نے سرد لہجے میں کہا اور خادم گردن جھکا کر چلا گیا۔

کمنس سفید لمبے بالوں والا ایک غیر ملکی تھا۔ چھوٹی چمکیلی آنکھوں اور بھاری جبڑوں سے اس کی شخصیت کا اندازہ ہوتا تھا۔ وہ سنگدل اور خطرناک آدمی تھا۔

"ہیلو کمنس۔ تمھارے معاملات ٹھیک چل رہے ہیں؟"

"جی مس ماردین۔ سب ٹھیک ہیں۔"

"کچھ نئے انڈین لوگ آئے ہیں؟"

"جی ہاں! یہ لوگ وہ ہیں جنھیں آپ نے نئی فرین سیکورٹی کے لیے طلب کیا تھا۔"

"ہاں مجھے علم ہے۔ ان لوگوں میں جے سنگھ نامی ایک شخص بھی ہے۔"

"جی۔ ہے۔"

"اس پر تم نگاہ رکھو۔ اپنے اہم لوگوں کو اس پر لگا دو۔ اسے سخت سے سخت ڈیوٹی سونپی جائے اور کم از کم ایک ماہ تک اُسے چھٹی نہ دی جائے۔"

"بہتر میڈم! کیا اس کے بارے میں کوئی خاص اطلاع موصول ہوئی ہے؟"

"ہاں مشکوک آدمی ہے۔"

"آپ مطمئن رہیں! اسے چیک کیا جائے گا۔"

"او کے۔ جاؤ آرام کرو۔" رانی ایراوتی نے کہا اور کمنس سلام کر کے چلا گیا۔ دُوسرے دن شیران شکار کی اس مہم پر روانہ ہو گیا تھا۔

•

ایڈنا ڈمپل سارے معاملات مکمل کر چکی تھی۔ اُس نے وائٹ تھری ڈیپارٹمنٹ کو اپنی آمادگی کی اطلاع دے دی لیکن دل میں اُس نے بہت سے فیصلے کر لیے تھے۔ وہ اپنے دل کے تقاضوں سے مجبور ہو گئی تھی اور اُس نے فیصلہ کیا تھا کہ وائٹ تھری ڈیپارٹمنٹ کی ہدایت پر عمل ضرور کرے گی لیکن شیران کا تحفظ بھی ضروری ہے۔ اس سلسلے میں اُس نے بہت غور و خوض کیا تھا۔ نعمان نان کے بارے میں پوری تفصیل طلب کی تھی اور اس تفصیل سے اسے اندازہ ہوا تھا کہ نعمان نان واقعی ایک خطرناک شخصیت کا مالک نوجوان ہے۔ وحشت اور بربریت میں وہ شیران کا ہم پلّہ نہیں تھا لیکن تھا انہی پہاڑوں کا باسی اور شیران کے لیے خطرناک ہو سکتا تھا۔

ایڈنا نے اس سلسلے میں کافی تگ و دو کی اور آٹھ خطرناک لوگوں کا ایک گروہ تیار کیا۔ اس گروہ کا انچارج بیتوسار نامی ایک غنڈہ تھا جو بنکاک ہی سے تعلق رکھتا تھا۔ ایڈنا بہت سے معاملات میں اس سے کام لے چکی تھی۔

بیتوسار کو اُس نے ہدایات دیتے ہوئے کہا "تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہندوستان چلے جاؤ اور ہرن پورہ نامی علاقے کی نزدیکی بستی شالا گڑھ میں قیام کرو جہاں تمھیں نئی ہدایات مل جائیں گی۔"

"مجھے میرے کام کی تھوڑی بہت تفصیلات بتا دی جائیں مادام تاکہ میں ہندوستان میں اپنے اثر و رسوخ سے کام لے کر ایک فضا تیار کر لوں۔"

"شیران نامی ایک قبائلی نوجوان وہاں موجود ہے، کچھ لوگ فرزند یا کوئی ایک شخص جو ممکن ہے قبائلی ہو، شیران کو ہلاک کرنے کی کوشش کریں گے۔ تمھیں ان کی یہ کوشش ناکام بنانی ہے لیکن اس طرح کہ نہ شیران کو، نہ اس کے دُشمنوں کو اور نہ تمھارے ساتھیوں کے علاوہ اور کسی شخص کو اس کا پتہ چلے۔ رازداری پہلی شرط ہے۔ معاوضہ منہ مانگا۔"

"خادم ہوں مادام کا۔ ہندوستان میں قیام کے اخراجات اور کے علاوہ جو آپ پسند کریں۔"

"اسے کوئی نقصان نہ پہنچنے پائے۔" ڈمپل نے کہا۔ "تم جلد جلد پہنچ جاؤ۔"

ایڈنا کو ضروری کارروائیوں کے بعد خود بھی روانہ ہونا تھا۔ ان کارروائی سے اُسے بہت اطمینان ہوا تھا۔ پروگرام کے مطابق ے بارتم کے علاقے سے ہی سفر کرنا تھا۔ چنانچہ وہ چل پڑی۔ دس راد اُس کے ساتھ تھے جن میں آٹھ مقامی تھے اور دو غیر ملکی۔ ان ٹھوں کو سرحد تک جانا تھا۔ باقی دو کو ایڈنا ڈمپل کے ساتھ ہرن پورہ انا تھا۔ سفر جاری رہا۔ ایڈنا کو ایک بار پھر اس علاقے سے گزرنا پڑا ہاں غاروں میں وہ شیران کے ساتھ اچھا خاصا وقت گزار چکی تھی۔

اس علاقے میں شیران اُسے بہت یاد آیا۔ اس کی آواز ایڈنا ے کانوں میں گونج رہی تھی۔ اُسے وہ وقت بھی یاد آیا جب گوشت کے یک ٹکڑے کو حاصل کرنے کے لیے شیران نے پانچ خطرناک ڈاکوؤں و ہلاک کر دیا تھا۔ اُس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اُس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ "نعمان نان تم اس کے سوطن سہی۔ لاکھ ذہین سہی لیکن اس کی سی بات کہاں سے پیدا کرو گے۔ وہ اس زمین کا انسان کہاں ہے"

•

سفر جاری رہا یہاں تک کہ وہ سرحد کے قریب پہنچ گئی۔ ایک دشوار گزار راستے سے اُس نے سرحد عبور کی جہاں اُس کے آٹھ مقامی ساتھی اُس سے جدا ہو گئے اور وہ بقیہ دو آدمیوں کے ساتھ سرحدی چوکی کے پاس پہنچ گئی جہاں ہندوستانی فوجیوں نے اُسے گھیرے میں لے لیا۔ ایڈنا ڈمپل نے مقامی کمانڈر کو ایک کاغذ دکھایا اور کمانڈر مستعد ہو گیا۔ اس خاص کاغذ کو دیکھنے کے بعد اُسے کوئی سوال کرنے کی جرأت نہیں ہوئی تھی۔

"میں آج رات یہاں قیام کروں گی۔ کل صبح میرے لیے جیپ کا بندوبست کیا جائے۔ گھوڑے یہیں چھوڑ دیے جائیں گے، میں ہرن پورہ جاؤں گی۔"

"انتظام کر دیا جائے گا مادام۔" کمانڈر نے کہا۔ ایڈنا ڈمپل کے لیے رہائش اور دُوسری آسائشات کا معقول بندوبست کیا گیا۔ کمانڈر نے اس کی خدمت میں کوئی دقیقہ نہیں اُٹھا رکھا تھا۔ دوسرے دن ایک شاندار لینڈ روور میں اُنھیں ہرن پورہ پہنچانے کا بندوبست کر دیا گیا اور پھر ایک مختصر سفر طے کر کے ایڈنا ڈمپل ایراوتی پیلس میں داخل ہو گئی۔

مونی ماردین نے اچھے دوستوں کی طرح اُس کا استقبال کیا تھا۔ دو خطرناک عورتیں ایک دُوسرے کے سامنے تھیں۔ ایڈنا ڈمپل نے دلچسپ نگاہوں سے ایراوتی پیلس کی ہر چیز کا جائزہ لیا تھا۔ "شاہی ٹھاٹ ہیں" اُس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "تنظیم نے یوں تو ہر علاقے کے انچارج کو مراعات دی ہیں ماردین لیکن تمھارے سلسلے میں خاص رعایت برتی گئی ہے۔ تم بلاشبہ کسی ریاست کی رانی بنا دی گئی ہو۔"

"شاید تمھیں میرے بارے میں تفصیل نہیں معلوم ڈمپل۔ یہ سارا علاقہ میری جاگیر ہے۔" مونی ماردین نے مسکراتے ہوئے فخریہ انداز میں کہا۔

"ہاں میں جانتی ہوں لیکن تم یہ بھول رہی ہو ماردین کہ تنظیم میں شامل ہونے کے بعد انسان اپنی ذات پر بھی کوئی حق نہیں رکھتا۔ جاگیر وغیرہ تو بہت دُور کی چیز ہے۔ دُوسرے بھی بہت کچھ تھے لیکن اب وہ صرف تنظیم ہیں۔" ڈمپل نے کہا۔

"ہاں! میرے ساتھ یہ رعایت ضرور برتی گئی ہے۔"

"خیر چھوڑو یہاں کے معاملات کیسے چل رہے ہیں؟"

"نہایت اطمینان بخش۔"

"اس معاملے میں بھی تم دُوسروں سے زیادہ خوش نصیب ہو۔ ہم تو اپنا وطن ہی بھول گئے ہیں۔"

"تنظیم رخصت بھی دیتی ہے۔ مجھے بتایا گیا تھا ڈمپل کہ تم میرے پاس کسی خاص کام سے آ رہی ہو۔ کیا کام ہے وہ۔۔؟"

"کیوں نہ ہم اس موضوع پر رات کو ڈنر کے بعد گفتگو کریں۔"

رات کے کھانے سے قبل ایڈنا ڈمپل نے اپنے ساتھ آنے والے دونوں آدمیوں کو طلب کیا اور پوچھا "کیا رپورٹ ہے؟"

"ابھی تک وہ نظر نہیں آیا۔ مادام!"

"کسی سے معلوم کیا؟"

"آپ کی ہدایت کے مطابق کسی سے اس کے بارے میں نہیں پوچھا گیا۔" اُنھوں نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ ابھی اس کی ضرورت نہیں۔" ایڈنا ڈمپل بولی اور اس کے بعد وہ ڈنر کے لیے چل پڑی۔ ڈنر کے بعد اُس نے رانی ایراوتی کے ساتھ ایک تنہا کمرے میں میٹنگ کی۔ اس وقت وہ سنجیدہ تھی

"میں ایک شخص کے بارے میں معلومات حاصل کرنے آئی ہوں، ماروین۔ کچھ عرصہ قبل سرحد عبور کر کے ایک شخص ادھر آیا تھا۔ وہ ہرن پور کی رانی ایراوتی سے ملنا چاہتا تھا۔ ایک قبائلی جوان تھا۔ وحشی صفت اور شیر سے زیادہ نڈر۔ کیا وہ تم تک پہنچا تھا؟"

موفی ماروین نے اپنی تمام تر ذہنی قوتوں سے کام لے کر خود کو سنبھالا تھا۔ اُسے گمان بھی نہیں تھا کہ ایڈنا ڈمپل صرف شیران کے لیے یہاں آئی ہوگی۔ اُس نے تو صرف احتیاطاً شیران کو یہاں سے ہٹا لیا تھا۔ وہ احمق نہیں تھی چنانچہ ایک لمحے میں فیصلہ کر کے بولی۔ "شیران سلامن۔؟"

"گڈ۔ ہاں میں اسی کے بارے میں کہہ رہی تھی۔"

"ہاں وہ میرے پاس آیا تھا۔ تنظیم کے ایک کام سے میں نے ایک متعلق ایجنٹ کو تمہارے علاقے میں بھیجا تھا۔ ایجنٹ زخمی ہوگیا۔ اُس نے ایک غیر متعلق شخص کو اپنی ذمے داری سونپ دی اور خود زندہ نہ رہ سکا۔ شیران نامی قبائلی اس کا پیغام لے کر میرے پاس آیا۔ بلاشبہ اُس نے نادانستگی میں تنظیم کے لیے اہم کام انجام دیا تھا۔"

"پھر وہ کہاں گیا؟" ایڈنا ڈمپل کے لہجے کا اضطراب چھپا نہ رہ سکا تھا۔

"سیر و شکار کا رسیا تھا۔ میں نے چند روز اس کی خاطر مدارت کی پھر وہ یہاں سے چلا گیا۔"

"کہاں؟"

"یہ معلوم کرنے کی میں نے ضرورت نہیں محسوس کی تھی۔"

"اوہ۔ تمھیں کچھ اندازہ تو ہوگا!"

"کیوں ڈمپل! کیا وہ شخص تنظیم کے لیے کوئی خاص اہمیت رکھتا تھا؟"

"ہاں۔ ہاں تنظیم کو اس کی ضرورت تھی۔"

"افسوس مجھے اس کی ہدایت نہ تھی۔"

"یہ تمہارا علاقہ ہے، ماروین۔ اس کی تلاش ضروری ہے۔"

"میں اس کے بارے میں تفصیل جاننا چاہتی ہوں۔"

"تمھیں وہ انوکھا نہیں لگا ماروین؟"

"ہاں کچھ عجیب سا لگا تھا لیکن میں نے زیادہ غور نہیں کیا۔"

"وہ غور کرنے کے قابل تھا۔" اور ساتھ ہی ایڈنا اُسے شیران کے متعلق بتانے لگی۔

"اوہ ڈمپل عجیب و غریب شخصیت کا مالک ہے یہ شخص۔ واقعی تم نے اس کی ایسی صفتیں بیان کی ہیں کہ مجھے اس کی طرف متوجہ نہ ہونے کا افسوس ہے۔ میں نے اُسے ایک عام سا آدمی سمجھا تھا۔ وفود کا پیغام وصول کرنے کے بعد میں نے اس کی تھوڑی بہت خاطر مدارات کی جس حد تک ایک اجنبی مہمان کے لیے ممکن ہو سکتا تھا اور اس کے بعد میں نے اُسے چھوڑ دیا۔ اُسے نظر انداز کر دیا۔ ظاہر ہے مجھے اس سے کوئی خاص غرض نہیں تھی لیکن ڈمپل میں تمہارے اندر کچھ اور پڑھ رہی ہوں۔"

"کیا؟" ایڈنا ڈمپل نے متعجبانہ انداز میں کہا اور موفی ماروین مسکرانے لگی۔

"ہم لوگ کچھ بھی ہیں ڈمپل انسان تو ہیں۔ جذبات بے شک ہمارے جیسے لوگوں کے لیے نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں۔ لیکن ہم اپنی فطرت کو انسان کی فطرت سے الگ تو نہیں کہہ سکتے۔ مجھے یقین ہے ایڈنا ڈمپل کہ تم اس نوجوان سے متاثر ہو۔"

"اوہ موفی۔ موفی ڈیئر۔ کیا بتاؤں بس تمھیں۔ مجھے اپنے آپ پر ہنسی آتی ہے۔ احساس ہوتا ہے اس حماقت کا جو میرے ذہن و دل میں پروان چڑھ رہا ہے۔ بارہا کوشش کی کہ اس کے خیال کو ذہن سے نکال دوں، نہ نکال سکی۔ میں اس کے لیے مضطرب ہوں۔"

"گڈ ویری گڈ۔ اس کا مقصد ہے کہ شیران سے تمہارا عشق چل رہا ہے؟"

"یہ لفظ ہم جیسے لوگوں کے لیے ایک گالی کی حیثیت رکھتا ہے۔ لیکن میں یہ گالی قبول کر رہی ہوں ماروین۔"

"گویا تم دونوں آپس میں عشق کرتے ہو؟"

"ہم دونوں نہیں موفی ماروین۔ یک طرفہ کہو۔ اس کمبخت کے سینے میں تو جذبات ہی نہیں، وہ تو ایک وحشی درندہ ہے۔ وحشت خیزی سے اُسے عشق ہے۔ عورت کو وہ پتہ نہیں کیا شے سمجھتا ہے۔ بس یوں سمجھ لو کہ دُنیا کا کوئی حقیر ترین تصور جو اگر انسان کے ذہن میں آ سکتا ہے تو وہ شیران کے لیے عورت کا تصور ہے۔ وہ عام عورتوں کو خاطر میں نہیں لاتا بلکہ اس کا کہنا ہے کہ بیوی کی حیثیت سے وہ عورت اُس کی زندگی میں داخل ہوگی جو اُس کے پائے کی ہو اور جس کے اشتراک سے پیدا ہونے والی اولاد شیران ہی کی مانند ہو۔ وہ کسی کمزور عورت کو یا کسی بلکی شخصیت کی عورت کو جوتے کی نوک پر نہیں مارتا۔ تمھیں شاید حیرت ہوگی کہ اس کی زندگی میں چند عورتیں آئیں جو کسی نہ کسی طرح اُس کی قربت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئیں لیکن اُنھیں اس نے زندہ نہ چھوڑا۔ صرف اس احساس کے تحت کہ کہیں وہ اس کی اولاد کو جنم نہ دے دیں۔"

"ہوں۔" موفی ماروین کے دل میں مسرت کے جو لاوے پھٹ رہے تھے وہ احساس، وہ خدشہ جو اس کے سینے میں پیدا ہوا تھا ختم ہو چکا تھا۔ شیران کے لیے اُس کے دل میں اور زیادہ محبت پیدا ہو گئی تھی۔ اُس نے شانے ہلاتے ہوئے کہا۔ "بہرحال وہ جا چکا ہے ایڈنا

اب میں اس سلسلے میں کیا کر سکتی ہوں؟"

"میں خود ہی کچھ کروں گی۔ اس کی تلاش ضروری ہے۔ کم از کم ان راستوں کا تعین تو کر سکتی ہو جس طرف سے اُس کے جانے کے امکانات ہیں یا پھر مجھے کچھ ایسے لوگوں سے ملاؤ جو یہ بتا سکیں کہ وہ کہاں ہے۔ ممکن ہے اُس نے کسی کو اپنا پروگرام بتایا ہو۔"

"ناممکن۔ وہ یہاں کم ہی لوگوں سے ملتا تھا۔ اس کے علاوہ اس کے مشاغل میں وہی درندگی اور وحشت خیزی شامل رہی تھی۔ تھوڑے دن پہلے مقامی انٹیلی جنس کا ایک رکن سمپت سنگھ اس کے ہاتھوں سے مارا جا چکا ہے۔ سمپت سنگھ کی موت کے بعد ہی وہ یہاں سے چلا گیا۔" موفی ماروین نے اس احساس کے ساتھ کہ اگر ایڈنا ڈمپل ان کی یہاں رہائش کے بارے میں معلومات حاصل کرے تو سمپت کے معاملے میں وہ یہ نہ سوچے کہ موفی ماروین نے اس سے پردہ پوشی کی۔ اس کے اس انکشاف پر ایڈنا ڈمپل چونک پڑی تھی۔

"کیسے مارا گیا؟"

"بس کھیل کھیل میں۔ سمپت سنگھ ریسلنگ کا شائق تھا۔ اکھاڑے کا ماہر کردہ کسی کو اپنا مدِ مقابل نہیں سمجھتا تھا۔ اُسے نہیں معلوم تھا کہ اس کا واسطہ شیران جیسے پاگل سے ہے۔ شیران نے اُس کی ہڈیاں پسلیاں توڑ کر اسے ختم کر دیا۔"

"اوہ، تم اس وقت وہاں موجود نہیں تھیں؟"

"مجھے ان کاموں کی نہ فرصت ہے نہ دلچسپی بس میں نے بعد میں سنا اور اس کے بعد انڈین آرمی نے شیران کو ہم سے طلب کیا لیکن وہ جا چکا تھا کہاں ہو میں اُسے اُن کے حوالے کرتی۔"

"دیکھا میں نے کہا تھا نا کہ وہ ایک انوکھی چیز ہے۔ کوئی عام انسان تو اس کو قابو میں کر ہی نہیں سکتا۔" ایڈنا بولی۔ موفی ماروین نے فخر کے ساتھ سوچا کہ وہ میں ہوں جس نے شیران جیسے سرکش کو قابو میں کیا ہوا ہے۔

"تو پھر موفی ماروین اس سلسلے میں تم میری کیا مدد کر سکتی ہو!"

"میں کوئی ایسی ترکیب سوچوں گی جس سے یہ اندازہ ہو سکے کہ شیران کس سمت میں گیا ہے اور اگر ہمیں اس کی سمت کا اندازہ ہو گیا تو پھر ایڈنا ڈمپل تم واپس چلی جانا۔ میں اس کو کسی نہ کسی طرح قابو میں لا کر کے تنظیم کے حوالے کر دوں گی۔" موفی ماروین نے کہا۔

"نہیں۔ مجھے ہدایت کی گئی ہے کہ اس کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کر کے ہی لوٹوں۔ وہ بڑی اہم شخصیت کا مالک ہے تم نہیں سمجھتیں ماروین، تم نہیں سمجھتی ہو۔"

"تو پھر تمہارا کیا پروگرام ہے؟"

"ابھی یہیں قیام کروں گی۔ تم میری مدد کرو۔ اس کے بارے میں جس طرح ممکن ہو سکے تحقیقات کراؤ اور مجھے اس سے مطلع کر دو۔"

"ٹھیک ہے میں کوشش کروں گی۔" موفی ماروین نے کہا اور ایڈنا ڈمپل پُرخیال انداز میں گردن ہلانے لگی۔

●

شیران واقعی موفی ماروین سے متاثر ہو گیا تھا اور یہ اس کی فطرت تھی جس سے متاثر ہو جاتا اُس کی تمام باتیں آنکھیں بند کر کے ماننے لگتا تھا۔ مارلینو پہلا شخص تھا جس پر زندگی میں پہلی بار شیران نے اعتبار کیا اور یہ اعتبار اتنا مضبوط تھا کہ دُنیا کے ہر فرد کو دھوکہ دینے اور اس سے لاپروائی برتنے کے باوجود شیران آج تک مارلینو کو نظر انداز نہیں کر سکا تھا اور اس کے مفاد کے لیے ہر وقت کام کرنے کو تیار رہتا تھا۔ مارلینو کی شخصیت اُس کے دل و دماغ میں اس طرح بیٹھ گئی تھی کہ اب اُسے نکالنا غالباً موفی ماروین کے لیے بھی ممکن نہیں تھا۔ دوسری شخصیت موفی ماروین کی تھی جو ایک عورت کی حیثیت سے شیران کو متاثر کرنے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ شیران کی اپنی شخصیت کچھ بھی ہو لیکن بلاشبہ موفی ماروین کا یہ عظیم کارنامہ تھا جسے شیران کے جاننے والے سنتے تو کبھی یقین نہ کرتے اور یقین کر لیتے تو موفی ماروین کو دُنیا کی سب سے ذہین اور زیرک عورت کہہ سکتے تھے۔ بہرطور موفی ماروین نے اسے سانگل بستی میں اپنا قائم مقام بنا کر بھیجا تھا لیکن شکاریوں کو ہدایت تھی کہ شیران کو سانگل بستی میں لے جانے کے بجائے ایسے علاقوں میں بھٹکاتے رہیں جہاں اُسے خوب اچھی طرح شکار ملے اور وہاں سے بد دل نہ ہو۔"

چنانچہ جو شکاری شیران کے ساتھ روانہ ہوئے تھے۔ وہ موفی ماروین کے انتہائی اعتماد کے لوگ تھے اور شکار کی دُنیا بے مثال حیثیت رکھتے تھے۔ تھاور نامی ایک شکاری شیران کی توجہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ یہ نہایت تجربے کار شکاری تھا اور ایک دوپہر اُس نے شیروں کا ایک جوڑا شکار کر کے شیران کی توجہ حاصل کر لی تھی۔ اس وقت وہ کافی دُور تک سفر کرنے کے بعد ایک جگہ آرام کرنے کے لیے بیٹھے تھے کہ تھاور کی نگاہ ایک سمت اُٹھ گئی۔ تقریباً پندرہ گز کے فاصلے پر ایک بہت بڑا چیتل کھڑا اُسے دیکھ رہا تھا۔ اُس کے اگلے دونوں پیر مل چکے تھے۔ گردن میں خم پڑ چکا تھا۔ حملہ کرنے سے پہلے چیتل اپنے بدن کو اس طرح تولتا جیسے غالباً اگلے لمحے چیتل اُن پر حملہ کرنے والا تھا لیکن شیروں کے اس مسکن میں شکاری غافل نہیں تھے۔ تھاور نے لپک کر رائفل اُٹھائی دفعتاً کوئی بیس فٹ کے فاصلے پر اُسے کسی جانور کے حرکت کرنے کی آواز سنائی دی اور اُس

کا خیال چیتل کی طرف سے ہٹ گیا۔ ایک لمحے کے لیے وہ اپنے نشانے سے ہٹ کر اس کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ دُوسرے لمحے اُس نے دیکھا کہ چیتل اپنی جگہ سے بارہ فٹ دُور ہٹ گیا تھا۔ اور پوری قوت سے چاروں ٹانگیں پھیلا کر جست کی حالت میں معلق تھا۔ دوڑتے ہوئے جانور پر نشانے لگانے میں تھاور کو کمال حاصل تھا لیکن پتہ نہیں کیوں اُس نے فائر نہیں کیا بلکہ اُس کی توجہ دُوسری طرف ہٹ گئی۔ وہ عقب سے آنے والی آواز کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔ جس نے اُسے چونکا دیا تھا اور وہیں اُس نے شیروں کا ایک جوڑا دیکھا جو اگلے پنجوں پر بھاگتے ہوئے چیتل کی طرف دیکھ رہا تھا۔

شیر کے پچھلے پاؤں پیچھے جھاڑی میں چھپے ہوئے تھے۔ لیکن اگلے پاؤں اور سر صاف نظر آ رہے تھے۔ تھاور کا اور اُس کا فاصلہ بمشکل تمام دس بارہ گز ہو گا اور اس وقت اگر وہ ان پر آن پڑتا تو فائر کرتے کرتے بھی اُن میں سے ایک دو ضرور اُس کا شکار ہو جاتے ایسے نازک وقت میں تھاور نے جسم موڑے بغیر رائفل کا رُخ شیر کی طرف کیا اور فائر کر دیا۔ شیر کی غرّاہٹیں خوفناک تھیں۔ تھاور نے دُوسرا فائر کیا اور یہ دونوں فائر اتنے شاندار تھے کہ شیروں کے اس جوڑے کے سروں کے چیتھڑے اُڑ گئے تھے۔ شیران چونک کر سیدھا ہو گیا تھا۔ شیر کی آواز اُس نے بھی سُن لی تھی پھر جب اُس نے صورتِ حال کا جائزہ لیا تو تھاور کو شاباش دینے پر مجبور ہو گیا۔ بلاشبہ یہ کمال تھا اور وہ خود اس جوڑے کو نہیں دیکھ سکا تھا۔

اس طرح تھاور اس کا منظورِ نظر بن گیا تھا اور اب زیادہ تر وہی شیران کے ساتھ رہتا تھا۔ کئی بار شیران نے سانگل بستی کے بارے میں پوچھا تو تھاور نے کہا کہ بستی میں داخل ہونے کے بجائے بہتر یہ ہے کہ ہم بستی کے اطراف میں شیروں اور دُوسرے آدم خوروں کا خاتمہ کریں تاکہ بستی والوں کو نجات مل جائے۔ درندے بستی میں موجود نہیں ہیں۔ بلکہ بستی کے اطراف میں گھومتے رہتے ہیں اور یہاں کوئی انسان نظر آتا ہے اسے اپنا شکار بنا لیتے ہیں۔"

"گویا سانگل بستی یہاں سے بالکل قریب موجود ہے۔" شیران نے پوچھا۔

"ہاں بس تھوڑے ہی فاصلے پر۔" تھاور نے جواب دیا۔

بہرطور شیران یہ سُن کر مطمئن ہو گیا تھا۔ جنگل میں اُسے شکار کے بہترین مواقع حاصل تھے۔ طرح طرح کے جانور نظر آتے تھے اور شیران ان پر خوب مشق ستم کر رہا تھا۔

"رانی ایراوتی کا خیال آتا تو وہ سوچتا کہ رانی نے خود ہی اُسے اس مہم پر بھیجا ہے اس لیے یقیناً وہ اس کا انتظار نہیں کر رہی ہو گی۔"

پھر ایک صبح جب بانسوں کے جنگل سے نکل کر وہ پچھم کی سمت کافی دُور تک چلے گئے تو شیران نے یہاں ایک مختلف جانور دیکھا۔ سُرخ رنگ کا یہ جانور بہت خونخوار محسوس ہو رہا تھا کمر پر گردن سے دُم تک ہلکی سیاہ دھاری پیٹ اور پیروں کے اندرونی حصّوں کا رنگ میلا زرد کان کھڑے ہوئے اور چھوٹے کانوں کی نوکیں سیاہ تھیں۔ ان کے سروں پر سیاہ بالوں کے گچھے اور اُس کے آخری حصّے میں چھوٹا سا سفید بالوں کا دائرہ تھا۔ کریہہ شکل، سینہ چوڑا جبڑا انتہائی بھیانک۔ شیران دلچسپی سے رُک گیا تھا لیکن تھاور کی نگاہ اُس پر پڑی تو اس کا مُنہ خوف و حیرت سے کھُل گیا۔

"یہ کون سا جانور ہے؟" شیران نے کہا۔

"شیران صاحب اُسے شکار نہ کریں اگر آپ نے ایک کو شکار کر لیا تو پھر یہ سمجھیں کہ آپ کو بے شمار جنگلی کتوں سے واسطہ پڑے گا۔"

"یہ جنگلی کتا ہے؟" شیران نے سوال کیا۔

"ہاں۔ کیا آپ یقین کریں گے کہ قدرت نے جنگلی کتے کو اس لیے بنایا ہے کہ وہ رُوئے زمین کے سب سے تیز دوڑنے والے جانور اور سب سے بڑے حیوان ہاتھی کے علاوہ سب کو ہڑپ کر لے۔ حقیقت یہ ہے شیران صاحب کہ جنگلی کتا سوائے ہرن کے ہر جانور کو دوڑ کر پکڑ لیتا ہے اور سوائے ہاتھی کے ہر جانور کو مار ڈالتا ہے اور کھا جاتا ہے۔ ان میں عجیب و غریب عادت یہ ہے کہ یہ اکیلے کبھی نہیں رہتے۔ دس بارہ سے لے کر چالیس پچاس کا غول ساتھ رہتا ہے اور ساتھ ہی شکار کے لیے نکلتا ہے۔ یہ کتا یقیناً تنہا نہیں ہو گا۔ آپ نے اس کا شکار کر لیا تو پھر یوں سمجھیے کہ آپ کو بے شمار کتوں کے غول سے واسطہ پڑے گا۔"

"واہ۔ ہماری تعداد بھی بہت کافی ہے۔ دیکھیں تو سہی کہ یہ جانور کتنا خطرناک ہے۔" شیران نے کہا اور رائفل سنبھال لی لیکن تقدیر یاور تھی۔ شکاری تو بدحواس ہو گئے تھے کہ اب ان کی شامت آئی لیکن کتا خود ہی جست کر کے کسی طرف نکل گیا تھا۔

شیران نے رائفل نیچے کر لی کیونکہ کتا جھاڑیوں میں گم ہو گیا تو اُس نے سرد لہجے میں کہا۔ "اس وقت تو یہ نکل گیا لیکن اُسے تلاش کریں گے۔ میں دیکھوں گا کہ یہ جنگلی کتے کس طرح انسان پر حملہ آور ہوتے ہیں۔"

"آپ شاید یقین نہ کریں گے شیران صاحب کہ جنگلی کتوں کا وجود شکار کے لیے بے حد مضر ہے چونکہ یہ زیادہ تر جُھنڈ پا کر شکار کرتے ہیں۔ اس لیے ان سے دُور دور تک ہر قسم کے درندوں اور چرندوں کو پناہ نہیں ملتی۔ حد یہ ہے کہ پانی میں کُود نے کے باوجود یہ موذی اپنے شکار کا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ پانی میں دو سو گز تک تیر کر یہ اپنے شکار تک

پہنچ جاتے ہیں اور ان کی کمر پر چڑھ کر سر اور گردن نوچنے میں کمال کے مشّاق ہیں مگر یہ بھی فطرت کی ستم ظریفی ہے کہ گہرے پانی کے جنگلی تالابوں میں ایک دو مگرمچھ ضرور رہتے ہیں۔ اُنھیں جب خون کی بُو پہنچتی ہے تو شکار اور شکاری دونوں کو پکڑ کر لقمہ بنا لیتے ہیں۔ آپ یہ سن کر بھی حیرت ہو گی کہ سوائے مگرمچھ کے اور کوئی جانور اس جنگلی کتے کو نہیں کھاتا۔ نبت سے مگرمچھوں کے پیٹوں سے جنگلی کتوں کی لاشیں برآمد ہوتی ہیں۔ تھاور نے کہا۔

"مجھے ان کتوں سے کافی دلچسپی محسوس ہو رہی ہے۔ کیا ہم ان میں سے دو چار کتے اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتے؟ یہ تو شکار کے لیے بہت مدد ثابت ہو سکتے ہیں۔" شیران نے کہا۔

"ممکن نہیں ہے۔ ان کی مادائیں جب بچے دیتی ہیں وہ جگہ انسانی نگاہوں تک نہیں آتی وہ وہیں پلتے بڑھتے ہیں اور جوان ہو کر اپنے غول کے ساتھ ہی باہر نکلتے ہیں۔" تھاور نے بتایا۔ شیران کی آنکھوں میں گہری دلچسپی کے آثار تھے پھر اُس نے آہستہ سے کہا۔ "تب تو میں ان کتوں کے بچوں کو تلاش کروں گا۔ میں اُنھیں رانی ایراوتی کے محل میں پرورش کروں گا۔" شکاری خوفزدہ ہو گئے تھے۔ کتوں کے بارے میں وہ اچھی طرح جانتے تھے۔ اگر اُنھیں چھیڑا گیا تو پھر ان سے جان بچانا مشکل ہو جائے گا۔ بہرطور شیران بھی اتنا ہی خونخوار درندہ تھا۔ اس لیے وہ خاموش ہو گئے اب اُن کی یہی تمنا تھی کہ جنگلی کتوں کا کوئی غول نظر نہ آئے ورنہ شیران کو روکنا اُن کے لیے ممکن نہ ہو گا۔ دُوسری طرف شیران کو ان کتوں سے اتنی دلچسپی ہو گئی تھی کہ وہ اس علاقے سے ٹلنے کا نام ہی نہیں لیتا تھا اور مسلسل کتوں کی تلاش میں سرگرداں تھا۔

شکاریوں کی خوش بختی تھی کہ اس تلاش کے دوران شیران کو جنگلی کتے نظر نہیں آئے ورنہ اس کا یہی پلان تھا کہ کتوں پر فائر کیا جائے گا اور پھر اُن کے پیچھے گھوڑے دوڑ دیے جائیں گے تاکہ ان کے مسکن کا پتہ چلایا جا سکے۔ یہ ایک احمقانہ خیال تھا اور شکاری جانتے تھے کہ یہ ممکن نہیں ہے پھر ان کی بدقسمتی رنگ لائی۔ ایک شام اُنھیں یہ غول نظر آ ہی گیا۔ پندرہ یا بیس کتے تھے۔

شیران نے اُنھیں دیکھا، اپنے ساتھیوں کو ہوشیار کیا اور گھوڑا ان کے پیچھے ڈال دیا لیکن بہت جلد اسے احساس ہو گیا کہ گھوڑا ان کتوں کو پکڑنے میں ناکام رہے گا۔ کتوں کی رفتار بے پناہ تیز تھی اور وہ سونگھتے ہوئے ایک سمت جا رہے تھے۔ آن کی آن میں وہ اتنی دُور نکل گئے کہ شیران کا گھوڑا بہت پیچھے رہ گیا۔

شیران گھوڑے کو بُری طرح مار رہا تھا اور گھوڑا اپنی انتہائی قوت صرف کر کے دوڑ لگا رہا تھا لیکن وہ کتوں کو نہ پکڑ سکا البتہ یہ ہُوا کہ اس کے شکاری ساتھی بہت پیچھے رہ گئے اور جب کتوں کے بھونکنے کی آوازیں بھی معدوم ہو گئیں تو شیران غصّے اور جھنجلاہٹ میں گھوڑے کی باگیں کھینچ کر رُک گیا۔

"وہ چند لمحات کچھ سوچتا رہا پھر اُس نے ایک سمت کا تعین کر کے گھوڑے کو آگے بڑھانا شروع کر دیا۔ شکاری اسے خود بھی تلاش کریں گے۔ اُس نے سوچا اور سفر کرتا رہا یہاں تک کہ شام ہو گئی۔ لق و دق صحرا میں وہ تنہا تھا۔ شام ہوتے ہی جنگلی جانوروں کی آوازیں اور بڑھ گئی تھیں۔ قرب و جوار سے ہولناک آوازیں اُبھر رہی تھیں۔ شیر کی گرج بھی سنائی دے جاتی تھی۔ شیران ایک لمحے تک کچھ سوچتا رہا۔ ان حالات سے وہ زندگی میں کبھی نہیں گھبرایا تھا لیکن قیام کے لیے اُسے کسی ایسے گھنے درخت کی ضرورت تھی جہاں جانوروں سے پناہ حاصل کی جا سکے۔

چنانچہ اُس نے ایک درخت کا انتخاب کر لیا اور پھر گھوڑے کو درخت کے تنے کے پاس روک کر خود درخت پر چڑھنے لگا۔ درخت کی گھنی اور مضبوط شاخوں کے درمیان اُسے بہترین پناہ گاہ مل گئی اور اُس نے گردن جھٹک کر اس پناہ گاہ کو اپنا لیا۔ اس کے ذہن میں متعدد خیالات گردش کر رہے تھے۔ شکاریوں کو اس تک پہنچ جانا چاہیے ورنہ اُسے اس جنگل میں راستے تلاش کرنے میں خاصی دُشواریاں ہوں گی۔ نجانے وہ بھٹک کر کہاں سے کہاں پہنچ گیا تھا۔

بہرطور اُس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ دُوسری صبح شکاریوں کو تلاش کرے گا۔ رات بھر سکون رہا۔ بارہا شیران کی آنکھ کھُلی اور اُس نے گھوڑے کو درخت کے تنے کے پاس موجود پایا۔

دوسری صبح شیران درخت سے اُترا۔ بھوک لگ رہی تھی غصّے اور جھنجلاہٹ میں وہ دانت پیس رہا تھا۔ پتہ نہیں کم بخت شکاری کہاں مر گئے تھے۔ دیر تک وہ اُن کا انتظار کرتا رہا۔ کئی بار اُس نے درخت پر چڑھ کر اطراف پر بھی نگاہ ڈالی کہ شاید دن کی روشنی میں شکاری نظر آ جائیں لیکن وہاں کسی کا پتہ نہیں تھا تب وہ گھوڑے کی پشت پر سوار ہو کر ایک سمت چل پڑا۔ اب اُسے اس بات کی پروا نہیں تھی کہ شکاری ملتے ہیں یا نہیں ملتے۔

رائفل اور کارتوس اُس کے پاس موجود تھے۔ شکار کیا جا سکتا تھا چنانچہ تقریباً دس بجے دن کو اُس نے ایک چیتل شکار کیا۔ خوبصورت چیتل کو شکار کر کے اُس نے وہیں آگ روشن کی اور اُسے بھوننا شروع کر دیا۔ اس وقت وہ وحشت خیزی کے موڈ میں نہیں تھا ورنہ بھوک اتنی شدید تھی کہ وہ کچا گوشت ہی کھانا شروع کر دیتا۔ شکار کے گوشت بھُننے کی خوشبو چاروں طرف پھیل رہی تھی۔

اور شیران سوچ رہا تھا کہ ممکن ہے شکاری اس خوشبو کا سہارا لے کر یہاں تک پہنچ جائیں لیکن دُور دُور تک اُسے کسی کا وجود نہیں ملا۔ پیٹ بھرنے کے بعد وہ وہاں سے آگے چلنے کا فیصلہ کر کے گھوڑے کی پُشت پر سوار ہو گیا اور پھر جنگل کے ایک حصّے کو عبور کر کے وہ ایک میدان میں آنکلا لیکن میدان کے انتہائی سرے پر اُسے کچھ تحریک محسوس ہوئی اور وہ بغور اُدھر دیکھنے لگا۔ اس کی تجربہ کار نگاہوں نے بھانپ لیا تھا کہ یہ انسان ہی تھے۔ گویا کوئی بستی قریب ہے۔ چلو ٹھیک ہے بستی میں چل کر دیکھا جائے کون سی بستی ہے اور یہاں کے لوگ کس طرح زندگی گزارتے ہیں۔ ممکن ہے یہ سانگل بستی ہو جس کے نواح میں جنگلی درندے طوفان اُٹھائے ہوئے ہیں اگر سانگل بستی میں پہنچ جایا جائے تو پھر ان درندوں سے نمٹنے کے لیے نمایاں طور پر کام کیا جا سکتا ہے۔ شکاری ممکن ہے اُسے تلاش کرتے ہوئے اس طرف آنکلیں۔ چنانچہ اُس نے گھوڑے کا رُخ بستی کی جانب کر دیا۔

❁

ایڈنا ڈمیل کو موتی ماروین کی طرف سے کوئی شک نہیں ہو سکا تھا۔ موتی ماروین نے جس انداز میں اُسے شیران کی کہانی سنائی تھی۔ اُس سے ایڈنا نے اندازہ لگا لیا تھا کہ چونکہ موتی ماروین شیران کی اصلی حیثیت سے واقف نہیں تھی۔ اس لیے اُس نے واقعی شیران کو کوئی اہمیت نہیں دی۔ وہ خود شیران سے متاثر تھی لیکن یہ ضروری بات نہیں تھی کہ موتی ماروین بھی اس کی شخصیت سے اتنی ہی متاثر ہوتی تاہم اُسے تشویش تھی کہ آخر شیران کس طرف نکل گیا یہاں وہ فی الوقت موتی ماروین ہی کا سہارا لینا چاہتی تھی تاکہ شیران کے بارے میں صحیح طور پر اندازہ ہو جائے۔ یہ اندازہ لگانے کے بعد وہ خود بھی شیران کی تلاش کے لیے کوشش کر سکتی تھی۔ اپنی حیثیت سے کام لے کر وہ ہندوستانی آرمی کو بھی اپنے ساتھ ملوث کر سکتی تھی لیکن یہ ساری باتیں اس کے ذہن کے گوشوں میں ہلچل سی مچائے رہتی تھیں۔ شیران کو تلاش کرنا ضروری تھا۔ اس کے تحفظ کا بندوبست بھی وہ کر چکی تھی۔ اُسے یقین تھا کہ اُس کا آدمی مطلوبہ جگہ پہنچ چکا ہوگا اور وہاں شیران کے تحفظ کے انتظامات کر لیے گئے ہوں گے لیکن یہاں تو شیران ہی لاپتہ تھا۔ موتی ماروین کو وہ دوبارہ اس سلسلے میں یاد دہانی کرا چکی تھی اور موتی ماروین نے اس سے یہی کہا تھا کہ وہ شیران کی تلاش کی ہر ممکن کوشش کر رہی ہے کیونکہ تنظیم کو اس کی ضرورت ہے۔ ایڈنا ڈمیل کو موتی ماروین کی اس بات پر کوئی شک نہیں ہوا تھا لیکن ایک رات وہ عجیب مخمصے میں گرفتار ہو گئی۔ موتی ماروین کے ساتھ ڈنر کرنے کے بعد وہ اپنے کمرے میں واپس آئی تھی اور اپنی مسہری پر لیٹ کر واقعات کا تجزیہ کر رہی تھی۔

ماروین نے یہاں اس کا شایانِ شان استقبال کیا تھا اور ایڈنا ڈمیل کو ایرادتی پیلس میں کوئی تکلیف نہیں تھی۔ اس کے ساتھی بھی مطمئن اور مسرور تھے۔ رات کے تقریباً پونے بارہ بجے تھے کہ ایڈنا ڈمیل کو اپنی خوابگاہ کے دروازے پر ہلکی سی دستک محسوس ہوئی۔ اُس نے اُٹھ کر دروازہ کھولا کیونکہ سونے کے لیے وہ خوابگاہ کا دروازہ اندر سے بند کر چکی تھی۔ دروازہ کھولنے سے پہلے اُس نے آنے والے کے بارے میں استفسار ضروری نہیں سمجھا تھا۔ اُسے اپنے دونوں ساتھی نظر آئے اُن کے ساتھ ایک تیسرا فرد بھی تھا جو مقامی ہی تھا۔ ایڈنا ڈمیل چونک پڑی۔

"آؤ" اُس نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے دونوں ساتھی نئے آدمی کے ساتھ اندر داخل ہو گئے۔

"ناوقت مداخلت کی معافی چاہتے ہیں۔ مادام لیکن اس شخص کی آپ سے ملاقات کرانا بے حد ضروری تھی۔"

"کون ہے یہ؟" ایڈنا ڈمیل نے نرم لہجے میں پوچھا۔

"میرا نام جے سنگھ ہے میڈم اور آپ مجھے اپنے خادموں میں سمجھیے۔ میں آپ کی شخصیت سے واقف ہو چکا ہوں۔"

"ہوں۔ مجھ سے ملاقات کی ضرورت کیوں پیش آئی؟"

"میں آپ کے سامنے کچھ انکشاف کرنا چاہتا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ یہ انکشاف میری زندگی ختم کرنے کا باعث بھی بن سکتا ہے لیکن مجھے اپنی زندگی کی پروا نہیں ہے۔"

"بیٹھو۔ بیٹھ جاؤ کیا کہنا چاہتے ہو اور سنو تم میں سے ایک دروازے کے قریب جا کر رُکے اور قرب و جوار پر نگاہ رکھے اگر کوئی خطرہ ہو تو مجھے اس سے آگاہ کیا جائے۔" ایڈنا ڈمیل نے صورتِ حال کی نزاکت کو کسی حد تک بھانپ لیا تھا چنانچہ اُس کا ایک آدمی دروازے سے باہر نکل گیا۔ دُوسرا آدمی اندر ہی موجود رہا تھا۔ یہ ایڈنا ڈمیل کے انتہائی رازدار لوگوں میں سے تھے اس لیے ڈمیل ان سے کچھ چھپانے کی خواہش مند نہیں تھی پھر اُس نے نووارد کی طرف دیکھ کر کہا۔ "ہاں جے سنگھ کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو!"

"میڈم آپ مجھ سے وعدہ کریں کہ میری باتوں پر یقین کریں گی اور مجھ سے ناراض ہو کر کوئی ایسا قدم نہیں اُٹھائیں گی جو میرے لیے پھانسی کا پھندہ بن جائے۔ ہاں اس بات کا آپ کو اختیار رہے کہ اگر مجھے جھوٹا پائیں تو جس طرح بھی چاہیں میرے لیے سزا تجویز کر دیں۔"

"ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے کہو کیا بات ہے؟" ایڈنا ڈمیل نے نرم لہجے میں کہا۔

"کیا یہ صحیح ہے میڈم کہ آپ شیران نامی قبائلی کی تلاش میں

یہاں آئی ہیں؟" جے سنگھ نے کہا اور ایڈنا ڈمیل پُرخیال نگاہوں سے اُسے دیکھنے لگی پھر اُس نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ "ہاں یہ صحیح ہے اور یہ بات تمھیں معلوم ہے اس کے لیے مجھے کوئی تردّد نہیں ہے کیونکہ بہرطور ہم تمھیں اپنے دوستوں میں تصور کرتے ہیں۔"

"شکریہ میڈم۔ آپ شیران کی تلاش میں آئی ہیں اور مجھے علم ہوا ہے کہ آپ کو یہ بتایا گیا ہے کہ شیران نامی شخص اسی وقت یہاں سے جا چکا ہے۔ جب اُس نے ونرد کا پیغام رانی ایرادتی کو دیا تھا۔ مجھے یہ بھی علم ہوا ہے میڈم کہ آپ کو اطلاع دی گئی ہے کہ شیران کی ذات میں یہاں کوئی دلچسپی نہیں لی گئی حالانکہ یہ غلط ہے۔ شیران جب یہاں آیا تھا تو رانی ایرادتی شکارگاہ میں شکار کرنے گئی ہوئی تھیں۔ شیران وہیں شکارگاہ میں پہنچا اور رانی ایرادتی کے ساتھ واپس آیا لیکن صورتِ حال ایسی تھی کہ یہاں موجود تمام لوگ حیران رہ گئے تھے۔ اُنھوں نے تجزیہ کیا کہ شیران کو رانی ایرادتی کی خاص توجہ حاصل ہے پھر نجانے کس طرح شیران نے بھوپت سنگھ کو ختم کر دیا۔ بھوپت سنگھ میرا بھائی تھا میڈم۔ میں اپنے آپ کو ان تمام معاملات میں بے غرض نہیں کہہ سکتا۔ نہیں کہہ سکتا کہ صرف آپ کی وفاداری میں، میں آپ کو یہ اطلاع دینے چلا آیا ہوں بلکہ میرے سینے میں انتقام کا جہنم سلگ رہا ہے۔ میں شیران سے اپنے بھائی بھوپت سنگھ کا انتقام لینا چاہتا ہوں تو میں آپ کو بتا رہا تھا میڈم کہ شیران رانی ایرادتی کا منظورِ نظر تھا

میں آپ کو یہ بھی بتا دوں میڈم کہ یہ چیزیں میں نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھیں لیکن یہاں آ کر میں نے جب طور تحقیقات کی ہیں اس سے مجھے یہی معلومات حاصل ہوئی ہیں۔ مجھے یہاں آئے ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا لیکن میرے یہاں آنے کا مقصد شیران تھا کیونکہ مجھے علم ہو چکا تھا کہ یہی میرے بھائی کا قاتل ہے۔ شیران کو میں نے آپ کے آنے سے بارہ گھنٹے قبل محل ہی میں دیکھا ہے جب کہ میری اطلاع کے مطابق آپ کو یہ بتایا گیا ہے کہ شیران یہاں رُکے بغیر چلا گیا تھا۔"

"اوہ تم وثوق سے کہہ سکتے ہو کہ تم نے شیران کو یہاں دیکھا تھا؟"

"میڈم۔ میں آپ کے سامنے یہ بات کہہ رہا ہوں لیکن اگر آپ اپنے ساتھیوں سے اس بات کی تحقیقات کرائیں تو میرا خیال ہے محل کے بیشتر افراد اس بات کی تصدیق کر دیں گے۔ شیران اس رات اچانک غائب ہو گیا وہ کہاں گیا۔ اس بارے میں مجھے کچھ معلوم نہیں لیکن میں آپ کو یہ اطلاع دینا اپنا فرض سمجھتا تھا۔ میں خود بھی اس کی تلاش میں سرگرداں ہوں اور چاہتا ہوں کہ وہ مل جائے تو میں اسے اپنے ہاتھوں سے قتل کر کے پُرسکون ہو سکوں اور یہ محسوس کروں کہ میں نے اپنے بھائی کے قتل کا انتقام لے لیا ہے۔"

"ہوں۔ تمھارا نام جے سنگھ ہے نا!"

"جی میڈم۔"

"جے سنگھ میں تمھیں اس اطلاع پر انعام بھی دے سکتی تھی لیکن تمھارا انعام مجھ پر قرض ہے کیونکہ اگر ابھی میں تمھیں انعام و اکرام سے نوازدوں گی تو رانی ایرادتی کو تم پر شُبہ بھی ہو سکتا ہے۔ بہرطور تم اپنے آپ کو میری پناہ میں تصور کرو اور بے فکر رہو تمھیں کوئی نقصان نہیں پہنچ پائے گا۔ ہاں میرے لیے مزید کام یہ کرو کہ شیران کی نئی رہائش گاہ کا پتہ چلاؤ اور یہ اندازہ لگانے کی کوشش کرو کہ رانی ایرادتی نے اُسے کہاں چھپایا ہے اور اس چھپانے کی وجہ کیا ہو سکتی ہے!"

"کھلے الفاظ میں سُننا چاہتی ہیں میڈم تو سُن لیجیے کہ رانی ایرادتی شیران کو پسند کرتی ہے۔ وہ کمزور کردار کی عورت نہیں ہے ہم نے آج تک اُسے کبھی کسی سے متاثر ہوتے نہیں پایا۔ اس کا کردار بے داغ رہا ہے۔ وہ اپنا زیادہ تر وقت سیر و شکار میں صرف کرتی ہے یا پھر پروجیکٹ کی دیکھ بھال میں، جو کچھ وہ کر رہی ہے اس کے سلسلے میں ہماری حکومت بھی مطمئن ہے اور یقیناً آپ کے ملک کے لوگ بھی مطمئن ہوں گے لیکن اس واقعے نے اسے ہماری نظروں میں مشکوک کر دیا ہے۔ آخر اس نے بھوپت سنگھ کے قاتل کو کیوں چھوڑ دیا۔ میری اپنی تحقیقات کا یہی نتیجہ نکلا ہے میڈم کہ رانی ایرادتی شیران [illegible] خاص [illegible] سے دیکھتی ہے اور شیران اس کی پناہ میں ہے۔"

"[illegible] جے سنگھ جو کچھ بھی ہے یہ تمھاری ہی ذمے داری ہے کہ شیران کے بارے میں معلومات حاصل کرو اور اگر تمھیں کچھ معلوم ہو جائے تو انتہائی محتاط انداز میں مجھے اس کی اطلاع دے دو۔"

"ٹھیک ہے میڈم۔ آپ مطمئن رہیں۔ میں آپ کے معاون کے طور پر یہاں کام کروں گا۔ اب مجھے اجازت دیجیے۔"

ایڈنا ڈمیل نے جے سنگھ سے پُرتپاک انداز میں ہاتھ ہلایا اور جے سنگھ اس آدمی کے ساتھ دروازے سے باہر نکل آیا... وہ چاروں طرف دیکھتا ہوا محتاط انداز میں آگے بڑھ رہا تھا لیکن اس کے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا کہ دو آنکھیں اُسے دیکھ رہی ہیں... دو خوفناک چھوٹی اور چمکیلی آنکھیں جو بکنس کے علاوہ کسی اور کی نہیں تھیں اور بکنس موتی ماروین کا خاص جاسوس تھا جسے جے سنگھ کی نگرانی پر مقرر کیا گیا تھا۔

ایڈنا ڈمیل نے جے سنگھ کے جانے کے بعد دروازہ بند کر لیا۔ وہ اپنے اس وقت کے جذبات کا اظہار کسی پر کرنا نہیں چاہتی تھی تنظیم عام عورتوں کو معمولی حیثیت سے بھی منتخب نہیں کرتی تھی۔ اس تنظیم کا سب سے ادنیٰ رُکن بھی بہترین صلاحیتوں

کا مالک ہوتا تھا اور خوب جانچ پڑتال کے بعد اسے تنظیم کے نام سے روشناس کرایا جاتا تھا۔ چہ جائیکہ تنظیم کے ایسے عہدیدار جن پر اہم ترین معاملات میں بھروسہ کیا جاتا ہو۔ ان کی صلاحیتیں عام لوگوں سے بہت بلند تر اور وہ ان تمام انسانی فطری کمزوریوں سے بالاتر ہوں جو جذبات کی غلام ہوتی ہیں۔ وہ عام انسانوں جیسی سوچ ہی نہ رکھتی ہوں۔ ان کی تعلیم ان کی سوچ ان کی ذہانت سب سے برتر ہو۔ انسانی زندگی ان کی نگاہ میں بے وقعت ہو۔ روئے زمین پر اگر کچھ ہے تو تنظیم کا مفاد . . . اس کے لیے کسی چیز کی سلامتی ضروری نہیں ہے۔ تنظیم کے مفاد کے لیے ملک تباہ کیے جاسکتے ہیں انسان کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ ایسی ٹھوس شخصیت تنظیم میں شامل ہوتی تھیں جو دیکھنے میں انسان لیکن انسانوں سے یکسر مختلف۔

ایڈنا ڈمپل اور مونی ماردین بھی انہی سخت ترین امتحانات سے گزاری گئی تھیں۔ انھیں غیر انسانی تربیت دی گئی تھی۔ ان سے ان کی نرم دلی چھین لی گئی تھی۔ ان کے جذبات پتھر کر دیے گئے تھے۔ وہ کندن بن گئی تھیں لیکن سارا کھیل بگڑ گیا تھا۔ سوئے ہوئے جذبات نے ایک معمولی تحریک لے کر کروٹ بدلی اور ساری تربیت سارا عہدہ خاک میں مل گیا۔ وہ فطرت کے تقاضوں کا شکار ہوگئیں۔ درحقیقت کوئی عام انسان ان کے لیے کسی حقیر کیڑے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا تھا لیکن بات عام انسانوں کی ہوتی تب نا۔ سامنے تو شیران آیا تھا۔ وہ اپنی تربیت سے متاثر ہو کر جانور بن گئی تھیں اور ان سے بدترین شخص ایک دلکش شکل میں ان کے سامنے آیا تھا۔ دونوں اس کے لیے پاگل ہوگئی تھیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ ان کے عشق میں بھی دحشت تھی۔

ایڈنا ڈمپل بری طرح سلگ رہی تھی جے سنگھ کی دی ہوئی اطلاع نے اسے بھسم کر دیا تھا۔ مونی ماردین . . . چالاک عورت نے کتنی چالاکی سے میرے دل کی بات معلوم کرلی تھی اور اپنے سینے میں چھپے ہوئے راز کا نشان بھی نہیں دیا تھا۔ وہ بھی شیران کا شکار ہے چالاکی اور ہوشیاری میں مونی ماردین کسی طور ڈمپل سے کم نہیں تھی ڈمپل یہ بات جانتی تھی اور اس وقت وہ اپنے علاقے سے بھی دور تھی۔ اگر تنظیم کے معاملے کی کوئی بات ہوتی تو اس کے پاس طاقت کی کمی نہیں تھی لیکن یہ معاملہ سو فیصدی ذاتی تھا نہ صرف ذاتی بلکہ تنظیم کو اس رقابت کی ہوا بھی نہیں لگنی چاہیے تھی ورنہ دونوں کو عبرتناک سزا ملتی تنظیم میں بہت سی آزادیاں تھیں لیکن کسی بھی معاملے میں آپس کی چپقلش تنظیم برداشت نہیں کرسکتی تھی۔ ایڈنا کو بہت کچھ سوچنا تھا۔ اس سلسلے میں کیا ترکیب کی جائے کافی دیر تک وہ غور کرتی رہی پھر کسی خیال کے تحت اس نے اپنی جگہ سے اٹھ کر اپنے سامان سے ایک سبز رنگ کا ننھا سا ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر کوئی فریکوئنسی سیٹ کرنے لگی۔ پھر درمیان میں ایک سبز رنگ کا بلب روشن ہوگیا۔ یہ دوسری طرف سے پیغام وصول کرنے کا اشارہ تھا۔

"بیتو سار . . ." ڈمپل مسرور لہجے میں بولی "کہاں ہو؟"

"گوردھن پورہ میں۔ بڑا خوبصورت علاقہ ہے۔ ہمارا مسکن پہاڑیوں میں ہے اور ہم یہاں . . ."

"اس علاقے سے کتنی دور ہو جہاں میں ہوں" ڈمپل نے درمیان سے بات کاٹ دی۔

"بیس میل . . ."

"اچھی طرح معلومات حاصل کرلی ہیں؟"

"ہاں میڈم۔ بیتو سار کو اتنا ہلکا نہ سمجھیں" بیتو سار کی آواز سنائی دی۔ یہ وہی غنڈہ تھا جسے ایڈنا نے خفیہ طور پر یہاں روانہ کیا تھا تاکہ شیران کے تحفظ کے سلسلے میں اس کی مدد کرسکے۔

"نہیں بیتو سار، اگر تجھے ہلکا سمجھتی تو اپنے ذاتی کام کے لیے تیرا انتخاب نہ کرتی" ایڈنا ڈمپل نے کہا۔

"میڈم بالکل اطمینان رکھیں۔ بتائیں بیتو سار کی ضرورت پیش آگئی؟" بیتو سار نے پوچھا۔

"ابھی نہیں۔ ویسے میں جاننا چاہتی ہوں کہ تو کیا کر رہا ہے؟"

"اپنی نہ پوچھیں میڈم۔ بس یہ سمجھیں کہ آپ کے حکم کا انتظار کر رہے ہیں اور باقی رہی ہماری بات تو ہم تو تفریح کرنے کے شوقین ہیں۔ گوردھن پورہ کے اطراف میں پہاڑی غار پھیلے ہوئے ہیں۔ انہی غاروں میں سے ایک جگہ ہم نے اپنے لیے بنالی ہے۔ تین بستیوں میں ڈاکے ڈال چکے ہیں، بڑی اچھی بستیاں ہیں میڈم لوگ آسانی سے بات مان لیتے ہیں۔ ان ڈاکوں سے ہمیں مال تو بہت زیادہ نہیں ملا لیکن مزہ بہت آیا۔"

"اوہ . . . اوہ۔ اگر پولیس تمھارے پیچھے پڑگئی تو میرے لیے بہت سی مشکلات پیش آجائیں گی۔"

"نہیں میڈم پولیس کا تو یہاں دور دور تک پتہ نہیں ہے۔ سیدھے سادے لوگوں کی بستیاں ہیں۔ بس چیختے چلاتے لوگ سر پیٹنے کے علاوہ اور کچھ نہیں کرتے۔"

"اچھا اچھا اب تم اور کوئی ڈاکا نہیں ڈالوگے۔ تمھیں جتنی دولت کی ضرورت ہے وہ میں تمھیں فراہم کردوں گی تم جانتے ہو میں اس سلسلے میں کنجوسی نہیں کرتی۔"

"ارے نہیں میڈم، دولت کے لیے ڈاکے کون ڈالتا ہے بس یہ تو ہمارا شوق ہے لیکن اگر آپ کہہ رہی ہیں تو آئندہ دھیان رکھیں گے اور ایسی کوئی اور حرکت نہیں کریں گے مگر آپ کچھ کام تو بتلائے۔"

"ابھی نہیں، بس بہت تھوڑا سا وقت رہ گیا ہے پھر میں تمھیں تمھارے کام میں مصروف کردوں گی۔"

"ٹھیک ہے، ٹھیک ہے۔ جلدی سے ہمیں کام بتلایے۔ بغیر کام کیے ہمیں مزا نہیں آتا" بیتو سار نے کہا۔

"ٹھیک ہے لیکن تمھیں بہت محتاط رہنا ہے۔ تم جانتے ہو تم میرے لیے کتنی اہمیت کے حامل ہو۔ تمھارے بغیر مجھے یہاں بہت مشکلات پیش آجائیں گی۔"

"اور بیتو سار کو آپ کے بغیر ہانگ کانگ میں مشکلات پیش آتی ہیں میڈم۔ اس لیے آپ مطمئن رہیں۔ بیتو سار آپ کا کام دل و جان سے کرے گا۔"

"او کے،" ایڈنا ڈمپل نے گردن ہلائی اور ٹرانسمیٹر کا سوئچ آف کردیا۔

وہ عجیب سی بے چینی کا شکار تھی۔ یہ جاننے کے بعد کہ شیران بھی کسی طرح مونی ماردین کی طرف توجہ ہے۔ اس کا دل و دماغ اپنے قابو میں نہیں رہا تھا۔ وہ بے چین ہوگئی تھی۔ حالانکہ شیران سے . . . اس کا کوئی خاص ذہنی ربط نہیں رہا تھا بلکہ بارہا کی کوشش اور شیران کی روگردانی کے بعد وہ کسی حد تک جھنجلا سی گئی تھی۔ اب تک تو یہی ہوا تھا کہ اس نے جس جانب نگاہ اٹھائی وہاں ٹھکرائے جانے کا کوئی تصور ہی نہیں ابھرا بلکہ لوگ خوشی سے اس کے قدموں میں جان نچھاور کرنے کو تیار ہو جاتے تھے۔ یہ پہلا آدمی تھا جس نے نا صرف اسے ٹھکرایا بلکہ اس پر کسی اور کو ترجیح دینے کا جرم بھی کیا۔ شیران کو اس بات کی سزا ضرور ملے گی۔ یقیناً اسے اس سلسلے میں معاف نہیں کیا جائے گا اور مونی ماردین، اس مونی ماردین کی بچی کو تو میں اچھی طرح دیکھ لوں گی۔ ایڈنا ڈمپل کی آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا۔ وہ اپنے بستر پر لیٹ گئی۔ اس کی نگاہیں چھت پر ٹکی ہوئی تھیں اور ذہن میں نجانے کیسے کیسے خیالات تھے۔

☆☆☆

بکنس، مونی ماردین کی رہائش گاہ پر پہنچ گیا۔ ایراوتی پیلس کے ایک خوبصورت حصے میں اس کی یہ رہائش گاہ تھی۔ ایڈنا ڈمپل کو بھی ایک شاندار جگہ قیام کے لیے دی گئی تھی لیکن اس کا فاصلہ مونی ماردین کی قیام گاہ سے کافی دور تھا۔ اس وقت مونی ماردین کے پاس پہنچنا آسان بات نہیں تھی۔ رانی ایراوتی کی وصیت سے اس نے بہت سے ایسے قوانین نافذ کر رکھے تھے جو بہت سخت تھے اور ان کی پوری پوری پیروی کی جاتی تھی چنانچہ چوبداروں نے بکنس کو روک دیا۔

"میں رانی صاحبہ کی خدمت میں ایک اہم پیغام لے کر حاضر ہوا ہوں۔ اگر یہ پیغام انھیں نہ مل سکا تو انھیں نقصان بھی پہنچ سکتا ہے۔ چنانچہ تم اگر چاہو تو انھیں میرے آنے کی اطلاع دے سکتے ہو۔ اس کے باوجود اگر وہ مجھے طلب نہ کریں تو میں اصرار نہیں کروں گا۔"

بمشکل تمام بکنس نے چوکیدار کو اس بات کے لیے آمادہ کیا اور تھوڑی دیر کے بعد بکنس رانی ایراوتی کے سامنے پہنچ گیا۔

ایراوتی غالباً سو چکی تھی۔ اس کی آنکھیں گہری سرخ ہو رہی تھیں، بال بکھرے ہوئے تھے اور اس کا چہرہ عجیب سا نظر آرہا تھا۔ اس نے خواب آلود نگاہوں سے بکنس کو دیکھا اور پھر اپنے دماغ کو جھٹکے دے کر سنبھل گئی۔

"خیریت بکنس، رات کا کونسا پہر ہے یہ . . ."

"پہلا پہر ہے میڈم لیکن میرا یہاں آنا بے حد ضروری تھا۔"

"یقیناً یقیناً۔ تم کسی خاص ہی کام سے آئے ہوگے۔ بیٹھو . . . ایک لمحہ رکو، میں ذرا منہ ہاتھ تو دھو آؤں۔ اس کے بعد سکون سے تم سے گفتگو کروں گی۔"

بکنس انتظار کرتا رہا تھا۔ چمکیلی آنکھوں والا یہ غیر ملکی رانی ایراوتی کے رازدار ساتھیوں میں سے تھا اور ایراوتی اس پر اعتبار کرتی تھی۔ چنانچہ وہ بکنس کے سامنے بیٹھ گئی۔

"اب اس وقت تو میں کوئی خاطر تو نہیں کرسکتی۔ پیغام کیا لائے ہو، یہ بتاؤ؟"

"آپ نے مجھے جے سنگھ کی نگرانی پر مقرر کیا تھا نا رانی صاحبہ؟"

"ہاں . . . تو کیا جے سنگھ سے متعلق کوئی رپورٹ ہے؟" ایراوتی نے چونک کر پوچھا۔

"میڈم جے سنگھ پہلے ایڈنا ڈمپل کے دونوں ساتھیوں سے ملا۔ اُن سے اس نے جو گفتگو کی وہ تو میری سمجھ میں نہ آسکی لیکن تھوڑی دیر کے بعد وہ میڈم ایڈنا ڈمپل کی خواب گاہ میں داخل ہوگیا اور اس کے بعد وہ لوگ کافی دیر تک گفتگو کرتے رہے۔"

"کیا گفتگو کی ان لوگوں نے، اس کے بارے میں پتہ چلا؟" مونی ماردین نے مضطربانہ انداز میں پوچھا اور بکنس مسکرانے لگا۔

"میڈم آپ کا یہ خادم احمق نہیں ہے۔ حالانکہ آپ یقین ابھی تک یہ گفتگو میں نے بھی نہیں سنی۔"

"کیا مطلب . . .؟"

"ایک منٹ" بکنس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا باکس نکال لیا جس کی لمبائی چوڑائی دو انچ سے زیادہ نہیں اور وہ ننھے سے چوکور بکس میں کچھ کارروائی کرنے لگا پھر اس نے اس کا اوپری ڈھکن اٹھا دیا اور بکس سے باریک باریک انسانی آوازیں نکلیں۔ بکس اس نے مونی ماردین کے بالکل قریب رکھ دیا تھا۔ مونی

نے آوازیں سُنیں۔

جے سنگھ ایڈناڈمیل کو اپنے بارے میں بتا رہا تھا شیراں، بھرت سنگھ اور اس کے بعد مونی ماردین... مونی ماردین کے ہونٹ بھنچ گئے، وہ عجیب سے انداز میں گردن جھکائے جے سنگھ کی گفتگو سن رہی تھی۔ تھوڑی دیر تک وہ یہ گفتگو سُنتی رہی... پھر اس نے ہکنس سے کہا۔

"مجھے یہ گفتگو دوبارہ سناؤ ہکنس" ہکنس نے رانی ایراوتی کی خواہش پر عمل کیا تین بار یہ گفتگو سُننے کے بعد مونی ماردین نے ہاتھ اُٹھایا۔ ہکنس نے ٹیپ ریکارڈر ٹائپ کی یہ چیز بند کر کے جیب میں ڈال لی۔ مونی ماردین کسی گہری سوچ میں گم تھی اور ہکنس اس کے سامنے خاموش بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا۔ پھر جب مونی ماردین دیر تک کچھ نہ بولی تو ہکنس نے کہا۔

"اب کیا حکم ہے میڈم، اس آدمی کو اگر آپ چاہیں تو آج ہی رات موت کی نیند سُلایا جا سکتا ہے"۔

"اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا" مونی ماردین بے اختیار بولی۔

"میں نہیں سمجھا"۔

"میں بھی اسی موضوع پر سوچ رہی تھی لیکن اسے ہلاک کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا"۔

"جی تو پھر...؟"

"تم خود بتاؤ ہکنس، ہم نے اسے ہلاک کر دیا تو اس سے ہمیں کیا ملے گا سوائے اس کے کہ ایڈناڈمیل کا شبہ یقین میں تبدیل ہو جائے گا اور... اور وہ اپنا کام جاری رکھے گی"۔

"مگر اس کی اطلاع کے بغیر یہ ممکن نہیں ہے"۔

"نہیں ہکنس، تم ڈمیل کو نہیں جانتے۔ وہ کیا ہے۔ یہ میں بتا سکتی ہوں۔ اسے کراس کرنا بے حد مشکل کام ہے" رانی ایراوتی نے جواب دیا۔

"تو پھر میڈم کیا حکم ہے اس بارے میں...؟"

"جے سنگھ کو اسی طرح رہنے دیا جائے۔ ہاں اگر تمہیں فرصت ہو ہکنس تو پھر اس سلسلے میں ایک باقاعدہ کام کرو۔ صورتِ حال کچھ عجیب سی ہو گئی ہے ہکنس، میں نہیں چاہتی کہ شیراں، ایڈناڈمیل کے ہاتھ لگے"۔

"کیوں...؟"

"بس تم مجھ سے اس کی وجہ نہیں پوچھو گے"۔

"ٹھیک ہے میڈم، وہی ہوگا جو آپ چاہیں گی، میں آپ سے اس کی وجہ نہیں پوچھوں گا۔ ہکنس صرف آپ کی خدمات انجام دینے کو ترجیح دیتا ہے"۔

"شکریہ ہکنس۔ اگر یہ بات ہے تو پھر یہ سمجھ لو کہ میں بھی تمہیں اپنے خاص دوستوں کا درجہ دوں گی" مونی ماردین نے کہا۔

"یہ ہکنس کے لیے فخر کی بات ہوگی میڈم لیکن اب ہمیں اس موضوع پر سوچنا چاہیے"۔

"وہی سوچ رہی ہوں۔ ایڈناڈمیل کے علم میں یہ بات آ چکی ہے کہ میں نے شیراں کو اس کی نگاہوں سے چھپانے کی کوشش کی ہے۔ وہ اگر چاہے تو تنظیم کو بھی اس کے بارے میں اطلاع دے سکتی ہے لیکن ہکنس اس کی ایک کمزوری میری نگاہ میں آئی ہے۔ وہ شیراں کو شاید چاہتی ہے اور اس کے حصول کے لیے کچھ خفیہ کوششیں کرنے کی خواہش مند ہے۔ تنظیم شیراں کے سلسلے میں کیا چاہتی ہے۔ اس بارے میں تو مجھے ابھی تفصیلات نہیں معلوم ہو سکیں لیکن میرے لیے کچھ مشکلات اور بھی ہیں۔ میں تنظیم سے اس سلسلے میں رابطہ قائم کر کے معلوم بھی نہیں کر سکتی چونکہ تنظیم جب ایک کام کسی شخص کے سپرد کر دیتی ہے تو پھر اس کے بعد دوسروں کو اس کی اجازت نہیں ہوتی کہ وہ چھان بین کرے۔ شیراں کا معاملہ سو فیصدی ایڈناڈمیل کے ہاتھ میں ہے اور میں کسی طور پر اس پر قبضہ نہیں رکھ سکتی لیکن ہکنس یہاں میں تھوڑی سی اُلجھن کا شکار ہوں اور سوچ رہی ہوں کہ کہیں اپنی حماقتوں کی وجہ سے تنظیم کے عتاب کا شکار نہ ہو جاؤں"۔

"حماقتیں...؟" ہکنس نے تعجب سے پوچھا اور مونی ماردین چونک پڑی۔

"ہاں میں اسے حماقت ہی کہہ سکتی ہوں۔ اس نے دوسرے لمحے خود کو سنبھال لیا اور بولی "میں شیراں کو ایڈناڈمیل سے بچانا چاہتی ہوں اور اس کی ایک خاص وجہ ہے جسے میں ابھی منظرِ عام پر نہیں لا سکتی، ہر چند کہ یہ وجہ تنظیم کے مفاد ہی میں ہے"۔

"میڈم ان معاملات کو بخوبی سمجھ سکتی ہیں۔ میں صرف جے سنگھ کے بارے میں ہدایت چاہتا ہوں۔ آپ نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں اس پر نگاہ رکھوں اور میں نے آپ کے احکامات کی بجا آوری کی ہے۔ اس کے بعد اگر آپ چاہیں کہ میں جے سنگھ پر نگاہ نہ رکھوں تو میں اس کے لیے حاضر ہوں یا پھر مجھے کسی دوسرے حکم سے نوازا جائے"۔

"ہکنس میں بہت جلد تمہیں اس کے بارے میں تفصیلات بتاؤں گی لیکن یہ ٹیپ ریکارڈر ضائع کر دیا جائے اور پلیز اس کے بعد ایڈناڈمیل کی کوئی بات سُننے کی کوشش نہ کرنا۔ خاص طور سے اس طرح، یہ بڑی خطرناک بات ہے"۔

"وہ کیسے میڈم؟"

"او ہکنس ڈیر تم نہیں جانتے۔ ایڈناڈمیل اس ادارے کی تربیت یافتہ ہے جہاں انسان کے ذہن کو محتاط رہنے کی تربیت دی جاتی ہے۔ میں بھی اسی ادارے کی تربیت یافتہ ہوں۔ میں سمجھتی

ہوں کہ ایڈناڈمیل کیسی کیسی حسیات کی مالک ہے۔ وہ ایک ہلکی سی آواز سے یہ اندازہ لگا لے گی کہ یہ آواز کس چیز کی ہے اور اس کے بعد اگر اسے یہ شبہ ہو گیا کہ میں اس کے خلاف کام کر رہی ہوں تو بڑی مشکلات پیش آ جائیں گی"۔

"جی، میں محسوس کر رہا ہوں میڈم کہ آپ کچھ اُلجھی ہوئی ہیں"۔

"ہاں ہکنس میں اعتراف میں عار نہیں سمجھتی۔ میں واقعی کافی اُلجھی ہوئی ہوں۔ کل کسی وقت میں تم سے اس سلسلے میں رابطہ قائم کر کے تمہیں نئی ہدایات جاری کروں گی"۔

ہکنس کے جانے کے بعد مونی ماردین ایک کوچ پر بیٹھ گئی۔ اس کے چہرے پر تفکرات کی پرچھائیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ ایڈناڈمیل نے اعتراف کر لیا تھا کہ وہ شیراں کو چاہتی ہے حالانکہ یہ بات تنظیم کے احکامات کے خلاف تھی۔ تنظیم کی طرف سے اول تو اس بات کی اجازت ہی نہیں تھی کہ وہ لوگ زندگی کے ان تعیشات کی طرف راغب ہوں لیکن انسانی فطرت کو مدِ نگاہ رکھتے ہوئے انہیں اتنی اجازت دی گئی تھی کہ وہ اپنی ذہنی شگفتگی کے لیے تھوڑی بہت تفریحات کر لیں تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن کسی بھی شخص کو اس قدر قربت نہ بخشی جائے کہ وہ کسی طور تنظیم کے لیے نقصان دہ ثابت ہو۔ اگر یہ اطلاع... والی تھری ڈیپارٹمنٹ تک پہنچا دی جائے کہ ایڈناڈمیل شیراں کے عشق میں مبتلا ہو کر اس کے تحفظ کے لیے سرگرداں ہے تو یقینی طور پر ایڈناڈمیل کو واپس بلا لیا جائے گا اور اس کے بعد اسے اس سلسلے میں سرزنش کی جائے گی لیکن یہ کوئی بات نہیں ہوگی۔ ایڈناڈمیل اگر اتنی ہی سنجیدہ ہے شیراں کے لیے تو ممکن ہے وہ بھی تنظیم کے احکامات ٹھکرا دے اور مونی ماردین یہ بات اچھی طرح جانتی تھی کہ ایڈناڈمیل کے ہاتھ کافی لمبے ہیں اور تنظیم اس وقت تک اس پر ہاتھ نہیں ڈال سکتی جب تک کہ پوری طرح اس کی طرف سے بدظن نہ ہو جائے۔ اس دوران ایڈناڈمیل اپنا کام کر سکتی ہے چنانچہ کوئی ایسی ہی ترکیب ہونی چاہیے جو بہت مضبوط ہو۔

شیراں کا تصور جب بھی اس کے ذہن میں آتا، ماردین کی رگ رگ میں کیف و سرور کی لہریں دوڑ جاتیں۔ شیراں جیسی شخصیت بلاشبہ صدیوں میں ایک پیدا ہوتی ہے اور اس کا حصول انسان کی سب سے بڑی طلب بن سکتی ہے چنانچہ مونی ماردین شیراں کے حصول کے لیے کائنات کی ہر شے ٹھکرانے کو تیار تھی۔ نتیجہ کچھ بھی ہو، خواہ اس کے لیے زندگی سے ہاتھ ہی کیوں نہ دھونا پڑیں۔ میں شیراں کو ہاتھ سے نہ جانے دوں گی اور اس کی صرف ایک ہی ترکیب ہے، صرف ایک ترکیب، وہ یہ کہ ایڈناڈمیل کو ہلاک کر دیا جائے، اسے راستے سے ہٹا دیا جائے۔ دو خطرناک عورتیں کسی ایک لائن پر کام کر کے ایک دوسرے پر سبقت حاصل نہیں کر سکتی تھیں۔ اس سلسلے میں مونی ماردین کو کوئی ایسی ہی ترکیب سوچنی تھی جو انتہائی مؤثر اور انتہائی کامیاب ہو۔

چنانچہ تقریباً آدھی رات کو وہ اس بارے میں سوچتی رہی اور پھر اس نے ایک فیصلہ کر لیا۔

دوسرا دن حسبِ معمول تھا۔ ایڈناڈمیل ناشتے کی میز پر اس کے ساتھ تھی۔ مونی ماردین کے انداز میں کوئی تبدیلی نہیں تھی لیکن وہ ایڈناڈمیل کی آنکھوں میں ایک منفرد کیفیت دیکھ رہی تھی۔ ان آنکھوں میں ہلکی ہلکی سُرخی تھی جو بادِ کے خمار کا نتیجہ نہیں بلکہ اس غصے کا احساس دلاتی تھی جو ایڈناڈمیل کے دل میں مونی ماردین کے لیے موجود تھا۔ ان آنکھوں کی یہ سُرخی درندگی کی علامت تھی۔ ایڈناڈمیل جس قدر خطرناک عورت تھی مونی ماردین سے زیادہ اسے کون جان سکتا ہے۔ دونوں ایک ہی گروہ سے تعلق رکھتی تھیں اور دونوں کی حیثیت ایک ہی تھی تاہم مونی نے خود پر قابو رکھا۔ ایڈناڈمیل کو یہ شبہ نہیں تھا کہ جے سنگھ کی اطلاع کے بارے میں مونی ماردین کو بھی کسی طور معلوم ہو گیا ہوگا چنانچہ وہ بھی خود کو سنبھالے ہوئے تھی۔ دورانِ گفتگو شیراں کا تذکرہ بھی آیا اور ایڈناڈمیل نے بھاری لہجے میں کہا۔

"شیراں تنظیم کی ضرورت ہے مونی اور اس کی تلاش کے لیے اگر ہندوستان کا کونہ کونہ بھی چھاننا پڑے تو ہمیں اس سے دریغ نہیں کرنا ہوگا۔ جیسا کہ مجھے ہدایت دی گئی ہے کہ تم سے درخواست کروں کہ اس کی تلاش میں تم میری مدد کرو"۔

"مجھے انتہائی افسوس ہے ایڈنا ڈیئر کہ ابھی تک اس سلسلے میں میں تمہارے لیے کچھ نہیں کر سکی۔ تاہم تم مطمئن رہو۔ میں نے اپنی کارروائی کا آغاز کر دیا ہے۔ بہت جلد مجھے شیراں کے بارے میں اطلاع موصول ہو جائے گی"۔

ناشتے سے فارغ ہو کر وہ دونوں گفتگو کرتی ہوئی ایراوتی پیلس کے پچھلے باغ میں نکل آئیں اور ابھی انہیں چہل قدمی کرتے ہوئے زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ دفعتاً دو خاص خادم باغ میں پہنچ گئے اور ان دونوں سے کافی فاصلے پر کھڑے ہو کر رکوع کے انداز میں جھک گئے۔

"کیا بات ہے؟" مونی ماردین نے ایراوتی کی حیثیت سے پوچھا۔

"کچھ مہمان آپ سے ملنے کے خواہش مند ہیں"۔

"کون ہیں وہ، کیا کوئی اجنبی؟"

"نہیں... لیکن انہوں نے درخواست کی ہے کہ آپ کو تنہائی میں ہی ان کا نام بتایا جائے"۔

مونی مارڈین ایک لمحے کے لیے چونک پڑی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ یہ کون ہو سکتا ہے۔ دفعتاً اس کے ذہن میں ایک گمان گزرا اور وہ چور نگاہوں سے ایڈنا ڈمپل کو دیکھنے لگی۔ پھر اس نے سنبھل کر کہا۔

"اچھی بات ہے، میں ابھی آتی ہوں۔ تم انھیں نشست گاہ میں بٹھاؤ۔" دونوں خادم واپس چلے گئے تھے۔ ایڈنا ڈمپل نے آہستہ سے کہا۔

"جاؤ مونی دیکھو کون ہے۔ ممکن ہے کوئی کام کا آدمی ہو اور تمھیں اس سلسلے میں جلدی پہنچنا ہو۔" مونی مارڈین وہاں سے چل پڑی . . .

ایڈنا ڈمپل کسی سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی۔ دفعتاً اس نے ایک ہاتھ بلند کیا اور اس کی تین انگلیاں اٹھا دیں۔ یہ اشارہ پتہ نہیں کس لیے تھا لیکن بہرطور تھا اشارہ ہی۔ اس کے بعد وہ اپنے کمرے میں واپس چلی گئی۔

مونی مارڈین نشست گاہ کی طرف آئی اور پھر نشست گاہ میں شکاری تھاور کو دیکھ کر وہ ایک دم چونک پڑی۔ اس نے چور نگاہوں سے ادھر اُدھر دیکھا۔ رات کا پروگرام اس کے ذہن میں گردش کر رہا تھا۔ تھاور کی آمد ایک عجیب سی حیثیت رکھتی تھی۔ اس نے بے قراری سے پوچھا۔

"کیا بات ہے تھاور ؟"

"میڈم ایک اطلاع دینے آیا تھا آپ کو۔" تھاور نے کہا۔ "شیران کا پتہ چل گیا ہے۔" تھاور نے جواب دیا اور مونی مارڈین بری طرح چونک پڑی۔ پھر اس نے تیزی سے کہا۔

"خیریت تو ہے . . . خیریت تو ہے نا۔ کوئی ایسی ویسی بات تو نہیں ہے ؟"

"نہیں میڈم : وہ بالکل ٹھیک ہے۔ سانگلی کے گرد و نواح میں ایک بستی ہے جس کا نام ہردوئی ہے۔ وہ اس بستی میں ہے۔ شکار کے دوران وہ ہم سے بچھڑ گیا تھا اور ہردوئی بستی میں اس کا قیام ہے۔ وہاں اس نے بہت سے جنگلی درندوں کو ہلاک کیا ہے اور ابھی بھی وہ وہاں سے واپس آنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ تھوڑا سا زخمی بھی ہو گیا ہے لیکن ہردوئی کے لوگوں میں اس کی دلچسپی بہت بڑھ گئی ہے۔"

"ہوں اچھا اگر یہ بات ہے تو ٹھیک ہے لیکن کہیں ایسا نہ ہو تھاور کہ وہ وہاں سے چل پڑے اور جنگلوں میں بھٹکتا پھرے۔"

"نہیں میڈم۔ میں آپ کو یہی اطلاع دینے آیا ہوں اور آپ سے نئی ہدایات لینا چاہتا ہوں۔"

"نئی ہدایات ؟ میرا خیال ہے تم واپس چلے جاؤ۔ اگر ہردوئی میں شیران تمھارا اپنے نزدیک رہنا پسند نہ کرے تو اس سے دور رہ کر اس کی حفاظت کرو۔"

"بہتر مادام ایسا ہی ہو گا۔" تھاور نے جواب دیا۔

"سنو تمھارے ساتھ اور کوئی بھی آیا ہے ؟" مونی مارڈن نے پوچھا۔

"ہاں میڈم دو شکاری اور بھی ہیں۔"

"کون ہیں وہ، کیا نام ہے ان کا ؟"

"ایک کا نام رام دیال ہے اور دوسرے کا ہربنس ہے۔ یہ دونوں ہمارے بہترین شکاریوں میں سے ہیں۔"

"تو تم انھیں چھوڑ جاؤ اور خود واپس چلے جاؤ۔ ان دونوں کی جگہ کسی اور کو لینا چاہتے ہو تو لے لو۔" رانی ایراوتی نے کہا۔

"جی بہتر۔ جیسا آپ کا حکم . . ."

"اور سنو رام دیال اور ہربنس کو میرے پاس بھیج دو۔" مونی مارڈین نے کہا اور تھاور اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔

وہ واپس چلا گیا تھا۔ مونی مارڈین کی آنکھوں میں عجیب سے تاثرات تھے۔ چند ساعت کے بعد ہربنس اور رام دیال اس کے پاس پہنچ گئے۔ دونوں نے مونی مارڈین کے سامنے گردن جھکائی اور پھر سیدھے کھڑے ہو گئے۔

"جنگل کی زندگی کیسی لگی تمھیں، کتنے درندے ہلاک کیے ؟"

"ہم نے تو کچھ بھی نہ کیا مائی باپ۔ بس شیران ہی شکار کرتا رہا۔ ایسا جیالا شکاری ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔" ہربنس نے جواب دیا اور مونی مارڈین کو نہ جانے کیوں فخر کا سا احساس ہوا۔ وہ جیالا شکاری جس کی تعریف کی جا رہی تھی اس کا محبوب تھا۔

"اچھا سنو، میں تمھیں خاص طور سے ایک بات بتانا چاہتی ہوں۔ جے سنگھ کو جانتے ہو ؟"

"اگر وہ تم سے شیران کے بارے میں پوچھے تو اسے بتا دینا کہ شیران ہردوئی میں ہے اور وہاں جنگلی جانوروں کا شکار کر رہا ہے۔"

"لیکن آپ نے پہلے تو منع کیا تھا۔"

"جو کچھ میں کہہ رہی ہوں۔ اس کا خیال رکھنا، وہی کہنا جو تم سے میں نے کہا ہے۔" مونی مارڈین نے کہا اور نوٹوں کی ایک ایک گڈی ان دونوں کی طرف بڑھا دی۔ دونوں نے خوش ہو کر گڈی قبول کی اور جھک کر ہاتھ جوڑتے ہوئے باہر نکل گئے۔ مونی مارڈین کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

جے سنگھ کے سینے میں جہنم سلگ رہا ہے ہر چند کہ اسے وطن میں بہت سی مراعات حاصل تھیں اور اگر وہ چاہتا تو سرکاری پیمانے پر بھوپت سنگھ کے قتل کی تحقیقات کرا سکتا تھا اور اس سلسلے میں مونی مارڈین کو بھی مجبور کر سکتا تھا کہ وہ بھوپت سنگھ کے قاتل کو حکومت کے حوالے کر

دے لیکن اس طرح صورت حال بگڑ جانے کا اندیشہ تھا۔ جے سنگھ یہ بات بھی اچھی طرح جانتا تھا کہ مونی مارڈین ایک ایسے ملک سے تعلق رکھتی ہے جس کے اثرات ہندوستان پر بہت زیادہ تھے۔ مونی مارڈین کو رانی ایراوتی کی حیثیت سے بہت بڑے اختیارات دیے جا چکے تھے اور وہ اس علاقے کی صحیح معنوں میں رانی بن چکی تھی۔ ایسے حالات میں جے سنگھ کو خطرہ تھا کہ اگر وہ ناکام رہا اور رانی ایراوتی اس کے خلاف کچھ کرنے میں کامیاب ہو گئی تو پھر وہ اپنے بھائی کا بدلہ کبھی نہیں لے سکتا تھا۔ اس لیے اس نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ اپنے اس مقصد کی تکمیل کے لیے خاموشی ہی سے کام کیا جائے۔ ایڈنا ڈمپل کے بارے میں اسے تھوڑی بہت تفصیلات معلوم ہو گئی تھیں چنانچہ اس نے اپنے طور پر ایڈنا ڈمپل سے ملاقات کی اور اس سے مل کر اپنے اس مقصد کی تکمیل کا فیصلہ کر لیا۔ اب وہ اس بات کا متمنی تھا کہ شیران کے بارے میں اگر کسی ذریعے سے کچھ معلوم ہو جائے تو ایڈنا ڈمپل کو اپنا راز دار بنا کر کام شروع کر دے۔ اس نے درحقیقت ایک بہترین انتخاب کیا تھا اور یہ انتخاب اس وجہ سے کیا تھا کہ وہ ایڈنا ڈمپل اور مونی مارڈین کے معاملات جان چکا تھا۔

یہ اس واقعہ کے تیسرے دن کی بات ہے کہ اس کی ملاقات محل ہی کے ایک شخص گوندا سے ہوئی۔ گوندا سے اس کی اچھی خاصی شناسائی ہو گئی تھی اور گوندا اس سے بہت متاثر تھا اور اس وقت بھی وہ خاص طور سے اس کے پاس پہنچا تھا۔ اسے علم تھا کہ جے سنگھ بھوپت سنگھ کے قاتل شیران کی تلاش میں ہے۔ چنانچہ وہ رازداری کے انداز میں بولا۔

"سنا تم نے جے سنگھ بھیا : ہربنس اور رام دیال واپس آ گئے ہیں۔ واپس آنے کے بعد انھوں نے کچھ ایسی باتیں کہی ہیں کہ مجھے شبہ ہو گیا ہے۔"

"کیسا شبہ . . . ؟" جے سنگھ نے پوچھا۔

"ہربنس کو جانتے ہو نا۔ کیکئی کا ماما ہے، شکاری ہے اور کیکئی وہ لڑکی ہے جو ہمارے پاس آتی رہتی ہے۔ کیکئی نے بتایا تھا کہ ہربنس شکار پر گیا تھا۔ رانی جی نے انھیں خاموشی سے تھاور صاحب کے ساتھ بھیجا تھا۔ تھاور صاحب بھی آئے ہیں۔ یہ بات شاید آپ کو معلوم نہ ہو جے سنگھ بھیا۔"

"مطلب کیا ہے ان سب باتوں کا ؟"

"مطلب یہ ہے بھیا کہ رانی ایراوتی نے ہربنس اور رام دیال کو تھاور کے ساتھ سانگلی بستی میں بھیجا تھا اور ان کے ساتھ شیران بھی تھا۔"

"کیا . . . ؟" جے سنگھ اچھل پڑا۔

"ہاں بھیا ہربنس نے یہ بات کیکئی کو بتائی تھی اور اس نے ہمیں . . ."

"اوہ . . . اوہ۔ کسی طرح ہربنس سے اس سلسلے میں بات ہو سکتی ہے ؟"

"کیوں نہیں . . . ؟ ہم ہربنس سے بات کر لیں گے۔ اگر تم چاہو تو میں . . ."

"تو پھر جاؤ میرے دوست ہربنس کو کسی طرح شیشے میں اتار کر یہاں لے آؤ۔ اگر چاہو تو کچھ انعام بھی دے دینا۔"

"ٹھیک ہے بھیا۔" گوندا نے کہا اور چلا گیا۔ تقریباً دو گھنٹے بعد وہ ہربنس کے ساتھ واپس آیا۔ جے سنگھ کی کیفیت یہاں ذرا مختلف تھی۔ یہ تینوں قسم کے لوگ تھے۔ ہربنس نے جے سنگھ کو پرنام کیا اور جے سنگھ کے اشارے پر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

"کوئی خاص بات نہیں تھی ہربنس۔ ہم نے تمھیں صرف اس لیے بلایا تھا کہ ہم سانگلی بستی اور اس کے نواح کے بارے میں کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ دراصل سانگلی بستی میں ہمارے کچھ رشتے دار بھی رہتے ہیں۔"

"اچھا جناب۔ ہمیں نہیں معلوم تھا اس بارے میں مگر ہم سانگلی بستی تو پہنچے ہی نہیں۔"

"کیوں . . . ؟"

"بس صاحب گڑبڑ ہو گئی تھی۔ رانی صاحب نے ہمارے ساتھ شیران صاحب کو بھی بھیجا تھا نا۔ شیران صاحب کو آپ جانتے ہیں صاحب۔ ہاں آپ تو جانتے ہوں گے شیران صاحب یہیں محل میں رہتے تھے۔ کہیں باہر سے آئے تھے رانی ایراوتی کے مہمان تھے . . . پھر وہ شکاری کی حیثیت سے بہت مشہور ہو گئے۔ ہمارے ساتھ انھوں نے جنگل میں وہ کارنامے دکھائے ہیں صاحب کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔ ان دنوں ہردوئی بستی میں ہیں اور وہاں انھوں نے بے شمار جنگلی درندے شکار کیے ہیں۔ زخمی ہو گئے ہیں۔"

"اوہ اچھا اچھا تو ہردوئی بستی میں وہ کیا کر رہے ہیں ؟"

"کچھ نہیں بس آرام کر رہے ہیں . . . تھاور صاحب نے ان سے کہا کہ واپس چلیں یا پھر سانگلی بستی کے علاقے میں اپنا کام کریں لیکن انھوں نے انکار کر دیا۔ من موجی ہیں صاحب اپنی طبیعت کے مالک۔ بھلا کوئی انھیں کیسے مجبور کر سکتا ہے۔" ہربنس نے کہا۔

"ہاں۔ یہ تو ٹھیک ہے ہربنس۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ تم سانگلی بستی پہنچے ہو یا نہیں ؟"

"نہیں صاحب ابھی کہاں پہنچے۔"

"ویسے یہ ہردوئی سانگلی سے کس طرف ہے ؟"

"سرکار بس دس بارہ میل دُور ہے اور مشہور جگہ ہے۔"

"ہاں، ہاں۔ اتفاق سے ہمارا ان علاقوں میں بہت کم جانا ہوتا ہے۔ چلو ٹھیک ہے۔ ہمارے لیے کوئی کام ہو تو بتاؤ۔ ہربنس ویسے تم کب جا رہے ہو؟"

"جب ٹھاکر صاحب کہیں گے صاحب۔ ابھی تو کوئی خاص ارادہ نہیں معلوم ہوتا۔" ہربنس نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔ جاؤ شاباش آرام کرو۔ لو یہ رکھ لو...." جے سنگھ نے کچھ نوٹ نکال کر ہربنس کو تھمادیے اور ہربنس سلام کرکے چلا گیا۔ جے سنگھ کے چہرے پر شدید اضطراب نظر آرہا تھا۔ شیران کو وہ کسی قیمت پر زندہ نہیں چھوڑنا چاہتا تھا لیکن صورت ایسی ہوگئی تھی کہ شیران کے بچ جانے کے امکانات ہوگئے تھے۔ وہ اس خوبصورت موقعے کو ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہتا تھا اور اس کے لیے ایڈنا ڈمپل کا سہارا بہت ہی مناسب تھا۔ چنانچہ وہ ایڈنا ڈمپل کو صورتِ حال بتانے کے لیے بے چین ہوگیا لیکن محتاط رہنا بھی ضروری ہوگیا تھا۔ اگر کسی طرح رانی ایراوتی کو اس بارے میں معلوم ہوگیا کہ وہ ایڈنا ڈمپل سے کسی قسم کا رابطہ قائم کیے ہوئے ہے تو پھر مصیبت بھی آسکتی تھی۔ بہرطور رانی ایراوتی کے خلاف ایراوتی پیلس میں کوئی کام کرنا انتہائی مشکل تھا اور اس کے لیے محتاط رہنا بے حد ضروری .... چنانچہ اس نے اس دقت صبر کیا اور وقت کا انتظار کرنے لگا۔ رات کے پچھلے پہر ہی اسے اس کا موقع مل سکا تھا۔ دن میں اس نے ایراوتی پر کڑی نگاہ رکھی تھی۔ ایراوتی حسبِ معمول اپنے کاموں میں مصروف تھی اور کوئی خاص فرق اسے نظر نہیں آیا تھا۔ بہرطور رات کو وہ چوری چھپے ایڈنا ڈمپل کے ٹھکانے پر پہنچ گیا۔ قرب و جوار میں اور کوئی نہیں تھا۔ آج اس نے ایڈنا ڈمپل کے ساتھیوں سے بھی رابطہ قائم کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی تو دستک دینے پر ایڈنا ڈمپل کی آواز سنائی دی۔ اس نے پوچھا تھا کہ کون ہے؟ جے سنگھ کا نام سن کر اس نے دروازہ کھول دیا اور بڑی نرمی اور محبت سے اس سے پیش آئی۔

"آؤ جے سنگھ، بڑی بے چینی سے تمھارا انتظار کررہی تھی۔ یقیناً تمھاری آمد بے مقصد نہیں ہوگی۔ کوئی خاص خبر ہی لائے ہوگے۔"

"ہاں۔ دیوی جی، جے سنگھ کو آپ نے جو ذمہ داری سونپی ہے بس وہ اس کو پورا کرنے ہی کی فکر میں لگا ہوا تھا۔"

"کچھ معلوم ہوا؟"

"ہاں دیوی جی معلوم ہوگیا ہے شیران کے بارے میں...

دیوی جی اپنے من میں بس وہی چتا سلگ رہی ہے۔ بس جی چاہتا ہے کہ شیران کو کتے کی موت مار دیا جائے لیکن ... مجبوریاں ...

شیران کے بارے میں پتہ چل گیا ہے۔ وہ سانگلی کے علاقے میں ہے۔"

"اوہ یہ سانگلی کا علاقہ بھلا کس جگہ ہے؟"

"مجھے اس کے بارے میں معلومات ہیں دیوی جی۔ سانگلی ہمارے ہی علاقے کی ایک نواحی بستی ہے۔ اس کے پاس ہی ایک چھوٹی سی بستی ہردوئی ہے۔ شیران ان دنوں سانگلی کے نواح میں شکار کھیل رہا تھا اور اب وہ ہردوئی میں ہے۔ سُنا ہے تھوڑا سا زخمی ہوگیا ہے۔ شکار کے دوران ہردوئی میں آرام کررہا ہے۔"

"تمھیں یہ معلومات کیسے حاصل ہوئیں جے سنگھ؟" ایڈنا ڈمپل نے پوچھا اور جے سنگھ اُسے ان معلومات کا ذریعہ بتانے لگا۔ ایڈنا ڈمپل پُرخیال انداز میں گردن ہلا رہی تھی۔ پھر اس نے گہری سانس لے کر کہا۔

"بہت بہت شکریہ جے سنگھ۔ اب یہ بتاؤ کہ تمھارا کیا ارادہ ہے؟"

"دیوی جی آپ کو بھی میرے من کی بات معلوم ہوگئی ہے۔ آپ نے مجھے انعام دینے کا وعدہ کیا تھا۔"

"ہاں انعام میں جو تم مانگو، وہ میں تمھیں دینے کو تیار ہوں۔"

"بس میں یہ چاہتا ہوں دیوی جی کہ مجھے شیران کو قتل کرنے کا موقع دیا جائے۔"

"اوہ اچھا اچھا، مگر میں اس سلسلے میں تمھاری کیا مدد کرسکتی ہوں۔" ایڈنا ڈمپل نے اُسے بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے کسی مدد کی ضرورت نہیں دیوی جی۔ بس آپ جارہی ہیں بہتر ہو کہ مجھے بھی اپنے ساتھ ہی لے چلیں۔ کسی بھی شکل میں آپ اس کا انتظام کرسکتی ہیں لیکن خیال کرلیجیے، رانی ایراوتی کو یہ بات معلوم نہ ہو۔"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ایراوتی کو یہ بات معلوم ہونے کا۔" ایڈنا ڈمپل نے جواب دیا۔

"تو پھر آپ مجھے اپنے ساتھ لے چلیں گی؟"

"ہوں۔ مجھے غور کرنے کا موقع دو۔ کوئی صحیح فیصلہ کرنے کے بعد میں تمھیں بتاؤں گی۔"

"یا پھر یوں کرلیں دیوی جی کہ میں پہلے ہی چل پڑوں۔" جے سنگھ نے کہا۔

"نہیں جے سنگھ تمھارا پہلے چلنا مناسب نہیں ہوگا۔ ہم ساتھ ہی چلیں گے۔ میں کوئی نہ کوئی ترکیب نکال ہی لوں گی۔" ایڈنا ڈمپل نے کہا اور جے سنگھ خاموش ہوگیا۔

"میں اطمینان رکھوں دیوی جی کہ آپ اس سلسلے میں کوئی کام کرکے

مجھے اطلاع دے دیں گی؟"

"ہاں مطمئن رہو بلکہ بے فکر۔ بس اب یوں سمجھو کہ شیران ہمارے شکنجے سے زیادہ دُور نہیں ہے۔" ایڈنا ڈمپل نے کہا اور جے سنگھ دونوں ہاتھ جوڑ کر اسے پرنام کرتا ہوا باہر نکل آیا۔ صورتحال خوں کی توں تھی نہیں، ہکنس حسبِ معمول جے سنگھ کے پیچھے تھا اور اس وقت کی کارروائی بھی ہکنس سے چھپی نہ رہی تھی جس وقت ایڈنا ڈمپل جے سنگھ کی اس اطلاع پر غور کررہی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد اس نے اپنے ان دونوں خاص آدمیوں کو اپنے پاس طلب کرلیا۔ یہ اس کے لیے خاص اہمیت رکھتے تھے۔ دونوں ہی اس کے پاس پہنچ گئے تھے۔

"جے سنگھ تمھارے پاس تو نہیں آیا؟" ایڈنا ڈمپل نے سوال کیا۔

"نہیں مہارانی جی۔"

"تمھیں معلوم ہے، اس کی رہائش گاہ کہاں ہے؟"

"ہاں... ہاں کیوں نہیں...؟"

"تو پھر جاؤ جے سنگھ کو گردن دبا کر مار دو۔ خبردار یہ کہنے کی ضرورت تو نہیں ہے تم سے کہ ہوشیاری برتنا۔ ویسے بھی وہ تیز آدمی ہے اور تمھارے لیے مشکلات پیش آسکتی ہیں۔"

"ہمارے لیے میڈم؟" ان دونوں نے مسکرا کر پوچھا۔

"خود پر غرور نہ کیا کرو۔ بعض اوقات وہ ہوجاتا ہے جس کی توقع بھی نہیں ہوتی۔ تمھیں انتہائی ہوشیاری سے یہ کام کرنا ہے۔ ابھی چند لمحات کے اندر اندر اسے قتل کردیا جائے۔" ایڈنا ڈمپل نے حکم دیا اور وہ دونوں سر جھکا کر باہر نکل گئے۔ ظاہر ہے ڈمپل جے سنگھ کو کوئی موقع نہیں دینا چاہتی تھی۔ اگرچہ جے سنگھ کی زبانی اسے

کچھ اطلاعات موصول ہوئی تھیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جے سنگھ شیران کا دشمن تھا، شیران کا، ایڈنا ڈمپل کے ہونٹوں پر پھیل گئی۔ اس شخص کی زندگی کے لیے تو میں اپنی زندگی بھی قربان کرسکتی ہوں۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ جے سنگھ شیران کا بال بیکا بھی کرسکے اور پھر خوش نصیب ہے کمبخت کہ اس طرح میرے ہاتھوں مارا جارہا ہے اگر وہ شیران کو قتل کرنے کا فیصلہ کرتا اور شیران کے مقابل آجاتا تو اس کے ساتھ جو کچھ ہوتا، اس کا وہ تصور بھی نہیں کرسکتا تھا شیران اسے وہ موت مارتا کہ اسے مرنے کے بعد بھی یاد رہتا۔ ایڈنا ڈمپل نے اس وقت کافی دیر تک آئندہ پروگرام کے خاکے بنائے اور پھر مطمئن ہوکر آرام کرنے لیٹ گئی۔ اسے یقین تھا کہ اس کے دونوں آدمی جے سنگھ کو ٹھکانے لگادیں گے حالانکہ یہ ضروری نہیں تھا کہ جے سنگھ کی موت کے سلسلے میں کوئی خاص تفتیش یا کوئی خاص ہنگامہ ہوتا، مونی ماردین

کے بارے میں وہ جانتی تھی کہ مونی ماردین کسی کی بھی زندگی کو ضرورت سے زیادہ اہمیت نہیں دیتی تھی اور یہی ان سب کی سرشت تھی۔

دوسری طرف ہکنس اپنے چند آدمیوں کو جو جے سنگھ کی نگرانی پر مامور تھے، ہدایت دینے کے بعد پھر مونی ماردین کے پاس پہنچ گیا۔ مونی ماردین نے خشک سے انداز میں اس کا استقبال کیا تھا۔

"یقیناً تم کوئی خاص ہی خبر لائے ہوگے ورنہ اتنی رات گئے مجھے بار بار تنگ کرنا مناسب تو نہیں۔"

"معافی چاہتا ہوں میڈم۔ آپ نے جس کام کے لیے مجھے مخصوص کیا تھا، بھلا میں اس سے کیسے روگردانی کرسکتا ہوں جے سنگھ کے پاس وہ اطلاع پہنچ گئی ہے اور جے سنگھ نے ایڈنا ڈمپل تک وہ خبر پہنچا دی ہے۔"

"...اور کوئی خاص بات؟"

"ابھی تک اور کوئی خاص بات نہیں۔" ہکنس نے جواب دیا۔

"تھینک یو ہکنس آرام کرو۔ اب اس وقت تک اس سلسلے میں مجھ سے رابطہ قائم نہ کرنا، جب تک میں تم سے خود ہی کچھ نہ کہوں۔"

ہکنس باہر نکل گیا۔ مونی ماردین چند لمحات کچھ سوچتی رہی اور پھر اپنی جگہ سے اُٹھ گئی۔ آج اسے کچھ اور کام کرنے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد چند آدمیوں کے درمیان بیٹھی وہ کچھ ہدایات دے رہی تھی۔ وہ سب غور سے گردن جھکائے اس کی ہدایات سُن رہے تھے۔

دوسری صبح مونی ماردین ناشتہ کرنے کے لیے اپنے کمرے سے نکلی ہی تھی کہ اس کے چند خادموں نے اسے ایک اطلاع دی۔

"میڈم! جے سنگھ کو رات قتل کردیا گیا۔"

"اوہ۔ مونی ماردین کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ پھیل گئی لیکن اس نے خود کو سنبھال لیا۔

"کس نے قتل کیا ہے؟" اس نے کہا۔

"معلوم نہیں ہوسکا میڈم! اس کی گردن پہ نشانات بھی نہیں ملے لیکن زبان باہر آئی ہے۔ آنکھیں اُبلی پڑی ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے اسے کسی نے گردن دبا کر قتل کیا ہو۔"

"ہوں... سیکیورٹی کو اطلاع دی؟"

"ابھی نہیں...."

"تو پھر جاؤ سیکیورٹی کو اطلاع دو۔ ان سے کہو کہ لاش اُٹھوا کر جے سنگھ کے شہر روانہ کردی جائے۔" مونی ماردین نے پُرسکون لہجے میں کہا اور ناشتے کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے کسی کتے کی موت کی اطلاع ملی ہو۔ اس کے چہرے کے عضلات میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔ ویسے اتنا وہ سمجھ گئی تھی کہ جے سنگھ کو کس نے

نے قتل کرایا ہے اور اس بات پر اس کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ جے سنگھ شیران کا جانی دشمن ہے جیسا کہ تفصیلات سے پتہ چلا تھا اور اس کے بعد ہی اندازہ ہوا تھا اُسے کہ ایڈنا ڈمپل، شیران کے کسی بھی دشمن کو زندہ نہیں چھوڑ سکتی۔ دل ہی دل میں اس نے آہستہ سے کہا: واہ بھئی بڑا زبردست عشق چل رہا ہے لیکن افسوس ایڈنا ڈمپل تم شیران کو متاثر نہ کر سکی تھیں۔ وہ میری ملکیت بن چکا ہے۔ اب وہ میرے ساتھ اپنی بقیہ زندگی گزارے گا۔ میرے بچوں کا باپ بنے گا ہاں۔ ہم دونوں ایک دوسرے کے لیے ہی تخلیق کیے گئے ہیں! ایڈنا ڈمپل نے ناشتے کے کمرے میں اس کا استقبال کیا۔ دونوں بڑے خلوص سے مسکرائی تھیں۔ دونوں مختلف موضوعات پر باتیں کرتی رہیں۔ اس وقت میز پر ایڈنا ڈمپل اور مونی ماردین کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ تنظیم کے کچھ مسائل زیرِ بحث آئے اور اُن پر گفتگو ہوتی رہی۔ اس کے ساتھ ہی ناشتہ بھی جاری رہا تھا۔ ایڈنا ڈمپل نے آہستہ سے کہا۔

"مونی مجھے اس شخص کی طرف سے پریشانی ہے، فکر ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ ہیڈ کوارٹر کو اس کے بارے میں کوئی اطلاع فراہم کروں؟"

"بعض اوقات ایسا ہوتا ہے۔ میں نے اپنے طور پر تو کوشش کی ہے ایڈنا اور مجھے یقین ہے کہ اب نہ سہی کچھ عرصے کے بعد شیران کے بارے میں ہمیں کوئی نہ کوئی اطلاع مل جائے گی لیکن اگر تمھارے ذہن میں کوئی اور پروگرام ہو تو مجھے بتاؤ۔ میں تمھارے ساتھ ہر تعاون کے لیے تیار ہوں۔ ظاہر ہے یہ میرا فرض ہے!"

"میں چاہتی ہوں کہ خود بھی اس کی تلاش میں نکلوں۔ میرے لیے تھوڑے سے انتظامات کرنا ہوں گے تمھیں!"

"کمال ہے یہ اطلاع تم مجھے دے رہی ہو، تم خود جسے حکم دیتیں، وہ تمھاری ضروریات سے انحراف کر سکتا تھا؟"

"تمھیں تو کوئی اعتراض نہیں ہے!" ایڈنا ڈمپل نے مونی ماردین کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا اور مونی ماردین کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"اعتراض ایڈنا ڈمپل کے کسی اقدام پر..." اس نے پُرخلوص انداز میں کہا۔

"اوہ، میں جانتی تھی، میں جانتی تھی۔ تھینک یو مونی بہر طور میں آج ہی سفر شروع کر دوں گی۔ اپنے ساتھ کچھ لوگوں کو لے جاؤں گی اور ان میں کچھ تمھارے ساتھی بھی ہوں گے جو میری مدد کریں گے!"

"بالکل ٹھیک ہے جس طرح تم چاہو۔ میں ایک ایسے آدمی کو تمھارے ساتھ بھیج دوں گی جو تمھارے ہدایات کے مطابق ہر طرح کی ضروریات فراہم کر دے گا۔ میں آج ذرا پروجیکٹ پر مصروف ہوں۔ ممکن ہے دن میں تم سے ملاقات نہ ہو سکے!"

"کوئی حرج نہیں ہے۔ دن میں کسی وقت میں نکل جاؤں گی اور جس دن موقع ملا، تم سے دوبارہ آملوں گی!" ایڈنا ڈمپل نے کہا۔

"او۔ کے ڈمپل: میں تمھاری واپسی کا انتظار کروں گی!" مونی ماردین نے کہا اور تھوڑی دیر کے بعد دونوں ناشتے کے کمرے سے اُٹھ گئیں۔ دو چالاک عورتیں اپنے اپنے طور پر ایک دوسرے کے خلاف نبرد آزما تھیں۔ شیران کی شخصیت میں عجیب و غریب تھی۔ کبھی بھی اُس کے بارے میں یہ فیصلہ نہیں کیا جا سکا کہ وہ کس حیثیت کا مالک ہے۔ آیا اس کی شخصیت کو بہتر شکل میں لیا جا سکتا ہے یا پھر وہ ایک بدترین انسان ہے لیکن بعض اوقات بعض شخصیتیں کچھ اس انداز سے اُبھرتی ہیں اور کچھ اس طرح سامنے آتی ہیں کہ اپنے پیچھے صرف نفرتوں کی کہانی چھوڑ جاتی ہیں۔ ان کی اپنی شخصیت ان کی فطرت نفرتوں کے درخت اگاتی ہے اور لوگ سوچتے ہیں کہ ایسے بدکردار انسان کو بہتر انداز میں یاد کیا ہی نہیں جا سکتا لیکن وقت یہ ثابت کرتا ہے کہ ان کی اپنی ذات کوئی ایک ایسا لمحہ پلٹتی ہے جو ان ساری برائیوں کا خاتمہ کر دیتا ہے۔ شاید شیران کی زندگی میں بھی ایسا لمحہ آنے والا ہو۔ ممکن ہے اس کی زندگی کا کوئی خاص مقصد متعین کیا گیا ہو۔ بہر طور ابھی تک تو اس کے اندر کوئی ایسی خوبی نہیں پائی گئی تھی جس کی تعریف، توصیف کی جاتی۔ ہاں کسی بدکردار کی بھی جب کہانی بیان کی جاتی ہے تو اس میں سچائی کا دخل ہوتا ہے۔ اس کی بدکرداریوں کو بھی اسی طرح بے نقاب کیا جاتا ہے جیسے کسی اچھے انسان کی اچھائیوں کو... وہ جہاں بھی رہا جہاں بھی گیا اُس کے دل میں تباہ و بربادی سفر کرتی رہی۔ اپنے قبیلے میں تھا تو برائی کا نشان رہا۔ تراب زان کا سردار اس کی طرف سے ہمیشہ متفکر رہا اور اُسے ایسی نگاہوں سے دیکھتا رہا جیسے وہ تراب زان کے لیے کسی بہت بڑی تباہی کا پیش خیمہ بن جائے گا۔ صرف ایک عورت تھی اس روئے زمین پر جو شیران کو دنیا کا سب سے بہتر انسان سمجھتی تھی اور وہ تھی اس کی ماں۔ بلاشبہ شیران اپنی ماں کے لیے ایک اچھا انسان تھا حالانکہ وہ اسے بھی دھوکے دیتا رہتا تھا اور پہاڑوں میں بسنے والے درندے شکار کرنے کے لیے فریب دے کر جایا کرتا تھا لیکن حقیقت یہ تھی کہ ان درندوں سے دشمنی بھی محبت ہی کا عطیہ تھی۔ شیران کچھ بھی تھا، شاید اپنے باپ کو نہیں بھول سکا تھا۔ بھولا تو وہ اپنی ماں کو بھی نہیں تھا ورنہ اس کے دل میں انتقام کا لاوا مسلسل نہ پکتا رہتا بلکہ وہ عام شخصیتوں کی طرح اپنی ماں کی موت کو بھی بھول جاتا۔ بادشاہ خان نے اس کے ساتھ فریب کیا تھا اور اسی فریب کا جواب اس نے جس انداز میں دیا بے شک وہ بڑا تھا

انتقام کس کا تھا اور لیا کس سے گیا۔ یہ شیران کی فطرت کا ایک بدنما پہلو تھا لیکن بہر طور یہ بدنمائی اس کی شخصیت بن چکی تھی، وہاں سے نکلا کابل پہنچا۔ اس نے ہر اس شخص کو موت کے گھاٹ اُتار دیا جو کسی بھی طور اسے اپنی شخصیت کے لیے ذرا بھی تکلیف دہ یا نقصان دہ محسوس ہوا یا پھر اس کے دل نے اس شخص کی زندگی کو پسند نہ کیا۔ یہی اس کی برائی تھی۔ یاتان برومل جیسے نیک انسان کو اس نے بدترین موت مار دیا اور اس کے بعد سدھائش!۔ شیران کی زندگی میں ابھی تک کوئی ایسا پہلو نہیں آیا تھا جسے مثبت کہا جاتا لیکن اگر تجزیہ کیا جاتا تو یہ اندازہ کرنا بھی مشکل نہیں تھا کہ اس کے اندر کوئی ایسا جذبہ ضرور پوشیدہ ہے جس میں محبت کا کوئی عنصر باقی ہے۔ اس کا اظہار مارلینو سے ہوتا تھا۔ شاید یہ ساری دنیا میں اس نے اپنے ماں باپ کے بعد مارلینو ہی کی عزت کی تھی اور اس کے لیے اپنے آپ کو ہمیشہ ضبط کیے رکھا تھا۔ دوسرا نمبر اب اس کی زندگی میں ایرادتی کا تھا۔ پتہ نہیں کیوں وہ اپنی زندگی میں ایرادتی سے متاثر ہو گیا تھا اور یہ بات اس کے ذہن میں جڑ پکڑ چکی تھی کہ ایرادتی ہی وہ عورت ہے جو اس کی زندگی کی ساتھی بننے کے قابل ہے۔ کوئی اور نوجوان ہوتا تو اس فیصلے کے بعد اپنی تمام کوشش اس بات پر صرف کر دیتا کہ ایرادتی کو اپنی زندگی میں شامل کر لے لیکن وہ فطرتاً لاپروا تھا اور اس لاپروائی کی بنا پر اس نے ابھی تک اس سلسلے میں رانی ایرادتی سے کوئی خاص تقاضا نہیں کیا تھا۔

ایڈنا ڈمپل نے اس کے ساتھ پہاڑوں میں ایک عجیب و غریب وقت گزارا تھا اور اس دوران وہ اس سے اتنی متاثر ہو گئی تھی کہ اس کے ذہن و دل پر شیران چھا چکا تھا۔ اس کے حصول کے لیے ایڈنا ڈمپل کے ذہن میں بہت سے منصوبے آنے تھے لیکن اب یہاں آنے کے بعد صورتِ حال بالکل ہی بدل گئی تھی۔ مونی ماردین نے پتہ نہیں کس طرح اسے رام کر لیا تھا لیکن ایڈنا ڈمپل فطری طور پر یہ پسند نہیں کرتی تھی کہ شیران کسی اور کی زندگی میں اس طرح داخل ہو جائے اور اس کے لیے اب وہ دیوانگی کی حدود کو چھو چکی تھی۔ شیران کے تحفظ کا بندوبست اس نے تنظیم کے اغراض و مقاصد سے ہٹ کر خفیہ طور پر کیا تھا کیونکہ اسے صحیح صورتِ حال معلوم تھی۔ وہ جانتی تھی کہ بہت جلد تنظیم نعمان خان کو شیران کے مقابل کر دے گی حالانکہ شیران کی طرف سے ایڈنا ڈمپل کو بہت سی اُمیدیں تھیں لیکن لوہے کو لوہا کاٹتا ہے۔ نعمان خان بھی انہی پہاڑوں کا باشندہ تھا اور ممکن تھا کہ نعمان خان کسی طور شیران پر قابو پانے میں کامیاب ہو جاتا کیونکہ شیران ایک وحشی ضرور تھا لیکن چالاک گیدڑ نہیں تھا جبکہ نعمان خان کے بارے میں جو تفصیلات معلوم ہوئی تھی ان سے یہ اندازہ ہو جاتا تھا کہ وہ بے حد چالاک انسان ہے۔ جو شخص ایک اتنی بڑی قوت کو دھوکا دے کر ایک اتنی عظیم الشان مہم سرانجام دے سکے وہ احمق نہیں ہو سکتا۔ اگر شیران خان کو خطرہ تھا تو نعمان خان کی ذہانت سے تھا۔ جسمانی طور پر نعمان خان شاید اس کا مقابلہ نہ کر پاتا۔ اس لیے اس نے ہیتو سار کو اس علاقے میں روانہ کیا تھا اور اسے ہدایات جاری کی تھیں لیکن یہاں صورتِ حال مختلف ہو گئی تھی جو کچھ اسے معلوم ہوا تھا اسے سن کر ایڈنا ڈمپل نے فیصلہ کر لیا تھا کہ سب سے پہلے تو شیران کو مونی ماردین کے چکر سے نکالا جائے اور اس کے بعد کچھ اور سوچا جائے۔ اس کے لیے اس نے ہیتو سار ہی کا سہارا لیا اور ایک بار پھر اس سے رابطہ قائم کیا لیکن دوسری طرف صورتحال کچھ عجیب سی تھی۔ گولیاں چلنے کی آوازیں ٹرانسمیٹر پر صاف سنائی دے رہی تھیں لیکن اس کے بعد ہیتو سار نے ٹرانسمیٹر پر اس کا اشارہ وصول کیا اور اس نے پوچھا۔

"یہ سب کیا ہنگامہ ہے؟"

"بہت لطف آ رہا ہے میڈم بہت لطف آ رہا ہے۔ اس وقت تو میں اور میرے ساتھی ایک بستی کو لوٹ رہے ہیں۔ بستی والے شور مچا رہے ہیں۔ یہاں کی پولیس حرکت میں آ گئی ہے۔ ان کا خیال ہے کہ میں کوئی پہاڑی ڈاکو ہوں۔ وہ میرے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے بے چین ہیں لیکن ابھی تک وہ میری ہوا بھی نہیں پا سکے۔ بستی والوں سے میں نے اچھا خاصا سرمایہ اکٹھا کر لیا ہے۔ یہاں ایک بستی والے نے گولی چلانے کی کوشش کی تھی جس کا نتیجہ اُنھیں بھگتنا پڑ رہا ہے!"

"ہیتو سار، ہیتو سار کیا میں نے تمھیں ان تمام چیزوں کے لیے یہاں بلایا تھا؟"

"دیکھو میڈم، ہیتو سار کو جب تک تم کوئی حکم نہیں دیتیں، اس وقت تک اس کی آزادی میں رخنہ اندازی نہ کرو۔ ہم اپنے طور پر تفریحات کر رہے ہیں، اس کے بغیر ہماری زندگی ممکن نہیں ہے اور پھر یہاں آ کر تو ہمیں بہت لطف آ رہا ہے کہو کیا بات ہے۔ کیسے یاد کیا؟"

"میں تم سے کام لینا چاہتی ہوں ہیتو سار!"

"ہم آئے ہی اس مقصد کے تحت ہیں اور تم سے انحراف ہمارے لیے ممکن نہیں ہے میڈم، کہو کیا کام ہے ہم سے؟"

"سانگلی بستی کے بارے میں معلومات حاصل کرو اور اس کے اطراف میں پہنچ جاؤ۔ بہت جلد میں تمھیں دوسرا حکم دوں گی!"

"سانگلی بستی کے بارے میں ہم نے معلوم کر لیا ہے۔ وہ یہاں سے زیادہ دور نہیں ہے!"

"تو بس تم اس لوٹ مار کے کھیل کو ختم کر کے سانگلی بستی پہنچو۔ میں

تم سے کل دن میں کسی بھی وقت وہیں رابطہ قائم کرلوں گی۔ ممکن ہے میں خود تمھارے پاس پہنچ جاؤں۔"

"لیکن وہاں کسی خاص جگہ...؟"

"تم صرف وہاں چلے جاؤ۔ میں تمھیں اس علاقے میں تلاش کرلوں گی۔" ایڈنا ڈمپل نے جواب دیا۔

"او کے میڈم ہم آپ کے احکامات کے پابند ہیں۔ یہ سارا جھگڑا ختم کرکے ہم سانگلی پہنچ رہے ہیں۔" دوسری طرف سے جواب ملا اور ایڈنا ڈمپل نے ٹرانسمیٹر بند کرکے ایک طرف رکھ دیا اور اس کے بعد وہ تیاریوں میں مصروف ہوگئی۔ یہاں سے اس کے ساتھ جانے والے صرف چند افراد تھے جو اس کے خاص ہی آدمی تھے۔ اس نے مونی ماردین کے آنے سے پہلے ایراوتی پیلس چھوڑ دیا۔ اس نے اپنے ساتھ ایک ایسے شخص کو بھی لے لیا تھا جو ان اطراف کی رہنمائی کرسکتا اور اس شخص کا انتخاب اس نے خوب چھان بین کرکے کیا تھا۔ جے سنگھ کی موت کسی طور پر حیران کن نہیں ثابت ہوئی تھی۔ مونی ماردین نے اس کا نوٹس ہی نہیں لیا تھا۔ بس خاموشی سے جے سنگھ کی لاش ایک تابوت میں رکھ کر اس کے آبائی وطن پہنچادی گئی تھی۔

یہاں مونی ماردین نے اپنا اچھا خاصا اثر پھیلایا ہوا تھا اور مقامی حکومت اس کے لیے سب کچھ کررہی تھی۔ ایڈنا ڈمپل کا یہ پُراسرار سفر شروع ہوگیا۔ اس کے ذہن میں بے شمار منصوبے تھے۔ بس اگر ذرا سی اُلجھن تھی تو صرف یہی کہ مونی ماردین اس کے دل کا حال جان چکی تھی۔ اسے علم ہوچکا تھا کہ شیران ایڈنا ڈمپل کی پسند ہے اور یہ بات بھی کھل کر سامنے آگئی تھی کہ مونی ماردین بھی شیران کو چاہتی ہے چنانچہ وہ یقیناً ایڈنا ڈمپل پر نگاہ رکھے گی اور اگر حالات و شواہد سے پتہ چلا کہ اس نے خود ہی شیران کو یہاں سے فرار کراکے سانگلی کے علاقے میں بھیجا ہے تو پھر اس کے تحفظ کا بھی کوئی معقول بندوبست کرنا ہوگا۔ وہ یہ بھی سوچتی ہوگی کہ کہیں ڈمپل اس کی تلاش میں نہ گئی ہو۔ چنانچہ ایڈنا ڈمپل کو اس بات کا احساس تھا کہ راستے میں کسی بھی جگہ مونی ماردین کسی سازش سے واسطہ پڑسکتا ہے۔

اس نے ہر خطرے سے نمٹنے کا تہیہ کرلیا جو کچھ ہوگا، دیکھا جائے گا۔ اب کیا کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ وہ جنگلوں اور پہاڑوں میں سفر کرتی ہوئی سانگلی کی طرف بڑھتی رہی۔ اس کا ایک ایک لمحہ احتیاط میں گزر رہا تھا۔ صورتحال مختلف بھی ہوسکتی تھی لیکن ایڈنا کے اپنے دل میں چور تھا۔ اس لیے وہ تنظیم سے کوئی مدد نہیں لے سکتی تھی۔ یہ احساس بھی تھا کہ اگر تنظیم کو پتہ چل جائے کہ وہ اپنے اصل مقصد سے دوسرے چکر میں پھنس گئی تھی تو اب تک کے کیے کرائے پر پانی پھر جائے گا اور وہ موت کی سزا کی مستحق قرار پائے گی لیکن شیران کو چھوڑنا بھی ممکن نہیں ہے۔ کچھ بھی ہو جائے، حالات کچھ بھی ہوں، مونی ماردین شیران کی مالک نہیں بن سکتی۔ یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔"

جنگل خاصا گھنا اور دشوار گزار تھا لیکن سفر جاری رہا۔ راستے میں ابھی تک کوئی خاص خطرہ پیش نہیں آیا تھا اور وہ سنگھاسی ندی کی جانب بڑھ رہے تھے۔

اس دن چاند کی چودھویں تاریخ تھی۔ فضا میں تیز روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ درخت اس روشنی میں جھومتے نظر آرہے تھے کیونکہ موسم خوش گوار تھا اور روشنی میں ان کے راستے بند نہیں ہوتے تھے۔ چنانچہ وہ آگے بڑھتے جارہے تھے۔

ایڈنا ڈمپل کے ساتھیوں کو نیند نہیں آرہی تھی لیکن ایڈنا کے احکامات کے تحت وہ سفر کررہے تھے۔ گردھر آج کچھ خوفزدہ سا نظر آرہا تھا۔ دفعتاً ان لوگوں نے ایک چیتل کو دیکھا جو منہ اٹھائے آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہا تھا۔ قریب ہی پانی اور مٹی کی سوندھی سوندھی خوشبو محسوس ہوئی اور انھیں اندازہ ہوا کہ قریب ہی کوئی ندی یا پانی کا تالاب موجود ہے۔ چیتل کے رُخ کے ساتھ ساتھ انھوں نے بھی اپنا رُخ تبدیل کرلیا۔ گردھر ایک دم ہوش میں آگیا تھا۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

"ہوسکتا ہے کہ ہم سنگھاسی کے قریب ہوں۔"

"ہوسکتا کیا، تم ہماری رہنمائی کررہے ہو اور ہوسکنے کی بات کررہے ہو۔ پورے وثوق سے کیوں نہیں کہتے کہ ہم اس وقت کہاں ہیں؟"

گردھر خاموش ہوگیا۔ دفعتاً وہ ٹھٹک گیا۔ اس کی آنکھیں خوف سے پھیل گئی تھیں۔ سب ہی اس کی جانب متوجہ ہوگئے۔ انھوں نے بخوبی دیکھا تھا، چاندنی میں ایک بوڑھا لیکن طاقتور شیر ان سے کچھ فاصلے پر کھڑا اس چیتل کو گھور رہا تھا۔ شیر کو دیکھ کر ایک لمحے کے لیے ان سب کے اوسان خطا ہوگئے لیکن ایڈنا ڈمپل نے اپنی رائفل سنبھال لی۔ گردھر نے جلدی سے آگے بڑھ کر اس کے بازو پر ہاتھ رکھ دیا تھا۔

"میڈم... میڈم اگر نشانہ خطا ہوگیا تو پھر یہ ہم میں سے کسی کو نہیں چھوڑے گا۔" وہ آہستہ سے بولا۔

ایڈنا ڈمپل نے سرخ آنکھوں سے اسے گھورا اور پھر تند لہجے میں بولی۔ "کیا مطلب ہے تمھارا؟"

"ایک منٹ ایک منٹ... ایک منٹ انتظار کیجیے ایک منٹ انتظار کیجیے۔" وہ آہستہ سے بولا اور ایڈنا ڈمپل بجانے کیا سوچ کر رُک گئی۔ شیر نے ان کی طرف توجہ نہیں دی تھی۔ آہستہ آہستہ آگے بڑھتا ہوا وہ چیتل کے قریب پہنچ گیا اور دوسرے لمحے اس نے

چیتل پر حملہ کردیا۔ پھر اس نے چیتل کو منہ میں دبوچا اور بڑے اطمینان سے اٹھا کر جھاڑیوں کو چیرتا ہوا غائب ہوگیا۔ ایڈنا ڈمپل گہری گہری سانسیں لینے لگی تھی۔ پھر اس نے کہا۔

"آؤ ہم رُکے بغیر آگے بڑھیں گے۔ اگر سنگھاسی ندی قریب ہے تو وہاں ہمیں پہنچنا چاہیے۔" کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ شیر نگاہوں سے اوجھل ہوچکا تھا اور پھر چونکہ وہ شکار کو لے کر گیا تھا اس لیے اب اس کی واپسی کی کوئی توقع نہیں تھی۔

وہ جنگل کے اس حصے میں پہنچ گئے جہاں درخت کم جھاڑیاں اور بڑے پتھر زیادہ تھے۔ اونچے ٹیلوں کے درمیان کہیں کہیں غار بنے ہوئے دکھائی دیے۔ زمین چونکہ سخت اور خشک تھی۔ اس لیے یہاں کسی قسم کے نشانات نظر نہیں آتے تھے۔ گردھر نے ایڈنا ڈمپل کی طرف دیکھا اور بولا۔

"سرکار میری بات مان لیں۔ اب آگے کا سفر نہ کریں۔ رات کا وقت ہے اور چاندنی رات ہے جس طرح ہم انسان لطف اندوز ہوتے ہیں، اسی طرح جنگلی درندے بھی ایسی راتوں میں باہر نکل آتے ہیں اور خوب کلیلیں کرتے ہیں اور سرکار وہ... وہ... ان کی بھی تفریح یہی ہوتی ہے کہ شکار کریں اور عیش کریں۔ اس لیے ہمیں رُک جانا چاہیے ورنہ ہم لوگ موت کا شکار ہوجائیں گے۔"

"اوہ... اوہ گدھے... چلو ٹھیک ہے۔ کوئی غار تلاش کرلو اور اسے صاف ستھرا کرکے آرام کے لیے تیار کرلو۔" ایڈنا ڈمپل نے کہا۔

"جس مقام پر وہ کھڑی تھی، وہاں سے بیس پچیس فٹ کے فاصلے پر دس بارہ درخت نظر آرہے تھے۔ قریب ہی ایک ٹیلہ تھا جس کے اندر ایک غار بنا ہوا تھا لیکن اس میں زیادہ گنجائش نہیں تھی۔ صرف چند افراد ہی اس میں سما سکتے تھے چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا۔

ایڈنا نے غار کے اندر پناہ لی اور اس کے ساتھ ہی جو باقی بچ گئے تھے، وہ غار کے سامنے کے حصے میں آرام کرنے کے لیے بیٹھ گئے۔ گردھر گھٹنوں میں سر دیے آنکھیں بند کرکے بیٹھ گیا تھا۔ ایڈنا ڈمپل کی نگاہیں یونہی درختوں کی جانب لگی ہوئی تھیں۔ دفعتاً اسے احساس ہوا کہ ان درختوں کے پیچھے کوئی جانور موجود ہے۔ یقیناً کوئی درندہ ہی ہوگا کیونکہ ایک سیکنڈ سے بھی بہت کم وقفے میں ایڈنا نے اس کی چمکتی آنکھیں دیکھ لی تھیں۔ وہ زمین پر لیٹ گئی۔ ایک لمحے تک کچھ سوچتی رہی۔ پھر آہستہ سے باہر نکل آئی اور آہستہ آہستہ درختوں کی طرف رینگنے لگی۔ ابھی اس نے بمشکل چھ یا سات فٹ کا فاصلہ طے کیا تھا کہ دفعتاً اس کی نگاہ سیاہ چیونٹیوں کی ایک لمبی قطار پر پڑی جو ان درختوں کی جانب جارہی تھی۔ اس نے غور سے دیکھا... درختوں کے پاس کسی جانور کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ اور اس لاش کے قریب ہی ایک چیتا چپ چاپ کھڑا ایڈنا کو دیکھ رہا تھا۔ چیتے کو دیکھ کر ایڈنا رُک گئی۔ اس نے اپنی رائفل سنبھال لی۔ اسے اپنی بصارت پر شبہ ہونے لگا تھا۔ وہ اندازہ لگا رہی تھی کہ واقعی یہ چیتا ہے یا کوئی اور جانور ہے لیکن وہ چیتا ہی تھا۔ چاند کی مدھم روشنی میں اس کی چمکتی کھال پر سیاہ دھبے ایڈنا کو صاف دکھائی دے رہے تھے۔ بہرطور چیتے کو شکار کرنے کا یہ بہترین موقع تھا۔ پھر اس نے فائر کرنے کے لیے رائفل اٹھائی ہی تھی کہ دائیں جانب سے ایک چرخ نمودار ہوا۔ چیتے نے چرخ کو دیکھا اور چند قدم آگے بڑھ کر غرایا۔ چیتے کی آواز سن کر چرخ زور سے چلایا اور بدحواسی سے بھاگتا ہوا سیدھا ایڈنا کی طرف دوڑ پڑا۔

اب ایڈنا کے لیے سنبھلنا ذرا مشکل کام تھا۔ دوسری طرف گردھر اور اس کے ساتھی بدحواسی سے چیخ پڑے تھے۔ ایڈنا ایک لمحے کے لیے سنبھلی، چیتے پر گولی چلانے کے بجائے اس نے دھائیں سے چرخ پر فائر جھونک دیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ چرخ تو وہیں ڈھیر ہوگیا اور چیتا گرجتا ہوا جنگل میں غائب ہوگیا۔

گردھر اور اس کے ساتھی خوفزدہ انداز میں کھڑے ہوئے تھے۔ دہشت سے ان کے بدن کانپ رہے تھے، دیر تک چیتے کی آواز جنگل میں سنائی دیتی رہی۔ چیتے کے یوں صحیح سلامت فرار ہوجانے کی وجہ سے ایڈنا ایک لمحے کے لیے کھو سی گئی تھی۔ پھر اس نے آگے بڑھ کر اس جانور کی نعش کو دیکھا۔ یہ نعش نیل گائے کی تھی لیکن اب یہ خطرہ تھا کہ رات کے پچھلے پہر بھوک سے بے تاب ہوکر وہ دوبارہ ادھر آئے گا۔ گردھر اور ایڈنا کے ساتھی اس کے قریب پہنچ گئے۔ گردھر نے وہ نعش دیکھی اور آہستہ سے بولا۔

"سرکار... یہ... یہ بہت برا ہوا۔ دیکھیے شیر کے دانتوں کے نشان اس کی گردن پر موجود ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے شیر نے نیل گائے ماری اور اسے گھسیٹتا ہوا یہاں تک لے آیا لیکن اس کے بعد نجانے کیا ہوا کہ وہ اپنے شکار کے گوشت سے پیٹ بھرے بغیر چلا گیا اور چیتے کو آنے کا موقع مل گیا۔" گردھر ابھی اتنا ہی کہہ پایا تھا کہ دفعتاً چند گیدڑ شور مچاتے ہوئے نکلے اور ایک طرف بھاگ گئے۔ ایڈنا نے ایک بار پھر رائفل سنبھال لی تھی۔ تھوڑے ہی فاصلے پر گھاس ہل رہی تھی جس سے اندازہ ہوتا تھا کہ کوئی بڑا جانور آہستہ آہستہ گھاس پر چل رہا ہے۔ دفعتاً گردھر کی بھیانک آواز ابھری۔

"شیر... شیر... بھاگو شیر..." پھر وہ پاگلوں کی طرح ایک درخت

کی طرف دوڑا لیکن ٹھوکر کھا کر گرا اور وہیں پڑے پڑے چیخنے لگا۔ ایڈنا کی سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ وہ کیا کرے۔ اس کے ساتھی بھی بے اختیار غار کی جانب دوڑ پڑے تھے۔

دوسرے لمحے گھاس میں سے ایک قوی ہیکل شیر برآمد ہوا اور گردھر کی جانب لپکا۔ ایک ہی جست میں اس نے گردھر کو جا لیا تھا۔ گردھر کی بھیانک آواز دو تین بار سنائی دی اور اس کے بعد خاموشی چھا گئی۔ یہ حادثہ اتنی سرعت سے پیش آیا تھا کہ سب کے دماغ ماؤف ہو گئے تھے۔ ایڈنا نے اندھا دھند شیر پر گولی چلائی۔ شیر جھنجلا کر اس کی طرف پلٹا لیکن پھر فوراً ہی رخ بدل کر ایک طرف دوڑ پڑا۔ ایڈنا نے ایک اور فائر کر دیا تھا لیکن شیر کی آواز پھر سنائی نہ دی۔ پیچھے موجود لوگ بے اختیار غار کے اندر جا گھسے تھے، ایڈنا کو اس طرح نڈر انداز میں وہاں کھڑے دیکھ کر کچھ شرمندہ سے ہوئے اور پھر واپس پلٹ کر جلدی سے اس کے قریب پہنچ گئے۔ ایڈنا نے ان کی جانب کوئی توجہ نہیں دی تھی۔ وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھی اور گردھر کے قریب پہنچ گئی جو اب بالکل سرد ہو چکا تھا۔

*

بیتو سار فطرتاً درندہ تھا۔ بنکاک، ہانگ کانگ اور اس کے نواح میں غنڈہ گردی اور قتل و غارت گری اس کا پیشہ تھا۔ اس کے گروہ میں شامل افراد بھی اس کی فطرت کے مالک تھے۔ انھوں نے اپنے لیے کوئی خاص لائن منتخب نہیں کی تھی۔ بس جہاں جن حالات میں بھی دولت کمانے کے مواقع میسر آ جاتے تھے لیکن باقاعدہ پولیس مقابلے کی انھوں نے کبھی کوشش نہیں کی تھی۔ چالاک تھے، اس لیے قانون کے رکھوالوں سے بچنے کی کوششیں کرتے رہتے تھے۔ البتہ عام آدمیوں کے بارے میں انھوں نے اس بات کا اندازہ اچھی طرح لگا لیا تھا کہ وہ امن پسند ہوتے ہیں اور ان میں بہت کم ایسے ہوتے ہیں جو جلے دل کے ہوں اور زندگی کی بازی لگا کر اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کریں۔ آج تک بیتو سار نے جو اندازہ لگایا تھا، وہ یہی سب کچھ تھا یا پھر بیتو سار کی تقدیر ہی یاور تھی کہ اسے کبھی خطرناک ترین حالات سے سابقہ نہیں پڑا تھا اور وہ ہر جگہ کامیاب اور کامران رہا تھا۔ ایڈنا ڈمپل نے اسے بہترین معاوضے پر اپنے لیے مخصوص کیا تھا۔ بیتو سار اور اس کے ساتھیوں کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوا تھا اور انھوں نے اس کی پیش کش قبول کر لی تھی لیکن ہندوستان کے اس علاقے میں پہنچنے کے بعد بیتو سار کے لیے خود کو سنبھالنا ممکن نہ ہوا۔ ان چھوٹی چھوٹی بستیوں کے سادہ دل لوگوں کو خوفزدہ کر کے ان سے بہت کچھ حاصل کر لینا تو بہت آسان

کام تھا کہ بیتو سار اس سے باز نہ رہ سکا۔ اس نے قرب و جوار کی کئی بستیوں میں ڈاکے ڈالے اور اپنے لیے ہر قسم کی آسائشیں فراہم کریں۔ وہ اپنی ان کوششوں سے بہت خوش تھا لیکن بہرصورت اسے یہ احساس بھی تھا کہ یہاں وہ ایڈنا ڈمپل کے کام سے آیا ہے چنانچہ جب ٹرانسمیٹر پر ایڈنا ڈمپل نے اسے سانگلی بستی کے نواح میں پہنچنے کی ہدایت کی تو اس نے انکار نہ کیا بلکہ معاہدے کے تحت پورے خلوص کے ساتھ اس علاقے کی جانب چل پڑا۔

سفر تیز رفتاری سے کیا گیا تھا۔ یہ لوگ گھوڑے حاصل کرنے میں باآسانی کامیاب ہو گئے تھے جن پر بیٹھ کر وہ ڈاکے ڈالتے تھے۔ چنانچہ سانگلی بستی کے علاقے کا سفر بہت زیادہ دشوار کن ثابت نہ ہوا۔ ہاں یہاں بیتو سار کو درندوں سے ہوشیار رہنا پڑا۔ جنگل میں داخل ہونے کے بعد اسے احساس ہوا کہ بڑا غلط علاقہ ہے یہ... اور کسی بستی کی بجائے جنگل میں رہنا ممکن نہیں ہے۔ بہت سے ایسے حادثے پیش آتے آتے رہ گئے جو ان میں سے کسی کی جان لے سکتے تھے اور اس احساس کے تحت بیتو سار نے بستیوں کی تلاش شروع کر دی۔ چنانچہ ایک جگہ اسے ایک چھوٹی سی بستی نظر آئی اور وہ بستی میں داخل ہو گیا۔

سیدھے سادے لوگوں کی بستی تھی۔ کھیت بستی کے اطراف میں پھیلے ہوئے تھے اور ان کے بعد جنگلوں کا سلسلہ شروع ہوتا تھا۔ یہاں بیتو سار نے کس قدر شرافت سے کام لیا اور اپنے آپ کو شکاری بتایا جو جنگلوں میں شکار کھیلنے آیا تھا۔ معصوم کسانوں نے اس کا استقبال کیا۔ اسے رہنے کے لیے ایک جگہ دے دی گئی لیکن بچھو کا کام ڈنک مارنا ہے۔ بیتو سار ابھی بستی میں رک کر نواحی بستیوں کے بارے میں معلومات حاصل کر رہا تھا اور یہ اندازہ لگانا چاہتا تھا کہ سانگلی بستی اب یہاں سے کتنی دور ہے۔ ایک رات شراب کے نشے میں بدمستی کا شکار ہو گیا اور اپنی عادت کے مطابق چند جھونپڑوں میں آگ لگائی اور اس کے بعد فائرنگ کرتا ہوا بستی میں گھس گیا۔

بستی میں چیخ و پکار مچ گئی تھی۔ بیتو سار اور اس کے ساتھی ایک جھونپڑے میں گھس گھس کر اپنے مطلب کی چیزیں تلاش کر رہے تھے۔ انھوں نے وہاں خوب لوٹ مار کی۔ تین لڑکیوں کو پکڑ لیا۔ اس کے بعد وہ واپسی کے لیے مڑ گئے۔

بستی سے نکلنے کا ایک ہی راستہ تھا۔ باقی بستی تین طرف سے جھونپڑوں سے گھری ہوئی تھی۔ جب وہ اس راستے کے قریب پہنچے تو [illegible] خوفناک فائرنگ کا سامنا کرنا پڑا۔ فائرنگ سے د[illegible]

گھوڑوں کی ٹانگیں بے کار ہوگئیں اور دو آدمی گھوڑوں سے گر گئے۔

بیتو سار اور اس کے آدمی رُک گئے۔ اُنھوں نے فائرنگ کرنے والے کو دیکھا اور پھر اُنھیں دفعتاً وہ جگہ نظر آگئی جہاں سے فائرنگ کی جارہی تھی۔ بستی کے کنارے ایک چھوٹا سا ٹیلہ تھا جس پر سے یہ فائرنگ ہورہی تھی۔ بیتو سار نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ اس ٹیلے کو چاروں طرف سے گھیر لو اور اُس کے آدمی ٹیلے کے چاروں طرف پھیل گئے۔ جو لوگ زخمی گھوڑوں سے نیچے گر گئے تھے، وہ پیدل ہی ٹیلے کی طرف بڑھنے لگے۔ اُنھوں نے ٹیلے کو گولیوں کی زد پر رکھ لیا لیکن ٹیلے سے ایسے ایسے نشانے لگائے گئے کہ بیتو سار کو چھٹی کا دودھ یاد آگیا۔ اس کے دو آدمی وہیں ہلاک ہوگئے تھے۔ یہ پہلا موقع تھا کہ بیتو سار کو اپنے دو آدمیوں کی جان سے ہاتھ دھونے پڑے تھے۔ وہ ایک لمحے کے لیے رُکا اور اُس نے اپنے آدمیوں کو سمٹ آنے کا اشارہ کیا۔ ان دو آدمیوں کی موت نے اس پر بہت زیادہ اثر ڈالا تھا۔ اتنا پاگل نہیں تھا کہ دو آدمیوں کی موت کی بعد بھی ٹیلے کی طرف بڑھتا رہتا اور اپنے آپ کو موت کے حوالے کر دیتا۔ چنانچہ اس نے ایک لمحے میں فیصلہ کر لیا اور اپنے ساتھیوں کو بھاگ چلنے کا حکم دیا لیکن ابھی وہ چند ہی قدم چلا تھا کہ عقب سے اس کے اُوپر گولیاں برسنے لگیں۔ بیتو سار پریشان ہوگیا تھا۔ گھوڑوں پر لڑکیاں بھی لدی ہوئی تھیں لیکن پیچھے آنے والا گھوڑا جو تنہا تھا، مسلسل ان کے قریب آتا جارہا تھا۔ تب بیتو سار نے حکم دیا کہ لڑکیوں کو گھوڑوں سے پھینک دیا جائے اور بے چاری دیہاتی لڑکیوں کو بے دردی سے گھوڑوں پر سے نیچے لڑھکا دیا گیا لیکن وہ بلا مسلسل اُن کے پیچھے چلی آرہی تھی۔ فاصلہ اس نے جان بوجھ کر اتنا رکھا تھا کہ گولیوں کی زد سے بچا جاسکے۔

بیتو سار اور اُس کے ساتھی پلٹ پلٹ کر گولیاں چلا رہے تھے لیکن نجانے وہ چھلاوہ کس قسم کا تھا، وہ مسلسل اُن کی گولیوں سے بچتا چلا آرہا تھا۔ اب بیتو سار اور اس کے آدمیوں کے لیے یہ ممکن نہیں تھا کہ وہ بستی میں داخل ہوں۔ بستی میں داخل ہونے کے بعد ان کا نکلنا اور مشکل ہو جاتا کیونکہ یہ بلا جو پیچھے لگ چکی تھی، وہ کسی طرح اُن کا پیچھا چھوڑنے پر آمادہ نہیں تھی۔ چنانچہ اس نے یہ سوچ کر جنگلوں کا رُخ کیا کہ جنگلوں میں اسے گھیرنے میں آسانی ہوگی اور تھوڑی دیر کے بعد وہ راستہ بدل کر ہر دوئی کے جنی علاقے کی طرف چل پڑا۔

سیاہ رنگ کا گھوڑا مسلسل اس کے پیچھے چلا آرہا تھا۔ تاروں کی دھندلی چھاؤں میں وہ اس گھوڑے کو بخوبی دیکھ سکتے تھے۔ کبھی کبھی اس پر سے کوئی فائر ہوتا اور بیتو سار اور اس کے آدمیوں کو یُوں محسوس ہوتا کہ بس تقدیر ہی یاور تھی کہ وہ بچ گئے، ورنہ گولی ان کے بالکل قریب سے گزر جاتی تھی۔

تھوڑی دیر کے بعد وہ گھنے درختوں کے جھنڈ میں داخل ہوگئے۔ اب اُنھیں ایسی پناہ گاہوں کی تلاش تھی جہاں سے وہ اس گھڑسوار پر نگاہ رکھ سکیں۔ اس سلسلے میں بیتو سار نے اپنے آدمیوں کو چیخ چیخ کر ہدایات دیں۔ چنانچہ تھوڑے تھوڑے فاصلے کے بعد گھوڑے چھوڑ دیے گئے اور وہ لوگ ایسے درختوں کی شاخوں میں لٹک گئے، جن کے اُوپر پناہ لی جاسکے۔ وہ شاخوں پر چڑھ کر سنبھل کر بیٹھ گئے۔ ان کی رائفلیں تیار تھیں لیکن اب گھڑسوار اُنھیں نظر نہیں آرہا تھا۔ ان کے اپنے گھوڑے چاروں طرف بھٹکتے پھر رہے تھے۔ بارہا ایسا ہُوا کہ اُنھوں نے اپنے ہی کسی گھوڑے پر فائرنگ کر دی اور گھوڑے کی ہنہناہٹ کی آواز اور پھر دلخراش چیخ سُنائی دی۔ اس طرح اُنھوں نے اپنے ہی کئی گھوڑے ہلاک کر دیے۔

کافی دیر گزر گئی۔ تب بیتو سار نے سوچا کہ ممکن ہے اس شخص نے جنگل میں داخل ہونے کی کوشش نہ کی ہو اور جنگل سے باہر ہی رُک گیا ہو۔ تھوڑی دیر تک وہ اسی طرح خاموش بیٹھا رہا۔ پھر اُس نے قریبی درخت پر اپنے ایک آدمی کو آواز دی اور اس سے کہا کہ وہ نیچے اُتر کر صُورتِ حال کا جائزہ لے۔ بیتو سار کے آدمی نے اس کی ہدایت پر عمل کیا۔ وہ درخت سے نیچے اُترا۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دُور گیا تھا کہ دفعتاً ایک سمت سے شعلہ لپکا اور دُوسرے لمحے بیتو سار کا آدمی اُچھل کر وہیں ڈھیر ہوگیا۔ بیتو سار اور اُس کے آدمیوں نے درختوں پر سے فائرنگ شروع کر دی اور پاگلوں کی طرح گولیاں برساتے رہے۔ ذرا سی دیر میں اُنھوں نے کافی گولیاں ضائع کر دی تھیں لیکن اُنھیں ان گولیوں کا نتیجہ معلوم نہیں ہوسکا کہ ان کے مدِمقابل کو ان سے کوئی نقصان پہنچا یا نہیں۔ بیتو سار کا ایک اور آدمی ختم ہوگیا تھا۔ اَب اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا کرے۔ کافی دیر تک پھر خاموشی رہی۔ اس کے بعد بیتو سار نے ہمت کر کے دوبارہ اپنے ایک ساتھی کو آواز دی لیکن آواز اس کے حلق سے نکلی ہی تھی کہ دفعتاً ایک گولی درخت کے تنے میں پیوست ہوگئی جس پر وہ موجود تھا۔ بیتو سار نے بدحواسی میں نیچے چھلانگ لگا دی تھی اور ایک بار پھر اس نے پاگلوں کی طرح فائرنگ شروع کر دی لیکن اب وہ دہشت زدہ ہوچکا تھا۔ وہ شخص جو اُن کے تعاقب میں یہاں تک آیا تھا۔ پتہ نہیں کس جگہ چھپا ہُوا تھا۔ نہ جانے کیا بلا تھا وہ، کون تھا؟ بستی میں تو کسی ایسے آدمی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔

بیتو سار کو بہت ہی خوف محسوس ہونے لگا تھا۔ اس کے آدمیوں کی بھی بُری حالت تھی۔ دفعتاً اس کے ایک آدمی کا پاؤں پھسلا اور وہ نیچے گرنے لگا۔ اس کے بعد جو کچھ ہُوا وہ ناقابلِ یقین تھا

بیتو سار کا آدمی درخت کی جڑ تک پہنچنے بھی نہ پایا تھا کہ دفعتاً دو گولیاں اس کے بدن میں آکر پیوست ہوگئیں۔ نشانہ بازی کا یہ کمال ناقابلِ یقین تھا۔ اس شخص نے درحقیقت بیتو سار اور اس کے آدمیوں کو چھٹی کا دودھ یاد دلا دیا تھا۔ اس آدمی کی موت نے ان کے رہے سہے حواس بھی چھین لیے اور وہ درختوں سے کُود کُود کر جدھر مُنہ اُٹھا اُدھر بھاگنے لگے۔ بیتو سار کی بھی اب یہاں رُکنے کی ہمت نہیں رہی تھی۔ وہ دیوانوں کی طرح دوڑنے لگا اور بہت سی گولیوں نے اس کا تعاقب کیا لیکن تقدیر یاور تھی کہ وہ بچ گیا۔ کافی دیر تک وہ جنگل میں دوڑتا رہا۔ اسے کوئی اندازہ نہیں تھا کہ وہ کہاں جارہا ہے۔ بس اسے اپنے چاروں طرف بھوت ہی بھوت نظر آرہے تھے۔ ہر جھاڑی اور ہر تنے کے پیچھے سے اسے یہ احساس ہوتا تھا کہ ابھی ایک شعلہ چمکے گا اور اس کے بدن میں کوئی نہ کوئی سُوراخ ہوجائے گا۔ اس قدر خوف و دہشت اس نے کبھی محسوس نہیں کی تھی۔ اس کے آدمی بھی اس کے پیچھے دوڑ رہے تھے اور بیتو سار ان کے دوڑنے کی آوازیں سُن رہا تھا۔ پھر ایک جگہ وہ لوگ رُکے۔ کافی دیر سے کوئی فائر نہیں ہُوا تھا۔ سانس دھونکنی کی طرح چل رہی تھیں، اس وقت صرف چار آدمی بیتو سار کے پاس موجود تھے۔ باقی نجانے کیا ہُوئے کس طرف گئے۔ بیتو سار کو اُن کے بارے میں کوئی اندازہ نہیں تھا۔

وہ پانچوں رُک کر کتے کی طرح ہانپنے لگے۔ چند لمحات کے بعد جب اُن کے حواس بحال ہُوئے تو بیتو سار نے کہا۔

"یہ... یہ کوئی انسان نہیں معلوم ہوتا۔ یقیناً یہ کوئی انسان نہیں ہے۔ ان جنگلوں میں ہمارے لیے بڑی مشکلات پیش آئیں گی۔"

"چیف ہمارے پاس تو ایمونیشن بھی ختم ہوگیا ہے۔" اس کے ساتھیوں نے بتایا۔

"ہاں، ہم کتنی دیر سے اُس پر فائرنگ کر رہے ہیں۔ اس سے زیادہ ایمونیشن ہمارے پاس نہیں تھا۔"

"تت تو... تو..." بیتو سار نے اپنی پیٹی میں کارتوس تلاش کیے اور یہ دیکھ کر اس کے حواس بالکل جواب دے گئے کہ اب اس کی پیٹی میں صرف دو کارتوس رہ گئے تھے۔ البتہ بھرا ہُوا پستول اُس کے لباس میں موجود تھا۔ پستول اس کے دو ساتھیوں کے پاس بھی تھے۔ بیتو سار نے وہ دونوں کارتوس احتیاط سے رائفل میں چڑھائے اور پھر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔

"میرا خیال ہے وہ پیچھے رہ گیا ہے؟"

"کیا کہا جاسکتا ہے چیف۔" اس کے ساتھیوں نے ڈری ڈری آواز میں کہا۔

"ہمارے تمام ساتھی مارے گئے ہیں کیا؟"

"پتہ نہیں لیکن آج ہمیں جو نقصان ہُوا ہے، اُس نے ہماری کمر توڑ دی ہے، یُوں سمجھیں کہ ہمارا گروہ..."

"اوہ بکواس بند کرو۔ جو کچھ ہُوا ہے، اس کے بارے میں بعد میں سوچیں گے۔ پہلے یہ سوچو کہ ہم جان بچا کر یہاں سے کس طرف نکل سکتے ہیں؟"

"چیف ہمیں ساتھ ساتھ ہی رہنا چاہیئے۔ جتنی دُور یہاں سے جاسکتے ہیں، چلتے رہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ ہمارے پیچھے ہی آجائے۔"

"لیکن وہ ہے کون...؟"

"کیا کہا جاسکتا ہے چیف۔ جلدی چلیئے آگے بڑھیے۔ یہاں رُکنا ٹھیک نہیں ہے"

"آواز پیدا کیے بغیر آگے بڑھتے رہو۔" بیتو سار نے کہا اور وہ لوگ بہ آہستگی آگے بڑھتے رہے۔ پتہ بھی کھڑکتا تو ان کے بدن دہشت سے سرد ہوجاتے۔ تقریباً دو یا تین گھنٹے تک وہ مسلسل سفر کرتے رہے۔ رات ختم ہوتی جارہی تھی اور درختوں کے اُوپر آسمان کی دھندلاہٹ میں روشنی کی کرنیں نمُودار ہونے لگی تھیں۔ صبح ہونے کو تھی۔ وہ چلتے رہے۔ پھر ایک جگہ تھک کر گر پڑے۔ اب ان میں اتنی سکت نہیں تھی کہ آگے بڑھ سکتے لیکن وہ گرے ہی تھے کہ دفعتاً ایک اور فائر ہُوا اور گولی بیتو سار کے ایک ساتھی کو چاٹ گئی۔ اتنی دیر تک مسلسل سکوت کے بعد یہ گولی ان کے حواس پر آخری تازیانہ ثابت ہُوئی تھی۔

بیتو سار نے ہاتھ پاؤں ڈال دیے۔ اب ان میں بھاگنے کی سکت بھی نہیں رہی تھی جس آدمی کے گولی لگی تھی۔ وہ بُری طرح تڑپ رہا تھا۔ گولی اس کے سر میں لگی تھی اور سر کے چیتھڑے اُڑ گئے تھے۔ بیتو سار نے ہراساں نگاہوں سے چاروں طرف دیکھا، پھر اپنے ساتھیوں کی جانب دیکھنے لگا۔

وہ تینوں اس طرح زمین پر بے سُدھ پڑے تھے جیسے مر گئے ہوں۔ ان کے حواس جواب دے گئے تھے۔ ایک اور گولی چلی اور بیتو سار کا ایک آدمی پاؤں پکڑ کر اُچھلنے لگا۔ وہ اُٹھا اور پھر نیچے گرا۔ پھر دوبارہ اُٹھا لیکن دوبارہ اُٹھنا اُس کے لیے سُودمند نہ ہوا۔ ایک اور گولی چلی اور اُس کی گردن توڑتی ہُوئی دُوسری طرف نکل گئی۔ اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ لوگ پھر بھاگیں۔ شیطان یہاں بھی آپہنچا تھا۔ اب وہ صرف تین رہ گئے تھے۔ یہاں تک کہ صبح کی روشنی نمُودار ہوگئی۔ بیتو سار نے اپنی رائفل پھینک دی اور تینوں نے پستولیں نکال لیں اور حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہوگئے۔ وہ ایک چوڑے درخت کے پاس بیٹھ کر گہری گہری سانسیں لینے لگے تھے۔ اب ان کے انداز سے

موت کی مایوسی جھلک رہی تھی۔

*

مونی ماردین بے حد چالاک عورت تھی۔ جے سنگھ کی موت کا اس نے کوئی نوٹس نہیں لیا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ جے سنگھ کو کس نے ہلاک کیا ہے۔ جے سنگھ تھا بھی اسی قابل۔ مونی اگر چاہتی تو ایڈنا ڈمپل کو اس سلسلے میں ملوث کر سکتی تھی اور اسے مشکلات کا شکار بنا سکتی تھی لیکن وہ کچی گولیاں نہیں کھیلے ہوئے تھی۔ جانتی تھی کہ ایڈنا ڈمپل اس چھوٹے سے واقعے سے بہ آسانی نکل سکتی ہے لیکن وہ اسی احساس کا شکار ہو جائے گی کہ مونی ماردین اس کی طرف سے بدظن ہے اور اسے کوئی شبہ ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ جے سنگھ کو جو سزا ملی تھی اس سے مونی ماردین مطمئن تھی۔ وہ اسی قابل تھا۔ بہرطور ایڈنا ڈمپل کی روانگی کے لیے اس نے انتہائی مناسب بندوبست کیا تھا اور کوئی ایسی کسر نہیں چھوڑی تھی جس کی وجہ سے ایڈنا ڈمپل کسی احساس کا شکار ہو سکے۔ ہاں ایڈنا ڈمپل کے روانہ ہونے کے بعد جب اسے یہ اطلاع ملی کہ ڈمپل جنگل کے علاقوں میں داخل ہو گئی ہے تو وہ خود بھی تیار ہو گئی۔ اس نے اپنے آدمیوں کو اس کام کے لیے منتخب کر دیا تھا اور انھیں ایڈنا ڈمپل کی نگرانی کے لیے مصروف کر دیا تھا۔ چنانچہ جب ایڈنا ڈمپل جنگلوں میں داخل ہوئی تو مونی ماردین کو ٹرانسمیٹر پر اس کی اطلاع مل گئی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ ڈمپل نے کوئی اور چال نہیں چلی تھی اور اس کے بعد وہ خود بھی چل پڑی۔ وہ ڈمپل جیسی خطرناک عورت کو نگاہوں سے اوجھل نہیں کرنا چاہتی تھی۔ معاملہ شیران کا تھا اور حقیقت تھی کہ شیران، مونی ماردین کے لیے بہت ہی اہم حیثیت رکھتا تھا۔ اسی کے لیے وہ تنظیم کے اغراض و مقاصد سے ٹکرا گئی تھی حالانکہ یہی کیفیت ایڈنا ڈمپل کی بھی تھی لیکن مونی ماردین اپنے آپ کو اس میں حق بجانب بھی سمجھتی تھی کیونکہ شیران خود اس کی طرف متوجہ تھا۔

ہکنس اور اس کے چار ساتھی جو بہترین شکاریوں میں شمار ہوتے تھے، مونی ماردن کے ساتھ چل پڑے۔ مونی ماردین چونکہ ان علاقوں کے چپے چپے سے واقف تھی۔ اس لیے ایڈنا ڈمپل کی بہ نسبت وہ نہایت مہارت سے جنگلوں میں سفر کرنے لگی۔ زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ اس نے ایڈنا ڈمپل کو جا لیا۔ وہ اتنے فاصلے سے ایڈنا ڈمپل کا تعاقب کر رہی تھی کہ ایڈنا ڈمپل کے فرشتوں کو بھی اس کا اندازہ نہیں ہو سکتا تھا۔ خاص طور سے راستوں کی واقفیت مونی ماردین کی معاون تھی چنانچہ اس نے ایسے نشیبی راستے اختیار کیے جن سے ایڈنا ڈمپل تو واقف نہیں تھی لیکن وہ بہ آسانی ایڈنا ڈمپل پر نگاہ رکھتی ہوئی آگے بڑھ سکتی تھی۔ ایڈنا ڈمپل جس انداز میں سفر کر رہی تھی اس میں اناڑی پن تھا۔ اس سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ وہ جنگلوں کی زندگی سے مکمل طور پر واقف نہیں ہے جبکہ مونی ماردین اس دوران سیر اور شکار کے ذریعے اس علاقے کے ایک ایک چپے سے واقف ہو گئی تھی۔

سفر جاری رہا۔ ایڈنا ڈمپل کو اس وقت تک کوئی پریشانی نہیں آئی تھی لیکن مونی ماردین نے وہ رات بھی دیکھی جب گردھر موت کا شکار ہوا تھا اور یہ ایڈنا ڈمپل کے لیے درحقیقت پریشان کن سانحہ تھا کیونکہ گردھر کی موت کے بعد اول تو اس کا ایک ساتھی کم ہو گیا تھا۔ دوم یہ کہ اسے راستے کا کوئی اندازہ نہیں تھا۔ مونی ماردین خاموشی سے اسے سفر کرتی دیکھتی رہی۔ وہ خود بھی بڑی احتیاط سے اس کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔ مقصد یہی تھا کہ ایڈنا ڈمپل کا انجام دیکھ لے۔ اسے یقین تھا کہ اگر ایڈنا ڈمپل اسی طرح پہاڑوں میں بھٹکتی رہی تو جنگلی درندوں کا شکار ہو جائے گی۔ اس وقت تک اس صورتِ حال میں مونی ماردین نے فیصلہ نہیں کیا تھا کہ اسے ایڈنا ڈمپل کی مدد کرنی چاہیے یا نہیں۔ لیکن اگر ایسا ہو گیا تو وہ کم از کم ایڈنا ڈمپل کی لاش کو یہاں سے ضرور لے جانا چاہتی تھی تاکہ تنظیم کو اس کے بارے میں تفصیلات بتائی جا سکیں اور کہا جا سکے کہ ڈمپل نے خودسری سے کام لیتے ہوئے اس کی مدد کے بغیر جنگلوں میں آوارہ گردی شروع کر دی تھی اور اس طرح وہ جنگلی درندوں کا شکار ہو گئی۔ مونی ماردین کو اس وقت ڈمپل سے کوئی ہمدردی نہیں تھی جبکہ دوسری صورت میں وہ تنظیم کے ایک ایک فرد کی زندگی سے دلچسپی رکھتی تھی۔

رات ہو گئی۔ پھر دوسرا دن آ گیا۔ پھر دوسری رات ہو گئی۔ اس طرح سے وقت گزرتا رہا۔ ایڈنا ڈمپل اب بدترین مصیبتوں کا شکار ہو گئی تھی۔ وہ جنگلوں میں راستہ بھٹک رہی تھی۔ اس نے راتوں کو سونا بند کر دیا تھا اور وہ لوگ دن رات جاگتے ہوئے وحشت کے عالم میں سفر کر رہے تھے۔ پتہ نہیں ایڈنا ڈمپل کی اپنی کیا حالت تھی لیکن مونی ماردین اس کی اس کیفیت سے خاص مسرور نظر آتی تھی۔ ہکنس سے اکثر اس موضوع پر اس کی گفتگو ہوتی رہتی تھی۔ ہکنس نے اس سے کہا۔

"میڈم اگر آپ مناسب سمجھیں تو اب عورت کو یہاں سے نکال لیں۔ یہاں تو یہ ساری زندگی بھٹکتی رہے گی۔ ہم کب تک اس کا پیچھا کرتے رہیں گے۔"

"اس وقت تک ہکنس جب تک یہ موت کا شکار نہ ہو جائے۔"

"اوہ ممکن ہے میڈم وہ یہاں سے نکلنا چاہتی ہو۔"

"اگر نکلنا بھی چاہتی ہے تو تمھارا کیا خیال ہے اسے نکلنے دیا جائے؟"

"میڈم! یہ آپ مناسب سمجھتی ہیں لیکن اگر آپ تنظیم کے رکن کی حیثیت سے اس کی مدد کریں تو کیا یہ بہتر نہیں ہوگا؟"

"نہیں ہکنس وہ سازشی عورت میرے ہی خلاف یہاں سازشیں کر رہی تھی۔ مجھے اس سے کوئی ہمدردی اور کوئی دلچسپی نہیں ہے اور پھر سب سے بڑی بات یہ کہ وہ تنظیم کے کسی مقصد کے تحت یہاں نہیں داخل ہوئی۔ اس میں اس کی ذاتی غرض شامل تھی۔ ویسے ہکنس اگر ہم اسے مخاطب بھی کریں تو کس انداز میں؟" مونی ماردن نے کسی خیال کے تحت اس سے پوچھا۔

"میڈم! میرا خیال ہے آپ اگر اسے زندہ رکھنا ہی چاہتی ہیں تو پھر یوں کریں کہ ہم براہِ راست اس تک پہنچ جاتے ہیں۔ اس سے یہی کہیں گے کہ جب ہمیں اس کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں ملی تو ہم اسے تلاش کرتے ہوئے یہاں تک آ گئے۔ اس طرح اس کی جان بچ سکتی ہے۔" ہکنس نے کہا اور مونی ماردین کچھ سوچنے لگی۔ ہکنس بھی تنظیم کے رکن کی حیثیت رکھتا تھا اور مونی ماردین کے بہترین معاونوں میں سے تھا۔ مونی کو آج تک اس پر کوئی شبہ تو نہیں ہو سکا تھا لیکن یہ بات سوچی جا سکتی تھی کہ اگر ایڈنا ڈمپل اس طرح سے مر جائے تو ممکن ہے ہکنس کسی وقت تنظیم کے اعلیٰ افسران کو اس سلسلے میں تفصیلات بتا دے۔ اس طرح مونی ماردین مصیبتوں کا شکار ہو سکتی تھی۔ تو کیا ہکنس کو راستے سے ہٹا دیا جائے۔ مونی ماردین نے سوچا۔ اس کے لیے یہ کام کوئی مشکل نہیں تھا لیکن فی الحال اس نے اپنے اس ارادے کو کچھ وقت کے لیے ملتوی کر دیا۔ ہکنس کو اگر قتل بھی کیا جائے تو اس انداز میں نہیں کہ دوسرے لوگوں کو اس کی موت کا صحیح اندازہ ہو جائے۔ اس کے علاوہ ہکنس کو آزمایا جا سکتا ہے۔ ممکن ہے وہ دل کا وفادار ہو۔

مونی ماردین نے ہکنس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا اور کسی گہری سوچ میں گم ہو گئی تھی۔

*

صورتِ حال اب ناقابلِ برداشت ہوتی جا رہی تھی۔ ایڈنا ڈمپل زندگی میں کبھی پریشانی کا شکار نہیں ہوئی تھی لیکن اسی وقت اس کے ذہن میں بھی طرح طرح کے وسوسے ابھرنے لگے تھے۔ جنگل سے نکلنے کا کوئی راستہ ہی نہیں ملتا تھا۔ جس طرف بھی جاتی، اسے احساس ہوتا کہ اس طرف سے آگے بڑھنے کے لیے کوئی راستہ نہیں ہے۔ اس کے ساتھی بھی اب ہراساں ہو چکے تھے۔ ایڈنا ڈمپل اگر انھیں نہ سنبھالتی تو نجانے ان کی کیا حالت ہوتی لیکن وہ بڑی ہمت سے انھیں دلاسہ دیے ہوئے تھی اور ان سے کہتی تھی کہ تھوڑی بہت دقت ضرور پیش آ رہی ہے لیکن بالآخر وہ کسی نہ کسی بستی تک پہنچنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اس کے ساتھی مایوسی سے گردن ہلا دیتے تھے۔ ایڈنا ڈمپل سے کوئی سخت بات کہنا ان کے بس کی بات نہیں تھی۔ بہرطور یوں وقت گزرتا رہا۔ وہ جنگل اور کبھی کبھی میدانوں میں سفر کرتے رہے۔ کسی بستی کے آثار دور دور تک نظر نہیں آتے تھے۔ وحشی جانوروں کی ہولناک آوازیں اب دن رات کا معمول بن گئی تھیں اور ایڈنا سوچ رہی تھی کہ زندگی کا اختتام تو مناسب نہیں۔ شیران کے لیے اس طرح زندگی کھونے کا تصور بھی نہیں کیا تھا۔ مونی ماردن کے بارے میں سوچتی تو آنکھوں میں خون اترنے لگتا۔ اس کا جی چاہتا کہ کسی طرح مونی ماردین تک پہنچ جائے اور اسے اپنے دانتوں سے چبا ڈالے۔ اسی کی وجہ سے یہ مصیبت پیش آئی تھی۔

اس شام بھی اس نے ایک میدانی علاقے میں قیام کیا تھا۔ دور دور تک چٹانیں بکھری ہوئی تھیں اور درختوں کے جھنڈ اس چھوٹے سے میدان کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھے۔ پتہ نہیں درختوں کے اس وسیع و عریض حصے میں یہ ایک چٹانی خطہ کہاں سے آ گیا تھا۔ بہرطور ایڈنا ڈمپل نے اسے بھی اپنے قیام کے لیے منتخب کیا تھا۔ بارہا اس سفر کے دوران اسے محسوس ہوا تھا کہ کچھ آہٹیں اس کا تعاقب کرتی رہی ہیں لیکن وہ ان کے بارے میں کوئی صحیح اندازہ نہیں لگا پائی تھی اور یہی سوچ کر خاموش ہو گئی تھی کہ ممکن ہے یہ اس کا وہم ہو یا پھر کچھ جنگلی جانور اُن کے آس پاس سے گزرتے ہوں تو اسے یہ احساس ہوتا ہو۔

وہ ان آہٹوں کے محرک کو ابھی تک نہیں دیکھ سکی تھی۔ اس وقت بھی وہ تھکے تھکے سے انداز میں ایک چٹان کی اوٹ لیے ہوئے تھے کہ دفعتاً اس کے ایک ساتھی نے کس قدر خوفزدہ آواز میں کہا۔

"میڈم... میڈم میں نے ایک انسانی سایہ دیکھا ہے۔ اس طرف ایک انسانی سایہ۔"

"کس طرف؟" ایڈنا ڈمپل چونک کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی رائفل سنبھال لی تھی۔

"اس طرف میڈم۔ درختوں کے اس جھنڈ کی جانب۔"

"ممکن ہے تمھیں وہم ہوا ہو۔"

"وہم...؟" اس کے ساتھی نے الجھے ہوئے سے انداز میں کہا۔

"ہاں۔ ممکن ہے یہ صرف تمھارا وہم ہو۔"

"اوہ... دیکھیے میڈم وہ دیکھیے.... وہ اسی طرف آ رہا ہے۔"

اس کے ساتھی نے کہا اور وہ اس کے اشارے کی سمت دیکھنے لگی۔ اس کا خیال درست تھا۔ درحقیقت ایک آدمی تھا جو شرابی کی طرح

رکھڑاتا ہوا اس طرف چلا آرہا تھا۔ ایڈنا ڈمپل گہری نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔ شام کی کجلاہٹیں ماحول پر پھیل چکی تھی لیکن ابھی اتنی روشنی ضرور تھی کہ وہ اس انسانی سائے کو محسوس کر سکتے۔

ایک لمحے کے لیے ایڈنا ڈمپل کی سمجھ میں نہیں آیا کہ اس کے ساتھ کیا سلوک کرے۔ آیا اسے وہیں ہلاک کر دے یا پھر قریب آنے کا موقع دے لیکن ہلاک کرنے کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ پتہ نہیں یہ کون شخص ہے۔ وہ اسے دیکھتی رہی اور پھر اس نے اسے متوجہ کرنے کے لیے ایک ہوائی فائر کیا۔ فائر کی آواز سنتے ہی سایہ زمین پر گر پڑا تھا اور اس کے بعد وہ دیر تک زمین سے نہ اُٹھا۔

"اوہ... دیکھو اسے... میرا خیال ہے وہ دہشت سے بے ہوش ہو گیا ہے۔" ایڈنا نے اپنے آدمیوں سے کہا اور وہ اس سائے کی جانب چل پڑے۔ ایڈنا وہیں ایک چٹان پر چڑھ کر رائفل ہاتھوں میں سنبھالے اس کا جائزہ لے رہی تھی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اطراف کے ماحول پر بھی نگاہ رکھی تھی۔ اس نے دیکھا کہ اس کے آدمی اس سائے کے پہنچ گئے، جھکے اور پھر انھوں نے اسے ہاتھوں میں اُٹھا لیا۔ وہ سائے کو اُٹھائے ہوئے اسی طرف لا رہے تھے۔ ایڈنا خاموشی سے ہونٹ بھینچے اس کا انتظار کرتی رہی۔ تھوڑی دیر کے بعد اس کے آدمی ایڈنا کے قریب پہنچ گئے۔ اب رات کی تاریکی پوری طرح پھیل گئی تھی اور ایڈنا اس کا چہرہ بخوبی نہیں دیکھ سکتی تھی۔ چنانچہ اس نے ٹارچ روشن کر کے بے ہوش آدمی کے چہرے پر ڈالی اور دوسرے لمحے اس کو ایک شدید جھٹکا لگا۔

یہ بیتو سار تھا۔ یقیناً یہ بیتو سار ہی تھا لیکن اس قدر خستہ حالت میں کہ یقین نہیں آتا تھا۔ بیتو سار کے بارے میں ایڈنا ڈمپل اچھی طرح جانتی تھی کہ وہ درندہ صفت انسان تھا۔ بے حد چالاک لومڑی سے زیادہ چالاک اور کسی خوفناک درندے سے زیادہ وحشی۔ اسے اس حالت میں دیکھ کر ایڈنا بُری طرح چونک گئی تھی۔ بیتو سار کا لباس تار تار تھا۔ اس کے چہرے اور ہاتھوں پر جگہ جگہ خراشیں تھیں۔ گالوں کی ہڈیاں اُبھر آئی تھیں اور ہونٹ اس طرح خشک تھے جیسے اس نے طویل عرصے سے پانی کا قطرہ بھی نہ چکھا ہو۔ ایڈنا ڈمپل نے اسے لٹانے کے لیے کہا اور پھر جلدی جلدی پانی کی بوتل نکال کر اس پر جھک گئی۔ اس نے پانی کے چند قطرے بیتو سار کا منہ کھول کر اس میں ٹپکائے اور بیتو سار کو ہوش آ گیا۔ اس نے آنکھیں کھولیں اور پھر دہشت بھری ایک چیخ مار کر جلدی سے اُٹھ گیا۔ اس کے بدن میں بجلیاں سی کوند رہی تھیں۔

ایڈنا ڈمپل نے بڑی مشکل سے اسے قابو میں کیا اور اسے آوازیں دینے لگی۔

"نہیں نہیں مار دے گا۔ وہ مجھے بھی مار دے گا۔ وہ مجھے بھی قتل کر دے گا۔ چھوڑ دو... چھوڑ دو... قتل... قتل، خون... خون..." بیتو سار چیخا اور ایڈنا ڈمپل حیران رہ گئیں۔ بیتو سار جیسے آدمی کے لیے یہ خوف بالکل ناقابلِ یقین تھا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کی مدد سے بیتو سار کو قابو میں کیا۔ اس کے منہ پر دو تین تھپڑ لگائے اور بیتو سار آہستہ آہستہ حواس میں آتا چلا گیا۔ اس نے شاید ایڈنا ڈمپل کی آواز پہچان لی تھی۔

"اوہ... میڈم... میڈم... وہ... وہ... مجھے بھی قتل کر دے گا۔ آپ یقین کریں۔ وہ مجھے بھی قتل کر دے گا۔"

"کون کس کی بات کر رہے ہو تم؟"

"مَیں... مَیں نہیں جانتا، وہ انسان نہیں ہے۔ وہ شیطان ہے میڈم... وہ شیطان ہے۔"

"بیتو تمھاری یہ کیفیت دیکھ کر مجھے سخت تعجب ہو رہا ہے۔ تم سے بڑا شیطان بھی کوئی ہو سکتا ہے؟"

"آہ... مَیں کچھ نہیں ہوں۔ مار دیا اس نے۔ اس نے میرے تمام ساتھیوں کو مار دیا۔ سب کو قتل کر دیا۔ آپ یقین کریں۔ اس نے ایک ایک کر کے سب کو قتل کر دیا۔ وہ ہمیں نہیں چھوڑے گا۔ وہ مجھے بھی نہیں چھوڑے گا۔ بھاگیے میڈم، یہاں سے بھاگ جائیے ورنہ، ورنہ وہ آپ کو بھی ہلاک کر دے گا۔" بیتو سار ایک مرتبہ پھر اُٹھنے کی کوشش کرنے لگا لیکن ایڈنا کا زوردار گھونسہ اس کے جبڑے پر پڑا اور وہ نیچے گر پڑا۔

"اگر تم ہوش میں نہ آئے تو مَیں خود تمھیں گولی مار دوں گی۔" ایڈنا غراتی ہوئی آواز میں بولی اور بیتو سار سہمی ہوئی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔ بیتو سار جیسے شخص کی یہ کیفیت ایڈنا کے لیے ناقابلِ برداشت تھی۔ وہ پاگلوں کی طرح اسے دیکھ رہی تھی اور بیتو سار کا بدن ہولے ہولے کانپ رہا تھا۔ ایڈنا نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ بیتو سار کو کچھ کھلایا پلایا جائے اور اس کے ساتھی اس کی ہدایات پر عمل کرنے لگے۔ بیتو سار ایڈنا کے قریب بیٹھ کر اس کے آدمیوں کی دی ہوئی چیزیں کھانے لگا۔ پھر شراب کے چند گھونٹوں نے اس کی کیفیت کسی حد تک بحال کر دی۔ اس نے آنکھیں بند کر کے چٹان کی پُشت سے ٹیک لگالی۔ دفعتاً وہ پھر سے چونک پڑا۔

"میڈم... میڈم پلیز۔ اپنے آدمیوں سے کہیے کہ ہوشیار رہیں۔ اُن کے پاس ہتھیار تو ہیں۔"

"ہاں۔ ہتھیار ہیں لیکن بیتو سار جب تک تم یہ نہیں بتاؤ گے کہ وہ کون لوگ ہیں جو تمھارا تعاقب کرتے رہے ہیں اور تمھارے ساتھی کس کا شکار ہوئے تب تک مَیں یا کوئی اور تمھارے لیے کیا کر سکتا ہے۔ کم از کم تم اپنے حواس بحال کر کے یہ تو بتاؤ کہ تم اب تک تھے کہاں۔ مَیں کتنے عرصے سے اس جنگل میں بھٹک رہی ہوں۔ مَیں نے تم سے سانگلی لستی کے نواح میں پہنچنے کو کہا تھا۔ یقیناً یہ سانگلی لستی کے نواح میں ہوں گے لیکن تمھارا کہیں پتہ نہیں چل سکا۔"

"آہ میڈم! میڈم مَیں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ یُوں سمجھیے کہ یہ میری زندگی کا آخری ہنگامہ ہے۔ اس کے بعد مَیں ساری زندگی کسی قابل نہیں ہو سکتا۔ میرے وہ تمام بہترین ساتھی مارے گئے جو میرے دست و بازو تھے۔ اب تو مَیں ایک بے جان بدن ہوں، لنگڑا لولا آدمی۔"

"تو پھر ٹھیک ہے۔ اگر یہ بات ہے تو مَیں تمھیں بھی زندگی کے اس بوجھ سے چھٹکارا دلائے دیتی ہوں۔" ایڈنا ڈمپل نے پستول نکال کر اس کا رُخ بیتو سار کی پیشانی کی طرف کر دیا۔ "مَیں تم جیسے بزدل کو زندہ نہیں چھوڑ سکتی۔ مَیں نے تم پر بہت بھروسہ کیا تھا۔ مَیں نے تمھارے گروہ کو اپنا معاوضہ دے کر اپنے لیے تیار کیا تھا جتنے معاوضے میں، مَیں ہزاروں آدمیوں کو اپنے لیے آمادہ کر سکتی تھی۔"

"مَیں جانتا ہوں میڈم، مَیں جانتا ہوں۔ آپ یقین کریں، حالات ایسے تھے۔ مَیں کسی روح کے چکر میں پڑ گیا ہوں۔ مَیں ان جنگلوں کو پار کر کے اس کے نواح میں پہنچ گیا تھا۔ سانگلی لستی کے قریب ہی مَیں نے قیام کیا اور پھر اپنی عادت سے مجبور ہو کر ہم نے ایک اور لستی کا رُخ کیا۔ ہم یہاں ڈاکہ ڈالنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ اس لستی کا نام ہردوئی ہے۔ ہردوئی میں پہنچ کر..."

"کیا..." ایڈنا ڈمپل بُری طرح چونک پڑی۔ شیالِن کے بارے میں بھی ہردوئی کا ہی نام لیا گیا تھا۔

"ہاں میڈم ہردوئی۔ پہنچ کر ہم نے لستی میں لوٹ مار کی۔ کچھ مکان جلائے، سامان لُوٹا اور وہاں سے دو تین لڑکیوں کو بھی اُٹھا لیا۔ اس کے بعد ہم گھوڑوں پر بیٹھ کر جب وہاں سے واپسی کے لیے چلے تو لستی کے داخلی دروازے کے پاس کسی نے ہمیں نشانے پر رکھ لیا۔" بیتو سار نے سارے واقعات ایک ہی سانس میں سنا ڈالے۔ "وہاں سے بھاگا تو کوئی ہمارے پیچھے لگا چلا آیا اور آپ یقین کریں میڈم وہ کوئی انسان نہیں تھا۔"

ایڈنا ڈمپل کے چہرے پر عجیب سے تاثرات نظر آ رہے تھے۔ چند لمحات وہ خاموشی سے بیتو سار کو دیکھتی رہی۔ پھر اس نے پوچھا۔

"تم نے اس آدمی کی ایک جھلک بھی نہیں دیکھی۔"

"نہیں مَیں نے اسے دن کی روشنی میں دیکھا لیکن فاصلہ اتنا تھا کہ مَیں اس کے خدوخال کے بارے میں کوئی اندازہ نہیں لگا سکا۔"

"کیا حلیہ۔ کیا قد و قامت تھا اس کا؟"

"انتہائی شاندار۔ وہ چھ فٹ سے کچھ نکلتا ہوا ہی تھا۔ اس لحاظ سے اس کے بدن کی چوڑائی بھی تھی۔ دُور سے دیکھنے سے بھی کوئی خوش رو جوان نظر آتا تھا۔"

"اوہ۔ اچھا، اچھا تو... تو تم نے آخری بار اسے کہاں چھوڑا تھا؟" ایڈنا ڈمپل نے دھڑکتے دل کے ساتھ پوچھا۔

"ان جنگلوں کے اس طرف مجھے یقین ہے کہ دن کی روشنی میں وہ ادھر کا رُخ ضرور کرے گا۔ وہ ضرور آئے گا میڈم! مجھے بچا لیجیے اس سے۔"

"تمھیں یہ اندازہ نہیں ہو سکا کہ وہ تمھارا دشمن کیسے بن گیا؟"

"مَیں کیسے اندازہ لگا سکتا تھا۔ اس سے کوئی بات ہوتی تو مَیں اندازہ لگاتا۔ مَیں نے چیخ چیخ کر اس سے پناہ مانگی لیکن وہ شاید میری آواز بھی نہیں سُن سکتا تھا۔ وہ کون ہے میڈم کیا آپ اس بارے میں کچھ اندازہ لگا سکتی ہیں؟"

"نہیں۔" ایڈنا ڈمپل نے جواب دیا لیکن اس کے ہونٹوں کی مسکراہٹ صاف محسوس کی جا سکتی تھی۔

***

مونی مارڈین نہایت کامیابی سے ایڈنا ڈمپل کا تعاقب کر رہی تھی۔ ڈمپل کی کیفیت بہت بہتر نہیں تھی لیکن باہمت عورت تھی۔ اس لیے مسلسل اپنا سفر جاری رکھے ہوئے تھی۔ ابھی تک اس نے ہمت نہیں ہاری تھی، اس شام بھی وہ جنگلوں کے ایک طویل اور عریض خطے کو عبور کر کے ایک ایسے میدان میں پہنچی تھی جس میں چٹانیں بکھری ہوئی تھیں۔ میدان زیادہ وسیع نہیں تھا۔ اس کے اطراف میں درختوں کے جھنڈ پھیلے ہوئے تھے۔ مونی مارڈین نے ان چٹانوں کی پُشت پر پھیلے ہوئے گھنے درختوں میں پناہ لی جن میں ایڈنا ڈمپل نے اپنا ڈیرہ جمایا تھا۔ ایڈنا ڈمپل اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہاں سے صاف نظر آ رہی تھی۔ مونی مارڈین اور کمنس ایک درخت پر نزدیک نزدیک بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے دوسرے ساتھی بھی درختوں پر چڑھ گئے تھے۔

یہ جنگلوں کے کیڑے ابھی تک کامیابی سے اپنا مشن جاری رکھے ہوئے تھے اور ایڈنا ڈمپل کو شاید ان کے قدموں کی چاپ بھی نہیں سُنائی دیتی تھی۔ اس وقت بھی جھٹپٹا پھیل چکا تھا اور اطراف کی چیزیں دُھند میں چھپ گئی تھیں۔ تاہم اتنی روشنی ضرور تھی کہ درختوں کے سائے نظر آ سکیں۔ یہ اتفاق ہی تھا کہ مونی مارڈین اُس وقت آنکھوں سے دُوربین لگائے ایڈنا ڈمپل کی کیفیت کا

جائزہ لے رہی تھی اور پھر اس نے کچھ اس قسم کی کیفیت محسوس کی جیسے ایڈنا ڈمپل کسی چیز کو دیکھ کر چونکی ہو۔ اس کے ساتھی اسے کچھ بتا رہے تھے۔

مونی ماردین کی دوربین کا زاویہ بھی ایڈنا ڈمپل کے زاویے کے ساتھ ساتھ تبدیل ہو گیا۔ اس نے ایک انسانی سایہ دیکھا تھا جو درختوں کے درمیان سے دوڑتا ہوا نکلا تھا۔ پھر وہ سایہ سامنے آیا تو ایڈنا ڈمپل نے ایک فائر کیا۔ فائر کی آواز سن کر ہکنس بھی چونک گیا۔ وہ اس صورتِ حال سے ناواقف تھا۔ اس نے متحیرانہ انداز میں مونی کی طرف دیکھا اور مونی اسے صورتِ حال سمجھانے لگی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے دوربین ہکنس کے ہاتھ میں دے دی تھی۔ ہکنس بغور اس کی طرف دیکھنے لگا۔ دونوں ہی صورتِ حال کا جائزہ لے رہے تھے۔ سایہ زمین پر گر پڑا تھا۔ شائد ڈمپل نے اسے ہلاک کر دیا تھا لیکن وہ کون تھا۔ ہکنس نے چند لمحات کے بعد دوربین مونی ماردین کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تھا۔

"میڈم... اسے ہلاک نہیں کیا گیا بلکہ شاید اسے متوجہ کرنے کے لیے فائر کیا گیا ہے۔"

"لیکن وہ کون ہے کچھ اندازہ ہوتا ہے؟"

"کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ کوئی تھائی باشندہ معلوم ہوتا ہے یا ممکن ہے جاپان یا ہانگ کانگ سے اس کا تعلق ہو۔ خدوخال واضح نہیں ہیں صرف حلیے سے میں نے اندازہ لگایا ہے۔ اوہ دیکھئے وہ لوگ اسے سنبھال کر لا رہے ہیں۔"

"ہکنس میں اس صورتِ حال کا قریب سے جائزہ لینا چاہتی ہوں۔ میں دیکھنا چاہتی ہوں یہ کون آدمی ہے۔ آؤ ہم درخت سے اتر کر اس کے قریب پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔" مونی نے کہا۔

وہ لوگ اتنی آہستگی اور دبے قدموں یہ فاصلہ طے کر کے اس چٹان پر پہنچے تھے کہ انھیں خود بھی اپنے قدموں کی چاپ نہیں سنائی دی تھی۔ چٹان کے پیچھے وہ سانس روک کر بیٹھ گئے۔ وہ اندازہ لگانا چاہتے تھے کہ آنے والا کون ہے اور کیا صورتِ حال ہے۔ اس کے بعد انھوں نے بیتوسار اور ایڈنا ڈمپل کے درمیان ہونے والی گفتگو سنی۔ مونی ماردین کی آنکھوں میں حیرت کے آثار نظر آنے لگے تھے۔ بیتوسار کے بارے میں وہ صحیح اندازہ تو نہیں لگا پائی تھی لیکن جو الفاظ اس کی سمجھ میں آئے تھے۔ اس نے ان سے ایک نتیجہ اخذ کر لیا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد صورتِ حال ذرا سی پریشان کن ہو گئی کیونکہ ایڈنا ڈمپل نے اپنے دو آدمیوں کو دو بلند چٹانوں پر پہنچا دیا۔ اس نے انھیں ہدایت کی تھی کہ اطراف میں پوری طرح نگاہ رکھی جائے اور اگر کوئی انسانی سایہ نظر آئے تو اس کے بارے میں اطلاع دی جائے اور اس کے بعد اس نے یہ بھی ہدایت کر دی تھی کہ آنے والے کو ہلاک نہ کیا جائے بلکہ خاموشی سے اس کی نگرانی کی جائے اور اس وقت تک کوئی قدم نہ اٹھایا جائے جب تک ایڈنا اس کی ہدایت نہ دے۔

بیتوسار نے اس پر اعتراض بھی کیا تھا لیکن ایڈنا ڈمپل نے کہا کہ وہ مطمئن رہے۔ دراصل وہ دیکھنا چاہتی ہے . . . . . کہ وہ کون ہے جس نے بیتوسار جیسے شخص کی یہ حالت کر ڈالی ہے۔

مونی ماردین اور ہکنس اصل صورتِ حال سے کسی قدر الجھ گئے کیونکہ جس جگہ ایڈنا ڈمپل کے آدمی پہرہ دینے کے لیے مستعد ہو گئے تھے۔ وہ ایسی تھی کہ وہاں سے ان لوگوں کو بھی دیکھا جا سکتا تھا بشرطیکہ یہ لوگ اپنی جگہ چھوڑنے کی کوشش کرتے۔ چنانچہ ایک طرح سے وہ اس جگہ قید ہو کر رہ گئے تھے۔ ہاں انھیں اس کا یقین تھا کہ اگر وہ یہاں سے نکلنے کی کوشش نہ کریں اور خاموشی سے صورتِ حال کا جائزہ لیں تو شاید ان لوگوں کو اتنے قریب کسی کی موجودگی کا احساس نہیں ہو سکتا۔ بہرطور اس صورتِ حال سے نمٹنے کا ایک ہی طریقہ تھا کہ وہ خاموشی سے وقت گزرنے کا انتظار کریں اور آنے والے لمحات پر نگاہ رکھیں کہ کیا ہوتا ہے۔ مونی نے ہکنس کے کان میں سرگوشی کر کے اسے یہ ہدایت کر دی کہ وہ خاموشی سے حالات کا جائزہ لے اور ہکنس نے اثبات میں گردن ہلا دی۔ وقت گزرتا رہا۔ ایڈنا ڈمپل اور بیتوسار کی گفتگو کرنے کی آوازیں یہاں انھیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔ بہت ہی مختصر فاصلہ تھا۔ بس جس چٹان کے دوسری طرف یہ دونوں تھے اس کے سامنے یہ لوگ موجود تھے۔ چنانچہ یہاں سے بیتوسار اور ایڈنا ڈمپل کے درمیان ہونے والی گفتگو صاف سنائی دیتی تھی۔ مونی ماردین نے بیتوسار کی زبانی جو کچھ سنا تھا، اسے سن کر مونی ماردین کی کیفیت بھی کچھ بدل سی گئی تھی۔ بیتوسار جس جانب اشارہ کر رہا تھا، اس سے تو یہی اندازہ ہوتا تھا کہ اس کا حریف شیران تھا۔ اس نے جو انداز اور جو حلیہ بتایا تھا۔ وہ شیران ہی سے ملتا جلتا تھا اور مونی ماردین کے علاوہ کوئی اور یہ بات کیسے جان سکتا تھا کہ شیران ہڑدوئی میں موجود ہے۔

بہرطور مونی ماردین اس وجہ سے بھی یہاں سے نہیں ہٹنا چاہتی تھی کہ اگر شیران اس طرف آ ہی نکلتا تو پھر اس کا تحفظ فوری طور پر ضروری ہو جائے گا وہ شیران کو ایڈنا کے ہاتھ نہیں لگنے دینا چاہتی تھی اور اس کا یہی منصوبہ تھا کہ اگر صورتِ حال ناگزیر ہو جائے تو پھر ایڈنا ڈمپل کو اس دنیا سے رخصت کر دینا ہی مناسب ہو گا۔

اتنے طویل وقت تک اس انداز میں سانس روک کر بیٹھے رہنا معمولی بات نہیں تھی۔ اگر ایڈنا ڈمپل اور بیتوسار کی آوازیں

نہ سنائی دیتیں تو یقیناً یہ وقت بہت کٹھن ہو جاتا ان لوگوں کے لیے لیکن مونی ماردین اور ہکنس، ایڈنا ڈمپل اور میتوسار کے درمیان ہونے والی گفتگو سے کافی دلچسپی محسوس کر رہے تھے۔ ایڈنا ڈمپل میتوسار کو طعنے دے رہی تھی اور ان لوگوں کو یہ بات معلوم ہو چکی تھی کہ میتوسار بنگال کا ایک خطرناک غنڈہ ہے۔ یہ اپنے گروہ کے ساتھ ڈمپل کے اشارے پر کام کرنے کے لیے یہاں داخل ہوا تھا اور پھر اس نے ڈاکہ زنی کرتے ہوئے ہردوئی پر حملہ کیا تھا جس کے نتیجے میں وہ اپنی زندگی کے سب سے بڑے خسارے سے دوچار ہو گیا تھا۔ مونی ماردین کو اب اس بارے میں کوئی شبہ نہیں رہا تھا کہ میتوسار کو شکار کرنے والا شیران ہی تھا۔

میتوسار کو خیال بھی نہ ہوگا کہ ہردوئی بستی میں، معصوم لوگوں کی اس آبادی میں ایک ایسا خطرناک شخص بھی موجود ہے جو اگر اس کی راہ پر لگ گیا تو پھر اسے موت کے سوا کچھ اور حاصل نہ ہوگا اور ایسا ہی ہوا تھا۔ مونی ماردین کے دل میں شیران کے لیے کچھ اور محبت اور وقعت پیدا ہو گئی تھی۔ شیران جیسی شخصیت اتنی ہلکی نہیں ہے کہ ایڈنا ڈمپل اسے اپنی ملکیت بنانے کے بارے میں سوچے۔ مونی ماردین کو ایک غرور کا سا احساس ہو رہا تھا۔ شیران وہ تھا جس نے اس سے یگانگت اور محبت کا اظہار کیا تھا۔ رات کا پہلا پہر ختم ہونے والا تھا کہ دفعتاً ہکنس نے مونی ماردین کے کان میں سرگوشی کی۔

"میڈم کچھ تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں۔ وہ دونوں آدمی نیچے اتر آئے ہیں اور اب وہ سب سرگوشیاں کر رہے ہیں۔"

"اوہ۔ اس کا مقصد ہے کہ کچھ ہوا ہے۔ سنبھلو ہکنس سنبھلو!"

"ہمیں کیا کرنا ہوگا میڈم؟"

"کچھ نہیں بس خاموشی سے حالات کا تجزیہ کرتے رہو۔ اگر شیران کی زندگی کو کوئی خطرہ پیش آیا تو پھر ہم اس سے نمٹ لیں گے۔" مونی ماردین نے کہا۔

"شیران...؟" ہکنس چونک پڑا۔

"اوہ ہاں ہکنس وہ شیران ہی ہو سکتا ہے جس نے میتوسار کو اس حالت میں پہنچایا ہے۔"

"اوہ مائی گاڈ۔ آپ واقعی درست کہتی ہیں۔ شیران ہردوئی ہی میں تو تھا۔ یقیناً یقیناً ایسی ہی بات ہے میڈم۔" ہکنس نے کہا اور پھر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر تاریکی میں دیکھنے۔ انھوں نے محسوس کر لیا کہ کوئی نہ کوئی خاص بات ضرور ہے۔

دفعتاً تھوڑے ہی فاصلے پر ایک چھوٹا سا دھماکہ ہوا جیسے کوئی پتھر پھینکا جائے اور میتوسار کے حلق سے دہشت زدہ آواز نکل گئی۔

"وہ... وہ آگیا... وہ آگیا مجھے بچاؤ۔ مجھے بچاؤ۔" اس نے مضطربانہ انداز میں کہا اور اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا۔ ایڈنا ڈمپل نے اسے دبوچ کر بٹھانے کی کوشش کی لیکن میتوسار اچھل کر بھاگا۔

"وہ... وہ مجھے ہلاک کر دے گا۔" اس نے ایک طرف دوڑ لگائی اور دوسرے لمحے دو شعلے یکے بعد دیگرے چمکے۔ اس کے ساتھ ہی دو دھماکے ہوئے۔ میتوسار کی دلخراش کراہ رات کے سناٹے میں اتنی ہولناک محسوس ہوئی کہ ایک لمحے کے لیے مونی ماردین کو بھی جھرجھری آگئی۔

دوسرے لمحے اس نے ایڈنا ڈمپل کی آواز سنی: "گولی مت چلانا... گولی مت چلانا۔ میں... ڈمپل ہوں۔ شیران گولی مت چلانا۔" اس کے ساتھ ہی اس نے ایک طاقتور روشنی والی ٹارچ روشن کی اور اس طرف روشنی ڈالنے لگی جدھر سے گولی چلائی گئی تھی لیکن دوسرے لمحے ایک اور فائر ہوا اور ایڈنا ڈمپل کی چیخ نکل گئی اور ٹارچ کا شیشہ نکل گیا اور وہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر دور جا پڑی۔ پتہ نہیں، وہ خود بھی زخمی ہوئی تھی یا نہیں۔

دوسرے لمحے اس کے دونوں ساتھی بدحواسی کے انداز میں باہر نکلے اور انھوں نے اس ٹیلے کی طرف گولیاں برسانا شروع کر دیں۔ یہ بدحواسی اس تصور کے ساتھ تھی کہ کہیں ایڈنا ڈمپل ہلاک نہ ہو گئی ہو لیکن ان کی یہ بدحواسی ان کی موت کا سبب بن گئی۔ انھوں نے دوسری طرف کا خیال نہیں رکھا تھا۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ دوسری طرف جو شخص موجود ہے، وہ کتنی خوفناک فطرت کا مالک ہے۔ ان کی دل خراش چیخیں فضا میں ابھریں اور ایڈنا ڈمپل ایک بار پھر چیخ پڑی۔

مونی ماردین بدستور مسکراتی رہی۔ ہر چند کہ یہ کھیل ہولناک تھا لیکن اسے اس میں لطف آ رہا تھا۔ وہ اتنی دلچسپ سچویشن کی متوقع نہیں تھی۔ ہکنس نے کچھ کہنے کی کوشش کی لیکن اس نے ہکنس کا شانہ دبا کر خاموش کرا دیا اور دوسری جانب متوجہ ہو گئی۔

ایڈنا ڈمپل اب اپنی جگہ سے نکل آئی تھی۔ وہ اپنی زندگی داؤ پر لگانے پر تل گئی تھی۔ مسلسل شیران کو آوازیں دے رہی تھی: "شیران... شیران میں ڈمپل ہوں، میں ایڈنا ہوں۔ گولی مت چلانا شیران، گولی مت چلانا۔" اس نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا رکھے تھے۔ تب ہکنس خاموش نہ رہ سکا۔ اس نے آہستہ سے مونی ماردین کے کان میں کہا۔

"میڈم اسے یہ یقین کیوں ہے کہ وہ شیران ہی ہے؟"

"یہ یقین تو مجھے بھی ہے ہکنس۔" مونی ماردین نے عجیب سے لہجے میں کہا۔

"میں نہیں سمجھا میڈم...؟"

"جس انداز میں اس نے ان سب کا خاتمہ کر ڈالا ہے۔ اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ شیران ہے۔"

دوسری طرف وہ شخص جو اب تک ان پر گولیاں برساتا رہا تھا اپنی جگہ سے نکل آیا تھا۔ ایڈنا ڈمپل نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کر دیے تھے تاکہ آنے والے کو اس کی نیت پر کوئی شبہہ نہ ہو سکے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ ایڈنا ڈمپل کے قریب پہنچ گیا۔

"آہ مجھے یقین تھا۔ مجھے یقین تھا۔ یہ تم ہی ہو۔ یہ تم ہی ہو سکتے ہو شیران۔ مجھے سو فیصدی یقین تھا کہ یہ تم ہی ہو شیران مجھے پہچانو، میں ایڈنا ہوں۔ ایڈنا ڈمپل...!"

"کیا... تو...؟" آواز شیران ہی کی تھی۔ مونی ماردین نے ذرا سا اپنا سر ابھارا اور اسے دیکھنے لگی۔

"تو کون ہے؟" شیران نے سوال کیا۔

"ایڈنا... ایڈ... ایڈ... ایڈنا... ایڈ... ایڈ..." ایڈنا ڈمپل کی آواز بند ہو گئی۔ دفعتاً اسے یاد آیا تھا کہ شیران سے وہ ایڈنا ڈمپل کی حیثیت سے متعارف نہیں تھی بلکہ وہ تو اسے ایلا کی حیثیت سے جانتا تھا اور ایڈنا ڈمپل اب تک اسے ایڈنا ایڈنا کہہ کر اپنے بارے میں بتاتی رہی تھی۔ اس غلطی کا احساس کر کے اس کی زبان بند ہو گئی تھی۔ مونی ماردین اور ہکنس نہیں سمجھ سکے تھے کہ ایڈنا ڈمپل کی یہ کیفیت کیوں ہوئی ہے۔ وہ ساکت و جامد کھڑی رہی تھی۔ شیران اس کے نزدیک پہنچ گیا تھا۔

"ایلا یہ تو ہی ہے نا؟" شیران کی آواز ابھری۔

"ہاں شیران یہ میں ہی ہوں۔ یہ میں ہی ہوں۔"

"اوہ... لیکن تو ان جنگلوں میں کیا کر رہی ہے۔ تو اپنی خانقاہ چھوڑ کر یہاں کیسے آگئی ایلا؟" شیران نے متحیرانہ انداز میں کہا۔

"شیران، شیران تم نے میرے کئی ساتھیوں کو ہلاک کر دیا۔ تم نے مجھے تباہی سے دوچار کر دیا شیران، میں تمھاری ہی تلاش میں ان جنگلوں میں بھٹک رہی تھی۔ میں تمھیں تلاش کرتی پھر رہی تھی شیران، میں... میں تمھیں...!"

"تیرے ساتھی... کون تھے تیرے ساتھی۔ کیا وہ جن کا پیچھا کرتا ہوا میں یہاں تک پہنچا ہوں؟"

"ہاں، وہ میرے ساتھی تھے۔ میتوسار اور اس کے آدمی... اور پھر میرے یہ آدمی جنھیں تم نے ابھی ابھی ہلاک کر دیا۔ میری آواز تو سن لی ہوتی شیران۔ تم نے... تم نے یہاں مجھے ان ویرانوں میں بالکل تنہا کر دیا ہے۔"

"ایلا بلکہ ابھی تو نے اپنا نام کچھ اور بتایا تھا۔ کیا نام بتایا تھا تو نے ابھی اپنا...؟"

"ایڈنا ڈمپل... یہ میرا اصل نام ہے، عرفِ عام میں۔ میں ایلا کہلاتی ہوں۔"

"اچھا اچھا عرفِ عام بھی تھی تو...؟ خانقاہ میں بھلا کون آتا ہوگا؟ تو تو وہاں گیان حاصل کر رہی تھی۔ تو تو وہاں ترکِ دنیا کر کے آ بیٹھی تھی ایلا... پھر عرفِ عام میں تجھے ایلا کہنے والا کون تھا۔ یا تو نے اپنا نام ایڈنا ڈمپل سے بدل کر ایلا کیوں رکھ لیا تھا۔"

"بیٹھ جاؤ شیران بیٹھ جاؤ۔ میں ابھی اس ذہنی جھٹکے سے سنبھل نہیں پائی ہوں جو تم نے مجھے پہنچایا ہے۔" ایڈنا بولی۔

"ایک ذہنی جھٹکا تو تو نے بھی مجھے دیا ہے ایلا۔"

"کیا شیران؟"

"تو تو ایک بزرگ تھی، ایک راہبہ تھی، ایک پیش گو تھی۔ دنیا کے آنے والے حالات بتاتی تھی اور گزرے ہوئے حالات کے بارے میں بتا کر تو نے مجھے بھی حیران کر دیا تھا لیکن در پردہ کیا تو ڈاکو تھی؟ کیا اس خانقاہ میں تو اس لیے چھپی بیٹھی تھی کہ تیرے ساتھی قرب و جوار میں ڈاکے ڈالیں اور اپنی لوٹی ہوئی دولت جمع کر کے تیرے پاس لے آئیں۔ بول ایلا کیا تو ان ڈاکوؤں کی سردار تھی؟"

"نہیں شیران نہیں، میتوسار بے وقوف تھا۔ وہ ایک بے وقوف شخصیت کا مالک تھا۔ یہ ڈاکہ زنی اس نے اپنی مرضی سے کی تھی۔ میں تو تیری تلاش میں بھٹکتی ہوئی اس کے ساتھ یہاں تک آئی تھی۔ میں نے تو اسے اس کام پر مامور کیا تھا کہ ان جنگلوں میں اور اس کی آس پاس کی بستیوں میں تجھے تلاش کرے۔ پتہ نہیں کہاں کہاں سے تیرا پتہ لگاتی ہوئی یہاں تک پہنچی تھی شیران... لیکن تو نے... تو نے میرے تمام ساتھیوں کو قتل کر دیا۔"

"ایلا، بلکہ معزز راہبہ تیرے یہ ساتھی اس بستی میں ڈاکا ڈال رہے تھے۔ انھوں نے بستی میں کئی مکانوں کو، کئی جھونپڑوں کو آگ لگا دی۔ بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور پھر کچھ لڑکیوں کو اٹھا کر گھوڑوں پر ڈالا اور پھر وہاں سے چل پڑے۔ میں کئی دن سے اس بستی میں تھا۔ بستی والوں نے میرے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا تھا۔ وہ مجھے ایک دیوتا کا درجہ دیتے تھے اور ہر طرح سے میری خدمت میں لگے ہوئے تھے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ میں نے اطراف کے چند جنگلی جانور ہلاک کر ڈالے تھے۔ بس اتنی سی بات تھی جس کا احسان انھوں نے اس قدر مانا کہ مجھے دنیا کی ہر ضرورت سے بے نیاز کر دیا... تو ایلا وحشی جانوروں کا شکاری وحشی جانوروں کو کیسے چھوڑ سکتا تھا۔ تیرے ساتھیوں

نے گھوڑوں پر سوار ہو کر وہاں ڈاکا زنی کی۔ یہی کام تو جنگلی جانور بھی کرتے تھے۔ سو میں نے انھیں بھی اسی طرح مار دیا۔ اسے اور اس کے ساتھیوں کو میں نے بہت طویل تعاقب کر کے ختم کیا ہے۔ ذرا دیکھوں تو اس کتے کی لاش کہاں ہے، جو بچتا ہوا یہاں تک پہنچ گیا تھا۔ شیران نے کہا اور پھر ادھر اُدھر نگاہیں دوڑانے لگا۔ پھر بیتو سار کی لاش اسے نظر آگئی اور وہ اس کے قریب پہنچ کر اسے دیکھنے لگا۔

"خوب خوب یہ کتا، یہ چھوٹے سے قد کا گدھا شیران کے مقابل تھا لیکن کوئی بات نہیں، میں نے بھی اسے اس کی پسند کی موت دی ہے۔ میں نے اسے بیشتر مواقع دیے کہ زیادہ سے زیادہ دُور بھاگ جائے لیکن یہ نہ بھاگ سکا۔ جنگلی درندوں کا پیچھا کر کے جب تک ان کا شکار نہ کیا جائے، مزہ نہیں آتا۔ ایک جگہ کھڑے ہوئے درندے کو تو کوئی بھی ہلاک کر سکتا ہے۔ لطف تو یہ ہے کہ اسے آزاد چھوڑ دو اور پھر اس کا تعاقب کرو۔ اس کے بعد دیکھو کہ اس کے اندر کتنی ہمت ہے کتنی قوت ہے۔ کتنا دوڑ سکتا ہے وہ۔" شیران نے کہا اور وحشیانہ انداز میں ہنسنے لگا۔

مونی ماروین کے بدن میں جھرجھریاں سی دوڑ رہی تھیں... ایڈنا ڈمیل اسے عجیب سی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔ پھر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"تو مل گیا شیران، اب مجھے کوئی فکر نہیں ہے۔ اب مجھے کوئی پروا نہیں ہے۔ یہ سب مر گئے، مر جائیں۔ انھیں مرنا ہی تھا۔ بس تو میرے پاس موجود ہے۔ مجھے تیرے وجود کے علاوہ کسی اور چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ بس اب تو مجھے مل گیا شیران۔ میں تجھ سے بہت کچھ کہنا چاہتی ہوں۔"

"کہہ نا... کہہ نا... ہاں کھانے پینے کو کچھ ہے تیرے پاس؟" شیران نے پوچھا۔

"ہاں ہاں کیوں نہیں۔ دوں...؟" ایڈنا ڈمیل نے پوچھا۔

"ہاں جو کچھ ہے مجھے دے، بھوکا ہوں میں۔ صرف کچے گوشت پر گزارا کرتا رہا ہوں۔"

"کچا گوشت؟"

"ہاں ہاں مجھ سے فضول باتیں مت کر۔ تو ایلا نہیں ایڈنا ڈمیل ہے اور سن اب میرے دل میں تیری وہ عزت نہیں ہے جو ایلا کی حیثیت سے تھی۔"

"شیران میں تجھے سب کچھ بتا دوں گی، سب کچھ اور ایک بار پھر تم میری عزت کرنے لگو گے لیکن شرط یہی ہے کہ میرے تمام باتیں سن لینا اور اس پر یقین کر لینا۔"

"اچھا اب باتیں نہ بنا مجھے کھانے کو دے۔" شیران نے کہا اور ایڈنا ڈمیل اپنا سامان کھولنے لگی۔ مونی ماروین اور رکمس گھبرے سلنس لے کر چٹان سے ٹک گئے تھے۔ ان کی آنکھیں اور کان اب بھی اُسی طرف لگے ہوئے تھے۔ دونوں شیران کو کھاتے دیکھتے رہے۔ ایڈنا ڈمیل تھکے تھکے انداز میں ایک چٹان پر بیٹھ گئی تھی۔ وہ بھی خاموشی سے شیران کو دیکھ رہی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد شیران فارغ ہو گیا۔

"اور کچھ دوں...؟" ایڈنا نے پوچھا اور شیران چونک کر اسے دیکھنے لگا۔ پھر اس کی آواز اُبھری۔

"ایلا... تو... تو بہت خوبصورت ہے۔ تو۔ عام عورتوں سے بالکل مختلف۔ میں نے پہلے تجھ پر غور و خوض نہیں کیا تھا۔"

"میں... میں تمھیں اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہتی ہوں شیران۔ میں تاحیات تمھارا قرب چاہتی ہوں۔"

"تاحیات...؟" شیران آہستہ سے بولا اور پھر زور سے ہنس پڑا۔ "تاحیات، ہاں میں اس کے لیے تیار ہوں۔ تو نے مجھ سے پوچھا تھا نا کہ کچھ اور چاہیے؟"

"ہاں شیران۔"

"تو اب مجھے تیری ضرورت ہے ایلا۔ کئی دن سے پریشان پھر رہا ہوں، بھوکا پیاسا۔ اب مجھے ایلا درکار ہے۔"

"شیران..." ایڈنا ڈمیل کی آواز میں خوف تھا۔

"ہاں... ہاں تو بھی تو مجھے پسند کرتی ہے۔"

"اس کا مطلب ہے کہ... کہ تم مجھے ختم کر دینا چاہتے ہو۔ اس کا مطلب ہے شیران۔ تم مجھے وہ حیثیت نہیں دینا چاہتے، جو میں چاہتی ہوں۔"

"کیا مطلب مقدس راہبہ؟" شیران مضحکہ اڑانے والے انداز میں بولا۔

"مجھے علم ہے شیران۔ تم عورت کو ایک کتیا کا مقام دیتے ہو۔ تمھاری نگاہ میں اپنی عورت کا تصور بہت بلند ہے۔ تم ایک بلند حیثیت اس عورت کو دو گے جو تمھارے معیار کی ہو گی اور باقی عورتیں تمھارے نزدیک ایک عام حیثیت رکھتی ہیں۔ تم نے ان تمام عورتوں کو ہلاک کر دیا ہے جو کسی جذبے کے تحت یا تمھاری وقتی کیفیت کے تحت تمھارے نزدیک آگئی ہے۔ کیا میں غلط کہہ رہی ہوں؟"

"نہیں... بالکل سچ کہا تو نے۔"

"تو پھر میری کیا حیثیت ہے؟"

"تو نے ابھی کہا تھا کہ تو تاحیات میرا قرب چاہتی ہے۔ بے فکر رہ۔ تیری حیات بھی لمحاتی ہے۔ میرا قرب حاصل کرنے کی

آرزو دل میں لے کر اس دنیا سے رخصت نہ ہو۔ تو تاحیات میرے پاس رہے گی۔ یہ دوسری بات ہے کہ تیری حیات رات کے دوسرے پہر تک ہو۔" شیران نے کہا اور ہنس پڑا۔

"کیا بکواس کر رہے ہو شیران؟" ایڈنا دہاڑی۔

"سن کتیا۔ مجھے یاد نہیں کہ میں نے کسی ایسے انسان کو کبھی معاف کیا ہو جس نے ایک بار بھی مجھے دھوکا دیا ہو۔ ہاں تو یقین کر اس کی موت میری زندگی کا مسلک بن جاتی ہے۔"

"میں نے تجھے کب دھوکا دیا شیران؟" ایڈنا رو دینے والے انداز میں بولی۔

"کیا نام ہے تیرا؟"

"مم... میرا نام... میرا نام... کیوں نام پوچھ رہے ہو میرا...؟"

"ایلا... یا ایڈنا ڈمیل، جواب دے۔"

"میں تمھیں اس بارے میں بتا چکی ہوں۔"

"تو راہبہ ہے، تارک الدنیا... اور تو مجھے بانگ کانگ کیوں لے گئی تھی میرے دشمنوں سے ملاقات کرانے کے لیے اور اس کے بعد۔ اس کے بعد اے مقدس راہبہ تو نے مجھے لوٹی قبیلے کے اس گدھے کے حوالے کس لیے کیا تھا، احمق عورت۔ کچھ دیر کے بعد سہی لیکن تیری اصلیت کھل کر سامنے آہی گئی اور تو ان لوگوں میں شامل ہو گئی جنھیں شیران اپنی فہرست میں درج کر لیتا ہے۔ تو اتفاق سے یہاں مل گئی ایلا ورنہ میں تجھے تلاش ضرور کرتا اور پھر ہلاک کر دیتا اور اب بھی میں تجھے ہلاک کر دوں گا۔ موت سے قبل اگر تیری اپنی خواہش ہو تو شیران تجھے اس وقت نہیں ٹھکرائے گا۔ ایک مرنے والے انسان کی آخری آرزو پوری کرنا انسان کا فرض ہے۔"

"شیران...!" ایڈنا کی آواز میں جھلاہٹ تھی۔ "تو بے حد مغرور انسان ہے۔"

"تیرے تصور سے کہیں زیادہ ایڈنا۔ فیصلہ کر۔ بول کیا ارادہ ہے تیرا؟" شیران نے کہا۔

"میرا ارادہ خطرناک بھی ہو سکتا ہے شیران۔ مجھے ہدایت ملی تھی کہ... لیکن میں تجھے نہیں بتا سکتی۔ بس شیران، میں تیری زندگی کی خواہاں ہوں۔ میرے سینے میں ایک ایسا راز چھپا ہوا ہے جو میں تجھے بتا دوں تو تو خوش ہو جائے گا۔ اس راز کا جاننا تیرے لیے بہت ضروری ہے اور یہ راز تجھے صرف مجھ سے معلوم ہو سکتا ہے۔"

"راز...؟" شیران پھر ہنس پڑا۔ "جتنے راز میری زندگی سے وابستہ ہیں ایڈنا ڈمیل یا ایلا۔ وہ مجھے معلوم ہے اور جو مجھے نہیں معلوم مجھے ان سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ میری ذات سے جو راز وابستہ ہوتے ہیں وہ خود بخود کھل جاتے ہیں میرے سامنے۔"

"تب پھر جہنم میں جا۔ مجھے تجھ سے اتنی دلچسپی بھی نہیں ہے۔ تو مونی ماروین سے عشق کرتا ہے نا؟"

"کون مونی ماروین؟"

"وہ جو ان ایلاوتی بنی ہوئی ہے۔"

"اوہ... اس کے بھی دو نام ہیں؟"

"تو میری بات سن لے۔ تو اسے بھی نہیں اپنا سکے گا۔ میں تجھ سے مایوس ہو گئی ہوں مگر تو مجھے اپنا لیتا تو میں ساری دنیا سے بغاوت کر سکتی تھی لیکن اب بیکار ہے۔ میں چاہتی تو تجھے ختم بھی کر سکتی تھی لیکن نہیں، میں یہ کام کروں، کوئی اور ہی کیوں نہ کرے۔ ان کی خواہش کیوں نہ پوری ہو جو... جو..." ڈمیل خاموش ہو گئی۔ وہ غیر محسوس انداز میں اپنے دونوں ہاتھ پیچھے لے گئی تھی۔

"تو مجھے ختم کرے گی ایلا۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ ایک عورت کیسے مجھے ہلاک کر سکتی ہے۔ ورنہ دوسری شکل میں... دوسری شکل میں..." شیران نے دفعتاً پستول نکال لیا۔

... لیکن اس سے قبل کہ وہ ایڈنا ڈمیل پر فائر کرتا، دفعتاً ایک زوردار دھماکہ ہوا۔ ایڈنا ڈمیل نے کوئی چیز پشت پر ہاتھ موڑ کر نکال لی تھی اور پھرتی سے اسے پھینک دیا تھا۔ دھماکے کے ساتھ ہی اس نے اُلٹی قلابازی کھائی اور پھر برق رفتاری سے ایک طرف چھلانگ لگا دی۔ یہ سب کچھ اس قدر اچانک ہوا تھا کہ مونی ماروین اور رکمس بھی خود کو نہ سنبھال پائے۔ دھماکے نے ان کے اعصاب کشیدہ کر دیے تھے۔ ان کے کان سن ہو گئے تھے اور آنکھوں میں چکا چوند پیدا ہو گئی تھی۔ انھیں نہیں معلوم تھا کہ شیران کا کیا حشر ہوا۔

مونی ماروین اور رکمس کو اس بات کا قطعی اندازہ نہیں تھا کہ یہاں ان حالات میں بھی ایڈنا ڈمیل کے پاس ایسی کوئی چیز ہو گی جو اس طرح کا دھماکا پیدا کر کے صورتِ حال کو اچانک تبدیل کر دے۔ وہ خود بھی ایسی کسی حرکت کے لیے تیار نہیں تھے اور ان دونوں کے درمیان ہونے والی گفتگو میں بُری طرح محو تھے۔ اس لیے دھماکے نے ان کے اعصاب کشیدہ کر دیے۔ ایک لمحے کے لیے وہ سوچنے سمجھنے کی قوت کھو بیٹھے تھے۔ انھیں اندازہ نہیں ہو سکا تھا کہ اس دھماکے کے کیا نتائج ہوئے۔ آیا شیران ہلاک یا زخمی ہو گیا، یا بچ گیا۔ دھوئیں کے کثیف بادل دھماکے کے ساتھ بلند ہوئے اور سامنے کا ماحول چند لمحات کے لیے اس دھوئیں کی آغوش میں گم ہو گیا تھا۔ ہوا زیادہ تیز نہیں تھی لیکن کھلی فضا تھی اس لیے دھواں جلد ہی منتشر ہو گیا اور

جب یہ بادل چھٹے تو انھوں نے شیران کو دیکھا۔ وہ آنکھیں مل رہا تھا۔ اس کے کھڑے ہونے کے انداز سے پتہ چل رہا تھا کہ وہ زخمی نہیں ہوا ہے ہاں یہ صورتِ حال اس کے لیے بھی اتنی ہی غیر متوقع تھی جتنی ان لوگوں کے لیے۔ اس لیے وہ بھی اعصابی کشیدگی کا شکار ہو گیا تھا اور ایک لمحے کے لیے گم صم رہ گیا تھا۔ اس بات سے مونی مارڈین نے اندازہ لگایا کہ ڈمپل نے جو بم پھینکا تھا وہ صرف دھماکا کرنے والا تھا اور یہ بم اسی لیے پھینکا گیا تھا کہ وہ دھوئیں کی چادر میں گم ہو جائے اور ایسا ہی ہوا تھا۔ دھواں چھٹا تو ایڈنا وہاں موجود نہیں تھی۔ شیران سنبھل چکا تھا۔

... اور اس کی عقابی نگاہیں دُور دُور تک کا جائزہ لے رہی تھیں پھر انھوں نے اُسے ایک سمت چھلانگ لگاتے دیکھا۔ بہت دُور۔ کافی فاصلے پر درختوں کے قریب ان لوگوں نے بھی ایک سایہ سا دیکھا تھا جو آن کی آن میں درختوں کی آڑ میں گم ہو گیا۔ شیران اس سائے کو دیکھ کر اس کی طرف لپکا تھا۔ مونی مارڈین نے ایک گہری سانس لی اور ہکسن کی طرف دیکھنے لگی۔ ہکسن بھی اب اعصابی کھنچاؤ سے آزاد ہو گیا تھا۔ اُس نے بھرّائی ہوئی آواز میں کہا "یہ کیا ہوا میڈم؟"

"جو کچھ ہوا ہمارے حق میں بہت بہتر ہوا۔" مونی مارڈین گہری سانس لے کر بولی۔

"ہمارے حق میں بہتر ہوا؟" ہکسن نے تعجب سے پوچھا۔

"ہاں بہت بہتر۔ ہماری خوش بختی تھی کہ شیران کو درختوں کے قریب وہ سایہ نظر آ گیا۔ اگر اُسے اس طرف شبہ نہ ہوتا تو وہ آس پاس ایڈنا ڈمپل کو تلاش کرتا بلکہ اصولی طور پر اُسے اسی طرف آنا چاہیے تھا۔ جہاں ہم اس وقت موجود ہیں۔ ایسی حالت میں جب کہ ہم اس کی نگاہوں سے بچنے کے لیے کوئی فوری عمل بھی نہیں کر سکتے تھے، کیا ہم اس کی نگاہ میں نہ آ جاتے۔ کیا اُسے اندازہ ہو جاتا کہ ہم اس ڈرامے کے خاموش تماشائی ہیں اور اس کے نتائج کا اندازہ کر رہے ہیں۔ کوئی فوری جواز بھی پیش نہیں کیا جا سکتا تھا۔ بڑی مشکل پیش آ جاتی۔

"اوہ۔ آپ کا خیال درست ہے میڈم۔"

شکر ہے ایڈنا نے اُس طرف سے نکل جانے کا فیصلہ کیا۔ وہ ہمیں بھی دیکھ سکتی تھی۔

"لیکن میں شدید حیران ہوں میڈم۔" ہکسن نے کہا۔

"کس بات پر؟"

"یہ دھماکہ کتنا اچانک تھا۔ کون کہہ سکتا تھا کہ ان حالات میں بھی ڈمپل کے پاس ایسی کوئی چیز ہو سکتی ہے۔" ہکسن کی اس بات پر مونی مارڈین کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ ہکسن نے یہ مسکراہٹ دیکھی تو تعجب سے بولا۔ "میں نے کوئی غلط بات کہی ہے میڈم؟"

"ڈمپل بہت بڑی تنظیم کی رُکن ہے ہکسن۔ اس کے بارے میں اتنے معمولی انداز میں سوچنا حماقت ہے۔ تم جانتے ہو کہ وہ ایک خطرناک علاقے کو کنٹرول کر رہی ہے۔"

"سوری میڈم۔ آپ کا خیال درست ہے۔" ہکسن آہستہ سے بولا۔ غالباً سوچ رہا تھا کہ میڈم آپ بھی تو اسی تنظیم کی رُکن ہیں، آپ بھی تو ایک بڑے علاقے کو کنٹرول کر رہی ہیں۔ ۔ ۔ آپ کے پاس اس وقت کیا ہے؟ لیکن ظاہر ہے وہ یہ سوال نہیں کر سکتا تھا۔ مونی مارڈین کسی قدر شکست ہو گئی تھی۔ اس کے انداز سے تھکن کا سا اظہار ہو رہا تھا۔ ہکسن چند لمحوں تک خاموش رہا، غالباً وہ مونی مارڈین کے کچھ بولنے کا انتظار کر رہا تھا، اس کے علاوہ شاید اُسے یہ بھی حیرت تھی کہ اس ہنگامہ خیزی کے باوجود مونی مارڈین کے انداز میں سکون پایا جاتا تھا، وہ شیران کا تعاقب کرنے کے لیے مضطرب نہیں تھی اور اُسے یہ پریشانی نہیں تھی کہ جنگل میں داخل ہونے کے بعد کہیں شیران اور ایڈنا ڈمپل کا تصادم کوئی خطرناک شکل اختیار نہ کر لے صحیح بات تو یہ تھی کہ ہکسن کو مونی مارڈین کے بارے میں بھی کوئی اندازہ نہیں تھا، ایک بہت بڑے ملک کی فرستادہ یہ عورت جس انداز میں اتنے بڑے علاقے پر رانی ایماوتی کی حیثیت سے چھائی ہوئی تھی، وہ معمولی بات نہیں تھی اُس کا اتنا رعب و دبدبہ تھا کہ کبھی اُس کے خلاف اس علاقے میں کوئی سازش نہیں ہوئی تھی، وہ صحیح معنوں میں ان علاقوں کی بے تاج ملکہ تھی، بعض اوقات تو ہکسن جیسے چالاک آدمی کو بھی اس عورت کے بارے میں کوئی اندازہ نہیں ہو پاتا تھا کہ وہ کس انداز میں سوچ رہی ہے۔

چند لمحات اسی طرح گزر گئے، پھر مونی مارڈین جیسے خود کو مخاطب کرتے ہوئے بولی "یہ چند باتیں اس وقت بڑی دلچسپ ہوئی ہیں، ہکسن! ایڈنا ڈمپل ایسی کوئی حرکت نہ کرتی، اگر اُسے ذرا بھی اس بات کا اندازہ ہوتا کہ شیران کس طور پر پھسل سکتا ہے۔ چالاک عورت ہے، شیران کے انداز اور اس کی گفتگو سے سمجھ گئی تھی کہ کسی طور اس کی دال نہیں گل سکتی، اس پتھر میں جونک لگنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، بڑی مشکل سے وہ شیران تک پہنچی تھی، اس طرح یہاں سے کبھی نہ بھاگتی۔ اگر اُسے ایک فیصد بھی اس بات کا امکان ہوتا کہ وہ شیران کو رام کر لے گی اور میں دعوے سے کہتی ہوں، ہکسن کہ اگر وہ چند لمحات اور شیران کے سامنے رہ جاتی تو شیران اُسے ہلاک کر دیتا، وہ اسی قسم کا آدمی ہے۔"

"واقعی میڈم پہاڑوں کا یہ وحشی آدمی میری سمجھ میں بھی نہیں آیا۔"

"اوہ ہکسن، اس کے بارے میں اس انداز سے گفتگو مت

کرو، وہ بہت عمدہ شخصیت کا مالک ہے، بڑی دلچسپ چیز ہے وہ، تم اس کے بارے میں دُوسرے طریقے سے غور کرو تو تمھیں بھی اس کی شخصیت پُر لطف معلوم ہو گی، لیکن ایڈنا ڈمپل کم بخت ایک دردسری میرے لیے بھی چھوڑ گئی ہے۔"

"وہ کیا میڈم؟" ہکسن نے پوچھا۔

"شیران مجھ پر اعتبار کرتا ہے، وہ یہ سُن کر کتنا حیران ہوا تھا کہ میری کوئی دوہری شخصیت بھی ہے، ایڈنا ڈمپل کمبخت اُسے میری حقیقت سے آگاہ کر گئی۔"

"ہاں، لیکن یہ کوئی مشکل بات نہیں ہو گی میڈم! اب جب بھی آپ کی شیران سے ملاقات ہو، تو کسی بھی انداز میں آپ یہ بات اُس کے سامنے واضح کر دیں کہ آپ مونی مارڈین بھی ہیں۔"

"میں یہی سوچ رہی تھی، یقیناً ایسا کرنا ہو گا، اُس کے سوال سے پہلے مجھے اپنے بارے میں بتانا ہو گا، ورنہ صُورتِ حال بگڑ جائے گی۔ وہ کسی سے بددل ہو جاتا ہے تو تا زندگی اس پر اعتبار نہیں کرتا۔"

"ایک ذاتی سا سوال کروں میڈم، آپ ناراض تو نہیں ہوں گی؟"

"نہیں، ہکسن! اس وقت جو حالات پیش آئے ہیں وہ غیر متوقع اور کسی قدر تشویشناک تھے، لیکن ان سے میں جس قدر خوش ہوں بیان نہیں کر سکتی، مجھے اپنی حقیقت معلوم ہو گئی ہے، مجھے یہ احساس ہو گیا ہے کہ جس شخص کو میں نے ہمیشہ کے لیے اپنی زندگی میں شامل کرنے کا فیصلہ کیا ہے وہ بہت بڑی شخصیت کا مالک ہے، وہ معمولی آدمی نہیں ہے اور مجھے اپنے اس فیصلے پر کبھی تردد نہیں ہو گا۔" مونی مارڈین نے جواب دیا۔

"بس میڈم، یہی معلوم کرنا چاہتا تھا کہ آپ واقعی شیران سے اس قدر متاثر ہو گئی ہیں، دراصل میں نے آپ کی شخصیت میں کبھی یہ لچک نہیں پائی تھی، میں نے تو ہمیشہ یہی سوچا تھا کہ کوئی بھی مرد، رانی ایماوتی کو متاثر نہیں کر سکتا۔" ہکسن نے کہا۔

"تم مجھے انسانی فطرت سے الگ کر رہے ہو ہکسن!"

"نہیں میڈم، آپ واقعی انسانی فطرت سے الگ ہیں۔ آپ وہ نہیں ہیں جو عام لوگ ہوتے ہیں۔"

"ہُوں، شاید تمھارا خیال درست ہو۔"

"شاید نہیں، بلکہ واقعی درست ہے، میڈم! اب دیکھیے نا شیران، ایڈنا ڈمپل کے پیچھے دوڑا گیا ہے، ڈمپل جانتی ہے کہ اب شیران سے چھٹکارا اس کے لیے ممکن نہیں ہے چنانچہ وہ اپنی زندگی بچانے کے لیے شیران کو قتل کرنے کی کوشش کر سکتی ہے۔ اور جیسا کہ آپ بتا چکی ہیں کہ وہ جس بڑے ملک کی فرستادہ ہے وہ کسی عام عورت پر بھروسہ نہیں کرتا، تو کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ شیران اُس کے ہاتھوں نقصان اُٹھا جائے۔"

"نہیں ہکسن، شیران کو کوئی خطرہ نہیں ہے، بے فکر رہو اگر ایسی بات ہوتی تو میں اپنی زندگی کی بازی لگا کر اُس کی جان کا تحفظ کرتی، لیکن اعتماد بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔ میں جانتی ہوں کہ شیران کو ایڈنا ڈمپل کے ہاتھوں کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا، یہ دُوسری بات ہے کہ جب وہ، ہرن پورہ میں داخل ہو تو ایڈنا ڈمپل کی لاش اس کے گھوڑے کی پشت پر رکھی ہو۔ مونی مارڈین کے لہجے میں اس قدر اعتماد تھا کہ ہکسن متعجبانہ انداز میں اُسے دیکھنے لگا۔ اُس نے کہا۔

"آپ زیادہ بہتر سمجھتی ہیں میڈم، اب کیا پروگرام ہے؟"

"جو کچھ ہونا تھا وہ میری نگاہوں کے سامنے ہو گیا، جو کچھ میں سُننا چاہتی تھی، وہ میں نے اپنے کانوں سے سُن لیا، چنانچہ اب ان جنگلوں میں بھٹکتے رہنا ہمارے لیے بے مقصد ہے تاہم میں چاہتی ہوں ہکسن کہ تم کچھ اور آدمیوں کو ساتھ لے آؤ اور ان جنگلوں میں اُس وقت تک شیران پر نگاہ رکھو، جب تک شیران، ہرن پورہ واپسی کا فیصلہ نہ کر لے، اگر واقعی اُسے کوئی خطرناک صورتِ حال پیش آ جائے تو تم اس سلسلے میں اس کی مدد کر سکتے ہو۔" مونی مارڈین نے کہا۔

"بہتر میڈم! میں آپ کی ہدایت پر عمل کروں گا، لیکن میرے ذہن میں ایک اور بات تھی۔ اگر ہم شیران کو ساتھ لے لیتے تو زیادہ اچھا ہوتا۔"

"نہیں وہ غائب نہیں ہو گا، اور یہ بات مناسب نہیں ہو گی، وہ ہمارے ساتھ نہیں جائے گا، کیونکہ ڈمپل بچ نکلی ہے۔ وہ اس کا تعاقب کرتا رہے گا، مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ہے کہ آئندہ کے حالات کیا ہوتے ہیں، ہاں ایک بات میں تمھیں ضرور بتانا پسند کرتی ہوں، وہ یہ کہ ان واقعات کی اطلاع عام نہ ہو پائے، اگر محل میں کسی اور شخص کی زبانی میں نے یہ سب کچھ سُن لیا تو اس کا ذمے دار میں تمھیں قرار دوں گی ہکسن!" مونی مارڈین نے کہا اور ہکسن نے گردن جھکا دی۔

"ایسا ہی ہو گا میڈم، آپ مطمئن رہیے، ہکسن کبھی آپ کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچائے گا۔"

"شکریہ ہکسن، آؤ یہاں سے واپس چلتے ہیں، تم انتظامات کرنے کے بعد پھر ان جنگلوں میں پھیل جاؤ اور میں واپس ہرن پورہ چلی جاؤں گی۔"

"ایڈنا ڈیسل کے بارے میں کیا حکم ہے، میڈم!" اگر وہ ہمیں مل جائے تو کیا ہم؟"

"نہیں نہیں، اس کے ساتھ کوئی بہتر سلوک کرنے کی ضرورت نہیں، ویسے وہ کہیں نہیں جائے گی، زندہ رہی تو میرے پاس ہی پہنچے گی۔ شیران اس کے بس کی بات نہیں ہے، یہ میں دعوے سے کہہ سکتی ہوں" مرقی ماروین نے کہا اور رکسن نے گردن جھکا دی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ وہاں سے واپسی کا سفر کر رہے تھے۔

★★

جب وہ درختوں میں داخل ہوا تو دُور دُور تک کسی کا پتہ نہیں تھا۔ ویسے شیران نے اُسے بہت دُور سے دیکھا تھا لیکن اُسے یقین تھا کہ وہ ایڈنا ڈیسل کے علاوہ اور کوئی نہ تھا۔ شیران کی آنکھوں میں خون اُترا ہوا تھا۔ ایڈنا ڈیسل نے اُسے دھوکا دیا تھا اور ایک طرح سے موت کے مُنہ میں دھکیل دیا تھا۔ وہ اُسے مسلسل بے وقوف بناتی رہی تھی۔ اس کے بارے میں معلومات حاصل کر کے اس پر اپنے روشن ضمیر ہونے کا رُعب جماتی رہی تھی۔ لیکن درحقیقت وہ فراڈ تھی اور اس وقت بھی اُس نے شیران کی آتش غضب کو بھڑکا دیا تھا۔ اگر ڈیسل یہ حرکت نہ کرتی تو یقیناً وہ اس پر گولی چلا دیتا اور نتیجے میں وہ ماری جاتی لیکن شیران کو اس بات پر بھی غصہ تھا کہ اُس نے جان بچانے کی کوشش کیوں کی؟ اور اب وہ اسے درختوں کے درمیان تلاش کر رہا تھا۔ درخت کافی گھنے تھے اور ان میں کسی ایک انسان کی تلاش آسان کام نہیں تھا۔ لیکن وہ جنون کے عالم میں بڑھتا رہا۔ وقت آہستہ آہستہ گزر رہا تھا اور شیران جنگلوں میں نہ جانے کتنا سفر طے کر چکا تھا پھر جب شام جھکی تو وہ چونک پڑا۔ اُسے احساس بھی نہیں ہوا تھا کہ وہ کتنی دُور نکل آیا ہے۔ وہ رُک گیا۔

"ٹھیک ہے بدبخت! تُو ان جنگلوں سے نکل کر کہاں جائے گی؟ زندہ رہی تو میں تمہیں ضرور تلاش کر لوں گا۔ اُس نے اطراف میں نگاہ دوڑائی، پرندے گھونسلوں کی طرف واپس جا رہے تھے۔ ان کی آوازیں جنگل میں گونج رہی تھیں۔ درختوں پر بندر اُچھل کود مچانے بڑھ رہے تھے۔ وہ رُک کر ماحول کا جائزہ لینے لگا۔ اب مزید آگے بڑھنا مناسب نہیں ہے۔ قیام کے لیے کوئی جگہ تلاش کی جائے واپسی کا سفر کسی طور ممکن نہیں تھا اور اس کا کوئی فائدہ بھی نہیں تھا۔ اس نے درختوں ہی کے ایک جھنڈ میں پناہ گاہ تلاش کر لی۔

رات ہو گئی، وہ ایڈنا ڈیسل کے بارے میں سوچتا رہا۔ بھوک بھی لگ رہی تھی لیکن کھانے پینے کی کوئی چیز پاس نہیں تھی۔ اس کے ذہن میں جھلاہٹ اُبھر آئی "یہ کیفیت تیری ہی وجہ سے ہوئی ہے۔ دیکھ لوں گا تجھے، اچھی طرح۔ پھر وہ سونے کے لیے لیٹ گیا۔ اطراف میں اب بھی سرسراہٹیں اُبھر رہی تھیں۔ رات کے شکاری، شکار کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے تھے لیکن اُسے کسی چیز کی پروا نہیں تھی وہ گہری نیند سو گیا۔

--- اور پھر صبح ہی کو وہ بیدار ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا۔ وہ تھوڑی دیر تک اپنی جگہ کھڑا صورتِ حال کا جائزہ لیتا رہا پھر آگے بڑھ گیا۔ بھوک لگ رہی تھی اور اُسے پھل دار درختوں کی تلاش تھی۔ اس کے ساتھ ہی اُسے ایڈنا ڈیسل یاد آ رہی تھی۔ اگر وہ اس جنگل سے نکل گئی تو رُوپوش ہو جائے گی۔ اس کے بعد اس کا نشان بھی نہیں ملے گا لیکن پھر کسی خیال کے تحت بے اختیار اُس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ ڈیسل! میرے دُشمنوں کی تقدیر بہت خراب ہوتی ہے۔ قسمت کبھی نہ کبھی اُنھیں گھیر گھار کر میرے سامنے لے آتی ہے جیسے سدھارتھی، خود بخود مجھ تک پہنچ گئی تھی۔ تُو بھی کبھی نہ کبھی میرے سامنے آ ہی جائے گی۔ وہ چلتا رہا۔ جنگل میں درختوں کی بہتات تھی لیکن کوئی درخت پھل دار نہیں تھا۔ اُس کا غصہ بڑھتا رہا۔ بھوک نے اُسے چڑچڑا کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ دوپہر ہو گئی۔ موسم معتدل تھا۔ درختوں سے ہوا ٹکرا کر چل رہی تھی لیکن اس وقت اُسے کوئی چیز اچھی نہیں لگ رہی تھی۔

جاری ہے

اِس دلچسپ داستان کے بقیہ واقعات تیسرے حصّہ میں ملاحظہ فرمائیں